تشرف بخدمتہ

حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

TM-383072

کنزالودود

اردو شرح

سنن ابوداؤد

تشرف بخدمته

حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

کنزالودود اردو شرح سنن ابو داؤد

جلد: اول

تشرف بخدمتہ: .... حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

طبع اول: .... ۲۵ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ بمطابق ۳ مئی ۲۰۱۶

باہتمام: .... ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ)، بی ۲۳۲، گلشن اقبال بلاک ۶، نزد ڈسکو بیکری کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاھداء

میرے تو آپ ہی سب کچھ ہیں اے رحمت عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے

ساری تعریفیں اس خالق کائینات کے لئے جس نے اس عالم رنگ و بو کو طرح طرح سے مزین کیا اور کروڑہا کروڑ درود ہوں اس رحمت والے آقا ﷺ کی ذاتِ بالا صفات پر جو ہم بے کسوں، غم کے ماروں، دکھیاروں کا واحد سہارا ہیں۔ اللہ جل جلالہ کی دی ہوئی توفیق اور فخر کائینات، شاہِ موجودات ﷺ کی نظر کرم کا صدقہ ہے کہ **"ادارہ فیضانِ رضا"** نے اس خدمت **"کنزالودود"** کو سرانجام دیا۔ ہم اللہ رب العزت کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دعا گو ہیں کہ اللہ عزوجل اس خدمت کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرما کر اس پر اجر عظیم سے مالا مال فرمائے۔ ہم اس پر مرتب ہونیوالے اجر و ثواب کو مکی مدنی آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے وسیلے سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، جمیع بزرگان دین اور تمام سلاسل کے صوفیاء و اولیاء، بلخصوص شہنشاہِ بغداد سیدنا حضورِ غوث پاک قدس سرہ العزیز کی بارگاہ مقدسہ، اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ، اور دورِ حاضر کے عظیم دینی رہنما، عاشق رسول مولانا محمد الیاس قادری صاحب مد ظلہ العالی اور ان تمام مومنین و مومنات جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک اور تا قیام قیامت تک پیدا ہونگے سب کو اس اجر و ثواب سے مالا مال کر دے، اس ادارے سے وابسطہ جملہ احباب جو اس خدمت کو قارئین تک پہنچانے میں ادارے کے معاون و مددگار بنے، اللہ عزوجل سب کے نامۂ اعمال میں ہدیۂ ثواب پہنچائے، اور مزید اخلاص کی دولت سے مالا مال کرتے ہوئے باقی مجلدات پر جلد از جلد کام مکمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور مزید قابل صلاحیت افرادی قوت سے ادارے کو مالا مال فرمائے۔ اللہ عزوجل اہلسنت کی تمام چھوٹی بڑی دینی درس گاہوں اور اداروں کی حفاظت فرمائے۔

توجہ کیجیے!

رضائے الٰہی عزوجل کو پیش نظر رکھتے ہوئے، دین کی سربلندی اور علمائے اہل حق تک قیمتی مواد در باب **"کنزالودود اردو شرح سنن ابوداؤد"** کو پہنچانے کے لیے نہایت توجہ کے ساتھ شرح لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود ہمیں دعویٰ کمال نہیں، لہذا جو خوبی نظر آئے وہ ہمارے بزرگوں کا فیضان سمجھ کر قبول فرمائیں اور اس میں جو خامی ہو وہاں ہماری غیر ارادی کوتاہی کو دخل ہے۔

کلماتِ تشکر

آج ۲۰۱۴-۶-۲۱، بمطابق ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ، بروز ہفتہ ہے، اللہ جل جلالہ کا بے حد و بیشمار فضل و احسان ہے "ادارہ فیضان رضا" کے تحت اس عظیم خدمت کی توفیق عطا فرمائی، اور "عطائین اردو شرح تفسیرِ جلالین" کی تکمیل کے فوراً بعد ہی مجھے "کنز الودود اردو شرح سنن ابو داؤد" لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ موجودہ دور میں اردو شروحات کا رواج عام ہوتا جارہا ہے اور کیوں نہ ہو، کیونکہ آج کے مادہ پرستی اور افراتفری کے اِس دور میں سب ہی مصروف اور بے حد مصروف دکھائی دیتے ہیں، گویا کہ دین کے اصل اثاثے کو علمی ذوق رکھنے والوں تک پہنچانے کے لئے آسانی کرنا مقصود ہے اور اسی ضمن میں شروحات لکھنے کا آغاز ہوا اور ترقی کرتا ۔جہاں تک سنن ابوداؤد کی شرح لکھنے کا تعلق ہے تو اِس کا ارادہ اُسی وقت کر لیا تھا جب میں نے سن ۲۰۱۳ء میں حج کی سعادت حاصل کی تھی، اِن دنوں عطائین کی پانچویں جلد کا کام تقریباً مکمل ہونے کو تھا لہذا سید عالم ﷺ بارگاہ میں تکمیل عطائین اور آغاز شرح ابوداؤ کی دعا کی اور حدیث پر کام کرنے کی اجازت بھی حاصل کر لی تاکہ مزید برکتیں شامل ہو جائیں۔ ابتدائی طور پر کچھ دشواری ہوئی جیسا کہ ہر نئے کام کے آغاز میں عموماً ہوا کرتی ہے ،بعد میں ذہن بنتا گیا اور راہیں بھی کھلتی رہیں، جہاں تک خصوصیات کا تعلق ہے کہ زیر نظر کتاب کی خصوصیات کیا ہے؟ تو اس کے لئے ہم نے الگ سے عنوان "کنز الودود شرح سنن ابوداؤد کی خصوصیات" کے نام سے قائم کر دیا ہے۔اس کتاب کے حواشی کی مناسبت سے میری معلومات کے مطابق جو عربی اردو شروح لکھی گئیں، ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ شرح سنن ابوداؤد۔۔۔ علامہ بدرالدین عینی حنفی، (۲)۔۔۔ فتح الودود شرح ابوداؤد۔۔۔ شیخ ابوالحسن سندھی، (۳)۔۔۔ عون المعبود شرح سنن ابوداؤد۔۔۔ علامہ ابوطیب محمد شمس الحق المعظم آبادی، (۴)۔۔۔ المنہل العذب المورود شرح سنن ابوداؤد۔۔۔ امام مجدد محمود خطاب سبکی مصری، (۵)۔۔۔ معالم السنن۔۔۔ امام احمد خطابی، (۶)۔۔۔ تغلیق التعلیق علی سنن ابوداؤد۔۔۔ علی بن ابراہیم بن سعود عجین، (۷)۔۔۔ مرقاۃ الصعود علی سنن ابو داؤد۔۔۔ علامہ سیوطی شافعی، (۸)۔۔۔ العد المورود فی حواشی سنن ابوداؤد۔۔۔ العظیم المندری، (۷)۔۔۔ بزل المجہود شرح سنن ابوداؤد۔۔۔ سہارنپوری، حافظ شمس الدین سخاوی مخطوط، (۹)۔۔۔ ختم ابوداؤد۔۔۔ جعفر بن ادریس کتانی، (۱۰)۔۔۔ ضعیف سنن ابو داؤد۔۔۔ البانی، (۱۱)۔۔۔ الدر المنضود اردو شرح سنن ابوداؤد۔۔۔ مولانا محمد عاقل صدر المدرسین مظاہر العلوم، (۱۲)۔۔۔ فلاح وبہبود اردو شرح سنن ابوداؤد۔۔۔ مولانا محمد حنیف گنگوہی۔

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین واز کی الصلوٰت واطیب التسلیمات واسنی لتحیات علی حبیبہ المعظم ونبیہ المکرم سیّد ولد آدم مولانا محمد ﷺ المبعوث رحمۃ للعالمین قائد الغر المحجلین وعلی الہ الطیبین واصحابہ الطاہرین المکرمین اللھم ایاك نعبد وایاك نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ امین بجاہ سید المرسلین الاولین والاخرین۔

اللہ عزوجل کی حمد وثناء اور سید عالم ﷺ کی تعریف وتوصیف ودرود شریف کے بعد زیر نظر کتاب "کنز الودود شرح سنن ابوداؤد" رب کریم عزوجل کے فضل واحسان اور سید عالم ﷺ کی نگاہ کرم کی بدولت قبولیت کی امید قوی کرتا ہوں، متذکرہ کتاب جن خصائص کی حامل ہے اُس کا تذکرہ عنوان کے ساتھ قائم کردیا گیا ہے۔تاہم چند بنیادی امور کا ذکر یہاں کرنا مناسب خیال ہوتا ہے تاکہ قارئین پڑھتے وقت دشواری کے بجائے آسانی در آسانی محسوس کریں۔ہم نے سنن ابوداؤد کی احادیث کا ترجمہ کرنے کے سلسلے میں "حضرت مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری" کے ترجمے سے خاص طور پر اور دیگر علماء اہل سنت کے تراجم سے عمومی اعتبار سے گاہے بگاہے مدد حاصل کی ہے۔ متن ابوداؤد کو اگرچہ شاملہ سے کاپی کیا ہے تاہم رسم الخط کو پاکستان میں رائج رسم الخط کی شکل کا بنانے کے لئے "مکتبہ رحمانیہ" کی چھپی ہوئی سنن ابوداؤد سے تقابل کیا ہے۔ حل لغات کا اکثر کام "شرح سنن ابوداؤد للعینی" سے حل کیا ہے لیکن بعض اوقات "دارالفکر بیروت" کے نسخے میں موجود حواشی سے بھی مدد لی ہے اور کہیں کہیں "فتح الودود شرح سنن ابوداؤد" سے بھی اکتساب فیض کیا ہے۔رجال کا مکمل کام "شرح سنن ابوداؤد للعینی" سے کیا ہے لیکن گنتی کے چند مقامات ایسے ہونگے جن کے رجال کے لئے "عمدۃ القاری" کا سہارا لیا گیا ہے، یاد رہے کہ جس طرح شرح کا کام آگے بڑھتا جائے گا رجال کے کام میں دیگر مجلدات میں کمی ہونا شروع ہوتی جائے گی کیونکہ ایک ہی راوی کے بارے میں بار بار بیان کرنا جب کہ موجودہ دور میں اہل علم حضرات بھی رجال پر خاص توجہ دیتے نظر نہیں آتے لہذا ایک راوی کے حوالے سے ایک ہی مرتبہ کلام ہوگا۔ایک عنوان یہ بھی قائم کیا گیا ہے کہ مثلا "حدیث نمبر ا کے مستفاد مسائل"، چنانچہ اس طرح کے عنوان کے تحت بھی شرح سنن ابوداؤد للعینی سے ہی مدد حاصل کی گئی ہے۔ باقی شرح کا کام باحوالہ ہے اور اغلاط سے بچنے کے لئے تراجم کا کام کرنے کے بعد عربی عبارتوں سے تقابل کیا گیا ہے تاکہ غلطی کے امکان کو کم سے کم کیا جاسکے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں: فان النسیان من خصائص الانسانیۃ، والخطاء والزلل من شعائر الآدمیۃ واستغفر اللہ مستعیذا بہ یعنی بھول جانا انسان کے خصائص میں سے ہے اور خطا کرنا اور لغزش کھانا آدمی کی علامات ہیں اور اللہ ہی کی ذات سے استغفار طلب کی جاتی ہے۔

مزید آگے فرمایا: ویابی الله العصمة لکتاب غیر کتابه الله عزوجل سوائے قرآن مجید کے ہر کتاب کی عصمت کا انکار فرماتا ہے۔

علامہ شامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے اپنی کتاب قرآن مجید کے سوا کسی اور کتاب کے لئے عصمت کو مقرر نہیں کیا یا کسی اور کتاب کی عصمت پر راضی نہیں ہے، یہ صرف اسی کتاب کی شان ہے جس کے حق میں فرماتا ہے: ﴿لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه (حم سجدة:۴۲)﴾۔ پس قرآن مجید کے سوا دوسری کتابوں میں لغزشیں اور خطائیں واقع ہوتی ہیں، کیونکہ وہ انسان کی تصنیفات ہیں اور لغزش وخطا کرنا انسان کی سرشت میں داخل ہے۔ علامہ عبد العزیز بخاری نے اصول بزدوی کی شرح میں لکھا ہے کہ: "البویطی" نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ امام شافعی کہتے ہیں: میں نے یہ کتاب صحف وصواب کو چھوڑ کر نہیں لکھی تاہم اس میں کتاب اللہ اور سنت رسول سے ہٹ کر کوئی بات ضرور ہو گی، اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں اختلاف پاتے (النساء:۸۲)﴾۔ لہٰذا تمہیں اس کتاب میں جو بات کتاب اللہ اور سنت رسول کے خلاف ملے اُسے چھوڑ دو کیونکہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف رجوع کرنے والا ہوں، مزنی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کی کتاب: "الرسالة" اُن کے سامنے اسّی مرتبہ پڑھی لیکن ہر بار امام شافعی کسی نہ کسی خطا کی جانب مطلع ہوئے، بالآخر امام شافعی نے فرمایا: "چھوڑ دو، اللہ عزوجل نے انکار فرمایا ہے کہ اُس کی کتاب کے سوا اور کوئی کتاب صحیح ہو"۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، تقدیم المؤلف حول البسملة، ج۱، ص۹۷ وغیرہ)

شیخ سلیمان الجمل لکھتے ہیں: جب امام جلال الدین محلی نے پندرہ پاروں کا کام مکمل کر لیا تو دعا فرمائی: "فرحم الله امرا نظر بعین الانصاف الیه: ووقف فیه علی خطاء فاطلعنی علیه یعنی اللہ اُس شخص پر رحم فرمائے جو اُسے بنظرِ انصاف دیکھے اور اس میں موجود خامی کی جانب میری توجہ دلائے"۔

حمدت الله ربی اذ هدانی... لما ابدیت مع عجزی وضعفی

فمن لی بالخطا فارد عنه... ومن لی بالقبول ولو بحرف

میں اپنے رب عزوجل کی حمد کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے راہ دکھائی، میرے عجز وکمزوری کے باوجود جب میں نے اس تالیف کی ابتداء کی، تو کون ذمہ داری لے گا مجھ پر میری خطا ظاہر کرنے کی کہ میں اُس کو درست کروں اور کون ہے جو مجھے خوشخبری سنائے گا اس تالیف کے عند اللہ مقبول ہونے کی اگرچہ ایک ہی حرف ہو۔

(الجمل، تحت آیت الاسراء:۱۱۱، ج۴، ص۳۸۰)

ضرورت حدیث

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لقد کان لکم فیهم رسول الله اسوة حسنة تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے (الممتحنة:۶)﴾، بغیر اسوۂ رسول کے قرآن پر عمل ممکن نہیں، چنانچہ قرآن کو اول

سے آخر تک پڑھ لیں کہیں یہ نہیں ملتا کہ پانچ نمازیں کن اوقات میں کس ترتیب کے ساتھ اور کن ارکان کو ادا کرتے ہوئے پڑھنی ہیں، روزہ کن ظاہری اور باطنی شرائط کے ساتھ رکھنا ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی کا مفصل بیان ہو یا حج کے ارکان و مناسک، الغرض تمام فرائض کی تفصیلی معلومات اور ادائیگی کا طریقہ کار احادیث سے ہی ملتا ہے۔ اگر احادیث نہ ہوں تو فرائض پر عمل کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔

حجیتِ حدیث

احادیث کو حجت قرار نہ دیا جائے تو بے شمار آیات قرآنی پر نہ صرف عمل ناممکن بلکہ بعض صورتوں میں انکار بھی لازم آئے گا، چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی (ال عمران: ۳۲)﴾، ﴿ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا جو رسول تمہیں دیں اُسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اُس سے باز آجاؤ (الحشر: ۷)﴾، ﴿قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ (ال عمران: ۳۱)﴾، ﴿ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایتہ ویز کیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین واخرین منھم لما یلحقوا بھم وہی ہے جس نے اِن اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ اِن پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں (الجمعۃ: ۲تا۳)﴾، ﴿وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یادگار اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کردو جو انکی طرف اترا (النحل: ۴۴)﴾، ﴿ویعلمھم الکتب والحکمۃ اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے (ال عمران: ۱۶۴)﴾۔

اب ان ساری آیات قرآنیہ کو سامنے رکھ کر سوچیں کہ اگر سید عالم ﷺ کی احادیث حجت نہ ہوتیں تو پھر بعد کے لوگوں کے لئے جنہوں نے سید عالم ﷺ کے ظاہری زمانے کو نہ پایا، ان کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ نیز ان آیات کا صدق کیسے ظاہر ہوگا۔ جن چیزوں کو سید عالم ﷺ نے حلال و حرام کیا، جن پرندوں اور حشرات الارض کو حرام کیا، اُن کا بیان فقط احادیثِ طیبہ ہی میں ملتا ہے چنانچہ اگر احادیث طیبہ کو چھوڑ دیا جائے تو پھر شریعت اسلامیہ کے کئی احکامات کی معلومات کے حصول کا دروازہ بند ہوجائے گا۔ قرآن کے نفسِ مضمون کو سمجھنے کے لئے بھی حدیث کی ضرورت پڑتی ہے، مثلاً فلاں واقعہ کب، کہاں، کس وقت، کس پیرائے میں رونما ہوا، شانِ نزول، آیات کا ترتب کن کن پر ہوا، فلاں آیت کافر، منافق، مومن الغرض کئی حوالے سے وضاحت کے میدان میں حدیث کی مرہون منت ہوتی ہے۔

تدوین حدیث

تدوین حدیث کے ضمن میں درج ذیل حوالاجات پیش خدمت ہیں:

*۔۔۔ فتح مکہ کے دن سید عالم ﷺ نے طویل خطبہ ارشاد فرمایا، یمن کے ایک شخص جس کا نام ابو شاہ بتایا جاتا ہے ،اس نے کہا: "اکتب لی یارسول الله یعنی میرے لئے سید عالم ﷺ کا خطبہ لکھ دو، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اکتبوا لابی فلاں یعنی فلاں شخص کے لئے خطبہ لکھ دو"، قریش کے ایک شخص نے کہا کہ سوائے اذخر گھاس کے، کیونکہ اِسے ہم نے اپنے گھروں کی چھتوں اور قبروں کے لئے مختص کر لیا ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا : "سوائے اذخر کے، سوائے اذخر کے"۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم ،باب :کتابة العلم، رقم:۱۱۲،ص ۲۴)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں کہ قریش کے وہ شخص حضرت عباس بن عبدالمطلب تھے، قاضی عیاض کہتے ہیں کہ سلف میں سے صحابہ وتابعین علم کی باتوں کو کتابوں میں لکھنے اور احادیث کی تدوین کو ناپسند کرتے تھے، انہیں میں سے ایک قول ابو سعید کا بھی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سید عالم ﷺ سے کتابت کرنے کی اجازت طلب کی لیکن سید عالم ﷺ نے ہمیں اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے ہمیں کسی بھی چیز کے لکھنے سے منع فرمایا اور یہ ممانعت اس لئے ہو سکتی ہے کہ مبادا کہیں قرآن کی کتابت کرنے میں لغزش ہو جائے۔ پھر احادیث کے لکھنے کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اجازت مرحمت فرمائی۔

(عمدة القاری، کتاب العلم، باب:کتابة العلم، رقم:۱۱۲،ج۲،ص ۲۳۵)

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری شخص نے سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں اپنے حافظے کی شکایت کی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اپنے ہاتھ کی مدد حاصل کر لیا کر یعنی لکھ لیا کر"۔

(سنن الترمذی، ابواب العلم، باب:ما جاء فی الرخصة فیه،رقم:۲٦۷۵،ص ٦۷٦)

*۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حفاظت کے پیش نظر سید عالم ﷺ کی ہر بات لکھ لیا کرتا تھا، پس بعض قریش نے مجھے منع کیا اور کہا: تم سید عالم ﷺ کی ہر بات سن کر لکھ لیتے ہو حالانکہ وہ بھی ایک بشر ہیں، کبھی ناراض تو کبھی خوش ہوتے ہیں، یہ سن کر میں نے لکھنا ترک کر دیا، جب سید عالم ﷺ سے میں نے اس واقعہ کا ذکر کیا تو اپنی انگلی سے دھن اقدس کی جانب اشارہ کر کے فرمایا: "لکھا کرو، قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب العلم، باب:فی کتاب العلم، رقم:۳٦۴٦،ص ٦۸۵)

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے اصحاب میں سے مجھ سے زیادہ کسی کے پاس حضور ﷺ کی احادیث محفوظ نہ تھیں مگر عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے، کیونکہ وہ احادیث لکھ لیتے تھے اور میں نہ لکھتا تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب کتابۃ العلم، رقم:۱۱۳، ص۲۴)

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ حدیث کے حوالے سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے میرا ہاتھ (عمرو بن امیہ) کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور ہمیں (احادیث) کی کتابیں دکھائیں اور کہا: دیکھو وہ حدیث میرے پاس لکھی ہوئی ہے۔ (فتح الباری، کتاب العلم، باب: کتابۃ العلم، رقم:۱۱۳، ج۱، ص۲۷۶)

اس تمام بحث کے بعد بھی اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ احادیث کی تدوین کے کام کا آغاز سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے ڈھائی سو سال بعد ہوا، تو حماقت کے سوا کچھ نہ کہا جائے گا، اس لئے کہ احادیث کی حفاظت، تدوین اور کتابت میں سید عالم ﷺ کی حیات ظاہری سے لیکر تبع تابعین کے دور تک مکمل تسلسل کے ساتھ کام ہوتا رہا ہے۔ اور زیر نظر شرح بھی اسی خدمت کے پیش نظر ہے کہ سید عالم ﷺ کی حدیث کی حفاظت اور صحیح ترجمانی کی خدمت ہمیں بھی مل جائے۔

حدیث کی تعریف

دو طرح سے کی جاتی ہے، علم حدیث روایۃً اور علم حدیث درایۃً، چنانچہ علم حدیث روایۃً وہ علم ہے جس میں سید عالم ﷺ کے اقوال، افعال، اوصاف پر بحث کی جائے اور علم حدیث درایۃً وہ علم ہے جس میں راوی اور مروی عنہ کی حیثیت سے بات کی جائے، اس کی ایک تعریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ حقیقتِ روایت، اس کی شرائط، اقسام، احکام، راویوں کی حالت، ان کی شرائط، مرویات کی قسمیں وغیرہ جو بھی سند کی حیثیت سے متعلق ہوں علم درایت کے زمرے میں آتے ہیں۔

حدیث کی اقسام

حدیث کی کئی اقسام ہیں، درج ذیل میں بعض اقسام ذکر کی جاتی ہیں:

(۱)۔۔۔ **صحیح لذاتہ**: وہ حدیث جس کے تمام ہی راوی عادل، متصل اور تام الضبط ہوں، اور وہ حدیث غیر معلل وغیر شاذ ہو۔

(۲)۔۔۔ **صحیح لغیرہ**: وہ حدیث ہے جس میں کمالِ ضبط کے سوا باقی تمام ہی صفات صحیح لذاتہ والی پائی جائیں، اور ضبط کی کمی کو تعددِ طرق سے پورا کر لیا گیا ہو۔

(۳)۔۔۔ **حسن لذاتہ**: وہ حدیث جس میں کمالِ ضبط کے سوا تمام ہی صفات صحیح لذاتہ والی موجود ہوں لیکن ضبط کی کمی کو تعددِ طرق سے پورا نہ کیا گیا ہو۔

(۴)۔۔۔ **حسن لغیرہ**: وہ حدیث ہے جو صحیح لذاتہ کی ایک سے زائد صفات سے قاصر ہو لیکن یہ کمی تعدد طرق سے پوری کر لی گئی ہو۔

(۵)۔۔۔ عزیز: وہ حدیث ہوتی ہے جس کے دو راوی ہوں، اور سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔

(۶)۔۔۔ غریب: وہ حدیث ہے جس کی سند کو کوئی راوی سلسلۂ سند کے کسی شیخ سے روایت کرنے میں منفرد ہو۔

(۷)۔۔۔ مشہور: وہ حدیث ہوتی ہے جو دو سے زائد طرق سے مروی ہو، لیکن تواتر کی حد تک نہ پہنچی ہو۔

(۸)۔۔۔ متواتر: وہ حدیث جسے ہر دور میں اتنے طرق سے روایت کیا گیا ہو جن کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

(۹)۔۔۔ مرفوع: وہ حدیث جس میں سید عالم ﷺ کے افعال، اقوال واوصاف اور تقریرات کا ذکر ہو۔

(۱۰)۔۔۔ موقوف: وہ حدیث ہے جس میں صحابی کے افعال، اقوال اور تقریرات کا بیان کیا گیا ہو۔

(۱۱)۔۔۔ مقطوع: جس میں تابعی یا اس کے علاوہ کے قول و فعل کا بیان ہو۔

(۱۲)۔۔۔ متصل: وہ حدیث جس کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

(۱۳)۔۔۔ معلق: وہ حدیث ہے جس کے سلسلۂ سند سے شروع کے راوی حذف کر دیئے جائیں، خواہ ایک راوی یا بعض یا کل حذف کئے جائیں۔

(۱۴)۔۔۔ مرسل: وہ حدیث جس کے سلسلۂ سند کے آخر سے بعض تابعی راوی حذف کر دیئے جائیں۔

(۱۵)۔۔۔ معضل: درمیان سند سے دو متوالی راویوں کو حذف کر دیا جائے۔

(۱۶)۔۔۔ مضطرب: وہ حدیث جس کی سند یا متن میں زیادتی، کمی، تقدیم و تاخیر کر دی گئی ہو۔

(۱۷)۔۔۔ مدرج: کسی حدیث کے متن میں راوی اپنا یا کسی غیر کا کلام ملا دے۔

(۱۸)۔۔۔ موضوع: کسی حدیث کی سند میں ایسا راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔

(۱۹)۔۔۔ ضعیف: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق سے وہ کمی پوری نہ ہوئی ہو۔

(۲۰)۔۔۔ متروک: وہ حدیث جس کی سند میں کسی راوی پر تہمتِ کذب ہو۔

(۲۱)۔۔۔ شاذ: وہ حدیث ہے جس میں ثقہ راوی اپنے سے زائد ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔

(۲۲)۔۔۔ منکر: وہ حدیث ہے جس میں زیادہ ضعیف راوی اپنے سے کم ضعیف راوی کی مخالفت کرے۔

(۲۳)۔۔۔ معلل: وہ حدیث ہے جس میں کوئی علت خفیہ پائی جائے، جیسے مرسل حدیث کو موصولا بیان کر دیا جائے۔

(۲۴)۔۔۔ مردود: جس حدیث میں خبر کا صدق راجح نہ ہو، اور اس کی وجہ خبر مقبول کی ایک یا زائد شرائط کا نہ پایا جانا ہو۔

(۲۵)۔۔۔ مدلّس: سند میں موجود کسی عیب کو چھپانا اور اس کے ظاہر کی تحسین بیان کرنا۔

(۲۶)۔۔۔ مقلوب: حدیث کی وہ سند ہوتی ہے جس میں تبدیلی واقع ہوئی ہو، اور اس تبدیلی کی دو صورتیں ہیں: کسی راوی کے نسب میں تبدیلی یا تقدیم وتاخیر کر دی جائے یا راوی کا نام ہی بدل دیا جائے۔

(۲۷)۔۔۔ مسند: وہ حدیث مرفوع جس کی سند سید عالم ﷺ تک متصل ہو۔

(۲۸)۔۔۔ معنعن: حدیث کی وہ قسم ہے جس میں راوی عن فلاں عن فلاں کہے۔

(۲۹)۔۔۔ خبر: ایک قول یہ ہے کہ خبر اور حدیث ایک ہی ہیں جب کہ ایک قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ، صحابی اور تابعین کی طرف جو قول منسوب ہو وہ حدیث ہے اور خبر عام ہوتی ہے یعنی وہ قول سید عالم ﷺ کی جانب منسوب ہو یا صحابی کی جانب یا تابعی کی جانب، یہی وجہ ہے کہ جو حدیث میں مشغول ہو اُسے محدث اور جو تاریخ میں مشغول ہو اُسے اخباری کہتے ہیں۔

(۳۰)۔۔۔ سنت: وہ چیز جس کا سید عالم ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا اور جس چیز سے منع فرمایا اور جس چیز کو قول اور فعل سے پسندیدہ قرار دیا، اگرچہ اس کا حکم قرآن میں نہ ہو، وہ سنت کہلاتی ہے۔

کتبِ حدیث کی اقسام

درج ذیل چند کتب حدیث کی اقسام بیان کی جاتی ہیں:

(۱)۔۔۔ صحیح: وہ حدیث جو کمال ضبط کے ساتھ بغیر شذوذ وعلل کے پائی جائے، پس جس کتاب میں اس قسم کی روایات مروی ہوں انہیں احادیث صحیحہ کی کتب کہا جاتا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم۔

(۲)۔۔۔ سنن: وہ کتب جس میں فقط احکامات سے متعلق احادیث مروی ہوں، انہیں کتبِ سنن کہا جاتا ہے جیسا کہ سنن ابو داؤد ونسائی۔

(۳)۔۔۔ جامع: جس کتاب میں سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اشراط، مناقب کے تحت احادیث لائی جائیں اور یہ آٹھ عنوان ہوتے ہیں، جیسا کہ جامع الترمذی۔

(۴)۔۔۔ مسند: حدیث کی وہ کتاب ہوتی ہے جس میں صحابہ کی ترتیب کے اعتبار سے احادیث لائی جائیں جیسے مسند امام احمد بن حنبل۔

(۵)۔۔۔ معجم: وہ کتاب ہوتی ہے جس میں شیوخ کی ترتیب کے اعتبار سے احادیث لائی جائیں جیسا کہ معجم طبرانی کبیر وغیرہ۔

(۶)۔۔۔ مستدرک: وہ کتاب جس میں اُن احادیث کو مختلف ابواب کے تحت لایا جائے جو اُن ابواب میں شامل ہونے سے کسی دوسرے مصنف سے رہ گئی ہوں جیسا کہ مستدرک للحاکم۔

(۷)۔۔۔ مستخرج: حدیث کی وہ کتاب جس میں کسی اور کتاب کی احادیث کو ثابت کرنے کے لئے، مصنفِ کتاب کے شیخ یا شیخ الشیخ کی دیگر اسناد سے نقل کرے، جیسا کہ مستخرج لابی نعیم۔

(۸)۔۔۔ اربعین: حدیث کی وہ کتاب جس میں چالیس احادیث مروی ہوں، جیسا کہ اربعین نووی مشہور و معروف ہے۔

(۹)۔۔۔ اطراف: حدیث کی وہ کتاب ہے جس میں حدیث کا فقط وہ حصہ بیان کیا جائے جو بقیہ پر دال ہو، مزید یہ کہ اُس حدیث کے تمام اسانید و طرق بیان کر دیئے جائیں یا بعض کتبِ مخصوصہ کی اسانید بیان کر دی جائیں جیسے اطراف المزی۔

(۱۰)۔۔۔ رسالہ: وہ کتاب ہوتی ہے جس میں جامع کے تحت بیان ہونے والے آٹھ عنوانات میں سے کسی ایک عنوان کے تحت احادیث بیان کی جائیں جیسا کہ ابن جریر کی کتاب: "تفسیر" میں۔

(۱۱)۔۔۔ جز: حدیث کی وہ کتاب ہوتی ہے جس میں فقط ایک موضوع پر احادیث ہوں جیسا کہ امام بخاری کی "جزء القراۃ خلف الامام"۔

(۱۲)۔۔۔ مصنّف: حدیث کی وہ کتاب جس کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق ہو اور اس میں آثار صحابہ، تابعین و تبع تابعین کی کثرت پائی جائے۔

ارباب حدیث کے مراتب

(۱)۔۔۔ شیخ: حدیث کے معلم کو شیخ یا محدث کہتے ہیں۔

(۲)۔۔۔ حافظ: وہ شخص جسے ایک لاکھ احادیث طیبہ متن و سند، راویوں کے احوال، جرح و تعدیل کے ساتھ یاد ہوں۔

(۳)۔۔۔ حاکم: وہ شخص ہوتا ہے جسے تمام احادیث متن و سند، جرح و تعدیل کے ساتھ حفظ ہوں۔

(۴)۔۔۔ طالب: حدیث کے متعلم کو طالب کہتے ہیں۔

(۵)۔۔۔ حجۃ: جس شخص کو تین لاکھ احادیث متن و سند، جرح و تعدیل کے ساتھ حفظ ہوں۔

چار مشہور حفاظ

(۱)۔۔۔ احناف: حافظ قاسم بن قطلوبغا، حافظ جمال الدین ذیلعی، ابو بکر جصاص، ابو جعفر طحاوی، ابو بشر دولابی، ابو محمد حارثی عبدالباقی، ابو محمد حارثی، اسحق بن راھویہ، ابن ابی العوام سعدی، ابو نصر کلاباذی، ابو محمد سمرقندی، علاؤالدین ماردنی، شمس الدین سروجی، قطب الدین حلبی، علاؤالدین مغلطائی، بدرالدین عینی۔

(۲)۔۔۔ شوافع: حافظ مزی، دار قطنی، ابن حجر عسقلانی، سیوطی، بیہقی، خطابی، عزالدین بن سلام، ابن دقیق العید، ابن اثیر جوزی، عراقی، ذہبی، سبکی، ہیتمی۔

(۳)۔۔۔ مالکیہ: حافظ ماوردی، ابوالقاسم ہیتمی، حسین بن اسماعیل، رحیلی، قاضی ابو بکر عربی، ابن عبدالبر، ابوالولید الباجی، حافظ عبدالحق، قاضی عیاض۔

(۴)۔۔۔ حنابلہ: ابن قدامہ، عبدالغنی المقدسی، حافظ ابن رجب، ابوالفرج بن جوزی۔

ضعیف حدیث کی تقویت کی وجوہ

ضعیف حدیث کچھ وجوہات کی بناء پر قوی ہو جاتی ہے، جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ علامہ شعرانی لکھتے ہیں: وقد احتج جمهور المحدثين بالحديث الضعيف اذا كثرت طرقه ولحقوه بالصحيح تارة وبالحسن اخرى یعنی جب ضعیف حدیث کئی اسانید سے روایت کی گئی ہوں تو جمہور محدثین اس سے استدلال کرتے ہیں، اور کبھی تو اِسے صحیح کے ساتھ اور کبھی حسن کے ساتھ لاحق کرتے ہیں۔ (كتاب الاذكار،)(نعمة الباری مقدمه، ج ا، ص ۶۳)

(۲)۔۔۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: ان المجتهد اذا استدل بحديث كان تصحيحا له كما في التحرير وغيره یعنی جب مجتہد کسی سے استدلال کرے تو اس کا استدلال کرنا حدیث کے صحیح ہونے پر دلیل ہوا کرتا ہے، جیسا کہ تحریر وغیرہ میں امام ابن ہمام نے لکھا ہے۔ (ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب البيوع، مطلب: المجتهد اذا استدل بحديث كان تصحيحا له، ج ۷، ص ۸۳)

(۳)۔۔۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں: قال النووی اسناده ضعيف نقله ميرك فكان الترمذی يريد تقدية الحديث بعمل اهل العلم یعنی امام نووی میرک سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے، اور امام ترمذی اہل علم کے عمل سے اس حدیث (درج ذیل ہے) کی تقویت کا ارادہ کرتے ہیں۔

(مرقاة المفاتيح، كتاب الصلوة، باب: ماعلى المأموم من المتابعة، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۲۰۰)

*۔۔۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز کی طرف آئے تو امام کو جس حال میں دیکھے وہی کرے"۔

(سنن الترمذی، ابواب السفر، باب: ما ذكر فی الرجل يدرك الامام، رقم: ۵۹۱، ص ۱۹۵)

(۴)۔۔۔ ضعیف روایات پر مزید دو شرائط کی بناء پر عمل ہو سکتا ہے، ضعیف احادیث عقائد کے ضمن میں نہ ہوں یعنی اُس میں صفات باری وغیرہ عقائد سے متعلق کلام نہ کیا گیا ہو، دوسرے یہ کہ ضعیف احادیث احکامات سے متعلق نہ ہوں یعنی حلال و حرام کا بیان اُن میں نہ ہو۔ (تیسیر مصطلح الحدیث، المبحث الاول، ص ۶۴)

کنز الودود شرح ابوداؤد کی خصوصیات

(۱)۔۔۔ متن و سند حدیث اعراب کے ساتھ مزین ہیں۔ (۲)۔۔۔ ترجمہ۔ (۳)۔۔۔ حل لغات۔ (۴)۔۔۔ مختصر اسماء الرجال۔ (۵)۔۔۔ شرح و وضاحت۔ (۶)۔۔۔ ضرورت کے پیش نظر اختلاف فقہائے کرام کا مختصر بیان۔ (۷)۔۔۔ امام اعظم کے مذہب کی تائید میں بہ قدر ضرورت دلائل۔ (۸)۔۔۔ حدیث کی شرح میں جن احادیث کا ذکر کیا، انہیں بھی باحوالہ بیان کر دیا ہے۔ (۹)۔۔۔ ابوداؤد شریف کی وہ احادیث جو صحیحین میں موجود ہیں یا صحاح ستہ میں کہیں بھی موجود ہیں اُن کا باحوالہ ذکر اور اگر الفاظ کا کچھ تغیر و تبدل ہے تو اُسے بھی بیان کر دیا گیا

ہے۔(۱۰)۔۔۔۔ باب کے عنوان کے ساتھ حدیث کی مناسبت بیان کی گئی ہے۔(۱۱)۔۔۔۔ سید عالم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام وصحابہ وتابعین وبزرگان دین کے تذکرے کو خصوصی عنوان کے تحت بیان کردیا گیا ہے۔(۱۲)۔۔۔۔ عصر حاضر کے مسائل اور ان کا حل قرآن وحدیث کے ضمن میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ (۱۳)۔۔۔۔ عطائین کی طرح یہاں بھی یہ بات خاص طور پر پیش نظر ہے کہ ہر کام باحوالہ ہو، تاکہ تنقید کے اثر سے ہمارے جگر کچھ نہ کچھ محفوظ رہ سکیں تاہم مسلکی مخالفین کی تنقید کا ہمیں کوئی خوف نہیں۔ (۱۴)۔۔۔۔ پنجتن پاک کی نسبت سے یہ کام پانچ جلدوں میں کرنے کا ذہن تھا، تاہم لگتا ہے کہ مزید کام بڑھے گا، تاہم پنجتن پاک جتنا بھی کروادیں، رب کریم اپنے حبیب کریم ﷺ کی خاص محبت کی برکت سے ہمت، افرادی قوت ومعاون، وسائل عطا فرمائے تاکہ ہم بہتر سے بہتر طریقے پر یہ کام انجام دے سکیں۔(۱۵)۔۔۔۔ خاص طور پر سنن ابوداؤد کے ساتھ دیگر صحاح ستہ کی احادیث کا موازنہ اور ابواب کے ساتھ مناسبت کا بیان۔(۱۶)۔۔۔۔ ہر نئے عنوان مثلاً کتاب الطھارۃ کے آغاز میں طہارت کے لغوی وشرعی معنی اور اس کے تحت کچھ ضروری مواد بیان کردیا گیا ہے۔(۱۷)۔۔۔۔ ابتدائی طور پر حسب عادت الاھداء، مقدمہ، حالات مصنف سنن ابوداؤد بیان کردیا گیا ہے۔(۱۸)۔۔۔۔ احادیث کی اقسام، تعریف، ودیگر ابحاث مقدمہ کے تحت شامل کردی ہیں۔(۱۹)۔۔۔۔ سنن ابوداؤد کے مصنف کے حالات کے ساتھ ساتھ سنن ابوداؤد کے اسلوب کا بھی بیان کردیا گیا ہے۔

حالات مصنف سنن ابوداؤد

نام اور نسب اور تاریخ ولادت: ان کا مکمل نام حضرت سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن یحیی بن عمران ابوداؤد السجستانی تھا، ولادت باسعادت سن ۲۰۲ھ میں ہوئی۔ حضرت ابوعبید الآجری کہتے ہیں: میں نے حضرت سلیمان بن اشعث بن بشیر الازدی کو فرماتے ہوئے سنا، وہ کہتے تھے: میری ولادت سن ۲۰۰ھ میں ہوئی۔ جس دن بصرہ پہنچے اسی دن عثمان بن ہیثم نے انتقال فرمایا، انہوں نے ابوعمر ضریر سے بھی سماع حدیث کی ہے

علم دین کا طلب کرنا اور حضرت امام ابوداؤد کے شیوخ

حضرت امام ابوداؤد اپنی زندگی کے ابتداء ہی سے علم دین کی طلب اور اس کے حصول کے لئے سفر اختیار کرنے کے حریص رہے ہیں، پس بغداد میں سن ۲۲۰ھ میں پہنچے، جس وقت اُن کی عمر مبارک فقط اٹھارہ سال تھی، اور سن ۲۲۲ھ میں شام کا سفر اختیار فرمایا اور اسی مناسبت سے ان کے حصے میں احادیث کی وہ اسناد آئیں جو کہ امام مسلم کے بھی حصے میں نہ آئیں، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اسناد کے اعتبار سے امام ابوداؤد امام مسلم سے فائق تھے، بلکہ انہوں نے امام بخاری کے شیوخ سے مشارکت کی اور اس کے سوا کسی نے امام بخاری کے شیوخ سے روایت کے معاملے میں مشارکت نہ کی۔

کثیر علماء سے علم دین کا حصول

امام احمد بن حنبل کی صحبت کو لازم کر لیا یہاں تک کہ امام احمد کے بڑے اصحاب میں ان کا شمار ہوتا ہے، اور امام ابو داؤد نے اپنی سنن بھی حنابلہ کے فقہی طریقے کے مطابق مرتب فرمائی۔ انہوں نے علی بن مدینی، یحیی بن معین، محمد بن بشار سے سماع حدیث کی ہے، مکہ مکرمہ میں قعنبی، سلیمان بن حرب سے سماع کی ہے۔ جب کہ اِن سے مسلم بن ابراہیم، عبد اللہ بن رجاء، ابو الولید طیالسی، موسی بن اسماعیل اور بصرہ کے اہل علم نے حدیث کی سماعت کی ہے۔ بصرہ میں سکونت اختیار فرمائی اور وہیں سے علم کے دریا عالم اسلام میں بہائے اور متعدد بار بغداد کا سفر بھی اختیار فرمایا۔

حاکم کہتے ہیں: حضرت سلیمان بن اشعث سجستانی کی ولادت باسعادت سجستان میں ہوئی، اور طلب حدیث کے شوق میں بصرہ کا رخ فرمایا اور اسی میں سکونت بھی اختیار فرمائی اور ان کا اکثر اوقات سماع حضرت سلیمان بن حرب سے ہوا کرتا تھا، اور اسی طرح ابو النعمان، ابو الولید سے بھی، پھر شام اور مصر کی جانب رخ فرمایا، اور عراق کو زینت بخشی، اور اپنے بیٹے ابو بکر کے ہمراہ دیگر مشائخ کی جانب بھی سفر اختیار فرمایا، نیسابور کا بھی سفر اختیار فرمایا، اِن کے صاحبزادے نے اسحق بن منصور سے سماع حدیث کی ہے، پھر سجستان کا رخ کیا۔

ان کے شاگرد اور ان سے مروی روایات

ان سے امام ابو عیسی ترمذی نے اپنی جامع میں، اور امام نسائی نے روایات نقل کی ہیں۔ ابراہیم بن حمدان عاقولی، ابو طیب احمد بن ابراہیم بن اشانی بغدادی نے روایات نقل کی ہیں۔ اسی طرح "السنن" میں ان کی روایات موجود ہیں، ان کے صاحبزادے ابو بکر بن داؤد، ابو بکر بن ابی الدنیا، عبد الرحمن بن خلاد رامہرمزی، حافظ الحدیث ابو بشر الدولابی، ابو علی محمد بن احمد لؤلؤی راوی "السنن" اور ابن داسہ وغیرہ کثیر نے روایات نقل کی ہیں۔

سنن ابو داؤد کے مشہور و معروف راوی درج ذیل ہیں

امام ابو داؤد نے کثیر علما سے سماع حدیث کی ہے، ان کی بارگاہ میں جانے کے لئے سفر اختیار کیا ہے، ان سے طلب علم دین کی ہے اور ان کی مجالس میں بیٹھے ہیں۔ اور اُن علوم کے سمندر سے علم کے موتی چنے ہیں۔ جن میں سے قابل ذکر راوی یہ ہیں:

(۱) مسلم بن ابراہیم، (۲) سلیمان بن حرب، (۳) ابو عمر حوضی، (۴) ابو الولید طیالسی، (۵) موسی بن اسماعیل تبوذکی، (۶) ابو معمر المقعد، (۷) عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی، (۸) مسدد بن شاذ بن فیاض، (۹) یحیی بن معین، (۱۰) احمد بن حنبل، (۱۱) قتیبہ بن سعید، (۱۲) احمد بن یونس، (۱۳) عثمان بن ابی شیبہ ابراہیم موسی الفرا، (۱۴) عمرو بن عون، (۱۵) ابو جماہر تنوخی، (۱۶) ہشام بن عمار دمشقی، (۱۷) محمد بن صباح دولابی، (۱۸) ربیع بن نافع حلبی، (۱۹) یزید بن موہب رملی، (۲۰) ابو طاہر بن السرح، (۲۱) احمد بن صالح مصریین، (۲۲) ابو جعفر نفیلی۔

خطیب کہتے ہیں کہ امام ابو داؤد نے یوسف صفار، ابن اصبہانی، عمرو بن حماد بن طلحہ، مخول بن ابراہیم، سے سماع نہیں کی ہے۔اسی طرح ابن حمانی، سوید، ابن کاسب، ابن حمید، سفیان بن وکیع، خلف بن موسی، ابو ہمام دلال، رقاشی سے بھی سماع وبیان نہ کیا۔ حافظ ابو عبداللہ شمس الدین محمد ذہبی لکھتے ہیں کہ امام ابو داؤد نے قعنبی اور سلیمان بن حرب سے مکہ مکرمہ میں جب کہ مسلم بن ابراہیم، عبداللہ بن رجا، ابو ولید طیالسی، موسی بن اسماعیل وغیرہ سے بصرہ میں، اسی طرح حسن بن ربیع بورانی، احمد بن یونس یربوعی وغیرہ سے کوفہ میں۔ابن ابی توبہ اور ربیع بن نافع سے حلب میں، ابو جعفر نفیلی، احمد بن ابی شعیب، اور دیگر سے حرّان میں، جب کہ حیوۃ بن شریح، یزید بن عبدربہ سے حمص میں، صفوان بن صالح، ہشام بن عمار، اسحق بن راھویہ سے خراسان میں، اسی طرح احمد بن حنبل اور بغداد کے دیگر مشائخ، قتیبہ بن سعید سے بلخ، احمد بن صالح اور مصر کے دیگر مشائخ سے سماع وبیان حدیث کا سلسلہ رکھا۔ابراہیم بن بشار رمادی، ابراہیم بن موسی الفرا، علی بن مدینی، حکم بن موسی، خلف بن ہشام، سعید بن منصور، سہل بن بکار، شاذ بن فیاض، ابو معمر عبداللہ بن عمرو مقعد، عبدالرحمن بن مبارک عیشی، عبدالسلام بن مطہر، عبدالوھاب بن نجدہ، علی بن جعد، عمرو بن عون، عمرو بن مرزوق، محمد بن صباح دولابی، محمد بن منہال ضریر، محمد بن کثیر عبدی، مسدد بن مسرہد، معاذ بن اسد، یحیی بن معین، اور دیگر کئی رجال ہوئے ہیں۔

(اعلام الفقة والمحدثين ابوداؤد،ص۷ وغيره)

علماء نے ان کی ثناء و تعریف کن الفاظ میں فرمائی

ابو بکر خلال: امام ابو داؤد اپنے دور کے امام مانے جاتے تھے، کوئی بھی شخص ان کی معرفت کے بغیر علوم دینیہ کی تخریج نہ کر سکتا تھا۔اور ان کی نظر اپنے زمانے میں ہر ایک پر ہوا کرتی تھی، ایک ایسا متقی شخص جس نے امام احمد سے ایک ہی حدیث سماعت کی لیکن امام ابو داؤد کی نظر اُس راوی پر بھی ہوا کرتی تھی اور اُسے بھی ذکر کرتے تھے۔

احمد بن محمد بن یاسین کہتے ہیں: امام ابو داؤد اسلام کے حفاظ الحدیث میں ایک ہی شخصیت ہوئے ہیں جو کہ حدیث کا علم، اس کی علل اور سند کو جاننے میں یکتائے زمانہ تھے۔ علم حدیث کے حصول کے لئے اعلی درجے کی قربانی دینے والے، پاکباز، صلاح و تقوی کے اعلی مقام پر فائز تھے۔ حافظ موسی بن ہارون کہتے ہیں: امام ابو داؤد نے دنیا میں حدیث کی خدمت کی اور آخرت میں جنت کے مستحق ہوئے۔ علان بن عبدالصمد کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو داؤد سے سماع حدیث کی ہے اور حدیث کے میدان میں یہ ماہر تھے۔

ابو حاتم بن حبان کہتے ہیں: امام ابو داؤد ائمہ حدیث کی دنیا میں فقہی، علمی، اور حافظ الحدیث ہونے میں یکتائے زمانہ تھے، اس کے علاوہ فن حدیث کی خدمت کے لئے گراں قدر قربانی دینے، پرہیزگاری کے میدان میں اعلی مرتبے پر فائز تھے۔

حافظ ابو عبداللہ بن مندہ کہتے ہیں: جن حضرات نے حدیث کی خدمت کے لئے سفر اختیار فرمایا اور کوششیں کیں ، معلول سے ثابت رہے، خطاسے بچے رہے وہ چار ہیں: امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد اور امام نسائی۔

ابو عبداللہ حاکم کہتے ہیں: امام ابو داؤد اپنے وقت کے امام اہل حدیث تھے، مصر، حجاز، شام، عراق اور خراسان میں ان کا شہرہ رہا۔ میں (امام ذہبی) یہ کہوں گا کہ امام ابو داؤد فن حدیث کے امام، امام احمد کے اصحاب میں شریف النسب تھے، امام احمد کی مجلس کی ملازمت اختیار کرلی تھی اور لوگ ان سے مسائل فی الفروع والاصول کے دقائق پوچھا کرتے تھے۔

امام ابو داؤد اتباع وتسلیم سنت کے اعتبار سے سلف صالحین کے مذہب پر گامزن تھے، اور انہوں نے علم کلام کے دقائق میں کودپڑنے کو چھوڑ دیا تھا۔ اعمش اور ابراہیم علقمہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود ہدایت اور رہنمائی کرنے میں سید عالم ﷺ کے مشابہ تھے۔ اور حضرت علقمہ اس معاملے میں حضرت عبداللہ کے مشابہ تھے۔ حضرت جریر بن عبدالحمید کہتے ہیں: حضرت ابراہیم نخعی اس حوالے سے علقمہ کے مشابہ تھے، اور منصور حضرت ابراہیم کے مشابہ تھے، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت سفیان ثوری حضرت منصور کے مشابہ تھے، اور وکیع حضرت سفیان کے مشابہ تھے، احمد حضرت وکیع کے مشابہ تھے اور امام ابو داؤد حضرت امام احمد کے مشابہ تھے۔

تصانیف

ان کی تصانیف درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔دلائل النبوۃ ،(۲)۔۔۔ السنن فی الحدیث ،(۳)۔۔۔ کتاب التفرد فی السنن ،(۴)۔۔۔ کتاب المراسیل ، (۵)۔۔۔کتاب المسائل التی سئل عنها الإمام أحمد ،(۶)۔۔۔ ناسخ القرآن ومنسوخه۔ (۷)۔۔۔الرد علی أهل القدر ،(۸)۔۔۔أصحاب الشعبی۔

وفات: ابو عبید الآجری کہتے ہیں: امام ابو داؤد کی وفات سن ۲۷۵ھ میں شوال المکرم کی ۱۶ تاریخ کو ہوئی۔

(البداية والنهاية ،السنة الخامسة والسبعين بعدالمائتين للهجرة الوفيات من الاعيان :ابو داؤدسجستانی،ج۶،حصہ:۱۱،ص ۶۴ وغیرہ)

سنن ابو داؤد کا اسلوب

امام ابو داؤد نے سنن ابو داؤد کی تیاری میں درج ذیل اسلوب اختیار کیا ہے۔

(۱)۔۔۔امام ابو داؤد نے اپنے حساب سے صحیح احادیث ہی نقل کی ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: "اگر روایت میں کسی قسم کا ضعف ہو تو امام ابو داؤد اُسے بیان کر دیتے ہیں۔

(۲)۔۔۔ جن احادیث کی سندوں میں ضعف ہو یا علت خفیہ موجود ہو، پس امام ابو داؤد اُسے بیان کر دیتے ہیں اور جس حدیث کی سند کے بارے میں کلام نہ کریں وہ عموماً صالح للعمل ہوا کرتی ہے۔

(۳)۔۔۔اس کتاب میں امام ابوداؤد نے فقط احکام سے متعلق احادیث لانے کا التزام کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: "میں نے زہد و تقویٰ اور فضائل کے عنوان پر احادیث نہیں جمع کیں بلکہ فقط احکام سے متعلق چار ہزار آٹھ سو احادیث جمع کیں ہیں۔

(۴)۔۔۔ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی حدیث دو صحیح طریقوں سے مروی ہوتی ہے، اور اُن میں سے ایک طریقہ سند میں راوی مقدم ہوتا ہے یعنی اُس کی سند عالی ہوتی ہے اور دوسرا طریقہ حفظ میں بڑھا ہوا ہوتا ہے، پس ایسی صورت میں امام ابوداؤد پہلے طریقے کا ذکر کر دیتے ہیں، امام ابوداؤد نے اس کا ذکر اپنے مکتوبات میں خود فرمایا ہے۔

(۵)۔۔۔متن میں زیادتی ہونے کی صورت میں ایک ہی حدیث کو دو یا تین سندوں کے ساتھ بھی ذکر کرتے ہیں۔

(۶)۔۔۔حدیث طویل ہونے کی صورت میں کبھی اختصار سے بھی کام لیتے ہیں تاکہ سامعین کو باب کی غرض سمجھنے میں دقت نہ ہو، چنانچہ فرماتے ہیں: "وربما اختصرت الحديث الطويل لانی لو كتبته بطوله لم يعلم بعض من سمعه ولا يفهم موضع الفقه منه فاختصرته لذلك"۔

(۷)۔۔۔اگر ایک حدیث متعدد اسناد سے مروی ہو تو امام ابوداؤد ایک ہی جگہ تمام اسانید ذکر کر دیتے ہیں، جیسا کہ فرمایا: "حدثنا سليمان بن حرب قال ثنا حماد ح وحدثنا مسدد وقتيبة عن حماد بن زيد بن سنان بن ربيعه عن شهر بن حوشب عن ابی امامة ذكر وضوا النبی ﷺ۔

(۸)۔۔۔بسا اوقات حدیث میں ضعف ہونے کا بیان بھی کر دیتے ہیں جیسا کہ "باب الغسل من الجنابة" میں حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا: الحارث بن وجيه حديثه منكر وهو ضعيف۔

(۹)۔۔۔راویوں کے اسماء اور کنیت بھی ذکر کرتے ہیں جیسا کہ "باب المواضع التی نهی النبی ﷺ" میں عمر بن الخطاب ابو حفص فرمایا۔

(۱۰)۔۔۔حدیث منکر کا بھی بیان کر دیتے ہیں، چنانچہ باب الوضوء من النوم میں فرماتے ہیں: "هو حديث منكر لم يروه الا يزيد ابو خالد الدالانی"۔

دارالامور الازہر

تقریظ اول: بقلم حضرت علامہ مفتی اسماعیل ضیائی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحبہ اجمعین

محترم و مکرم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امتیاز قادری صاحب زید مجدہ کی تالیف کردہ کتاب **کنزالودود اردو شرح سنن ابو داؤد** کو چند مقامات سے ملاحظہ کیا۔ حدیث مع سند و متن کو پڑھا پھر ترجمے کو پڑھا، ترجمہ نہایت سلیس اردو اور عام فہم ہے۔ اگر کوئی شخص عربی نہیں پڑھ سکتا تو فقط ترجمہ پڑھ کر بھی برکات حاصل کر سکتا ہے۔ اردو دانوں کے لئے یہ انمول تحفہ ہے۔ یہ کتاب صرف حدیث اور اس کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ حدیث سے نکلنے والے فقہی مسائل بھی بیان کیے گئے ہیں۔ نیز مختصرا راویوں کے حالات بھی تحریر کئے گئے ہیں۔ درس و تدریس کے مقابلے میں سب سے مشکل کام تصنیف و تالیف ہے اور یہ کام ہر کوئی نہیں کر سکتا، جب تک دن و رات کا بیشتر حصہ اس کام کے لئے قربان نہ کر دے اس خدمت کو انجام نہیں دے سکتا۔ محترم علامہ مولانا مفتی **محمد امتیاز قادری** نے اس سے پہلے کئی کتابیں مثلا **عطائین شرح جلالین** وغیرہ بھی تالیف فرمائی ہیں، گمنام طریقہ سے خدمت دین میں مصروف ہیں۔ ایک چھوٹی کتاب کا ترجمہ کرنے لئے کئی کتب کا مطالعہ کرتا پڑتا ہے اور یہ کتاب تو حدیث مبارکہ کی ہے۔ انتہائی محتاط رہ کر ترجمہ کرنا پڑتا ہے۔ مولانا موصوف نے قیمتی وقت نکال کر اس کار خیر کو انجام دیا ہے۔ اللہ ان کی خدمت جلیلہ کو قبول فرمائے اور آخرت میں ذریعہ نجات بنائے۔ اپنے حبیب کا قرب خاص عطا فرمائے۔

از قلم: حضرت علامہ مفتی محمد اسماعیل ضیائی زید مجدہ
شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ، کراچی
۱۴ فروری بروز جمعرات ۲۰۱۶ء بمطابق ۴ جمادی الاول ۱۴۳۷ھ

توجہ کیجئے!

رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے، دین کی سربلندی اور علمائے اہل حق تک قیمتی مواد در باب کنزالودود شرح سنن ابوداؤد کو پہنچانے کے لیے نہایت توجہ کے ساتھ شرح لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود ہمیں دعوی کمال نہیں، لہٰذا جو خوبی نظر آئے وہ ہمارے بزرگوں کا فیضان سمجھ کر قبول فرمائیں اور اس میں جو خامی ہو وہاں ہماری غیر ارادی کوتاہی کو دخل ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اہل علم اسے پڑھ کر تحریری طور پر اپنی رائے ضرور دیں اور اس شرح میں موجود کسی کمی کوتاہی یا اضافہ کی جانب توجہ دلانا چاہیں تو ہمارے بذریعہ خط روانہ فرما دیں تاکہ ہم اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوں اور اس نشان دہی پر آپ کے لیے دعائے خیر کریں۔ رب کریم عزوجل سب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔

تقریظ ثانی: قبلہ جمیل احمد نعیمی زید مجدہ

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

﴿وما آتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے (الحشر:۷)﴾۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اس بندے کو ہرا بھرا رکھے جو میرا کلام سنے اسے یاد رکھے خیال رکھے اور پہنچادے کیونکہ بہت سے فقہ اٹھانے والے خود غیر فقیہ ہیں اور بہت سے لوگ اپنے سے بڑے فقیہ تک فقہ اٹھاتے ہیں"۔

اس وقت برصغیر پاک وہند اور ماضی کے برصغیر میں اللہ کے فضل سے دین اسلام کی اشاعت کا کام جاری ہے۔ سر زمین دہلی میں محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی اور پھر ان کے بیٹوں اور پوتوں کی خدمات کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔ مزید علامۃ الھند شاہ عبد الرحیم اور ان کے فرزند ارجمند ملک المحدثین شاہ ولی اللہ نیز ان کے فرزند خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، نیز سر زمین بدایون پر سیف اللہ المسلول شاہ رسول اور ان کی اولاد گرامی کے بعد بریلی شریف، ماہریرہ، کچھوچھہ، لکھنو اور رام پور کو یہ شرف حاصل ہوا جس میں حضرت علامہ نقی رضا، علامہ فرنگی محلی اور علامہ احمد علی سہارن پوری اور سر زمین مراد آباد میں صدر الافاضل فخر الاماثل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی، اسی طرح موجودہ دور کے علماءِ کرام کو بھی احادیث مبارکہ کی شرح اور ترجمہ پر کام کرنے کا شرف حاصل کیا ہے، جیسے حالیہ رحلت فرمانے والے حضرت علامہ غلام رسول سعیدی، حضرت علامہ مولانا محمود احمد رضوی، علامہ غلام رسول رضوی، علامہ مفتی شریف الحق امجدی، شیخ الحدیث عبد الحکیم شرف قادری، مولانا محمد صدیق ہزاروی اس کے علاوہ بے شمار علماءِ کرام نے شرح و ترجمہ اور تفہیم کا کام سرانجام دیا ہے جن کی فہرست بہت طویل ہو جائے گی۔

اس وقت زیر نظر مطالعے میں جامعہ نعیمیہ کے فارغ التحصیل علامہ مولانا مفتی محمد امتیاز قادری کی کتاب "کنز الودود اردو شرح سنن ابوداؤد کی پہلی جلد سامنے ہے جسے میں نے مختلف مقاماتِ سے مطالعہ کیا، موصوف نے کافی عرق ریزی اور دماغ سوزی سے کام کیا ہے۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے انکی محنت اور کاوش کو شرف عام و تام مرحمت فرمائے نیز علماءِ کرام کو اس شرح کو حاصل کر کے مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، (آمین)۔

۲۷ جمادی الآخر ۱۴۳۷ھ، بمطابق ۶ اپریل ۲۰۱۶ء

استاذ الحدیث و ناظم تعلیمات: حضرت علامہ قبلہ جمیل احمد نعیمی زید مجدہ

دار العلوم نعیمیہ بلاک ۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی۔

كتاب الطهارة
مكمل

طہارت کا بیان

طہارت کے لغوی معنی: نظافت کے ہیں۔
طہارت کے شرعی معنی: مخصوص صفات کے ساتھ مخصوص اعضاء کا دھونا طہارت کہلاتا ہے۔
(التعریفات، ص ۱۴۵)

طہارت کی دو اقسام ہیں: (۱)۔۔۔ جسم کی طہارت، (۲)۔۔۔ نفس کی طہارت۔ قرآن مجید کی کئی آیات میں اس کے نظائر ملتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: ﴿وان کنتم جنبا فاطھروا﴾ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو (المائدۃ:۶)﴾، ﴿ولا تقربوھن حتی یطھرن فاذا تطھرن﴾ اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہو جائیں﴾، ﴿ویحب المتطھرین﴾ اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو (البقرۃ:۲۲۲)﴾، ﴿رجال یحبون ان یتطھروا﴾ وہ لوگ کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں (التوبۃ:۱۰۸)﴾، ﴿ومطھرك من الذین کفروا﴾ اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا (آل عمران:۵۵)﴾، ﴿یطھرکم تطھیرا﴾ اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے (الاحزاب:۳۳)﴾، ﴿انھم اناس یتطھرون﴾ یہ لوگ تو ستھرا پن چاہتے ہیں (النمل:۵۶)﴾، ﴿ھن اطھر لکم﴾ یہ تمہارے لئے ستھری ہیں (ھود:۷۸)﴾، ﴿ولھم فیھا ازواج مطھرۃ﴾ اور ان کے لئے ان باغوں میں ستھری بیبیاں ہیں (البقرۃ:۲۵)﴾۔ (المفردات، ص ۳۱۰)

طہارت بدنی عبادت کی ادائیگی کے لئے بنیادی ضرورت ہے، پس نماز ہو یا طواف کعبہ معظمہ اور اسی قسم کی دیگر عبادات طہارت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسلام میں طہارت کی حیثیت تو ماقبل قرآنی آیات سے واضح ہے اور حیثیت مابعد عنوان کے تحت ذکر ہوگی اور اُن پر بحث و تکرار بھی کی جائے گی۔ درج ذیل میں سائنسی نقطہ نگاہ سے طہارت کی اہمیت عنوان قائم کر کے ذکر کی جائے گی تاکہ جو لوگ سائنس کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں انہیں بھی معلومات حاصل ہو جائیں کہ سائنس بھی اسلام کے اصولوں پر ریسرچ کر رہی ہے۔

طہارت کے بارے میں سائنسی تحقیق

اسلام میں طہارت کی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں کہ ایک صاحب کا بیان ہے کہ میں نے بیلجیئم میں یونیورسٹی کے ایک طالب علم کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے سوال کیا کہ وضو میں کیا کیا سائنسی حکمتیں ہیں۔ میں لاجواب ہو گیا۔ اس کو ایک عالم دین کے پاس لے گیا، اُن کو بھی اس حوالے سے معلومات نہ تھیں یہاں تک کہ ایک صاحب نے انہیں وضو کی کافی خوبیاں بیان فرمائیں لیکن گردن کے مسح کی حکمت بیان کرنے سے وہ بھی قاصر رہے۔ وہ طالب علم چلا گیا لیکن جب کچھ عرصے بعد واپس آیا تو اس نے کہا ہمارے پروفیسر نے دوران لیکچر بتایا کہ اگر گردن کی پشت اور اس کے اطراف میں روزانہ چند قطرے پانی کے لگا دیئے جائیں تو ریڑھ کی ہڈی اور حرام مغز سے پیدا ہونے والے امراض کا تدارک ہو سکتا ہے۔ پس یہ سن کر وضو میں گردن کے مسح کی حکمت سمجھ میں آگئی لہذا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں اور وہ مسلمان ہو گیا۔

مغربی ممالک میں مایوسی یعنی(Dipression) کا مرض کافی بڑھتا جارہا ہے۔ دماغ فیل ہورہے ہیں اور پاگل خانوں کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے۔ نفسیاتی امراض کے ماہرین کے پاس لوگوں کا تانتا بندھا ہوا ہوتا ہے۔ مغربی جرمنی کے ڈپلومہ ہولڈر ایک فیصل آباد فزیوتھریپسٹ کا کہنا ہے کہ مغربی جرمنی میں ایک سیمینار ہوا جس کا موضوع ہی "مایوسی یعنی(Dipression) کا علاج ادویات کے علاوہ اور کن کن چیزوں سے ممکن ہے"، ایک ڈاکٹر نے اپنے مقالے میں حیرت انگیز انکشاف کیا میں نے ڈپریشن کے مریضوں کے روزانہ پانچ بار منہ دھلوائے اور کچھ عرصے بعد اُن کی بیماری کم ہوگئی، پھر ایسے ہی مریضوں کے دوسرے گروپ کے روزانہ پانچ بار ہاتھ، منہ اور پاؤں دھلوائے تو مرض میں کافی افاقہ ہوگیا۔ یہی ڈاکٹر اپنے مقالے میں آخر میں اعتراف کرتا ہے، مسلمانوں میں مایوسی کا مرض کافی کم پایا جاتا ہے اس لئے کہ وہ روزانہ پانچ مرتبہ وضو کرتے ہیں۔

ایک ہارٹ اسپیشلسٹ کا بڑے وثوق سے کہنا ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کے مریض کو وضو کراؤ پھر اس کا بلڈ پریشر چیک کرو لازماً کم ہوگا ایک ماہر نفسیات کا کہنا ہے کہ "نفسیاتی مریضوں کو وضو کراؤ کیونکہ نفسیاتی امراض کا بہترین علاج وضو میں ہے"۔ مغربی ڈاکٹرز نفسیاتی مریضوں کو روزانہ کئی مرتبہ بدن پر پانی لگواتے ہیں۔

وضو میں ترتیب وار اعضاء کو دھویا جاتا ہے اور یہ بھی حکمت سے خالی نہیں ہے، پہلے ہاتھوں کو پانی میں ڈالنے سے جسم کا اعصابی نظام مطلع ہوجاتا ہے پھر آہستہ آہستہ چہرے اور دماغ تک اس کے اثرات پہنچتے ہیں۔ وضو میں پہلے ہاتھ دھونے، پھر کلی، پھر ناک میں پانی ڈالنے، پھر چہرہ اور دیگر اعضاء کو ترتیب وار دھونا فالج کی روک تھام کے لئے مفید ہے۔ اگر چہرہ دھونے اور مسح کرنے سے آغاز کیا جائے تو بدن کئی امراض میں مبتلا ہوسکتا ہے۔

وضو میں ہاتھ دھونے کی حکمتیں یہ ہیں(۱)۔۔۔ مختلف چیزوں میں ہاتھ ڈالتے رہنے کی وجہ سے ہاتھ میں مختلف کیمیاوی اجزاء اور جراثیم لگ جاتے ہیں اور اگر پورا دن ہی ہاتھ نہ دھوئے جائیں تو ہاتھ جلد ہی کئی امراض میں مبتلا ہوسکتے ہیں۔(۲)۔۔۔ ہاتھوں کے گرمی دانے،(۳)۔۔۔ جلدی سوزش،(۴)۔۔۔ ایگزیما،(۵)۔۔۔ پھپھندی کی بیماری،(۶)۔۔۔ جلد کی رنگت تبدیل ہوجانا، جب ہم ہاتھ دھوتے ہیں تو انگلیوں کے پوروں سے شعاعیں نکل کر ایک ایسا حلقہ بناتی ہیں جس سے ہمارا اندرونی برقی نظام متحرک ہوجاتا ہے اور ایک حد تک برقی رو ہمارے ہاتھ میں سمٹ آتی ہے جس سے ہمارے ہاتھوں میں حسن پیدا ہوجاتا ہے۔

کلی کرنے کی حکمتیں

وضو میں پہلے ہاتھ دھولئے جاتے ہیں جس سے ہاتھ جراثیم سے پاک ہوجاتے ہیں ورنہ یہ کلی کے ذریعے منہ اور پھر پیٹ میں جاکر متعدد امراض کا باعث بن سکتے ہیں۔ غذا کے ذرات اور ہوا کے ذریعے متعدد مہلک جراثیم اور ہمارے منہ اور دانتوں میں لعاب کے ساتھ چپک جاتے ہیں چنانچہ وضو میں مسواک اور کلیوں کے ذریعے منہ کی بہترین صفائی ہوجاتی ہے۔ اگر منہ کو صاف نہ کیا جائے تو ان امراض کا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے۔(۱)۔۔۔ ایڈز کہ اس کی ابتدائی علامات میں منہ کا پکنا بھی ہے۔(۲)۔۔۔ منہ کے کناروں کا پھٹنا،(۳)۔۔۔ پھپھوندی اور چھالے کی بیماری سے بھی

بچا رہتا ہے اور روزہ نہ ہو تو غرارے بھی کرے کہ سنت ہے، نیز پابندی کے ساتھ غرارے کرنے والا کوّے (Tonsil) بڑھنے کی بیماری سے محفوظ رہتا ہے اور ساتھ ہی گلے کے بہت سارے امراض حتیٰ کہ گلے کے کینسر سے بھی حفاظت ہو جاتی ہے۔

ناک میں پانی ڈالنے کی حکمتیں

پھیپھڑوں کو ایسی ہوا کی ضرورت ہوتی ہے جو جراثیم، دھوئیں اور گرد و غبار سے پاک ہو اور اس میں اسّی (۸۰) فیصد رطوبت یعنی تری ہو اور جس کا درجہ حرارت نوّے درجہ فارن ہائٹ سے زائد ہو، ایسی ہوا فراہم کرنے کے لئے اللہ نے ہمیں ناک کی نعمت سے نوازا ہے۔ ہوا کو مرطوب یعنی نَم بنانے کے لئے ناک روزانہ چوتھائی گیلن نمی پیدا کرتی ہے۔ صفائی اور دیگر سخت کام نتھنوں کے بال سرانجام دیتے ہیں۔ ناک کے اندر ایک خوردبین یعنی (Microscopic) جھاڑو ہے، اس جھاڑو میں غیر مرئی یعنی نظر نہ آنے والے روئیں ہوتے ہیں جو ہوا کے ذریعے داخل ہونے والے جراثیم کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ نیز ان غیر مرئی روؤں کے ذمے ایک اور دفاعی نظام بھی ہوتا ہے جسے انگریزی میں (Lysozium) کہتے ہیں، ناک اس کے ذریعے سے آنکھوں کو (Infection) سے محفوظ رکھتی ہے۔ الحمد للہ وضو کرنے والا ناک میں پانی چڑھاتا ہے جس سے جسم کے اس اہم ترین آلے یعنی ناک کی صفائی ہو جاتی ہے اور پانی کے اندر کام کرنے والی برقی رو سے ناک کے اندرونی غیر مرئی روؤں کی کارکردگی کو تقویت پہنچتی ہے اور انسان وضو کی برکت سے ناک کے بیشمار پیچیدہ امراض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ دائمی نزلہ اور ناک کے زخم کے مریضوں کے لئے ناک کا غسل (یعنی ناک میں پانی چڑھانا) بیحد مفید ہے۔

چہرہ دھونے کی حکمتیں

آج کل فضاؤں میں دھوئیں وغیرہ کی آلودگیاں بڑھتی جا رہی ہیں، مختلف کیمیاوی مادے سیسہ وغیرہ میل کچیل کی شکل میں آنکھوں اور چہرے وغیرہ پر جما رہتا ہے، اگر چہرہ نہ دھویا جائے تو چہرے اور آنکھیں کئی امراض سے دوچار ہو جائیں، ایک یورپین ڈاکٹر نے ایک مقالہ لکھا جس کا نام تھا: "Eye, Water, Health" میں اس نے اس بات پر زور دیا: "اپنی آنکھوں کو دن میں کئی بار دھوتے رہو ورنہ تمہیں خطرناک بیماریوں سے دوچار ہونا پڑے گا"، چہرہ دھونے سے منہ پر کیل نہیں نکلتے یا کم نکلتے ہیں، ماہرین جلد و حسن و صحت اس بات پر متفق ہیں کہ اس طرح کے Cream, Lotion وغیرہ چہرے پر داغ چھوڑتے ہیں۔ چہرے کو خوبصورت بنانے کے لئے اِسے کئی مرتبہ دھونا ضروری ہے۔ امریکن کونسل فار بیوٹی کی سرکردہ ممبر "بیچر" نے خود انکشاف کیا ہے کہ: "مسلمانوں کو کسی قسم کی کیمیاوی لوشن کی ضرورت نہیں، وضو سے ان کا چہرہ دھل کر کئی قسم کی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے"۔ محکمۂ ماحولیات کا کہنا ہے: "چہرے کی الرجی سے بچنے کے لئے اِسے بار بار دھونا چاہیے"، الحمد للہ ایسا صرف وضو ہی سے ممکن ہے۔ وضو میں چہرہ دھونے سے چہرے کا مساج ہو جاتا، خون کا دوران چہرے کی طرف رواں ہو جاتا، میل کچیل بھی اتر جاتا اور چہرے کا حسن بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔

آنکھوں کے اندھاپن سے حفاظت

آنکھوں کی ایک بیماری ایسی ہوتی ہے جس میں رطوبت اصلیہ یعنی اصلی تری ختم یا کم ہو جاتی ہے، اور مریض آہستہ آہستہ اندھا ہو جاتا ہے۔ طبی اصولوں کے مطابق اگر بھنوؤں کو وقتاً فوقتاً تر کیا جاتا رہے تو اس خوفناک مرض سے تحفظ ہو سکتا ہے۔ الحمد للہ وضو کرنے والا منہ دھوتا ہے تو اِس طرح اُس کی بھنویں تر رہتی ہیں، جو خوش نصیب اپنے چہرے پر داڑھی کی سنت سجاتے ہیں وہ بھی سنیں، ڈاکٹر پروفیسر جارج اَیل کہتا ہے: "منہ دھونے سے داڑھی میں الجھے ہوئے جراثیم بہہ جاتے ہیں اور جڑ تک پانی پہنچنے سے بالوں کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔ خلال کی سنت ادا کرنے کی برکت سے جوؤں کا خطرہ دور ہوتا ہے، مزید داڑھی میں پانی کی تری کے ٹھہراؤ سے گردن کے پٹھوں، تھائی رائیڈ گلینڈ اور گلے کے امراض سے حفاظت رہتی ہے۔

کہنیاں دھونے کی حکمتیں

کہنی پر تین بڑی رگیں ہوتی ہیں جن کا بالواسطہ تعلق دل، جگر اور دماغ سے ہوتا ہے اور جسم کا یہ حصہ عموماً ڈھکا رہتا ہے۔ اگر اس کو پانی اور ہوا نہ لگے تو متعدد دماغی اور اعصابی امراض پیدا ہو سکتے ہیں۔ وضو میں کہنیوں سمیت ہاتھ دھونے سے دل، جگر اور دماغ کو تقویت پہنچے گی۔ اور ان شاء اللہ وہ امراض سے محفوظ رہیں گے۔ مزید یہ کہ کہنیوں سمیت ہاتھ دھونے سے سینے کے اندر ذخیرہ شدہ روشنیوں سے براہ راست انسان کا تعلق قائم ہو جاتا ہے اور روشنیوں کا ہجوم ایک بہاؤ کی صورت اختیار کر لیتا ہے، اس عمل سے ہاتھوں کے عضلات یعنی کل پرزے مزید طاقتور ہو جاتے ہیں۔

مسح کی حکمتیں

سر اور گردن کے مابین "حبل الورید" یعنی شہ رگ ہوتی ہے، اس کا تعلق ریڑھ کی ہڈی، حرام مغز اور تمام ترجوڑوں سے ہوتا ہے۔ جب وضو کرنے والا وضو کرتا ہے تو ہاتھوں کے ذریعے برقی رو نکل کر شہ رگ میں جمع ہو جاتی ہے۔ اور ریڑھ کی ہڈی سے ہوتی ہوئی تمام اعصابی نظام میں پھیل جاتی ہے اور اس سے اعصابی نظام کو توانائی حاصل ہوتی ہے۔

ایک صاحب کا بیان ہے کہ میں فرانس میں ایک جگہ وضو کر رہا تھا، ایک میرے سامنے کھڑا بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ جب میں فارغ ہوا تو اُس نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کون اور کہاں کے وطنی ہیں؟، میں نے جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں، اُس نے پوچھا کہ پاکستان میں کل کتنے پاگل خانے ہیں؟ اس عجیب وغریب سوال پر میں چونکا مگر میں نے جواب دے دیا، دو چار ہونگے۔ پوچھا: ابھی تم نے کیا کیا؟ میں نے جواب دیا کہ وضو، اُس نے کہا کہ روزانہ کرتے ہو، میں نے جواب دیا ہاں دن میں پانچ بار، وہ بڑا حیران ہوا اور کہا کہ میں مینٹل ہاسپٹل میں سرجن ہوں اور پاگل پن کے اسباب کی تحقیق میرا مشغلہ ہے۔ میری تحقیق یہ ہے کہ دماغ سے سارے بدن میں سگنل جاتے ہیں اور اعضاء کام

کرتے ہیں، ہمارا دماغ ہر وقت Fluid (مائع) میں تیرتا ہے اس لئے ہم بھاگتے دوڑتے ہیں اور دماغ کو کچھ نہیں ہوتا، اگر وہ کوئی Rigid (سخت) چیز ہوتی تو بالکل ٹوٹ چکی ہوتی۔ دماغ سے چند باریک رگیں Conductor (موصل) بن کر گزرتی ہیں، اگر ہماری گردن کو خشک رکھا جائے تو ان رگوں میں خشکی پیدا ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بار بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اور وہ پاگل ہو جاتا ہے لہٰذا میں نے سوچا کہ گردن کی پشت کو روزانہ دو یا تین بار تر کر لیا جانا چاہیے، ابھی میں نے دیکھا کہ ہاتھ منہ دھونے کے بعد آپ نے گردن کے پیچھے بھی کچھ کیا ہے۔ واقعی آپ لوگ پاگل نہیں ہو سکتے۔ مزید یہ کہ مسح کرنے سے لو لگنے اور گردن توڑ بخار سے بھی بچت ہوتی ہے۔

پاؤں دھونے کی حکمتیں

پاؤں سب سے زیادہ دھول آلود ہوتے ہیں، پہلے پہل (Infection) پاؤں کی انگلیوں کے درمیانی حصے سے شروع ہوتا ہے، وضو میں پاؤں دھونے سے گرد و غبار اور جراثیم بہہ جاتے ہیں، اور بچے کچے جراثیم انگلیوں کے خلال کرنے سے نکل جاتے ہیں، جس سے نیند کی کمی، دماغی خشکی، گھبراہٹ اور مایوسی کے امراض دور ہوتے ہیں۔

وضو کا بچا ہوا پانی استعمال کرنا مستحب ہے!

وضو کے بچے ہوئے پانی میں شفا ہے، ایک مسلمان ڈاکٹر کا کہنا ہے۔ (۱)۔۔۔ اس کا پہلا اثر مثانے پر پڑتا ہے، پیشاب کی رکاوٹ دور ہوتی اور خوب کھل کر پیشاب آتا ہے۔ (۲)۔۔۔ اس سے ناجائز شہوت سے خلاصی حاصل ہوتی ہے۔ (۳)۔۔۔ جگر، معدہ اور مثانے کی گرمی دور ہوتی ہے، کسی برتن یا لوٹے سے وضو کیا ہو تو اس کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔

ہم مسلمان ہیں، ہمیں وہی طریقہ اپنانا چاہیے جو آج سے چودہ سو سال پہلے ہمارے نبی ﷺ نے پیش کیا، آج اگرچہ سائنس اپنی ریسرچ کر رہی ہے اور اس طریقے کو ثابت کر رہی ہے لیکن ہماری سوچ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی بنی چاہیے نہ کہ صرف سائنس پر عمل کرنے کی، اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

(۱) بَابُ التَّخَلِّیْ عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ
حاجت کے وقت دور چلے جانا

(۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبِ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ اَبْعَدَ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے کہیں جاتے تو بہت دور تشریف لے جاتے۔

(۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ اِذَا اَرَادَ الْبَرَازَ انْطَلَقَ حَتّٰی لَا یَرَاہُ اَحَدٌ۔

ابو زبیر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو اتنی دور تشریف لے جاتے کہ کسی کو نظر نہ آتے۔

کتاب و باب کے معانی اور باب سے حدیث کی مناسبت

کتاب سے مراد مسائل کا وہ مجموعہ ہے جسے بطور جنس مراد لیا جائے اور اس کے تحت کئی انواع اور اصناف مراد لی جاسکیں، مثلاً: کتاب الطهارة میں حیض، وضو، تیمم و غسل اور دیگر انواع کی باب باندھ کر بحث کی جائے گی۔ اسی طرح "باب" سے مراد مسائل کا وہ مجموعہ ہے جو بمنزلہ نوع کے ہو اور اس کے تحت کئی اصناف اور اشخاص مندرج ہوں جیسے غسل کے فرائض، واجبات، سنن و مستحبات ہوتے ہیں اسی طرح ایک قسم "فصل" کی بھی ہے جو کہ صنف کے درجے میں شامل کی جاتی ہے اور اس کے تحت کئی اشخاص مندرج ہوتے ہیں جیسا کہ غسل کی فصل میں یہ بات موجود ہوتی ہے کہ غسل کے تین فرائض ہیں۔ یہاں باب کے عنوان "التخلي عند قضاء الحاجة" کے ساتھ حدیث کے اس جملے "ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا ذهب المذهب ابعد" کی مناسبت بالکل واضح ہے۔ اس ضمن میں ابن ماجہ و سنن نسائی و جامع الترمذی کی دیگر احادیث درج ذیل ہیں:

*۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن کی آنکھوں اور بنی آدم کے ستر میں پردہ یہ ہے کہ جب قضائے حاجت کو جائے تو بسم اللہ کہہ لے۔

(جامع الترمذی، ابواب الصلوة، باب: ما ذكر من التسمية، رقم: ٦٠٦، ص ١٩٨)

*۔۔۔ سیدنا عبد الرحمن بن حسنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں ڈھال کی مانند ایک چیز تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سامنے رکھا اور اس کے پیچھے بیٹھ کر اسی کی طرف پیشاب فرمایا تو قوم کے بعض لوگوں نے کہا کہ ان کی طرف دیکھو جو عورتوں کی مانند پیشاب کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: "تم اس چیز کو نہیں جانتے جو بنی اسرائیل کے ایک شخص کو پہنچی تھی، بنی اسرائیل کا یہ طریقہ تھا کہ انہیں جس جگہ پیشاب لگ جاتا تو اس جگہ کو وہ قینچی سے کتر ڈالتے ان کے ساتھی نے انہیں منع کیا تو اس جرم کی پاداش میں اسے قبر میں عذاب دیا گیا"۔

(سنن نسائی، كتاب الطهارة، باب: البول الى السترة يستتر بها، رقم: ٣٠، ص ١٦)

*۔۔۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک سفر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفع حاجت کے لئے دور تشریف لے گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوا کر وضو فرمایا۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب: التباعد للبراز فی الفضاء، رقم: ٣٣٢، ص ٧٦)

حل لغات

ذهب المذهب: یعنی خاص قضائے حاجت کی غرض سے کسی دور مقام پر جانا۔

البراز: فتح کے ساتھ پائخانہ کے لئے بطور کنایہ استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ قضائے حاجت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر "۱" کے رجال

(۱)۔۔۔عبداللہ بن مسلمۃ بن قعنب: القعنبی الحارثی، ابوعبدالرحمن البصری، مدینہ کے رہنے والے تھے، ثقہ عابدوزاہد تھے، مکہ مکرمہ میں سن ۲۱ھ کے اوائل میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ: بن مسعود بن معتب، مشہور صحابی ہوئے ہیں، انہوں نے واقعۂ حدیبیہ سے پہلے اسلام قبول فرمایا، صحیح قول کے مطابق سن ۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔(۳)۔۔۔یحیی بن سعید رضی اللہ عنہ: بن قیس بن عمرو بن سہل بن ثعلبہ بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار انصاری المدنی، ائمہ مسلمین میں سے مشہور تابعی ہوئے ہیں، مدینہ منورہ کے قاضی ہوئے، مزید یہ کہ منصور اعراقی نے انہیں منصب قضاء پر فائز کیا، ایک قول کے مطابق سن ۱۴۴ھ میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر: "۲" کے رجال

(۱)۔۔۔جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن حرام بن عمرو بن سواد بن سلمہ، انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۱۵۴۰ احادیث نقل کی ہیں۔ جن میں سے امام بخاری و مسلم کا ۵۸ احادیث پر اتفاق ہے۔ ۱۶ پر امام بخاری اور ۱۲۶ پر امام مسلم منفرد ہیں۔ انہوں نے ابوبکر، عمر فاروق، علی المرتضی، ابوعبیدہ، معاذ بن جبل، خالد بن ولید، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے ابوسلمہ، محمد بن منکدر، عطاء، عمرو بن دینار، مجاہد نے روایات نقل کی ہیں۔ مدینہ منورہ میں سن ۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔مسدد بن مسرھد: بن مسربل بن مرعبل بن ارندل بن سرندل بن غرندل بن ماسک بن مستورد الاسدی، اہل بصرہ کے ثقہ راویوں میں شمار ہوئے ہیں، انہوں نے حماد بن زید، ابن عیینہ، یحیی قطان سے سماع کیا اور ان سے ابوحاتم رازی، ابوداؤد، محمد بن یحیی ذہلی، ابوزرعہ، اسماعیل بن اسحاق نے روایات نقل کی ہیں۔ سن ۲۲۳ھ میں ماہِ رمضان میں انتقال کیا۔

قضائے حاجت کے وقت دور چلے جانا

ما قبل دونوں احادیث طیبہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصفِ حیا کا بیان ہے۔ خود سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "الحیاء من الایمان "۔(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: الحیاء من الایمان، رقم: ۲۴، ص ۷)۔ گویا کہ امت کو بھی ترغیب دی جارہی ہے کہ قضائے حاجت کے لئے پردے کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔ ہمارے دور میں اگرچہ گھروں میں بیت الخلاء بنائے جاتے ہیں اور شہروں میں رہنے والے اس پر اچھے خاصے پیسے خرچ کرتے ہیں تاہم دیہاتوں میں آج بھی کھیتوں میں جاکر فراغت حاصل کرنے کا رواج ہے بلکہ شہروں میں بھی بعض اوقات مزدور طبقہ یا اِس جیسے دیگر لوگ جو کسی مارکیٹ میں سیلز مین ہوتے ہیں یا کم حیثیت والے لوگ اکثر اوقات مساجد دور ہونے یا بند ہونے کے باعث کسی دیوار کی اوٹ میں، یا قبرستانوں میں یا یونہی بعض بے باک اور بے شرم قسم کے لوگ کھڑے کھڑے پیشاب کرنا شروع ہو جاتے ہیں اور اُن کی توجہ اِس جانب نہیں ہوتی کہ کسی کی نظر پڑے گی

بلکہ بعض تو اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے اور اپنے مرد ہونے پر اتراتے اور بے شرمی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔
باء مفتوحہ کے ساتھ "البراز" کا لفظ استعمال کیا، یعنی زمین کا وسیع حصہ جہاں لوگ حاجت طبعی کے لئے بیٹھتے ہوں، جیسا کہ بیت الخلاء کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کے جسم سے نکلنے والی گندگی کو بھی براز کہا جاتا ہے۔ جہاں تک بول و براز کے لئے دور چلے جانے کا تعلق ہے تو اس میں ادب کا پہلو بھی نمایاں طور پر پایا جاتا ہے کہ زمین کے اُس حصے کی جانب رخ کیا جائے جہاں کسی اور کی نظر نہ پڑے اسی لئے عمارتوں میں، پردے کی جگہوں میں بیت الخلاء بنائے جاتے ہیں تاکہ ستر عورت کا اہتمام ہو سکے۔

(معالم السنن، تحت رقم الحديث: ا تا ۲، ص ۹، الشاملة)

(۲) باب: بَابُ الرَّجُلِ يَتَبَوَّءُ لِبَوْلِهِ
آدمی کا پیشاب کے لئے جگہ تلاش کرنا

(۳) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ أَخْبَرَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنِي شَيْخٌ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما الْبَصْرَةَ فَكَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ فَكَتَبَ عَبْدُ اللهِ إِلَى أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو مُوسَى رضی اللہ عنہ إِنِّي كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ يَوْمٍ فَأَرَادَ أَنْ يَبُولَ فَأَتَى دَمِثًا أَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ: إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُولَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهِ مَوْضِعًا۔

شیخ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ آئے تو حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے باتیں کر رہے تھے تو حضرت عبد اللہ نے چند باتیں پوچھتے ہوئے حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ کے لئے لکھا۔ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے جواباً لکھا کہ ایک روز میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب فرمانے کرنے کا ارادہ کیا، پس ایک نرم جگہ دیوار کی اوٹ میں تشریف لے گئے اور پیشاب فرمایا، پھر فرمایا: "جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنا چاہے تو پیشاب کرنے کے لئے مناسب جگہ کی تلاش کرے"۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

صاحب ابو داؤد واضح انداز میں باب "الرجل یتبوا لبوله" کی مناسبت سے حدیث "ذات یوم ان یبول فاتی دمثا فی اصل جدار فبال" بیان فرمائی ہے، تاہم سنن ابن ماجہ میں اسی عنوان کی مناسبت سے احادیث کا اندراج یوں ہے۔

*۔۔۔یعلی بن مرہ فرماتے ہیں ایک سفر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجت کے لئے جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو مجھ سے فرمایا: "ان دو درختوں کو بلاؤ"، وکیع فرماتے ہیں کہ چھوٹے کھجور کے درختوں کو مرہ کہتے ہیں میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے ہیں کہ ایک جگہ جمع ہو جاؤ وہ دونوں جمع ہو گئے ان کے ذریعہ پردہ فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا: "ان دونوں سے

کہو کہ اپنی جگہ لوٹ جاؤ"، میں نے ان دونوں سے کہا تو وہ اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: الارتیاد للغائط لبول، رقم: ۳۴۱،۳۴۰،۳۳۹، ص ۷۷ وغیرہ)

حل لغات

الدمث: یعنی وہ جگہ جہاں پیشاب کرنے والا پیشاب کرے تو چھینٹے اُس پر آ کر نہ پڑیں۔

فلیرتد: وہ نرم جگہ جہاں سے پیشاب کی چھینٹے نہ پڑیں، یعنی وہ نرم جگہ پیشاب کی چھینٹوں کو جذب کرلے۔

باصل جدار: یعنی قضائے حاجت کے لئے وہ جگہ منتخب کرے جو دیوار سے قریب ترین ہو ورنہ تو چھینٹوں سے بچنے کا تصور نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر "۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو التیاح: یزید بن حُمید الضُبعی، بصری، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، پانچویں ہجری کے ثقہ راوی ہیں، انہوں نے سن ۱۲۸ھ میں انتقال فرمایا۔

پیشاب کے لئے مناسب جگہ کی تلاش کرنا

جہاں تک پیشاب کے لئے مناسب جگہ کی تلاش کرنے کا تعلق ہے تو اس میں دو باتیں انتہائی اہم ہیں: (۱)۔۔۔نرم جگہ جو کسی (۲)۔۔۔دیوار کی اوٹ میں ہو، جہاں گزرتے ہوئے لوگوں کی نظر نہ پڑتی ہو، منتخب کی جائے۔ کیونکہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا بے حد ضروری ہے۔ دوسری صورت میں پیشاب کے چھینٹے پاؤں اور کپڑوں پر آنے سے ناپاکی پھیلنے کا اندیشہ قوی ہے۔ مزید یہ بھی کہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا عذاب قبر کو دعوت دیتا ہے۔ ذیل میں اسی مناسبت سے تین احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

*۔۔۔محمد بن زیاد کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا جب کہ وہ ہمارے پاس سے گزر رہے تھے اور لوگ ایک برتن سے وضو کر رہے تھے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرو کیونکہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "ایڑیوں کے لئے نار جہنم کی خرابی ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب: غسل الاعقاب، رقم: ۱۶۵، ص ۳۳)

*۔۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے فرمایا: "ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ کبیرہ گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیئے جا رہے"، پھر فرمایا: "بلکہ ان میں سے ایک چغلی کھایا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سبز ٹہنی توڑی اور اس کے دو حصے کئے۔ پھر ہر قبر پر ایک حصہ گاڑ دیا۔ پھر فرمایا: "جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی شاید ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب: عذاب القبر من الغیبة والبول، رقم: ۱۳۷۸، ص ۲۲۱)

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ سید عالم ﷺ کسی دیوار کی اوٹ میں بیٹھ کر پیشاب فرماتے ہیں، جس سے کسی کی ملک میں تصرف کرنا اور دیوار کو خراب کرنا لازم آتا ہے تو محدثین فرماتے ہیں کہ وہ دیوار جس کی اوٹ میں آقائے دوجہاں ﷺ نے پیشاب فرمایا تھا وہ کسی کی ملکیت میں ہرگز نہیں تھی جس کی وجہ سے نقصان کا اندیشہ ہو اور سید عالم ﷺ کی ذات پاک سے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آقائے دوجہاں ﷺ کسی کی ملکیت میں بغیر اجازت تصرف کریں، اور سید عالم ﷺ کا اس کی اوٹ میں بیٹھ کر پیشاب کرنا اُسے نقصان پہنچائے۔

(معالم السنن، تحت رقم الحديث :٣،ص١٠، الشاملة)

(٣) بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ
بیت الخلاء میں جاتے وقت کیا کہا جائے

(۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَعَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: عَنْ حَمَّادٍ قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ وَقَالَ: عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ: " اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ ". وَقَالَ مَرَّةً: " أَعُوذُ بِاللهِ ". وَقَالَ وُهَيْبٌ: " فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ ".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے، حماد کی روایت میں ہے کہ فرماتے: "اللهم انی اعوذبك اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں"، عبدالوارث کہتے ہیں کہ فرماتے: "اعوذ بالله من الخبث والخبائث اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان جنوں اور جنیوں سے"۔ ابوداود، شعبہ اور وہ عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں کہ یوں فرماتے: "اللهم انی اعوذبك اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں (شیطان جن اور جنیوں سے)"، مرہ کہتے ہیں کہ یوں فرماتے: "اعوذ بالله اے اللہ میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں"، اور وھیب کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ اللہ کی پناہ طلب کرتے (شریر جن اور جنیوں سے)۔

(۵) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو يَعْنِي السَّدُوسِيَّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ هُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ وَقَالَ شُعْبَةُ: وَقَالَ مَرَّةً: أَعُوذُ بِاللهِ.

ابن صہیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ بیت الخلاء میں جاتے وقت یوں فرماتے: "اللهم انی اعوذبك اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں (شیطان جن اور جنیوں سے)"، اور شعبہ کہتے ہیں کبھی "اعوذ بالله" کہتے۔

(٦) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: " إِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوشَ مُحْتَضَرَةٌ فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ سے نقل کرتے ہیں: "یہ شریر جنات حاضر ہوتے ہیں جب تم میں سے کوئی

بیت الخلاء میں جاتا ہے پس تم یوں کہہ لیا کرو: "اعوذ باللہ من الخبث والخبائث میں اللہ کی پناہ میں آیا خبیث جن اور جنیوں سے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

شیخ ابو داؤد نے مذکورہ مقام پر جو احادیث پیش کی ہیں بالکل اسی مناسبت سے باب کا عنوان "ما یقول الرجل اذا دخل الخلاء" بھی قائم کیا ہے، درج ذیل میں اسی عنوان کے تحت صحاح کی دیگر احادیث کا موازنہ پیش خدمت ہے۔

*۔۔۔بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یوں ارشاد فرماتے: "غفرانك"۔

(جامع الترمذی، ابواب الطھارۃ، باب: مایقول اذا خرج من الخلاء، رقم: ۷، ص ۱۳)

*۔۔۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو کہتے: "اے اللہ! میں ناپاکوں اور ناپاکیوں سے تیری پناہ لیتا ہوں"۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب: ما یقول عند الخلاء، رقم: ۱۴۲، ص ۳۰)

*۔۔۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جنات اور انسانوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ جب آدمی بیت الخلاء میں جاتا ہے تو بسم اللہ کہتا ہے"۔

*۔۔۔ابو امامہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو یہ کہنے سے نہ رکے "اللھم انی اعوذبك من الرجس النجس الخبیث المخبث الشیطن الرجیم"۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ، باب: ما یقول الرجل اذا دخل الخلاء، رقم: ۳۰۱، ۳۰۰، ۲۹۹، ۲۹۷، ص ۷۰ وغیرہ)

حل لغات

لخبث: خطابی کہتے ہیں کہ مراد باء کی ضمہ کے ساتھ ہے، یعنی خبیث مذکر و مونث کی جماعت مراد لی گئی ہے جس کی جمع خبائث اور واحد الخبیثۃ ہے۔ یعنی مذکر و مونث شیاطین، ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ کلام عرب میں "الخبث" کے معنی مکروہ چیز ہے، پس اگر یہ مکروہ چیز کلام میں ہو تو وہ گالی مراد ہو گی، اور اگر یہ مکروہ چیز دین و ملت میں ہو تو کفر ہے اور اگر وہ مکروہ چیز کھانے میں ہو تو حرام ہے، پینے کی چیز میں ہو تو نقصان دہ ہو گی۔

الحشوش: حش کی جمع ہے مراد اس سے بیت الخلاء ہے، یا قضائے حاجت کی جگہ۔ محتضرۃ: مراد وہ مکان یا جگہ ہے جہاں جنات حاضر ہوتے ہیں، یا وہ مقام جہاں پر اذیت دینے والے جانور مثلاً بچھو وغیرہ کا ورود ہوتا ہے۔

حدیث نمبر "۴" کے رجال

(۱)۔۔۔عبد العزیز بن صہیب: البنانی، تابعی بزرگ تھے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کی ہے

، شعبہ نے اُن سے روایات نقل کی ہیں۔ محدثین کا ان کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے، جماعت کثیرہ نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ حماد بن یزید: بن درہم ابو اسماعیل الازرق الازدی البصری، آل جریر بن حازم کے مولی تھے ، انہوں نے ثابت بنانی، ابن سیرین، عمرو بن دینار، یحیی قطان، ایوب سے سماع حدیث کی ہے، ان سے سفیان، ابن مبارک، یحیی قطان، وکیع نے روایات نقل کی ہیں عبدالرحمن بن مہدی کہتے ہیں کہ ان کے زمانے میں چار ائمہ ہوئے ہیں: سفیان ثوری کوفہ میں، مالک بن دینار حجاز میں، اوزاعی شام میں اور حماد بن زید بصرہ میں، لیکن حماد جیسا ثقہ، ثابت اور کثیر روایات نقل کرنے والا نہیں دیکھا۔ (۳)۔۔۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو حمزہ تھی، سید عالم ﷺ کے خادم کی حیثیت سے مشہور تھے، دس سال سید عالم ﷺ کی خدمت میں گزارے، ان سے سید عالم ﷺ کی ایک ہزار احادیث مروی ہیں جس میں سے ۸۳ میں امام بخاری منفرد ہیں، اور مسلم ۶۱ میں منفرد ہیں اور اتفاق ۱۶۸ احادیث پر ہوا ہے۔ سو سال سے زائد عمر شریف پائی، بصرہ میں انتقال فرمایا اور انہیں محمد بن سیرین نے غسل دیا جو کہ حجاج کا زمانہ کہا جاتا ہے اور سن ۶۳ھ تھا، حجاج کے قلعے میں انہیں دفن کیا گیا۔

حدیث نمبر "۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ شعبہ: کہا جاتا ہے حجاج واسطی کا بیٹا، بصری، اپنے وقت میں امیر المومنین فی الحدیث تھے۔

حدیث نمبر "۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ عمرو بن مرزوق: بصری، ابو عثمان باہلی، انہوں نے شعبہ، زہیر بن معاویہ، عمران قطان، حماد سے روایت نقل کی ہیں جب کہ اِن سے بخاری نے "اول الدیات" اور "مناقب عائشہ" میں روایات نقل کی ہیں۔ ۲۲۴ھ میں انتقال کیا۔ (۲)۔۔۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی صحابی تھے، ۶۸ھ میں انتقال فرمایا۔

بیت الخلاء میں جاتے ہوئے کن کلمات کا تلفظ کرنا چاہیے؟

جب انسان بیت الخلاء میں جانے لگے تو مستحب طریقہ یہ ہے کہ باہر یہ دعا پڑھ لے: "بسم اللہ اللھم انی اعوذ بك من الخبث والخبائث"۔ پھر بایاں قدم پہلے داخل کرے اور نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں باہر نکالے اور نکل کر یہ کہے: "غفرانك الحمد للہ الذی اذھب عنی ما یوذینی وامسك علی ما ینفعنی اللہ سے مغفرت کا سوال ہے جس نے مجھ سے اذیت دینے والی چیز دور کی اور جو چیز میرے لئے نا قابل نفع تھی اُس سے مجھے روک دیا"۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار ،کتاب الطھارة، فصل فی الاستنجاء، مطلب: فی الفرق بین الاستبراء، ج۱، ص۵۵۹)

موجودہ زمانے میں اٹیچ باتھ کا رواج عام ہے، ایک طرف قضائے حاجت کے لئے حصہ مختص ہوتا ہے تو دوسری جانب شاور لینے یعنی نہانے کا اہتمام ہوتا ہے اور درمیان میں عموماً کوئی آڑ نہیں ہوتی بلکہ بعض جگہوں پر ایک معمولی سا پردہ دکھائی دیتا ہے۔ تاہم ایسی صورت حال میں باہر ہی دعا پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ ماقبل مذکور احادیث کا

مطلب یہ نہیں کہ جب سید عالم ﷺ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے پھر دعا پڑھتے بلکہ معنی یہ ہے کہ بیت الخلاء میں جانے سے پہلے ہی باہر دعاوذکر فرماتے کیونکہ بیت الخلاء میں خبیث جنات نازل ہوتے ہیں اور ناپاک جگہوں پر اللہ جل جلالہ کا پاک نام اور اُس کا ذکر نہیں کرنا چاہیے۔

(۴) بَابُ كَرَاهِيَةِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ
قضائے حاجت کے وقت قبلے کی جانب موئنہ کرنے میں کراہیت ہونا

(۷) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قِيلَ لَهُ لَقَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ قَالَ: أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَأَنْ لَا نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ وَأَنْ لَا يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ عَظْمٍ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل ہے کہ ان سے کہا گیا: آپ کے نبی ﷺ نے آپ کو ہر چیز سکھادی یہاں تک کہ استنجاء میں بیٹھنے کا طریقہ بھی تعلیم فرمادیا، تو انہوں نے کہا: یہی بات ہے کہ سید عالم ﷺ نے ہمیں قضائے حاجت کے وقت میں قبلے کی جانب رخ کرنے سے منع فرمایا اور دائیں ہاتھ کو استنجاء کے لئے استعمال کرنے سے بھی منع فرمایا اور یہ کہ کوئی تین ڈھیلوں سے کم استنجاء میں استعمال نہ کرے، اور گوبر وہڈی سے استنجاء نہ کرے۔

(۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ أُعَلِّمُكُمْ فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا وَلَا يَسْتَطِبْ بِيَمِينِهِ وَكَانَ يَأْمُرُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ وَيَنْهَى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے باپ کی طرح ہوں اور تمہیں تعلیم دیتا ہوں، تم میں سے جو کوئی قضائے حاجت کو جائے تو قبلے کی جانب موئنہ اور پیٹھ نہ کرے، اور نہ ہی دائیں ہاتھ کو استنجاء کے لئے استعمال کرے"، آپ ﷺ استنجاء کے لئے تین ڈھیلوں کا حکم فرماتے اور گوبر وہڈی سے منع کرتے۔

(۹) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ رِوَايَةً قَالَ: "إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَكُنَّا نَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ"۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت (پیشاب یا پاخانہ) کے لئے جائے تو قبلہ کی جانب موئنہ نہ کرے، لیکن مشرق ومغرب کی جانب رخ کرلے"، ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم شام کے سفر پر گئے تو ہم نے وہاں پر قبلہ رخ کی جانب بیت الخلاء بنے ہوئے پائے تو ہم رخ بدل کر

قضائے حاجت کرتے اور اللہ عزوجل سے استغفار طلب کرتے۔

(۱۰)حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي زَيْدٍ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ أَبِي مَعْقِلٍ الْأَسَدِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَتَيْنِ بِبَوْلٍ أَوْ غَائِطٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَبُو زَيْدٍ هُوَ مَوْلَى بَنِي ثَعْلَبَةَ۔

معقل بن ابی معقل الاسدی رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: "سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں قبلوں کی جانب رخ کر کے قضائے حاجت کرنے کو منع فرمایا"، ابوداؤد کہتے ہیں مراد ابوزید یعنی بنی ثعلبہ کے مولی ہیں۔

(۱۱)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ جَلَسَ يَبُولُ إِلَيْهَا فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَلَيْسَ قَدْ نُهِيَ عَنْ هَذَا؟ قَالَ: بَلَى إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذَلِكَ فِي الْفَضَاءِ فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ۔

مروان اصفر کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے قبلے کی سمت کی جانب اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کی جانب رخ کر کے پیشاب کرنے لگے تو میں نے کہا: اے ابو عبدالرحمن! کیا ایسا کرنے سے منع نہیں فرمایا گیا؟ ، بولے: کیوں نہیں! مگر صرف خالی جگہ (صحراء) میں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے، لیکن جب کہ تمہارے اور قبلے کے مابین کوئی ایسی چیز ہو جو تمہیں چھپالے تو کوئی حرج نہیں۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

صاحب ابوداؤد نے باب "كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة" کی مناسبت سے احادیث وہی بیان کی ہیں تاکہ کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے اور ساتھ ہی قارئین کے لئے سمجھنا بھی آسان ہو جائے۔ مذکورہ مقام پر پانچ احادیث لائے ہیں اور ان سب کے مضامین بھی وہی ہیں جو باب کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ دیگر صحاح کی احادیث اسی موضوع پر درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے جو کوئی قضائے حاجت کو جائے تو قبلہ کی جانب مونھ کرے نہ ہی پیٹھ، بلکہ مشرق ومغرب کی جانب رخ کرلے"۔

(صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب: لا تستقبل القبلة ببول ولا، رقم: ۱۱، ص ۳۰)، (صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب: الاستطابة، رقم: ۴۹۸/(۲۶۵)، ص ۱۴۸)

*۔۔۔ سیدنا حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جبکہ آپ مصر میں قیام پزیر تھے (اور مصر کے بیت الخلاء کے منہ قبلہ کی طرف بنائے گئے تھے) فرماتے ہیں واللہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں ان استنجاء خانوں کے ساتھ کیا کروں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "تم میں سے کوئی بھی پیشاب اور پاخانے کے لئے جائے تو وہ قبلہ رو نہ ہو اور نہ کعبہ کی جانب پیٹھ کر کے بیٹھے"۔

(سنن النسائي، كتاب الطهارة، باب: النهى عن استقبال القبلة، رقم: ۲۰، ص ۱۴)

حل لغات

الخراءة: یعنی قضائے حاجت کے لئے لوگوں سے الگ ہونا اور قضائے حاجت ہی کے لئے بیٹھنے کا طریقہ تمہارے نبی نے تمہیں سکھادیا۔ الرجیع: انسان و حیوان کے جسم سے خارج ہونے والے فضلات، جو کہ پاخانہ کی صورت میں ہوتے ہیں، انہیں الرجیع کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ اپنی پہلی حالت کی جانب لوٹتے ہیں چہ جائے کہ وہ چارہ ہو یا کھانا۔

الروث: پاخانے کی مینگنیاں۔ شرقوا او غربوا: خطابی کہتے ہیں: یہ خطاب اہل مدینہ سے تھا اور یہ حکم اُن کے لئے بھی ہے جن کا قبلہ اسی جانب ہو، پھر اگر قبلہ کا رخ شرق و غرب کی جانب ہو تو وہ شرق و غرب کی جانب مونھ کر کے قضائے حاجت نہ کرے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں قضائے حاجت کے وقت قبلے کی جانب رخ کرنے کی ممانعت صحراء یا میدان میں ہے اور اگر عمارت میں قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء ہے تو استقبال قبلہ کرنے میں ممانعت نہیں ہے۔ القبلتین: مراد کعبہ معظمہ اور بیت المقدس ہے۔

انما انا لکم بمنزلۃ الوالد: مخاطبین کو انسیت دلانے کی غرض سے ایسا جملہ استعمال فرمایا تاکہ انہیں ان کے دین نے جو کچھ حیاء وغیرہ کے حوالے سے تعلیم دی اُسے نہ روکا جاسکے۔

ولا یستطیب: اکثر نسخوں میں یستطب کی بجائے یستطیب ہے، یہاں الاستنجاء بمعنی الاستطابۃ ہے، یعنی نجاست کو زائل کرنا اور موضع نجاست کو پاک کرنا مراد ہے۔

حدیث نمبر "۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو معاویہ: محمد بن خازم، الضریر کوفی تمیمی، سعدی، سعد بن زید مناۃ بن تمیم کے مولی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ نابینا تھے۔ انہوں نے اعمش سے روایت نقل کی ہے جب کہ اِن سے احمد، اسحاق نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۱۹۵ھ میں ماہ صفر المظفر میں ہوا۔ اس کے علاوہ ابو معاویہ نخعی اور ابو معاویہ شیبان بھی گزرے ہیں۔ (۲)۔۔۔الاعمش: کہا جاتا ہے کہ جس دن امام عالی مقام امام حسین کو شہید کر دیا گیا اسی دن عاشورہ کے روز جمعۃ المبارک کے دن سن ۶۱ھ میں پیدا ہوئے، امام بخاری کہتے ہیں کہ ان کی پیدائش سن ۶۰ھ میں ہوئی اور وفات سن ۱۴۸ھ میں ہوئی۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایات لیں ہیں جب کہ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت انس اور عبداللہ بن ابی اوفی سے ملاقات تو ہوئی لیکن سماع حدیث ثابت نہیں ہے۔ ان سے سبیعی، ابراہیم تیمی، ثوری، شعبہ، یحیی قطان، سفیان بن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ابن المبارک: مراد عبداللہ بن مبارک ہیں، بنی حنظلہ کے مولی تھے، چوتھے طبقے کے تابعین میں سے ہوئے ہیں، ثقہ، فقیہ، عابد و زاہد عالم تھے۔ صاحبِ تصانیف تھے۔ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے اور وفات شریف سن

۱۸۱ھ میں پائی۔ (۲)۔۔۔ قعقاع بن حکیم: الکندی المدنی، چوتھے طبقے کے ثقہ راوی میں سے ہوئے ہیں۔

حدیث نمبر "۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ سفیان: مراد سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون الھلالی الکوفی المکی ہیں، ثقہ راوی، حافظ الحدیث اور امام کی حیثیت سے مشہور ہوئے ہیں مگر آخری عمر میں ان کے حفظ میں تغیر آگیا تھا، سن ۶۸ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ الزھری: چوتھے طبقے کے تابعین میں سے ہوئے ہیں۔ ان کا نام محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ الاصغر بن شہاب ابن عبد اللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ، ان کی والدہ کا نام عائشہ بنت عبد اللہ الاکبر بن شہاب، ان کی کنیت ابو بکر تھی۔ مدینہ منورہ میں سید عالم ﷺ کے اصحاب کے پردہ فرماجانے کے بعد منصب افتاء پر متمکن تھے۔ (۳)۔۔۔ عطاء بن یزید اللیثی: ابو یزید عطاء بن یزید الزیادۃ اللیثی جندعی مدنی شامی تابعی بزرگ ہوئے ہیں، شام کے رہنے والے تھے۔

حدیث نمبر "۱۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ معقل بن معقل الاسدی: مراد ابن ابی الہیثم ہیں، یا ابن الہیثم ہیں، یہ اور ان کے والد صحابی ہوئے ہیں۔

حدیث نمبر "۱۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن یحیی بن فارس: بن عبد اللہ بن خالد بن فارس ذہلی، امام ابو عبد اللہ نیسابوری مراد ہیں۔ (۲)۔۔۔ مروان الاصفر: علامہ عینی لکھتے ہیں کہ انہیں الاحمر ابو خلف بھی کہتے تھے، ان کے والد گرامی کا نام خاقان تھا۔ (۳)۔۔۔ صفوان بن عیسی: الزھری، ان کی کنیت ابو محمد تھی، ثقہ صالح راوی تھے۔ بصرہ میں عبد اللہ بن ہارون کی خلافت کے زمانے میں سن ۲۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔

جانب قبلہ مونھ یا پیٹھ کر کے استنجاء کرنے کی ممانعت میں فقہائے کرام کی آراء

*۔۔۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو کوئی قضائے حاجت کو جائے تو قبلہ کی جانب مونھ کرے نہ ہی پیٹھ، بلکہ مشرق و مغرب کی جانب رخ کرلے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب: لا تستقبل القبلة ببول ولا، رقم: ۱۱، ص ۳۰، سنن ابو داؤد، کتاب الطھارة، باب: کراھیة استقبال القبلة، رقم: ۹، ص ۱۶)

علامہ عینی کے اس بارے میں چار مذاہب ہونے کا قول

(۱)۔۔۔ امام اعظم ابو حنیفہ نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ مذکورہ حدیث پاک استقبال و استدبار قبلہ کے قضائے حاجت کے وقت میں ممانعت پر دلیل ہے۔ یعنی انسان قضائے حاجت کے وقت نہ تو قبلے کی جانب مونھ کرے اور نہ ہی پیٹھ، چہ جائے کہ قضائے حاجت کرنے والا شخص کسی عمارت میں ہو یا صحراء میں۔ اور یہی مذہب مجاہد، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، ابو ثور، احمد کی ایک روایت اور راوی (ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ) کا بھی یہی مذہب

ہے۔اور ممانعت قبلے کی تعظیم کی وجہ سے ہے جو کہ صحراء یا مکان دونوں صورتوں میں پائی جانی چاہیے۔(۲)۔۔۔ مطلق جواز کے قائل ہیں، چہ جائے کہ صحراء میں قضائے حاجت اختیار کی جائے یا کسی عمارت میں،اور یہ قول عروہ بن زبیر، ربیعہ ،داؤد (ظاہری) کا ہے،ان لوگوں کا خیال ہے کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اور ناسخ یہ حدیث ہے۔

*۔۔۔ مجاہد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں قبلے کی جانب مونھ یا پیٹھ کرکے، قضائے حاجت سے منع کیا تھا، پھر ہم نے انہیں وصال مبارک سے ایک سال پہلے قبلے کی جانب رخ کرکے قضائے حاجت کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا۔

(سنن ابو داؤد ،کتاب الطهارة،باب:الرخصة فی ذلک(استقبال القبلة)،رقم: ۱۳،ص۱۷)

(۳)۔۔۔ صحراء اور عمارت میں قبلے کی جانب رخ کرکے قضائے حاجت نہیں کرسکتے،ہاں قبلے کی جانب پیٹھ کرکے قضائے حاجت کرسکتے ہیں چاہیے صحراء میں ہوں یا عمارت میں،اور یہی ایک روایت امام اعظم سے بھی منقول ہے۔

(۴)۔۔۔ قبلے کی جانب مونھ اور پیٹھ دونوں ہی کرنا منع ہے لیکن یہ صورت فقط صحراء میں ہونے کی صورت میں ہے جب کہ عمارت میں ہوں تو قبلے کی جانب مونھ بھی ہوسکتا ہے اور پیٹھ بھی،اور اس قول کے قائل امام مالک،امام شافعی،اسحاق،احمد ہیں اور یہی قول حضرت ابن عباس،اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور ان کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث پاک ہے۔

(عمدة القاری،کتاب الوضوء، باب:لا تستقبل القبلة ببول ولا بغائط،رقم:۱۱،ج۲،ص ۳۹۳)

یوں ہی بچے کو پاخانہ پیشاب پھرانے والے کو مکروہ ہے کہ اس بچے کا مونھ قبلہ کو ہو یہ پھرانے والا گنہگار ہوگا۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار،کتاب الطهارة،فصل فی الاستنجاء،مطلب القول المرجح علی، ج۱،ص ۵۵۵)

استنجاء کے لئے گوبر یا ہڈی استعمال کرنے کی ممانعت

ہڈی اور کھانے اور گوبر اور پکی اینٹ اور ٹھیکری اور شیشہ اور کوئلے اور جانور کے چارے سے اور ایسی چیز سے جس کی کچھ قیمت ہو، اگرچہ ایک آدھ پیسہ سہی ان چیزوں سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطهارة، فصل فی الاستنجاء، مطلب اذا دخل المستنجی فی ماء قلیل، ج۱،ص ۵۵۱)

کاغذ سے استنجاء منع ہے، اگرچہ اس پر کچھ لکھا نہ ہو یا ابو جہل جیسے کافر کا نام لکھا ہو۔

(۵) بابٌ: فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَٰلِكَ
استقبال قبلہ سے متعلق اجازت مرحمت فرمانا

(۱۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ

بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَقَدْ ارْتَقَيْتُ عَلٰى ظَهْرِ الْبَيْتِ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهٖ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے مکان کی چھت پر چڑھا تو میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ فرمایا کہ دو اینٹوں پر بیٹھ کر بیت المقدس کی جانب رخ کر کے قضائے حاجت فرما رہے ہیں۔

(۱۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى نَبِيُّ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ فَرَاَيْتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا.

مجاہد نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کے وقت میں قبلے کی جانب رخ کر کے فراغت حاصل کرنے سے منع کیا تھا، پھر وصال سے ایک سال پہلے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلے کی جانب مونھ کر کے پیشاب کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

صاحب ابوداؤد کی عادت یہی ہے کہ ظاہری اعتبار سے باب کا عنوان وہی قائم کرتے ہیں جس موضوع پر احادیث لائی ہوتی ہیں چنانچہ عنوان قائم فرمایا: " فی الرخصة فی ذلك " اور احادیث کے مضامین بھی اسی کی مناسبت سے " مستقبل بيت المقدس لحاجته " والی احادیث بیان کیں، تاکہ قارئین کو زحمت نہ ہو، چنانچہ یہاں بھی یہی اسلوب اپنایا ہے۔ صحاح میں اس موضوع پر جو احادیث مروی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ واسع بن حبان سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے جب تم قضائے حاجت کے لئے بیٹھو تو قبلہ یا بیت المقدس کی طرف منہ نہ کیا کرو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ دو اینٹوں پر بیٹھے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے حاجت رفع فرما رہے تھے اور فرمایا: "شاید تم ان لوگوں میں سے ہو جو اپنی رانوں پر نماز پڑھتے ہیں"، میں نے کہا خدا کی قسم مجھے تو معلوم نہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب: من تبرز علی لبنتین، رقم: ۱۴۵، ص ۳۰)

*۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے مکان کی چھت پر چڑھا تو میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ فرمایا کہ دو اینٹوں پر بیت المقدس کی جانب رخ کر کے قضائے حاجت فرما رہے ہیں۔

(سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب: الرخصة فی ذلک، رقم: ۲۳، ص ۱۵)

*۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں میں ایک دن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر چڑھا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت الخلاء میں شام کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پیٹھ کئے دیکھا۔

(سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب: فی الرخصة، رقم: ۱۱، ۱۰، ص ۱۴)

حل لغات

المقدس: اس میں دو لغات ہیں، دال کی تشدید، میم کی ضمہ اور قاف کی فتح کے ساتھ بمعنی بتوں وغیرہ سے پاک جگہ، اور قاف کے سکون اور میم کی فتح کے ساتھ بمعنی پاکیزہ مکان کے ہیں۔لبنتین: لبنۃ کی تثنیہ، لام کی فتح اور باء کی کسرہ کے ساتھ۔ مراد دو اینٹیں ہیں۔ لحاجتہ: یعنی قضائے حاجت مراد ہے۔
قبل ان یقبض: یعنی جس مرض کے عالم میں یا جس وقت میں سید عالم ﷺ نے وفات فرمائی، قضائے حاجت کے لئے قبلہ کو رخ فرمایا، لیکن ہم نے اس کی وضاحت کر دی ہے کہ احناف کے نزدیک قبلہ کی جانب مونھ یا پیٹھ کر کے قضائے حاجت کرنا جائز نہیں ہے۔

حدیث نمبر "۱۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن یحیی بن حبان: انصاری نجاری، بہت احادیث روایت کرنے والے ثقہ راوی مفتی تھے، مدینہ منورہ میں سن ۱۲۱ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔ واسع بن حبان: یعنی محمد بن یحیی، انصاری، نجاری، مازنی ثقہ راوی تھے، ان سے کئی روایات نقل کی گئی ہیں۔

حدیث نمبر "۱۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن بشار: بن عثمان بن داؤد بن کیسان العبدی البصری، کنیت ابو بکر بندار یا البندار، حافظ الحدیث تھے، انہوں نے معتمر بن سلیمان، یحیی بن سعید قطان، وکیع، ابوداؤد طیالسی اور دیگر متاخرین سے سماعت کی ہے۔امام بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، عبداللہ بن احمد، اور متاخرین کی ایک جماعت کثیرہ نے اُن سے روایات بیان کی ہیں۔ان کی ولادت باسعادت سن ۱۶۷ھ میں ہوئی اور وفات شریفہ ماہِ رجب المرجب سن ۲۵۲ھ میں ہوئی۔
(۲)۔۔۔ وہب بن جریر بن حازم: ابوالعباس البصری، انہوں نے اپنے والد ماجد، شعبہ، ہشام اور دیگر متاخرین سے سماعِ حدیث کیا ہے۔امام احمد بن حنبل، ابو خیثمہ، یحیی بن معین، علی بن حرب، محمد بن بشار، اور جماعت متاخرین نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔انہوں نے بصرہ سے چھ میل کے فاصلہ پر حج سے واپسی کے ایام میں منجشانیہ کے علاقے میں سن ۲۰۶ھ میں وفات پائی۔(۳)۔۔۔ محمد بن اسحاق: بن یسار بن کوثان ابو بکر، انہیں ابو عبداللہ المدنی القرشی بھی کہتے ہیں۔ قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف کے مولی تھے۔اسحاق کی انس بن مالک، سعید بن المسیب، سالم بن عبداللہ بن عمر، ابان بن عثمان سے ملاقات ثابت ہے، قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق، نافع (ابن عمر) کا مولی، ابو سلمہ بن عبدالرحمن، زہری، جعفر بن عمر بن امیہ الضمری، شعبہ اور متاخرین کی جماعت سے سماعِ حدیث کی۔ سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ اور دیگر جماعت متاخرین سے ان سے حدیث بیان کی۔ابن معین نے ان کے ثقہ لیکن غیر حجت ہونے کا قول کیا ہے۔بغداد میں سن ۱۵۰ھ میں انتقال فرمایا اور خیر زان کے مقابر میں

دفن ہوئے۔(۴)۔۔۔ مجاہد: بن جبر، ابن جبیر بھی کہا جاتا ہے یعنی مجاہد ابن جبیر، عبداللہ بن سائب مخزومی القاری کے مولی تھے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سائب بن ابی سائب کے مولی تھے۔ انہوں نے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ، ابوسعید خدری، جابر بن عبداللہ، بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کی۔ عطاء، طاؤس، عکرمہ، عمرو بن دینار، اعمش، اور جماعت متاخرین نے ان سے روایت بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے اور ان کا انتقال سن ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں ہوا۔

قبلے کی جانب مونھ یا پیٹھ کر کے قضائے حاجت کرنا کن کے نزدیک جائز ہے؟

مذکورہ بالا حدیث پاک امام مالک، شافعی، اسحق اور دیگر کے نزدیک عمارت میں قضائے حاجت کرنے کی صورت میں قبلے کی جانب مونھ یا پیٹھ کرنے کے جواز پر دلیل ہے، اور بعض کی رائے یہ ہے کہ حدیث مذکورہ، حدیث ابوایوب (ابوداؤد، رقم: ۹) سے ناسخ ہے، اور بعض مطلق اباحت کے قائل ہیں اور استقبال کو استدبار پر قیاس کرتے ہیں، اور عمارت میں قضائے حاجت کے وقت قبلے کی جانب مونھ یا پیٹھ کرنے کی تخصیص کو ترک کرتے ہیں، اور بعض وہ ہیں جو حدیث ابوایوب کو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو اس بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ میں (علامہ عینی) کہتا ہوں کہ نسخ کا دعوی کرنا ظاہر نہیں ہے کیونکہ نسخ اس وقت مانا جاتا ہے جب کہ دو بظاہر متعارض احادیث کو جمع کرنا ممکن نہ رہے اور یہاں ایسا کرنا ممکن ہے۔

(عمدة القاری، کتاب الوضوء، باب: من تبرز علی لبنتین، رقم: ۱۴۵، ج ۲، ص ۳۹۹)

(۶) بَابُ كَيْفَ التَّكَشُّفُ عِنْدَ الْحَاجَةِ

بوقت حاجت کپڑا کیسے ہٹایا جائے

(۱۴) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ رَجُلٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ إِذَا أَرَادَ حَاجَةً لَا يَرْفَعُ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ ضَعِيفٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو اپنے کپڑے اُس وقت تک نہ ہٹاتے جب تک کہ زمین سے قریب نہ ہو جائیں۔ ابو داؤد نے کہا کہ عبدالسلام بن حرب، اعمش، انس بن مالک رضی اللہ عنہ والی روایت ضعیف ہے۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

حدیث کے یہ الفاظ: "لا یرفع ثوبہ حتی یدنو من الارض" باب کے عنوان سے مطابقت رکھتے ہیں کہ حاجت کے وقت میں کپڑا کس وقت ہٹایا جائے تو اسی وقت جب کہ زمین سے بہت قریب ہوں۔ اس عنوان کے مطابق صحاح کی دیگر روایات درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔سیدنا حضرت عبد الرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں ڈھال کی مانند ایک چیز تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے سامنے رکھا اور اس کے پیچھے بیٹھ کر اسی کی طرف منہ کر کے پیشاب فرمایا تو قوم کے بعض لوگوں نے کہا کہ ان کی طرف دیکھو جو عورتوں کی مانند پیشاب کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: "تم اس چیز کو نہیں جانتے جو بنی اسرائیل کے ایک شخص کو پہنچی، بنی اسرائیل کا یہ طریقہ تھا کہ انہیں جہاں کہیں پیشاب لگ جاتا تو اس جگہ کو وہ قینچی سے کتر ڈالتے۔ان کے ایک ساتھی نے انہیں منع کیا تو اس جرم کی پاداش میں اسے قبر میں عذاب دیا گیا"۔

(سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب: البول الی السترۃ یستتر بھا، رقم:۳۰، ص ۱۶)

حل لغات

عند الحاجۃ: یعنی قضائے حاجت کے وقت۔حتی یدنو: یعنی زمین سے قریب بیٹھنے کے ہو جانا مراد ہے کیونکہ اسی میں شرمگاہ کے ستر کا خیال بخوبی رکھا جا سکتا ہے۔

حدیث نمبر "۱۴" کے رجال

(۱)۔۔۔زہیر بن حرب: بن شداد نسائی ابو خیثمہ، بغداد کا رہنے والا تھا۔اس کے دادا کا نام اشتال تھا جو کہ شداد سے معرب کر دیا گیا تھا۔حریش بن کعب ابن عامر بن صعصعہ کا مولی تھا۔سفیان بن عیینہ، وکیع، ابن علیہ، ابو ولید الطیالسی، اور متاخرین کی جماعت سے سماعِ حدیث کی۔اِن سے ابو زرعہ، ابو حاتم، بخاری، مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ، یعقوب بن شیبہ اور جماعت متاخرین نے احادیث بیان کی ہیں۔بغداد میں سن ۲۳۴ھ میں ۷۴ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔اعمش: ان کا ذکر حدیث نمبر "۷" کے تحت ہو چکا۔

استنجاء کے لئے کپڑا ہٹانے کا بیان

متذکرہ بالا حدیث کے تناظر میں فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ حاجت سے زیادہ بدن کھولے، پھر دونوں پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور کسی مسئلہ دینی میں غور نہ کرے کہ یہ باعث محرومی ہے اور چھینک یا سلام یا اذان کا جواب زبان سے نہ دے اور اگر چھینکے تو زبان سے الحمد للہ نہ کہے، دل میں کہہ لے اور بغیر ضرورت اپنی شرمگاہ کی طرف نظر نہ کرے اور نہ اس نجاست کو دیکھے جو اس کے بدن سے نکلی ہے اور دیر تک نہ بیٹھے کہ اس سے بواسیر کا اندیشہ ہے اور پیشاب میں نہ تھوکے، نہ ناک صاف کرے، نہ بلا ضرورت کھنکارے، نہ بار بار ادھر اُدھر دیکھے، نہ بیکار بدن چھوئے، نہ آسمان کی طرف نگاہ کرے بلکہ شرم کے ساتھ سر جھکائے رہے۔ (بہار شریعت مخرجہ، استنجاء کا بیان، حصہ:۲، ج۱، ص ۴۰۹)

ملا علی قاری لکھتے ہیں: حدیث میں بغیر ضرورت کے کپڑے اٹھانے سے بطور احتراز یہ حکم کیا گیا ہے اور یہ قضائے حاجت کے آداب میں سے ہے، طیبی کہتے ہیں یہ حکم صحراء اور عمارت دونوں کے لئے برابر ہے اس لئے کہ شرمگاہ

سے کپڑا اٹھانے کی اجازت فقط ضرورت ہی کی وجہ سے متحقق ہوتی ہے اور یہ کپڑا اٹھادینا فقط زمین سے قریب ہونے پر منحصر ہے، ابن حجر کہتے ہیں تنہائی کی حالت میں (ضرورت کے پیش نظر) شرمگاہ سے کپڑا ہٹانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اسی پر اتفاق ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطھارۃ، باب: آداب الخلاء، الفصل الثانی، رقم: ۳۴۶، ج۲، ص ۵۹)

(۷) بَابُ كَرَاهِيَةِ الْكَلَامِ عِنْدَ الْحَاجَةِ
قضائے حاجت کے وقت کلام کرنے کی کراہیت

(۱۵) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَمْقُتُ عَلَى ذَالِكَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا لَمْ يُسْنِدْهُ إِلَّا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "دو شخص قضائے حاجت کے لئے نکلیں اور اپنے ستر کھول کر آپس میں کلام کرتے رہیں تو اللہ جل جلالہ اس بات سے ناراض ہوتا ہے"۔ ابو داؤد کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند عکرمہ بن عمار کے علاوہ انہیں کہیں نہیں ملی۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

حدیث کے الفاظ "لا يخرج الرجلان يضربان الغائط كاشفين عن عورتهما يتحدثان" باب کے عنوان "كراهية الكلام عند الحاجة یعنی قضائے حاجت کے وقت کلام کرنے کی کراہیت" سے مطابقت رکھتے ہیں ۔ صحاح کی دیگر احادیث سے اس حدیث کا موازنہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلام عرض کیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب فرمارہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب نہ دیا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور جب وضو سے فارغ ہوئے تو اس کے سلام کا جواب دیا۔ (سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب: السلام علی من یبول، رقم: ۳۷، ص ۱۹)

*۔۔۔ مہاجر بن عمرو بن جدعان فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرمارہے تھے میں نے آپ کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب نہ دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو سے فارغ ہو چکے تو فرمایا: "میں نے تمہیں اس وجہ سے جواب نہیں دیا کہ میں بغیر وضو تھا"، ابو الحسن بن سلمہ کہتے ہیں یہ حدیث ابو حاتم انصاری ، سعید بن ابی عروبہ کی سند سے بھی مروی ہے۔

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب سے گزرا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب

فرماتے ہیں کہ ایک شخص گزرا جبکہ رسول اللہ ﷺ پیشاب فرما رہے تھے اس نے آپ ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے اس کا جواب نہ دیا جب فارغ ہوئے زمین پر اپنی کف مبارک ماریں اور تیمم فرما کر اسے سلام کا جواب دیا۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب: الرجل يسلم عليه وهو يبول، رقم: ۳۵۰، ص ۷۹ وغیرہ)

حل لغات

یضربان: خطابی کہتے ہیں یعنی زمین میں چل کر (سفر طے کر کے) قضائے حاجت کے لئے جانا۔ کاشفین: حال ہے "الرجلان" سے، اور "یتحدثان" بھی اسی طرح حال در حال ہیں، احوال متداخلہ یا مترادفہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہوئے۔ فان الله: جواب نفی ہے۔ یمقت: من المقت سے، مراد شدید بغض ہونا، اور باب نصر سے ہے۔

حدیث نمبر "۱۵" کے رجال

(۱)۔۔۔عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ: القواریری ابو سعید جشمی، بغداد کے رہنے والے تھے، انہوں نے حماد بن زید، جعفر بن سلیمان، ابو معشر یوسف، سفیان بن عیینہ، ابو عوانہ اور کثیر متاخرین سے سماعِ حدیث کی ہے۔ امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ابو قدامہ، ابو زرعہ، ابو حاتم، ابو یعلی، ابو قاسم بغوی وغیرہ نے اُن سے روایت بیان کی ہے۔ یحیی بن معین انہیں ثقہ قرار دیتے ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ کثیر احادیث کے روایت کرنے والے ثقہ راوی ہیں۔ بغداد میں ۲۳۵ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔مہدی بن حرب العجری الحاربی: انہوں نے عکرمہ جو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولی تھے سے روایت کی ہے جب کہ اُن سے حوشب بن عقیل نے روایت بیان کی ہے۔ یحیی بن معین کہتے ہیں کہ میں انہیں نہیں پہچانتا (یعنی ان کے ثقہ وغیر ثقہ ہونے کے بارے میں مجھے معلومات نہیں ہے)، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اُن سے روایات کو لیا ہے۔ (۳)۔۔۔عکرمۃ: ابن عمار ابو عمار الیمامی العجلی البصری، انہوں نے ہرماس بن زیاد سے روایات لی ہیں۔ ابو غادیہ یمامی، سالم بن عبد اللہ، نافع، طاؤس سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ثوری، شعبہ، یحیی بن قطان، ابن مبارک، وکیع، اور متاخرین کی ایک جماعت نے اُن سے روایات بیان کی ہیں۔ ان کے ثقہ وغیر ثقہ ہونے میں علماءِ فن حدیث کا اختلاف ہے۔ (۴)۔۔۔یحیی بن ابی کثیر: ابو نصر الیمامی الطائی، انس بن مالک کو دیکھنا ثابت ہے جب کہ سائب بن زید، ہلال بن ابی میمونہ، ابو سعید (مولی المہری)، سے سماعِ حدیث کیا ہے۔ یحیی بن سعید انصاری، ایوب سختیانی، اوزاعی، اور جماعت متاخرین نے اُن سے احادیث بیان کی ہیں۔ احمد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ یہ ثقہ راوی تھے، انہوں نے ۱۲۹ھ میں انتقال فرمایا۔ (۵)۔۔۔ھلال بن عیاض: انہیں عیاض بن ھلال بھی کہا جاتا ہے، اُن سے یحیی بن ابی کثیر نے روایت کی ہے۔ ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اُن سے روایات لی ہیں۔ (۶)۔۔۔ابو سعید: سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر، مراد خُدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج، ابو سعید انصاری ہیں۔ انہوں نے سید عالم ﷺ سے ایک ہزار، ایک سو، یا ستر احادیث روایت کی ہیں (یا ایک ہزار ایک سو ستر احادیث روایت کی ہیں)، جس میں سے چھیالیس احادیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ جب کہ سترہ احادیث میں امام بخاری اور باون احادیث

میں امام مسلم منفرد ہیں۔انہوں نے حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، عبداللہ بن سلام، ابو قتادہ رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہے۔اُن سے حضرت عبداللہ بن عمر خطاب، جابر بن عبداللہ انصاری، زید بن ثابت، عبداللہ بن عباس، وغیرہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم نے روایت بیان کی ہیں۔مدینہ منورہ میں سن ۶۴ھ میں چوہتر ۷۴ سال کی عمر مبارک میں انتقال فرمایا۔

استنجاء کے وقت کلام کرنے کی ممانعت

*۔۔۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:"دو شخص قضائے حاجت کے لئے نکلیں اور اپنے ستر کھول کر آپس میں کلام کرتے رہیں تو اللہ جل جلالہ اس بات سے ناراض ہوتا ہے"۔ابو داؤد کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند عکرمہ بن عمار کے علاوہ انہیں کہیں نہیں ملی۔

علامہ سندھی لکھتے ہیں:اس حدیث میں دلیل ہے کہ ایک انسان دوسرے سے الگ ہو کر قضائے حاجت کرے تاکہ بات چیت کرنے کا دروازہ بھی بند ہو جائے اور اس حدیث سے جماع کے وقت میں کلام کرنے کی کراہیت پر بھی دلیل ہے۔(فتح الودود، كتاب الطهارة، باب:كراهية الكلام عند الحاجت، رقم:۱۵،ج۱،ص ۲۸ملتقطاً)

(۸) بَابُ أَيَرُدُّ السَّلَامَ وَهُوَ يَبُولُ

کیا پیشاب (قضائے حاجت) کرتے وقت سلام کا جواب دیا جا سکتا ہے؟

(۱۶) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما وَغَيْرِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَيَمَّمَ ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ.

نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ایک شخص اس وقت گزرا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب فرما رہے تھے،اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام پیش کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب مرحمت نہ فرمایا،ابو داؤد کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیمم کرنے کے بعد اُس شخص کے سلام کا جواب عطا فرمایا۔

(۱۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حُضَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ أَبِي سَاسَانَ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى تَوَضَّأَ ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ "إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا عَلَى طُهْرٍ أَوْ قَالَ: عَلَى طَهَارَةٍ".

حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں اس وقت حاضر ہوئے جب کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب فرما رہے تھے،انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام پیش کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد نہ فرمایا، یہاں تک کہ وضو فرما لیا،پھر اُن سے عذر بیان کرتے ہوئے فرمایا:"میں نے اللہ جل جلالہ کا ذکر پاکی یا حالت طہارت

میں کرنا پسند فرمایا"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

حدیث کے یہ جملے "مر رجل علی النبی ﷺ وھو یبول فسلم علیه فلم یرد علیه" کی باب کے عنوان "فی الرجل یرد السلام وھو یبول" سے مناسبت ہے۔ ابو داؤد کی مذکورہ احادیث کی صحاح کی دیگر احادیث سے مطابقت کاذکر ماقبل کے باب کے تحت ہو چکا ہے۔

حل لغات

یرد: حال بن رہا ہے "الرجل" سے، تقدیر عبارت یوں ہو گی: "باب فیه حکم الرجل یرد السلام یعنی اُس شخص کے بارے میں حکم جسے سلام کا جواب (نہ) دیا جائے"۔

طھر: الطھر اور الطھارۃ دونوں مصادر ہیں، اور نظافت کے معنی میں ہیں۔

حدیث نمبر "۱۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ عثمان بن محمد بن ابراہیم: بن خواستی الکوفی، ابو الحسن العبسی بن ابی شیبہ، ابو بکر اور قاسم کے بھائی۔ بغداد کے رہنے والے، کئی تصانیف کی ہیں جن میں مصنف اور تفاسیر شامل ہیں۔ سفیان بن عیینہ، شریک بن عبد اللہ النخعی، وکیع بن جراح، اور متاخرین کی جماعت کثیرہ سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ان سے ان کے بیٹے محمد، محمد بن سعد، محمد بن یزید بن ماجہ، مسلم، ابو داؤد، ابو یعلی موصلی، ابو زرعہ، ابو حاتم، نسائی اور کئی متاخرین نے روایات لے کر بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۲۳۹ھ میں ماہِ محرم کے تین دن بعد ہوا۔ (۲)۔۔۔ ابو بکر: عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ، انہوں نے ابن مبارک، شریک بن عبد اللہ، ابن عیینہ، یحیی بن سعید قطان، اور جماعت متاخرین سے روایت لی ہیں جب کہ اِن سے امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ابو یعلی، امام احمد بن حنبل، الباغندی (مصنف کے مرتب کرنے والے) نے روایت لی ہیں۔ ۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۳۴ھ میں وفات پائی۔ (۳)۔۔۔ عمر بن سعد: الکوفی ابو داؤد الحفری، کوفہ کے رہنے والے تھے، معسر بن کدام، شریک ابن عبد اللہ النخعی، سفیان ثوری سے روایت لی ہیں جب کہ اِن سے امام احمد بن حنبل، اسحاق راھویہ، ابو بکر بن ابی شیبہ اور سوائے امام بخاری کے کثیر متاخرین حدیث نے روایات لے کر بیان کی ہیں۔ (۴)۔۔۔ سفیان: سفیان بن سعید بن مسروق بن حبیب بن رافع بن عبد اللہ بن موھبہ بن ابی عبد اللہ بن منقذ بن نصر بن الحارث ابن ثعلبہ، ملکان بن ثور بن عبد مناۃ بن اد بن طابخۃ الثوری۔ انہوں نے ابو اسحاق سبیعی، ایوب سختیانی، عتبہ بن عون، یحیی بن ابو کثیر، محمد بن عجلان وغیرہ جماعت متاخرین سے سماعِ حدیث کی ہے۔ امام اوزاعی، شعبہ، ابن اسحاق، ابن عیینہ، وکیع اور دیگر جماعت متاخرین نے اُن سے روایات بیان کی ہیں۔ ابو عاصم کہتے ہیں کہ سفیان ثوری امیر المومنین فی الحدیث تھے۔ ان کی ولادت ۹۷ھ میں ہوئی جب کہ وفات شریفہ ۱۶۰ھ میں ہوئی۔ (۵)۔۔۔ ضحاک بن عثمان: بن عبد اللہ بن خالد بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی

بن قصی القرشی الاسدی الحزامی ابو عثمان المدنی۔انہوں نے نافع، عبداللہ بن دینار، صدقہ بن یسار سے سماعِ حدیث کیا ہے۔ثوری، یحیی قطان، واقدی نے اِن سے روایت بیان کی ہیں۔ابو معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔مدینہ منورہ میں سن ۱۵۳ھ میں وفات پائی۔(۶)۔۔۔نافع: قرشی، عدوی، مدنی حضرت عبداللہ بن عمر خطاب رضی اللہ عنہما کے مولی تھے۔انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ، ابوسعید خدری، رافع بن خدیج، بی بی عائشہ صدیقہ وغیرہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کی ہے۔اُن سے یحیی بن سعید، صالح بن کیسان، ایوب سختیانی، اعمش نے روایات لے کر بیان کی ہیں۔مدینہ منورہ میں سن ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔

حدیث نمبر "۱۷" کے رجال

(۱)۔۔۔محمد بن المثنی: بن عبید بن قیس بن دینار ابو موسی العنزی البصری، انہوں نے سفیان بن عیینہ، وکیع، یحیی بن سعید سے سماع حدیث کی ہے۔ابوزرعہ، ابوحاتم، ابویعلی نے روایات لے کر بیان کی ہے۔شہر بصرہ میں سن ۲۵۲ھ میں وفات پائی۔(۲)۔۔۔سعید: ان کا نام مہران ابو نضر بصری العدوی تھا، انہوں نے حسن اور ابن سیرین سے روایات لی ہیں اور سماعِ حدیث میں نضر بن انس اور قتادہ سے احادیث سماعت کی ہیں۔اِن سے اعمش، ثوری، شعبہ، عبدالاعلی بن الاعلی نے روایات بیان کی ہیں۔ان کا انتقال سن ۱۵۷ھ میں ہوا۔(۳)۔۔۔حسن بن ابی الحسن: ان کا نام یسار بصری، مشہور امام ہوئے ہیں۔حضرت عبداللہ بن عمر، انس بن مالک، سمرۃ، وغیرہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کی ہے۔اِن سے یونس بن عبید، قتادہ، حمید طویل نے روایات بیان کی ہیں، ان کی وفات سن ۱۱۰ھ میں ہوئی۔(۴)۔۔۔حضین بن المنذر: بن حارث بن وعلۃ بن مجالد ابو محمد البصری۔انہوں نے حضرت عثمان غنی، علی المرتضی، مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کی ہے۔ان سے حسن بصری، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔ان کی وفات ۹۶ھ میں ہوئی۔(۵)۔۔۔مہاجر بن قنفذ: بن عمیر بن جُدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن لوی بن غالب قرشی تیمی۔فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔بصرہ میں سکونت اختیار فرمائی اور وہیں پر انتقال بھی فرمایا۔امام ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۶)۔۔۔عبدالاعلی: السامی القرشی ابوہمام، انہیں ابو محمد البصری بھی کہتے ہیں، انہوں نے حمید طویل، یونس بن عبید، سعید بن ابی عروبہ سے سماع حدیث کی ہے۔ابن معین اور ابوزرعہ کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔انتقال سن ۱۸۷ھ میں فرمایا۔

استنجاء کرتے وقت یا بیت الخلاء میں سلام کا جواب دینے کی ممانعت

(۱)۔۔۔عند الشرع سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے، بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوگا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہ ہوگا، بلکہ توبہ بھی کرنی ہوگی۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحضر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص۵۹۲)

(۲)۔۔۔جو شخص پیشاب پاخانہ پھر رہا ہے یا کبوتر اڑا رہا ہے یا گا رہا ہے یا حمام یا غسل خانے میں ننگا نہا رہا ہے، اس کو

سلام نہ کیا جائے اور اُس پر جواب دینا واجب بھی نہیں۔ پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلا لے کر استنجاء سکھانے والے کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ (الهندية، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج۵، ص۳۰۲)

*۔۔۔ سید عالم ﷺ بیت الخلاء سے نکل کر ہمیں قرآن کریم پڑھاتے اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور اس میں کوئی جھجھک محسوس نہ فرماتے، یا یہ فرمایا کہ جنابت کے سوا قرآن مجید پڑھنے سے آپ ﷺ کو کوئی چیز نہ روکتی"۔

(ابو داؤد، كتاب الطهارة، باب: في الجنب يقراء القرآن، رقم :۲۲۹، ص۵۵)

ملا علی قاری لکھتے ہیں: بعض شارح اس حدیث سے وضو اور تیمم کے ساتھ ذکر کرنے کو مستحب قرار دیتے ہیں اس لئے کہ سلام بھی اللہ عزوجل کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اور یہاں سلام سے مراد سلامتی پہنچانا ہے۔ ابن الملک کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کا یہ عمل جو ابو داؤد کی حدیث سے بیان کیا گیا کہ سوائے جنب کے کوئی چیز قرآن پڑھنے سے عاجز نہ کرتی، امت کے لئے سہولت فراہم کرنے کی غرض سے تھا، اور متذکرہ حدیث پاک میں عزیمت کا بیان ہے اور امت کے لئے تعلیم ہے کہ افضل عمل یہ ہے کہ سلام کا جواب نہ دے۔ مظہر کہتے ہیں کہ اس میں دلیل ہے اُن کے لئے جو سلام کا جواب دینے میں سُستی کرتے ہیں بلکہ کسی عذر کے باعث سلام کا جواب دینے میں تاخیر ہونا مستحب ہے لیکن بڑائی جتانے اور عداوت دکھلانے کی غرض سے ایسا نہ کیا جائے۔ اور جواب میں تاخیر ہونا کسی عذر کے وجہ سے ہو۔ (مرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة، باب: مخالطة الجنب، رقم:۴۶۶، ج۲، ص ۱۵۳)

(۹) بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَذْكُرُ اللهَ تَعَالَى عَلَى غَيْرِ طُهْرٍ
اس شخص کے بیان میں جو بغیر پاکیزگی کے اللہ جل جلالہ کا نام لیتا ہے

(۱۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ يَعْنِي الْفَأْفَاءَ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ سید عالم ﷺ اللہ عزوجل کا ذکر ہر حال میں (وضو ہو یا نہ ہو) کر لیا کرتے تھے۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

شیخ ابو داؤد نے باب کے عنوان "في الرجل يذكر الله تعالى على غير طهر" کی حدیث کے ان الفاظ "كان رسول الله يذكر الله عزوجل على كل احيانه" سے مناسبت قائم کی ہے۔ صحاح کی دیگر روایات میں اس مناسبت سے احادیث درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ سیدنا حضرت عبد اللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں اور میرے ساتھ دو شخص جناب علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور ﷺ بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد قرآن پاک پڑھتے اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرماتے آپ ﷺ کو قرآن پاک پڑھنے سے جنابت کے سوا کوئی چیز نہ روک سکتی۔

*۔۔۔سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت کے سوا قرآن پاک پڑھا کرتے تھے ہر حالت میں۔

(سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب:حجب الجنب من قراءۃ القرآن،رقم: ۲۶۵،۲۶۶،ص ۷۳)

*۔۔۔عبداللہ بن سلمہ کہتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا انہوں نے فرمایا:"نبی کریم ﷺ بیت الخلاء تشریف لے جاتے، حاجت پوری فرماتے پھر باہر آکر ہمارے ساتھ روٹی، گوشت کھاتے اور قرآن پاک پڑھتے اور آپ ﷺ کو قرآن پاک پڑھنے سے بجز جنابت کوئی شے نہ روکتی"۔

*۔۔۔نافع وابن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"جنبی اور حائضہ قرآن نہ پڑھے"۔ (سنن ابن ماجۃ،کتاب الطھارۃ ،باب: ما جاء فی قراءۃ القرآن علی غیر طھارۃ، رقم: ۵۹۵،۵۹۴،ص ۱۱۶)،(سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب: ماجاء فی الجنب والحائض انھما لا یقرائان القرآن،رقم: ۱۳۱،ص ۵۳)

حل لغات

یذکر اللہ: نووی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اصل میں تسبیح، تہلیل، تحمید وغیرہ اذکار کے ہر وقت میں ہونے میں جائز ہونے پر دلیل ہے، صرف علماء کا اختلاف جنبی اور حائضہ عورت کے قرآن پڑھنے کے بارے میں ہے، پس جمہور علماء کے نزدیک اس حالت میں قرآن کی تلاوت کی تحریم کا قول ہے۔ اگر جنبی "بسم اللہ" اور "الحمد للہ" کہے اور نیت قرآن کی تلاوت کرنے کی ہو تو یہ فعل حرام ہے اور اگر اس سے ذکر کا قصد کرے، یا کوئی بھی قصد نہ کرے تو حرمت نہیں ہے، اور حائضہ و جنبی کے لئے قرآن کو دل میں جاری کرنا اگرچہ مصحف کو دیکھ بھی رہے ہوں تو یہ عمل جائز ہے۔

حدیث نمبر"۱۸" کے رجال

(۱)۔۔۔محمد بن العلاء: بن کریب ابو کریب الھمدانی الکوفی، انہوں نے ابن مبارک، وکیع، یحیی بن زکریا، ابواسامہ سے سماعِ حدیث کیا ہے۔ امام بخاری، مسلم، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابویعلی موصلی، ابن خزیمہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کی وفات ۲۴۸ھ میں ہوئی۔ (۲)۔۔۔ابن ابی زائدۃ: کا نام زکریا تھا، عمرو بن عبداللہ الوداعی کے مولی تھے۔ انہوں نے شعبی، خالد بن سلمہ، عبدالرحمن بن اصفہانی سے روایت لی ہیں جب کہ اِن سے ثوری، شعبہ، یحیی قطان، وکیع نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۴۸ھ میں ہوا۔ (۳)۔۔۔خالد بن سلمہ: بن عاص بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی ابو سلمہ کوفی، الفافاء کے نام سے مشہور ہیں۔ انہوں نے سعید بن مسیب، ابو بردہ، عروہ بن زبیر، عبداللہ بن رافع سے روایت لی ہیں جب کہ اُن سے یحیی انصاری، ثوری، زکریا بن ابی زائدہ نے روایات لی ہیں۔ (۴)۔۔۔البھی: ان کا نام عبداللہ تھا، یہ معصب بن زبیر کے مولی تھے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہیں جب کہ اِن سے ابو اسحق سبیعی، یزید بن ابی زیاد، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی وابن ماجہ میں روایات منقول ہیں۔ (۵)۔۔۔عروۃ: یہاں

عروہ بن زبیر بن عوام ابو عبد اللہ الاسدی المدنی مراد ہیں۔ انہوں نے اپنے والد، اپنے بھائی عبد اللہ، اپنی ماں اسماء بنت ابو بکر، خالہ بی بی عائشہ، عبد اللہ بن عباس جیسے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ان سے عطاء، عراک بن مالک، عمر بن عبد العزیز، جعفر بن محمد صادق، عبد اللہ البہی نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کی وفات سن ۹۹ھ میں ہوئی۔ (٦)۔۔۔بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہونے کا شرف بھی رکھتی ہیں۔ انہوں نے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو ہزار دو سو دس احادیث روایت کی ہیں جس میں سے ایک سو چوہتر احادیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے جب کہ چوّن احادیث میں امام بخاری اور ارسٹھ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن زبیر، ابو موسی اشعری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کی وفات شریفہ سن ۵۷ھ میں ہوئی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انکی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حائضہ، جنبی اور نفاس والی کے لئے قرائت قرآن کی ممانعت

ولیس للحائض والجنب والنفساء قراءة القرآن یعنی حائضہ، جنبی اور نفاس والی کے لئے قرآن کی قرائت کرنا جائز نہیں ہے۔ جس کی دلیل اللہ عزوجل کا فرمان ﴿لا یمسہ الا المطھرون اسے نہ چھوئیں مگر باوضو (الواقعہ :۷۹)﴾ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئی فرامین ہیں، چنانچہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ بھی نہ پڑھے"۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب: ماجاء فی قراءة القرآن علی غیر طهارة، رقم: ۵۹۶، ص۱۱۶)

حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا دیکھ کر، زبانی اور اس کا چھونا اگرچہ اس کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے یہ سب حرام ہیں۔ کاغذ کے پرچے پر کوئی سورت یا آیت لکھی ہو اس کا بھی چھونا حرام ہے۔ جزدان میں قرآن مجید ہو تو اُس جزدان کے چھونے میں کوئی حرج نہیں۔

(الجوهرة النيرة، كتاب الطهارة، باب الحيض، الجزء: ۱، ص ۳۵)

اس حالت میں کرتے کے دامن یا دوپٹے کے آنچل سے یا کسی ایسے کپڑے سے جس کو پہنے، اوڑھے ہوئے ہے قرآن مجید چھونا حرام ہے، غرض اس حالت میں قرآن مجید و کتبِ دینیہ پڑھنے اور چھونے کے متعلق وہی سب احکام ہیں جو اس شخص کے بارے میں ہیں جس پر نہانا فرض ہے۔ معلمہ کو حیض یا نفاس ہوا تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھائے اور ہجے کرانے میں کوئی حرج نہیں۔

(الهندية، كتاب الطهارة، الباب السادس فی الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۴۳)

امام مالک کے نزدیک حائضہ کے لئے قرائت قرآن جائز ہے کیونکہ وہ محتاج ہے اور پاک نہیں ہو سکتی (جب تک کہ ایام ختم نہ ہوں)، جب کہ جنبی غسل اور تیمم پر قادر ہے لہٰذا جنبی شخص اپنی اس حالت میں قرائت قرآن نہیں کر سکتا۔

(البناية، كتاب الطهارة، باب: الحيض والاستحاضة، ج ۱، ص ۶۴۸)

شوافع کے نزدیک جنبی کے لئے تلاوت قرآن پاک کرنا حرام ہے، اگرچہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو، جب کہ تلاوت کے ارادے سے کرتا ہو اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ ذکر کے ارادے سے کرتا ہے یا اپنی زبان کو بغیر کسی ارادے کے چلاتا ہے تو ایسی صورت میں حرام فعل نہیں ہے۔

حنابلہ کہتے ہیں کہ حدثِ اکبر (جنب) والے کے لئے بلا عذر چھوٹی آیت سے کم یا وہ آیت جسے طویل نہ کہا جاتا ہو قرائت کرنا مباح ہے، اور اس کے علاوہ قرائت کرنا حرام ہے۔ (كتاب الفقه على مذاهب الاربعة، كتاب الطهارة، باب: ما يجب على الجنب ان يفعله قبل، ج۱، ص ۱۱۱ وغیرہ)

(۱۰) بَابُ الْخَاتَمِ يَكُونُ فِيهِ ذِكْرُ اللهِ تَعَالَى يُدْخَلُ بِهِ الْخَلَاءُ
جس انگوٹھی پر اللہ عزوجل کا نام ہو اُسے لیکر بیت الخلاء میں جانا

(۱۹) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْحَنَفِيِّ عَنْ هَمَّامٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَضَعَ خَاتَمَهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ وَإِنَّمَا يُعْرَفُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ ثُمَّ أَلْقَاهُ وَالْوَهْمُ فِيهِ مِنْ هَمَّامٍ وَلَمْ يَرْوِهِ إِلَّا هَمَّامٌ "۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے (داخل ہونے کا ارادہ فرماتے) تو اپنی مبارک انگوٹھی اتار دیتے"۔ ابو داؤد کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے، اور یہ حدیث اس سند کے ساتھ معروف ہے یعنی ابن جریج، زیاد بن سعد، زہری، انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا: "سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اُسے ڈال دیا"، مذکورہ حدیث میں ہمام کو وہم ہوا ہے اور ہمام کے سوا کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

مذکورہ حدیث کا عنوان: "الخاتم يكون فيه ذكر الله تعالى يدخل به الخلا" حدیث کے اِن جملوں "كان النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل الخلاء وضع خاتمه" کے مطابق ہے۔ صحاح ستہ کی دیگر احادیث سے مذکورہ حدیث کی مطابقت درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو اپنی انگشتری مبارک اتار لیتے تھے۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب: ذكر الله عزوجل على الخلاء، والخاتم فی الخلاء، رقم: ۳۰۳، ص ۷۱)

*۔۔۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اُس میں "محمد رسول اللہ" نقش کروایا، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس پر "محمد رسول اللہ" نقش کیا ہوا

تھا، پس فرمایا: "کوئی میرے نقش کردہ کی مثل اپنی انگوٹھی کو نقش نہ کروائے"۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب: قول النبی لا ینقش علی، رقم:۵۸۷۷، ص ۱۰۳۴)

*۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ ارادہ فرمایا کہ کسری وقیصر ونجاشی کو خطوط لکھے جائیں تو کسی نے یہ عرض کی کہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط کو قبول نہیں کرتے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، جس میں یہ نقش تھا "محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)"۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب: فی اتخاذ النبی، رقم: ۵۴۷۳/(۲۰۹۲)، ص ۱۰۵۷)

حل لغات

ورق: راء کی کسرہ اور سکون کے ساتھ، مراد فضہ یعنی چاندی (کی انگوٹھی) ہے۔

وضع خاتمہ: یعنی کسی چیز کا اتار کر ہاتھ پر رکھ دینا۔

حدیث نمبر "۱۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ نصر بن علی: بن علی بن صُہبان ابو عمرو صغیر جہضمی بصری۔ ابن عیینہ، محمد بن عرعرۃ، وہب بن جریر، یحیی بن سعید سے سماعِ حدیث کیا ہے۔ ان سے ابو زرعہ، ابو حاتم، عبد اللہ بن احمد بن حنبل اور متاخرین کی جماعت نے حدیث لیکر بیان کی ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ ان کی وفات شریفہ سن ۲۵۰ھ میں ہوئی۔ (۲)۔۔۔ ابو علی: عبید اللہ بن عبد المجید ابو علی حنفی بصری۔ رباح، عباد بن راشد اور مالک بن انسؒ سے روایات لی ہیں جب کہ اِن سے علی ابن مدینی، نصر بن علی، محمد بن مثنی نے روایات بیان کی ہیں۔ (۳)۔۔۔ ہمام: بن یحیی بن دینار العوذی، انہوں نے حسن بن ابو الحسن، عطاء، قتادہ، ثابت بنانی، نافع سے سماعِ حدیث کی ہے۔ اِن سے ثوری، وکیع، ابو نعیم، ابو داؤد، ابو ولید طیالسیان نے روایات بیان کی ہیں۔ ابو معین اور ابن سعد کے مطابق ثقہ راوی ہیں۔ (۴)۔۔۔ ابن جریج: ان کا نام عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج مکی تھا، انہوں نے عطاء بن ابی رباح، مجاہد، زہری، ہشام بن عروہ سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ان سے امام اوزاعی، ثوری، ابن عیینہ، یحیی قطان نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۴۹ھ میں ہوا۔ (۵)۔۔۔ زیاد: سے مراد زیاد بن سعد بن عبد الرحمن ابو عبد الرحمن خراسانی، پہلے پہل مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر تھے پھر یمن تشریف لے گئے۔ انہوں نے عمرو بن دینار، زہری، ثابت احنف، ابو زبیر مکی، ضمرہ بن سعید مازنی، عبد اللہ بن فضل، سلیمان بن عتیق، ہلال بن اسامہ، عمرو بن مسلم سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے ابن جریج، مالک بن انس، ابن عیینہ، ابو معاویہ ضریر، عوام بن حوشب، معاذ بن عقبہ نے روایات بیان کی ہیں۔ بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی میں انکی روایات موجود ہیں۔

علامہ عینی کا مذکورہ حدیث کے حوالے سے موقف

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ حدیث پاک سے قرآن پاک کی بعض آیات کے کندہ کرنے کا جواز ثابت کرنے پر استدلال کیا

گیا ہے۔ جب کہ بعض نے اسے (بے ادبی کے خوف سے) ناپسندیدہ بھی قرار دیا ہے، اور یہ ابن ابی شیبہ نے عطاء، شعبی اور ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے جب کہ حسن اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ سید عالم ﷺ نے منع فرمایا تھا کہ میرے نقش کردہ کے مثل کوئی نقش نہ کرائے؟، آیا یہ حکم خاص سید عالم ﷺ کی حیات ظاہری تک محدود تھا یا بعد وصال ظاہری کے بھی ایسا ہی حکم موجود ہے؟۔ میں (علامہ عینی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ظاہر قول یہی ہے کہ سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد خلفاء نے اسی انگوٹھی کو پہنا ہے، پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں جب بئر اریس میں انگوٹھی گر گئی تو انہوں نے نئی انگوٹھی اسی مثل کی بنوائی۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ نبی پاک ﷺ نے یہ انگوٹھی اپنی ذاتی مرضی سے بنوائی تھی یا اس کے حوالے سے کوئی وحی کا نزول ہوا تھا۔؟ میں (علامہ عینی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ابن عدی نے "الکامل" میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ اہل عجم کو دین اسلام کی دعوت دینا چاہتے تھے اور یہی حدیث بیان کی (جو ہم نے ماقبل صحیح مسلم کے حوالے سے نقل کی ہے) پس اسی مناسبت سے چاندی کی انگوٹھی بنوائی گئی اور جبرائیل امین علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق اس پر "محمد رسول الله" نقش کروایا گیا۔

(عمدة القاری، کتاب اللباس، باب: قول النبی لا ینقش علی نقش، رقم: ۵۸۷۷، ج۱۵، ص ۷۹)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا منقش انگوٹھی وغیرہ کے بارے میں موقف

فاضل بریلوی لکھتے ہیں: اور حاصل مسئلہ یہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہو جس پر قرآن مجید میں سے کچھ کلمات یا متبرک نام جیسے اللہ عزوجل کا اسم مبارک، یا قرآن مجید کا نام یا اسمائے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام لکھے ہوں تو اُسے حکم ہے کہ جب وہ بیت الخلاء میں جائے تو اپنے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر باہر رکھ لے بہتر یہی ہے اور اس کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو جیب میں ڈال لے یا کسی دوسری چیز میں لپیٹ لے کہ یہ بھی جائز ہے اگرچہ بے ضرورت اِس سے بچنا بہتر ہے اور اگر ان صورتوں میں سے کچھ بھی بجانہ لائے اور یونہی چلا جائے تو مکروہ ہے۔

(الفتاوی الرضویة مخرجة، باب: الاستنجاء، ج۴، ص ۵۸۲)

صاحب مراقی کا موقف

مراقی الفلاح میں ہے: جس آدمی کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں اللہ عزوجل کا نام مبارک یا قرآن پاک کی کوئی آیت لکھی ہو تو اس کے لئے اس چیز کے ساتھ بیت الخلاء میں داخل ہونا مکروہ ہے۔

(مراقی الفلاح، کتاب الطهارة، فصل فی الاستنجاء، ص ۱۲)

(۱۱) بَابُ الِاسْتِبْرَاءِ مِنَ الْبَوْلِ
پیشاب کی چھینٹوں سے بچنا

(۲۰) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا

يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلٰی قَبْرَيْنِ فَقَالَ: "إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هٰذَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا هٰذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَسَ عَلٰى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلٰى هٰذَا وَاحِدًا وَقَالَ: لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا". قَالَ هَنَّادٌ: يَسْتَتِرُ مَكَانَ يَسْتَنْزِهُ۔

طاؤس کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: "ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور انہیں کسی بڑے گناہ کے باعث عذاب نہیں دیا جارہا بلکہ اِن میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کی ایک تر شاخ منگوائی اور اُس کے دو حصے کئے اور ایک حصے کو ایک قبر پر جب کہ دوسرے کو دوسری قبر پر نصب کر دیا اور فرمایا: "جب تک یہ شاخیں تر رہیں گی شاید اِن دونوں کے عذاب میں کمی ہوتی رہے"، ہناد کہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں "یستنزہ" کے بجائے "یستتر" ہے، (یعنی وہ شخص پاک کرنے کی جگہ کو پاک نہیں کرتا تھا)۔

(۲۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِمَعْنَاهُ قَالَ: كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: يَسْتَنْزِهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی کے ہم معنی روایت بیان کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا"، اور ابو معاویہ کہتے ہیں کہ اپنے پیشاب سے بچتا نہ تھا۔

(۲۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَخَرَجَ وَمَعَهُ دَرَقَةٌ ثُمَّ اسْتَتَرَ بِهَا ثُمَّ بَالَ فَقُلْنَا: انْظُرُوا إِلَيْهِ يَبُوْلُ كَمَا تَبُوْلُ الْمَرْأَةُ فَسَمِعَ ذٰلِكَ فَقَالَ: أَلَمْ تَعْلَمُوْا مَا لَقِيَ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوْا إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَطَعُوْا مَا أَصَابَهُ الْبَوْلُ مِنْهُمْ فَنَهَاهُمْ فَعُذِّبَ فِي قَبْرِهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَنْصُورٌ: عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسٰى رضی اللہ عنہ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: جِلْدِ أَحَدِهِمْ وَقَالَ عَاصِمٌ: عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسٰى رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: جَسَدِ أَحَدِهِمْ۔

عبد الرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما دونوں ہی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ڈھال لیکر باہر نکلے، پھر اس کے ساتھ پردہ کر کے پیشاب کیا۔ ہم نے کہا کہ ان کی طرف دیکھئے جو عورتوں کی طرح چھپ چھپا کر پیشاب کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا: "کیا تم نہیں جانتے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ جب ان میں سے کسی کو پیشاب لگ جاتا تو اس جگہ کو کاٹ دیتے جہاں پیشاب لگا ہوتا تھا"، اس نے اُسے ایسا کرنے سے منع کیا تو اُسے عذاب قبر دیا گیا۔ امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ منصور نے ابو وائل، اور انہوں نے ابو موسی رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں فرمایا: "آدمی اپنی جلد کو پیشاب سے بچائے"، جب کہ عاصم نے ابو وائل اور انہوں نے ابو موسی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی: "آدمی اپنے

جسم کے حصوں کو پیشاب سے بچائے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

مذکورہ حدیث کے تحت شیخ ابوداؤد نے جو عنوان قائم کیا ہے وہ یہ ہے "الاستبراء من البول"، اور اس کی مناسبت سے حدیث کے یہ جملے "اما هذا فكان لا يستنزه من البول" مطابقت پیدا کرتے ہیں۔ صحاح کی دیگر احادیث سے مناسبت درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے فرمایا: "ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور یہ کبیرہ گناہوں کی وجہ سے عذاب نہیں دیئے جارہے"، پھر فرمایا: "بلکہ ان میں ایک چغلی کھاتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا"، پھر آپ ﷺ نے ایک سبز ٹہنی توڑی اور اس کے دو حصے کئے پھر ہر قبر پر ایک حصہ لگادیا، پھر فرمایا: "جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی شاید ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے"۔ (صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب : عذاب القبر من الغيبة والبول، رقم: ۱۳۷۸، ص ۲۲۱)، (صحيح مسلم ،كتاب الطهارة، باب: الدليل على نجاسة البول ،رقم: ۵۶۴/(۲۹۲)، ص ۱۵۸)

*۔۔۔ یزداد الیمانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو عضو کو تین بار جھاڑ دے"۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب: الاستبراء بعد البول، رقم: ۳۲۶، ص ۷۵)

حل لغات

العسیب: مراد درخت کی وہ شاخ ہے جس پر پتے نہ ہوں۔

درقة: دال اور راء کی فتح کے ساتھ مراد جحفة یعنی وہ چیز جس سے آڑ کر کے ستر عورت کا اہتمام کیا جائے۔

جلد احدهما: مفعول قائم مقام فاعل "فعذب"، یعنی اللہ ان میں سے کسی کے عذاب میں کمی کرے گا۔

حدیث نمبر "۲۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ هناد بن السری: بن معصب بن ابی بکر شبر، انہوں نے شریک، وکیع، یونس بن بکیر سے سماعِ حدیث کی ہے۔ امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابوحاتم، ابن ماجہ اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ماہِ جمادی الاول میں سن ۲۴۳ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ طاؤس بن کیسان: یمانی، ابو عبدالرحمن حمیری، انہوں نے ابن عباس، ابن عمر، ابن عمرو، جابر بن عبداللہ، ابوہریرہ، زید بن ثابت، زید بن ارقم، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات سنی ہیں۔ مجاہد، عمرو بن دینار نے ان سے احادیث بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال مکہ مکرمہ میں سن ۱۰۶ھ میں یوم ترویہ سے پہلے ہوا۔ ان کی نماز جنازہ ہشام بن عبدالملک نے پڑھائی۔

حدیث نمبر "۲۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ جریر: عبدالحمید بن قرط بن ہلال الضبی، ابوعبداللہ الرازی کے بیٹے تھے، انہوں نے عبدالملک بن

عمیر، یحییٰ بن سعید، منصور بن معتمر، ہشام بن عروہ، اعمش، مالک بن انس، ثوری سے سماعِ حدیث کی ہے۔ابن مبارک، ابوداؤد طیالسی، احمد بن حنبل، ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایات بیان کی ہیں۔ان کا انتقال ۱۸۸ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں ہوا۔(۲)۔۔۔منصور: بن المعتمر بن عبداللہ بن ربیعہ: انہوں نے زید بن وہب، ابراہیم نخعی، شعبی، زہری، مجاہد سے سماعِ حدیث کی ہے۔ایوب سختیانی، اعمش، ثوری نے ان سے روایات بیان کی ہیں۔ان کی وفات ۱۳۲ھ میں ہوئی۔

حدیث نمبر "۲۲" کے رجال

(۱)۔۔۔عبدالواحد بن زیاد: انہیں ابوعبیدہ بصری عبدی بھی کہا گیا ہے۔انہوں نے عاصم احول، اعمش، عمارہ بن قعقاع سے روایت کی ہے جب کہ ان سے قتیبہ بن سعید، ابوہشام مخزومی، ابوداؤد طیالسی نے روایات لی ہیں۔۱۷۷ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔زید بن وہب الجہنی: ابوسلیمان کوفی، انہوں نے آقائے دوجہاں ﷺ کی بارگاہ کے لئے سفر اختیار فرمایا لیکن راستے ہی میں انتقال فرماگئے۔انہوں نے حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث فرمایا۔(۳)۔۔۔عبدالرحمن ابن حسنہ: ابوشرحبیل حسنہ کے بھائی تھے۔امام ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ان سے منقول روایات موجود ہیں۔(۴)۔۔۔عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: بن وائل بن ہاشم بن سعید، انہوں نے سید عالم ﷺ سے ۳۷ احادیث روایت کی ہیں۔جن میں سے تیس احادیث پر اتفاق پایا جاتا ہے۔ان سے ابوعثمان ھندی، عروہ بن زبیر نے روایت بیان کی ہیں۔ایک قول کے مطابق ان کی وفات شریف ۴۳ھ میں عیدالفطر کے دن ہوئی۔

علامہ شامی کے نزدیک استبراء کا حکم

علامہ شامی فرماتے ہیں: استبراء واجب ہے تاکہ پیشاب کا اثر زائل ہونے کا یقین ہوجائے، عورت اپنے تمام معاملات میں مرد ہی کی طرح ہوتی ہے سوائے استبراء کے معاملے کے، ہاں عورت فراغت کے بعد کچھ وقت ٹھہر جائے اس کے بعد طہارت اختیار کرے۔"درر" وغیرہا میں اسے تبعاً واجب قرار دیا ہے جب کہ بعض نے فرض اور بعض نے مستحب بھی قرار دیا ہے جیساکہ بعض شوافع کا کہنا ہے۔اور اس کا محل یہ ہے کہ جب پیشاب کے قطرے نکل جائیں تو پھر استبراء میں مبالغہ کرنا مستحب ہے۔استبراء خاص طور پر چلنے یا کھنکارنے کی وجہ سے ہوسکتا ہے جب کہ انسانی دل پیشاب کے قطروں کے زائل ہونے سے مطمئن ہوجائے اور یہی فرض ہے جسے واجب کہا گیا ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطھارۃ، باب: الانجاس، مطلب فی الفرق بین الاستبراء، ج۱، ص ۵۵۸)

شوافع کے نزدیک استبراء کا حکم

شوافع کے نزدیک استبراء واجب نہیں ہے جب تک کہ محل میں نجاست ہونے کا یقین نہ ہوجائے۔

(کتاب الفقہ، کتاب الطھارۃ، باب: آداب قضاء الحاجۃ، ج۱، ص ۸۶)

حدیث کی روشنی میں قبر پر پھول رکھنے کا استحباب

ملا علی قاری لکھتے ہیں: ومن ثم افتی بعض الائمۃ من متاخری اصحابنا بان ما اعتید من وضع الریحان والجرید سنۃ لھذا الحدیث اسی کے باعث بعض متاخرین اصحاب نے فتوی دیا ہے کہ درخت کی شاخوں اور پھولوں کو قبر پر رکھنے کا معمول اس حدیث کی بناء پر سنت ہے۔

(مرقاۃالمفاتیح، کتاب الطھارۃ، باب :آداب الخلاء، رقم:۳۳۸، ج۲، ص۵۳)

حدیث کی روشنی میں دو وجوہات کا خاص بیان

متذکرہ بالا احادیث سے دو وجوہات کا احتمال ہوتا ہے: (۱)۔۔۔ حقیقی بنیاد پر کسی چیز کا آنکھ سے اوجھل ہونا اور عذاب قبر لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے۔(۲)۔۔۔ یہاں مجاز کا احتمال کیا گیا ہے، مراد پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا ہے کیونکہ اس کے مفسدات بہت سے ہیں۔

حدیث میں لفظ "لعلہ" کے معنی میں اشکال اور ان کے جواب

"لعلہ" میں موجود ضمیر "العذاب" کی جانب لوٹ رہی ہے، جس پر "یعذبان" دلیل بن رہا ہے، اور اہل علم کے لئے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ "لعل" اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے، اور بعض کے نزدیک خبر کو نصب دیتا ہے جیسا کہ ابن یونس کا قول ہے اور اس کی مثال "لعل اباك منطلقا" میں ملتی ہے۔ اور اس میں دس لغات ہیں، اور "لعل" کا ایک معنی توقع، ترجی، اور مکروہ سے بچنے کا شوق رکھنا ہے۔ دوسرا معنی تعلیل کا ہے، جسے ایک جماعت نے جس میں امام اخفش بھی شامل ہیں مراد لیا ہے اور اس کی دلیل اس فرمان مقدس نشان میں ہے۔﴿فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر تو اس سے نرم بات کرنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے (طہ: ۴۴)﴾۔ اور ایک معنی استفہام کے لئے بھی بنتا ہے، جیسا کہ فرمان مقدس نشان ہے:﴿وما یدریك لعلہ یزکی اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ ستھرا ہو (عبس: ۳)﴾۔ اور یہاں "لعلہ" پہلے قول کے مطابق ہے۔

حدیث میں موجود "مالم ییبسا" کے معنی میں علامہ عینی کی رائے

یہاں "ما" بمعنی مدت زمانیہ ہے، اور تقدیر عبارت یوں ہے "یخفف عنھما العذاب مدت عدم ییبس العسیب یعنی اُن سے عذاب میں اس مدت تک تخفیف ہوتی رہے گی جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں"۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جب تک شاخیں تر ہونگی عذاب میں کمی ہوتی رہے گی کیونکہ خشک شاخیں تسبیح نہیں کرتیں، اور یہی مذہب اُن مفسرین کرام کا قول ہے جو ہر چیز کے لئے اللہ کی تسبیح کرنا مانتے ہیں اور ان کے نزدیک دلیل یہ آیت ہے:﴿وان من شیء الا یسبح بحمدہ اور کوئی چیز نہیں جو اُسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے (الاسراء: ۴۴)﴾۔ بعض اہل علم نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ہر وہ چیز جو زندہ ہے اللہ عزوجل کی تسبیح کرتی ہے، اور ہر ایک چیز کی حیاتی اس کی اپنی حیثیت کے مطابق ہوا کرتی ہے چنانچہ لکڑی کی حیاتی اُس وقت تک باقی رہتی ہے

جب تک کہ وہ خشک نہ ہو، پتھر کی اُس وقت تک جب کہ اُسے توڑ نہ دیا جائے، اور مفسرین کی ایک جماعت نے عموم کے حوالے سے بھی کلام کیا ہے کہ آیت مذکورہ میں عمومیت پائی جاتی ہے۔ پھر یہ بھی اختلاف ہوتا ہے کہ تسبیح سے مراد حقیقی تسبیح ہے یا کچھ اور؟ محققین اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مراد حقیقی معنوں میں تسبیح کرنا ہے اور اس کی خبر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے اس فرمان میں ملتی ہے: ﴿وان منها لما يهبط من خشية الله اور کچھ وہ ہیں کہ اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں (البقرۃ: ۷۴)﴾۔ پھر اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ "بعسیب رطب" کہنے کا کیا فائدہ ہوا؟ میں (علامہ عینی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں سید عالم ﷺ کے تبرک کی برکت بھی شامل ہے کہ سید عالم ﷺ کے تبرک اور دعا کی وجہ سے بھی عذاب میں تخفیف ہوگی، جب کہ شاخ کا تر رہنا اور تسبیح کرنا بھی اپنی جگہ مسلم ہے۔

نگاہِ مصطفیٰ سے کچھ اوجھل نہیں!

مذکورہ حدیث سے سید عالم ﷺ کی چشمان علم کا بھی درس ملتا ہے، سید عالم ﷺ جہاں دنیا میں رہ کر جنت دوزخ کی خبر دیتے ہیں، عرش کے احوال وحوض کوثر، میزان وپل صراط کے بارے میں بیان فرماتے ہیں، وہیں نگاہِ مصطفیٰ ﷺ سے عالم برزخ بھی پوشیدہ نہیں، صرف یہی نہ بتایا کہ اِن قبروں پر عذاب ہو رہا ہے بلکہ بیک وقت لوح محفوظ پر اِن کے گناہوں کے احوال بھی جان لئے، گویا زمین پر ہوتے ہوئے عالم برزخ میں ہونے والے عذاب اور سببِ عذاب دونوں ہی بیان فرمائے۔

احادیث سے مستفاد ہونے والے چند فوائد

(۱)۔۔۔عذاب قبر حق ہے، اور اس سے معتزلہ کے باطل قول کا رد ہوتا ہے۔ (۲)۔۔۔پیشاب کا نجس ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (۳)۔۔۔چغل خوری کی نحوست کا بیان بھی معلوم ہوا۔ (۴)۔۔۔مرنے والے کو تسبیح وغیرہ اعمال فائدہ دیتے ہیں، اور یہی دلیل ہے اُن علماء کی جو کہ قبر پر فاتحہ و درود کرتے ہیں، کیونکہ جب تر شاخیں عذاب میں تخفیف کا سبب بنتی ہیں تو قرآن وفاتحہ بدرجہ اَولیٰ تخفیف کا سبب بنیں گے۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة ،باب: الاستنزاه من البول، ج۱،ص ۲۱وغیرہ)

چغل خوری کی تعریف

علامہ عینی نے امام نووی سے نقل کیا ہے کہ چغلی یہ ہے کہ کسی نقصان دہ بات کو نقصان پہنچانے کی نیت سے دوسروں کو بتانا، اور یہ سب سے قبیح ترین بات ہے۔ امام کرمانی کہتے ہیں کہ چغل خوری کرنے کو کبیرہ گناہ میں شامل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ فقہائے کرام کے قاعدہ کے مطابق کبیرہ وہ ہوتا ہے جس پر حد نافذ ہو اور چغل خور پر حد نافذ نہیں ہوتی۔

(عمدة القاری ،تحت رقم:۲۱۶،ج۲،ص ۵۹۴)

(۱۲) بَابُ الْبَوْلِ قَائِمًا
کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

(۲۳)حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ وَهٰذَا لَفْظُ حَفْصٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: فَذَهَبْتُ أَتَبَاعَدُ فَدَعَانِي حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قوم کے کوڑہ خانے پر تشریف فرما ہوئے تو کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا، پھر پانی منگوا کر اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔ امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ مسدد نے یہ بھی فرمایا کہ میں پیچھے ہٹنے لگا تو مجھے بلایا یہاں تک کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیٹھ کے پیچھے موجود تھا۔

باب سے حدیث کی مناسبت، صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے حدیث کے الفاظ "فبال قائما" کے مطابق باب کا عنوان "البول قائما" قائم کیا ہے۔ صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع پر احادیث درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قوم کے کوڑے کے پاس تشریف لائے، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشاب کھڑے ہو کر فرمایا، پھر پانی منگوایا تو میں پانی لے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب :البول قائما او قاعدا، رقم: ۲۲۴،ص ۴۲)

*۔۔۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: "اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو"، پس میں نے اس کے بعد کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا۔

(سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ ،باب: ماجاء فی النھی عن البول قائما، رقم: ۱۲،ص ۱۵)

*۔۔۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں تمہیں کوئی یہ کہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا تو اس شخص کی تصدیق نہ کرنا، میں نے ہمیشہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹھ کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(سنن ابن ماجہ ،کتاب الطھارۃ، باب:فی البول قاعدا،رقم: ۳۰۷،ص ۷۲)

حل لغات

فبال قائما: خطابی کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فعل متعدد بار ثابت ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا ہے، اور یہی مختار قول ہے، اور عادات میں مستحسن بھی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا فعل کسی سبب یا ضرورت کی وجہ سے ہوا ہے۔

حدیث نمبر "۲۲۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ حفص بن عمر بن الحارث : بن سخبرہ النمری البصری، انہوں نے ہشام بن دستوائی، ہمام بن یحیی، شعبہ سے سماع حدیث کی ہے۔ابو حاتم، بخاری، ابوداؤد، نسائی نے ان کی احادیث روایت کی ہیں۔ان کا انتقال ۲۲۵ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔ مسلم بن ابراہیم :ابو عمرو البصری، انہوں نے شعبہ ،ہشام، ابن مبارک سے سماعِ حدیث کی ہے۔ابن معین، بخاری، محمد بن اسحق صغانی، ابوزرعہ اور جماعت متاخرین نے ان کی احادیث کو بیان کیا ہے۔ان کا انتقال سن ۲۲۲ھ میں ہوا۔(۳)۔۔۔ابو عوانہ :ان کا نام وضاح تھا، یزید بن عطاء واسطی کے مولا تھے۔اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عطاء بن عبداللہ واسطی کے مولا تھے۔ محمد بن المنکدر سے ایک حدیث سماعت کی اور مزید عمرو بن دینار، قتادہ، ایوب سختیانی، اعمش سے حدیث سماعت کی ہے۔اِن سے شعبہ ،وکیع، ابوداؤد طیالسی، مسدد، قتیبہ بن سعید، اور متاخرین کی جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔ان کا انتقال، ۱۷۵ھ یا ۱۷۶ھ میں ہوا۔(۴)۔۔۔حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ :ان کا نام حسل یا حُسیل بن جابر بن اسید بن عمرو بن ربیعہ بن جروہ بن الحارث ابو عبداللہ تھا۔عمار بن یاسر، ابو حذیفہ ،ربعی بن حراش، ابووائل نے اُن سے احادیث روایت کی ہیں۔مدائن میں سن ۳۶ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس رات گزرنے پر انتقال فرمایا۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت

کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

(الهندية، كتاب الطهارة ، الاستنجاء على خمسة اوجه، ج۱،ص۵۶)

علامہ عینی لکھتے ہیں: علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں۔ابن المنذر کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ،ان کے صاحبزادے ،زید بن ثابت، سہل بن سعد وغیرہ کھڑے ہو کر (بامر مجبوری) پیشاب کیا کرتے تھے،اور اسے حضرت سعید بن مسیب، عروہ، محمد بن سیرین، زید بن الاصم، عبیدہ سلمانی، نخعی، حکم، شعبی، احمد اور دیگر لوگوں نے مباح قرار دیا اور امام مالک کہتے ہیں کہ اگر کسی ایسی جگہ پر ہے کہ جہاں سے چھینٹے اُڑ کر اُس پر نہ اُڑیں گے تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر یہ صورت نہیں تو پھر مکروہ ہے۔عامۃ العلماء کہتے ہیں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے مگر عذر کی بناء پر ایسا کیا جائے تو مکروہ نہیں، اور یہ کراہیت تنزیہ ہے نہ کہ تحریمہ۔

(عمدة القاری، کتاب الوضوء، باب :البول قائما وقاعدا، رقم: ۲۲۴،ج ۲،ص ۶۲۲)

فاضل بریلوی کے نزدیک کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں چار حرج ہیں

(۱)۔۔۔بدن اور کپڑوں پر چھینٹ پڑنا جسم ولباس بلاضرورت شرعیہ ناپاک کرنا اور یہ حرام ہے، بحر الرائق میں ہے:اما تنجیس الطاھر فحرام پاک چیز کو ناپاک کرنا حرام ہے"۔

(البحر الرائق، کتاب الطھارۃ، باب :صفۃ ماء المستعمل، مطلب فیما ینجس الماء، ج۱، ص ۲۱۱)

(۲)۔۔۔ان چھینٹوں کے باعث عذاب قبر کا استحقاق اپنے سر لینا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا:"اِن دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں کسی بڑے گناہ کے باعث عذاب نہیں دیا جا رہا بلکہ اِن میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب: الاستبراء من البول، رقم:۲۰، ص۱۸)

(۳)۔۔۔رہگزر پر ہو یا جہاں لوگ موجود ہوں تو باعثِ بے پردگی ہوگی، بیٹھنے میں رانوں اور زانوؤں کی آڑ ہو جاتی ہے اور کھڑے ہونے میں بالکل بے ستری اور یہ باعث لعنت الٰہی ہے۔حدیث میں ہے:"لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ جو دیکھے اُس پر بھی لعنت اور جو دکھائے اس پر بھی لعنت"۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب:النظر الی المخطوبۃ، الفصل الثالث، ص۲۷۰)

(۴)۔۔۔یہ نصاریٰ سے تشبیہ اور ان کی سنت مذمومہ میں اُن کا اتباع ہے، آج کل جن کو یہاں یہ شوق جاگا ہے، اس کی یہی علت اور یہ موجبِ عذاب وعقوبت ہے، اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:﴿لا تتبعوا خطوت الشیطن اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو(البقرۃ:۱۶۸)﴾۔

علماء اعلام نے حدیث مذکورہ بالا کے کئی جوابات دیئے ہیں:

(۱)۔۔۔حدیث مذکورہ بالا بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث(ابن ماجہ، رقم:۳۰۷) سے منسوخ ہے۔
میں کہتا ہوں یہ بات معلوم ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری دور کی نہیں جب کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو وصال تک دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال مبارکہ پر مطلع رہیں اور آخری عمل کو اپنایا جاتا ہے لہذا آپ کے بھی آخری فعل پر عمل ہوگا۔بناء بریں ہر ایک کا اپنے مشاہدے کے مطابق خبر دینا نسخ کو منع نہیں کرتا جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ دو مشاہدوں میں سے ایک متاخر بھی ہے اور جاری بھی اور حکم نسخ پر آپ کا ایک وہ قول حاوی ہوگا جو صحیح طور پر ثابت ہے کہ یہ ظلم ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے بڑھ کر اس سے پرہیز کرتے تھے۔ (۲)۔۔۔اُس وقت زانوئے مبارک میں زخم تھا بیٹھ نہ سکتے تھے، یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہوا:"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس زخم کی وجہ سے جو زانوئے اقدس کے اندرونی طرف تھا کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا"۔

(الفتاوی الرضویۃ مخرجۃ، باب:الاستنجاء، ج۴، ص ۵۸۵ وغیرہ)

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے طبّی نقصانات

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے کیا نقصانات ہیں، اس بارے میں دو ماہرین ڈاکٹرز کے بیانات درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔Dr Achyutananda کہتے ہیں: کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کمر کا درد، حواس اور دیگر طریقوں سے کمزوری والے معاملات ہوتے ہیں۔

(۲)۔۔۔Dr Shiva کہتی ہیں: مرد و عورت دونوں کے لئے بیٹھ کر پیشاب کرنے میں انسانی جسم سکون محسوس کرے گا اور پیشاب مکمل طور پر خارج ہو جائے گا، اس لئے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں پانچ سے دس فیصد پیشاب خارج ہونے سے رہ جاتا ہے۔ جس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ عموماً کوڑادانوں کے نچلے حصے میں زیادہ گندگی ہوتی ہے اور جب اُسے خالی کیا جائے تو کچھ نہ کچھ اثرات باقی رہ جاتے ہیں بالکل اسی طرح کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے پیشاب مکمل طور پر خارج نہیں ہو پاتا اور گویا کہ نچلے حصے کے جراثیم، کیچڑا، پتھر کے باریک ذرات باقی رہ جاتے ہیں جو کہ Infections کا سبب بنتے ہیں۔ مزید یہ کہ اسی کی وجہ سے پیشاب کے نظام میں خلل، عمل زوجیت کے معاملات میں خرابی، Frustration (انسان کی وہ کیفیت جس میں انسان اپنے مقصد کو پالینے اور کچھ کر لینے کے قابل نہ رہتا ہو)، Depression (انسان کی وہ کیفیت جس میں انسان دکھ محسوس کرے، آرام نہ کر پائے)، Unsatisfation (اطمینان نہ ہونا)، احتلام کی کثرت، مثانے کا کینسر، گردے کا کینسر، گردے کی پتھری، اور بھی بہت سی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ (یہ مواد انٹرنیٹ سے لیا گیا ہے)

(۱۳) بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَبُوْلُ بِاللَّيْلِ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ يَضَعُهُ عِنْدَهُ
پیشاب کرنے کی غرض سے رات کو برتن اپنے پاس رکھنا

(۲۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ حُكَيْمَةَ بِنْتِ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ رضی اللہ عنہما عَنْ أُمِّهَا أَنَّهَا قَالَتْ رضی اللہ عنہا: كَانَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَدَحٌ مِنْ عِيْدَانٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ يَبُوْلُ فِيْهِ بِاللَّيْلِ۔

امیمہ بنتِ رقیہ رضی اللہ عنہما اپنی والدہ صاحبہ سے نقل کرتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک لکڑی کا پیالہ اُن کے تخت کے نیچے ہوا کرتا تھا جس میں آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت میں پیشاب فرمایا کرتے تھے۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا عنوان یہ قائم کیا: "فی الرجل یبول باللیل فی الاناء ثم یضعها عندہ" اور اس کے تحت حدیث یہ لائے، "کان للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدح من عیدان تحت سریرہ یبول فیه باللیل" جو کہ باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔ صحاح کی دیگر روایات میں اس موضوع پر درج ذیل احادیث ہیں۔

*۔۔۔ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض پیشاب کرنے کے لئے برتن منگوایا۔ آپ

ﷺ کا جسم مبارک دوہرا ہو گیا اور آپ ﷺ کو خبر تک نہ ہوئی۔ بھلا کس کو کس کی وصیت فرمائی۔

(سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب: البول فی الطست، رقم: ۳۳، ص ۱۸)

حدیث نمبر "۲۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن عیسی: اسحق اور یوسف کے بھائی تھے۔ ہشیم، مالک بن انس، حماد بن زید سے سماع حدیث کیا۔ امام بخاری نے اپنی تعلیق میں ان سے روایت لی ہیں، ابو حاتم الرازی اور ابو داؤد نے بھی ان سے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۲۲۴ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ حجاج: مراد ابن محمد الاعور ابو محمد ہے۔ سلمان بن مجالد یا ابو جعفر منصور کا مولی ہے۔ بغداد کا رہنے والا ہے۔ ابن جریج، ابن ابی ذئب، لیث بن سعد، شعبہ، حمزۃ زیات سے سماع حدیث کی ہے۔ احمد بن حنبل، ابو خیثمہ، عباس دوسی، یحیی بن یحیی نے ان کی احادیث بیان کی ہیں۔ بغداد میں ربیع الاول کے مہینے میں سن ۲۰۶ھ میں انتقال فرمایا۔ (۳)۔۔۔ امیمۃ بن رقیقہ: مراد امیمہ بنت عبید ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبد اللہ بن بجاد ابن عمیر بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب کی بیٹی ہیں۔ ان کی ماں کا نام رقیقہ بنت ابی صیفی بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔ ان سے محمد بن منکدر، حکیمہ بنت امیمہ نے روایت کی ہے۔ ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث کے تناظر میں سید عالم ﷺ کے فضلات مبارک کی طہارت کا بیان

*۔۔۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کے ساتھ نمازِ ظہر ادا فرمائی، پھر آپ ﷺ اپنے گھر کی جانب روانہ ہو گئے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گیا، سامنے سے کچھ بچے آئے، آپ ﷺ نے ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر ہاتھ پھیرا، اور میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا، میں نے آپ ﷺ کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک اور خوشبو کو یوں محسوس کیا جیسے آپ ﷺ نے عطار کے ڈبہ سے ہاتھ نکالا ہو۔

(صحیح مسلم، کتا ب الفضائل، باب:طیب رائحة النبی، رقم:۵۹۴۶/(۲۳۲۹)، ص ۱۱۶۱)

متذکرہ بالا حدیث میں آقائے دوجہاں ﷺ کے رات کے وقت میں پیالے میں پیشاب کرنے کا بیان ہے، شارحین اور سیرت نگاروں نے جہاں جہاں بھی اس حدیث کو لیا ہے خاص طور پر آقائے دوجہاں ﷺ کے پسینے مبارک اور فضلات مبارک کی طہارت کو بیان کیا ہے۔ جس پر دلیل ماقبل صحیح مسلم کی روایت بھی مذکور ہے۔ بزار اور ابی یعلی نے صحیح سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ مدینہ میں جس بھی مقام سے گزر جاتے، آپ ﷺ کے پسینے کی خوشبو کو مشک کی خوشبو سے پہچان لیا جاتا تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سید عالم ﷺ جس بھی راستے سے تشریف لے جاتے لوگ آپ ﷺ کے پسینے مبارک کی بُو سے آپ ﷺ کی گزرگاہ کی شناخت کر لیتے۔ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے سید عالم ﷺ کا مبارک خون (جو کہ دندان مبارک کے مزید خوشنما ہونے والے واقعہ کے باعث برآمد ہو گیا تھا)، اور خون نکلنے والی جگہ کو اپنے مونھ میں لے کر چوسا، آقائے دوجہاں ﷺ نے اس عمل کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ دعا دیتے ہوئے فرمایا: "تمہیں آگ کبھی نہ چھوئے گی"۔ حضرت

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فصد کے بعد خون مبارک پی لیا تھا، اور اسی طرح چار اور اصحاب ایسے ہیں جنہوں نے سید عالم ﷺ کا مبارک خون پی لیا لیکن کہیں بھی آقائے دوجہاں ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ "لاتعد فان الدم کله حرام علی ما فیه "بلکہ مالک بن سنان ہوں یا عبداللہ بن زبیر، ابوطیبہ ہوں (ان کا نام نافع یا دینار تھا) یا سالم بن ابی الحجام رضی اللہ عنہم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہی فرمایا: "لا تمسك النار یعنی تجھے آگ کبھی نہ چھوئے گی"۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بھی جب سید عالم ﷺ کے بول مبارک کو پانی سمجھ کر پیاس کے وقت میں پی لیا تو سید عالم ﷺ نے انہیں فرمایا: "تجھے پیٹ کی بیماری کبھی نہ ہوگی"۔

(نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض، الباب الثانی، فصل فی نظافة جسمه، ج۲، ص ۱۶ وغیرہ)

طبی لحاظ سے انسانی پیشاب میں کیا کچھ ہوتا ہے

انسانی گردے مختلف فضلات، Minerals (زمین کے قدرتی وسائل جیسے سونا، نمک، چاندی)، Fluids (مائع چیزیں، جیسے انسانی خون، پانی ودیگر) اور مختلف غیر ضروری چیزیں پیشاب کے ذریعے جسم سے باہر نکالتا ہے، ایک انسان کے جسم سے نکلنے والے پیشاب میں کئی سو قسم کے فضلات ہوتے ہیں جو کہ جسم کے لئے غیر ضروری ہوتے ہیں۔ انسان کے کھانے، پینے، ورزش اور گردے کے کام کرنے کی استعداد کا تعلق پیشاب سے ہوتا ہے۔ انسانی پیشاب کی درستگی کو دیکھنے کے لئے سو سے زائد اقسام کے ٹیسٹ کئے جاسکتے ہیں۔ انسانی پیشاب کے رنگ پر بہت سی چیزوں کا انحصار ہوتا ہے، مثلاً: کھانا پینا، ادویات اور بیماریاں پیشاب کے رنگ کو متاثر کرتی ہیں۔ جسم انسانی سے خارج ہونے والا پیشاب عموماً صاف ہوتا ہے لیکن جراثیم، خون، مَنی اور دیگر چیزیں اُسے خراب کرتی ہیں۔ انسانی جسم سے خارج ہونے والے پیشاب کی اپنی الگ ہی بُو ہوتی ہے لیکن بعض بیماریوں کے باعث اُس میں بھی تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ پیشاب میں پروٹین نہیں ہوتا لیکن بسا اوقات بخار، مشقت والے کام کرنے، حاملہ ہونے، بعض دیگر بیماریاں خصوصاً گردے کی بیماری میں جب پیشاب کا ٹیسٹ کیا جائے تو پروٹین ہونا پایا جاتا ہے۔ بعض ماہرین کے نزدیک پروٹین کی کم مقدار ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔ پیشاب کا رنگ عموماً سرخ نہیں ہوا کرتا تاہم جب سفید اور سرخ سیلز جب پیشاب میں پائے جائیں تو پیشاب سرخ ہوتا نظر آتا ہے اور اس کی وجہ گردے میں زخم ہونا، جس مقام سے پیشاب گزر کر باہر خارج ہوتا ہے وہاں کسی قسم کی بیماری کا زخم کا ہونا، مثانے کے اندرونی حصے میں زخم پایا جانا الغرض اسی قسم کی دیگر وجوہات کی بناء پر پیشاب میں خون آتا ہے۔ (یہ مواد انٹرنیٹ کے ذریعے حاصل کیا گیا ہے)

ہم نے چند بیماریوں کا ذکر کیا، ماہرین کے مطابق سو سے زائد ٹیسٹ ہو سکتے ہیں، اور اگر کسی شخص کے تمام ٹیسٹ کرائے جائیں تو کچھ نہ کچھ پیشاب کی بیماری سامنے آہی جائیں گی۔ کہنا یہ تھا جس کے لئے طویل سائنسی بحث کرنے کی حاجت پڑی کہ عام انسان کا پیشاب کسی نہ کسی بیماری سے خالی نہیں، جب کہ نبی پاک ﷺ کے پیشاب مبارک سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برکت حاصل کی اور سرکار دوعالم ﷺ نے انہیں دعا ارشاد فرمائی، جب عام آدمی

کے پیشاب اور سید الکونین کے مبارک پیشاب میں اتنا فرق ہے تو پھر جو نبی سے برابری کا کسی بھی طریقے سے ذہن رکھتے ہوں انہیں سوچنا چاہیے۔

(۱۴) بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْبَوْلِ فِيهَا
وہ مقامات جہاں پیشاب کرنے سے سید عالم ﷺ نے منع فرمایا

(۲۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوا: وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: اَلَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ ظِلِّهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "لعنت والے دو کاموں سے بچو"، صحابہ نے دریافت کیا کونسے لعنت والے دو کام ہیں؟، فرمایا: "وہ شخص جو لوگوں کے راستوں اور سائے والی جگہوں میں پیشاب کرتے ہیں"۔

(۲۶) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيُّ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبُو حَفْصٍ رضی اللہ عنہ وَحَدِيثُهُ أَتَمُّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْحِمْيَرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ: الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ وَالظِّلِّ"۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "لعنت کئے جانے والے تین کاموں سے بچو"، پوچھا گیا وہ تین کام کونسے ہیں؟ فرمایا: "لوگوں کے اترنے، راستے پر چلنے اور سائے کی جگہوں میں پیشاب کرنے سے بچو"۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

مذکورہ حدیث کے تحت شیخ ابو داؤد نے جو عنوان قائم کیا ہے وہ یہ ہے "المواضع التی نھی النبی عن البول فیھا"، اور اس کی مناسبت سے حدیث کے یہ جملے "الذی یتخلی فی طریق الناس او ظلھم" مطابقت پیدا کرتے ہیں۔ صحاح کی دیگر احادیث سے مناسبت درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لعنت کرنے والوں سے بچو"، صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ لعنت کرنے والے کون ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص لوگوں کے راستے یا ان کے سائے کی جگہ قضائے حاجت کرے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب: النھی عن التخلی فی الطرق، رقم: ۵۰۶/(۲۶۹)، ص ۱۴۹)

*۔۔۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حدیث بیان کیا کرتے تھے جو دیگر صحابہ کرام سے سننے میں نہ آتی تھی اور جو دیگر صحابہ

سے سننے میں آتی اس پر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ خاموش رہتے تھے، عبداللہ بن عمرو کو معاذ کی بیان کردہ احادیث پہنچی تو فرمایا خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث نہیں سنی اور شاید معاذ بیت الخلاء کے معاملہ میں غلط فہمی میں نہ مبتلاء کردے یہ بات معاذ کو معلوم ہوئی جب وہ عبداللہ بن عمرو کو ملے تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے جھوٹی روایت منسوب کرنا منافق کا کام ہے اور جو جھوٹ بولے گا اس پر اس کا گناہ ہوگا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے:" تین لعنت کا سبب بننے والی چیزوں سے احتراز کرو راستوں، سایہ دار جگہ اور درمیان راستے کے قضاء حاجت کرنے سے احتراز کرو"۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة ،باب: النهى عن الخلاء على قارعة الطريق، رقم:٣٢٨،ص٧٥)

حل لغات

الموارد: مورد کی جمع ہے، جیسا کہ البرك، الآبار اور الانهار ہوتا ہے، یا وہ راستہ جس کی جانب توجہ مبذول کرائی جائے۔ ملاعن: جمع ہے ملعنة کی، مراد لعنت کی جگہ ہے۔

حدیث نمبر "٢٥" کے رجال

(١)۔۔۔قتیبہ بن سعید: بن جمیل بن طریف بن عبداللہ ابو رجاء البغلانی الثقفی، ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کا نام یحیی بن سعید تھا اور قتیبہ لقب تھا۔ مالک بن انس، لیث بن سعد، ابو عوانہ، وکیع، ابن عیینہ سے سماع حدیث کیا ہے۔ ان سے احمد بن حنبل، یحیی بن معین، ابو زرعہ، ابو حاتم، ابو بکر بن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے روایات لی ہیں۔ ان کی وفات ماہِ شعبان المعظم سن ٢٤٠ھ کو ہوئی۔ (٢)۔۔۔اسماعیل بن جعفر: بن ابو کثیر انصاری ابو ابراہیم الزرقی، انہوں نے عبداللہ بن دینار، حمید، مالک بن انس سے سماعِ حدیث کی ہے۔ یحیی بن یحیی، قتیبہ بن سعید، یحیی بن ایوب نے ان سے روایات بیان کی ہیں۔ بغداد میں سن ١٨٠ھ میں وفات پائی۔ (٣)۔۔۔العلاء: بن عبدالرحمن بن یعقوب ابو شبل الحرقی جہنی۔ انہوں نے اپنے والد، عبداللہ بن عمر، انس بن مالک، عباس بن سہل سے سماع حدیث کیا ہے۔ مالک بن انس، ابن جریج، شعبہ، ابن عیینہ، اسماعیل بن جعفر نے ان سے حدیث بیان کی ہے۔

حدیث نمبر "٢٦" کے رجال

(١)۔۔۔اسحق بن سوید الرملی: انہوں نے سعید بن حکم بن ابی مریم، اسماعیل بن ابو اویس، ولید بن نصر سے احادیث بیان کی ہیں اور اِن سے ابوداؤد، نسائی نے روایات بیان کی ہیں۔ (٢)۔۔۔عمر بن خطاب سجستانی: ابو حفص، انہوں نے سعید بن حکم بن ابو مریم مصری، محمد بن کثیر، محمد بن یوسف فریابی سے روایت بیان کی ہے جب کہ اِن سے ابوداؤد، ابو بکر بن ابی عاصم، احمد بن عبدالکریم نے روایت بیان کی ہے۔ ان کا انتقال سن ٢٦٤ھ میں ہوا۔ (٣)۔۔۔سعید بن حکم: بن ابی مریم الجمحی ابو محمد مصری، انہوں نے مالک بن انس، سفیان بن عیینہ، لیث بن سعد، عبداللہ بن وہب سے سماعتِ حدیث کی ہے۔ یحیی بن معین، محمد بن یحیی، ابو حاتم الرازی، امام بخاری اور مسلم

نے روایت کی ہے، ان کی ولادت ۱۴۴ھ میں جب کہ وفات ۲۲۴ھ میں ہوئی۔(۴)۔۔۔نافع بن یزید: ابو یزید المصری، انہوں نے ابوسفیان طلحہ، ابوہانی خولانی، قیس بن حجاج سے روایات نقل کی ہیں جب کہ عبداللہ بن لہیعہ، عبداللہ بن صالح کاتب اللیث، عبداللہ بن وہب نے ان سے مروی احادیث نقل کی ہیں۔ سوائے امام ترمذی کے اور کئی ائمہ حدیث نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔(۵)۔۔۔حیوۃ بن شریح: مراد صفوان بن مالک التجیبی، ابوزرعہ مصری، فقیہ، عابدوزاہد تھے۔ انہوں نے اپنے والد، ربیعہ بن یزید، ابوہانی خولانی سے روایت کی ہے جب کہ اِن سے لیث بن سعد، ابن لہیعہ، ابوزرعہ، نافع بن یزید نے روایت بیان کی ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور ابو معین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ ۱۵۹ھ میں انتقال فرمایا۔(۶)۔۔۔ابوسعید حمیری: نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے جب کہ حیوۃ بن شریح نے اِن سے روایت بیان کی ہے۔ امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۷)۔۔۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن اوس بن عایذ، انہوں نے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۵۷ احادیث روایت کی ہیں۔ امام بخاری و مسلم کا ان سے مروی احادیث میں سے دو پر اتفاق ہو سکا جب کہ تین احادیث میں امام بخاری اور ایک پر امام مسلم منفرد ہیں۔ ان سے حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن ابی اوفی، انس بن مالک وغیرہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم نے روایت بیان کی ہے۔ سن ۱۲ھ میں اردن کے گردونواح میں طاعون کی وبا پھیلنے کے باعث تینتیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔

کن کن مقامات پر پیشاب پاخانہ نہ کرنا چاہیے؟

فقہائے اسلام نے پانی میں پیشاب پاخانہ کرنے کو مکروہ لکھا ہے، اگرچہ پانی جاری ہو، اور نہر، کنویں، حوض وچشمے کے کنارے، پھل دار درخت کے سائے میں، کھیتوں میں، ایسے سائے میں جس کی اوٹ میں لوگ سایہ لیتے ہوں، مساجد کے اطراف میں، مصلی وعید گاہوں کی جگہوں میں، مقابر میں، مسلمانوں کے چلنے پھرنے کے راستوں میں، قبلے کی جانب مونھ یا پیٹھ کرکے، اگرچہ کسی عمارت میں ہی کیوں نہ ہو مگر قبلے کی جانب مونھ یا پیٹھ نہ کرے، بھول کر قبلے کی جانب مونھ کرکے بیٹھ گیا اور کسی نے یاد دلایا تو یاد آگیا، بہتر ہو تو سمت بدل لے، اور اگر ممکن نہیں تو کوئی بات نہیں، اسی طرح عورت اپنے بچے کو پیشاب پاخانے کے لئے قبلہ رو نہ بٹھائے، اور یہ سب مکروہات ہیں۔

(البحرالرائق، کتاب الطھارۃ، اشیاء التی یکرہ الاستنجاء بھا، ج۱، ص۴۸۱)

(۱۵) بَابٌ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُسْتَحَمِّ
غسل خانے میں پیشاب کرنا

(۲۷) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَحْمَدُ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ اَخْبَرَنِي اَشْعَثُ وَقَالَ الْحَسَنُ: عَنْ اَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ قَالَ اَحْمَدُ: ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فِيهِ فَاِنَّ

عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ"۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی غسل خانے میں پیشاب نہ کرے، کہ پھر اسی میں نہائے"، احمد کی روایت میں یوں ہے کہ "پھر اسی میں وضو کرے، حالانکہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں"۔

(۲۸) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ حُمَيْدٍ الْحِمْيَرِيِّ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَمَا صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ أَوْ يَبُولَ فِي مُغْتَسَلِهِ۔

حمید حمیری یعنی ابن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ ان کی ملاقات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایسے صحبت یافتہ صحابی سے ہوئی جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی تھی، اور انہوں نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کنگھی کرنے اور غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع کیا ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا عنوان "فی البول فی المستحم" قائم کیا اور اس کے تحت جو احادیث لائے اُن کے الفاظ و معنی کی مناسبت یوں ہے: "لا یبولن احد کم فی مستحمه ثم یغتسل فیه یعنی تم میں سے کسی کو غسل خانے میں پیشاب نہ کرنا چاہیے کیونکہ اس سے وساوس پیدا ہوتے ہیں"۔ صحاح میں امام نسائی نے یہی حدیث بیان کی ہے جس کا باب: "کراهیة البول فی المستحم" اور رقم: ۳۶ ہے۔

*۔۔۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں کوئی بھی غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے کیونکہ عام طور پر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں"۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب کراهية البول فی المغتسل، رقم: ۳۰۴، ص ۱۷)

حل لغات

المستحم: خطابی کہتے ہیں کہ المستحم بمعنی المغتسل ہے، یعنی وہ مقام جہاں غسل کیا جاتا ہے، اور غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے جب کہ زمین میں پیشاب کو جذب نہ کرنے یا کوئی سوراخ کہ پیشاب اُس میں چلا جائے یا ایسے کہ پیشاب کو پانی بہا کر نہ لے جائے گا اور اس صورت میں پیشاب کے قطرات غسل کرنے والے کو اُڑیں گے، اور یہی وسوسے کا سبب ہوگا۔

ان یمتشط: محل نصب میں مفعولیت کی بناء پر ذکر کیا گیا ہے، معنی یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث نمبر "۲۷" کے رجال

(۱)۔۔۔احمد بن حنبل: مراد احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد ابن ادریس شیبانی ابو عبد اللہ ہیں۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور یہیں نشو نما پائی اور انتقال فرمایا۔ کوفہ، بصرہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ، یمن و شام و جزیرہ عرب میں بھی جانا ہوا۔ ابن عیینہ، یحیی بن سعید قطان، وکیع، ابو داؤد طیالسی، فضل ابن دکین سے سماع حدیث کیا۔ امام شافعی، امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ کی کتب میں ان سے مروی احادیث موجود ہیں۔ ان کی وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی۔ (۲)۔۔۔ حسن بن علی: بن محمد ابو محمد الخلال الحلوانی، مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے۔ عبد الرزاق بن ہمام، ابو اسامہ، یحیی بن آدم، وکیع سے سماع حدیث کی ہے۔ امام بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ میں ان سے مروی احادیث موجود ہیں۔ ان کا انتقال سن ۲۴۲ھ میں ہوا۔ (۳)۔۔۔ عبد الرزاق بن ہمام: بن نافع ابو بر الصنعانی یمانی حمیری۔ عبد اللہ بن عمر العمری، عبید اللہ بن عمر، سعید بن مسلم، سفیان، مالک بن انس سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ابن عیینہ، معتمر بن سلیمان، احمد بن حنبل، یحیی بن معین، حسن بن علی نے ان کی روایات بیان کی ہے۔ ان کا انتقال ۲۱۱ھ میں ہوا۔ (۴)۔۔۔ معمر: ابن راشد ابو عروہ بن ابو عمرو بصری مراد ہیں۔ عبد اللہ بن سلام کے مولی ہوئے ہیں۔ عمرو بن دینار، زہری، قتادہ، عاصم احول، صالح بن کیسان سے سماعِ حدیث کیا ہے۔ عمرو بن دینار، ثوری، شعبہ، ابن عیینہ، ابن مبارک، عبد الرزاق بن ہمام نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ۱۵۴ھ میں ۵۸ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ (۵)۔۔۔ اشعث بن عبد اللہ: بن جابر الاعمی، ابو عبد اللہ البصری، انہوں نے انس بن مالک، حسن بن ابو الحسن، محمد بن سیرین، شہر بن حوشب سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے معمر، شعبہ، یحیی قطان نے روایات نقل کی ہیں۔ ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات منقول ہیں۔ (۶)۔۔۔ ابن مغفل: عبد اللہ بن مغفل بن عبد نُہم بن عفیف بن اسحم بن ربیعہ مزنی مراد ہیں۔ انہوں نے سید عالم ﷺ کی ۴۳ احادیث روایت کی ہیں۔ چار احادیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے جب کہ دونوں ایک ایک حدیث پر منفرد ہیں۔ سن ۶۰ھ کے اواخر میں خلافت معاویہ کے اختتامی اوقات میں بصرہ شہر میں ان کا انتقال ہوا۔

حدیث نمبر "۲۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ احمد بن یونس: بن زہیر بن جمیل بن اعرج بن عاصم بن ربیعہ ابن مسعود، ابو العباس الضبی۔ بغداد کے رہنے والے تھے لیکن بعد میں اصبہان منتقل ہوگئے۔ انہوں نے ابو مسہر، ہشام بن عروہ، دحیم سے سماعِ حدیث کیا۔ ابن ابی حاتم رازی، عبد اللہ بن جعفر، محمد بن یعقوب نے ان کی احادیث روایت کی ہیں۔ سن ۲۷۸ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ زہیر: سے مراد معاویہ بن حُدیج ہے۔ ابو اسحاق سبیعی، ابو زبیر مکی، ہشام بن عروہ سے سماعِ حدیث کی ہے۔ یحیی بن قطان، یحیی بن آدم، یحیی بن یحیی، یحیی بن ابو بکیر، ابو داؤد طیالسی نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ ۱۷۷ھ میں انتقال فرمایا۔ (۳)۔۔۔ داؤد بن عبد اللہ: اودی ابو العلاء الزعافری الکوفی۔ انہوں نے اپنے والد گرامی، حمید بن عبد الرحمن الحمیری اور شعبی سے روایت کی جب کہ اِن سے ابو عوانہ، ابو خالد الدالانی، وکیع نے

روایت نقل کی۔(۳)۔۔۔حمید بن عبد الرحمن الحمیری: بصری، انہوں نے ابو ہریرہ، عبد اللہ بن عمر، ابن عباس، سعد بن ہشام، عمر بن سعید رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔احمد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حمید ثقہ تابعی تھے۔سوائے امام بخاری کے کئی رواۃ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔

غسل خانے میں پیشاب کی ممانعت

ملا علی قاری اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں: مراد وہ جگہ ہے جہاں گرم پانی سے غسل کیا جائے اور مطلق (گرم یا ٹھنڈے) پانی سے غسل کرنے والی جگہ کو بھی المستحم کہا جاتا ہے۔حدیث میں غسل خانے میں پیشاب کرنے کی ممانعت ہے، کہ طہارت سے متعلق اکثر وسوسے اسی وجہ سے آتے ہیں کہ جہاں انسان پیشاب کرے اور اُسی جگہ پر غسل کرے، ابن الملک کہتے ہیں کہ غسل خانے میں پیشاب کرنے سے غسل خانے کے ناپاک ہونے کی وجہ سے انسانی دل وسوسے کا شکار ہوتا ہے کہ مبادا پیشاب کی چھینٹیں اُڑ کر اُس تک پہنچ جائیں یا نہیں؟، ابن حجر کہتے ہیں غسل خانے میں پیشاب کرنے سے یہ نقصان ہوگا کہ پاک پانی اُس جگہ پہنچے گا جہاں پیشاب کی وجہ سے زمین نجس ہو گئی ہو اور پھر وہی پانی دوبارہ غسل کرنے والے کی جانب بھی لوٹنے کا امکان ہے، پس یہی وجہ ہے کہ وسوسے آئیں گے اور اگر ایسی زمین پر غسل کرنے کا اتفاق ہوا کہ جہاں سے پیشاب کی چھینٹیں اُڑ کر دوبارہ نہ آئیں گی یا کوئی ایسا منفذ (سوراخ) ہے جس کے باعث پیشاب کی چھینٹیں جمع ہو کر واپس نہ آئیں گی تو اُس منفذ میں پیشاب کرنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ اِس صورت میں وسوسے نہ آئینگے اور نہ ہی چھینٹیں آئیں گی کیونکہ اول صورت تو یہی ہے کہ زمین پاک ہے اور دوم یہ کہ پاک پانی اُس سے گزرا ہے لہذا ناپاکی کا عنصر ختم ہو گیا۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطھارۃ، باب: آداب الخلاء، رقم: ۳۵۳، ج۲، ص ۶۵)

روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعت

سید عالم ﷺ نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا، اس لئے کہ روزانہ کنگھی کرنے سے داڑھی کے بال کم ہو سکتے ہیں، اور سید عالم ﷺ نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں پست کرنے کا حکم دیا ہے۔اور سید عالم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ روزانہ تیل کا استعمال فرماتے۔اور ایک روایت میں "کل یوم مرتین یعنی ہر دن میں دو مرتبہ" ہے۔اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے اور اسی کی مثل ابن ابی شیبہ نے اپنی "مصنف" میں فرمایا ہے۔ (شرح ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب: فی البول فی المستحم، ج۱، ص ۳۵)

*۔۔۔نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روزانہ دو مرتبہ تیل لگاتے تھے۔اور ایسا کرنا فقط داڑھی کی حفاظت

وصحت کی وجہ سے ہوتا تھااور روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعت اس بارے میں وارد نہیں ہوتی۔

(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الادب، باب: فی الدھن کل یوم، رقم: ۲۵۵۵۸، الجز: ۵، ص ۲۳۱)

حدیث کے تناظر میں ایمان واضح ہونے کی ایک علامت

*۔۔۔سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی بعض اوقات ہمیں ایسے خیالات آتے ہیں کہ اگر ہم خود کو آسمان سے گرالیں، ہمیں پرندے اُچک لیں یا ہوا ہمیں کسی جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ پھینک دے، تو ہمیں یہ بات اِن خیالات کو زبان پر لانے سے زیادہ محبوب ہے۔ سید عالم ﷺ نے استفسار فرمایا: "کیاتم اُن خیالات کو ناپسند کرتے ہو"؟ بولے: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ واضح ایمان ہے"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: فی رد الوسوسة، رقم: ۵۱۱۱، ص ۹۵۴)

(۱۶) بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ
سوراخ میں پیشاب کرنے کی ممانعت

(۲۹) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْجُحْرِ قَالُوا لِقَتَادَةَ: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ؟ قَالَ: كَانَ يُقَالُ إِنَّهَا مَسَاكِنُ الْجِنِّ۔

قتادہ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایاہے، معاذ بن ہشام کا بیان ہے کہ قتادہ سے استفسار کیا گیا کہ سوراخ میں پیشاب کرنا کیوں مکروہ ہے؟ فرمایا: "لوگ کہتے ہیں کہ وہ جنات کے رہنے کی جگہ ہوتی ہے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب "نھی عن البول فی الجحر" کے نام سے باندھا اور اس میں حدیث "نھی ان یبال فی الجحر" لائے، اس مناسبت سے صحاح کی روایت درج ذیل ہے:

*۔۔۔ (سنن النسائی، کتاب الطھارة، باب: کراھیة البول فی الجحر، رقم: ۳۴، ص ۱۸)

حل لغات

فی الجحر: جیم کی ضمہ اور حاء کے سکون کے ساتھ بمعنی سوراخ، اس کی جمع "اجحار" ہے۔

ما یکرہ: استفہامیہ جملہ ہے، کس چیز کو ناپسند فرمایا؟ ضمیر الجحر کی جانب راجح ہے۔

حدیث نمبر "۲۹" کے رجال

(۱)۔۔۔معاذ بن ہشام: بن ابو عبداللہ الدستوائی بصریٔ، جانب یمن رہائش پذیر تھے اور بصرہ میں انتقال فرمایا۔ اور ان کی اصل بصرہ ہی سے مانی جاتی ہے اور انہوں نے اپنے والد سے سماعِ حدیث کی۔ عفان بن مسلم، احمد بن

حنبل، ابن مدینی، محمد بن مثنی نے ان کی روایت کی ہے۔ سن ۲۰۰ھ میں وفات پائی۔(۲)۔۔۔عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ: مزنی بصری مخزومی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سترہ احادیث نقل کی ہیں۔ عاصم بن سلیمان، قتادہ نے ان سے نقل کیا ہے۔ امام مسلم نے ان سے فقط ایک ہی حدیث نقل کی ہے۔ جب کہ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی میں ان سے مروی احادیث منقول ہیں۔

سوراخ میں پیشاب کرنے کی ممانعت کی وجہ

علامہ شامی فرماتے ہیں: قاموس میں ہے کہ قتادہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مذکورہ بالا بیان کیا تو لوگوں نے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ تو قتادہ نے جواب دیا اس لئے کہ یہ جنات کے مساکن یعنی رہائش گاہیں ہیں۔ کیونکہ جب انسان سوراخ میں پیشاب کرے گا تو ہو سکتا ہے کہ کوئی جن یا (موذی جانور) اُسے نقصان پہنچائے یا پیشاب کی چھینٹیں ہی اُس پر آئیں۔ منقول ہے کہ سعد بن عبادہ خزرجی کو کسی جن نے "حوران" کے علاقے میں قتل کر دیا اور اس کی وجہ یہی بتائی جاتی ہے کہ انہوں نے سوراخ میں پیشاب کیا تھا۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطھارۃ، باب الاجناس، ج۱، ص ۵۵۶)

(۱۷) بَابُ مَا یَقُولُ الرَّجُلُ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ
بیت الخلاء سے نکلتے وقت کیا کہے

(۳۰) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا اِسْرَائِیلُ عَنْ یُوسُفَ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ حَدَّثَتْنِیْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ قَالَ: غُفْرَانَكَ۔

یوسف بن ابی بردہ کے والد ماجد کو بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو "غفرانک" کہتے تھے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب "ما یقول الرجل اذا خرج الخلاء" باندھ کر اس کے تحت حدیث لائے جس میں یہی بیان "اذا خرج من الغائط" ہے، صحاح میں سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں اسی موضوع سے متعلق احادیث موجود ہیں۔

*۔۔۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء سے باہر آتے وقت فرمایا کرتے تھے "اے اللہ میں تیری بخشش چاہتا ہوں"۔ (الترمذی کتاب الطھارۃ، باب: مایقول اذاخرج من الخلاء، رقم: ۷، ص ۱۳)، (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارۃ، باب مایقول اذاخرج من، رقم: ۳۰۰، ص ۷۰)

حل لغات

غفرانک: یعنی اے اللہ! میں تجھ سے بخشش کا سوالی ہوں، اور اس کے ذریعے بندہ بیت الخلاء کے معاملات سے اللہ کی

پناہ طلب کرتا ہے۔

حدیث نمبر "۳۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ عمرو بن محمد الناقد: عمرو بن محمد بن بکیر بن سابور الناقد ابو عثمان بغدادی، انہوں نے سعید بن جشم، عیسی بن یونس، ہاشم بن قاسم، وکیع سے سماعِ حدیث کی ہے۔ابو زرعہ، ابو حاتم، بخاری، مسلم، ابوداؤد، امام احمد بن حنبل، عبداللہ بغوی نے اُن سے مروی احادیث بیان کی ہیں۔ بغداد میں جمعرات کے دن ماہِ ذی الحجۃ الحرام سے چار دن قبل سن ۲۳۲ھ میں وفات پائی۔(۲)۔۔۔ ہاشم بن قاسم: بن شیبہ تمیمی ابو نضر، انہیں لیثی بنی اللیث بن کنانہ کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔جب کہ حقیقی اعتبار سے ان کا تعلق خراسان سے تھا۔ شعبہ سے چار ہزار احادیث کا سماع کیا جس کا املاء بغداد میں شیبان بن عبدالرحمن اور شریک بن عبداللہ نخعی سے کیا۔ان سے امام احمد بن حنبل، یحیی بن معین، ابو خیثمہ، اسحاق بن راھویہ، ابو بکر بن ابی شیبہ نے احادیث روایت کی ہیں۔ان کا انتقال بغداد میں ۲۰۷ھ میں ہوا۔(۳)۔۔۔ اسرائیل: سے مراد اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی ہمدانی ابو یوسف کوفی ہیں۔انہوں نے اپنے دادا ابواسحق، عبدالملک ابن عمیر، مقدام بن شریح، یوسف بن ابی بردہ سے سماعِ حدیث کی ہے۔وکیع، ابو نعیم، اسحق بن منصور، ہاشم بن قاسم نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ سن ۱۰۰ھ میں ولادت ہوئی جب کہ وفات شریف سن ۱۶۰ھ میں ہوئی۔(۴)۔۔۔ یوسف بن ابی بردہ: بن ابی موسی اشعری کوفی۔انہوں نے اپنے والد سے مروی احادیث بیان کی ہیں۔اسرائیل بن یونس، سعید بن مسروق، امام ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات منقول ہیں۔

(۱۸) بَابُ کَرَاهِيَةِ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ فِي الْاِسْتِبْرَاءِ
استبراء کے وقت سیدھے ہاتھ کو استعمال کرنے کی کراہیت

(۳۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَمُوسٰى بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا اَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا بَالَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهٖ وَاِذَا اَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهٖ وَاِذَا شَرِبَ فَلَا يَشْرَبْ نَفَسًا وَاحِدًا"۔

یحیی بن عبداللہ بن ابو قتادہ اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جب کوئی پیشاب کرے تو اپنی شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے اور جب بیت الخلاء میں جائے تو دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے اور جب پانی پئے تو ایک ہی سانس میں نہ پی جائے"۔

(۳۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ الْمِصِّيصِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي اَبُو اَيُّوبَ يَعْنِي الْاِفْرِيقِيَّ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ وَمَعْبَدٍ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ رضی اللہ عنہا زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَجْعَلُ يَمِينَهُ لِطَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ وَثِيَابِهٖ وَيَجْعَلُ شِمَالَهُ لِمَا سِوٰى

ذَالِكَ۔

حارثہ بن وہب خزاعی نے سید عالم ﷺ کی زوجہ محترمہ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کھانے پینے اور کپڑے پہننے کے لئے دائیں ہاتھ (یا جانب) استعمال کرتے اور باقی تمام امور کے لئے بائیں جانب سے آغاز کرتے"۔

(۳۳) حَدَّثَنَا اَبُوْ تَوْبَةَ الرَّبِيْعُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنِيْ عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ، عَنْ اَبِيْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْيُمْنٰى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ کا دایاں ہاتھ مبارک کھانے پینے اور وضو کے لئے جب کہ بایاں ہاتھ مبارک استنجاء اور نجاست وغیرہ ہٹانے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

(۳۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی حدیث پاک بیان کی ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب " کراھیة مس الذکر بالیمین فی الاستبراء" کے نام سے باندھا اور اس کے تحت احادیث لائے جس کے متن یوں ہیں: "اذا بال احدکم فلا یمس ذکرہ بیمینہ"۔ صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ عبداللہ بن ابو قتادہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی پیئے (پانی وغیرہ) تو برتن میں سانس نہ لے اور جب بیت الخلاء میں جائے تو دائیں ہاتھ سے اپنی شرم گاہ کو نہ چھوئے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے"۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب النھی عن الاستنجاء بالیمین، لا یمسک ذکرہ یمینہ، رقم: ۱۵۴، ۱۵۳، ج۲، ص۳۱ وغیرہ)، (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب النھی عن الاستنجاء، کراھیة التنفس فی الاناء، رقم: ۵۰۳/(۲۶۷) ص۱۴۸)، (سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب: النھی عن مس الذکر بالیمین، رقم: ۲۵، ص۱۶)، (سنن ابن ماجه، کتاب الطھارۃ، کراھیة مس الذکر بالیمین، رقم: ۳۱۰، ص۷۲)

حل لغات

فاذا اتی الخلاء: مد کے ساتھ، یعنی کسی بھی شخص کا بیت الخلاء سے فارغ ہونا۔

فلا یشرب نفسا واحدا: یہاں نہی ادب سکھانے کے لئے ہے، مطلب یہ ہے کہ ایک ساتھ پانی پی لینے سے معدہ اور حلق پر بھی بوجھ پڑتا ہے۔ فلا یتمسح: مراد یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کو استعمال کرنے کی زحمت نہ اٹھائے۔

لطعامه: یعنی کھانے کے لئے، اور الطعام اسم ہے جو کھانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی اس لفظ کا اطلاق خاص طور پر روٹی کھانے کے معنی میں ہوتا ہے اور الشراب سے پینے کی چیز مراد لی جاتی ہے، معنی یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کھانے پینے اور کپڑے پہننے کے لئے دائیں جانب استعمال کرتے تھے۔

لطھورہ: بالفتح، مراد وہ پانی ہے جس سے طہارت حاصل کی جائے۔ الاذی: سے مراد نجاست ہے۔

حدیث نمبر "۳۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ابان: سے مراد ابان بن یزید العطار البصری ہے، اس کی کنیت ابو یزید ہے، اس نے قتادہ، غیلان بن جریر، یحیی بن ابو کثیر سے سماعِ حدیث کی ہے۔ طیالسی، حبان بن ہلال، عفان بن مسلم، مسلم بن ابراہیم، موسی بن اسماعیل نے ان سے روایات لی ہیں۔ (۲)۔۔۔ عبداللہ بن ابی قتادۃ: مراد عبداللہ بن حارث بن ربعی انصاری سلمی ہے۔ یعنی ابو قتادہ کے بیٹے۔ ان سے اسماعیل بن ابی خالد، یحیی بن ابو کثیر، بکیر بن عبداللہ الاشج نے روایات بیان کی ہیں۔ ولید بن عبدالملک کی خلافت کے دور میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ (۳)۔۔۔ابو قتادۃ: حارث بن ربعی بن بلذمۃ بن خناس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ سلمی مدنی۔ احد یا خندق یا اس کے علاوہ میں شہید ہوئے۔ انہوں نے سید عالم ﷺ سے ۱۷۰ احادیث نقل کی ہیں جس میں گیارہ احادیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے جب کہ دو احادیث میں امام بخاری اور آٹھ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے عبداللہ، ابو سعید خدری، جابر بن عبداللہ، سعید بن مسیب، عبداللہ بن نافع، عطاء رضی اللہ عنہم نے روایات بیان کی ہیں۔ مدینہ منورہ میں ۵۴ھ میں ستر سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۳۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن آدم: بن سلیمان المصیصی۔ انہوں نے ابن ابی زائدہ، ابو خالد احمر، ابو ملیح الرقی، عبداللہ بن مبارک سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے ابوداؤد، نسائی اور ابو حاتم الرازی نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال ۲۵۰ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ابو ایوب: الافریقی عبداللہ بن علی کوفی الازرق، انہوں نے عاصم، صفوان بن سلیم، ابن شہاب، سالم ابی نضر سے منقول روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے موسی بن عقبہ، ابن ابی زائدہ، عبدالرحیم بن سلیمان نے روایات بیان کی ہیں۔ (۳)۔۔۔عاصم: سے مراد عاصم بن بھدلہ ابن ابی النجود ابو بکر المقرئ الاسدی الکوفی ہیں۔ انہوں نے ابووائل، ابورزین، ابو صالح سمان سے سماعِ حدیث کی ہے۔ عطاء، اعمش، منصور بن معتمر، ثوری، ابن عیینہ اور جماعت متاخرین نے احادیث بیان کی ہیں۔ ان کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی۔ (۴)۔۔۔ السیب: بن رافع الاسدی الجاھلی ابو العلاء، العلاء کے والد، انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ابو سعید خدری، جابر بن سمرۃ کی احادیث بیان کی ہیں۔ (۵)۔۔۔ معبد: مراد معبد بن خالد القیسی الکوفی العاصی ہے، انہوں نے حارثہ ابن وہب، نعمان بن بشیر، عبداللہ بن شداد سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ثوری، شعبہ، عاصم بن بہدلہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۱۰ھ میں ہوا۔ (۶)۔۔۔ حارثہ:

مراد حارثہ بن وہب خزاعی ہیں۔ انہوں نے سید عالم ﷺ کی چھ احادیث روایت کی ہیں۔ جن میں سے چار پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ اِن سے ابو اسحاق سبیعی، معبد بن خالد نے روایات نقل کی ہیں۔(۷)۔۔۔ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا: یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور سید عالم ﷺ کی زوجہ ہیں۔ ان سے سید عالم ﷺ کی ساٹھ احادیث مروی ہیں۔ تین احادیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے جب کہ چھ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ ان سے عبداللہ بن عمر (ان کے بھائی)، مطلب بن ابی وداعہ، عبداللہ بن صفوان نے روایت کی ہے۔ ان کا انتقال پر ملال ۴۱ھ میں ہوا اور مروان بن حکم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حدیث نمبر "۳۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ الربیع بن نافع: ابو توبہ حلبی مراد ہیں۔ ان کی سکونت طرسوس میں تھی۔ انہوں نے معاویہ بن سلام، محمد بن مہاجر، عطاء بن مسلم، ہشام بن یحییٰ سے سماعِ حدیث کی ہے۔ امام احمد بن حنبل، ابو حاتم، امام بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ابوداؤد نے احادیث نقل کی ہیں۔(۲)۔۔۔ ابو معشر: مراد زیاد بن کلیب تمیمی حنظلی ابو معشر کوفی ہیں۔ انہوں نے ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر، فضیل بن عمرو کی روایات لی ہیں جب کہ قتادہ، ایوب سجستانی، سعید بن ابو عروبہ، شعبہ نے ان سے روایات لے کر بیان کیا ہے۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۳۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن حاتم بن بزیع: بصری، ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی جب کہ انہیں ابو سعید بھی کہا جاتا تھا۔ انہوں نے اسود بن عامر، یحییٰ بن ابی بکیر، جعفر بن عون، اسحق بن منصور سے سماعِ حدیث کی ہے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۲۴۹ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔ عبدالوھاب بن عطاء: ابو نصر خفاف بصری عجلی، بغداد کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے سلیمان تیمی، عبداللہ بن عون، یونس بن عبید، حمید طویل، شعبہ، مالک بن انس سے سماعِ حدیث کی ہے۔ امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، احمد بن ولید نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ان کا انتقال ۲۰۴ھ میں ہوا۔(۳)۔۔۔ الاسود: ابن یزید بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان بن کہل بن بکر بن عوذ نخعی ابو عمرو۔ انہیں ابو عبدالرحمن کوفی بھی کہا جاتا ہے۔ عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابو موسیٰ اشعری اور بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ان سے ان کے اپنے بیٹے عبدالرحمن بن اسود، ابراہیم بن یزید نخعی، ابو اسحاق سبیعی نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۷۴ھ میں ہوا۔

دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے میں کراہیت تنزیہی ہے

علامہ عینی لکھتے ہیں: دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو چھونے کے بارے میں کراہیت تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ سید عالم ﷺ نے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اور یہ عمل پیشاب کرنے کے وقت میں

کیسے باعث تکمیل ہو گا کیونکہ اگر مرد اپنی شرمگاہ کو بائیں ہاتھ سے پکڑے تاکہ دائیں سے طہارت حاصل کرے یا اس کے برعکس معاملہ کرے تو دونوں ہی صورتوں میں دونوں ہاتھ استعمال ہوتے ہیں اور اس صورت میں یا تو دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو چھوتا ہے یا دائیاں ہاتھ استنجاء میں استعمال ہوتا ہے۔ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ علامہ خطابی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ کسی بڑے پتھر سے لگ کر استنجاء کرے جو نہ تو ہلکی سی حرکت دینے سے ہلتا ہو یا دیوار سے لگ جائے زمین سے قریب ترین ہو جائے اگر ڈھیلوں کے ساتھ استنجاء کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس کی صورت یہ ہو گی کہ اپنی مقعد زمین پر رکھ دے اور شرمگاہ کو اپنی ایڑیوں کے مابین روک رکھے اور بائیں ہاتھ سے طہارت اختیار کرے۔ (شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب: کراھیة مس الذکر، ج۱، ص ۳۹)

اگر کسی کے ذہن میں سوال پیدا ہو کہ کراہیت تنزیہی ہے یا تحریمی ؟ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ جمہور کے نزدیک تنزیہی ہے، کیونکہ نہی دو معنوں میں ہوا کرتی ہے، (۱)۔۔۔ دائیں ہاتھ کی فضیلت کو بیان کرنے کے لئے، (۲)۔۔۔ اگر دائیں ہاتھ کو نجاست کے دھونے کے لئے استعمال کیا تو کھانا بھی دائیں ہاتھ سے کھایا جاتا ہے اور انسانی طبیعت میں کراہیت پیدا ہونے لگے گی اور طبیعت میں ناگواری آئے گی، اہل ظاہر نے اِسے کراہیت تحریمی پر محمول کیا ہے یہاں تک کہ حسین بن عبداللہ ناصری نے اپنی کتاب "**البرھان علی مذھب اھل الظاھر**" میں لکھ دیا کہ ہے کہ اگر کوئی شخص استنجاء میں دائیں ہاتھ کا استعمال کرے تو یہ ناجائز فعل ہے، اور یہی قول حنابلہ اور شوافع کے ایک گروہ کے نزدیک بھی ہے۔ جب کہ جمہور کے نزدیک کراہیت تنزیہی مراد ہے۔

حدیث کے تناظر میں مسائل کا استنباط

(۱)۔۔۔ برتن میں سانس لینا مکروہ ہے، (۲)۔۔۔ ایک سانس میں پینا جائز ہے کیونکہ ممانعت برتن میں سانس لینے کی ہے جو کہ ایک سانس میں پینے کے خلاف نہیں ہے، جب کہ ایک جماعت نے اسے بھی مکروہ جانا ہے، اور کہتے ہیں کہ یہ شیطان کی طرح پینا ہے ترمذی کی حدیث پاک ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث یوں بیان کی: "اونٹ کی مانند ایک سانس میں نہ پیو بلکہ دو یا تین سانس میں پانی پیا کرو اور جب پانی پینے لگو تو بسم اللہ کہو اور جب پی چکو تو اللہ کی حمد کرو"۔ (۳)۔۔۔ حدیث مذکورہ میں دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونے کی ممانعت بھی پائی جاتی ہے۔ (۴)۔۔۔ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کی بھی ممانعت ہے۔ (۵)۔۔۔ حدیث میں دائیں جانب کی فضیلت کا بھی بیان ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الوضوء، باب: النھی عن الاستنجاء بالیمین، ج۲، ص ۴۲۰)

(۱۹) بَابُ الِاسْتِتَارِ فِي الْخَلَاءِ

بوقت حاجت ستر چھپانے کا بیان

(۳۵) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ ثَوْرٍ عَنِ الْحُصَيْنِ الْحُبْرَانِيِّ عَنْ أَبِي

سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ: مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَمَنْ أَكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ وَمَا لَاكَ بِلِسَانِهِ فَلْيَبْتَلِعْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَمَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيبًا مِنْ رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرٍ قَالَ: حُصَيْنٌ الْحِمْيَرِيُّ وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ ثَوْرٍ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخَيْرُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو سَعِيدٍ الْخَيْرُ هُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وآله وسلم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جو سرمہ لگائے اُسے چاہیے کہ طاق مرتبہ لگائے، جس نے ایسا کیا تو اچھا ہے اور اگر ایسا نہ کیا تو کوئی مضائقہ نہیں، جو استنجاء کرے اُسے چاہیے کہ ڈھیلوں کی تعداد طاق رکھے پس جس نے ایسا ہی کیا تو گویا اچھا کیا ورنہ کوئی حرج نہیں، جو کھانا کھائے تو بعد خلال کرنے کے جو کچھ موتھ سے نکلے اُسے باہر پھینک دے اور جو زبان سے لگا رہے اُسے نگل جانا چاہیے تو جس نے ایسا کیا اچھا عمل کیا اور جو ایسا نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں اور جو قضائے حاجت کے لئے جائے تو پردہ پوشی اختیار کرے اور اگر کوئی پردے کی صورت نہ بنے تو ریت کا ڈھیر بنا کر اُس کی اوٹ میں فراغت پائے کیونکہ شیطان انسان کی شرمگاہ سے کھیلتا ہے جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا ورنہ کوئی حرج نہیں، ابوداود، ابوعاصم، ثور نے حصین حمیری کہا ہے جب کہ عبدالملک بن صباح، ثور نے ابوسعید الخیر کہا ہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ سعید الخیر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب "الاستتار فی الخلاء" کے تحت حدیث بھی اسی مناسبت سے لائے چنانچہ حدیث کا متن یوں ہے:"ومن اتی الغائط فلیستتر"، صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ابوادریس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جو وضو کرے تو اسے ناک میں پانی بھی لینا چاہئے اور جو استنجاء کرے اسے چاہئے کہ طاق ڈھیلے لے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الاستنثار فی الوضوء، رقم:۱۶۱، ص۳۳)

*۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جو شخص استنجاء کرے طاق مرتبہ کرے (یعنی ایک، تین، پانچ مرتبہ ہو، اس کے مقابلہ میں جفت ہے یعنی دو، چار، چھ) اور جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈال کر اس کو صاف کرے"۔

(سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب: اتخاذ الاستنشاق، رقم:۸۶، ص۳۱)، (صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الایتار فی الاستنثار، رقم:۴۴۸/(۲۳۷) ص ۱۳۹)

حل لغات

الاستجمار: یعنی ڈھیلوں کے ساتھ استنجاء کرنا، اسی سے جمار یعنی ایام حج میں رمی جمار کے لئے چھوٹے چھوٹے پتھر

چنا ہے۔ تخلل: یعنی دانتوں کے مابین خلال کرنا۔ومن لا فلا حرج: یعنی جس نے ایسانہ کیا تواس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ فلیلفظ: یعنی باہر پھینک دینا، بعد خلال کرنے کے جو کچھ بھی دانتوں میں سے ریشے وغیرہ ظاہر ہوں اُسے پھینک دینا چاہیے۔

حدیث نمبر "۳۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ابراہیم بن موسی: بن یزیدبن زاذان تمیمی الرازی ابواسحق الفراء، صغیر کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ عبدالوارث بن سعید، ابوالاحوص، یحیی بن زکریا، خالد بن عبداللہ سے سماعِ حدیث کی ہے۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم، ترمذی وابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۲)۔۔۔ثور: بن یزیدبن زیاد کلاعی، انہیں الرحبی ابوخالد شامی حمصی بھی کہا جاتا تھا۔ خالد بن معدان، مکحول، ابان بن ابی عیاش، عمرو بن شعیب، زھری، نافع سے سماعِ حدیث کی ہے۔ مالک، ثوری، ابن عیینہ، محمد بن اسحق بن یسار، ابن مبارک اور متاخرین کی جماعت نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں یہ ثقہ فی الحدیث تھا۔ قدس میں تریسٹھ سال کی عمر میں سن ۱۵۳ھ میں انتقال کرگیا۔(۳)۔۔۔الحصین: حمرانی یا حُبرانی، ثور مذکورہ بالا اور ابو عاصم نے ان کی روایات کو لیا ہے۔(۴)۔۔۔ابوسعید: مراد ابوسعید الخیر الحمصی ہے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حدیث کے تناظر میں علامہ عینی کے جمع کردہ اقوال

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ "من استجمر فلیوتر" سے وہ ڈھیلا مراد ہے جس سے آگ روشن کی جاتی ہے لیکن امام مالک نے بعد میں اپنے اس قول سے رجوع کرلیا، اور "فلیوتر" سے مراد وہ پتھر لیا جو استنجاء کرنے کے لائق ہو، اور وہ طاق عدد ہونے چاہیے یعنی ایک، تین، پانچ اور اسی کی طرف امام اعظم اور ان کے اصحاب نے بھی استدلال کیا ہے کہ استنجاء میں ڈھیلوں کی تعداد طاق عدد ہونا مسنون ہے، کیونکہ جس طرح "وتر" کا لفظ ایک پر صادق آتا ہے بالکل اسی طرح تین پر بھی صادق آتا ہے۔ خطابی کہتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ "من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج یعنی جس نے ایسا کرلیا گویا اچھا کیا اور جو ایسا نہ کرسکا اُس پر کوئی گرفت نہیں ہے"۔ معنی یہ ہے کہ یہاں اختیار دیا گیا ہے کیونکہ پاکی حاصل کرنے میں پانی اصل ہے لیکن ڈھیلوں کا استعمال بھی جائز رکھا گیا اور اس کی رخصت دی گئی اور ڈھیلوں کی تعداد "وتر" رکھی گئی یعنی طاق عدد ہونے چاہیے اگر اس کے علاوہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے اور یہاں امر تعبدی نہیں پایا جارہا جیسا کہ سلمان کی حدیث میں یوں ہے: "نہانا ان نستنجی باقل من ثلاثۃ احجار یعنی ہمیں تین سے کم پتھروں سے استنجاء کرنے کی ممانعت کی گئی ہے"۔ میں (علامہ عینی) کہوں گا کہ استاذ فخر الدین نے حدیث سے یہ دلیل حاصل کی ہے کہ شارع نے ڈھیلوں کی تعداد طاق نہ ہونے پر حرج نہیں گردانا، لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ امر وجوبی نہیں ہے اور تعداد طاق عدد نہ ہونے کی صورت میں کوئی تکلیف دہ امر کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ اصل کو اسی وقت ترک کرنا ممکن ہوتا ہے جب تک کہ کوئی مانع نہ ہو اور جب یہی بات ہے تو پھر وصف کے ترک کرنے پر آپ کی کیا رائے ہے؟

ستر واجب ہونے کے باوجود "ومن لا فلا حرج" کہنے کی توجیہ

بوقت استنجاء شیطان پردہ نہ ہونے کی صورت میں انسان کے پاس آتا ہے اور اُسے اذیت اور فساد میں مبتلا کرتا ہے، اس لئے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ عزوجل کا ذکر نہیں ہوتا اور شرم کے مقام کھولے جاتے ہیں اور یہی معنی اس فرمان کا ہے: "ان ھذہ الحشوش محتضرۃ یعنی یہی وسوسے آنے کے مقام ہیں"۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب: ما يقول الرجل اذا دخل، رقم: ٢٩٦، ص٦٩)

پردے کا اہتمام کرنا ممکنہ صورتوں میں ہونے کی ضرورت ہے ورنہ لوگوں کی نظروں سے جتنا دور ہو جائے اچھا ہے، ساتھ ہی پیشاب کی چھینٹوں سے بچے تاکہ اس کے بدن اور کپڑے ملوث نہ ہوں اور یہی وہ تمام باتیں ہیں جن کے نہ پائے جانے کی صورت میں شیطان کے شرمگاہوں سے کھیلنے سے تعبیر کی گئی ہے۔ اور شیطان کے انسان کی شرمگاہوں سے کھیلنے کے معنی یہی ہیں کہ شیطان انسان کو اذیت اور فساد میں مبتلا کر دے گا۔ اور جس نے ہر ممکن طریقے سے خیال رکھا گویا اس نے اچھا کیا اور جو ایسا نہ کر سکے تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ سوال یہ ہے کہ ستر واجب ہے لیکن حدیث میں "فلا حرج" کا خطاب ہے اس کی توجیہ کیا ہو سکتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پردہ اپنی اصل کے اعتبار سے ضروری ہے لیکن بقدر ضرورت جتنا ممکنہ صورت میں سے ہے اہتمام کیا جائے اور لوگوں کی نظروں سے دوری اختیار کی جائے اور یہ محل دقیق ہے چنانچہ ہر ایک کو اپنے اعتبار سے غور کرنا چاہیے۔

(شرح ابو داؤد، كتاب الطهارة، باب: الاستتار فی الخلاء، ج١، ص ٤٤ وغيره)

(٢٠) بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ أَنْ يُسْتَنْجَى بِهِ
جن چیزوں سے استنجاء کرنا منع فرمایا گیا ہے

(٣٦) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ فَضَالَةَ الْمِصْرِيَّ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ أَنَّ شِيَيْمَ بْنَ بَيْتَانَ أَخْبَرَهُ عَنْ شَيْبَانَ الْقِتْبَانِيِّ قَالَ: إِنَّ مَسْلَمَةَ بْنَ مُخَلَّدٍ اسْتَعْمَلَ رُوَيْفِعَ بْنَ ثَابِتٍ عَلَى أَسْفَلِ الْأَرْضِ قَالَ شَيْبَانُ: فَسِرْنَا مَعَهُ مِنْ كُومِ شَرِيكٍ إِلَى عَلْقَمَاءَ أَوْ مِنْ عَلْقَمَاءَ إِلَى كُومِ شَرِيكٍ يُرِيدُ عَلْقَامَ فَقَالَ رُوَيْفِعٌ: إِنْ كَانَ أَحَدُنَا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَيَأْخُذُ نِضْوَ أَخِيهِ عَلَى أَنَّ لَهُ النِّصْفَ مِمَّا يَغْنَمُ وَلَنَا النِّصْفُ وَإِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَطِيرُ لَهُ النَّصْلُ وَالرِّيشُ وَلِلْآخَرِ الْقِدْحُ ثُمَّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: يَا رُوَيْفِعُ لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدِي فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا أَوِ اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم مِنْهُ بَرِيءٌ۔

شیبان قتبانی کا بیان ہے کہ مسلمہ بن مخلد نے اپنی نیچے والی زمین میں کام کرنے کے لئے رویفع بن ثابت کو رکھا ۔ شیبان نے فرمایا کہ میں ان کے ساتھ علقام جانے کے لئے کوم شریک سے علقماء تک یا علقماء سے کوم شریک کو گیا ، اس دوران رویفع نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم میں کوئی دوسرے مسلمان بھائی سے اونٹ اس

شرط پر لے لیا کرتا کہ جو بطور غنیمت منافع ہو وہ نصف آپکا اور نصف ہمارا ہوگا اور ہم میں سے ایک کی طرف تیر کا پھل اور پر ہوتا ہے جب کہ دوسرے کی لکڑی ہوتی ہے۔ پھر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اے رویفع! شاید تمہاری عمر دراز ہو اور میرے بعد بھی زندہ رہو تو لوگوں کو بتادینا کہ جس نے اپنی داڑھی میں گرہ لگائی یا گھوڑے کے گلے میں تانت کا حلقہ ڈالا یا جانور کے گوبر یا ہڈی سے استنجاء کیا تو محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں"۔

(۳۷) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ عَيَّاشٍ أَنَّ شِيَيْمَ بْنَ بَيْتَانَ أَخْبَرَهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَيْضًا عَنْ أَبِي سَالِمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو يَذْكُرُ ذَلِكَ وَهُوَ مَعَهُ مُرَابِطٌ بِحِصْنِ بَابِ أَلْيُونَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حِصْنُ أَلْيُونَ بِالْفُسْطَاطِ عَلَى جَبَلٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ شَيْبَانُ بْنُ أُمَيَّةَ يُكْنَى أَبَا حُذَيْفَةَ۔

یزید بن خالد، مفضل، عیاش، شییم بن بیتان بھی اس حدیث کو ابو سالم جیشانی سے روایت کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اس کا اس وقت ذکر کرتے تھے جب کہ قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے (مصر میں) یہ ان کے ساتھ باب الیون پر تھے، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ الیون والا قلعہ فسطاط (مصر میں) پہاڑ کے اوپر ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ شیبان مذکورہ حدیث کے راوی، امیہ کے صاحبزادے ہیں جن کی کنیت ابو حذیفہ ہے۔

(۳۸) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنه يَقُولُ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ أَوْ بَعْرٍ۔

ابو زبیر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سید عالم ﷺ نے ہمیں گوبر اور مینگنیوں سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۳۹) حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ الْجِنِّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ: إِنَّهُ أُمَّتَكَ أَنْ يَسْتَنْجُوا بِعَظْمٍ أَوْ رَوْثَةٍ أَوْ حُمَمَةٍ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ لَنَا فِيهَا رِزْقًا قَالَ: فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَالِكَ۔

عبداللہ بن دیلمی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنات کا ایک وفد نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا محمد ﷺ! آپ کی امت ہڈی، گوبر اور کوئلے سے استنجاء کرتی ہے جب کہ اللہ عزوجل نے ان چیزوں میں ہماری روزی رکھی ہے، پس سید عالم ﷺ نے لوگوں کو اس سے منع فرمایا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب "ما ینھی عنه ان یستنجی به" کے تحت حدیث یوں لائے: "نھانا رسول الله ﷺ ان نتمسح بعظم او بعر"، صحاح کی حدیث سے مناسبت درج ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔

* ___ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہڈی یا مینگنی کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع کیا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الاستطابة، رقم: ۴۹۶/(۲۶۳) ص ۱۴۷)

حل لغات

لیطیر له: خطابی کہتے ہیں کہ جو تقسیم ہونے سے حاصل ہو مثلا کہا جاتا ہے کہ فلاں کے لئے نصف اور فلاں کے لئے ثلث ہے۔ القدح: پھن یا نوکدار لکڑی، مراد یہ ہے کہ کسی چیز کا دو لوگوں میں مشترک ہونا۔ علقماء: مصر کے ایک جانب جو کہ نچلی جانب کہا جاتا ہے، یا اسکندریہ کا کوئی شہر یا الیوم مراد ہے۔
من کوم شریکه: سے مراد اسکندریہ کا کوئی شہر ہے۔
حصن الیون بالفسطاط: فسطاط مصر کا کوئی شہر ہے۔ اس شہر کو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا اور مسلمانوں کے لئے بازار، مساجد اور رہائشگاہیں بنائیں۔
ان نتمسح: باب تفعل سے ہے، اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ ہڈی اور گوبر سے مسح کرنے کی کلفت نہ اٹھائے ،اور گوبر تو خود نجس ہونے کی وجہ سے نجاست کو کیسے دور کر سکتا ہے۔
حممة: مراد کوئلہ ہے، جو کہ لکڑی اور ہڈی جلانے سے بن جاتا ہے۔
فیھا: سے مراد ہڈی، گوبر اور کوئلہ ہے، اور حدیث کا ظاہر یہی ہے کہ ان اشیاء میں جنات کا رزق ہے۔

حدیث نمبر "۳۶" کے رجال

(۱)۔۔۔یزید بن خالد بن یزید: بن عبداللہ بن موہب الہمدانی الرملی ابو خالد مراد ہیں۔ انہوں نے لیث بن سعد، عبداللہ بن وہب، یحیی بن زکریا سے روایات لی ہیں جب کہ اِن سے ابو زرعہ، ابو داؤد، جعفر بن محمد فریابی نے روایات لی ہیں۔ ان کا انتقال ۲۰۳ھ یا ۲۰۷ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔المفضل بن فضالہ: بن عبید بن ثمامۃ بن مزید بن نوف بن نعمان بن مسروق ابو معاویہ رعینی قتبانی مصری۔ انہوں نے عُقیل بن خالد، عیاش بن عباس، عبداللہ بن عیاش کے بیٹے، محمد بن عجلان سے احادیث نقل کی ہیں۔ قتیبہ بن سعید، فضالہ بن مفضل کے بیٹے، یحیی بن غیلان نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔ شوال المکرم کے مہینے میں سن ۱۸۱ھ میں انتقال فرمایا جب کہ ولادت ۱۰۷ھ میں ہوئی تھی۔ (۳)۔۔۔عیاش بن عباس بن جابر: بن یاسین ابو عبدالرحیم قتبانی۔ انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن، ابو نضر سالم، ضحاک بن زمل سے احادیث لی ہیں جب کہ لیث بن سعد، مفضل بن فضالہ، ابن ابو جعفر عبداللہ بن عیاش، حیوۃ بن شریح نے روایات بیان کی ہیں۔ سن ۱۳۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (۴)۔۔۔شییم: قتبانی مصری ہوئے ہیں۔ رویفع بن ثابت انصاری، جنادہ بن امیہ، ابو حذیفہ شیبان بن امیہ سے مروی روایات بیان کی ہیں جب کہ عیاش بن عباس، خیر بن نعیم نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے اِن کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۵)۔۔۔شیبان: بن امیہ، انہیں ابن قیس قتبانی ابو حذیفہ بھی کہا جاتا ہے۔ اُنہوں نے مسلمہ بن مخلد الرزقی نے روایات نقل کی ہیں جب کہ اُن سے شییم مذکورہ بالا، بکر بن سوادہ حزامی نے روایات بیان کی ہیں۔ امام ابو داؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۶)۔۔۔مسلمہ بن مخلد: الزرقی انصاری ہیں۔ مصر کے رہنے والے تھے، ان سے شیبان بن امیہ قتبانی نے روایات لی ہیں۔ امام ابو داؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۷)۔۔۔رویفع بن

ثابت: بن سکن بن عدی بن حارثہ بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار انصاری ہیں۔ مصر کے رہائش پذیر تھے۔ معاویہ نے انہیں سن ۴۶ھ میں طرابلس بھیجا، سن ۴۷ھ میں طرابلس اور افریقہ میں جنگ ہوئی، کہا جاتا ہے کہ ایک سال کے بعد یہ طرابلس سے واپس ہو چکے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا انتقال شام میں ہوا۔ ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۳۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو سالم جیشانی: انہوں نے زید بن خالد جہنی سے روایات لی ہیں جب کہ ان سے بکر بن سوادہ نے روایات نقل کی ہیں۔ (۲)۔۔۔عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو، ان کی کنیت ابو محمد یا ابو عبدالرحمن تھی۔ یہ اپنے والد گرامی سے پہلے اسلام لے آئے۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سات سو احادیث نقل کی ہیں۔ جس میں سترہ احادیث پر امام بخاری و مسلم متفق ہیں جب کہ آٹھ احادیث پر امام بخاری اور بیس روایات پر امام مسلم منفرد ہیں۔ سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، مسروق بن اجدع رضی اللہ عنہم نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ مکہ، طائف یا مصر میں ۷۲ سال کی عمر مبارک میں سن ۶۵ھ میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۳۸" کے رجال

(۱)۔۔۔روح بن عبادۃ: مراد ابن العلاء بن حسان بن عمرو بن مرثد قیسی ابو محمد بصری ہیں۔ انہوں نے عمران بن حدیر، سعید بن ابی عروبہ، مالک بن انس، ثوری، شعبہ، اوزاعی سے روایات بیان کی ہیں جب کہ امام احمد بن حنبل، اسحق راہویہ، احمد بن منیع، یعقوب بن شیبہ، محمد بن المثنی نے روایات بیان کی ہیں۔ (۲)۔۔۔زکریا بن اسحق: مکی، انہوں نے عطاء بن ابی رباح، عمرو بن دینار، یحیی بن عبداللہ سے روایات لی ہیں جب کہ ان سے ابن مبارک، وکیع، ابو عاصم نبیل نے روایات بیان کی ہیں۔ احمد اور ابن معین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔
(۳)۔۔۔ابو زبیر محمد بن مسلم: بن تدرس ابو زبیر مکی اسدی، حکیم بن حزام کے مولی تھے۔ جن کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے۔

حدیث نمبر "۳۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ابن عیاش: مراد اسماعیل بن عیاش بن سلیم سامی حمصی عنسی ہیں۔ انہوں نے شرحبیل بن مسلم، ثور بن یزید، اوزاعی، یحیی بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ سے سماعِ حدیث کی ہے۔ عبداللہ بن وہب، یحیی بن معین، ابن مبارک اور دیگر جماعت متاخرین نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۸۱ھ میں ہوا۔ امام ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے انکی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۲)۔۔۔یحیی بن ابی عمرو: ان کا نام ابو عمرو زرعہ تھا۔ ان کی کنیت ابو زرعہ شیبانی تھی۔ ایک قول کے مطابق امام اوزاعی کے چچا زاد تھے۔ انہوں نے اپنے والد، عبداللہ ابن دیلمی، ابو سلام اسود سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اوزاعی، ابن مبارک، عطاء بن ابو مسلم، اسماعیل بن عیاش نے

ان کی روایات بیان کی ہیں۔احمد کہتے ہیں ثقہ راوی تھے۔ان کا انتقال ۱۴۸ھ میں ہوا۔ابو داؤد، ترمذی، نسائی وابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۳)۔۔۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: بن غافل ابن حبیب بن شمخ بن مخزوم ہذلی ہیں۔ان کی کنیت ابو عبدالرحمن ہے۔انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۸۴۸احادیث روایت کی ہیں۔جن میں سے امام بخاری و مسلم کا ۶۴احادیث پر اتفاق ہے، ۲۱احادیث پر امام بخاری منفرد ہیں جب کہ ۳۵احادیث ایسی ہیں جن میں امام مسلم منفرد ہیں۔ان سے انس بن مالک، ابورافع مولی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوموسی اشعری وغیرہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم نے احادیث بیان کی ہیں۔سن ۳۳ھ میں ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع غرقد میں دفن ہوئے۔

حدیث مذکورہ بالا میں اجارہ فاسدہ کی صورت

حدیث نمبر"۳۶" میں یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کی سواری کو کرائے پر لے جائے اور اجرت یہ طے ہو کہ جو بھی مال غنیمت ملے گا اس کا نصف حصہ تمہارا اور نصف میرا، اور کبھی غنیمت میں ایک تیر ہی ملتا تھا جس کے آگے کا حصہ ایک کے لئے اور پیچھے کا حصہ دوسرے شخص کے لئے ہوتا تھا۔اس حدیث میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ کوئی شخص کسی کو اپنا گھوڑا یا اونٹ اس طور پر دے کہ جو منافع ہو گا وہ باہم نصف کے طور پر تقسیم کر لیا جائے گا، اور یہی قول احمد اور اوزاعی کا ہے، لیکن اکثر علماء کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے اور ان کے نزدیک اجرت مثل کے طور پر جائز ہو گا۔

(شرح ابو داؤد ،کتاب الطھارۃ، باب: ما ینھی عنه ان یستنجی به، ج۱،ص ۴۸)

شریعت میں عقد فاسد وہ ہوتا ہے جو اپنی اصل کے اعتبار سے تو موافق شرع ہے مگر اس میں کوئی وصف ایسا ہے جس کی وجہ سے نامشروع ہے اور اگر اصل ہی کے اعتبار سے خلاف شرع ہے تو وہ باطل ہے مثلاً مردار یا خون کو اجرت قرار دیا یا خوشبو کو سونگھنے کے لئے اجرت پر لیا یا بُت بنانے کے لئے کسی کو اجیر رکھا کہ ان سب صورتوں میں اجارہ باطل ہے۔اجارہ فاسدہ کی مثال یہ ہے کہ اجارہ میں کوئی ایسی شرط ذکر کی جائے جس کی عقد اجارہ مقتضی نہ ہو۔جو چیز اجرت میں دی گئی ہے وہ مجہول ہو، تو بھی اجارہ فاسدہ ہو گا (جیسا کہ مذکورہ حدیث میں مال غنیمت کو اجارہ قرار دیا گیا جو کہ مجہول ہے)۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب: الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹،ص ۶۲)

اجارہ فاسدہ کا حکم یہ ہے کہ اسے استعمال کرنے پر اجرت مثل لازم ہو گی۔اور اس میں تین صورتیں ہیں اگر اجرت مقرر ہی نہیں ہوئی یا جو مقرر ہوئی معلوم نہیں، ان دونوں صورتوں میں جو کچھ اجرت مثل ہو دینی ہو گی اور اگر اجرت مقرر ہوئی اور وہ معلوم بھی ہے تو اُجرت مثل اسی وقت دی جائے گی جب وہ مقرر سے زیادہ نہ ہو اور اگر مقرر سے اجرت مثل زائد ہے تو جو مقرر ہے وہی دی جائے گی اُس سے زیادہ نہیں دی جائے گی۔

(البحرالرائق، کتاب الاجارۃ، باب:الاجارۃ الفاسدۃ، ج۸،ص ۳۴وغیرہ)

اجرت مثل: کسی کو کسی کام کی وہ اجرت (مزدوری) دینا جو اس کام کے کرنے والے کو عام طور پر دی جاتی ہے اجرت مثل کہلاتی ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الاجارۃ، باب: الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹،ص ۶۲)

داڑھی میں گرہ لگانے کی ممانعت

زمانہ جاہلیت میں کفار جب جنگ کے لئے جاتے تو اپنی داڑھی میں گرہ لگالیا کرتے تھے یا بعض عجمیوں کی عادت تھی ، چنانچہ انہیں ایسا کرنے سے منع کیا گیا کیونکہ اس سے عورتوں سے مشابہت کا بھی عنصر پایا جاتا ہے۔

تانت باندھنے کی ممانعت

زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے گھوڑوں کے گلوں میں تانت (جس کو تیر کمان میں باندھتے ہیں) باندھا کرتے تھے،اور ان کا عقیدہ ہوتا تھا کہ اِس سے انہیں بلاؤں وآفات سے حفاظت رہے گی، سید عالم ﷺ نے انہیں اس کام سے منع فرمایا۔

گوبر، ھڈی اور کوئلے سے استنجاء کرنے کی ممانعت

مذکورہ بالا چیزیں جنات کی خوراک بتائی گئی ہے مزید یہ کہ گوبر بذاتِ خود نجس چیز ہے لہذا اس سے نجاست زائل کیا ہوتی ہے ، مزید بڑھ جائے گی۔ (ہمارے دور میں ان چیزوں سے استنجاء کرنے کا رواج بالکل نہیں بلکہ ڈھیلوں کا رواج بھی ختم ہوتا جارہا ہے)(شرح ابو داؤد ، كتاب الطهارة، باب: ما ينهى عنه ان يستنجى به، ج ا،ص ۴۸)

سیدنا عالم ﷺ کا جنات کو ملاحظہ کرنے یا نہ کرنے کا بیان

سید عالم ﷺ کے جنات کو دیکھنے یا نہ دیکھنے دونوں جانب کی احادیث مروی ہیں اور حقیقت حال اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے تاہم موضوع کے اعتبار سے دو اقسام کی احادیث درج ذیل نقل کی جاتی ہیں۔

*۔۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جنات سے ملاقات کی رات میں سید عالم ﷺ کے ساتھ تھے، پس ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے عبداللہ! کیا تمہارے ساتھ پانی ہے"؟ میں نے کہا: میرے ساتھ ایک مشکیزہ پانی ہے ، آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھ پر ڈالو "، پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا، پس نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "اے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ)! یہ پاک مشروب ہے اور پاک کرنے والا ہے"۔

(سنن ابن ماجه،كتاب الطهارة وسننها،باب الوضوء بالنبيذ، رقم: ۳۸۵،ص ۸۴)

*۔۔۔ علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود کو پوچھا کیا آپ میں سے کوئی شخص اس رات سید عالم ﷺ کے ساتھ تھا، جب آپ ﷺ کی جنات سے ملاقات ہوئی تھی ؟ انہوں نے جواب میں یوں کہا کہ : ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہ تھا، لیکن ایک رات ہم نے آپ ﷺ کو گم پایا اور ہمیں یہی خیال آتا تھا کہ کسی دشمن نے آپ ﷺ کو دھوکہ دے دیا ہے، یا کوئی اور غیر مناسب واقعہ آپ ﷺ کے ساتھ پیش آیا ہے، ہم نے انتہائی پریشانی میں وہ رات گزاری، جب صبح ہوئی تو ہم نے آپ ﷺ کو غارِ حرا کی جانب سے آتے ہوئے ملاحظہ فرمایا، ہم نے استفسار کیا: یارسول اللہ ﷺ ! اور ہم نے آپ ﷺ سے اپنی پریشانی بیان کی، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس ایک جن دعوت دینے آیا، اور میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان کے سامنے قرآن پڑھا"، پھر آپ ہم کو لے کر

گئے اور ان کے نشانات اور آگ کے نشانات ہمیں دکھائے، شعبی کہتے ہیں کہ انہوں نے آپ سے ناشتہ طلب کیا تھا، عامر نے کہا یہ سب ایک جزیرے کے جن تھے، اور آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا ہو جب وہ تمہارے ہاتھ میں آئے گی تو گوشت سے بھر جائے گی، اور اسی طرح گوبر تمہارے جانوروں کا چارہ بنے گا، پس اے مسلمانوں! ان دونوں چیزوں سے استنجاء نہ کیا کرو، کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنات کی خوراک ہیں"۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الجھر بالقراءۃ فی الصبح، رقم: (۸۹۳)/۴۵۰، ص ۲۱۹)

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ایک سرکش جن مجھ پر رات کو حملہ آور ہونے لگا تاکہ میری نماز خراب کرے، اللہ جل جلالہ نے مجھے اس پر قدرت دی اور میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں، یہاں تک کہ تم سب صبح اٹھ کر اس کو دیکھتے، لیکن مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی ﴿رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی اے میرے رب ! مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو (ص: ۳۵)﴾، پھر آپ نے اس کو ناکام واپس کر دیا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الاسیر او الغریم یربط فی المسجد، رقم: ۴۶۱، ص ۸۰)

*۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ عکاظ کے بازار کا قصد کر کے تشریف لے گئے، اسی اثناء میں شیاطین جنات اور آسمان کی خبروں کے مابین کوئی چیز حائل ہو گئی تھی اور ان کے اوپر آگ کے گولے پھینکے جاتے تھے، پھر شیاطین واپس آجاتے تھے، وہ ایک دوسرے سے پوچھتے: اب کیا ہو گیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہمارے اور آسمان کے مابین کوئی چیز حائل ہو گئی ہے اور ہم پر آگ کے گولے پھینکے جاتے ہیں ، انہوں نے کہا: تمہارے اور آسمان کے مابین وہی چیز حائل ہوئی ہے جو تازہ ظہور میں آئی ہے، تم زمین کے مشارق ومغارب میں سفر کرو اور دیکھو کہ کون سی نئی چیز ظہور میں آئی ہے، پھر وہ روانہ ہوئے اور انہوں نے سفر کیا اور اس چیز پر غور کرتے گئے کہ ان کے اور آسمان کے مابین کونسی چیز حائل ہو گئی ہے؟، پھر وہ جنات تہامہ میں پہنچے جہاں سید عالم ﷺ کھجور کے درخت کے پاس موجود تھے، اس وقت آپ ﷺ عکاظ کے بازار کا قصد کرنے والے تھے اور آپ ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، جب جنات نے قرآن مجید سنا تو انہوں نے کہا: غور سے سنو یہی وہ چیز ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبر کے مابین حائل ہو گئی ہے، پھر وہ وہیں سے اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور انہوں نے کہا اے ہماری قوم! ﴿انا سمعنا قرانا عجبا یھدی الی الرشد فامنا به ولن نشرك بربنا احدا ہم نے عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے (الجن: ا تا ۲)﴾۔ اور اللہ جل جلالہ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن تم فرماؤ کہ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا (الجن: ا)﴾۔ اور آپ ﷺ کی جانب جنات کے قول کی وحی کر دی گئی۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ الجن قل اوحی الی، رقم: ۴۹۲۱، ص ۸۷۶)

دونوں روایات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنات کو نہیں دیکھا جب کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنات کو ملاحظہ کیا ہے۔

(۲۱) بَابُ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ
پتھر سے استنجاء کرنے کا بیان

(۴۰) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ قُرْطٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ فَلْيَذْهَبْ مَعَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ يَسْتَطِيبُ بِهِنَّ فَإِنَّهَا تُجْزِءُ عَنْهُ۔

عروہ بن زبیر نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لئے جائے تو اُسے چاہیے کہ پاکی حاصل کرنے کے لئے تین پتھر ساتھ کو لے جائے کیونکہ یہ تین مرتبہ کا اختیار کرنا اُسے کافی ہوگا"۔

(۴۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ خُزَيْمَةَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ الِاسْتِطَابَةِ قَالَ: بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا رَوَاهُ أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ يَعْنِي ابْنَ عُرْوَةَ۔

عمرو بن خزیمہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استنجاء کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: "تین ڈھیلوں سے جن میں گوبر نہ ہو"۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ ابو اسامہ اور ابن نمیر نے بھی ہشام سے اسی طرح روایت کی ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابو داؤد نے باب "الاستنجاء بالحجارۃ" کے تحت حدیث: "فلیذھب معه بثلاثة احجار" لائے۔ صحاح کی روایت سے موازنہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کے لئے جائے تو اسے (استنجاء کے لئے) تین پتھر ساتھ لے جانے چاہیے کیونکہ اسے استنجاء کے لئے تین پتھر کافی ہیں۔

(سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب: الاجتزاء فی الاستطابة بالحجارۃ، رقم: ۴۴، ص ۲۱)

حل لغات

یستطیب بھن: محل جر میں واقع ہے اور "ثلاثة احجار" کی صفت بنے گا۔ مراد یہ ہے کہ جس سے پاکیزگی حاصل کی جائے۔ فانھا: یعنی ڈھیلے مراد ہیں۔ تجزء عنه: یعنی تین ڈھیلے کافی ہونگے۔

(۱)۔۔۔سعید بن منصور: بن سعید ابو عثمان خراسانی مروزی طالقانی مراد ہیں۔ جوزجان میں پیدا ہوئے، بلخ میں نشو نما پائی اور مکہ میں رہائش پذیر ہوئے اور یہیں سن ۲۲۷ھ میں انتقال فرمایا۔ مالک بن انس، ابن عیینہ، لیث بن سعد، عبدالعزیز دراوردی سے سماع حدیث کی ہے۔ احمد بن حنبل، ابوزرعہ، ابوحاتم، بخاری، مسلم، ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۲)۔۔۔یعقوب بن عبدالرحمن: بن محمد بن عبداللہ بن عبدالقاری، اسکندریہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے اپنے والد، ابوحازم، موسی بن عقبہ، محمد بن عجلان سے سماعِ حدیث کی ہے۔ عبداللہ بن وہب، قتیبہ بن سعید، یحیی بن یحیی، ابو صالح عبدالغفار حرانی نے ان کی احادیث بیان کی ہیں۔ (۳)۔۔۔ابو حازم سلمہ: بن دینار مدنی، انہوں نے سہل بن سعد، عطاء بن ابی رباح، سعید ابن مسیب، ابو صالح ذکوان، مسلم بن قرط، عمرو بن شعیب سے سماعِ حدیث کی ہے۔ احمد اور ابن معین کے نزدیک ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۱۳۵ھ میں ہوا۔ (۴)۔۔۔ مسلم بن قرط: حجازی، انہوں نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے جب کہ ان سے ابو حازم نے روایت بیان کی ہے، امام ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایات کو لیا ہے۔

حدیث نمبر "۱۴۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ہشام بن عروۃ: بن زبیر بن عوام قرشی اسدی مدنی ابوالمنذر۔ عبداللہ بن زبیر، ان کے والد، بھائی، عبداللہ، عثمان، وہب بن کیسان اور جماعت متاخرین سے سماعِ حدیث کی ہے۔ زہیر بن معاویہ، یحیی بن زکریا، ضحاک بن عثمان، ابو معاویہ ضریر، یحیی قطان نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں ثقہ راوی ہیں۔ ان کا انتقال بغداد میں اور دفن مقبرہ خیرزان میں ہوئے، سن وفات ۱۴۶ھ ہے۔ (۲)۔۔۔ عمر بن خزیمہ: انہیں ابو خزیمہ مزنی بھی کہتے ہیں۔ انہوں نے عمارۃ بن خزیمہ سے روایات لی ہیں جب کہ ان سے ہشام بن عروہ، اور امام ابوداؤد وابن ماجہ نے بھی روایات بیان کی ہیں۔ (۳)۔۔۔ عمارۃ بن خزیمہ: بن ثابت انصاری اوسی ابو عبداللہ مراد ہیں۔ ایک قول کے مطابق ابو محمد مدنی مراد ہیں۔ انہوں نے اپنے والد اور چچا سے روایات لی ہیں۔ ان سے عمرو بن خزیمہ، زہری، ابوجعفر خطمی، محمد بن زرارہ نے روایات بیان کی ہیں۔ امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۴)۔۔۔ خزیمہ بن ثابت: بن فاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیاث بن عامر بن خطمہ بن مالک بن اوس انصاری اوسی مراد ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمارہ ذوالشہادتین (یعنی دو شہادتوں والا) ہے۔ سید عالم ﷺ کی ۳۸ احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص، اور امام بخاری کے سوا کئی محدثین نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۲۰۱ھ میں ہوا۔

استنجاء میں ڈھیلوں کی تعداد

استجمار یعنی استنجاء میں ڈھیلوں کی تعداد تین رکھے، اس سے ماقبل حدیث میں ڈھیلوں کی تعداد طاق مرتبہ رکھنے کا بیان ہوچکا ہے۔ استجمار کہتے ہیں کہ پیشاب پاخانے کے مقام کو چھوٹے چھوٹے پتھروں سے صاف کرنا، اس عمل کے لئے اور بھی الفاظ استعمال ہوتے ہیں جیسا کہ الاستطابۃ، الاستجمار اور الاستنجاء یعنی تینوں الفاظ

اسی مقصد کے لئے مستعمل ہیں۔ لیکن الاستجمار کا لفظ خاص طور پر پتھروں کے ساتھ محل مخصوصہ کو صاف کرنے کے لئے مستعمل ہے جب کہ الاستطابۃ اور الاستنجاء پانی اور پتھر دونوں کے ساتھ پاکیزگی اختیار کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پس پاکیزگی اختیار کرنا واجب ہے اور تین مرتبہ ہونا مستحب ہے اور یہی جمہور کا مسلک و مؤقف ہے۔ اور دلیل ماقبل حدیث نمبر "۳۵" ہے۔

(۲۲) بَابُ الْاِسْتِبْرَاءِ
پاکی کا بیان

(۴۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ الْمُقْرِءُ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى التَّوْاَمُ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبُوْ يَعْقُوْبَ التَّوْاَمُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: بَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَامَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ خَلْفَهٗ بِكُوْزٍ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا عُمَرُ فَقَالَ: هٰذَا مَاءٌ تَتَوَضَّأُ بِهٖ قَالَ: مَا اُمِرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ اَنْ اَتَوَضَّأَ وَلَوْ فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُنَّةً۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب فرمانے لگے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پانی کا کوزہ لئے کھڑے تھے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: "اے عمر یہ کیا ہے"؟، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یہ پانی ہے جس سے آپ نے وضو کرنا ہے ،فرمایا: "مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ جب بھی پیشاب کروں تو دھویا کروں اور ایسا کروں تو یہ سنت ہو جائے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب "الاستبراء" کے تحت حدیث بھی ایسی ہی بیان کی ہے جس میں پانی استعمال کئے بغیر طہارت کا اہتمام فرمایا گیا ہے، صحاح میں سے ابوداؤد کے علاوہ ایک اور مقام پر یہی حدیث موجود ہے جس کی تخریج درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب من بال ولم يمس ماء، رقم: ۳۲۷، ص ۷۵)

حل لغات

توضأ به: اس کی اصل تتوضأ به، دو میں سے ایک تاء کے حذف کے ساتھ، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿نارا تلظی﴾ اس کی اصل تتلظی تھی۔

لکانت: اس پر دلیل "فعلت" بن رہا ہے، اور یہ حدیث ان کے رد میں ہے جو یہ کہتے ہیں کہ وضو کی شرط حدث ہے۔

حدیث نمبر "۴۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ خلف بن ہشام: بن ثعلب یا خلف بن ہشام بن طالب بن غراب المعری مراد ہیں۔ انہوں نے مالک بن

انس، حماد بن زید، شریک بن عبداللہ نخعی سے سماعِ حدیث کی ہے۔امام احمد بن حنبل،ان کے بیٹے،ابوزرعہ، مسلم، ابوداؤد،اور کئی متاخرین نے روایات نقل کی ہیں۔ان کا انتقال ۲۲۹ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔عبداللہ بن یحیی التوام: ابویعقوب ثقفی مصری مراد ہیں، یہ اور ان کے بھائی ایک ہی بطن سے پیدا ہوئے۔انہوں نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ ان سے عمرو بن عون،امام ابوداؤداور ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں۔ (۳)۔۔۔عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ: ان کا نام ابو ملیکہ تھا۔عبداللہ بن زبیر کے دور میں قاضی اور موذن تھے۔انہوں نے عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو، مسور بن مخرمہ، عقبہ بن حارث،بی بی عائشہ وبی بی اسماء بنتانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کی۔اِن سے عطاء بن ابی رباح، عمرو بن دینار، ایوب سختیانی،ابن جریج، نافع بن عمر، لیث بن سعد نے روایات بیان کی ہیں۔ان کا انتقال ۱۱۷ھ میں ہوا۔

(۲۳) بَابٌ فِي الِاسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ
پانی سے استنجاء کرنے کا بیان

(۴۳) حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ يَعْنِي الْوَاسِطِيَّ عَنْ خَالِدٍ يَعْنِي الْحَذَّاءَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَخَلَ حَائِطًا وَمَعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِيضَأَةٌ وَهُوَ أَصْغَرُنَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ السِّدْرَةِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدِ اسْتَنْجَى بِالْمَاءِ۔

عطاء بن ابو میمونہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لوٹا لئے ہوئے ایک لڑکا تھا جو ہم سب سے کم عمر تھا،اس نے پانی ایک بیری کے درخت کے پاس رکھ دیا،جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہو کر ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی سے استنجاء فرمایا۔

(۴۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: "نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي أَهْلِ قُبَاءٍ: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا﴾ قَالَ: كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ فَنَزَلَتْ فِيهِمْ هَذِهِ الْآيَةُ۔

ابو صالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ آیت ﴿فیہ رجال یحبون ان یتطهروا اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں (التوبة:۱۰۸)﴾ ،چونکہ وہ پانی سے استنجاء کرتے تھے اس لئے اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب کا عنوان: "فی الاستنجاء بالماء" کی مناسبت سے احادیث بھی ایسی ہی لائے، چنانچہ فرمایا: "وقد استنجی بالماء"، صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ابو معاذ یعنی عطا بن میمونہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رفع حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تھے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا ایک ڈول لے کر حاضر بارگاہ ہو جاتے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے استنجا فرمائیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب الاستنجاء بالماء، من حمل معه الماء لطهوره، حمل العنزة مع الماء فی، رقم: ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ص ۳۱)

*۔۔۔سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو میں اور میرے ساتھ ایک لڑکا پانی کا ایک ڈول اٹھا کر چلتے آپ پانی سے استنجاء فرماتے۔

(سنن النسائی ،کتاب الطھارۃ، باب: الاستنجاء بالماء، رقم: ۴۵، ص ۲۱)

حل لغات

المیضاۃ: خطابی کہتے ہیں کہ یہاں پانی کی وہ مقدار مراد ہے جس سے وضو کیا جا سکتا ہو۔

دخل حائطا: بمعنی کھجور کا باغ، یا الحائط بمعنی الجدار یعنی وہ علاقہ جہاں کئی باغ ہوں۔

وھو اصغرنا: جملہ مذکورہ "غلام" سے حال واقع ہو رہا ہے، تقدیر کلام یوں ہے: "دخل معه غلام"، اور حال یہ کہ اُس وقت وہ ہم سے عمر میں چھوٹا تھا۔ فقضی حاجته: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضائے حاجت پوری فرمائی۔

حدیث نمبر "۴۳" کے رجال

(۱)۔۔۔وھب بن بقیۃ: بن عثمان بن سابور مراد ہیں، ابن عبید بن آدم بن زیاد بن ضبع بن قیس بن سعد بن عبادۃ ابو محمد واسطی۔ انہوں نے خالد بن عبد اللہ، جعفر بن سلیمان، ہشیم بن بشیر، نوح بن قیس سے سماع حدیث کی ہے۔ مسلم، ابوداؤد، حنبل بن اسحق نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ ۱۵۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۳۹ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔خالد: بن مہران الحذاء ابو المنازل بصری قرشی مراد ہیں۔ ابو عثمان نہدی، عطاء بن ابی میمونہ، عطاء بن ابی رباح سے سماع حدیث کیا اس کے علاوہ ابن سیرین، اعمش اور منصور نے ان سے سماعِ حدیث کیا۔ ابن جریج، ثوری اور شعبہ نے ان سے روایات بیان کی ہیں۔ ۱۴۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (۳)۔۔۔عطاء بن ابی میمونہ: بصری، انس بن مالک یا عمران بن حصین کے مولی۔ انس بن مالک اور ابو رافع صائغ سے سماعِ حدیث کی ہے۔ خالد حذاء، وروح بن قاسم اور شعبہ نے ان کی احادیث بیان کی ہیں۔ ۱۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

حدیث نمبر "۴۴" کے رجال

(۱)۔۔۔معاویہ بن ہشام: ابو الحسن قصار کوفی۔ انہوں نے ابن عیینہ، حمزہ زیات، شریک بن عبد اللہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ابن ابی شیبہ کے بیٹے ابو بکر و عثمان، ابو کریب وغیرہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ (۲)۔۔۔یونس بن حارث طائفی: انہوں نے ابی بردہ بن ابی موسی، ابو عون، ابراہیم بن ابی میمونہ سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن

سے وکیع بن ہشام، وکیع بن جراح، ابو عاصم نبیل نے روایات بیان کی ہیں۔ ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد نے بھی ان کی روایات کو لیا ہے۔

پتھر اور پانی سے استنجاء کرنے کا ثبوت

ماقبل پتھروں (ڈھیلوں) کی تعداد سے متعلق احادیث گزری ہیں جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ سید عالم ﷺ نے پتھروں سے استنجاء خشک فرمایا اور طہارت حاصل کی۔ مذکورہ باب میں پانی سے استنجاء خشک کرنے اور طہارت کرنے کا بیان واضح ہے۔

استنجاء میں پتھر مع پانی جمع کرنے کا ثبوت

سید عالم ﷺ مسجد قباء تشریف لے گئے اور وہاں کے لوگوں کی تحسین و تعریف فرمائی، انہوں نے پوچھا کہ آپ ﷺ کس وجہ سے ہماری تعریف کرتے ہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ تمہاری طہارت کے حوالے سے توصیف فرماتا ہے، بولے ہم نہیں جانتے بلکہ ہم نے اپنے پڑوسی یہود کو دیکھا کہ وہ طہارت کے لئے پانی کا استعمال فرماتے ہیں تو ہم نے بھی ایسا ہی کرنا شروع کر دیا۔ اور بزار کی روایت میں یوں ہے: "ہم پانی اور پتھر دونوں ہی استعمال کرتے ہیں (پہلے پتھروں سے طہارت حاصل کرتے ہیں پھر پانی کے ذریعے اعضاء کو دھوتے ہیں)، فرمایا: ہاں! اسی پر تمہاری تعریف کی گئی ہے"۔ (جلالین کلاں، تحت توبہ:۱۰۸، ص۱۶۶)

مسجد قباء کی فضیلت واہمیت تاریخ کے پس منظر میں

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فیه رجال یحبون ان یتطهروا اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں (التوبة :۱۰۸)﴾، یعنی مسجد قباء کے لوگ، جو کہ اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ سید عالم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے، ابتدائی طور پر بنو عمرو بن عوف کی جانب چودہ راتیں قیام فرمایا پھر وہاں سے قبیلہ بنو نجار کی جانب روانہ ہوئے، لوگوں کو معلوم ہوا تو استقبال کے لئے جمع ہونے لگے کہ سید عالم ﷺ اور ان کے پیچھے پیچھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں، حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کو سید عالم ﷺ نے زینت بخشی، ابتدائی طور پر نماز کے لئے جہاں جگہ ملتی یہاں تک کہ بکریوں کے ریوڑ کی جگہ پر بھی نماز ادا فرمانے کا اتفاق ہوتا، تاہم مسجد کی بنیاد رکھنے کا حکم فرمایا، جگہ پسند کی گئی وہ دو یتیم بچوں سہل و سہیل کی تھی۔ جب مسجد کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا تو سید عالم ﷺ نے اپنے صحابہ کو تعمیراتی معاملات کا حکم فرمایا تاہم خود سید عالم ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ یہ وہ مسجد بنی جس کے خیر کثیر ہونے کی دعا خود آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا: "اس میں خیر کثیر ہے"۔ یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿لمسجد اسس علی التقوی بیشک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی

ہے(التوبہ:۱۰۸)﴾۔ (البدایة والنهایة، السنة الاولی للهجرة، فصل فی بناء مسجد الشریف ومقامه بدار ابوایوب، ج۱،الجزء:۱،ص ۲۲۸وغیرہ)

*۔۔۔حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز چاشت نہیں پڑھتے تھے مگر دو روز ایک جس دن مکہ مکرمہ پہنچے کیونکہ اس میں چاشت کے وقت پہنچے تھے پس بیت اللہ کا طواف کرتے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھتے اور دوسرے جس روز مسجد قباء میں جاتے اور اس میں وہ ہر ہفتے کو جاتے اور جب مسجد میں داخل ہو جاتے تو یہ ناپسند کرتے کہ نماز پڑھے بغیر اس میں سے نکل آتے۔ وہ بیان فرمایا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سوار ہو کر اور پیدل تشریف لایا کرتے، وہ فرمایا کرتے کہ میں اسی طرح کرتا ہوں جس طرح میں نے اپنے ساتھیوں کو کرتے ہوئے دیکھا اور میں کسی کو منع نہیں کرتا خواہ وہ رات اور دن کی جس ساعت میں چاہے نماز پڑھے سوائے اس کے کہ سورج طلوع ہونے اور سورج غروب ہونے کے وقت قصد نہ کرے۔

*۔۔۔عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء میں ہر ہفتے کو پیدل اور سوار ہو کر تشریف لایا کرتے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کیا کرتے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضل الصلوۃ فی مسجد مکة والمدینة، باب: مسجد قباء، رقم:۱۱۹۲،۱۱۹۱،ص۱۹۰)

مسجد قباء میں دو نفل ادا کرنے کی فضیلت

*۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسجد قبا میں نماز، عمرہ کی مانند ہے"۔

(جامع الترمذی، کتاب ابواب الصلوۃ، باب: ما جاء فی الصلوۃ فی مسجد قباء، رقم:۳۲۴،ص۱۱۵)

مذکورہ بالا احادیث سے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔استنجاء کی غرض کے لئے لوگوں سے دور ہونا۔(۲)۔۔۔پردے کا اہتمام کرتے ہوئے لوگوں سے الگ ہونا۔(۳)۔۔۔عالم فاضل شخص کا اپنے مریدین ومتوسلین ومحبین سے خدمت حاصل کرنے کا جواز۔(۴)۔۔۔صالحین اور اہل فضل کی خدمت کرنا مباح ہے، اور ان سے تبرک کے حصول کا ذریعہ ہے۔(۵)۔۔۔مذکورہ صورت میں چھوٹے بچوں سے خدمت حاصل کرنا۔(۶)۔۔۔استنجاء پانی کے ساتھ کرنے کی اباحت اور فقط ڈھیلوں پر بھی اختصار کرنا جائز ہے۔ (شرح ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب: الاستنجاء بالماء، ج۱،ص ۵۸)

(۲۴)باب الرجل يدلك يده بالارض اذا استنجى

استنجا کرنے کے بعد ہاتھ زمین پر رگڑنا

(۴۵)حدثنا ابراهيم بن خالد حدثنا اسود بن عامر حدثنا شريك وهذا لفظه ح وحدثنا محمد بن عبد الله يعني المخرمي حدثنا وكيع عن شريك عن ابراهيم بن جرير عن ابي زرعة عن ابي هريرة رضی اللہ عنہ قال: كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتى الخلاء اتيته بماء في تور او ركوة فاستنجى قال ابو داود: في حديث وكيع:

ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَامِرٍ أَتَمُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ جب بھی بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو میں پیالے یا چھاگل میں پانی لے کر حاضر خدمت ہو جاتا، پس آپ استنجاء فرماتے اور اپنے دستِ اقدس کو زمین پر رگڑتے، پھر دوسرے برتن کے اندر میں آپ کی خدمت میں پانی پیش کرتا تو اس سے وضو فرماتے۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ اسود بن عامر کی حدیث زیادہ مکمل ہے۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب: "الرجل يدلك يده بالارض اذا استنجى" کے تحت حدیث: "ثم مسح يده على الارض" لائے، صحاح سے موازنہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر پانی سے استنجاء کیا اور پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑا۔

(سنن ابن ماجة، كتاب الطهارة، باب: من دلک يده بالارض بعد، رقم: ۳۵۸، ص ۸۱)

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیتل کے برتن میں وضو فرمایا۔

(سنن ابن ماجة، كتاب الطهارة، باب الوضوء بالصفر، رقم: ۴۷۳، ص ۹۷)

*۔۔۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے وضو فرمایا، جب آپ نے استنجاء فرمایا اپنے ہاتھوں کو زمین پر رگڑا۔ (سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب دلک اليد بالارض، رقم: ۵۰، ص ۲۲)

حل لغات

فی تور: تاء کے فتح اور واو کے سکون کے ساتھ، مراد وضو کرنے یا کھانا کھانے کا برتن اور اس کی جمع "آتوار" ہے۔
اور کوۃ: راء کی فتح اور کاف کے سکون کے ساتھ، پانی کا چھوٹا مشکیزہ جس سے پانی پیا جائے اور اس کی جمع "رکاء" آتی ہے۔

حدیث نمبر "۴۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن عبد اللہ مخرمی: محمد بن عبد اللہ بن عمار بن سوادۃ ابو جعفر مخرمی بغدادی موصلی۔ انہوں نے ابن عیینہ، وکیع، ہشیم، عبد اللہ بن ادریس سے سماعِ حدیث کی ہے۔ امام نسائی، علی بن حرب، یعقوب بن سفیان، باغندی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ نسائی اور عبد اللہ بن احمد کے نزدیک ثقہ راوی ہیں۔ بغداد میں سن ۲۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ شریک: مراد شریک بن عبد اللہ بن ابی شریک کوفی ابو عبد اللہ نخعی ہیں۔ بخارا میں سن ۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور عمر بن عبد العزیز کے دور کو پایا۔ ابو اسحق سبیعی، سماک بن حرب سے سماعِ حدیث کیا ہے۔ وکیع بن جراح، یحیی بن سعید قطان، ابن مبارک، ابو بکر بن ابی شیبہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ احمد بن عبد اللہ

کہتے ہیں کہ ان کا انتقال کوفہ میں سن ۱۹۷ھ یا۱۹۶ھ میں ہوا۔(۳)۔۔۔ابراہیم بن خالد: مراد ابراہیم بن خالد بن ابو یمان کلبی ابو ثور بغدادی ہے۔انہوں نے سفیان بن عیینہ، اسماعیل بن علیہ، وکیع بن جراح، ابو معاویہ ضریر، محمد بن ادریس شافعی سے سماعِ حدیث کی ہے۔ان سے امام ابوداؤد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابو حاتم نے روایات کو نقل کیا ہے۔ان کی وفات سن ۲۴۰ھ میں ماہِ صفر المظفر کے مہینے میں ہوئی۔(۴)۔۔۔اسود بن عامر: مراد شاذان ابو عبدالرحمن، شامی، بغدادی ہیں۔انہوں نے ثوری، شعبہ، شریک بن عبداللہ، حسن بن صالح، ابن مبارک سے سماعِ حدیث کی ہے۔ان سے بقیہ بن ولید، احمد بن حنبل، علی بن مدینی، ابوشیبہ کے بیٹے ابو بکر و عثمان نے روایات نقل کی ہیں۔ابن معین کہتے ہیں کہ ان کی صداقت و ثقہ ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ان کا انتقال سن ۲۰۸ھ میں ہوا۔(۵)۔۔۔ابو زرعہ: ھرم بن عمرو بن جریر بن عبداللہ بجلی کوفی مراد ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام عبدالرحمن یا عمرو تھا، انہوں نے اپنے دادا جریر، ابوہریرہ، ابوذر اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کی ہے۔ان سے ابراہیم نخعی، ابراہیم بن جریر، یحییٰ بن سعید نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث سے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔استنجاء سے فراغت پانے کے بعد اپنے ہاتھ مٹی سے مانجھ لینا تاکہ استنجاء کی بُو زائل ہو جائے۔(۲)۔۔۔وضو کرنے اور استنجاء میں استعمال ہونے والے برتن کا الگ الگ ہونا مستحب ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک ہی برتن سے استنجاء کے لئے پانی استعمال کرے اور باقی پانی سے وضو کر لے۔

(شرح ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب: الرجل یدلک یدہ بالارض، ج۱، ص۶۱)

(۲۵) بَابُ السِّوَاكِ
مسواک کا بیان

(۴۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُهُ قَالَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

اعرج کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع حدیث یوں روایت فرمائی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر میں مسلمانوں پر تنگی نہ جانتا تو انہیں نمازِ عشاء تاخیر سے ادا کرنے اور ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا حکم دیتا"۔

(۴۷) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: فَرَأَيْتُ زَيْدًا يَجْلِسُ فِي الْمَسْجِدِ وَإِنَّ السِّوَاكَ مِنْ أُذُنِهِ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ أُذُنِ الْكَاتِبِ فَكُلَّمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَاكَ.

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "اگر مجھے اپنی امت پر

مشقت کا خوف لاحق نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز میں مسواک کا حکم دیتا"۔ ابو سلمہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت زید کو دیکھا کہ مسجد میں بیٹھے رہتے اور مسواک ان کے کان پر یوں رکھی ہوتی جیسے کاتب اپنے کان پر قلم رکھتا ہے اور جب بھی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو مسواک کر لیتے۔

(۴۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قُلْتُ: أَرَأَيْتَ تَوَضُّؤَ ابْنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا وَغَيْرَ طَاهِرٍ عَمَّ ذَاكَ، فَقَالَ: حَدَّثَتْنِيهِ أَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي عَامِرٍ حَدَّثَهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أُمِرَ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا وَغَيْرَ طَاهِرٍ فَلَمَّا شَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أُمِرَ بِالسِّوَاكِ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَى أَنَّ بِهِ قُوَّةً فَكَانَ لَا يَدَعُ الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ رَوَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ۔

محمد بن یحیی بن حبان کا بیان ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا، کیا وجہ ہے کہ وضو ہو یا نہ ہو لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر نماز کے لئے وضو کرتے ہیں؟ فرمایا: مجھ سے اسماء بنت زید بن خطاب اور ان سے حضرت عبد اللہ بن حنظلہ بن ابو عامر نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نماز کے لئے وضو کرنے کا حکم فرمایا خواہ وضو ہو یا نہ ہو، جب اس میں آپ نے مشقت محسوس فرمائی تو ہر نماز کے لئے مسواک کا حکم فرمایا، پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ ان کے اندر اس کام کی قوت ہے تو وہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا ترک نہ فرماتے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا ہے کہ ابراہیم بن سعد نے اسے محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے عبید اللہ بن عبد اللہ کہا ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب کا نام: "السواك" رکھا اور احادیث بھی وہی لائے جس میں مسواک کرنے کا بیان موجود ہے، صحاح میں اس موضوع سے متعلق احادیث درج ذیل مقامات پر موجود ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا"۔ (سنن الترمذی، باب: ما جاء فی السواک، ما جاء فی تاخیر العشاء الآخرة، رقم: ۲۲،۱۶۷، ص ۱۹،۶۶)، (سنن النسائی، باب: الرخصة فی السواک بالعشی للصائم، ما یستحب من تاخیر العشاء، رقم: ۵۳۰،۷، ص ۱۴۰،۱۱)، (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب السواک، رقم: ۲۸۷، ص ۶۸)

حل لغات

لولا: خطابی کہتے ہیں کہ فقہ کے اعتبار سے وضو کے لئے مسواک واجب نہیں ہے، اور لولا وہ کلمہ ہے جو کسی چیز کے وقوع پذیر ہونے کو روکتا ہے اور اسی سے مسواک کا واجب ہونا ممنوع ہو جاتا ہے کیونکہ اگر مسواک کرنا واجب ہوتا تو اس کا حکم دیا جاتا چاہے کہ عمل میں دشواری ہو یا آسانی سے۔

بتاخیر العشاء: عین کی کسرہ اور مد کے ساتھ، مراد عشاء کا رات میں تاخیر سے پڑھنا مراد ہے، اور اس لئے کہ مغرب پر بھی تاریکی کی وجہ سے عشاء کا اطلاق کیا جاتا ہے۔
عمِ ذلكِ: اصل میں عم ما ذلك، بمعنی استفہام ہے یعنی ہر نماز کے لئے الگ وضو کرنا چہ جائے کہ وضو پہلے ہو یا نہ ہو۔ فلما شق ذلك علیه: یعنی ہر نماز کے لئے چہ جائے کہ وضو ہو یا نہ ہو مسواک کا حکم کرنا مراد ہے اور یہاں نفس مسواک کا نہیں بلکہ مسواک استعمال کرنے کے حکم کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر "۴۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابو زناد: عبد اللہ بن ذکوان ابو عبد الرحمن قرشی مکی، ان کا لقب ابو زناد تھا۔ عروہ بن زبیر، اعرج سے سماعِ حدیث کی ہے۔ مالک بن انس، ثوری اور ابن عیینہ نے ان کی روایات کو لیا ہے۔ سترہ رمضان شب جمعہ سن ۱۳۰ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ اعرج: عبد الرحمن بن ہرمز ابو داؤد قرشی مراد ہے۔ ابو ہریرہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ان سے زہری اور یحیی بن سعید نے روایات نقل کی ہیں۔ اسکندریہ میں سن ۱۱۷ھ میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۴۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن ابراہیم بن حارث: بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب قرشی تیمی مدنی، ان کے دادا ہجرت کرنے والے مہاجرین صحابہ میں شامل تھے۔ انہوں نے عبد اللہ ابن عمر بن خطاب، انس بن مالک، علقمہ بن وقاص، ابو سلمہ بن عبد الرحمن، عطاء بن یسار، عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کی ہے۔ یحیی بن سعید انصاری، محمد بن اسحق، محمد بن مسلم زہری، محمد بن عجلان، عمارۃ بن غزیۃ، عبد اللہ بن طاؤس، عبید اللہ بن عمر عمری، یحیی بن ایوب مصری، اسامۃ بن زید لیثی نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۱۲۱ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ زید بن خالد جہنی: جہینہ سے تعلق رکھتے تھے مراد ابو عبد الرحمن ہیں۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اٹھارہ احادیث روایت کی ہیں۔ پانچ احادیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ یزید بن مولی منبعث، عبد الرحمن بن ابی عمرہ نے ان کی روایات کو لیا ہے۔ کوفہ یا مدینہ میں سن ۷۸ھ میں انتقال فرمایا۔ امام ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے بھی ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۴۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن عوف بن سفیان طائی: حافظ ابو جعفر حمصی مراد ہیں۔ انہوں نے محمد بن یوسف فریابی، ہیثم بن جمیل اور احمد بن خال سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ابو داؤد، نسائی، ابو زرعہ دمشقی اور ابو حاتم نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ ۲۷۲ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ احمد بن خالد: وہبی کندی ابو سعید حمصی مراد ہیں۔ محمد بن اسحق بن یسار، عبد العزیز ماجشون، شیبان نحوی سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے محمد بن عوف، عمرو بن عثمان، ابو زرعہ

دمشقی نے روایات بیان کی ہیں۔ ابن معین کے نزدیک ثقہ راوی ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۳)۔۔۔ محمد بن یحیی بن حبان: ابن منقذ بن عمرو بن مالک انصاری مازنی نجاری ابو عبداللہ مدنی مراد ہیں۔ انس بن مالک سے سماعِ حدیث کی ہے۔ یحیی بن سعید انصاری، زہری، محمد بن اسحق نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ مدینہ منورہ میں سن ۱۲۱ھ میں انتقال فرمایا۔(۴)۔۔۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما: انہوں نے اپنے والد سے سماعِ حدیث کی۔ زہری اور نافع نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ ثقہ راوی تھے اور خلافت ہشام بن عبدالملک کے دور کے اوائل میں انتقال فرمایا۔ بخاری، مسلم، نسائی اور ابوداؤد میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۵)۔۔۔ اسماء بنت زید بن خطاب: قرشیہ عدویہ مراد ہیں، انہوں نے عبداللہ بن حنظلہ بن ابو عامر سے روایات نقل کی ہیں جب کہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ امام ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۶)۔۔۔ عبداللہ بن حنظلہ بن ابو عامر: ان کا نام عبد عمرو بن صیفی بن زید ہے، ان کے والد حنظلہ غسیل الملائکہ ہیں۔ جنہیں اُحد میں جنابت کی حالت میں شہید کر دیا گیا اور فرشتوں نے ان کے غسل کا اہتمام کیا۔ ان سے عبداللہ بن یزید خطمی، اسماء بنت زید نے روایات بیان کی ہیں۔ یوم الحرۃ میں ۶۳ھ میں انتقال فرمایا۔

حدیث مذکورہ بالا کے تحت فقہائے کرام کے اقوال

عنایہ میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور فرمان بھی اسی مذکورہ بالا فرمان سے مناسبت رکھتا ہے چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لولا ان اشق علی امتی لاخرت العشاء الی ثلث اللیل اگر مجھے میری امت پر شاق گزرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں نمازِ عشاء تہائی رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا"۔ دونوں فرامین کی منہج ایک ہی ہے، پس سنت اور مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ میں (صاحب عنایہ) جواب یہ دوں گا کہ ہمیں یہ تسلیم نہیں ہے کہ دونوں فرامین کی منہج ایک ہی مانی جائے بلکہ مسواک والی حدیث مذکورہ بالا ایسے امر کی نفی کرتی ہے جو مشقت سے مانع ہے ،اور کسی ایسے امر کی نفی کرنا جو وجوب کو ثابت کرتا ہو تو اس کے برابر والے امر یعنی سنت (مؤکدہ) کو ثابت کرے گا ،اور جہاں تک نمازِ عشاء کا تعلق ہے تو اس میں تاخیر کی نفی کرنا ایسا نہیں ہے اس لئے کہ نفس تاخیر وجوب کے لئے نہیں بلکہ مستحب کے لئے ہوا کرتی ہے۔ (العنایۃمع فتح القدیر، کتاب الصلوۃ ،باب: مواقیت الصلوۃ،فصل فی استحباب التعجیل، ج۱،ص۲۳۱)

علامہ شامی لکھتے ہیں: وضو میں مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اس میں عید کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ (ردالمحتارعلی الدرالمختار،کتاب الصلوۃ،باب:العیدین،مطلب:یطلق المستحب علی السنۃ وبالعکس،ج۳،ص۴۸)

مزید فرماتے ہیں: مسواک سنت مؤکدہ ہے جیسا کہ "جوھرہ" میں گزرا، کلی کرنے کے وقت میں یا اس سے قبل، ہمارے نزدیک وضو کرنے میں مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے، مگر یہ کہ کوئی شخص بھول جائے، تو نماز کے لئے

مستحب رہے گی جیسا کہ دانتوں کے صاف کرنے کے لئے، مونھ کی بُو زائل کرنے کے لئے اور قرائت قرآن کے لئے مسواک کرنا مستحب ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطھارۃ، ارکان الوضوء، مطلب: دلالۃ المفھوم، ج۱، ص ۲۳۲وغیرہ)

شوافع کے نزدیک مسواک کرنا سنت ہے، اور اس سے ان کی مراد دانتوں کی صفائی کرنا ہے چہ جائے کہ کسی بھی چیز سے کی جائے، عود ہو یا کوئی برش ہی سے صفائی کا اہتمام کر لیا جائے یا اس کے علاوہ کوئی سی چیز ہو۔ ان کا کہنا ہے کہ انگلیوں سے صفائی کا خاص اہتمام نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے یہ حضرات ہاتھوں کے دھونے سے پہلے مسواک کو مقدم رکھتے ہیں پس جو ایسا کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ مسواک کی نیت کر لے۔ اور مسواک کی سنت میں سے یہ بھی ہے کہ وہ یہ دعا کرے: "اللھم بیض به اسنانی وشد به لثاتی وثبت به لھاتی وبارك لی فیه یا ارحم الراحمین یعنی اے اللہ اس مسواک کے ذریعے میرے دانتوں کو سفید فرما اور میرے مسوڑھوں کو مضبوط اور میرے کوّوں کو مضبوط اور اس مسواک میں میرے لئے برکت فرما اے تمام رحم کرنے والوں میں بڑھ کر رحم کرنے والے"۔

حنابلہ کے نزدیک کلی کرنے سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے اور لمبائی میں مسواک کی جائے نہ کہ چوڑائی میں اور ان کے نزدیک خشک عود سے مسواک کرنا مکروہ ہے اور تمام اوقات میں مسواک کرنا ان کے نزدیک سنت ہے مگر زوال کے بعد مسواک نہ کرے، روزہ دار کی جانب نسبت کرتے ہوئے کیونکہ اس وقت میں اُس کے لئے مسواک کرنا مکروہ ہے چہ جائے کہ تر عود ہو یا خشک، اور زوال سے پہلے مسواک کر سکتا ہے اور اُس کے لئے خشک عود سے مسواک کرنا سنت ہے اور اسی طرح زوال سے قبل اُس کے لئے تر عود سے مسواک کرنا مباح ہے۔ ان کے نزدیک ہر نماز سے پہلے، سونے سے پہلے، جب مونھ کا ذائقہ بدل جائے، وضو کے وقت میں، قرائت قرآن کے لئے، مسجد میں جاتے وقت اور جب معدہ خالی ہو، جب دانت پیلے پڑ جائیں، اور یہ بھی سنت ہے کہ ابتداء دائیں جانب سے کی جائے۔ ان کے نزدیک ریحان، برمان اور قصب سے مسواک کرنا مکروہ ہے۔

(الفقه الاربعة، کتاب الطھارۃ، مبحث بیان عدد السنن وغیرھا، ج۱، ص۶۷وغیرہ)

(۲۶) بَابُ كَيْفَ يَسْتَاكُ
مسواک کس طرح کرے

(۴۹) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مُسَدَّدٌ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَرَأَيْتُهُ يَسْتَاكُ عَلَى لِسَانِهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ سُلَيْمَانُ: قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَسْتَاكُ وَقَدْ وَضَعَ السِّوَاكَ عَلَى طَرَفِ لِسَانِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: إِهْ إِهْ يَعْنِي يَتَهَوَّعُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مُسَدَّدٌ: فَكَانَ حَدِيثًا طَوِيلًا وَلَكِنِّي اخْتَصَرْتُهُ.

ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مسدد کی روایت میں ہے کہ ہم

سواریاں مانگنے کے لئے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ زبان مبارک پر مسواک پھیر رہے تھے۔ سلیمان کی روایت میں ہے کہ فرمایا میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ ﷺ مسواک فرمارہے تھے اور مسواک کو زبان مبارک کے ایک جانب کر کے آہ آہ کہہ رہے تھے جیسے کوئی قے کرتا ہے، امام ابوداؤد کا بیان ہے کہ مسدد نے فرمایا یہ حدیث طویل ہے جسے میں نے مختصر بیان کیا ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب:"كيف يستاك" کے تحت جو حدیث بیان فرمائی اس کا متن بھی یہی ہے :"وقد وضع السواك على طرف لسانه"، صحاح کی احادیث سے مناسبت درج ذیل میں بیان کی جارہی ہے۔

*۔۔۔ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو اپنے ہاتھ سے مسواک کرتے ہوئے پایا"اُعْ اُعْ "فرماتے جب کہ مسواک آپ ﷺ کے منہ میں تھی گویا قے کر رہے ہیں۔ (صحيح البخاری،كتاب الوضو،باب السواک،رقم:۲۴۴،ص۴۵)،(صحيح مسلم،كتاب طهارة،باب:السواک،رقم:۴۸۰/(۲۵۴)ص۱۴۵)،(سنن النسائی،كتاب الطهارة، باب:كيف ستاک،رقم:۳،ص۱۰)

حل لغات

نستحمله: جملہ حالیہ، معنی یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں لوگ آئے تاکہ سوار ہونے کے لئے سواری طلب کریں۔يتهوع: بمعنی اٰہ اٰہ، اور الهواع بمعنی القیء یعنی کچھ ڈال دینا جیسا کہ قے کر دینا۔

حدیث نمبر"۴۹" کے رجال

(۱)۔۔۔سلیمان بن داؤد عتکی: مراد سلیمان بن داؤد ابو ربیع زہرانی عتکی ہیں۔بغداد کے رہنے والے تھے۔مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سماعت کی، جب کہ حماد بن زید اور ابن عیینہ سے سماعِ حدیث کیا۔احمد اور ابن احمد بن حنبل، اسحق بن راہویہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔بصرہ میں سن ۲۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔حماد بن زید: مراد حماد بن زید بن درہم ابو اسماعیل ارزق بصری ہیں۔انہوں نے ثابت، ابن سیرین اور عمرو بن دینار سے سماعِ حدیث کی ہے۔ثوری، ابن عیینہ، وکیع اور دیگر متاخرین نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ماہ رمضان میں سن ۱۷۹ھ میں انتقال فرمایا۔(۳)۔۔۔غیلان ابن جریر: ازدی بصری مراد ہیں۔انہوں نے انس بن مالک، مُطرف اور ابو بردہ سے روایات نقل کی ہیں۔اُن سے شعبہ، حماد بن زید، ابو ہلال وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔(۴)۔۔۔ابو بردہ: ان کا نام عامر بن ابی موسی عبد اللہ بن قیس اشعری کوفی صحابی ہیں۔ایک قول کے مطابق ان کا نام حارث تھا۔انہوں نے زبیر بن عوام، عوف بن مالک اور ان کے والد گرامی، علی المرتضی، ابن عمر اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔شعبی، عمر بن عبد العزیز، ثابت بنانی وغیرہ نے ان کی روایات کو نقل کیا

ہے۔ کوفہ میں سن ۱۰۳ھ میں انتقال فرمایا۔

مسواک کرنے کا طریقہ

تین تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کو دھونے کے بعد اوپر نیچے کے دانتوں میں مسواک کرے اور ہر مرتبہ مسواک کو دھولے اور مسواک نہ بہت نرم ہو نہ سخت اور پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو، میوے یا خوشبودار پھل کے درخت کی نہ ہو۔ چھنگلیا کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو اور اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ مسواک کرنا دشوار ہو۔ جو مسواک ایک بالشت سے زیادہ ہو اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔ مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو اسے دفن کر دیں یا کسی جگہ احتیاط سے رکھ دیں کہ کسی ناپاک جگہ نہ گرے کہ ایک تو وہ آلہ ادائے سنت ہے اس کی تعظیم چاہیے، دوسرے آب دہن مسلم ناپاک جگہ ڈالنے سے خود کو محفوظ رکھنا چاہیے، اسی لئے پاخانہ میں تھوکنے کو علماء نے نامناسب لکھا ہے۔ مسواک دہنے ہاتھ سے کرے اور اس طرح ہاتھ میں لے کہ چھنگلیا مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر نیچے ہو اور مٹھی نہ باندھے۔ دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے لمبائی میں نہیں، چت لیٹ کر مسواک نہ کرے۔ پہلے داہنی جانب کے اوپر کے دانت مانجھے، پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت، پھر داہنی جانب کے نیچے کے، پھر بائیں جانب کے نیچے کے۔ جب مسواک کرنا ہو تو اسے دھولے، یونہی فارغ ہونے کے بعد دھو ڈالے اور زمین پر پڑی نہ چھوڑ دے بلکہ کھڑی رکھے اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔ مسواک نماز کے لئے سنت نہیں بلکہ وضو کیلئے ہے، تو جو ایک وضو سے چند نمازیں پڑھے اس سے ہر نماز کے لئے مسواک کا مطالبہ نہیں، جب تک تغیر رائحہ نہ ہو گیا ہو، ورنہ اس کے دفع کے لئے مستقل سنت ہے البتہ اگر وضو میں مسواک نہ کی تھی تو اب نماز کے وقت کر لے۔

(بہار شریعت مخرجہ، کتاب: وضو کا بیان، باب: وضو کی سنتیں، حصہ: ۲، ج۱، ص ۲۹۴ وغیرہ)

(۲۷) بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَسْتَاكُ بِسِوَاكِ غَيْرِهِ
دوسرے آدمی کی مسواک استعمال کرنے کے بیان میں

(۵۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَنُّ وَعِنْدَهُ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَأُوحِيَ إِلَيْهِ فِي فَضْلِ السِّوَاكِ أَنْ كَبِّرْ أَعْطِ السِّوَاكَ أَكْبَرَهُمَا قَالَ أَحْمَدُ هُوَ ابْنُ حَزْمٍ۔

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، سید عالم ﷺ مسواک فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کی خدمت میں دو آدمی موجود تھے جن میں ایک آدمی دوسرے سے بڑا تھا، پس آپ پر مسواک کی فضیلت میں وحی فرمائی گئی اور بڑے آدمی کو مسواک عطا کرنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا گیا۔ احمد کہتے ہیں کہ وہ بڑا آدمی ابن حزم تھا۔

(۵۱) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ

اَبِيْهِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِاَيِّ شَيْئٍ كَانَ يَبْدَأُ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ؛ قَالَتْ: بِالسِّوَاكِ۔

مسعر بن مقدام بن شریح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفسار فرمایا: جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت خانۂ اقدس میں تشریف لاتے تو کس چیز سے ابتداء فرماتے؟ جواب دیا: "مسواک سے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب: "في الرجل يستاك بالسواك غيره" کے باب کے ساتھ مناسبت رکھنے والی احادیث: "ان كبر اعط السواك اكبرهما" شامل فرمائی، صحاح میں اس موضوع پر احادیث درج ذیل مقامات پر ہیں۔

*۔۔۔ حضرت شریح بیان کرتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں داخل ہونے کے بعد سب پہلے کیا کام کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مسواک۔ (صحيح مسلم، كتاب لطهارة، باب: السواک، رقم: ۸/۴۷۸ (۲۵۳) ص ۱۴۵)، (سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب: السواک فی كلين، رقم: ۸، ص ۱۱)، (سنن ابن ماجة، كتاب الطهارة، با ب السواک، رقم: ۲۹۰، ص ۶۸)

حل لغات

يستن: بمعنی يستاك ہے، اور اس کی اصل السن ہے۔

فاوحی اليه: اور ایک نسخے میں فاوحی الله اليه ہے، بمعنی الہام یا اشارہ کرنا ہے۔

وعنده رجلان: جملہ حالیہ ہے۔

حدیث نمبر "۵۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ عنبسہ بن عبدالواحد: بن امیہ بن عبداللہ بن سعید بن عاص ابو خالد اموی قرشی کوفی مراد ہیں۔ انہوں نے عبدالملک بن عمیر، عوف اعرابی، اور ہشام بن عروہ سے احادیث نقل کی ہیں جب کہ اِن سے ابراہیم بن موسی رازی، فضل بن موفق، ابن طباع نے روایات بیان کی ہیں۔ ابن معین کے نزدیک ثقہ راوی ہیں اور امام ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۵۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ مسعر: مراد ابن کدام بن ظُهیرة بن عبید بن حارث بن ہلال بن ابو سلمہ ہلالی عامری کوفی ہیں۔ انہوں نے عمیر بن سعید نخعی، ابواسحاق سبیعی، قتادہ، مقدام بن شریح، سماک بن حرب، اعمش وغیرہ سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ثوری، شعبہ، محمد بن اسحٰق بن یسار اور وکیع نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ان کا انتقال پر ملال ۱۵۵ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ مقدام بن شریح: بن ہانی ابو یزید حارثی کوفی مراد ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے سماعِ حدیث کی ہے۔ عبدالملک بن ابی سلیمان، اعمش، ثوری، مسعر، شعبہ، شریک، ابن یزید بن مقدام نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۳)۔۔۔ وابوہ شریح: بن ہانی بن کعب حارثی کوفی۔ یمن کے رہنے والے تھے اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

زمانہ پایا لیکن زیارت سے مشرف نہ ہو سکے۔انہوں نے اپنے والد، حضرت علی المرتضی، سعد بن ابی وقاص، بی بی عائشہ صدیقہ ،اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کی ہے۔ محمد، مقدام اور شعبی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ان کو سجستان میں عبید اللہ بن ابی بکرہ کے ہمراہ قتل کر دیا گیا۔ ۱۲۰ سال کی زندگی گزاری۔

حدیث مذکورہ بالا سے مستفاد ہونے والے فوائد

(۱)۔۔۔اکابرین اور مقبولان بارگاہ کی جناب میں حاضر ہونا،اور چھوٹے کا سلام میں پہل کرنا یعنی آنے والے کا سلام کرنا، تحیت، وغیرہ امور کا اہتمام کرنا۔(۲)۔۔۔دوسروں کی استعمال شدہ مسواک مکروہ نہیں ہے،اور سنت یہ ہے کہ پہلے مسواک کو دھوئے پھر استعمال کرے۔(۳)۔۔۔یہ حدیث مسواک کی فضیلت میں صریح دلالت کرتی ہے۔

(شرح ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب:الرجل یستاک بسواک غیره، ج۱،ص ۶۸)

مسواک کے فضائل

*۔۔۔بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"مسواک میں منہ کی پاکیزگی اور اللہ جل جلالہ کی رضا ہے"، طبرانی کی روایت میں یوں ہے کہ "آنکھوں کی جِلا یعنی زندگی ہے"۔

(سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب:الترغیب فی السواک ،رقم:۵،ص۱۰)

*۔۔۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"مسواک کیا کرو کیونکہ اس میں منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا ہے، جب بھی جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھے مسواک کرنے کی وصیت کی یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ مجھ پر اور میری امت پر فرض نہ ہو جائے اور اگر مجھے میری امت کے اندیشہ میں پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو میں اُن پر مسواک کرنا فرض کر دیتا اور بیشک میں اس قدر مسواک کرتا ہوں کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں اپنے اگلے دانت زائل نہ کرلوں"۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة،باب السواک،رقم:۲۸۹،ص۶۸)

*۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"اگر مجھے میری امت کے مشقت میں پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیتا"،جب کہ ایک روایت میں یوں ہے:"میں انہیں ہر نماز کے وقت وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب:السواک یوم الجمعة،رقم:۸۸۷،ص ۱۴۳)

*۔۔۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسواک کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"بندہ جب مسواک کرتا ہے پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پیچھے ایک فرشتہ بھی کھڑا ہوتا ہے اور اس کی قرائت کو غور سے سنتا ہے اور جب بھی وہ کوئی آیت یا کلمہ پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کے قریب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے تو اس کے منہ سے جتنا قرآن نکلتا ہے فرشتہ کے منہ میں داخل ہو جاتا ہے اس لئے تم قرآن کے لئے اپنے منہ کو پاک رکھو"۔

*۔۔۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسواک کے ساتھ دو رکعتیں پڑھنا بغیر مسواک کے ستر رکعتیں پڑھنے سے افضل ہے"۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الطھارۃ، باب: الترغیب فی السواک، رقم: ۱۶، ۱۵، ج ۱، ص ۹۸)

اللہ والوں کی بارگاہ میں جانا اور اُن سے تبرک کا حاصل کرنا

اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا: ﴿اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علی ...الخ میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے والد کے مونھ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی (یوسف: ۹۳)﴾۔ ظاہر یہ ہے کہ اس قمیص سے وہی کرتا مراد ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام پہنے ہوئے تھے۔ اور اس اضافت سے معلوم ہوتا ہے کہ کرتے میں اس لئے شفاء امراض کی تاثیر پیدا ہوئی، کہ یہ میرے جسم سے مس ہوگیا۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ قمیص حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تھی جو منتقل ہوتی ہوئی آپ علیہ السلام تک پہنچی تھی۔ اس آیت سے دو مسائل معلوم ہوئے: (۱)۔۔۔ حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹے کی یاد میں روتے روتے نابینا ہو چکے تھے ورنہ اب آنکھیں کھل جانے اور انکھیارا ہونے کی کیا وجہ۔ (۲)۔۔۔ بزرگوں کے تبرکات، ان کے جسم سے چھوئی ہوئی چیزیں بیماریوں کی شفا، دافع مشکل کشا ہوتی ہیں، تو خود حضرات بزرگان دین دافع بلا و مشکل کشا کیوں نہ ہوئے۔ اللہ جل جلالہ نے حضرت ایوب علیہ السلام سے فرمایا: ﴿ارکض برجلك ھذا مغتسل بارد ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار یہ ہے ٹھنڈہ چشمہ نہانے اور پینے کو (ص: ۴۲)﴾۔

*۔۔۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو انہوں نے موٹا کمبل نکالا اور فرمایا کہ یہ وہی کمبل ہے جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔

(صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب: ما ذکر من درع النبی، رقم: ۳۱۰۸، ص ۵۱۵)

*۔۔۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنے بچوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینے کی برکت کے امیدوار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تونے سچ کہا"، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینے کو چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے اور تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: طیب عرق النبی، رقم: ۵۹۵۰/(۲۳۳۱)، ص ۱۱۶۲)

*۔۔۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے مختلف دینی و مذہبی رہنماؤں کے پاس آتے جاتے تھے، ہر مذہبی رہنما انہیں وصیت کرتا کہ میرے بعد فلاں کے پاس جانا، یہ بھی پوچھ لیا کرتے کہ ان کی زندگی کے بعد کس کے پاس رہنا چاہیے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے آخری راہب سے پوچھا کہ اب کس کی خدمت میں رہنا ہوگا، اس نے کہا کہ اب دنیا میں کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا جس کی صحبت میں تمہیں امن و سلامتی نصیب ہو، عنقریب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں جو دین ابراہیمی پر ہونگے، ان کی ہجرت گاہ ایسا مقام ہوگا جو دو پہاڑوں کے مابین ہوگا اور ان میں کھجور کے درخت کثرت سے پائے جائینگے، نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے مابین مہر نبوت ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول کریں گے اور صدقہ نہیں کھائیں گے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اس

نصیحت کو پیش نظر رکھااور ملک عرب کی جانب رخ کیا جب وہ مدینہ پہنچے تو سید عالم ﷺ ہجرت کر کے قبا تشریف لا چکے تھے۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ کی خدمت میں کچھ چیزیں لے کر حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے کہا کہ یہ صدقہ ہے قبول کیجئے، حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم کھالو اور خود نہ کھایا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا کہ ایک نشانی تو پوری ہوئی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بعد ازاں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں مل گیا، جب آپ ﷺ قبا سے مدینہ تشریف لائے تو میں کچھ چیزیں لے کر حاضر خدمت ہوااور عرض کی، حضور ﷺ یہ ہدیہ ہے قبول کیجئے۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر کھایا میں نے اپنے آپ سے کہا کہ دو علامات پوری ہو گئیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں ایک صحابی کا جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ آپ ﷺ کے کندھوں پر دوشالہ تھا جسے آپ ﷺ چادر اور ازار کے طور پر استعمال کر رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ جب کپڑے کا دامن ایک طرف ہوا تو میں نے مہر نبوت کو ویسا ہی پایا جیسا کہ مجھے بتایا گیا تھا۔ اور میں جذبات میں اس قدر مغلوب ہوا کہ بے اختیار مہر نبوت کو آگے بڑھ کر چوم لیا اور رونے لگا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاس بلایا میں نے اپنی ساری سر گزشت آپ ﷺ کو سنادی۔ آپ ﷺ نے اسے پسند فرمایا، صحابہ نے بھی میری سر گزشت سنی۔ (شواهد النبوة، رکن الرابع، ص۸۴)

*۔۔۔عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ جنہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں موصل کو فتح کیا ان کی بیوی ام عاصم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عتبہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں، ہم میں سے ہر ایک خوشبو لگانے کی کوشش کرتی تھیں تاکہ دوسری سے اطیب ہو اور عتبہ کوئی خوشبو نہ لگاتے تھے مگر اپنے ہاتھ سے تیل مل کر داڑھی سے مل لیتے تھے اور ہم میں سب سے زیادہ خوشبو دار تھے، جب وہ باہر نکلتے تو لوگ کہتے کہ ہم نے عتبہ کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ ہم خوشبو استعمال کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور تم ہم سے زیادہ خوشبو دار ہو، اس کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ سید عالم ﷺ کے عہد مبارک میں میرے جسم پر آبلے پڑ گئے تھے میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس بیماری کی شکایت کی۔ سید عالم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کپڑے اتار دو، میں نے ستر کے علاوہ کپڑے اتار دیئے۔ سید عالم ﷺ نے اپنا لعاب دھن میری پیٹھ اور پیٹ پر مل دیا اس دن سے مجھ میں خوشبو آ رہی ہے۔

(الاستعاب، باب: حرف العین، عتبہ بن فرقد، ج۳، ص۱۴۸)

(۲۸) بَابُ غَسْلِ السِّوَاكِ
مسواک کو دھونے کا بیان

(۵۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ الْحَاسِبُ حَدَّثَنِي كَثِيرٌ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَسْتَاكُ فَيُعْطِينِي السِّوَاكَ

لِاَغْسِلَهٗ فَاَبْدَاُبِهٖ فَاَسْتَاكُ ثُمَّ اَغْسِلُهٗ وَاَدْفَعُهٗ اِلَيْهِ.

کثیر کا بیان ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ مسواک فرماتے اور پھر دھونے کے لئے مجھے عطا فرمادیتے، پس میں اسے لے کر خود مسواک کرنے لگتی اور بعد میں دھو کر پیش خدمت کرتی۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

*۔۔۔ (السنن الکبری للبیھقی ،باب:غسل السواک،رقم:۱۶۹،الجز:۱،ص۶۴،الشاملة)

*۔۔۔ (شرح السنة للبغوی،باب:السواک،رقم:۲۰۴،الجز:۱،ص۳۹۷،الشاملة)

حل لغات

فابدابه:یعنی مسواک سے ابتداء کرے۔

حدیث نمبر"۵۲"کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن عبد اللہ انصاری: ابن المثنی بن عبد اللہ بن انس بن مالک ابو عبد اللہ انصاری بصری، بصری کے قاضی تھے۔ اپنے والد، حمید طویل، سلیمان تیمی، مالک بن دینار، وقرۃ بن خالد، ابن جریج وغیرہ سے سماعِ حدیث کی ہے۔ قتیبہ بن سعید، ابو ولید طیالسی، احمد بن حنبل، محمد بن بشار، محمد بن مثنی، محمد بن یحیی، بخاری، ترمذی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ بصرہ میں ماہ رجب کے مہینے میں ۲۱۵ھ کو انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔ عنبسہ بن سعید بن کثیر: بن عبید ابی العنبس حاسب کوفی مراد ہیں۔ انہوں نے اکثر روایات اپنے دادا سے بیان کی ہیں۔ ان سے محمد بن عبد اللہ انصاری، عبد الرحمن مہدی، ابو الولید طیالسی، ابو داؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۳)۔۔۔ کثیر: سے مراد کثیر بن عبید قرشی تیمی ابو سعید (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مولی) اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضیع ہیں۔ انہوں نے زید بن ثابت، ابو ہریرہ اور بی بی عائشہ و بی بی اسماء رضی اللہ عنہم (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں مراد ہیں) سے نقل حدیث وسماعِ حدیث کیا ہے۔

(۲۹) بَابُ السِّوَاكِ مِنَ الْفِطْرَةِ
مسواک فطری سنت ہے

(۵۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ " عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَالِاسْتِنْشَاقُ بِالْمَاءِ، وَقَصُّ الْاَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الِاسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ" ، قَالَ زَكَرِيَّا: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ.

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:"دس چیزیں انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت سے ہیں

: مونچھیں کترانا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، پانی سے ناک صاف کرنا، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا، بغل کے بال اکھاڑنا، موئے زیر ناف لینا، پانی کے ساتھ استنجاء کرنا۔ زکریا کہتے ہیں کہ معصب نے کہا کہ میں دسویں بات بھول گیا ہوں شاید وہ کلی کرنا ہے۔

(۵۴) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَدَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مُوسَى عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ دَاوُدُ: عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِنَّ مِنَ الْفِطْرَةِ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِنْشَاقَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ إِعْفَاءَ اللِّحْيَةِ وَزَادَ وَالْخِتَانَ قَالَ: وَالِانْتِضَاحَ وَلَمْ يَذْكُرِ انْتِقَاصَ الْمَاءِ يَعْنِي الِاسْتِنْجَاءَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ نَحْوُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَقَالَ: خَمْسٌ كُلُّهَا فِي الرَّأْسِ وَذَكَرَ فِيهَا الْفَرْقَ وَلَمْ يَذْكُرْ إِعْفَاءَ اللِّحْيَةِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ نَحْوُ حَدِيثِ حَمَّادٍ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ وَمُجَاهِدٍ وَعَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ قَوْلُهُمْ وَلَمْ يَذْكُرُوا إِعْفَاءَ اللِّحْيَةِ.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فطرت میں سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ہے"۔ پھر مذکورہ حدیث کی مثل بیان کیا لیکن داڑھی بڑھانے کا ذکر نہ فرمایا مگر ختنہ اور ازار پر پانی چھڑکنا زیادہ بیان کیا اور پانی سے استنجاء کرنے کا ذکر نہ کیا۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور فرمایا کہ وہ پانچ ہیں اور سر سے متعلقہ ہیں اور جن میں مانگ نکالنے کا ذکر کیا اور داڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں کیا۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اسی طرح حدیث کی روایت حماد، طلق بن حبیب اور مجاہد نے بکر بن عبداللہ بن مزنی سے انہی کے لفظوں میں لیکن داڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں کیا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب باندھا: "السواك من الفطرة" اور اس کے تحت حدیث بھی لائے اور اس کا مضمون بھی وہی ہے اور حدیث کے الفاظ یوں ہیں: "ان من الفطرة"، صحاح کی دیگر کتب میں احادیث درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دس چیزیں سنت ہیں مونچھیں ترشوانا، ڈاڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن ترشوانا، جوڑوں کا دھونا، بغل کے بال نوچنا، زیر ناف کے نیچے بال صاف کرنا، استنجاء کرنا، راوی دسویں سنت بھول گئے، لیکن اس کا خیال ہے کہ وہ کلی کرنا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب: خصال الفطرة، رقم: ۴۹۲/(۲۶۱)ص۱۴۷)، (سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب: تقليم الاظفار، رقم: ۱۰، ص۱۲)، (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: الفطرة، رقم: ۲۹۲، ص۲۹)

حل لغات

اعفاء اللحية: یعنی داڑھی کے بالوں کو بڑھانا، اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے: ﴿حتی عفوا﴾ ای کثروا ہے۔
الفطرة: سے مراد سنت ہے، یہ خصال حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں بھی پائے جاتے تھے۔
الا ان تکون المضمضة: کا استثناء ہے "نسیت" سے، اور یہ بھی جائز ہے کہ "الا" زائدہ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "ان تکون المضمضة" بدل ہے "العاشرة" سے، اور اس صورت میں معنی یہ ہو گا کہ راوی کا کہنا ہے کہ میں دسویں خصلت مضمضہ بھول گیا، پس اس صورت میں دسویں خصلت مضمضہ کو بھولی جانے والی خصلت کے ساتھ ملا کر بیان کر دیا گیا۔ وغسل البراجم: باء کی فتح اور جیم کے ساتھ یا باء کی ضمہ کے ساتھ، مراد انگلیوں کے جوڑ ہیں۔
حلق العانة: یعنی وہ بال جو شرمگاہ کے ارد گرد ہوا کرتے ہیں، انہیں مونڈنا مراد ہے۔
فذکر نحوہ: یعنی اسی کی مثل حدیث بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے جب کہ انہوں نے داڑھی بڑھانے کے بجائے ختنہ کا ذکر کیا ہے۔
الانتضاح: سے مراد استنجاء کرنے کے بعد پانی کی چھینٹیں شرمگاہ کے مقام پر مارنا ہے، تاکہ وسوسوں سے نجات ہو سکے۔

حدیث نمبر "۵۳۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ یحیی بن معین: بن عون بن زیاد بن بسطام بن عبد الرحمن مری مرہ غطفان مراد ہیں۔ فن حدیث کے امام مانے جاتے تھے اور لوگ ان سے حدیث سننے آتے تھے۔ انہوں نے ابن مبارک، ابن عیینہ، ہشیم، وکیع، یحیی قطان، ابو معاویہ ضریر سے سماع حدیث کی ہے۔ امام احمد بن حنبل، ابو خیثمہ، محمد بن اسحق صغانی، محمد بن سعد، محمد ابن ہارون، ابو زرعہ، ابو حاتم، ابو یعلی، بخاری، مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ، نسائی اور ترمذی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ مدینہ منورہ میں سن ۲۳۳ھ میں انتقال فرمایا۔ انہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت پر غسل دیا گیا۔ (۲)۔۔۔ مصعب بن شیبہ: بن جبیر بن شیبہ بن عثمان بن ابو طلحہ بن عبد العزی بن عبد الدار قرشی عبدری مکی مراد ہیں۔ صفیہ بنت شیبہ اور طلق بن حبیب سے روایات بیان کی ہیں۔ عبد الملک بن عمیر، عبد اللہ بن ابی السفر، زکریا بن ابی زائدہ، ابن جریج اور مسعر نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۳)۔۔۔ وطلق بن حبیب العنزی: انہوں نے عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن زبیر، جابر بن عبد اللہ، جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ان سے عمرو بن دینار، سعد بن ابراہیم، عبد اللہ داناج، مصعب بن شیبہ نے روایات بیان کی ہیں۔ (۴)۔۔۔ ابن زبیر: مراد عبد اللہ بن زبیر بن عوام ابو بکر ہیں۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ۳۳ احادیث بیان کی ہیں۔ جن میں سے چھ پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ جب کہ دو احادیث پر امام مسلم منفرد ہیں۔ اُن سے اُن کے بھائی، عباس بن سہل، ثابت بن اسلم، عطاء بن ابی رباح، وہب بن کیسان نے روایات بیان کی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں نصف جمادی الاخرہ میں سن ۷۳ھ میں ۷۲ سال کی عمر میں حجاج نے انہیں سولی پر چڑھایا۔

حدیث نمبر "۵۴۳" کے رجال

(۱)۔۔۔داؤد بن شبیب بصری:ابوسلیمان باہلی مراد ہیں ۔انہوں نے حماد بن سلمہ، ہمام بن یحیی، ابی ہلال راسبی، ابراہیم بن عثمان، حبیب بن ابی حبیب جرمی سے روایات نقل کی ہیں جب کہ محمد بن ایوب، عبدالقدوس بن بکر، بخاری، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ان کا انتقال سن ۲۲۲ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔حماد:ابن سلمہ بن دینار ابوسلمہ ربعی مراد ہیں۔انہوں نے زید بن اسلم، ثابت، انس بن سیرین، عمرو بن دینار، قتادہ سے روایت کی ہے۔ان سے ثوری، شعبہ، ابن مبارک، یحیی بن سعید، ابوالولید طیالسی نے روایات نقل کی ہیں۔ان کا انتقال سن ۱۶۷ھ میں ہوا۔(۳)۔۔۔علی بن زید: بن جدعان بن عمرو بن زہیر قرشی تیمی ابوالحسن بصری اعمی مراد ہیں۔انس بن مالک، ابوعثمان نہدی، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر سے سماعِ حدیث کی ہے۔قتادہ ، ثوری، ابن عیینہ، شعبہ، شریک نخعی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۴)۔۔۔سلمہ بن محمد بن عمار بن یاسر: مدینی عنسی، جنہوں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ان سے علی بن زید نے روایات نقل کی ہیں جب کہ امام بخاری کے نزدیک ان کا سماع معروف نہیں ہے ۔ابوداؤد وابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۵)۔۔۔عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ: بن مالک بن حصین بن قیس بن ثعلبہ ابویقظان مراد ہیں جو کہ بدر میں حاضر ہوئے اور تمام احوال کا مشاہدہ فرمایا۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۶۲ احادیث روایت کی ہیں۔جس میں سے دو احادیث پر امام بخاری ومسلم کا اتفاق ہے۔تین احادیث میں امام بخاری اور ایک میں امام مسلم منفرد ہیں۔ان سے حضرت علی المرتضی، عبداللہ بن عباس، ابوموسی اشعری، اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایات بیان کی ہیں۔ان کا انتقال پر ملال جنگ صفین میں سن ۳۷ھ میں شہادت کی صورت میں ہوا اور اس وقت عمر شریف ۶۴ سال تھی۔(۶)۔۔۔بکر بن عبداللہ: بن عمرو بن ہلال مزنی ابوعبداللہ مصری مراد ہیں۔یہ علقمہ بن عبداللہ کے بھائی ہیں۔انہوں نے عبداللہ بن عمر، انس بن مالک، عروہ بن مغیرہ بن شعبہ سے سماعِ حدیث کی ہے۔قتادہ، حمید طویل، حبیب بن شہید، ابوالاشہب، غالب قطان نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔سن ۱۰۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔(۷)۔۔۔محمد بن عبداللہ: بن ابومریم مراد ہیں، یہ بنی سلیم کا مولی تھا جب کہ امام بخاری کے قول کے مطابق یہ خزاعہ کا مولی تھا۔انہوں نے سعید بن مسیب سے جب کہ اِن سے مالک، یحیی بن سعید قطان، صفوان بن عیسی کی روایات نقل کی ہیں۔

فطرت کی تعریف

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: فطرت سے مراد ایمان کو پہچاننے کی وہ قوت وطاقت ہے جو اللہ جل جلالہ نے اپنے بندوں میں رکھ دی ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿ولئن سالتهم من خلقهم ليقولن الله اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ اُنہیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے (الزخرف:۸۷)﴾۔ (المفردات، ص ۳۸۴)

شیخ جرجانی لکھتے ہیں: دین کو قبول کرنے کی قوت وطاقت جو انسان کی جبلت میں موجود ہے فطرت کہلاتی ہے۔
(التعریفات، ص ۱۶۹)

حدیث مذکورہ بالا میں بیان کردہ خصال فطرت کا جائزہ

(۱)۔۔۔ مونچھیں کتروانا:
طحاوی نے "شرح الآثار" میں کہا ہے کہ مونچھیں کتروانا اچھی بات ہے، اور اس طرح کتروائے کہ ایک جانب کے بال اڑ اڑ کر دوسری جانب نہ آجائیں اور حلق کروانا سنت ہے اور یہ کتروانے سے زیادہ بہتر ہے۔ اور یہ ابو حنیفہ اور صاحبین کا قول ہے، جیسا کہ محیط سرخسی میں ہے۔
(الھندیة، کتاب الکراھیة، باب التاسع عشر فی، ج۵، ص۴۳۸)

(۲)۔۔۔ داڑھی بڑھانا:
داڑھی ترشانا یا کتروانا کہ ایک مشت سے کم ہو جائے ناجائز ہے جیسا کہ بعض مغربیت زدہ لوگ اور ہجڑے کرتے ہیں۔
(فتح القدیر، کتاب الصیام، باب: مایوجب القضاة والکفارة، ج۲، ص۳۵۲)
جب داڑھی طول وعرض میں بڑھ جائے تو ایک مشت مقدار سے زائد کاٹ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
(الھندیة، کتاب الکراھیة، باب: التاسع عشر، ج۵، ص۴۳۸)

(۳)۔۔۔ مسواک کرنا: یہ بیان ماقبل احادیث کے تحت ہو چکا ہے۔

(۴،۵)۔۔۔ پانی سے ناک صاف کرنا اور کلی کرنا:
سنت یہ ہے کہ تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالے اور تین مرتبہ کلی کرے، اور خلاصہ میں ہے دونوں باتیں وضو میں سنت اور غسل میں فرض ہیں، اور امام مالک کے نزدیک دونوں میں فرض ہیں اور امام شافعی کے نزدیک غسل میں دونوں سنتیں ہیں۔ اور تین نئے پانی سے تین تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالے اور کلی کرے جب کہ ہمارے نزدیک ناک میں پانی ڈالنے کو کلی پر مرتب کرے اور امام شافعی کے نزدیک سنت یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنے اور کلی کرنے کا عمل ایک ہی پانی سے کر لیا جائے اور ہر مرتبہ ایک چلو پانی لے کر کچھ پانی سے ناک میں ڈالے اور کچھ سے کلی کرے اور اسی طرح تین مرتبہ کرے اور مبالغہ بھی کرے اور "طحاوی" میں ہے کہ روزہ دار مبالغہ نہ کرے۔
(تتارخانیہ، کتاب الطھارة، باب: منه فی بیان سنن الوضوء وآدابه، ج۱، ص۸۰)

(۶،۷،۸)۔۔۔ ناخن کاٹنا اور موئے بغل یا زیر ناف لینا:
چالیس روز سے زیادہ ناخن یا موئے بغل یا موئے زیر ناف رکھنے کی اجازت نہیں، بعد چالیس روز کے گنہگار ہونگے، ایک آدھ بار میں صغیرہ ہوگا عادت ڈالنے سے کبیرہ ہو جائے گا۔
*۔۔۔ آقائے دوجہاں ﷺ نے مونچھیں کترنے، ناخن کاٹنے، زیر بغل بال اکھاڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے

کے لئے ایک وقت مقرر فرمایا کہ ہم میں کوئی شخص چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے۔

(صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب: خصال الفطرة، رقم:۴۸۷/(۲۵۸)،ص۱۴۶)

شامی میں ہے: چالیس روز سے زائد چھوڑنا مکروہ ہے، اور یہاں کراہیت تحریمی ہے، "المجتبیٰ" کے اس قول کی وجہ سے کہ چالیس سے زیادہ دیر لگانے میں کوئی عذر مقبول نہیں ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحظر واباحت، فصل فی البیع، ج۹، ص۵۸۳)

(۹،۱۰)۔۔۔انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا، پانی سے استنجاء کرنا:

ماقبل اس عنوان کے تحت کلام ہو چکا ہے۔

(۱۱)۔۔۔ختنہ کرنا: عورت کا ختنہ سنت نہیں بلکہ وہ مردوں کے لئے ایک اچھا طریقہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سنت ہے۔ "بزازی" نے "وجیز" میں اس پر اظہار یقین کیا اور حدادی نے اپنی "سراج" میں، اور "فتاوی عالمگیریہ" میں "محیط" سے نقل کیا ہے کہ عورتوں کے ختنہ میں مختلف روایات ہیں چنانچہ بعض مشائخ سے اسی طرح حکایت کی گئی ہے۔ اور شمس الائمہ حلوانی نے "خصاف" کی "ادب القاضی" سے ذکر کیا کہ عورتوں کا ختنہ عمدہ فعل ہے۔

(الفتاوی الرضویة مخرجة، ج۲۲، ص۶۸۰ وغیرہ)

(۱۲)۔۔۔ازار پر پانی چھڑکنا:

*۔۔۔سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اذا توضات فانتضح یعنی جب تو وضو کرے تو چھینٹا دے لے"۔

(سنن الترمذی، کتاب، باب: فی النضح بعد الوضوء، رقم:۵۰، ص۲۷)

"خلاصہ" اور "خزانة المفتین" میں ہے: چھینٹا مارے شرمگاہ کو اور شلوار کے آسن کو۔

(الفتاوی الرضویة مخرجة، رسالہ: برکات السماء فی حکم اسراف الماء، ج۱، ص ۷۷۹)

خصال فطرت تیس ہیں

ابو بکر ابن عربی نے شرح ترمذی میں تیس خصال ذکر کئے ہیں۔ اعلی حضرت فاضل بریلوی نے "المحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص" میں بھی ذکر کیا ہے۔

(۳۰) بَابُ السِّوَاكِ لِمَنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ
بیدار ہو کر اٹھنے پر مسواک کرنا

(۵۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَحُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ۔

ابو وائل کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ جب رات کو قیام کرتے تو اپنا دہن اقدس مسواک سے صاف کر لیا کرتے۔

(۵۶) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُوضَعُ لَهُ وَضُوئُهُ وَسِوَاكُهُ فَإِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ تَخَلَّى ثُمَّ اسْتَاكَ۔

سعد بن ہشام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی اور مسواک رکھ دی جاتی تھی جب آپ رات میں قیام فرماتے تو استنجاء کے بعد مسواک فرماتے۔

(۵۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ لَا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا تَسَوَّكَ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ۔

ام محمد بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رات یا دن میں خواب سے بیدار نہ ہوتے مگر وضو کرنے سے پہلے مسواک فرمالیا کرتے تھے۔

(۵۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: "بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أَتَى طَهُورَهُ فَأَخَذَ سِوَاكَهُ فَاسْتَاكَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَاتِ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ حَتَّى قَارَبَ أَنْ يَخْتِمَ السُّورَةَ أَوْ خَتَمَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ فَأَتَى مُصَلَّاهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى فِرَاشِهِ فَنَامَ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى فِرَاشِهِ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى فِرَاشِهِ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلُّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ". قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ: فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ۔

علی بن عبداللہ نے اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک رات میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اپنی خالہ ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں) گزاری، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب سے بیدار ہوئے تو وضو فرمانا چاہا تو مسواک کی پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ان فی خلق السموت والارض واختلف اللیل والنھار لایت لاولی الالباب بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے باہم بدلنے میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے (ال عمران: ۱۹۰)﴾ یہاں تک کہ اختتام سورت تک پہنچ گئے، پھر وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر اپنے بستر کی جانب لوٹے اور نیند فرمائی، جتنی دیر اللہ عزوجل نے چاہا، پھر بیدار ہوئے اور پہلے کی طرح کیا، پھر بستر کی طرف لوٹے اور سو گئے، پھر بیدار ہوئے اور پہلے کی طرح کیا، ہر دفعہ مسواک کرتے اور نمازِ دوگانہ ادا فرماتے، پھر (آخر بار میں) وتر ادا فرمائے، امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ ابن فضیل کا بیان ہے کہ حصین نے فرمایا پھر مسواک کی اور وضو فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرماتے: ﴿ان فی خلق السموت ... الخ﴾۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب "السواك لمن قام من الليل" کے تحت حدیث بھی اسی مناسبت سے لائے چنانچہ حدیث کے الفاظ یوں ہیں: "كان اذا قام من الليل يشوش فاه بالسواك"، صحاح کی احادیث سے موازنہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ کو اپنے ہاتھ سے مسواک کرتے ہوئے پایا "اُعْ اُعْ" فرماتے جب کے مسواک آپ کے منہ میں تھی گویا قے کر رہے ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب السواک، رقم: ۲۴۴، ص ۴۵، کتاب التہجد، باب: طول القیام فی صلوۃ اللیل، رقم: ۱۱۳۶، ص ۱۸۲)، (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب السواک، رقم: ۴۸۱/(۲۵۵) ص ۱۴۵)، (سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب: السواک اذا قام من اللیل، رقم: ۲، ص ۹)

حل لغات

الشوص: نیچے سے اوپر کی جانب مسواک کرنا۔

تخلی: یعنی قضائے حاجت کے لئے الگ ہونا مراد ہے، اسی سے عبادت کی غرض سے الگ ہونا مراد لیا گیا ہے۔

وھو یقول: جملہ اسمیہ "توضا" کی ضمیر سے حال واقع ہو رہا ہے۔

حدیث نمبر "۵۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن کثیر: ابو عبداللہ عبدی بصری مراد ہیں۔ سفیان بن ثوری، سعید، اسرائیل بن یونس سے سماعِ حدیث کی ہے۔ علی بن مدینی، محمد بن یحیی ذہلی، یعقوب بن شیبہ، ابو حاتم رازی، امام بخاری، ابوداؤد، ابوزرعہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ۲۲۳ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ (۲)۔۔۔ حصین: ابن عبدالرحمن ابوالھذیل سلمی کوفی مراد ہیں۔ جابر بن سمرہ، عیاض بن سمرہ، عبدالرحمن بن ابی لیلی، ابو صالح، ابو عطیہ، ابووائل سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ان سے اعمش، ثوری، شعبہ اور ابو عوانہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ۱۳۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

حدیث نمبر "۵۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ بھز بن حکیم: بن معاویہ بن حیدہ قشیری ابو عبدالملک بصری، انہوں نے اپنے والد اور دادا سے نقل حدیث کی۔ ان سے عبداللہ بن عون، حماد بن سلمہ، یحیی بن سعید قطان نے احادیث نقل کی ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ زرارہ بن اوفی: عامری حرشی ابو حاجب بصری مراد ہیں۔ انہوں نے ابن عباس، ابوہریرہ، عمران بن حصین، انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ایوب سختیانی، قتادہ، بھز بن حکیم نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ ثقہ راوی تھے اور حالت سجدہ میں انتقال فرمایا۔ (۳)۔۔۔ سعد بن ہشام: بن

عامر انصاری مراد ہیں۔انس بن مالک مدنی کے چچازاد تھے۔انہوں نے انس بن مالک، بی بی عائشہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ابوزرارہ بن اوفی، حمید بن عبدالرحمن حمیری، حسن بصری نے روایات نقل کی ہیں۔امام بخاری کے قول کے مطابق مکران کے علاقے میں ان کا قتل ہوا۔

حدیث نمبر "۵۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ام محمد: یہ زید بن عبداللہ جدعان کی زوجہ ہیں، جنہوں نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایات لی ہیں اور ان سے علی بن زید نے روایات بیان کی ہیں،امام ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات لی گئی ہیں۔

حدیث نمبر "۵۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ھشیم: بن بشیر بن قاسم بن دینار بن دینار سلمی ابومعاویہ واسطی مراد ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن عون، عمرو بن دینار، زہری، حصین بن عبدالرحمن، منصور بن زاذان، اعمش سے سماعِ حدیث کیا ہے۔مالک بن انس، ثوری، شعبہ، ابن المبارک، محمد بن عیسی بن طباع نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ماہ شعبان میں بغداد کے مہینے میں سن ۱۸۳ھ میں ۷۹ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔حبیب بن ابی ثابت: حبیب بن قیس بن دینار ابویحیی اسدی کوفی مراد ہیں،انہوں نے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، طاؤس، اور عطاء بن یسار سے سماعِ حدیث کی ہے۔عطاء بن ابی رباح، اعمش، ثوری، شعبہ، حصین بن عبدالرحمن نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔۱۲۲ھ میں انتقال فرمایا۔(۳)۔۔۔محمد بن علی: بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ابوعبداللہ قرشی ہاشمی مدنی مراد ہیں۔انہوں نے اپنے والد (عبداللہ بن محمد السفاح)، عمر بن عبدالعزیز اور ابن حنفیہ سے روایت نقل کی ہیں۔ حسن بصری، ہشام بن عروہ، عبداللہ بن سلیمان نوفلی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ولید بن یزید بن عبدالملک کی خلافت کے دور میں سن ۱۲۵ھ میں ۶۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔(۴)۔۔۔علی بن عبداللہ: بن عباس بن عبدالمطلب قرشی ہاشمی۔انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کی ہے۔ان کی روایات انکے بیٹے محمد بن علی، زہری، منصور بن معتمر، ابان بن صالح نے بیان کی ہیں۔۴۰ھ میں رمضان کے مہینے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی رات میں پیدا ہوئے اسی مناسبت سے ان کا نام علی رکھا گیا۔ان کا انتقال شام میں سن ۱۱۷ھ میں ہوا۔

حدیث سے مستفاد ہونے والے مسائل

(۱)۔۔۔ہر وقت طہارت سے رہنا مستحب ہے، اور ہر عبادت سے پہلے طہارت اختیار کرنے کا بیان۔(۲)۔۔۔نیند سے بیدار ہو کر مسواک کرنے کا حکمِ استحبابی ہونا۔(۳)۔۔۔رات کے کسی حصے میں بیدار ہو کر اللہ عزوجل کی حمد کرتے ہوئے مخصوص آیت: ﴿ان فی خلق السموت والارض ... الخ﴾ کا تلاوت کرنا۔(۴)۔۔۔حدیث مذکورہ بالا

میں بے وضو شخص کے لئے (زبانی) قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا جواز، اور اسی پر اجماع ہے۔(۵)۔۔۔وتر تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے۔(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب: السواک لمن قام من اللیل، ج ا، ص ۸۲)

مسواک کرنے کا معمول سائنسی نقطہ نگاہ سے

مسواک کے فضائل و برکات کا بیان تو ماقبل ہو چکا، تاہم متذکرہ باب کے تحت اس موضوع کو عنوان بنایا گیا ہے کہ نیند سے بیدار ہونے پر مسواک کرنا مستحب ہے۔ سید عالم ﷺ کے اس عمل کے تناظر میں سائنسی تحقیق درج ذیل ہے۔

(ا)۔۔۔ سائنسی نقطہ نگاہ سے مسواک ایک ایسا مادہ بناتا ہے جس کی وجہ سے دانت مضبوط ہوتے ہیں۔(۲)۔۔۔ مسواک کی وجہ سے گلپھڑے جراثیم سے محفوظ رہتے ہیں۔(۳)۔۔۔ مسواک استعمال کرنے سے کھانا جلد ہضم ہوتا ہے۔(۴)۔۔۔ مسواک کے استعمال کی وجہ سے منہ کی بدبو دور ہوتی ہے اور خوشگوار مہک منہ سے آنا شروع ہو جاتی ہے۔(۵)۔۔۔ مسواک کی وجہ سے منہ اور سر کے درد اور بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔(۶)۔۔۔ مسواک کی وجہ سے دانتوں کی پیلاہٹ دور ہوتی ہے اور دانت سفید موتی کی طرح چمکدار ہو جاتے ہیں۔(۷)۔۔۔ مسواک کے استعمال کی وجہ سے دیگر بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔(۸)۔۔۔ مسواک کے صحیح استعمال کی وجہ سے دانتوں کی کئی بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔ (الھدی مسواک ریسرچ)

سائنسی ریسرچ یہ ثابت کرتی ہے کہ مسواک کی وجہ سے اُنیس ایسے فوائد پیدا ہوتے ہیں جو کہ دانتوں کے لئے فائدے مند ثابت ہوتے ہیں۔ مسواک کی وجہ سے منہ کے جراثیم مر جاتے ہیں۔ اور tannic acid کی وجہ سے نقصان پہنچانے والے جراثیم سے نشو نما حاصل ہوتی ہے۔ aromatic oils کی وجہ سے تھوک کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور یہ اُن جگہوں پر بھی باآسانی پہنچ جاتا ہے جہاں پر عموماً مسواک اور برش نہیں پہنچ پاتا۔ مسواک جہاں منہ کے جراثیم کو مارنے کی سکت رکھتا ہے وہیں اس میں اسی خصوصیت کی بناء پر اُسے دھونے کی ضرورت نہیں رہتی ۔الغرض مسواک کے جسمانی، دماغی، روحانی فوائد بے شمار ہیں۔ (Benefits of miswak (by:Hanny A سن ۲۰۰۳ء میں ایک ریسرچ سے یہ ثابت ہوا کہ مسواک کرنے والے لوگوں کے دانتوں کی حالت دیگر ٹوتھ برش وغیرہ کرنے والوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے۔(health orgnization (WHO , The world نے سن ۱۹۸۶ء اور ۲۰۰۰ء میں مسواک کے استعمال کا مشورہ دیا اور اس کے نتائج حاصل کئے۔ Dr:Rami Muhammad Diabi نے سترہ سال سے زائد حصہ مسواک کے فوائد اور سگریٹ کے نقصانات پر ریسرچ میں لگائے، اور اس بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کی کہ مسواک میں ایسی کیا بات ہے جس کی وجہ سے desertiflication کے خلاف لڑنے میں مدد دیتی ہے۔ یورپ اور مڈل ایسٹ کے ڈینٹل سٹوڈینٹس آج بھی مسواک کی افادیت پر ریسرچ میں مصروف ہیں۔

(۳۱) بَابُ فَرْضِ الْوُضُوْءِ
وضو فرض ہے

(۵۹) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ وَلَا صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ۔

ابو الملیح نے اپنے والد ماجد حضرت اسامہ بن عمیر سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل اس صدقہ کو قبول نہیں فرماتا جو چوری کے مال سے ہو اور نہ اس نماز کو جو بغیر طہارت کے ہو"۔

(۶۰) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ۔

ہمام بن منبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل نماز کو قبول نہیں فرماتا جب تک کہ کوئی بے وضو ہو یہاں تک کہ وہ وضو کر لے"۔

(۶۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ۔

محمد بن حنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "نماز کی کنجی طہارت، اس کی تحریم اللہ اکبر کہنا اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب باندھا: "فرض الوضوء" اور اس کے تحت احادیث بھی ایسی ہی لائے جس سے معلوم ہو کہ بغیر وضو کے عبادت ناممکن ہے، صحاح کی دیگر کتب میں احادیث سے مناسبت درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ حضرت ابو الملیح جن کا اسم گرامی عامر، زید یا زیاد ہے اپنے باپ اسامہ بن عمیر سے راوی ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ رب العزت وضو کے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا اور چوری کے مال سے صدقہ پسند نہیں فرماتا"۔ (سنن نسائی، کتاب الطهارة، باب: فرض الوضوء، رقم: ۱۳۹، ص ۴۴)، (سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب: لا يقبل الله صلوة بغير، رقم: ۲۸۱، ص ۶۵)

حل لغات

لا صدقة من غلول: یعنی غنیمت میں خیانت کرنے کو غلول کہتے ہیں، اور یہاں مطلقاً حرام کا ارتکاب کرنے کو غلول کہا گیا ہے چہ جائے کہ وہ کسی کا مال چرانے کی غرض سے پائی جائے یا مال صدقہ میں کسی قسم کی کوتائی برتی جائے۔ ولا صلوة: یعنی اللہ عزوجل بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کرتا۔

مفتاح الصلوة: مفعال کے وزن پر باب فتح سے ہے، استعارے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے، یعنی نماز تالے میں

مقفل وہ خزانہ ہے جس کی چابی طہارت ہے۔
تحریمها التکبیر: یعنی نماز کی تحریم تکبیر ہے، اور نمازی اسی کے ذریعے نماز میں داخل ہوتا ہے۔
تحلیلها التسلیم: یعنی نمازی پر سلام پھیرنے سے وہ چیزیں حلال ہو جاتی ہیں جو اس پر نماز کی وجہ سے حرام ہوئی تھیں، مثلاً کلام کرنا، اور دیگر افعال جو نماز میں ممنوع ہیں۔

حدیث نمبر "۵۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابو ملیح: ان کا نام عامر بن اسامہ بن عمیر، یا فقط عمیر یا زید بن عامر بن عمیر بن حنیف بن ناجیہ ابو ملیح ہذلی ہے۔ انہوں نے اپنے والد، بریدہ بن حصیب، عبداللہ بن عمر بن العاص، جابر بن عبداللہ، معاویہ بن سفیان، انس، واثلہ بن اسقع سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے ابو قلابہ، ایوب سختیانی، قتادہ نے روایات بیان کی ہیں۔ انہوں نے ۱۱۲ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ اسامہ بن عمیر: بن عامر بن اشتر ہذلی بصری، والد ابو ملیح ہیں۔ ان سے ان کے صاحبزادے نے روایات بیان کی ہیں۔ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ و نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۶۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ ہمام ابن منبہ: ابو عقبہ صنعانی، وہب بن منبہ کے بڑے بھائی تھے۔ انہوں نے ابن عباس، ابو ہریرہ، معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کی ہے جب کہ ان سے وہب، معمر بن راشد، عقیل بن معقل، علی بن حسن بن اتش نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۶۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابن عقیل: مراد عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابو طالب ابو محمد ہاشمی مدنی ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام زینب صغری بنت علی المرتضی ہے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر بن خطاب، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک، ربیع بن معوذ، محمد ابن حنفیہ، زہری رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ان سے سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، شریک، محمد بن عجلان اور متاخرین کی جماعت کثیرہ نے روایت کی ہے۔ ان کا انتقال ۱۴۵ھ میں ہوا۔ امام ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۲)۔۔۔ محمد ابن حنفیہ: مراد محمد بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی ابو قاسم، انہیں ابو عبداللہ بھی کہا جاتا ہے لیکن ابن حنفیہ کے نام سے معروف ہیں۔ ان کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر بن قیس تھا جو کہ سبی یمامہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ انہوں نے عثمان بن عفان اور اپنے والد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ان سے حسن، عبداللہ، ابراہیم، عون، سالم بن ابی جعد، ابو یعلی، ثوری، عبداللہ بن محمد بن عقیل، عبدالاعلی بن عامر نے روایات بیان کی ہیں۔ ۸۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (۳)۔۔۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۵۸۶ احادیث نقل کی ہیں۔ بیس احادیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ نو احادیث میں امام بخاری اور

پانچ میں امام مسلم منفرد ہیں۔ان سے ان کے صاحبزادے امام حسن و حسین، محمد، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن قیس، ابوموسی، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن جعفر، ابوسعید خدری وغیرہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم نے روایات کی ہیں۔ان کی خلافت پانچ سال تک رہی، ایک قول کے مطابق پانچ سال میں چار ماہ کم خلافت رہی۔ان کی شہادت شبِ جمعہ (مشہور قول کے مطابق ۲۱ر مضان) سن ۴۰ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی۔

مال حرام کا صدقہ قبول ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فقہائے احناف کا نظریہ

*۔۔۔سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا اللہ پاک ہے اور صرف پاک مال ہی قبول کرتا ہے" (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب: قبول الصدقۃ من اکتسب، رقم: (۲۲۳۵)/۱۰۱۵، ص ۴۶۱)

امام نووی لکھتے ہیں: قاضی نے کہا ہے کہ: "الطیب" اللہ عزوجل کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور اس کے معنی نقائص سے پاک ہونا ہے، اور اس کے معنی قدوس کے بھی ہیں اور اصل میں الطیب کے معنی زکوۃ، طہارت اور خبث سے پاکیزگی حاصل کرنا ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ مال کو حلال جگہ خرچ کیا جائے اور حرام جگہ خرچ نہ کیا جائے۔اور اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں، لباس وغیرہ خالص حلال ذریعے سے حاصل شدہ ہوں اور اس میں شبہ وغیرہ کچھ نہ پایا جائے۔

(النووی علی مسلم، کتاب الزکوۃ، باب: قبول الصدقۃ من اکتسب، رقم: (۲۲۳۵)/۱۰۱۵، ص ۶۴۴)

سود، چوری، غصب اور جوئے کا روپیہ قطعی حرام ہے، اور اسی طرح وکالت ومختار کاری جیسا کہ اس زمانے میں رائج ہے قطعاً حرام ہے اور اس کی اجرت بھی قطعاً حرام، اور ہر وہ نوکری جس میں خلاف حکم خدا اور رسول فیصلہ یا حکم کرنا پڑے خواہ ریاست اسلام کی ہو یا غیر کی قطعاً حرام، اور اس کی اجرت بھی قطعاً حرام، یونہی ہر معصیت کی اجرت حرام ہے۔ (الفتاوی الرضویۃ مخرجۃ، کتاب الغصب، ج۱۹، ص ۶۴۶)

مال حرام سے صدقہ کرے یعنی فقیر کو دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر ہے، اور اگر فقیر کو معلوم ہو کہ اس نے مال حرام دیا ہے اور اس کے لئے دعا کرے اور وہ آمین کہے تو دونوں نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھیں اور تجدید نکاح کریں۔ولو تصدق علی فقیر بشیء من مال الحرام ویرجو الثواب یکفر ولو علم الفقیر بذلک فدعا له وامن المعطی فقد کفر اور کسی نے مال حرام میں سے کچھ فقیر پر صدقہ کیا اس حال میں کہ وہ اس سے ثواب کی امید کرتا ہے تو اس کی تکفیر کی جائے اور اگر فقیر کو معلوم ہو کہ یہ مال حرام ہے اس کے باوجود اس نے دینے والے کو دعا دی اور دینے والے نے اس پر آمین کہی تو دونوں کافر ہو گئے۔ (الھندیۃ، کتاب السیر، باب احکام المرتدین ومنھا ما یتعلق بالحلال والحرام وکلام الفسقۃ، ج۲، ص ۲۹۳)، (الفتاوی الرضویۃ مخرجۃ، ج۱۷، ص ۳۵۲)

سود ورشوت اور اسی جیسے حرام وخبیث مال پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی کہ جن جن سے لیا ہے اگر وہ لوگ معلوم ہیں تو انہیں واپس دینا واجب ہے اور اگر معلوم نہ رہے تو کل کا تصدق کرنا واجب ہے، چالیسواں حصہ دینے سے وہ مال کیا پاک ہو سکتا ہے جس کے باقی انتالیس حصے بھی ناپاک ہیں۔

در مختار میں ہے: لا زکوٰۃ لو کان الکل خبیثا کما فی النھر عن الحواشی السعدیۃ اگر تمام مال خبیث ہو تو اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی جیسا کہ نہر میں حواشی سعدیہ سے منقول ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الزکوۃ ،باب: زکوۃ الغنم، ج۳،ص۲۱۸)

تتار خانیہ میں "الحجۃ" سے منقول ہے: اگر کسی شخص کے پاس ناپاک مال یا مال مغصوبہ یا خلط ملط مال ہو یا مال ضمان ہو اور اس کے سوا کچھ ہی نہ ہو تو اس مال پر سال گزر جانے کی صورت میں ہمارے نزدیک زکوٰۃ نہ ہوگی، اس لئے کہ یہ مال مدیون ہے اور ہمارے نزدیک مال مدیون میں وجوب زکوٰۃ کا کوئی سبب نہیں پایا جاتا۔

(تتارخانیه ،کتاب الزکوۃ، الفصل العاشر فی بیان ما یمنع وجوب الزکوۃ، ج۲،ص ۲۱۸)

طہارت عبادت کی کنجی ہے

شریعت مطہرہ میں طہارت و حلت اصل ہیں اور ان کا ثبوت خود حاصل کہ اپنے اثبات میں کسی دلیل کا محتاج نہیں اور حرمت و نجاست عارضی کہ ان کے ثبوت کو دلیل خاص درکار اور محض شکوک و ظنون سے اُن کا اثبات ناممکن کہ طہارت و حلت پر بوجہ اصالت جو یقین تھا اُس کا زوال بھی اس کے مثل یقین ہی سے متصور، نرا ظن لاحق یقین سابق کے حکم کو رفع نہیں کرتا یہ شرع کا ضابطہ عظیمہ ہے، جس پر ہزارہا احکام متفرع ہیں۔

علامہ عبدالغنی نابلسی الحدیقۃ الندیۃ میں فرماتے ہیں: اشیاء میں اصل طہارت ہے، کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا: "اللہ نے زمین میں جو کچھ ہے تمہارے لئے پیدا کیا"۔ پس "یقین"، شک اور گمان کے ساتھ زائل نہیں ہوتا بلکہ اپنے جیسے یقین کے ساتھ زائل ہوتا ہے۔ یہ قاعدہ شریعت میں مقرر ہے احادیث میں اس کی تصریح ہے اور حنفی ،شافعی، اور دیگر فقہاء کی کتب میں واضح طور پر مذکور ہے، میں نے اس میں علماء کا اختلاف بالکل نہیں پایا۔ جب یہ ثابت ہوا کہ طہارت کے اصل ہونے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، اور جب اس اصل میں کمی ہوگی تو نماز جیسی اہم ترین عبادت میں بھی نقص وارد ہوگا اسی اہمیت کے پیش نظر سید عالم ﷺ کا فرمان مذکورہ ہوا ہے۔ اور طہارت کے بغیر نماز کی نفی کرنے میں عمومیت پائی جارہی ہے یعنی نفل نماز ہو یا فرض یا واجب کوئی نماز بھی بغیر طہارت کے قابل قبول نہیں ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث سے طہارت کی فرضیت ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ اللہ عزوجل بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کرتا کیونکہ نماز کی صحت طہارت کے وجود کے ساتھ پائی جارہی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ طہارت کے واجب ہونے کا سبب کیا ہے؟ تو میں (علامہ عینی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جب کوئی بے وضو ہو جائے اور نماز کا ارادہ رکھتا ہو تو اُسے چاہیے کہ وضو کرے، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا موںھ دھوؤ (المائدۃ:٦)﴾ یعنی جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو اور بے وضو ہو تو وضو کرو کیونکہ مطلق قیام اہل ظاہر کے نزدیک مراد نہیں ہے اور نہ ہی مطلق بے وضو ہونا جیسا کہ اہل طرد کا مذہب ہے، اور دونوں کے فساد ظاہر ہیں پھر اس بارے میں بھی اختلاف پایا گیا کہ نماز کے لئے طہارت کب فرض ہوئی؟ پس ابن الجہم کہتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں وضو کرنا سنت تھا، پھر آیت تیمم نازل ہونے کی وجہ سے فرض کر دیا گیا۔ جمہور

کہتے ہیں کہ پہلے ہی فرض تھا، اور اس کی حکمت سید عالم ﷺ کا یہی ماقبل فرمان ہے کہ جس میں صدقہ اور صلوۃ کو جمع کر کے بیان کیا گیا، اس لئے کہ عبادت کی دو قسمیں ہوتی ہیں: مالی اور بدنی، اس لئے کہ مالی عبادت کو صدقات کے ساتھ کہ جس میں کئی منافع اور خیر کے عمومی حالات پائے جاتے ہیں اور دوسری عبادت بدنی ہے جس میں نماز کو رکھا گیا ہے جو کہ کتاب وسنت سے ثابت شدہ ہے اور دین کی بنیاد کہلاتی ہے اور اسلام وکفر میں فرق کرنے والی ہے اور یہ اہم ترین عبادت طہارت کی محتاج ہے۔ پس صدقہ مال کی طہارت اور نماز بدن کی طہارت کی محتاج ہے۔

(شرح ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: فرض الوضوء، ج۱، ص۸۴ وغیرہ)

نماز کی تحریم وتحلیل کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف

علامہ عینی لکھتے ہیں: نماز کی تحریم تکبیر کہنا ہے، نمازی تکبیر کہتے ہوئے نماز میں داخل ہوتا ہے اور کلام کرنا اور دیگر افعال منع ہو جاتے ہیں۔ گویا کہ تکبیر کہتے ہی اس پر دیگر افعال جو کہ نماز کے علاوہ جائز تھے منع ہو جاتے ہیں اسی مناسبت سے اس کو تکبیر الاحرام کہتے ہیں، یعنی نماز میں بعض چیزیں حرام کرنے والی تکبیر، اور ہمارے علماء نے اسے نماز میں فرض قرار دیا ہے اور ابو یوسف نے اسی پر استدلال کرتے ہوئے شروع نماز میں مشقت سے بچنے کے لئے کچھ الفاظ متعین فرمائے ہیں: اللہ اکبر، اللہ الاکبر، اللہ الکبیر۔ اور اسی پر امام شافعی اور امام مالک نے بھی استدلال کیا ہے اور کہتے ہیں کہ شارع نے ایک لفظ کے ساتھ ہی تحریم لازم نہیں فرمائی کہ فقط اللہ اکبر ہی سے نماز کا آغاز ہو سکے۔ اور امام ابو حنیفہ وامام محمد کہتے ہیں کہ ہر وہ ذکر جس میں اللہ جل جلالہ کی توصیف وثناء کی جاتی ہو اس سے نماز کا آغاز کرنا جائز ہے اور اس سے اللہ کی تعظیم مقصود ہے نہ کہ اس کے غیر کی، مثلا یوں کہے: اللہ اکبر، اللہ الاکبر، اللہ الکبیر، اللہ اجل، اللہ اعظم، یا یوں کہے الحمد للہ، یا سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ، یعنی ہر وہ نام جو اللہ کی شان وتوصیف پر مبنی ہو جیسا کہ کوئی یوں کہے: الرحمن اعظم، الرحیم اجل، کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ﴿وذکر اسم ربه فصلی اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی (الاعلی: ۱۵)﴾۔ نمازی کے لئے سلام پھیرتے ہی وہ چیزیں حلال ہو جاتی ہیں جو تکبیر کہنے کے ساتھ ہی حرام ہو گئی تھیں، جیسے کلام اور دیگر افعال خارجہ جو نماز میں جائز نہ تھے ،اسی طرح وہ افعال جو حاجی پر احرام کی حالت میں حرام ہو جاتے ہیں اور بعد احرام کے جائز ہو جاتے ہیں۔ اور اسی سے ہمارے اصحاب احناف نے یہ استدلال کیا ہے کہ لفظ "السلام" کہنا واجب ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے۔ اس لئے کہ الف لام تعریف یا جنس کا ہے، اور تمام اجناس تحلیل سلام کے ساتھ جائز ہو جاتی ہیں اس لئے اسے بھی تکبیر پر قیاس کرتے ہوئے فرض کہا گیا ہے۔ جب کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ حکم خبر واحد سے حاصل ہو رہا ہے جو کہ فرضیت کو شامل نہیں ہو سکتا اس لئے ہم نے احتیاطاً واجب مانا ہے۔

(شرح ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: فرض الوضوء، ج۱، ص ۸۷)

(٣٢) بَابُ الرَّجُلِ يُجَدِّدُ الْوُضُوءَ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ
حدث کے بغیر دوبارہ وضو کرنے کا بیان

(٦٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَنَا لِحَدِيثِ ابْنِ يَحْيَى أَتْقَنُ عَنْ غُطَيْفٍ وَقَالَ مُحَمَّدٌ: عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ الْهُذَلِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما. فَلَمَّا نُودِيَ بِالظُّهْرِ تَوَضَّأَ فَصَلَّى فَلَمَّا نُودِيَ بِالْعَصْرِ تَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كَتَبَ اللهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ وَهُوَ أَتَمُّ.

محمد بن یحیی بن فارس عبداللہ بن یزید المقری، مسدد عیسی بن یونس، عبدالرحمن بن زیاد، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابن یحیی کی حدیث میں اس کے بعد مجھے یوں محفوظ ہے، غطیف محمد، ابی غطیف الہذلی کا بیان ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا جب ظہر کی اذان ہوئی تو انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی، جب عصر کی اذان ہوئی تو انہوں نے وضو کر کے نماز ادا کی، میں نے یہ بات ان کی خدمت میں عرض کی تو ارشاد ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو وضو کی حالت میں وضو کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ (سند کے اعتبار سے) مسدد کی یہ حدیث زیادہ مکمل ہے۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "الرجل یجدد الوضوء من غیر حدث" اور اس کے تحت حدیث بھی ایسی ہی لائے چنانچہ حدیث کے الفاظ یوں ہیں: "من توضأ علی طهر کتب الله له عشر حسنات"، صحاح کی کتب میں اس موضوع پر احادیث درج ذیل مقامات پر موجود ہیں۔

*۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (وضو ہونے یا نہ ہونے دونوں صورتوں میں) ہر نماز کے لئے وضو فرمایا کرتے تھے۔ (سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب الوضوء لکل صلوة، ما جاء انه یصلی لصلوات، رقم: ٦١،٥٨، ص٣٠ وغیرہ)، (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: الوضوء علی الطهارة، رقم: ٥١٢، ص١٠٣)

حل لغات

بالظهر: میں باء بمعنی فی ہے، مراد نماز ظہر کا وقت ہے۔

فقلت له: یعنی میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہا نماز عصر کے لئے نئے وضو کے بارے میں دریافت کرنے کو۔

علی طهر: یعنی جس کا وضو ہو پھر بھی وضو کرے۔

حدیث نمبر "۶۲" کے رجال

(۱)۔۔۔عبداللہ بن یزید :المقری مدنی مخزومی، اسود بن عبدالاسد کے مولی تھے۔ابو سلمہ بن عبدالرحمن ، محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان، ابو عیاش سے سماعِ حدیث کی ہے۔یحیی بن ابی کثیر ، مالک بن انس، اسامہ بن زید نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۲)۔۔۔عبدالرحمن بن زیاد : بن انعم ابن محمد بن معدی کرب شعبانی ابوایوب افریقی ، انہوں نے ابوعبدالرحمن حُبلی، عبدالرحمن بن رافع تنوخی، بکر بن سوادہ، عمارہ بن راشد سے سماعِ حدیث کی ہے۔ثوری، عبداللہ بن وہب، ابن مبارک، عیسی بن یونس نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ان کا انتقال ۱۵۶ھ میں ہوا۔ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۳)۔۔۔ابو غُطیف :انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایات لی ہیں، ابوزرعہ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ان کا نام نہیں سنا۔ ان سے ابوخالد عبدالرحمن بن زیاد افریقی نے روایات بیان کی ہیں۔ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

وضوپر وضو کرنے کے بارے میں فقہائے کرام کے اقوال

*۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کل بروز قیامت وضو میں استعمال کیا جانے کے پانی وزن کیا جائے گا"۔

(سنن الترمذی، ابواب الطھارۃ، باب ما جاء فی المندیل، رقم:۵۴، ص۲۸)

*۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "الوضوء علی الوضوء نور علی نور یعنی وضو پر وضو نور علی نور ہے"

(کشف الخفاء، رقم:۲۸۹۷، الشاملۃ)

اعلی حضرت فرماتے ہیں: بعض نے فرمایا کہ وضو پر وضو اسی وقت مستحب ہے کہ پہلے سے وضو کوئی نماز یا سجدہ تلاوت وغیرہ کوئی فعل جس کے لئے باوضو ہونے کا حکم ہے، ادا کر چکا ہو بغیر اس کے تجدید وضو مکروہ ہے۔ بعض نے فرمایا ایک بار تجدید تو بغیر اس کے بھی مستحب ہے، ایک سے زیادہ بے اس کے مکروہ ہے اور مصنف کی تحقیق کہ ہمارے ائمہ کا کلام اور نیز احادیث خیر الانام مطلقاً تجدید وضو مستحب فرماتی ہیں ان قیدوں کا ثبوت کوئی ظاہر نہیں ۔خلاصہ میں اعضائے وضو چار بار دھونے کی کراہیت میں دو قول نقل کر کے فرمایا تھا: "ھذا اذا لم یفرغ من الوضوء فان فرغ ثم استانف الوضوء لا یکرہ بالاتفاقیۃ اس صورت میں ہے کہ ابھی وضو سے فارغ نہ ہوا ہو اگر فارغ ہو گیا پھر از سر نو وضو کیا تو بالاتفاق مکروہ نہیں"۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطھارۃ، باب: سنن الوضو، مطلب: فی الوضو علی الوضو، ج۱، ص۲۴۰)

اسی تتارخانیہ میں امام ناطفی سے ہے کما فی ش اس سے ثابت کہ ایک وضو سے فارغ ہو کر معاً بہ نیت وضو علی الوضو شروع کر دینا ہمارے ہاں بالاتفاق جائز ہے اور کسی کے نزدیک مکروہ نہیں، اس پر علامہ حلبی نے وہ اشکال قائم کیا اور علامہ علی قاری نے "مرقاۃ" میں زیر حدیث: "فمن زاد علی ھذا فقد اساء و تعدی یعنی جس نے اس

پر زیادتی کی اس نے بُرا کیا اور حد سے بڑھا"۔ ان کی تبعیت کی۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطهارة، باب: سنن الوضوء، رقم:۴۱۷، ج۲، ص۱۱۵)

امام مناوی لکھتے ہیں کہ وضو پر وضو کرنے والے کو دس بار وضو کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(شرح سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب: الرجل یجدد الوضو من غیر، ج۱، ص ۸۹)

بعض کہتے ہیں کہ ایک جلسے میں دو بار وضو مکروہ ہے، بعض نے فرمایا دو بار تک مستحب ہے اس سے زائد مکروہ ہے اور مصنف کی تحقیق کہ احادیث وائمہ کے اقوال مطلق ہیں اور تحدیدوں کا ثبوت ظاہر نہیں۔

ہندیہ میں ہے: لوزاد علی الثلث لطمانینة القلب عند الشك او بنیة وضوء اخر فلا باس به هکذا فی النهایة والسراج الوهاج شک ہونے کے وقت اطمینانِ قلب کیلئے یا دوسرے وضو کی نیت سے دھویا تو کوئی حرج نہیں ایسا ہی نہایہ اور سراج وہاج میں ہے۔ (الهندیة، کتاب الطهارة، الباب الاول، الفصل الثانی، ج۱، ص۹)

کیا کلام سراج خود اپنے مناقض ہے اور اگر ہے تو اُن کا وہ کلام احق بالقبول ہوگا جو عامہ اکابر فحول کے موافق ہے یا وہ کہ اُن سب کے اور خود اپنے بھی مخالف ہے۔ لاجرم صاحب بحر کے برادر و تلمیذ نے نہر الفائق میں ظاہر کر دیا کہ سراج نے ایک مجلس میں چند بار وضو کو مکروہ کہا ہے دو بار میں حرج نہیں تو اعتراض نہ رہا۔

سراج وہاج کی عبارت یہ ہے: لو تکرر الوضوء فی مجلس واحد مرارا لم یستحب بل یکرہ لما فیه من الاسراف اھ وهذا هو ماخذ ماقدمنا عن المولی النابلسی رحمه الله تعالیٰ اگر وضو ایک مجلس میں چند بار مکرر ہو تو مستحب نہیں بلکہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں اسراف ہے اور یہی اس کلام کا ماخذ ہے جو ہم نے علامہ نابلسی کے حوالہ سے پیش کیا۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطهارة، باب: سنن الوضوء، مطلب فی الوضوء علی الوضوء، ج۱، ص۲۴۰)

اقول و باللہ التوفیق: وضوئے جدید میں کوئی غرض صحیح مقبول شرع ہے یا نہیں، اور اگر نہیں تو واجب کہ مطلقاً تجدید مکروہ و ممنوع ہو اگرچہ ایک ہی بار، اگرچہ مجلس بدل کر، اگرچہ ایک نماز پڑھ کر کہ بیکار بہانا ہی اسراف ہے اور اسراف ناجائز ہے، اور اگر غرض صحیح ہے مثلاً زیادت نظافت تو وہ غرض زیادت قبول کرتی ہے یا نہیں، اگر نہیں تو ایک ہی بار کی اجازت چاہئے اگرچہ مجلس بدل جائے کہ تبدیل مجلس نام تزاید نہ کر دے گا وہ کونسی غرض شرعی ہے کہ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے تو قابل زیادت نہیں اور وہاں سے اُٹھ کر ایک قدم ہٹ کر بیٹھ جائے تو از سر نو زیادت پائے، اور اگر ہاں تو کیا وجہ ہے کہ مجلس میں دوبارہ تکرار کی اجازت نہ ہو بالجملہ جگہ بدلنے کو اسباب میں کوئی دخل نظر نہیں آتا تو قدم قدم ہٹ کر سو بار تکرار کی اجازت اور بے ہٹے ایک بار سے زیادہ کی ممانعت کوئی وجہ نہیں رکھتی۔ احادیث بے شک مطلق ہیں اور ہمارے ائمہ کا متفق علیہ مسئلہ بھی یقیناً مطلق اور ایک اور متعدد کا تفرقہ ناموجّہ۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ (الفتاوی الرضویة مخرجة، ج۲،۱، ص۹۴۶)

(۳۳) باب ما ينجس الماء
پانی کبھی ناپاک نہیں ہوتا

(۶۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُهُمْ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ ﷺ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ الْعَلَاءِ وَقَالَ عُثْمَانُ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ الصَّوَابُ۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ان کے والد محترم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ سے ایسے پانی کے متعلق پوچھا گیا جس میں جنگلی جانور اور درندے آتے جاتے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب پانی دو قلوں کے برابر ہو تو ناپاک نہیں ہوتا"، یہ ابن العلاء کے الفاظ ہیں، عثمان اور حسن بن علی نے اسے محمد بن عباد بن جعفر سے بھی روایت کیا ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ محمد بن عباد بن جعفر نہیں بلکہ صحیح نام محمد بن جعفر ہے۔

(۶۴) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَبُو كَامِلٍ: ابْنُ الزُّبَيْرِ: عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ فِي الْفَلَاةِ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر نے اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ سے اس پانی کے متعلق پوچھا گیا جو جنگل میں ہو تو اسی (ماقبل) کو ذکر فرمایا۔

(۶۵) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَإِنَّهُ لَا يَنْجُسُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَقَفَهُ عَنْ عَاصِمٍ۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میرے والد محترم نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب پانی دو قلوں کے برابر ہو تو وہ نجس نہیں ہوتا"۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ حماد بن زید نے اس حدیث کو عاصم سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب: "ما ینجس الماء" کے تحت حدیث قلتین لائے کہ پانی جب دو قلے ہو جائے تو کوئی چیز اُسے ناپاک نہیں کرتی، صحاح میں اس موضوع کے مطابق احادیث درج ذیل مقامات پر ہیں۔

*۔۔۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میدانوں اور جنگلوں کے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جس پر درندے اور چوپائے گزرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب پانی دو قلوں کو پہنچ جائے تو ناپاک نہیں ہوتا"۔ (سنن الترمذی کتاب الطھارۃ، باب: منه آخر، رقم:٦٧، ص٣٢)، (سنن نسائی، کتاب الطھارۃ، باب: التوقیت فی الماء، رقم:٣٢٦، ص٨٨)، (سنن ابن ماجه، کتاب الطھارۃ، باب: مقدار الماء الذی لا ینجس، رقم:٥١٧، ص١٠٤)

حل لغات

وما ینوبه من الدواب: مراد وہ پانی ہے جہاں درندے وغیرہ آسانی سے پینے پہنچتے ہوں۔

قلتین: تثنیہ ہے قلۃ کی، مراد بڑا گھڑا یا مٹکا ہے اور اس کی جمع قلال ہے۔ فی الفلاۃ: مراد صحراء ہے۔

حدیث نمبر "٦٣" کے رجال

(١)۔۔۔ ولید بن کثیر: ابو محمد قرشی مخزومی، انہوں نے محمد بن کعب قرظی، عبداللہ بن عبداللہ بن عمر، وہب بن کیسان، ابن عمر کے مولی نافع اور جماعت متاخرین سے روایات کی ہیں جب کہ ان سے ابراہیم بن سعد، ابواسامہ، محمد واقدی، سفیان بن عیینہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال کوفہ میں ١٥١ھ میں ہوا۔ (٢)۔۔۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر: بن خطاب ابو عبدالرحمن مدنی، انہوں نے اپنے والد سے سماع حدیث کی ہے۔ زہری، نافع، محمد بن عباد بن جعفر، محمد بن جعفر بن زبیر نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے ابتدائی دور میں انتقال کیا۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد و نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (٣)۔۔۔ محمد بن عباد بن جعفر: بن رفاعہ بن امیہ بن عابد، ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی مکی۔ ان کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن سائب بن ابی سائب مخزومی ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن مسیب عابدی رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ابن جریج، عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ، زیاد بن اسماعیل نے ان سے روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "٦٤" کے رجال

(١)۔۔۔ ابو کامل فضیل بن حسن: ابو طلحہ ابو کامل جحدری بصری۔ حماد بن زید، ابو عوانہ، حماد بن سلمہ، یزید بن زریع سے روایات کی ہیں۔ ان سے ابو زرعہ نے روایات بیان کی ہیں۔ بخاری نے تعلیقاً اور مسلم، ابوداؤد، نسائی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ٢٣٧ھ میں ہوا۔ (٢)۔۔۔ یزید بن زریع بصری: ابو معاویہ عائشی، انہوں نے ہشام بن عروہ، ایوب سختیانی، عبداللہ بن عون، حمید طویل، ثوری سے سماعِ حدیث کی ہے۔ ان سے ابن مبارک، عبدالرحمن بن مہدی، بہز بن اسد، ابو کامل جحدری، قتیبہ بن سعید نے روایات کی ہیں۔ سن ١٨٢ھ میں بصرہ میں انتقال ہوا۔

حدیث نمبر "۶۵" کے رجال: تمام راویوں کے احوال ماقبل بیان ہو چکے ہیں۔

حدیث قلتین کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف

مذکورہ بالا حدیث امام شافعی اور ان کے اصحاب کی دلیل ہے، ان کا کہنا ہے کہ پانی جب دو قلوں تک پہنچ جائے تو اُسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی، اور یہی مذہب احمد اور ابو ثور کا بھی ہے۔ اور ان کے قول کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا: "فانه لا ینجس"۔ اور اسی طرح "لا ینجسه شیء"۔

(سنن النسائی، کتاب المیاه، باب: ذکر بئر بضاعة، رقم: ۳۲۴، ص ۸۷)

بیہقی "باب قدر القلتین" نے اس میں شافعی سے اسناد بیان کی ہے، ہمیں مسلم بن خالد نے ابن جریج کی سند سے خبر دی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب پانی دو قلوں تک پہنچ جائے تو اُسے ناپاکی نہیں پہنچتی"۔

اور امام شافعی "بقلال هجر" کے تحت کہتے ہیں کہ مسلم بن خالد نے نصف مشکیزے سے کم یا نصف مشکیزے کے برابر پانی مراد لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پانچ مٹکے قلتین سے زیادہ ہوتے ہیں اور القلتان پانچ مٹکوں سے کم ہوتے ہیں، پس احتیاط کا تقاضا اسی میں ہے کہ یوں کہا جائے کہ ایک قلہ دو مٹکے اور نصف کے برابر ہوتا ہے، پس ثابت ہوا کہ پانی جب پانچ مٹکے تک ہو تو اُسے ناپاکی نہیں پہنچتی چہ جائے کہ پانی جاری ہو یا نہ ہو مگر یہ کہ پانی کے رنگ، بُو اور ذائقہ میں تبدیلی آجائے۔ بیہقی نے یحیی بن عقیل سے ایک روایت یوں بھی نقل کی ہے: "اذا کان الماء قلتین لم یحمل نجسا ولا بأسا"۔ یحیی بن عقیل کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ ہر قلہ دو مشکیزوں کے برابر ہوتا ہے اور احمد بن علی نے اپنی روایت میں یہ زیادتی کی ہے کہ "ایک مشکیزہ سولہ رطل کا ہوتا ہے"۔

ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا کہنا ہے کہ ہر پانی جس میں نجاست گر جائے تو اس سے وضو جائز نہیں چہ جائے کہ پانی قلیل ہو یا کثیر، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "لا یبولن احدکم فی الماء الدائم ولا یغتسلن فیه من الجنابة یعنی تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے اور نہ ہی اس پانی سے غسل جنابت اتارے"۔ حدیث مذکورہ بغیر کسی فصل کے قلیل، کثیر اور قلتین کے مذکور ہوئی ہے اور جہاں تک حدیث قلتین کا تعلق ہے تو اس میں لفظاً اور معناً اضطراب ہے۔ سند اور متن میں بھی اختلاف ہے۔ سند کا اختلاف طوالت کے باعث اور پھر موجودہ دور میں لوگوں کے فن رجال سے کم دلچسپی کے باعث ذکر نہیں کر رہے تاہم متن کے اختلاف کا خلاصہ یوں ہے کہ دار القطنی نے اپنی "سنن" اور ابن عدی نے "الکامل" اور عقیلی نے اپنی کتاب میں قاسم بن عبید اللہ العمری، انہوں نے محمد بن منکدر، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اذا بلغ الماء اربعین قلة فانه لا یحمل الخبث یعنی جب پانی چالیس قلہ ہو جائے تو اُسے ناپاکی نہیں پہنچتی"۔ دار القطنی کہتے ہیں کہ قاسم بن عبید اللہ العمری اور جو ان کی سند میں ہیں، ضعیف اور بہت خطا کرنے والے تھے۔ اور دار القطنی نے اسی طرح بشر بن السری، انہوں نے ابن لہیعہ، یزید بن ابی حبیب، سلیمان بن سنان، عبد الرحمن بن ابی ہریرہ، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اذا کان الماء قدر اربعین قلة لم یحمل

خبثا پانی جب چالیس قلوں کی مقدار تک پہنچ جائے تو اُسے ناپاکی نہیں پہنچتی"۔ جب کہ ایک روایت میں "اربعین غرفا چالیس چلو" اور ایک میں "اربعین دلوا چالیس ڈول" بھی مذکور ہے۔ اور اسی طرح قلتین کے معنی میں بھی اضطراب ہے کیونکہ القلۃ مشترک ہے جو کہ "الجرۃ"، اور "القربۃ یعنی مشک"، وغیرہ معنوں کے لئے مشترک ہے۔ (شرح ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب: ماینجس الماء، ج۱، ص ۹۱ وغیرہ)

(۳۴) بَابُ مَا جَاءَ فِي بِئْرِ بُضَاعَةَ
بضاعہ کنویں کا بیان

(۶۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ يُطْرَحُ فِيهَا الْحِيَضُ وَلَحْمُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ رَافِعٍ۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن رافع نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گزارش پیش کی گئی کہ ہم بضاعہ کنویں کے پانی سے وضو کرتے ہیں، حالانکہ اس میں حیض کے کپڑے، کتوں کا گوشت اور گندی چیزیں پھینکی جاتی ہیں۔ اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانی پاک ہوتا ہے اُسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی"۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ بعض حضرات نے عبداللہ بن رافع کے بجائے عبدالرحمن بن رافع کہا ہے۔

(۶۷) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيَّانِ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَلِيطِ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْعَدَوِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يُقَالُ لَهُ: إِنَّهُ يُسْتَقَى لَكَ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ يُلْقَى فِيهَا لُحُومُ الْكِلَابِ وَالْمَحَايِضُ وَعَذِرُ النَّاسِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ قُتَيْبَةَ بْنَ سَعِيدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ قَيِّمَ بِئْرِ بُضَاعَةَ عَنْ عُمْقِهَا؟ قَالَ: أَكْثَرُ مَا يَكُونُ فِيهَا الْمَاءُ إِلَى الْعَانَةِ قُلْتُ: فَإِذَا نَقَصَ قَالَ: دُونَ الْعَوْرَةِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "وَقَدَّرْتُ أَنَا بِئْرَ بُضَاعَةَ بِرِدَائِي مَدَدْتُهُ عَلَيْهَا ثُمَّ ذَرَعْتُهُ فَإِذَا عَرْضُهَا سِتَّةُ أَذْرُعٍ وَسَأَلْتُ الَّذِي فَتَحَ لِي بَابَ الْبُسْتَانِ فَأَدْخَلَنِي إِلَيْهِ هَلْ غُيِّرَ بِنَاؤُهَا عَمَّا كَانَتْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: لَا وَرَأَيْتُ فِيهَا مَاءً مُتَغَيِّرَ اللَّوْنِ"۔

عبیداللہ بن عبدالرحمن بن رافع انصاری عدوی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مسئلہ رکھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بضاعہ کنویں سے پانی لاکر پلایا جاتا ہے اور وہ ایسا کنواں ہے کہ اس میں کتوں کا گوشت، حیض کے کپڑے اور لوگوں کے فضلات وغیرہ ڈالے جاتے ہیں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانی پاک ہوتا ہے اُسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی"۔ امام ابوداؤد کا بیان

ہے کہ میں نے قتیبہ بن سعید کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے بضاعہ کنویں کے متولی سے اس کی گہرائی کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا زیادہ سے زیادہ اس کا پانی اتنا ہوتا ہے کہ ناف تک آئے۔ میں نے پوچھا کہ جب کم ہو جاتا ہے کہا کہ ستر (گھٹنے) سے نیچے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ میں نے اندازہ کرنے کی غرض سے بضاعہ کنویں کی اپنی چادر کے ساتھ پیمائش کی چنانچہ ناپنے پر چوڑائی چھ ذراع چھ گز نکلی۔ پھر میں نے اس شخص سے پوچھا جس نے میرے لئے باغ کا دروازہ کھولا اور مجھے اس تک جانے دیا تھا کہ جس حالت پر یہ پہلے تھا کیا وہ تعمیر بدل گئی ہے؟ کہا نہیں، اور میں نے اس کے پانی کا رنگ بدلا ہوا دیکھا ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابو داؤد نے باب کا نام رکھا: "ما جاء فی بئر بضاعة" اور اس کے تحت احادیث بھی ایسی ہی لائے جس میں بئر بضاعہ کے بارے میں بیان موجود ہے، صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع پر احادیث درج ذیل مقامات پر موجود ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم بضاعہ کے کنویں سے وضو کر لیا کریں کیونکہ یہ وہ کنواں تھا جس میں حیض کے کپڑے، کتوں کا گوشت اور بدبودار چیزیں ڈالی جاتی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی"۔

(سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب: ما جاء ان الماء لا ینجسة شیء، رقم: ٦٦، ص ٣٢)، (سنن نسائی، کتاب الطھارۃ، باب ذکر بئر بضاعۃ، رقم: ٣٢٤، ص ٨٧)

*۔۔۔ ابو امامہ باہلی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کوئی چیز پانی کو ناپاک نہیں کرتی جب تک اس کا مزہ، خوشبو اور رنگ بدل نہ جائے"۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ، باب الحیاض، رقم: ٥٢١، ص ١٠٤)

حل لغات

بئر بضاعة: پانی کا کنواں، راجح قول یہ ہے کہ اوپر سے بہنے والی وہ نہر جاری جس میں کسی قسم کی گندگی کا اثر نہ پایا جائے اور وہ نہر حدود زمین میں پائی جائے اور اگرچہ اس میں راستے کی گندگی ڈالی جاتی ہو لیکن پانی کا بہاؤ اُسے لے جائے اور اس کی وجہ سے پانی میں کسی قسم کا تغیر رونما نہ ہو پائے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مقدس نشان ہے کہ ایسا کثیر پانی جس میں اس قسم کے کنویں کی کوئی صفت پائی جائے تو پانی کی کثرت کی وجہ سے ایسی چیزیں پانی کو نجس نہیں کرتیں۔ یطرح فیھا الحیض: یعنی وہ کنواں جس میں حیض وغیرہ کے گندے کپڑے ڈالے جاتے تھے۔

النتن: ناپسندیدہ بُو یا ہر ناپسندیدہ چیز یا بُو۔ انه یستقی لك: یعنی مذکورہ کنویں سے پانی پلایا جانا مراد ہے۔

وعذر الناس: العذر عین کی فتح اور ذال کی کسرہ کے ساتھ، یعنی لوگوں کے فضلات۔

مددته علیھا: جملہ حالیہ قد کی تقدیر کے ساتھ، تقدیر عبارت یوں ہو گی: "قد مددته علیھا یعنی میں نے اپنی چادر سے بئر بضاعہ کی پیمائش کی"۔

حدیث نمبر "۶۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن سلیمان انباری: ابوداؤد کا بیٹا مراد ہے۔ ابواسامہ، ابومعاویہ ضریر، وکیع بن جراح، عبدالرحمن بن مہدی، عبدالوہاب بن عطاء، ابوعامر عقدی سے روایات بیان کی ہیں۔ ابوداؤد اور یعقوب بن شیبہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۲۳۴ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ محمد بن کعب بن مالک: بن ابی قین انصاری، سلمی مدنی مراد ہیں۔ انہوں نے اپنے بھائی عبداللہ سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے ولید بن کثیر نے روایات بیان کی ہیں۔ مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۳)۔۔۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن رافع: بن خدیج ابوالفضل مراد ہیں۔ انہوں نے اپنے والد اور ابورافع سے روایات نقل کی ہیں۔ سلیط بن ابی ایوب نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر "۶۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبدالرحمن بن رافع: نبی پاک ﷺ کے غلام، انہوں نے عبداللہ بن جعفر، اپنی پھوپھی بی بی سلمی سے روایات نقل کی ہیں۔ حماد بن سلمہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ (۲)۔۔۔ احمد بن ابو شعیب: مراد احمد بن عبداللہ بن ابی شعیب حرانی ابوالحسن قرشی اموی ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز کے غلام، اور ابوشعیب مسلم کے نام سے بھی پہچانے جاتے ہیں۔ زہیر بن معاویہ، موسیٰ بن ابی فرات، محمد بن سلمہ، موسیٰ بن اعین سے سماع حدیث کی ہے۔ ابو زرعہ، ابو حاتم، بخاری، ابوداؤد، نسائی، ترمذی میں ان کی روایات نقل ہیں۔ ان کا انتقال ۲۳۳ھ میں ہوا۔ (۳)۔۔۔ عبدالعزیز بن یحیی: بن یوسف ابواصبغ حرانی، بنی ابکاء کے مولی ہیں۔ انہوں نے عیسیٰ بن یونس کوفی، محمد بن سلمہ، عتاب بن بشیر، ولید بن مسلم سے سماع حدیث کی ہے۔ ابوداؤد، ابوزرعہ، ابو حاتم نے ان کی روایات نقل ہیں۔ ان کا انتقال ۲۳۵ھ میں ہوا۔ (۴)۔۔۔ محمد بن سلمہ: بن عبداللہ ابوعبداللہ باہلی حرانی مراد ہیں۔ بنی قتیبہ کے مولی ہیں۔ ہشام بن حسان، محمد بن اسحاق بن یسار، محمد بن عبداللہ بن علاقہ سے سماع حدیث کی ہے۔ احمد بن حنبل، ابوداؤد، عبدالعزیز بن یحیی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۹۱ھ میں ہوا۔ (۵)۔۔۔ سلیط بن ایوب: نے ابن ابی سعید خدری، اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ اِن سے محمد بن اسحق، خالد بن ابی نوف، ابوداؤد و نسائی نے روایات بیان کی ہیں۔ (۶)۔۔۔ عبیداللہ بن عبدالرحمن: بن رافع بن خدیج انصاری عدوی مراد ہیں۔ انہوں نے ابوسعید خدری، اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہے اور ان سے سلیط بن ایوب، ہشام بن عروہ، ولید بن کثیر نے روایات نقل کی ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔

بئر بضاعہ کی تحقیق

مدینہ منورہ میں ایک پرانا کنواں تھا جس میں لوگ مردار اور عورتوں کے حیض والے کپڑے پھینکا کرتے تھے، جب

سید عالم ﷺ سے اس بارے میں استفسار کیا گیا کہ لوگ اس کنویں کے پانی سے وضو کرتے ہیں تو فرمایا: "الماء طھور یعنی پانی پاک ہوتا ہے"، جب کہ اس کنویں کا پانی جاری تھا جس سے پانچ باغ سیراب کئے جاتے تھے۔اور ہمارے نزدیک جاری پانی نجاست پڑ جانے کی وجہ سے نجس نہیں ہو جاتا (جب تک کہ اوصاف نہ بدل جائیں)۔

امام مالک کہتے ہیں کہ ایسے پانی سے وضو کرنا جائز ہے جب کہ پانی کے اوصاف میں سے کسی ایک وصف میں تبدیلی نہ آگئی ہو، جب کہ امام شافعی کے نزدیک وضو کرنا جائز ہے جب کہ پانی قلتین تک پہنچ جائے، ان کی دلیل درج ذیل ہے

*۔۔۔سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب پانی دو قلوں کی مقدار پہنچ جائے تو اُسے ناپاکی نہیں پہنچتی"۔جب کہ ہماری دلیل حدیث مستیقظ ہے۔

*۔۔۔سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے اور نہ ہی اُس میں جنابت کا غسل کرے"۔

اور جہاں تک بئر بضاعہ کا تعلق ہے تو امام مالک کے نزدیک اس پانی سے دو باغ سیراب کئے جاتے تھے اور اس کا پانی جاری پانی کے حکم میں تھا جب کہ امام شافعی کے نزدیک امام ابوداؤد کی حدیث مذکورہ ضعیف ہے اور اس میں ضعف کا احتمال پایا جاتا ہے۔ (فتح القدیر علی الهدایة، کتاب الطهارة، باب: الماء الذی یجوز به، ج۱، ص۷۹-۹۰ وغیرہ)

(۳۵) بَابُ الْمَاءِ لَا یُجْنِبُ
پانی جنبی نہیں ہوتا

(۶۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: اغْتَسَلَ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَفْنَةٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَتَوَضَّأَ مِنْهَا اَوْ يَغْتَسِلَ فَقَالَتْ: لَهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِنِّي كُنْتُ جُنُبًا؛ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ۔

عکرمہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی ایک زوجۂ مطہرہ نے لگن سے غسل کیا ،پس سید عالم ﷺ اس سے وضو یا غسل کرنے تشریف لے آئے، وہ عرض گزار ہوئیں کہ یارسول اللہ ﷺ میں جنابت سے تھی، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "(بچا ہوا) پانی تو جنبی نہ ہوگا"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

حدیث: "ان الماء لا یجنب" کے بیان کے لئے باب کا عنوان یوں قائم کیا: "الماء لا یجنب"، صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع پر احادیث درج ذیل مقامات پر وارد ہوئی ہیں۔

*۔۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کی ایک زوجہ مطہرہ نے ایک بڑے برتن میں غسل کیا، پھر حضور ﷺ نے اس سے وضو کا ارادہ فرمایا انہوں نے عرض کیا حضور میں حالت جنابت سے تھی آپ

ﷺ نے فرمایا:" پانی جنبی نہیں ہوتا "۔ (سنن الترمذی،کتاب الطھارۃ،باب :الرخصة فی ذلک،رقم:۶۵،ص ۳۲)،(سنن النسائی،کتاب الطھارۃ، باب:کتاب المیاہ،رقم:۳۲۳،ص ۸۷)،(سنن ابن ماجه،کتاب الطھارۃ،باب:الرخصة بفضل وضوء لمراءۃ،رقم:۳۷۱،۳۷۰،ص ۸۲)

حل لغات

جفنة : بڑا پیالہ۔لا یجنب: یعنی ایسا برتن جس کا پانی جنبی استعمال کرے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ایک قول کے مطابق جنب کے معنی ایسا شخص جو اپنے اہل وعیال اور وطن سے دور ہو کیونکہ الجنابۃ بمعنی البعد بھی لیا جاتا ہے۔ خطابی کہتے ہیں کہ چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں جنب لاحق نہیں ہوتا: کپڑا، انسان، زمین اور پانی۔اس کی شرح یہ ہے کہ جب کپڑے کو جنبی یا حائضہ کا پسینہ لگ جائے تو کپڑا نجس نہیں ہوتا، انسان جب جنبی ہو جائے تو نجس نہیں ہوتا اور اگر کسی جنبی یا مشرک سے مصافحہ کر لے تو نجس نہیں ہوتا، اور پانی جب کہ اس میں کوئی جنبی شخص اپنا ہاتھ ڈال دے یا اس پانی سے ہاتھ دھولے تو وہ پانی نجس نہیں ہوتا اور زمین جب کہ اُس پر کوئی جنبی شخص نہالے تو وہ ناپاک نہیں ہوتی۔

حدیث نمبر"۶۸" کے رجال

(۱)۔۔۔۔ابو احوص: ان کا نام عوف بن مالک بن نضلہ بن خدیج کوفی تابعی ہیں۔انہوں نے اپنے والد، حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ حسن بصری، عطاء بن سائب، شعبی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۲)۔۔۔۔سماک: مراد ابن حرب بن اوس بن خالد بن نزار بن معاویہ بن حارثہ ذھلی البکری مراد ہیں۔انہوں نے جابر بن سمرہ، نعمان بن بشیر، انس بن مالک، سعید بن جبیر، شعبی، ابراہیم نخعی سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے اسماعیل بن ابی خالد، اعمش، ثوری، شعبہ، ابو احوص نے سماع حدیث کی ہے۔(۳)۔۔۔عکرمہ: قرشی ہاشمی ابو عبداللہ مدنی، عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کا غلام، انہوں نے عبداللہ بن عباس، ابو قتادہ حارث بن ربعی انصاری، عبداللہ بن عمر، عمرو بن عاص، ابوہریرہ، ابو سعید خدری اور معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ عمرو بن دینار، شعیب، زہری، قتادہ، سماک بن حرب، اعمش، سدی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔۱۰۷ھ میں انتقال فرمایا۔

استعمال شدہ پانی کی تعریف اعلیٰ حضرت کے نزدیک

مستعمل وہ قلیل پانی ہے جس نے یا تو تطہیر نجاست حکمیہ سے کسی واجب کو ساقط کیا یعنی انسان کے کسی ایسے پارہ جسم کو مس کیا جس کی تطہیر وضو یا غسل سے بالفعل لازم تھی یا ظاہر بدن پر اُس کا استعمال خود کار ثواب تھا اور استعمال کرنے والے نے اپنے بدن پر اُسی امر ثواب کی نیت سے استعمال کیا اور یوں اسقاط واجب تطہیر یا اقامت قربت کر کے عضو سے جُدا ہوا اگرچہ ہنوز کسی جگہ مستقر نہ ہوا بلکہ روانی میں ہے اور بعض نے زوال حرکت وحصول استقرار کی بھی شرط لگائی۔ (الفتاوی الرضویة مخرجة ،رسالہ:الطرس المعدل فی حد الماء المستعمل، ج ۲،ص ۴۳ وغیرہ)

مائے مستعمل کے بارے میں اختلاف ائمہ

مائے مستعمل وہ ہوتا ہے جو وضو یا غسل جیسی طہارت کے لئے استعمال کے قابل نہ ہو، لیکن اس میں امام مالک اور شافعی کا اختلاف ہے۔ امام شافعی کے مائے مستعمل کے بارے میں تین اقوال ہیں: (۱)۔۔۔ ظاہر ترین قول وہی ہے جو امام محمد کا ہے (یعنی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے)، بے وضو شخص کی وجہ سے پانی مستعمل ہوا ہے تو وہ پاک ہے لیکن پاک کرنے والا نہیں لیکن اگر باوضو شخص تھا تو پانی پاک بھی ہے اور پاک کرنے والا بھی ہے اور یہی قول امام زفر کا بھی ہے۔ (فتح القدیر مع عنایه ،کتاب الطهارة، باب: الماء الذی یجوز به الوضوء ،ج۱،ص ۹۰وغیرہ)

اعلیٰ حضرت کا موقف وافادات درباب مائے مستعمل

آب کثیر یعنی دَہ دردَہ یا جاری پانی میں محدث وضو یا جنب غسل کرے یا کوئی نجاست ہی دھوئی جائے تو پانی نہ نجس ہوگا نہ مستعمل لہذا قلیل کی قید ضرور ہے۔ محدث نے تمام یا بعض اعضائے وضو دھوئے اگرچہ بے نیت وضو محض ٹھنڈ یا میل وغیرہ جُدا کرنے کیلئے یا اُس نے اصلاً کوئی فعل نہ کیا نہ اُس کا قصد تھا بلکہ کسی دوسرے نے اُس پر پانی ڈال دیا جو اس کے کسی ایسے عضو پر گزرا جس کا وضو یا غسل میں پاک کرنا ہنوز اس پر فرض تھا مثلاً محدث کے ہاتھ یا جُنب کی پیٹھ پر تو ان سب صورتوں میں شکل اول کے سبب پانی مستعمل ہو گیا کہ اس نے محل نجاست حکمیہ سے مس کر کے اُتنے ٹکڑے کی تطہیر واجب کو ذمہ مکلف سے ساقط کر دیا اگرچہ پچھلی صورتوں میں ہنوز حکم تطہیر دیگر اعضاء میں باقی ہے اور پہلی میں تو یعنی جبکہ تمام اعضاد ھولے فرض تطہیر پورا ہی ذمہ سے اتر گیا۔

پانی کولی یا بڑے مٹکے کے سوا کہیں نہیں وہ برتن جھکانے کے قابل نہیں چھوٹا برتن مثلاً کٹورا ایک ہی پاس تھا وہ اسی برتن میں گر کر ڈوب گیا کوئی بچّہ یا باوضو آدمی ایسا نہیں جس سے کہہ کر نکلوائے اب بمجبوری محدث خود ہی ہاتھ ڈال کر نکالے گا یا چھوٹا برتن سرے سے ہے ہی نہیں تو ناچار چلو لے لے کر ہاتھ دھوئے گا ان دونوں صورتوں میں بھی اگرچہ شکل اول اعنی اسقاط واجب تطہیر پائی گئی یہ ضرورتاً معاف رکھی گئی ہیں بے ضرورت ایسا کرے گا تو پانی کل یا بعض بالاتفاق مستعمل ہو جائے گا اگرچہ ایک قول پر قابل وضو رہے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ محدث یعنی بے وضو یا حاجت غسل والے کا وہ عضو جس پر سے ہنوز حکم تطہیر ساقط نہ ہوا اگرچہ کتنا ہی کم ہو مثلاً پورا یا ناخن اگر قلیل پانی سے مس کرے تو ہمارے علماء کو اختلاف ہے بعض کے نزدیک وہ سارا پانی مستعمل ہو جاتا ہے اور قابل وضو و غسل نہیں رہتا اور بعض کے نزدیک صرف اتنا مستعمل ہوا جس قدر اُس پارہ بدن سے ملا باقی آس پاس کا پانی جو اُس عضو کی محاذات میں ہے اور اُس سے مس نہ ہوا مستعمل نہ ہوا یوں ہی وہ تمام پانی کہ اُس عضو کے پہنچنے کی جگہ سے نیچے ہے اُس پر بھی حکم استعمال نہ آیا۔ اس قول پر مٹکے یا کولی میں کہنی تک ہاتھ ڈالنے سے بھی پانی قابل طہارت رہے گا کہ ظاہر ہے جو پانی ہاتھ کے آس پاس اور اُس سے نیچے رہا وہ اس حصے سے بہت زائد ہے جس نے ہاتھ سے مس کیا اور جب غیر مستعمل پانی مستعمل سے زائد ہو تو پانی قابل وضو و غسل رہتا ہے مثلاً لگن میں وضو کیا اور وہ پانی ایک گھڑے بھر آب غیر مستعمل میں ڈال دیا تو یہ مجموع قابل وضو ہے کہ مستعمل نا مستعمل سے کم ہے اسی پر قیاس کر کے ان بعض

نے ہاتھ ڈالنے کا حکم رکھا کہ مستعمل تو اتنا ہی ہوا جتنا ہاتھ کو لگا باقی کہ الگ رہا اس پر غالب ہے اور فریق اول نے فرمایا کہ پانی ایک متصل جسم ہے اس کے بعض سے ملنا کل سے ملنا ہے لہٰذا ناخن کی نوک یا پورے کا کنارہ لگ جانے سے بھی کل مٹکا مستعمل ہو جائے گا۔ یہ دو قول ہیں اور فریق اول ہی کا قول احتیاط ہے بہر حال اتنے میں فریقین متفق ہیں کہ بے ضرورت چلو لینے یا ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جائے گا اگرچہ بعض تو ہماری تعریف اس قول پر بھی ہر طرح جامع مانع ہے۔ (المرجع السابق)

حدیث مذکورہ بالا کی توجیہات

(۱)۔۔۔ زوجہ مطہرہ کا بڑے لگن میں موجود پانی سے غسل جنابت کرنا ثابت نہیں کرتا کہ پانی مستعمل ہو چکا تھا۔(۲)۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ بی بی صاحبہ نے لگن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے کسی برتن سے دونوں ہاتھ دھو لئے ہوں یا یوں بھی ممکن ہے کہ ضرورت کی بناء پر لگن میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا ہو اور بر بنائے ضرورت چلو لینے یا ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل نہیں ہوتا جیسا کہ فقہائے کرام کا اتفاق ہے۔(۳)۔۔۔ مائے بے مستعمل اگرچہ وضو یا غسل سے بچ جائے تو استعمال کرنا نہ صرف ضروری بلکہ بلاوجہ ضائع کرنے میں حکم استحقاق نار ہے کہ بلاوجہ پانی کا اسراف شریعت میں محبوب و مطلوب نہیں۔(۴)۔۔۔ متذکرہ حدیث میں موجودہ دور کے لوگوں کو درس ہے جو پانی کا بے دریغ استعمال کر کے اسراف کے گناہ میں جا پڑتے ہیں۔

(۳۶) بَابُ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ
ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کا بیان

(۶۹) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ فِيْ حَدِيْثِ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ.

محمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اسی پانی سے غسل کرنا پڑے"۔

(۷۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ: سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَلَا يَغْتَسِلُ فِيْهِ مِنَ الْجَنَابَةِ.

ابو محدث نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور اس پانی کے اندر جا کر غسل جنابت نہ کرے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب کا عنوان قائم کیا: "البول فی الماء الراکد" اور حدیث بھی اسی مناسبت سے لائے چنانچہ: "لا یبولن احدکم فی الماء الدائم"، صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع سے مناسبت رکھنے والی احادیث درج ذیل

مقامات پر موجود ہیں۔

*۔۔۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی بھی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے، جو چلتا نہ ہو کہ پھر اسی سے غسل کرے"۔

(صحيح البخاری،كتاب الوضو،باب:البول فى الماء الدائم،رقم:٢٣٩،ص٤٤)،(صحيح مسلم، باب:النهى عن البول فى الماء،النهى عن الاغتسال فى،رقم:٥٤٣/(٢٨٢)ص١٥٥)، (سنن الترمذی، كتاب الطهارة،باب:كراهية البول فى الماء الراكد،رقم:٦٨،ص٣٢)،(سنن النسائی،كتاب الطهارة، باب:الماء الدائم،النهى عن الاغتسال الجنب فى،النهى عن البول فى الماء،ذكر نهى الجنب عن الاغتسال،رقم:٢٣٨،٣٥،٢٢٠،٥٧،ص٢٦،١٨،٦٤،٢٤)

حل لغات

الماء الدائم: مراد ماء راکد یعنی ٹھہرا ہوا پانی ہے۔

ثم یغتسل منه: لام کے رفع کے ساتھ، اس لئے کہ مبتداء کی خبر محذوف ہے اور تقدیر کلام یہ ہے: "ثم هو یغتسل منه یعنی پھر تمہیں اسی پانی سے غسل کرنا پڑے"۔

حدیث نمبر "٦٩" کے رجال

(۱)۔۔۔زائدہ: بن قدامہ ثقفی ابو صلت کوفی، انہوں نے ہشام بن عروہ، سعید بن مسروق، ابو زناد، سماک بن حرب سے سماع حدیث کی۔ سلیمان تیمی، ابن مبارک، ابو داؤد طیالسی، ابن عیینہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ حسن بن قحطبہ کے دور میں روم کے علاقے میں جنگ کے موقع پر سن ١٦٠ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔محمد: مراد ابن سیرین ابو بکر انصاری ہیں۔ انہوں نے عبد اللہ بن عمر بن خطاب، جندب بن عبد اللہ، ابو ہریرہ، انس بن مالک، عمران بن حصین، عدی بن حاتم، سلمان بن عامر، ام عطیہ انصاریہ اور تابعین میں سے مسلم بن یسار، عبد الرحمن بن ابی بکرہ، یونس بن جبیر رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ شعبی، ایوب سختیانی، قتادہ، یحیی بن عتیق نے اِن سے روایات کی ہیں۔ ان کا انتقال ١١٠ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "٧٠" کے رجال

(۱)۔۔۔یحیی: مراد یحیی بن سعید بن فروخ قطان احول ابو سعید تیمی ہے۔ انہوں نے یحیی بن سعید انصاری، محمد بن عجلان، ابن جریج، مالک بن انس، شعبہ، ابن عیینہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ابن معین، ثوری، مسدد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ١٩٨ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔عجلان: فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ کی باندی کے والد ماجد۔ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جب کہ اِن سے ان کے بیٹے محمد، بکیر بن عبد اللہ بن اشج نے روایات بیان کی ہیں۔ مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔

حدیث سے مستفاد ہونے والے فوائد

(۱)۔۔۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں مطلقاً پیشاب کرنا ممنوع ہے۔ (۲)۔۔۔ جاری پانی میں پیشاب کرنے کی اجازت ہونا، لیکن بچنا بہر حال بہتر ہے، اور فیصلہ کن بات یہی ہے کہ جاری پانی میں پیشاب کرنا جائز اور ٹھہرے ہوئے میں ممنوع ہے۔ (۳)۔۔۔ اس حدیث میں پیشاب سے نجس ہونے پر دلیل ہے۔ (۴)۔۔۔ حدیث سے یہ مفہوم بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جب پیشاب کرنا منع ہے تو پاخانہ پھیرنا بھی یقیناً منع ہوگا کیونکہ یہ بھی پیشاب کی طرح ناپاک ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ قبیح ہے اور اسی طرح کسی برتن میں پیشاب کرنا اور پھر اسے ٹھہرے پانی میں انڈیل دینا یا کسی ایسی جگہ پیشاب کرنا جہاں سے پانی قریب ہی میں ٹھہرا ہوا ہو اور وہ پیشاب اس جانب پہنچ جائے اور دونوں آپس میں مل جائیں۔ (۵)۔۔۔ اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ ٹھہرے ہوئے میں پیشاب کرے اور پھر اس پانی سے غسل کرے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور یہی قول امام شافعی کا بھی ہے، یہاں تک کہ قلیل وکثیر کی صراحت ہو جائے کیونکہ امام شافعی کے نزدیک پیشاب کی وجہ سے پانی نجس ہو جاتا ہے جب کہ قلتین سے کم ہو اور یہی قول خطابی کا بھی ہے۔ (شرح ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: البول في الماء الراكد، ج۱، ص ۱۰۳ وغیرہ)

(۳۷) بَابُ الْوُضُوْءِ بِسُؤْرِ الْكَلْبِ
کتے کے جھوٹے برتن کو دھونے کا بیان

(۷۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يُغْسَلَ سَبْعَ مِرَارٍ أُولَاهُنَّ بِتُرَابٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ قَالَ أَيُّوبُ وَحَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ: عَنْ مُحَمَّدٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا موںھ ڈال کر پی جائے تو اسے سات مرتبہ دھو کر پاک کرے اور پہلی مرتبہ مٹی سے مانجھے"۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ اسی طرح ایوب، حبیب بن شہید نے محمد سے روایت کی ہے۔

(۷۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعَاهُ وَزَادَ: وَإِذَا وَلَغَ الْهِرُّ غُسِلَ مَرَّةً.

محمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے معناً روایت کی ہے لیکن دونوں روایات مرفوع نہیں ہیں اور یہ بھی کہا کہ جب بلی پی جائے تو ایک مرتبہ دھوئے۔

(۷۳) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ السَّابِعَةُ بِالتُّرَابِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَمَّا أَبُو صَالِحٍ وَأَبُو رَزِينٍ وَالْأَعْرَجُ وَثَابِتٌ الْأَحْنَفُ وَهَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ وَأَبُو السُّدِّيِّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ رَوَوْهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَلَمْ يَذْكُرُوا التُّرَابَ.

محمد بن سیرین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کسی برتن میں کتا موںھ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھویا کرو، ساتویں مرتبہ مٹی سے مانجھ لینا چاہیے"۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابو صالح اور ابورزین اور اعرج اور ثابت احنف اور ہمام بن منبہ اور ابوسدی عبدالرحمن نے بھی اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے لیکن انہوں نے مٹی کا ذکر نہیں کیا۔

(۷۴) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ ابْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ: مَا لَهُمْ وَلَهَا فَرَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَفِيْ كَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ: اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مِرَارٍ وَالثَّامِنَةُ عَفِّرُوْهُ بِالتُّرَابِ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ: وَهٰكَذَا قَالَ ابْنُ مُغَفَّلٍ۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتوں کو مار دینے کا حکم دیا پھر ارشاد ہوا کہ تمہارا وہ کیا بگاڑتے ہیں؟ چنانچہ شکاری کتے اور ریوڑ کی حفاظت کرنے والے کتے کی اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا: "جب کتا کسی برتن میں موںھ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھویا کرو اور آٹھویں بار مٹی سے مانجھ لیا کرو"۔ امام ابوداؤد کا بیان ہے کہ ابن مغفل نے اسی طرح فرمایا ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا عنوان قائم کیا: "الوضوء بسؤر الكلب" اور حدیث بھی اسی مناسبت سے لائے چنانچہ حدیث کے الفاظ یوں ہیں: "اذا ولغ الكلب فی الاناء فاغسلوه سبع مرار"، صحاح کی دیگر کتب میں اس مناسبت سے احادیث درج ذیل مقامات پر موجود ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں موںھ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھویا کرو"۔ (صحيح البخاری، باب: اذاشرب الكلب فی اناء احدكم فليغسيه سبعا، رقم: ۱۷۲، ص ۳۴)، (سنن الترمذی، كتاب الطهارة، باب: ما جاء فی سور الكلب، رقم: ۹۱، ص ۴۰)، (سنن النسائی، باب: سور الكلب، الامرباراقة مافی الاناء اذا ولغ، تعفير الاناء بالتراب من ولوغ، رقم: ۶۷، ۶۶، ۶۵، ص ۲۶، ۲۵)، (سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب: غسل الاناء من ولوغ الكلب، رقم: ۳۶۵، ص ۸۲)

حل لغات

اذا ولغ: یعنی "ولوغا" مراد یہ ہے کہ کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے۔

حدیث نمبر "۷۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ ایوب: ابن ابی تمیمہ، ان کا نام کیسان ابوبکر سختیانی مصری تھا، جہینہ کے غلام تھے۔ انہوں نے انس بن مالک

کو دیکھا ہے۔ جب کہ سماع حدیث عمرو بن سلمہ، ابو عثمان نہدی، محمد بن سیرین، مجاہد بن جبر، سعید بن جبیر، زہری سے کی ہے۔ قتادہ، یحیی بن ابی کثیر، ثوری، ابن عیینہ، حمادان، اور کثیر متاخرین کی جماعت نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔ انتقال ۱۳۱ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ حبیب بن شہید: بصری ابو شہید ازدی، ان سے شعبہ، یحیی بن سعید، اسماعیل ابن علیہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۴۵ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۲۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ معتمر بن سلیمان: بن طرخان ابو محمد تیمی بصری، انہوں نے اپنے والد، عبدالملک بن عمیر، عاصم احول، ایوب سختیانی، شعبہ اور جماعت متاخرین سے سماع حدیث کی ہے۔ ابن مبارک، مسدد، احمد بن حنبل، عبدالاعلی بن حماد نے انکی روایات کو بیان کیا ہے۔ ان کی ولادت ۱۰۶ھ میں جب کہ وفات ۱۸۷ھ میں بصرہ میں ہوئی۔ (۲)۔۔۔ محمد بن عبید: بن حساب غُبری بصری مراد ہیں۔ حماد بن زید، معاویہ بن عبدالکریم، عبدالوارث بن سعید سے سماع حدیث کی ہے۔ مسلم، ابوداؤد اور ابویعلی موصلی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ان کا انتقال ۲۳۸ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۳۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابان: مراد ابان بن یزید عطار بصری ہیں۔ انکی کنیت ابو یزید تھی، قتادہ، غیلان بن جریر، یحیی بن ابی کثیر، ابو عمران جونی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے طیالسی، حبان بن ہلال، یزید بن ہارون، موسی بن اسماعیل اور ابوداؤد، مسلم نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ ابو رزین: ان کا نام مسعود بن مالک ابو رزین کوفی اسدی ہے۔ ابووائل شقیق بن سلمہ کے غلام تھے۔ حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے اسماعیل بن سمیع، اسماعیل بن ابو خالد، اعمش نے روایات نقل کی ہیں۔ (۳)۔۔۔ ثابت احنف: مراد ابن عیاض اعرج احنف قرشی عدوی ہیں۔ عبدالرحمن بن زید بن خطاب کے غلام تھے۔ عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔

حدیث نمبر "۴۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابو التیاح: ان کا نام یزید بن حمید ضبعی تھا۔ انہوں نے انس بن مالک، عمران بن حصین، ابو جمرہ نصر بن عمران، ابو زرعہ سے سماع حدیث کی ہے۔ جب کہ ان سے شعبہ، حسن بن دینار نے روایات نقل کی ہیں ان کا انتقال ۱۲۸ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ مطرف: بن عبداللہ بن شخیر بن عوف بن کعب ابو عبداللہ بصری۔ علی بن ابو طالب، عمران بن حصین، عبداللہ بن مغفل سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ان کے بھائی ابو العلاء، حسن بصری، محمد بن واسع، ابو التیاح نے روایات نقل کی ہیں، ان کا انتقال ۹۵ھ میں ہوا۔

کتے کے جھوٹے کا حکم اور اختلاف ائمہ کرام

کتے کا جھوٹا ناپاک ہے، چنانچہ حدیث میں ہے: "یغسل الاناء من ولوغ الکلب ثلاثا یعنی جس پانی میں کتا منہ ڈالے اُسے تین مرتبہ دھویا جائے"۔ جب کہ کتے کی زبان پانی کو لگی ہے اگر برتن کو لگی ہو تو نجس ہونا اولی قرار پائے۔ اور یہ فرمان کتے کے نجس ہونے پر دلیل ہے اور تین مرتبہ دھونے پر صریح، اور امام شافعی کے نزدیک سات مرتبہ دھونا ضروری ہے اور دلیل حدیث مذکورہ بالا، ابتدائے اسلام پر محمول کرتے ہیں۔

(الهداية مع بداية المبتدى، كتاب الطهارة، فصل فى الآسار وغيرها، ج ا، ص ۷۵)

علامہ عینی لکھتے ہیں: امام مالک وداؤد (ظاہری) کے نزدیک کتے کا جھوٹا پاک ہے اور جب کتا دودھ یا گھی میں منہ ڈال دے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور طحاوی نے امام مالک سے اس بارے میں اختلاف نقل کیا ہے جب کہ انہوں نے کتے کو گھروں میں دیکھا ہے۔ متذکرہ بالا حدیث: "یغسل الاناء من ولوغ الکلب ثلاثا" میں کتے کے جھوٹے کو نجس ثابت کیا گیا ہے، لیکن امام مالک کے نزدیک اس قول کی نفی ہے چنانچہ ان کے نزدیک کتے کا جھوٹا پاک ہے کیونکہ ان کے نزدیک کتا پاک جانور ہے، لیکن ان کے اصحاب کے اس بارے میں اُن سے چار اقوال پائے جاتے ہیں۔ (۱)۔۔۔ پاک ہے، (۲)۔۔۔ نجس ہے، (۳)۔۔۔ اذن دیئے جانے والوں کے جھوٹے کی طرح پاک ہے، (۴)۔۔۔ بدوی (باہر رہنے والے) اور حضری (گھروں میں رہنے والے) میں فرق کیا جائے گا۔ جب کہ شوافع کے نزدیک کتے کا پیشاب ہو یا خون نجس ہے سوائے سات مرتبہ کے پاک نہ ہوگا، جیسا کہ "التھذیب" میں ہے اور "شرح الوجیز" میں ہے کہ تمام فضلات اور اس کے اجزاء بشمول کتے کے لعاب کے نجس ہیں۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اُسے سات مرتبہ دھوئے اور آٹھویں بار مٹی سے مانجھے"۔ لیکن شوافع نے آٹھویں بار مٹی سے مانجھنے کو ترک کردیا۔

(البناية شرح هداية، كتاب الطهارة، فصل فى الآسار وغيرها، ج ا، ص ۴۶۹)

(۳۸) بَابُ سُؤْرِ الْهِرَّةِ
بلی کا جھوٹا

(۷۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ.

کبشہ بنت کعب بن مالک سے روایت ہے جو کہ ابن ابی قتادہ کے نکاح میں تھیں، کہ حضرت ابو قتادہ اندر تشریف

لائے تو میں نے ان کے سامنے وضو کیلئے پانی رکھ دیا، پس ایک بلی آئی اور اس میں سے پانی پینے لگی، انہوں نے اس کے لئے برتن ٹیڑھا کر دیا، یہاں تک کہ وہ پانی پی چکی، کبشہ کا بیان ہے کہ میں یہ منظر دیکھتی رہی، فرمایا اے بھتیجی! کیا تم اس بات پر تعجب کرتی ہو؟ میں عرض گزار ہوئی کہ ہاں، ارشاد ہوا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے: "یہ ناپاک نہیں ہے یہ تو تمہارے پاس پھرنے پھرانے والی چیزوں میں سے ہے"۔

(۷۶)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِينَارٍ التَّمَّارِ عَنْ أُمِّهِ أَنَّ مَوْلَاتَهَا أَرْسَلَتْهَا بِهَرِيسَةٍ إِلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَوَجَدَتْهَا تُصَلِّي فَأَشَارَتْ إِلَيَّ أَنْ ضَعِيهَا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَأَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ أَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ أَكَلَتِ الْهِرَّةُ فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا۔

صالح بن دینار التمار کی والدہ ماجدہ نے اپنی آزاد کردہ لونڈی کو ہریسہ دے کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا، اس نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسے رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ پس ایک بلی آئی اور اس میں سے کھانے لگی، جب یہ فارغ ہوئیں تو اسی جگہ سے کھانے لگیں جہاں سے بلی نے کھایا تھا، اور ارشاد ہوا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے: "یہ ناپاک نہیں ہے کیونکہ یہ تو تمہارے پاس پھرنے پھرانے والی چیزوں میں سے ہے"، اور میں نے سید عالم ﷺ کو دیکھا کہ آپ بلی کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرما لیا کرتے تھے۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب: "سؤر الهرة" کے تحت حدیث بھی وہی لائے جس میں بلی کے جھوٹے کا بیان موجود تھا، صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع پر احادیث درج ذیل مقامات پر موجود ہیں۔(سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب: ما جاء فی سور الہرۃ، رقم: ۹۲، ص ۴۱)،(سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب: سور الہرۃ، رقم: ۶۸، ص ۲۶)(سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب: الوضوء بسور الہرۃ، رقم: ۳۶۷، ص ۸۲)

حل لغات

وضوءا: مراد وہ پانی ہے جس سے وضو کیا جائے۔

فاصغی لھا الاناء: یعنی برتن قریب کر دیا گیا تاکہ آسانی سے بلی اُس سے پی سکے۔

انھا لیست بنجس: جیم کی فتح کے ساتھ، ہر گندی چیز کو کہتے ہیں، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿انما المشرکون نجس (التوبۃ: ۲۸)﴾، اور یہاں یہی تعلیل کی جاتی ہے برتن کو ٹیڑھا کر کے بلی کے قریب کرے تاکہ وہ پانی لے۔

الطواف والطوافات: مراد چلنے پھرنے والے انسان جو باہم ایک دوسرے کے ساتھ اختلاط بھی رکھتے ہیں اور الطوافات سے مراد چلنے پھرنے والے جانور ہیں جو اکثر اوقات لوگوں کے مابین چلتے پھرتے ہیں مثلاً گائے، اونٹ، بکری وغیرہ اور بلی کو دونوں قبیلوں سے مراد لیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر "۷۵" کے رجال

(۱)۔۔۔اسحق بن عبداللہ: بن زید ابو طلحہ بن سہل انصاری نجاری مدنی، انہوں نے اپنے والد ماجد، چچا انس بن مالک ،ابو رافع اسحاق سے سماع حدیث کی ہے۔مالک بن انس، ابن عیینہ، یحیی بن سعید انصاری نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ ۱۳۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔(۲)۔۔۔حمیدۃ: بنت عبید بن رفاعہ انصاریہ الزرقیہ، انہوں نے کبشہ بنت کعب سے روایت کی ہے جب کہ اِن سے اسحق بن عبداللہ اور ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں۔(۳)۔۔۔کبشۃ: بنت کعب بن مالک، انہوں نے ابو قتادہ سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے حمیدہ، امام ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۷۶" کے رجال

(۱)۔۔۔داؤد بن صالح انصاری التمار: کہا جاتا ہے کہ یہ ابو قتادہ انصاری کا مولی تھا۔ابو امامہ بن سہل، سالم بن عبداللہ، ابو صالح سے سماع حدیث کی ہے۔ عبدالعزیز دراوردی، ہشام بن عروہ، ولید بن کثیر نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔امام ابو داؤد نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔

بلی کے جھوٹے کا حکم اور اختلاف ائمہ کرام

بلی کا جھوٹا پاک مکروہ ہے، یہ قول امام اعظم اور امام محمد کا ہے، ان کی دلیل سید عالم ﷺ کا یہ فرمان ہے: "الھرۃ سبع یعنی بلی درندہ ہے"، اور سید عالم ﷺ کے اس فرمان سے حکم بیان کرنا مقصود ہے نہ کہ خلقت وصورت کیونکہ گھروں میں گھومنے پھرنے کی وجہ سے اگرچہ نجاست زائل ہوگی لیکن کراہیت تو باقی رہے گی۔الاترازی کہتے ہیں کہ اس قول کا فائدہ یہ ہے کہ اگر کسی نے بلی کے جھوٹے پانی سے وضو کر لیا تو اس کا وضو کرنا کراہیت کے ساتھ جائز کہلائے گا جب کہ مائے مطلق موجود ہو اور اگر مائے مطلق نہیں تو کراہیت بھی نہیں۔اگر کوئی یہ کہے کہ کراہیت کونسی ہے؟ تحریمی یا تنزیہی، تو میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ جانور کے جھوٹے کی کراہیت اس کے گوشت کے ساتھ متعلق ہوتی ہے، اور بلی کے جھوٹے کی کراہیت میں تحریمی ہونا زیادہ قریب ترین قول ہے۔کرخی کہتے ہیں کہ بلی کے جھوٹے کے مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بلی عام طور پر مردار کھاتی ہے اور پھر اپنا منہ نہیں دھوتی، اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ بلی کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہو اور یہی اصح اور آثار کے قریب ترین قول ہے اور امام ابو یوسف بلی کے جھوٹے کو مکروہ نہیں مانتے، ان کی دلیل مذکورہ بالا حدیث ہے اور اسی قول کے قائل امام شافعی، امام مالک اور امام احمد، ثوری، اوزاعی، اسحق اور ابو عبیدہ ہیں۔"المغنی" میں ابن قدامہ کا قول ہے کہ بلی اور اس جیسے دیگر جانور چوہے کی مثل ہیں اور اس قسم کے دیگر جانور اور حشرات الارض کے جھوٹے پاک ہیں اور انہیں پینا اور اُس سے وضو کرنا جائز ہے کوئی کراہیت نہیں ہے۔اور یہ قول اکثر اہل علم صحابہ اور تابعین اہل مدینہ، شام، اہل کوفہ اور اصحاب رائے کا ہے

سوائے نعمان بن ثابت کے، کیونکہ ان کے نزدیک بلی کا جھوٹا مکروہ ہے اور اس کے جھوٹے سے وضو کرنا مکروہ۔

(البناية، كتاب الطهارة، باب فصل في الآسار وغيرها، ج ا،ص ۴۸۱)

حدیث مذکورہ سے حاصل ہونے والے فوائد

(۱)۔۔ کھانے کی چیزیں اور دیگر ہدایہ قبول کرنا جائز ہے۔(۲)۔۔۔ نمازی کا ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے کسی کو گزرنے سے روکنا جائز ہے۔(۳)۔۔۔ (امام اعظم و محمد) کے علاوہ دیگر کے نزدیک بلی کا جھوٹا کھانا اور اس کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ (شرح ابوداؤد، كتاب الطهارة، باب: سور الهرة ،ج ا،ص ۱۱۳)

ائمہ کے نزدیک کس جانور کا جھوٹا جائز اور کس کا ناجائز ہے، اور انسان کے جھوٹے کا حکم کیا ہے؟

واجب ہے کہ یہ جان لیا جائے کہ جھوٹے ہونے کی چار اقسام ہیں: پاک ہے اور اس میں کوئی کراہیت نہیں، پاک ہے لیکن مکروہ ہے، نجس ہے، مشکوک ہے۔ "الکافی" میں ہے کہ اصل اس میں یہ ہے کہ اُس جانور کے لعاب کو دیکھا جائے گا اگر تو اس کا لعاب پاک مانا جاتا ہے تو اس کا جھوٹا بھی پاک ہی ہوگا اور اگر نجس مانا جاتا ہے تو اس کا جھوٹا نجس ہوگا اور اگر مکروہ مانا جاتا ہے تو اُس کا جھوٹا مکروہ ہوگا اور مشکوک ماننے کی صورت میں اس کا جھوٹا مشکوک ہوگا۔ پس ظاہر یہ ہے کہ آدمی اور وہ جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے جھوٹے میں کوئی کراہیت نہیں ہے۔ سوائے گھروں میں گھومنے پھرنے والی مرغی اور بطخ کے، اور "شرح الطحاوی" میں ہے کہ گائے اور نجاست کھانے والی بکری کے سوا دیگر گوشت کھائے جانے والے جانور کے جھوٹے پاک ہیں، اور "الخلاصة" میں ہے آدمی کا جھوٹا پاک ہے چہ جائے کہ آدمی پاک ہو، جنبی ہو یا بے وضو ہو، مسلمان ہو یا کافر ہو اور "الحجة" میں ہے حائضہ ہو یا نفاس والی ہو انسان کا جھوٹا پاک ہے۔ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے اپنے مسلمان بھائی کا جھوٹا پیا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی "اور ایک روایت میں ہے :"اس کے لئے ستر نیکیاں لکھی جائیں گی"۔ اور "الخلاصة الخانية" میں ہے کہ اسی پر اجماع ہے۔

امام شافعی کہتے ہیں کہ کافر کا جھوٹا نجس ہے، اور جس پرندے اور چوپائے کا گوشت کھایا جاتا ہے وہ پاک ہیں، سوائے گھروں میں گھومنے والی مرغی اور بطخ کے، اور "شرح الطحاوی" میں ہے کہ گائے اور نجاست کھانے والی بکری، کہ ان کا لعاب ان کے گوشت سے بنتا ہے اور ان کا گوشت پاک ہے لہذا ان کا لعاب بھی پاک ہوگا۔

(التتارخانية، كتاب الطهارة، باب: ومما يتصل بهذاالفصل بيان حكم الآسار، ج ا،ص ۱۶۴)

(۳۹) بَابُ الْوُضُوْءِ بِفَضْلِ وَضُوْءِ الْمَرْاَةِ
عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا

(۷۷) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ

رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ وَنَحْنُ جُنُبَانِ۔

اسود کا بیان ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اور سید عالم ﷺ ایک ہی برتن میں پانی لے کر غسل کر لیا کرتے تھے حالانکہ ہم دونوں حالت جنابت میں ہوتے تھے۔

(۷۸)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ خَرَّبُوذَ عَنْ اُمِّ صُبَيَّةَ الْجُهَنِيَّةِ قَالَتْ: اخْتَلَفَتْ يَدِي وَيَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْوُضُوْءِ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ۔

ام صبیہ جہینہ کا بیان ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک ہی برتن میں وضو کرتے ہوئے کبھی میرا اور سید عالم ﷺ کا ہاتھ مبارک آپس میں ٹکرا جاتے تھے۔

(۷۹)حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّئُوْنَ فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مُسَدَّدٌ: مِنَ الْاِنَاءِ الْوَاحِدِ جَمِيْعًا۔

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ کے زمانے مبارک میں مرد و عورت وضو کر لیا کرتے تھے، مسدد نے کہا کہ سب مل کر ایک ہی برتن سے۔

(۸۰)حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنَّا نَتَوَضَّأُ نَحْنُ وَالنِّسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ نُدْلِي فِيْهِ اَيْدِيَنَا۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم اور عورتیں سید عالم ﷺ کے زمانے میں ایک برتن سے وضو کر لیا کرتے ہم سب اسی میں ہاتھ ڈالا کرتے تھے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب باندھا: "الوضوء بفضل الوضوء المراۃ" اور اسی مناسبت سے احادیث لائے جن کے مضامین یوں ہیں: "کنت اغتسل انا و رسول اللہ ﷺ من اناء واحد"۔ صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع پر احادیث درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں تین صاع (ساڑھے تیرہ لیٹر) پانی کی مقدار کے ایک برتن سے میں اور رسول اللہ ﷺ ہم دونوں اکٹھے غسل کرتے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: القدر المستحب من الماء، رقم: ۷۱۴/(۳۱۹)ص ۱۶۷)، (صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب: غسل الرجل مع امرته، رقم: ۲۵۰، ص ۴۶، هل یدخل الجنب یده فی الاناء، رقم: ۲۶۱، ص ۴۷، تخلیل الشعر حتی اذا ظن انه، رقم: ۲۷۲، ص ۴۸، کتاب الحائض، مباشرة الحائض، ما وطی من التصاویر، رقم: ۲۹۹، ص ۵۲)

*۔۔۔عبیدہ بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو

غسل کے وقت مینڈھیاں کھولنے کا حکم دیتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر تعجب ہے کہ وہ عورتوں کو غسل کے وقت مینڈھیاں کھولنے کا حکم کیوں دیتے ہیں وہ عورتوں کو سر منڈوانے کا حکم کیوں نہیں دے دیتے حالانکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غسل ایک برتن سے پانی لے کر کرتی تھی اور اپنے بالوں پر صرف تین بار پانی ڈالتی تھی۔ (صحيح مسلم،كتاب الحيض،حكم ضفائر المغتسلة،رقم:٦٣٤/(٣٣١)،ص١٧١)، (سنن النسائى ،باب: فضل الجنب ،ذكر القدر الذى يكتفى به الرجل ،ذكر الدلالةعلى انه لاوقت ،ذكر اغتسال الرجل والمراة من ،الرخصة فى ذلك،الرخصة فى فضل الجنب،الدليل على ان لا توقيت فى،الاغتسال الرجل والمراة من نساه ،ترك المراءة نقض راسها ،رقم:٣١٣،٤٠٧،٣٤٢،٢٢٣،٢٣٣،٧٣،٧٢،ص١٠٥،١٠٣،٩١،١٥،٦٥،٢٧،٢٧،٢٧)،(سنن ابن ماجه،كتاب الطهارة،باب الرجل والمراة يغتسلان من ،ما جاء فى غسل النساء ،رقم:٦٠٤،٣٧٧،ص١١٧،٨٣)

حل لغات

خربوذ: خاء معجمہ کے فتح، راء مشددہ اور باء موحدہ کے ضمہ کے ساتھ ہے۔

جمیعا: حال ہے "الرجال والنساء" سے، مراد مرد و عورت کا اکٹھا ہونا۔

ندلی: الادلاء سے ہے، مراد ڈول کا کنویں میں پہنچانا ہے۔

حدیث نمبر "۷۷" کے رجال

مسدد بن مسرہد، یحیی قطان، سفیان ثوری، منصور بن معتمر، ابراہیم نخعی، اسود بن یزید وغیرہ تمام روات کا بیان ماقبل ہو چکا ہے۔

حدیث نمبر "۷۸" کے رجال

(۱)۔۔۔اسامہ بن زید: لیثی، ابویزید مدنی، یعقوب ابن عبداللہ بن ابی طلحہ، ابوسعید (عبداللہ بن عامر بن کریز) کا مولی، نافع، قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایات بیان کی ہیں اور ان سے ثوری، ابن مبارک، ابن وہب اور وکیع نے روایات نقل کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ابن خربوذ: مراد سالم بن سرج، ابن خربوذ ابو نعمان ہیں۔ انہیں سالم بن نعمان بھی کہا جاتا ہے۔ اسامہ بن زید مدنی وغیرہ نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی ادب المفرد میں اور امام ابوداؤد و ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ان کی روایات کو جگہ دی ہے۔ (۳)۔۔۔ام صبیہ: ان کا نام خولہ بنت قیس بن قہد بن قیس بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار ہیں، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۷۹" کے رجال

حماد بن زید، ایوب سختیانی، نافع، مالک بن انس وغیرہ تمام روات کا ذکر ماقبل ہو چکا ہے۔

حدیث نمبر "۸۰" کے رجال

(۱)۔۔۔یحیی: قطان مراد ہیں۔(۲)۔۔۔عبیداللہ: مراد ابن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب قرشی عدوی ابو عثمان مدنی ہیں۔انہوں نے خالدبنت خالد بن سعید بن عاص، سالم بن عبداللہ، کریب (ابن عباس) کے غلام، سعید مقبری، نافع، عمرو بن دینار رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ایوب سختیانی، حمید طویل، یحیی قطان، ابن مبارک اور متاخرین کی جماعت سے سماع حدیث کی ہے۔

احادیث مذکورہ بالا سے مستفاد ہونے والے مسائل

(۱)۔۔۔حالت جنابت نجس نہیں ہوتی۔(۲)۔۔۔دو یا اس سے زائد کا ایک ہی برتن کے پانی سے غسل کرنا (جب کہ پردہ ممکن ہو) جائز ہے۔(۳)۔۔۔دو اشخاص کا ایک برتن کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔(۴)۔۔۔میاں بیوی کا ایک ہی برتن کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔(۵)۔۔۔غیر مرد و عورت کا ایک ہی برتن سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔ (شرح ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: الوضوء بفضل وضوء المراة، ج ۱، ص ۱۱۴ وغیرہ)

(۴۰) بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ
مذکورہ بالا باب کی ممانعت

(۸۱) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حُمَيْدٍ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ: لَقِيْتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْبَعَ سِنِيْنَ كَمَا صَحِبَهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْاَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ اَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْاَةِ زَادَ مُسَدَّدٌ: وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيْعًا.

حمید الحمیری کا بیان ہے کہ مجھے ایک ایسا شخص ملا جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف چار سال تک حاصل رہا تھا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پائی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے یا آدمی عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے، مسدد نے یہ بھی کہا کہ چلوؤں سے اکٹھے پانی لینا چاہیے۔

(۸۲) حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ يَعْنِي الطَّيَالِسِيَّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ حَاجِبٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ الْاَقْرَعُ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى اَنْ يَتَوَضَّاَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُوْرِ الْمَرْاَةِ.

ابو حاجب نے حضرت حکم بن عمرو اقرع سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ آدمی اس پانی سے وضو کرے جو عورت کی طہارت سے بچا ہوا ہو۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابو داؤد نے باب: "النهي عن ذالك" کے تحت مرد کے لئے عورت کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کی ممانعت

پر احادیث بیان کی ہیں۔اس موضوع پر صحاح کی دیگر کتب میں ہمیں کوئی حدیث نہیں مل سکی۔

حل لغات

ولیغترفا جمیعا: یعنی ایک ہی حالت میں مرد و عورت پانی کا چلو حاصل کریں۔

حدیث نمبر "۸۱" کے رجال

زہیر (ابن معاویہ)، داؤد بن عبد اللہ اودی، ابو عوانہ، حمید بن عبد الرحمن وغیرہ تمام رداۃ کا ماقبل بیان ہو چکا۔

حدیث نمبر "۸۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ابوداؤد: سلمان بن داؤد بن جارود ابو داؤد طیالسی بصری۔انہوں نے سفیان ثوری، شعبہ، ابان عطار، ہاشم دستوائی، ابو عوانہ، ابن مبارک اور متاخرین کی جماعت سے سماع حدیث کی ہے۔احمد بن حنبل، ابو بکر بن ابی شیبہ، محمد بن بشار، محمد بن مثنی، محمد بن سعد اور متاخرین کی جماعت نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ان کا انتقال سن ۲۰۴ھ میں ۷۱ سال کی عمر میں ہوا۔ صحاح ستہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۲)۔۔۔ابو حاجب: سوادہ بن عاصم عنزی ابو حاجب مراد ہیں۔انہوں نے حکم بن عمرو غفاری، عائذ بن عمرو سے روایت لی ہے جب کہ ان سے سلیمان تیمی، عاصم احول، شعبہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ترمذی، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ میں بھی ان کی روایات منقول ہیں۔(۳)۔۔۔حکم بن عمرو: بن مجدح بن حذیم بن حلوان بن حارث غفاری ہیں، انہیں حکم بن اقرع بھی کہتے ہیں۔ابن سعد کہتے ہیں یہ صحابی تھے اور سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد بصرہ تشریف لے گئے۔ان سے عبد اللہ بن صامت، سوادہ بن عاصم، ابن سیرین نے نقل کیا ہے۔ ۵۰ھ کے گزرنے پر ان کا انتقال ہوا۔

احادیث مذکورہ بالا کا ماحاصل

اجماع اس بات پر ہے کہ مرد و عورت کا ایک ہی برتن سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے، اور اسی طرح عورت کا مرد کے بچے ہوئے پانی سے طہارت اختیار کرنا بالاجماع جائز ہے، اور مرد کا عورت کے بچے ہوئے پانی سے طہارت اختیار کرنا بھی جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے اور اس کے قائل امام ابو حنیفہ، مالک اور شافعی ہیں، جب کہ امام احمد و داؤد (ظاہری) پانی مل جانے کی صورت میں مرد کا عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز نہیں ہے اور یہی عبد اللہ بن سرجس، حسن بصری، اور احمد نے جمہور کا مذہب روایت کیا ہے جب کہ حسن اور سعید بن مسیب سے مطلقاً عورت کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے کو مکروہ ہونے کے قول کو نقل کیا ہے اور مختار قول یہی ہے جو کہ احادیث صحیحہ میں بچے ہوئے پانی کے استعمال کرنے کے پاک ہونے کے بارے میں بیان ہوا ہے، جیسا کہ سید عالم ﷺ کا اپنی ازواج کے ساتھ مل کر وضو کر کے طہارت حاصل کرنے کا عمل مبارک رہا ہے، اور ہر ایک کے لئے اپنے صاحب کا بچا ہوا پانی مستعمل ہوگا اور اس میں مل جانے کی تاثیر نہ پائی جائے گی اور سید عالم ﷺ کا اپنی بعض

ازواج کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا ثابت ہے۔

(شرح ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب:النھی عن ذلک،ج ۱،ص ۱۱۷)

(۴۱) بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ
سمندر کے پانی سے وضو کرنا

(۸۳)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَلَمَةَ مِنْ آلِ ابْنِ الْأَزْرَقِ أَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ:سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ:يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ؛ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ۔

سعید بن سلمہ جو آل ارزق سے تھے انہیں مغیرہ بن ابو بردہ نے بتایا کہ جو کہ بنی عبد الدار سے تھے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور ہمارے پاس پانی تھوڑا ہوتا ہے، جب ہم اس سے وضو کرتے ہیں تو پیاسے رہ جاتے ہیں، لھذا کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیا کریں؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"اس کا پانی پاک اور اس کا مردار حلال ہے"۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا"الوضوء بماء البحر"اور حدیث یہ بیان کی:"افتنوضأ بماء البحر"؟، صحاح کی دیگر کتب میں اس مناسبت سے درج ذیل مقامات پر احادیث وارد ہیں۔

*۔۔۔ (سنن الترمذی،کتاب الطھارۃ، باب:ما جاء فی ماء البحر،رقم:۶۹،ص۳۳)،(سنن ابن ماجه،کتاب الطھارۃ،باب:الوضوء بماء البحر،رقم:۳۸۷،ص۸۵)

حل لغات

وھو من بنی عبد الدار:یعنی مغیرہ بن ابی بردہ جو کہ بنی عبد الدار کا شخص تھا۔

ھو الطھور ماؤہ: "ھو" مبتداء ہے اور"الطھور"مبتدائے ثانی ،اور "ماؤہ"مبتدائے ثانی کی خبر اور جملہ مبتدائے اول کی خبر ہے۔الحل میتتہ:تقدیر عبارت یوں ہے:"ھو الحل میتتہ"۔

حدیث نمبر"۸۳"کے رجال

(۱)۔۔۔صفوان: بن سلیم مدنی ابو عبد اللہ، یا ابو حارث زہری مراد ہیں جو کہ حمید بن عبد الرحمن بن عوف کے مولی تھے۔انہوں نے ابن عمر، جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔انہوں نے انس بن مالک، حمید بن عبد الرحمن، عبد الرحمن بن ابو سعید خدری سے سماع حدیث کی ہے۔انس بن مالک، ثوری، ابن

خشکی وتری کے وہ جانور جن کا کھانا حرام ہے۔

(البناية ،كتاب الطهارة، فصل :اعلم ان صيد البر محرم على المحرم، ج۴،ص۳۷۱)

فاضل بریلوی کا باریک مچھلی کے بارے میں موقف

باریک ریزہ کی طرح مچھلی جس کا پیٹ چاک نہیں ہو سکتا اور یوں بے چاک بھون کر کھائی جاتی ہے، یہ امام شافعی کے نزدیک حرام ہے اور باقی ائمہ کرام کے نزدیک حلال ہے جیسا کہ معراج الدرایہ میں تصریح ہے۔

(الفتاوى الرضوية مخرجة، ج۲۰،ص۳۳۲)

حدیث سے حاصل ہونے والے فوائد

(۱)۔۔۔عالم دین یا مفتی اسلام سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو اُس کے لئے سائل کے حالات کی معرفت ضروری ہے کہ وہ اس کے مزاج کو مدنظر رکھتے ہوئے شریعت کے اصول کے پیش نظر مسئلے کا جواب دے، کیا ہم نہیں دیکھتے کہ سید عالم ﷺ سے جب سائل نے سوال کیا تو سید عالم ﷺ نے اُس کی کیفیت دیکھ کر جواب ارشاد فرمایا۔ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ اس میں ایک اور فائدہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ سمندری مردار کا حلال ہونا ہے اور اسی کی اُس شخص کو حاجت بھی تھی یا یہ کہ سید عالم ﷺ کو وحی کے ذریعے مطلع کر دیا گیا تھا اسی لئے سید عالم ﷺ نے تعلیم کی فضیلت پر نظر کرتے ہوئے جلد از جلد جواب ارشاد فرمادیا۔(۲)۔۔۔عالم کسی سوال کے جواب میں (دیگر) سے منفرد بھی ہو سکتا ہے یا کسی شخص واحد کو منفرد جواب بھی دے سکتا ہے۔(۳)۔۔۔ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ جب کسی معاملے میں سمجھ نہ ہو تو اہل علم سے دریافت کرے۔(۴)۔۔۔اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ مچھلی کے پانی میں مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، بعض نے دیگر سمندری جانور کے مقابلے میں مینڈک کو الگ ذکر کیا ہے کیونکہ سید عالم ﷺ نے مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔(۵)۔۔۔اس میں یہ دلیل پائی جارہی ہے کہ سمندر کا پانی وضو اور غسل کرنے کے قابل ہوا کرتا ہے۔(۶)۔۔۔اس میں یہ دلیل ہے کہ مچھلی کی ہر قسم سوائے طافی کے کھانا جائز ہے کیونکہ طافی کے کھانے کی ممانعت آئی ہے۔(۷)۔۔۔اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ مچھلی کو ذبح شرعی نہیں کیا جاتا اور یہ مردار کھانا جائز ہے۔

(شرح ابو داؤد، كتاب الطهارة، باب: الوضوء بماء البحر،ج۱،ص۱۲۰)

(۴۲) بَابُ الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ
نبیذ سے وضو کا بیان

(۸۴) حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي فَزَارَةَ عَنْ أَبِي زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَهُ لَيْلَةَ الْجِنِّ: مَا فِي إِدَاوَتِكَ؟ قَالَ: نَبِيذٌ قَالَ: تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ: سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ أَبِي زَيْدٍ أَوْ زَيْدٍ كَذَا قَالَ شَرِيكٌ وَلَمْ يَذْكُرْ هَنَّادٌ لَيْلَةَ الْجِنِّ۔

ابوزید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن سے جنات کی حاضری والی رات میں فرمایا: "تمہاری چھاگل میں کیا ہے"؟، عرض گزار ہوئے کہ نبیذ، فرمایا: "کھجور پاک ہے اور پانی پاک کرنے والا ہے"۔ ابوداؤد اور سلیمان بن داؤد نے ابوزید یا زید سے اسی طرح روایت کی ہے، شریک کا بیان ہے کہ ہناد نے جنات والی رات کا ذکر نہیں فرمایا۔

(۸۵) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ فَقَالَ: مَا كَانَ مَعَهُ مِنَّا أَحَدٌ۔

علقمہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض گزار ہوا کہ آپ حضرات میں سے جنات والی رات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون موجود تھا؟ کہا ہم میں سے کوئی ایک بھی موجود نہیں تھا۔

(۸۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَرِهَ الْوُضُوءَ بِاللَّبَنِ وَالنَّبِيذِ وَقَالَ: إِنَّ التَّيَمُّمَ أَعْجَبُ إِلَيَّ مِنْهُ۔

ابن جریج نے عطا سے روایت کی ہے کہ وہ دودھ اور نبیذ سے وضو کو ناپسند فرماتے تھے اور فرمایا کہ تیمم کرنا میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۸۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا أَبُو خَلْدَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنْ رَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ وَلَيْسَ عِنْدَهُ مَاءٌ وَعِنْدَهُ نَبِيذٌ أَيَغْتَسِلُ بِهِ؟ قَالَ: لَا۔

ابوخلدہ نے ابوالعالیہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا جو جنابت کی حالت میں ہے اور اس کے پاس پانی نہ ہو لیکن نبیذ ہو تو کیا وہ نبیذ سے غسل کرے؟ فرمایا کہ نبیذ سے غسل نہ کرے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب باندھا: "الوضوء بالنبیذ" اور اس کے تحت حدیث یوں لائے: "وعندہ نبیذ ایغتسل بہ"؟، صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع سے متعلق درج ذیل مقامات پر احادیث ہیں۔

*۔۔۔ علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ میں سے کوئی شخص اس رات سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنات سے ملاقات ہوئی تھی؟ انہوں نے جواب میں یوں کہا کہ: ہم میں سے کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ تھا، لیکن ایک رات ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گم پایا اور ہمیں یہی خیال آتا تھا کہ کسی دشمن نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھوکہ دے دیا ہے، یا کوئی اور غیر مناسب واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پیش آیا ہے، ہم نے انتہائی پریشانی میں وہ رات گزاری، جب صبح ہوئی تو ہم نے آپ کو غارِ حرا کی جانب سے آتے ہوئے ملاحظہ فرمایا، ہم نے استفسار کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی پریشانی بیان کی، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے پاس ایک جن دعوت دینے آیا، اور میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان کے سامنے قرآن پڑھا"، پھر آپ ہم کو لے کر گئے اور ان کے نشانات اور آگ کے نشانات ہمیں دکھائے، شعبی کہتے ہیں کہ انہوں نے آپ سے ناشتہ طلب کیا تھا، عامر نے کہا یہ سب ایک جزیرے کے جن تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا ہو جب وہ تمہارے ہاتھ میں آئے گی تو گوشت سے بھر جائے گی، اور اسی طرح گوبر تمہارے جانوروں کا چارہ بنے گا، پس اے مسلمانوں! ان دونوں چیزوں سے استنجاء نہ کیا کرو، کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنات کی خوراک ہیں"۔ (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الجهر بالقرائة فى الصبح، رقم: (۸۹۳)/۴۵۰، ص۲۱۹)، (سنن الترمذى، كتاب تفسير، باب: ومن سورة الاحقاف، رقم: ۳۲۶۹، ص۹۳۶)

*۔۔۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: "تیرے توشہ دان میں کیا ہے"؟ میں نے عرض کیا "نبیذ" ہے، آپ نے فرمایا: "پاکیزہ پھل اور پاک پانی ہے"، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وضو فرمایا۔

(سنن الترمذى، كتاب الطهارة، الوضوء بالنبيذ، رقم: ۸۸، ص۳۹)، (سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب: النهى عن الاستطابة بحجرين، رقم: ۴۲، ص۲۰)، (سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة وسننها، باب الوضوء بالنبيذ، رقم: ۳۸۵، ص۸۴)

حل لغات

فی اداوتك: ہمزہ کی کسرہ کے ساتھ، مراد پانی کا چھوٹا برتن، چھاگل وغیرہ۔ نبیذ: مرفوع ہے ابتدائے عامل ہونے کی وجہ سے، اس کی خبر محذوف ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: "فیها نبیذ"۔ ولیس عنده ماء: جملہ "رجل" سے حال واقع ہو رہا ہے، مراد مائے مطلق ہے۔ اور "ایغتسل" میں ہمزہ استفہامیہ ہے۔

حدیث نمبر "۸۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابو فزارہ: راشد بن کیسان عبسی ابو فزارہ کوفی، انہوں نے عبد الرحمن بن ابی لیلی، میمون بن مہران، یزید بن اصم، ابو زید مولی عمرو بن حریث سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے شریک، حماد بن زید، جریر بن حازم

نے روایت نقل کی ہے۔ابو معین اور ابو حاتم نے ثقہ وصالح ہونے کا قول کیا ہے۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی وابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۸۵" کے رجال

(۱)۔۔۔داؤد: مراد ابن ابی ھند ہیں، ان کا نام ابو ہند دینار بن عُذافر ہے۔ایک قول کے مطابق ان کا نام طہمان بصری ہے۔ ابوالعالیہ، حسن بصری، ابن سیرین، شعبی اور عکرمہ سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے یحیی بن سعید انصاری، قتادہ، ثوری، ابن جریج، شعبہ، وہیب نے روایات نقل کی ہیں۔۱۳۷ھ میں مکہ مکرمہ کے راستے میں کہیں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔عامر: سے مراد عامر بن شراحیل بن عبد ابن اخی قیس شعبی کوفی مراد ہیں۔انہوں نے حضرت علی، حسن وحسین اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔اِن سے عبداللہ بن بریدہ، قتادہ، داؤد بن ابو ہند، اعمش اور جماعت متاخرین نے روایات نقل کی ہیں۔۱۰۴ھ میں انہوں نے انتقال فرمایا۔(۳)۔۔۔علقمہ: بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلیمان بن کھیل بن بکر بن عوف بن نخعی۔انہوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ حضرت عمر فاروق، عثمان بن عفان، حضرت علی المرتضی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ابووائل، شعبی، نخعی، محمد بن سیرین، عبدالرحمن بن اسود نے روایات نقل کی ہیں۔ ۶۲ھ میں انتقال کیا ہے۔

حدیث نمبر "۸۶" کے رجال

(۱)۔۔۔عبدالرحمن: مراد ابن مہدی بن حسان بن عبدالرحمن ابو سعید عنبری ہیں۔انہوں نے ابو خلدہ، مالک بن انس، ثوری، ابن عیینہ اور شعبہ سے سماعِ حدیث کی ہے۔ عبداللہ بن وہب، احمد بن حنبل، ابن معین نے روایات نقل کی ہیں۔ ۶۳ سال کی عمر میں ۱۶۸ھ میں انتقال کیا۔(۲)۔۔۔بشر بن منصور: سلمی ابو محمد بصری، انہوں نے ایوب سختیانی، ابن جریج، ثوری اور محمد بن عجلان سے سماع حدیث کی ہے۔عبدالرحمن بن مہدی، سلیمان بن حرب، شیبان بن فروخ نے روایات لی ہیں۔ مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۳)۔۔۔عطاء بن ابی رباح: ان کا نام ابو رباح تھا اور یہ خلافت عثمانیہ کے دور میں پیدا ہوئے۔ عقیل بن ابن طالب اور ابو درداء رضی اللہ عنہما کی زیارت سے مشرف ہوئے۔عبداللہ بن عباس، ابن عمر، ابن عمرو، ابن زبیر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ عمرو بن دینار، زہری، ایوب سختیانی، ابن جریج، اور متاخرین کی جماعت کثیرہ نے ان سے نقل حدیث کی ہے۔ان کا انتقال ۱۱۴ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۸۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو خلدہ: خالد بن دینار تمیمی سعدی ابو خلدہ بصری خیاط، انہوں نے مالک بن انس، ابوالعالیہ، حسن بصری، محمد بن سیرین سے جب کہ ان سے یحیی قطان، وکیع، یزید بن زریع اور ابو نعیم نے روایت نقل کی

ہے۔ بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات منقول ہیں۔ (۲)۔۔۔ابو العالیہ: رُفیع بن مہران بصری ریاحی، سید عالم ﷺ کے وصال ظاہری کے دو سال بعد اسلام لے آئے۔ انہوں نے حضرت علی، ابن مسعود اور اُبی بن کعب سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے قتادہ، عاصم احول، ابو خلدہ نے روایات نقل کی ہیں۔

پانی کے علاوہ نبیذ یا دودھ سے وضو کرنے کے بارے میں احکام

پانی ایسی حالت پر ہے کہ اس کے مطلق ومقید ہونے میں اشتباہ ہے جیسے نبیذ تمر وغیرہ جس میں تحقیق نہ ہو کہ پانی اُس میوے سے مغلوب ہو کر نبیذ ہو گیا یا ابھی نہیں اُس سے وضو بھی کرے کہ شاید پانی ہو اور تیمم بھی کہ شاید نہ ہو، ہمارے امامِ اعظم سے نبیذ تمر میں جو تین حکم مروی ہیں: (۱)۔۔۔ اُس سے وضو کرے، (۲)۔۔۔وضو نہ کرے تیمم کرے، (۳)۔۔۔ وضو و تیمم دونوں کرے، وہ انہی تین حالتوں پر مبنی ہیں، جہاں پانی ہنوز مغلوب نہ ہوا وہاں اُس سے وضو کا حکم فرمایا، جہاں مغلوب ہو گیا تیمم کا حکم دیا، جہاں مغلوب ہونا نہ ہونا مشتبہ ہے دونوں کا جمع کرنا ارشاد فرمایا۔ (الفتاوی الرضویۃ مخرجۃ، ج۳، ص۵۰۰)

شامی میں ہے: (ویقدم التیمم علی نبیذ التمر علی المذھب) المصحح المفتی بہ لان المجتھد اذا رجع عن قول لا یجوز الاخذ بہ یعنی تیمم کو نبیذ تمر پر مقدم کرے اس لئے کہ مجتہد جب کسی قول سے رجوع کر لے تو اسے لینا جائز نہیں۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطھارۃ، باب: المیاہ، فصل فی البئر، ج۱، ص۳۸۸)

ھندیہ میں ہے: الماء الذی القی فیہ تمیرات فصار حلوا ولم یزل عنہ اسم الماء وھو رقیق یجوز بہ الوضوء بلا خلاف بین اصحابنا وہ پانی جو کھجوروں کے ڈالے جانے کی وجہ سے میٹھا ہو گیا مگر اس کو پانی ہی کہا جاتا ہو اور اُس کی رقت بھی زائل نہ ہوئی ہو تو اُس سے وضو کے جواز میں ہمارے اصحاب کا کوئی اختلاف نہیں۔

(الھندیۃ، کتاب الطھارۃ، باب: فیما لا یجوز بہ الوضوء، ج۱، ص۲۵)

تتار خانیہ میں ہے: "الانفع" میں ہے غلبے کا اعتبار اولاً رنگ سے، پھر ذائقے سے پھر اجزاء سے، ہم کہتے ہیں کہ دیکھا جائے کہ اگر کسی چیز کا رنگ پانی کے رنگ سے الگ ہو جائے جیسا کہ دودھ، شراب، سرکہ اور زعفران وغیرہ، پس رنگ کا اعتبار کرتے ہوئے اگر پانی کا رنگ غالب ہو گا تو اس سے وضو جائز ہے ورنہ نہیں، اور اگر کسی چیز کا رنگ پانی کے رنگ کے موافق ہو جائے جیسا کہ درختوں کا پانی، پھلوں کا پانی تو ایسی صورت میں ذائقے کا اعتبار کیا جائے گا پس اگر پانی کا ذائقہ غالب نہ ہو تو اس سے وضو جائز نہیں ہے جیسا کہ تمام اقسام کی نبیذ میں اگر غالب نبیذ ہی ہو تو وضو جائز نہیں اور اگر ذائقہ ظاہر نہ ہو تو اجزاء کی کثرت کا اعتبار ہو گا، پس پانی کے اجزاء اکثر ہونے کی صورت میں اس سے وضو کرنا جائز ہو گا ورنہ نہیں۔

(التتارخانیۃ، کتاب الطھارۃ، باب: نوع آخر فی بیان المیاہ التی، ج۱، ص۱۵۷)

هدایہ میں ہے: ہر اس پانی سے طہارت اختیار کرنا جائز ہے جس میں کوئی پاک چیز مل جائے اور پانی کے اوصاف میں سے کوئی وصف زائل ہو جائے جیسا کہ سیلاب کا پانی، یا وہ پانی جس میں زعفران، صابون اور اشنان مل گیا ہو۔ مصنف کہتے ہیں کہ قدوری نے اپنی مختصر میں زردک (گاجر) کے پانی کو شوربے کی مانند مانا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک زردک کا پانی زعفران کے پانی کے مثل ہے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ اسے ناطفی اور امام سرخسی نے اختیار کیا ہے جب کہ امام شافعی نے ایسے پانی سے وضو کرنا جائز نہیں قرار دیا جس میں زعفران مل گئی ہو کیونکہ یہ زمین کی جنس سے نہیں ہیں اور یہ ماءِ مقید ہیں، کیا نہیں دیکھتے کہ ماءِ زعفران کہا جاتا ہے بخلاف زمین کے اجزاء کے۔ اور عادتاً زمین کی جنس سے کوئی پانی خالی نہیں ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ پانی کا نام باقی ہے اور زعفران کی جانب نسبت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کنویں یا چشمے کی جانب نسبت کی جاتی ہے۔

(البناية، كتاب الطهارة، باب: الماء الذى يجوز، ج۱، ص۳۶۱)

(۴۳) بَابُ اَيُصَلِّى الرَّجُلُ وَهُوَ حَاقِنٌ؟
کیا حاجت کے وقت کوئی نماز ادا کر سکتا ہے؟

(۸۸) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا وَمَعَهُ النَّاسُ وَهُوَ يَؤُمُّهُمْ فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ اَقَامَ الصَّلَاةَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ قَالَ: لِيَتَقَدَّمْ اَحَدُكُمْ وَذَهَبَ اِلَى الْخَلَاءِ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَذْهَبَ الْخَلَاءَ وَقَامَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَبْدَاْ بِالْخَلَاءِ قَالَ اَبُو دَاوُدَ: رَوٰى وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَشُعَيْبُ بْنُ اِسْحَاقَ وَاَبُوْ ضَمْرَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَجُلٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ وَالْاَكْثَرُ الَّذِيْنَ رَوَوْهُ عَنْ هِشَامٍ قَالُوْا: كَمَا قَالَ زُهَيْرٌ۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد ماجد عروہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ حج یا عمرہ کے لئے نکلے اور ان کے ساتھ کافی آدمی تھے جن کی یہ امامت کراتے تھے ایک روز جب صبح کی نماز ہونے لگی تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے میں سے کسی ایک کو کھڑا کر لو اور خود قضائے حاجت کے لئے چلے گئے کیونکہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو بیت الخلاء جانا پڑے اور ادھر نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے بیت الخلاء میں جانا چاہیے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ وہیب بن خالد اور شعیب بن اسحق اور ابو ضمرۃ نے اس حدیث کو ہشام بن عروہ، ان کے والد ماجد سے کوئی اور آدمی جس نے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے لیکن اکثر حضرات نے اس کی ہشام سے روایت کی اور وہی کہا جو زہیر نے کہا ہے۔

(۸۹) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى الْمَعْنٰى قَالُوْا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي حَزْرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ عِيْسٰى فِي حَدِيْثِهِ ابْنُ اَبِي بَكْرٍ ثُمَّ اتَّفَقُوْا اَخُو الْقَاسِمِ بْنِ

مُحَمَّدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَجِيءَ بِطَعَامِهَا فَقَامَ الْقَاسِمُ يُصَلِّي فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: لَا يُصَلَّى بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ.

احمد بن حنبل اور مسدد اور محمد بن عیسی نے معاً تمام حضرات نے یحیی بن سعید، ابی حرزہ، عبد اللہ بن محمد، ابن عیسی نے اپنی حدیث میں ابن ابی بکر کہا، پھر سب قاسم بن محمد کے بھائی پر متفق ہوگئے، انہوں نے کہا کہ ہم حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں موجود تھے کہ ان کا کھانا لایا گیا، پھر قاسم بن محمد کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہوا کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کھانا پیش ہو جائے تو نماز نہ پڑھی جائے اور نہ اس وقت پڑھی جائے جب پاخانہ یا پیشاب کی حاجت ہو۔

(۹۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "ثَلَاثٌ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَهُنَّ: لَا يَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَخُصُّ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ دُونَهُمْ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَنْظُرُ فِي قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ وَلَا يُصَلِّي وَهُوَ حَقِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ".

ابو حی مؤذن نے حضرت ثوبان سے روایت نقل کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین باتوں کا کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے، ایسا شخص لوگوں کی امامت نہ کرے جو لوگوں کو چھوڑ کر صرف اپنے ہی لئے دعا کرتا ہو، اگر اس نے ایسا کیا تو اس نے خیانت کی، اور اجازت لینے سے پہلے دوسرے کے گھر کے اندر نہ جھانکے اور ایسا کیا تو گویا کہ اندر ہی داخل ہوگیا، اور پیشاب پاخانے کی حاجت کے وقت میں نماز میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ بوجھ ہلکا کر لے"۔

(۹۱) حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ثَوْرٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُصَلِّيَ وَهُوَ حَقِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ ثُمَّ سَاقَ نَحْوَهُ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ قَالَ: وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَؤُمَّ قَوْمًا إِلَّا بِإِذْنِهِمْ وَلَا يَخْتَصُّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُونَهُمْ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مِنْ سُنَنِ أَهْلِ الشَّامِ لَمْ يُشْرِكْهُمْ فِيهَا أَحَدٌ.

ابو حی مؤذن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ پیشاب یا پاخانہ کی حاجت کے وقت میں نماز پڑھے یہاں تک کہ بوجھ ہلکا کر لے"، پھر اس لفظ پر ایسا ہی اضافہ کر کے فرمایا: "اور جو اللہ و قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ لوگوں کی امامت کرائے مگر ان کی اجازت سے اور انہیں چھوڑ کر اپنے ہی لئے دعا نہ مانگے۔ اگر ایسا کیا تو لوگوں کی خیانت کی، امام ابو داؤد نے فرمایا کہ یہ شام والوں کی حدیث ہے اور اس میں کوئی ایک بھی ان کا شریک نہیں ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

*۔۔۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ نماز کھڑی ہوئی تو عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا جبکہ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ قوم کے امام تھے، انہوں نے فرمایامیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب نماز کھڑی ہونے لگے اور تم میں سے کسی کو قضائے حاجت در پیش ہو تو پہلے فارغ ہولے"۔ (سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب: ما جاء اذا اقیمت الصلوۃ و وجد، رقم:۱۴۲، ص۵۷)،

(سنن النسائی، کتاب الامامۃ، باب العذر فی ترک الجماعۃ، رقم:۸۴۸، ص۲۱۸)

*۔۔۔ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم میں سے کسی کو قضائے حاجت کی ضرورت ہو اور تکبیر ہو رہی ہو تو پہلے قضائے حاجت سے فراغت حاصل کر لو"۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطھارۃ، باب: ما جاء فی النھی للحاقن، رقم:۶۱۶، ص۱۱۹)

حل لغات

صلوۃ الصبح: "الصلوۃ" سے بدل ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ لایصلی بحضرۃ الطعام: یعنی آدمی جب کھانا آجائے تو (بھوک کی شدت کی وجہ سے) نماز نہ پڑھے، کیونکہ اس صورت میں نفس کھانے کا تقاضا کر رہا ہے اور نماز کو اس کے تمام حقوق کے ساتھ ادا کرنے سے قاصر ہوگا۔ ولا وھو یدافعہ الاخبثان: یعنی نماز نہ پڑھے، جب تک کہ پیشاب و پاخانے کی حاجت سے فارغ نہ ہو جائے تاکہ عبادت میں اس کا دل غیر کی طرف سے فارغ رہے۔

لا یؤم رجل قوما: جب کہ تین خصائل میں سے کوئی ایک پایا جائے جو کہ حدیث نمبر "۹۰" میں مذکور ہیں۔ یؤمن باللہ والیوم الآخر: محل جر میں ہے، معنی یہ ہے کہ ہر ایک کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن کو مانتا ہے اُسے شرائع اسلام کو ماننا پڑے گا۔

حدیث نمبر "۸۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ: بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زُہرہ قرشی زہری، عام الفتح میں اسلام لائے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں کاتب تھے۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی ایک ہی حدیث بیان کی ہے اور ان سے ابن زبیر نے روایت نقل کی ہے۔ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی میں ان کی روایت موجود ہے۔ (۲)۔۔۔ شعیب بن اسحٰق: بن عبد الرحمن بن عبداللہ بن راشد قرشی، انہوں نے ہشام بن عروہ، حسن بن دینار، ابو حنیفہ، ابن جریج سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابراہیم بن موسی رازی، داؤد ابن رشید، لیث بن سعد نے روایت نقل کی ہیں۔ ۱۹۸ھ ماہ رجب میں انتقال کیا۔ (۳)۔۔۔ ابو ضمرۃ: انس بن عیاض بن ضمر ابو ضمرہ مدنی، یزید بن عیاض کے بھائی تھے۔ انہوں نے ربیعہ بن ابو عبد الرحمن، ابو حازم اعرج، ہشام بن

عروہ، شریک بن عبداللہ سے سماع حدیث کی ہے۔احمد بن حنبل، قتیبہ، محمد بن اسحق، محمد بن ادریس شافعی نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ان کا انتقال ۱۸۰ھ میں جب کہ ولادت ۱۰۴ھ میں ہوئی تھی۔

حدیث نمبر "۸۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو حزرہ: ان کا نام یعقوب بن مجاہد القاص تھا۔کنیت ابو یوسف اور لقب ابو حزرہ تھا۔بنی مخزوم مدنی کے مولی تھے۔ان سے یحیی بن سعید انصاری، یحیی قطان، اسماعیل بن جعفر نے روایات نقل کی ہیں۔مسلم، ابوداؤد، ترمذی میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۲)۔۔۔عبداللہ بن محمد: بن عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق قرشی مدنی تیمی، انہوں نے بی بی عائشہ صدیقہ اور عامر بن سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔شریک بن عبداللہ، ابو حزرہ، خالد بن سعد نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔امام مسلم نے ان کی دو احادیث نقل کی ہیں، اس کے علاوہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۳)۔۔۔قاسم بن محمد: بن ابو بکر صدیق ابو محمد، انہیں ابو عبدالرحمن تیمی مدنی بھی کہا جاتا ہے۔انہوں نے ابن عباس، ابن عمر، ابو ہریرہ، معاویہ بن سفیان، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کی احادیث نقل کی ہیں جب کہ نافع، زہری، یحیی بن سعید انصاری، ایوب سختیانی اور جماعت متاخرین نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔۱۱۲ھ میں ۷۲ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۹۰" کے رجال

(۱)۔۔۔حبیب بن صالح: طائی ابو موسی شامی، انہوں نے علی بن ابی طلحہ، یزید بن شریح حضرمی، راشد بن سعد سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے بقیہ بن ولید، اسماعیل بن عیاش، صفوان بن عمرو نے روایات نقل کی ہیں۔ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۲)۔۔۔یزید بن شریح: حضرمی حمصی، انہوں نے ابو حیّ، کعب الاحبار، بی بی عائشہ، موذن سے سماع حدیث کی ہے۔انہوں ابو امامہ باہلی اور ثوبان (مولی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایات نقل کی ہیں۔حبیب بن صالح، محمد بن ولید، ثور بن یزید نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ابوداؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔(۳)۔۔۔ابو حیّ: ان کا نام شداد بن حیّ، ابو حیّ موذن حمصی، انہوں نے ثوبان سے روایات نقل کی ہیں۔راشد بن سعد، یزید بن شریح نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۴)۔۔۔ثوبان: بن بجدد، انہیں ابن جحدر قرشی ہاشمی کہا جاتا ہے۔ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی اور یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولی تھے۔انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۱۲۷ احادیث نقل کی ہیں۔معدان بن ابی طلحہ، جبیر بن نفیر، ابو ادریس خولانی، ابو حیّ موذن نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔۵۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

حدیث نمبر "۹۱" کے رجال

(۱)۔۔۔محمود بن خالد: بن ابی خالد یزید ابو علی سلمی دمشقی، انہوں نے اپنے والد، عبداللہ بن کثیر قاری، خالد بن

عبدالرحمن خراسانی، یحیی بن معین سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابوزرعہ، ابوحاتم نے روایات نقل کی ہیں۔۱۷۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۹ھ میں وفات پائی۔

پیشاب پاخانے کی شدت میں ادائیگیٔ نماز کی ممانعت

پیشاب پاخانے یا ریح کی شدت میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے،''خزائن ''میں ہے چہ جائے کہ یہ شدت ابتدائے نماز میں پائی جائے یا درمیان نماز میں، اگر وقت نکل جانے کا خوف نہ ہو تو ایسی صورت میں نماز میں مشغول رہنا جائز نہیں ہے۔اور ایسی صورت میں نماز میں مشغول رہنا گناہ ہے اور دلیل مذکورہ بالا حدیث پاک ہے۔اور اسی کی مثل حاقب نے بھی کہا ہے یعنی پیشاب و پاخانہ سے فارغ ہو جائے پھر نماز پڑھے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ شدت ریح میں بھی یہی کرے کہ پہلے فارغ ہو جائے پھر دوبارہ وضو کرکے نماز کا اعادہ کرے۔اور "المنیۃ" کی شرح میں ایسی نماز کو مکروہ تحریمی قرار دیا گیا ہے۔"الحلیۃ''میں ہے کہ اگر جنازہ فوت ہو جانے کا خوف ہو جیسا کہ فرض نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہوتا ہے، بلکہ یہ کراہیت تمام ہی نمازوں میں بعینہ پائی جاتی ہے جیسا کہ نفلی نماز میں پائی جاتی ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار،کتاب الصلوۃ،باب:مایفسدالصلوۃ ومایکرہ،مطلب:فی الخشوع،ج ۲،ص ۴۰۸)

بھوک کی شدت میں ادائیگیٔ نماز کی ممانعت

*۔۔۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جب رات کا کھانا آجائے اور نماز کا وقت ہو تو پہلے کھانا کھالے"۔ (سنن النسائی،کتاب الامامۃ، باب العذرفی ترک الجماعۃ،رقم:۸۴۹،ص ۲۱۸)

حدیث مذکورہ بالا میں رخصت دی گئی ہے کہ انسان بھوک کی حالت میں پہلے کھانا کھالے بعد میں نماز سکون سے ادا کرے، تاہم اگر بھوک کی شدت نہیں اور ایسا بھی نہیں کہ توجہ بار بار کھانے کی جانب مائل ہو رہی ہے تو اب بہتر یہی ہے کہ نماز باجماعت ادا کرے بعد میں کھانا کھائے کیونکہ جماعت کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

حدیث نمبر "۹۰" کے تین خصائل کا ماحصل

*۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"ایسا شخص لوگوں کی امامت نہ کرے جو لوگوں کو چھوڑ کر صرف اپنے ہی لئے دعا کرتا ہو، اگر اس نے ایسا کیا تو اس نے خیانت کی، اور اجازت لینے سے پہلے دوسرے کے گھر کے اندر نہ جھانکے اور ایسا کیا تو گویا کہ اندر ہی داخل ہو گیا، اور پیشاب پاخانے کی حاجت کے وقت میں نماز میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ بوجھ ہلکا کرلے"۔

علامہ عینی لکھتے ہیں: اس حدیث میں تین منہیات کا ذکر ہے، (۱)۔۔۔مراد کراہیت تنزیہی ہے، (۲)۔۔۔تحریمی ہے، (۳)۔۔۔شفقت کے باعث ممانعت فرمائی گئی ہے۔یہاں تک کہ انسان اپنی حاجت سے فارغ ہو کر نماز صحیح طریقے سے ادا کرے۔اگر یہ کہا جائے کہ مذکورہ بالا تینوں اشیاء کو نظم واحد میں جمع کرنا کیسے جائز ہے؟ میں (علامہ

عینی)اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس قسم کی بے شمار روایات موجود ہیں مثلاً سید عالم ﷺ نے بکری میں سات چیزوں کو کھانا ناپسند فرمایا جو کہ یہ ہیں: خون، صفراء، الحیاء، غدود، عضو مخصوص، کپورے، الانثیین (خصیے)۔ متذکرہ حدیث میں سوائے خون کے کوئی بھی چیز کھانا حرام نہیں بلکہ مکروہ ہے۔

(شرح ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب: الرجل یصلی وھو حاقن، ج۱، ص ۱۳۱)

فقط اپنے لئے دعا کرنا کراہیت کے ضمن میں داخل ہے!

آقائے دوجہاں ﷺ کی اکثر دعا یہ ہوا کرتی تھی: ﴿ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا(البقرۃ:۲۰۱)﴾، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿واستغفر لذنبك والمؤمنین والمؤمنات اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو(محمد:۱۹)﴾۔

*---نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ" (اے اللہ! میری مغفرت فرما) کہتے سنا، فرمایا"اگر عام کرتا تو تیری دعا مقبول ہوتی"۔(ردّ المحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: فی الدعاء بغیر العربیۃ، ج۲، ص۲۳۵)

*---سید عالم ﷺ نے فرمایا:"کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے اور تمہارے رزق وسیع کردے، رات دن اللہ جل جلالہ سے دعا مانگتے رہو کہ دعا عبادت کا مغز ہے"۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی فضل الدعاء، الحدیث: ۳۳۸۲، ص۹۷۳)

بغیر اجازت دوسروں کے گھروں میں جھانکنے کی ممانعت

اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھاذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں کو سلام نہ کرلو یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو (النور:۲۷)﴾۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہوتا ہے تو اہل خانہ اُس سے مانوس ہوجاتے ہیں۔ حضرت عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ جب تمہارے بچے بالغ ہوجائیں تو وہ اجازت طلب کریں، ابن جریج نے کہا ہے کہ میں نے عطاء سے پوچھا کیا کسی شخص پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنی ماں اور محارم کے پاس جانے سے پہلے اجازت طلب کریں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا کیا کوئی شخص اپنی ماں کے پاس جانے سے پہلے بھی اجازت لے گا؟ فرمایا:"ہاں"، اس نے کہا میرے علاوہ اُس کا کوئی اور خدمت گار نہیں ہے، کیا میں پھر بھی داخل ہونے سے پہلے اجازت لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:"کیا تم اس کو برہنہ دیکھنا پسند کروگے"؟، اس نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:"پھر تم اس سے اجازت لے کر داخل ہوجاؤ"۔

(جامع البیان القرآن، الجزء:۱۸، ص ۱۳۴)

*۔۔۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ خوف زدہ حالت میں آئے، انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ اجازت طلب کی، مجھے اجازت نہیں ملی تو میں واپس آگیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کیوں واپس چلے گئے، میں نے کہا میں نے تین مرتبہ اجازت طلب کی تھی مگر مجھے اجازت نہ ملی تو میں واپس آگیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو وہ واپس لوٹ جائے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب: التسلیم، رقم: ۶۲۴۵، ص۱۰۸۷)

*۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے تمھارے گھر میں جھانکے اور تم لاٹھی سے اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں"۔

(صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب: من اطلع فی بیت، رقم: ۶۹۰۲، ص۱۱۸۹)

اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے ﴿لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اُن گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے (النور: ۲۹)﴾۔۔بے اذن کسی کے گھر میں داخل ہونے کا بیان ماقبل ہوچکا، لیکن کچھ گھر ایسے ہیں جہاں بے اجازت داخل ہونے پر کوئی ممانعت نہیں ہے، جیسا کہ رفاہِ عامہ کے لئے بنے ہوئے مکانات، عارضی قیام گاہیں، دکانیں، سرائے خانہ جات، ہوٹلیں، عام لوگوں کے استعمال کے لئے سبیلیں، بیت الخلاء، ہوائی اڈوں پر انتظار گاہیں، ریلوے کی انتظار گاہیں، تفریح گاہوں پر بنے ہوئے خیمے نما گھر، مسافر خانے، خانقاہیں، دینی مدارس، ڈاک خانے وغیرہ میں بغیر اجازت جانا جائز ہے۔

(عطائین، جلد۳، ص ۷۹)

(۴۴) بَابُ مَا يُجْزِءُ مِنَ الْمَاءِ فِي الْوُضُوءِ
وضو کے لئے کتنا پانی درکار ہونا چاہیے؟

(۹۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ صَفِيَّةَ۔

صفیہ بنت شیبہ نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مد پانی سے وضو فرمالیا کرتے تھے، امام ابو داؤد نے فرمایا کہ ابان نے قتادہ سے اس کی روایت کی اور فرمایا کہ میں نے اسے صفیہ سے سنا ہے۔

(۹۳) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ۔

سالم بن ابی الجعد کا بیان ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مد پانی سے وضو فرمالیا کرتے تھے۔

(۹۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ عَنْ جَدَّتِهِ وَهِيَ أُمُّ عُمَارَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَدْرُ ثُلُثَيِ الْمُدِّ.

عباد بن تمیم نے اپنی دادی جان حضرت ام عمارہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو فرمانا تھا تو آپ ﷺ کے حضور ایک برتن میں پانی پیش کیا گیا جو ایک مد کا دو تہائی ہو گا۔

(۹۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِإِنَاءٍ يَسَعُ رَطْلَيْنِ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ شَرِيكٍ قَالَ: عَنِ ابْنِ جَبْرِ بْنِ عَتِيكٍ قَالَ: وَرَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى حَدَّثَنِي جَبْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ سَمِعْتُ أَنَسًا رضی اللہ عنہ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: يَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ وَلَمْ يَذْكُرْ رَطْلَيْنِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: الصَّاعُ خَمْسَةُ أَرْطَالٍ وَهُوَ صَاعُ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ وَهُوَ صَاعُ النَّبِيِّ ﷺ۔

حضرت عبداللہ بن جبر کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ایسے برتن سے وضو فرمالیتے جس میں دو رطل پانی آتا اور ایک صاع پانی سے غسل فرمالیتے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یحیی بن آدم نے شریک سے اس کی روایت کر کے فرمایا کہ انہوں نے ابن جبر بن عتیک سے فرمایا کہ سفیان، عبداللہ بن عیسی نے جبر بن عبداللہ سے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ شعبہ، عبداللہ بن عبداللہ بن جبر نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا مگر اس میں فرمایا کہ ایک مکوک پانی سے وضو فرمالیتے اور دو رطل کا ذکر نہ کیا۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو فرماتے ہوئے سنا کہ صاع پانچ رطل ہوتا ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابن ابی ذئب والا صاع ہی نبی کریم ﷺ کا صاع ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب: "ما یجزء من الماء فی الوضوء" کے تحت وضو و غسل میں پانی کی مقدار پر مبنی احادیث نقل فرمائیں، صحاح کی دیگر روایات میں اس موضوع سے متعلق درج ذیل احادیث مروی ہیں۔

*۔۔۔ حضرت سفینہ سے روایت ہے کہ ﷺ سید عالم ایک مد (ڈیڑھ سیر) پانی سے وضو اور ایک صاع (چار سیر) پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے اس باب میں حضرت عائشہ، جابر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایات مذکور ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب: الوضوء بالمد، رقم: ۵۶، ص ۲۹)

*۔۔۔ سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مد پانی سے وضو کرتے اور پانچ مد سے غسل فرماتے۔

(سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب القدر الذی یکتفی به الانسان، رقم: ۷۳، ص ۲۷)، (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: ماجاء فی مقدار الماء، رقم: ۲۶۷، ص ۶۴)

حل لغات

فیہ ماء: جملہ محل جر میں ہے، اور "للانا ء" کی صفت واقع ہو رہا ہے۔
قدر: حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: "حال کونہ مقدرا بھذا المقدار" یا منصوب بنزع الخافض کی بناء پر محل نصب میں ہے، اس صورت میں تقدیر عبارت یوں ہو گی: "بمقدار ثلثی المد" اور یہ بھی درست ہے کہ محل رفع میں بھی لینا درست ہے اس صورت میں "الماء" کی صفت ہو گی یا مبتدائے محذوف کی خبر ہو گی: "ھو قدر ثلثی المد"۔ مکوك: پانی کا برتن، مد یا صاع مراد ہے۔

حدیث نمبر "۹۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ صفیہ بن شیبہ: حاجب بن عثمان بن ابی طلحہ، ان سے ان کے صاحبزادے منصور بن عبد الرحمن، حسن بن مسلم، معصب بن شیبہ نے روایت کی ہے۔ انہوں نے سید عالم ﷺ کی پانچ احادیث نقل کی ہیں جن میں سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر اتفاق ہے۔ ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۹۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ یزید بن ابی زیاد: قرشی دمشقی، انہوں نے زہری، سلیمان بن حبیب اور سلیمان بن داؤد خولانی سے روایات نقل کی ہیں۔ محمد بن ربیعہ، وکیع، ابو نعیم، یحیی بن صالح نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ مسلم، ابو داؤد اور ترمذی میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۲)۔۔۔ سالم بن ابی جعد: رافع اشجعی، انہوں نے اپنے والد، جابر بن عبد اللہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ابن عباس، ابن عمر اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے ابو اسحق ہمدانی، عمرو بن دینار، قتادہ، اعمش نے روایات نقل کی ہیں۔ ۱۰۱ھ میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۹۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن جعفر: ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، انہوں نے ابن جریج، سعید بن ابو عروبہ، ثوری، ابن عیینہ اور شعبہ سے سماع حدیث کی ہے۔ احمد بن حنبل، ابن معین، ابن بشار، ابن مثنی، ابن ولید، مسدد، ابو بکر و عثمان ابنا ابی شیبہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ ۱۹۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (۲)۔۔۔ حبیب انصاری: ابن زید انصاری مدنی مراد ہیں۔ شعبہ اور شریک نخعی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ (۳)۔۔۔ عباد بن تمیم: بن زید بن عاصم بن غزیہ مراد ہیں۔ ان سے زہری، حبیب بن زید، محمود بن لبید نے روایات نقل کی ہیں۔ (۴)۔۔۔ ام عمارۃ: نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن عمرو بن مبذول بن عمرو بن غنم نجاریہ۔ بیعت رضوان اور یمامہ میں حاضر ہوئیں اور انہیں دس زخم آئے اور کہا جاتا ہے کہ ان کا ہاتھ بھی کٹ گیا۔ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی میں ان کی احادیث موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۹۵" کے رجال

(۱)۔۔۔محمد بن صباح: دولابی بغدادی بزاز، سنن کی تالیف کرنے والے ہیں، انہوں نے شریک بن عبداللہ نخعی، زید بن ہارون، محمد بن عبید، سفیان بن عیینہ، ابن مبارک اور وکیع سے سماع حدیث کی ہے۔احمد بن حنبل، ابن معین، ابوزرعہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔۲۲۷ھ میں ماہِ محرم الحرام کے اواخر میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔عبداللہ بن عیسی: بن عبدالرحمن بن ابی لیلی انصاری کوفی مراد ہیں۔انہوں نے اپنے دادا عبدالرحمن بن ابی لیلی، شعبی، عطیہ، سعید بن جبیر، زہری، عبداللہ بن عبداللہ بن جبر سے سماع حدیث کی ہے۔ثوری، شعبہ، شریک بن عبداللہ، زہیر بن معاویہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔۱۳۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔(۳)۔۔۔عبداللہ بن عبداللہ بن جبر: ابن عتیک یا ابن جعفر مراد ہیں۔ابن عمر، انس بن مالک، عتیک ابن حارث سے سماع حدیث کی ہے۔مالک، مسعر، شعبہ، عبداللہ بن عیسی نے ان کی روایات نقل کی ہیں جب کہ بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۴)۔۔۔یحیی بن آدم: سلیمان کوفی ابوزکریا اموی، خالد بن خالد بن عمارہ کا مولی۔انہوں نے انس بن مالک، مالک بن مغول، معسر بن کدام اور ثوری سے سماع حدیث کی ہے۔احمد بن حنبل، ابوبکر وعثمان ابن ابی شیبہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔۲۰۳ھ میں انتقال فرمایا۔

رطل، مد وغیرہ پیمانوں میں اختلاف ائمہ کرام

ابن اثیر کہتے ہیں: صاع چار مد ہوتا ہے، اور مد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں: ایک قول کے مطابق ایک مد ایک رطل اور تین (چار رطل) عراقی کا ہوتا ہے اور یہ قول امام شافعی اور فقہاء حجاز کا ہے اور ایک قول کے مطابق ایک مد دو رطل کا ہوتا ہے اور یہ قول امام ابوحنیفہ اور فقہائے عراق کا ہے اور اس حساب سے صاع پانچ رطل اور تین یا آٹھ رطل کا ہو جائے گا۔ میں (علامہ عینی) کہتا ہوں کہ امام ابویوسف کے نزدیک صاع پانچ رطل اور تین رطل (یعنی آٹھ) عراقی ہے اور اسی قول کے قائل امام مالک اور شافعی اور احمد ہیں۔اور امام ابوحنیفہ و محمد کہتے ہیں کہ صاع آٹھ رطل ہیں۔ (شرح ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب: ما يجزی من الماء فی الوضوء، ج۱،ص ۱۳۳)

اعلی حضرت کی رطل، مد اور دیگر پیمانوں میں تصریحات

صاع چار مد ہے، اور مد دو رطل اور رطل بیس استار، اور استار ساڑھے چار مثقال اور مثقال ساڑھے چار ماشے، اور تولہ بارہ ماشے اور انگریزی روپیہ سوا گیارہ ماشے تو صاع دو سو ستّر تولے، اور روپیوں سے دو سو اٹھاسی روپے بھر، تو اَسّی روپے کے سیر سے تین سیر ۹ چھٹانگ اور ۳/۵ چھٹانک، یا یوں کہیے کہ ساڑھے تین سیر ڈیڑھ چھٹانک اور ۱۰/۱ چھٹانک، اس حساب میں کوئی شک نہیں۔ (الفتاوی الرضوية مخرجة،ج۱۰،ص ۲۹۶)

ائمہ کرام کے نزدیک وضوو غسل میں پانی کم خرچ کرنے کا مسئلہ

احناف کے نزدیک: اسراف حاجت شرعیہ سے زائد استعمال کرنے کو کہتے ہیں، اگرچہ نہر کے کنارے ہی ہو، اور قاضی خان نے اس کے ترک کو سنتوں میں شمار کیا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہوگا۔ لیکن زیلعی نے کراہت کی صراحت کی ہے اور "المبتغی" میں ہے کہ یہ منہیات میں سے ہے تو یہ مکروہ تحریمی ہوگا۔ اور تین قسم کی زیادتی مکروہ ہے: اسراف کرنا، اگرچہ نہر کا پانی ہو یا اس کا مالک ہی ہو، اگر مائے موقوفہ ہو کہ پاکی حاصل کرنے یا وضو کرنے کی اجازت ہے تو پھر زیادتی اور اسراف کی حرمت بلا خلاف ہوگی اور مدارس کے پانی کا شمار اسی ضمن میں ہوتا ہے، اور یہ شرعی وضو کرنے کی حد تک ہی وقف ہوتا ہے جیسا کہ "شرح منية المصلی" میں ہے۔

(البحرالرائق، کتاب الطهارة، باب :مطلب فی الاسراف فی الوضوء وحکمه، ج ا، ص ۱۷)

شامی میں ہے: پانی کے مکروہات میں سے ہے کہ اسراف، اس میں اسراف مکروہ تحریمی ہے خواہ نہر کے پانی سے ہو یا مملوک لہ سے ہو، بہر حال صرف طہارت کے لئے وقف پانی جن میں سے مدارس کا پانی ہے اس میں اسراف حرام ہے (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطهارة، باب :مکروهات الوضوء، مطلب:فی تعریف المکروه وانه قد،ج ا،ص ۲۵۸)

طحطاوی علی المراقی میں ہے: ورد فی الخبر شرار امتی الذین یسرفون فی سب الماء میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو پانی کے استعمال میں اسراف کرتے ہیں۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، فصل مکروهات الوضوء، ج ا، ص ۱۲۴)

شرح مسلم علی النووی میں ہے: شوافع کے نزدیک علماء کا اس پر اجماع ہے انسان دریا کے کنارے پر بھی ہو تب بھی پانی میں اسراف کی ممانعت ہے، اور اظہر یہ ہے کہ اس میں کراہت تنزیہی ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے فرمایا کہ اسراف حرام ہے۔ (نووی علی مسلم، کتاب الحیض، باب:القدر المستحب من الماء، ص ۳۰۴)

شامی میں ہے: حلیہ میں بعض متاخرین شوافع سے اس باب میں اسراف کرنا مکروہ تحریمی نقل کیا گیا ہے اور اس پر "بحر" وغیرہ نے متابعت کی ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطهارة، باب :مکروهات الوضوء، مطلب:فی تعریف المکروه وانه قد،ج ا، ص ۲۵۸)

کتاب الفقہ میں ہے: مالکی مذہب کا اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ مطلق مکروہ بیان کرتے ہیں تو اس سے مکروہ تنزیہی مراد لیتے ہیں اور مراد خلاف اولی ہوتی ہے، اور ان کے نزدیک پانی کا اسراف کرنا مکروہ (تنزیہی) ہے، پس اگر کوئی شخص پانی اس لئے زیادہ استعمال کرتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لطافت یا ٹھنڈک حاصل کرلے تو اس صورت میں کراہیت نہیں ہے، ہاں اگر پانی مال وقف کا ہے تو اسراف کرنا حرام ہے۔

حنابلہ کے نزدیک مکروہ فعل سنت مؤکدہ کا ترک کرنا ہے جیسا کہ وتر نماز، فجر کی دو رکعات، تراویح کی نماز اور اس کے علاوہ کا ترک کرنا خلاف اولی امور میں سے ہے، اور یہ وہ امور ہوتے ہیں جو سنت متقدمہ میں شمار ہوتے ہیں

، جن کی نہی پر نص غیر جازم طور پر وارد ہوتی ہے، اور یہ ترک کرنا مکروہ ہوتا ہے پس وضو میں زیادہ پانی استعمال کرنا خلاف اولی ہے، جب کہ مائے موقوفہ نہ ہو ورنہ تو حرام ہوگا اور زیادتی تین طرح سے پائی جاسکتی ہے یعنی اعضائے وضو دھونے میں زیادتی کرنا، ایک مرتبہ کسی حصے کا مسح کرلیا پھر مزید نظافت یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے دھویا تو مکروہ نہیں۔

(کتاب الفقه، کتاب الطهارة، باب: مکروهات الوضوء، تعریف الکراهة، ج۱، ص ۷۲ وغیره)

اسراف سے بچنے کے موضوع پر احادیث طیبہ

*۔۔۔ سید عالم ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ وضو کررہے تھے، ارشاد فرمایا: "یہ اسراف کیسا"؟، عرض کی: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ فرمایا: "ہاں اگرچہ تم نہر رواں پر ہو"۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: ما جاء فی القصد فی الوضوء، رقم: ۴۲۴، ص ۹۰)، (مشکوة المصابیح، کتاب الطهارة، باب: سنن الوضوء، الفصل الثالث، ص ۴۷)

*۔۔۔ سید عالم ﷺ نے ایک شخص کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "اسراف نہ کرو اسراف نہ کرو"۔

(سنن ابن ماجه کتاب الطهارة، باب ماجاء فی القصد فی الوضوء، رقم: ۴۲۴، ص ۹۰)

*۔۔۔ حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بیشک وضو کے لئے ایک شیطان ہے جس کا نام وَلَھان ہے تو پانی کے وسواس سے بچو"۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: ما جاء فی القصد، رقم: ۴۲۱، ص ۹۰)

(۴۵) بَابُ الْاِسْرَافِ فِي الْمَاءِ
پانی ضائع کرنا

(۹۶) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَعَامَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ سَمِعَ ابْنَهُ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْقَصْرَ الْأَبْيَضَ عَنْ يَمِينِ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلْتُهَا فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ سَلِ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعَوَّذْ بِهِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الطُّهُورِ وَالدُّعَاءِ۔

ابو نعامہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل نے سنا کہ ان کا صاحبزادہ یوں دعا کررہا ہے کہ اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے جنت کے دائیں جانب سفید محل کا سوال کرتا ہوں تاکہ میں اس میں داخل ہوجاؤں، انہوں نے فرمایا اے بیٹے! اللہ عزوجل سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے پناہ مانگو کیونکہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "عنقریب اس امت میں کچھ لوگ ایسے ہونگے جو طہارت اور دعا میں حد سے نکلیں گے"۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب "الاسراف فی الماء" کے تحت حدیث وہ لائے جو طہارت کے اعتبار سے حد سے گزرنے کے موضوع پر مبنی ہے، تاکہ انسان طہارت کے مسئلے میں حد سے تجاوز نہ کرے، صحاح کی دیگر کتب میں سے اس موضوع پر درج ذیل تخریج موجود ہے۔

*۔۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الدعا، باب: کراهیة الاعتداء فی الدعاء، رقم:۳۸۶۴، ص۶۳۷)

حل لغات

یقول: جملہ حالیہ ہے "الرسول" سے۔ فی ھذہ الامۃ: بمعنی جماعت ہے۔
قوم: سے مراد مرد حضرات ہیں نہ کہ عورتیں اور اگر علی سبیل التبع عورتیں بھی مراد لیں تو جائز ہے۔

حدیث نمبر "۹۶" کے رجال

(۱)۔۔۔سعید جریری: ابن ایاس ابو مسعود جریری بصری مراد ہیں۔ حارث بن عباد بن ضُبیعہ کے بھائی ہیں۔ ابی طفیل، ابو نضرہ، ابو عثمان نہدی، عبداللہ بن شقیق سے روایت کی ہے۔ ثوری، شعبہ، حمادان، ابن علیہ اور ابن مبارک نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ان کا انتقال ۱۴۴ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ابو نعامہ: قیس بن عبایہ بصری حنفی، انہوں نے انس بن مالک اور ابن عبداللہ بن مغفل سے روایات کو نقل کیا ہے۔ جریری، زیاد بن مخراق، عثمان بن غیاث، ایوب سختیانی نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

اسراف و تبذیر میں فرق

علامہ جرجانی لکھتے ہیں: "الاسراف صرف الشیء فیما ینبغی زائد علی ما ینبغی بخلاف التبذیر فانہ صرف الشیء فیما لا ینبغی یعنی اسراف جہاں خرچ کرنا مناسب ہو وہاں زائد خرچ کر دینا ہے، اور تبذیر یہ ہے کہ جہاں خرچ کی ضرورت نہ ہو وہاں خرچ کیا جائے"۔ (التعریفات، ص۲۸)

مذکرہ حدیث بالا میں حد سے بڑھنے والوں سے کیا مراد ہے؟

علامہ عینی لکھتے ہیں: الاعتداء سے مراد یہ ہے کہ حد سے تجاوز کرنا اور دعا میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ وضع شرعی اور سنن ماثورہ سے باہر نکل جانا (یہ ابن اثیر کا قول ہے)۔ طہارت میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ پانی ضائع کرنا، یعنی پانی زیادہ استعمال کرنا اور عضو کو ضرورت سے زائد مرتبہ دھونا، اور طہارت کی دو قسمیں ہوتی ہیں: طاء کے ضمہ کے ساتھ بمعنی فعل ہوگا، پس اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ نفس طہارت میں تجاوز کرنا یعنی زیادہ مرتبہ اعضاء وضو کو دھونا یعنی دھونے کی گنتی میں زیادتی کرنا، پس اس صورت میں اسراف کرنا حرام ہے اور شیطانی وسوسہ ہے۔ اور

اگر طہارت فتح کے ساتھ بمعنی المطھر ہو تو اس صورت میں معنی یہ ہو گا کہ وہ لوگ پانی کے استعمال میں حد سے بڑھتے ہیں یعنی اعضائے وضو پر پانی زیادہ پہنچاتے ہیں۔

(شرح ابوداؤد، کتاب الطھارة، باب: الاسراف فی الوضوء، ج۱، ص۱۴۲)

ملا علی قاری لکھتے ہیں: دعا میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ داعی ادب کی حدود سے تجاوز کر جائے، اور اپنے ذاتی کمال کی جانب نظر کرنے لگے۔ یا ایسی چیز کا سوال کرے جسے اپنے لئے اچھا جانتا ہو اگرچہ وہ کسی اور کے مقدر میں لکھی گئی ہو۔ پس دعا کے معاملے میں حد سے بڑھنا کئی وجوہات کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ اور اس میں اصل یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی محتاجی کو اس طرح پیش کرے کہ افراط و تفریط کا شکار ہو جائے اور طہارت میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ پانی حاجت سے زائد استعمال کرے اور اس قدر مبالغہ کرے کہ وساوس کا شکار ہونے لگے۔

(المرقاة، کتاب الطھارة، باب: سنن الوضوء، الفصل الثانی، رقم: ۴۱۸، ج۲، ص ۱۱۶ وغیرہ)

(۴۶) بَابٌ فِي إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ
مکمل وضو کرنا

(۹۷) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ أَبِي يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَأَى قَوْمًا وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحُ فَقَالَ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ ان کی ایڑیاں خشک ہیں، فرمایا کہ ایڑیوں کے لئے آگ میں خرابی ہے لہذا پورا وضو کیا کرو۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "فی اسباغ الوضوء" اور اس کے تحت فقط ایک ہی روایت نقل کی جس میں فرمایا: "ویل للاعقاب من النار اسبغوا الوضوء"، صحاح میں اس موضوع پر کئی روایات موجود ہیں، جن کے مقامات درج ذیل ہیں۔

*--- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے آملے اور ہمیں نماز عصر کیلئے دیر ہو گئی تھی پس ہم نے وضو کیا اور اپنے پیروں پر مسح کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو یا تین دفعہ بلند آواز سے فرمایا: "ایڑیوں کے لئے نار جہنم کی خرابی ہے"۔

(صحیح البخاری، باب: غسل الرجلین ولا یمسح علی، من اعاد الحدیث ثلاثا لیفھم عنه، رقم: ۹۶، ۱۶۳، ص ۲۱، ۳۳)، (صحیح مسلم، کتاب الطھارة، باب: وجوب غسل الرجلین

بكمالهم،رقم:(۴٦٠)/٢۴١،ص١۴١)، (سنن النسائی،کتاب الطهارة،باب:ایجاب غسل الرجلین،رقم:١١٠،ص٣٧)،(سنن ابن ماجه،کتاب الطهارة،باب:غسل العراقیب،رقم:۴۵١،ص٩۴)

حل لغات

اسبغوا الوضوء: یعنی وضو مکمل کرو، الاسباغ بمعنی الاتمام آتا ہے۔ویل: اس کی اصل یوں ہے: "وی لفلان" یعنی فلاں کے لئے غم وحسرت ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ویل للمطففین﴾، بمعنی ہلاکت ہے۔اس کے اور بھی معنی ہیں: شدید عذاب، خسارہ ونقصان وغیرہ معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

حدیث نمبر "٩٧" کے رجال

(١)۔۔۔ھلال بن یساف: ابوالحسن اشجعی کوفی، انہوں نے حضرت امام حسن مجتبی سے روایت نقل کی ہے اور ابو مسعود انصاری، ابوعبدالرحمن سلمی سے سماع حدیث کی ہے۔اسماعیل بن ابی خالد، منصور ابن معتمر، عمرو بن مرۃ، ابومالک اشجعی وغیرہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔(٢)۔۔۔ابویحیی: انصاری جو کہ معاذ بن عفراء کے مولی ہیں۔ علی بن ابوطالب، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔ شمر بن عطیہ، ہلال بن یساف، سعید بن ابوالحسن وغیرہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

"ویل للاعقاب" کے ضمن میں صاحب بنایہ کے ارشادات

*۔۔۔حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہوئے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "ایڑیوں کے لئے آگ میں خرابی ہے، اور تلووں کے لئے آگ میں ہلاکت ہے"، اور اس حدیث کی سند حسن ہے۔

حدیث مذکورہ بالا کو امام طحاوی اور طبرانی نے بھی ذکر کیا ہے، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان: "ایڑیوں کے لئے آگ میں خرابی ہے"، میں وعید ہے، پس اس حدیث کی وعید میں نمازی کے لئے فرائض کے خلاف کرنا جائز نہ ہوگا اور پاؤں کو دھوتے وقت صحیح طور پر پانی پہنچانا واجب قرار پائے گا، "العنایة" میں ہے: پاؤں کو دھونے کے حوالے سے چار مذاہب ہیں: (١)۔۔۔ائمہ اربعہ وغیرہ اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ صحیح معنوں میں پاؤں دھوئے جائیں اور حد سے نہ بڑھا جائے۔(٢)۔۔۔شیعہ کے فرقے "الامامیة" کا کہنا ہے کہ فرض دونوں پاؤں کا مسح کرنا ہے۔(٣)۔۔۔حسن بصری، محمد بن جریر طبری اور علی جبائی کا کہنا ہے کہ وضو کرنے والے کو مسح کرنے اور دھونے میں اختیار دیا گیا ہے۔(۴)۔۔۔اہل ظاہر کا مذہب اور یہی روایت حسن سے ہے کہ وضو میں پاؤں دھونے اور مسح کرنے کو جمع کیا جائے، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ دھونے اور مسح کرنے کا اختیار ہے اور انہی سے یہ بھی منقول ہے کہ اللہ جل جلالہ نے لوگوں کو مسح کرنے کا نہیں بلکہ دھونے کا حکم دیا ہے۔اور حجاج کی روایت میں وضو کا ذکر یوں ہے: "اپنے چہروں اور ہاتھوں کو دھوؤ اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کا، اور ابن آدم کے

لئے کوئی چیز بھی اس کے پاؤں کے گناہ سے بڑھ کر قریب نہیں ہے پس اپنے پاؤں کے باطن، ظاہر اور ایڑیوں کو دھوؤ"، پس جب یہ کلام انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے سماعت کیا تو فرمایا: "اللہ جل جلالہ نے سچ فرمایا اور حجاج نے جھوٹ کہا"، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وامسحوا بروسکم وارجلکم اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ (المائدۃ: ٦)﴾، اور عکرمہ اپنے پاؤں کا مسح کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پاؤں دھونے کا حکم نہیں ہے بلکہ صرف مسح کرنے کا حکم ہے۔ شعبی کہتے ہیں جبرائیل امین علیہ السلام نے مسح کر کے دکھایا، قتادہ کہتے ہیں اللہ جل جلالہ نے دو عضو کو دھونے اور دو کو مسح کرنے کا حکم دیا ہے۔ (البنایة ،کتاب الطهارة، باب: حکم الطهارة، ج ا، ص ١٥٧)

سائنسی نقطہ نگاہ سے پاؤں دھونے کے فوائد

بہت ساری گرد وغبار پاؤں میں لگی ہوتی ہے اور عموما Infection پاؤں کی انگلیوں کے مابین سے ہونا شروع ہوتا ہے۔ وضو کے دوران (یا غسل کرتے وقت) پاؤں کے دھونے سے Bacteria (جراثیم) اور گرد دھل جاتی ہے، جراثیم پاؤں کی انگلیوں سے جھڑ جاتے ہیں اور یوں آپ اپنے پاؤں کو محفوظ کر لیتے ہیں، نیند کی کمی، خشکی، اعصابی نظام اور دیگر امراض سے خود کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ ہمارے نبی کی سنتوں کو ثابت کرنے کے لئے سائنسی ثبوت کی ضرورت قطعا نہیں ہے لیکن جو لوگ دین سے دور ہیں انہیں اپنے نبی کے قدموں میں ڈالنے کے لئے سائنسی حوالے دیئے جاتے ہیں، تاکہ وہ اپنے نبی کی عظمت کو سمجھیں اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ جس نبی نے چودہ سو سال پہلے ہمیں جو طریقے بیان فرمائے ہیں اُن کے قدموں میں آج کی ترقی یافتہ سائنس پھل پھول رہی ہے۔ اور آج جدید تحقیق کے باوجود جو عمل سنت اور شریعت سے الگ ہوگا وہ یقینا سائنس کی تمام ترقی کے باوجود ہمارے لئے ناقابل عمل ہے۔ (ھماری ویب، وضو کے فائدے)

(٤٧) بَابُ الْوُضُوْءِ فِيْ آنِيَةِ الصُّفْرِ
پیتل کے برتن کو وضو کے لئے استعمال کرنا

(٩٨) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنِيْ صَاحِبٌ لِيْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِيْ تَوْرٍ مِنْ شَبَهٍ.

ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں غسل کرتی تو میں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانسی کے ایک ہی گھڑے سے غسل کر لیا کرتے۔

(٩٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِنَحْوِهِ.

ہشام بن عروہ نے اپنے والد ماجد انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی کے مانند روایت نقل کی ہے۔

(۱۰۰) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ وَسَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: جَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْرَجْنَا لَهٗ مَاءً فِيْ تَوْرٍ مِنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّاَ.

عمرو بن یحیی ان کے والد محترم نے حضرت عبداللہ بن زید سے روایت نقل کی ہے کہ سید عالم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، پس ہم نے آپ ﷺ کے لئے پیتل کے ایک پیالے میں پانی نکالا تو آپ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب کا نام: "الوضوء فی الآنیة" رکھا اور اس کی مناسبت سے تین احادیث لائے جن میں "تور من شبہ اور تور من صفر" کے الفاظ موجود ہیں، صحاح میں ایک مقام پر حدیث درج ذیل مذکور کی جاتی ہے۔

*۔۔۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ دونوں ایک ہی برتن میں غسل کیا کرتے تھے آپ چاہتے کہ جلد سے غسل کرلیں میں یہ چاہتی کہ میں جلدی سے غسل کرلوں آپ ﷺ ارشاد فرماتے: "میرے لیے پانی باقی رہنے دیجئے"، اور میں عرض کرتی میرے لیے پانی رہنے دیجئے۔ حضرت سوید فرماتے آپ ﷺ مجھ سے جلدی کرتے، اور میں آپ ﷺ پر جلدی کرتی، میں عرض کرتی میرے لیے پانی چھوڑ دیجئے، میرے لیے پانی چھوڑ دیجئے۔

(سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب: الرخصة فی ذلک، رقم: ۲۳۹، ص ۶۷)

حل لغات

آنیة الصفر: یعنی پیتل کا برتن۔ فی تور: تاء کی فتح اور واو کے سکون کے ساتھ، مراد پیتل کا یا مٹی کا برتن جس سے وضو کیا جاسکے۔

حدیث نمبر "۹۹" کے رجال

(۱)۔۔۔اسحق بن منصور: سلولی، انہوں نے ابراہیم بن سعد، اسباط بن نصر، داؤد طائی سے سماع حدیث کی ہے۔ ابوکریب، ابونعیم، عباس دوری نے ان سے روایت بیان کی ہے۔ ۲۰۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

حدیث نمبر "۱۰۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ابوالولید: ہشام بن عبدالملک طیالسی بصری، انہوں نے شعبہ، ابن عیینہ اور حماد ان سے سماع حدیث کی ہے۔ بخاری، ابوزرعہ، ابوحاتم، اسحق راہویہ نے روایت نقل کی ہے۔ ان کا انتقال ۲۲۷ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔سہل بن حماد: ابوعتاب دلال بصری عنقزی، انہوں نے شعبہ، ابوکین نوح بن ربیعہ، عیسی بن عبدالرحمن سلمی سے سماع حدیث کی ہے۔ عدی بن مدینی، نصر بن علی، عمرو بن علی نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ (۳)۔۔۔عبدالعزیز بن

عبداللہ: بن ابی سلمہ میمون ماجشون ابو عبداللہ مدنی، بغداد کے رہنے والے تھے۔ محمد بن المنکدر، زہری، اپنے چچا یعقوب بن ابی سلمہ، وہیب بن کیسان، عمرو بن ابی عمرو اور جماعت متاخرین سے سماع حدیث کی ہے۔ لیث بن سعد، وکیع بن جراح، ابوداؤد طیالسی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ بغداد میں سن ۱۶۴ھ میں انتقال فرمایا۔ (۴)۔۔۔ عمرو بن یحیی بن عمارۃ: بن ابی الحسن انصاری مازنی مدنی، اپنے والد، عباد بن تمیم، محمد بن یحیی بن حبان، عباس بن سہل سے روایات نقل کی ہیں۔ ایوب سختیانی، یحیی بن ابی کثیر، ابن جریج، شعبہ، ثوری، ابن عیینہ، عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ (۵)۔۔۔ عبداللہ بن زید: بن عاصم بن کعب بن عمرو بن عوف مازنی انصاری مدنی، کل آٹھ احادیث کی روایت کی ہے۔ ان سے سعید بن مسیب، عباد بن تمیم کے بھتیجے، یحیی بن عمارہ، واسع بن حبان نے روایت کی ہے۔ مقام حرہ میں ۶۳ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

احادیث سے مستفاد ہونے والے مسائل

ماقبل احادیث سے دو مسائل واضح ہوئے: (۱)۔۔۔ مرد وعورت کا ایک ہی برتن کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ (۲)۔۔۔ پیتل کے برتن سے وضو کرنا جائز ہے۔ ہم نے باب: "الْوُضُوءِ بِفَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ" "النَّهْيِ عَنْ ذَلِكَ" حدیث نمبر "۷۷ تا ۸۲" تک اسی موضوع کی مناسبت سے وضاحت کر دی ہے۔

(۴۸) بَابٌ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوءِ
وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنا

(۱۰۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ.

یعقوب بن ابو سلمہ کے والد ماجد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسکی نماز نہ ہوگی جس کا وضو نہیں ہے، اور اس کا وضو (کامل) نہیں ہے جو اس کی ابتداء میں اللہ کا نام نہ لے"۔

(۱۰۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ قَالَ: وَذَكَرَ رَبِيعَةُ أَنَّ تَفْسِيرَ حَدِيثِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ أَنَّهُ الَّذِي يَتَوَضَّأُ وَيَغْتَسِلُ وَلَا يَنْوِي وُضُوءًا لِلصَّلَاةِ وَلَا غُسْلًا لِلْجَنَابَةِ.

دراوردی کا بیان ہے کہ ربیعہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک: "اس کا وضو نہیں جو اس کی ابتداء میں اللہ جل جلالہ کا نام نہ لے" کی تفسیر میں فرمایا کہ جو وضو اور غسل کرے تو نماز کے وضو اور جنابت کے غسل کی نیت نہ کرے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام: "فی التسمیة علی الوضوء" رکھا اور اس کے تحت دو احادیث لائے جس میں وضوء سے قبل تسمیہ پڑھنے کا ذکر ملتا ہے، صحاح کی دیگر احادیث میں اس کی وضاحت درج ذیل طریقے پر ہے۔

*۔۔۔ابو کریب، محمد بن العلاء زید بن الحباب، محمد بن بشار، ابو عامر العقدی، احمد بن منیع، ابو احمد الزبیری، کثیر بن زید، ربیح بن عبد الرحمن، ابو سعید خدری کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو وضوء سے پہلے اللہ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں ہوتا"۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: ما جاء فی تسمیة فی، رقم: ۳۹۷، ص۸۶)

حل لغات

لا صلوۃ لمن: میں لام نفی جنس کا ہے، اور اس کی خبر محذوف ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: "لا صلوۃ حاصلة لمن لا وضوء له"۔

حدیث نمبر "۱۰۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن موسیٰ: ابن ابو عبد اللہ فطری، ابو مخزوم کا مولیٰ تھا۔ انہوں نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی طلحہ، عون بن محمد، یعقوب بن سلمہ سے روایت نقل کی ہے۔ عبد اللہ بن نافع، ابن مہدی، قتیبہ نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ یعقوب بن سلمہ: لیثی، ان سے محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک، محمد بن موسیٰ، ابو عقیل یحیی بن متوکل نے روایات نقل کی ہیں، ابوداؤد، ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۳)۔۔۔ سلمہ لیثی: یعقوب مذکورہ بالا کے والد گرامی، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ ان سے انکے بیٹے یعقوب، محمد بن موسیٰ فطری، ابو عقیل یحیی نے روایات نقل کی ہیں۔ ابوداؤد و ابن ماجہ میں ان کی روایات منقول ہیں۔

حدیث نمبر "۱۰۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ احمد بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بن السرح: ابو طاہر قرشی اموی، سفیان بن عیینہ، عبد اللہ بن وہب، بشر بن بکر سے سماع حدیث کی ہے۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابوزرعہ، ابو حاتم نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ ان کا انتقال ۲۴۹ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ عبد اللہ بن وہب: بن مسلم مصری ابو محمد قرشی فہری، انہوں نے مالک بن انس، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عبد العزیز ماجشون سے سماع حدیث کی ہے۔ لیث بن سعد، یحیی بن بکیر، احمد بن عمرو، ابو الربیع سلیمان بن داؤد نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ مصر میں ۱۹۷ھ میں انتقال فرمایا۔ (۳)۔۔۔ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن: مدنی، انہیں ابو عبد الرحمن آل المنکدر کا مولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ انس بن مالک، سائب بن یزید، محمد بن یحیی بن حبان، سعید بن مسیب، سلیمان و عطاء بن یسار، مکحول شامی سے سماع حدیث

کی ہے۔یحیی انصاری،مالک بن انس،ثوری،شعبہ،لیث بن سعد،اوزاعی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔مدینہ منورہ میں ۱۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔

مذکورہ بالا حدیث کے تحت ائمہ کرام کا اختلاف

حدیث مذکورہ بالا کا معنی یہ ہے کہ نماز چاہے فرض ہو یا نفل جب تک وضو نہ ہوگا نماز نہ ہو گی۔اور اس مسئلے میں سلف وخلف سب ہی مسلمانوں کا اجماع ہے،کہ بغیر وضو کے نماز ممکن ہی نہیں ہے۔پھر کلام اس بات میں ہے کہ حدیث کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ بغیر تسمیہ کہے وضو صحیح قرار نہ پائے،اور اسی کی جانب اہل ظاہر اور اسحاق راھویہ گئے ہیں۔اسحق کا کہنا ہے کہ جب کسی نے جان بوجھ کر تسمیہ ترک کیا تو اُس کے لئے وضو کا اعادہ کرنا ضروری ہے۔اور احمد کہتے ہیں کہ اُس کے لئے اعادہ کرنا واجب ہے اور انہی سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ حدیث مذکورہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا اور وہ وضو کے درست ہونے کی امید رکھتے ہیں اور ان کے نزدیک حدیث کا یہ حکم نہیں ہے۔جمہور علماء کہتے ہیں کہ وضو سے پہلے تسمیہ پڑھنا سنت یا مستحب ہے اور جو احادیث اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ وضو سے قبل تسمیہ نہ پڑھنے پر وضو درست نہیں ہوتا ساری ہی غیر صحیح اور اس کی اسانید غیر مستقیم ہیں۔احمد کہتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی جید سند میں نہیں جانتا۔

(شرح ابو داؤد ،کتاب الطهارة، باب:التسمية عند الوضوء على الوضوء، ج۱،ص ۱۴۶)

ملا علی قاری لکھتے ہیں: لا وضوء سے مراد کامل وضوء ہے یعنی اُس بندے کا وضو کامل نہیں ہو سکتا۔لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ یعنی جو اپنے وضو کی ابتداء میں اللہ کا نام نہیں لیتا۔امام احمد بن حنبل کے نزدیک وضو کے ابتداء میں بسم اللہ کہنا واجب ہے اور ان کی دلیل یہی حدیث پاک ہے جس کے ظاہر پر انہوں نے عمل اختیار کیا ہے۔ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ اگر ابتداء میں اسے ترک کر دیا جائے تو وضو باطل ہو جائے گا اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اگر جان بوجھ کر بسم اللہ کہنا چھوڑ دی جائے تو وضو باطل ہو جائے گا اور اگر بھولے سے ایسا کر لیا جائے تو وضو نہیں جائے گا۔قاضی کہتے ہیں اگرچہ صیغہ نفی کا ہے لیکن اس کا اطلاق مجازا ہوتا ہے،تاہم سید عالم ﷺ کا یہ فرمان: "لا صلوۃ الا بطهور یعنی طہارت کے بغیر نماز منعقد نہیں ہوتی"،(اپنی اصل پر محمول کیا جائے گا) اسی طرح ایک اور فرمان اقدس: "لا صلوۃ الجار المسجد الا فی المسجد یعنی مسجد کے پڑوس میں رہنے والے کی نماز مسجد ہی میں درست ہوگی"، یہاں کمال درجے کی نماز کا بیان کرنا مقصود ہے کہ کامل نماز مسجد ہی میں ہوتی ہے جب کہ اہل ظاہر یہی کہتے ہیں کہ ابن عمر اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "من توضأ وذکر اسم اللہ کان طهورا لجمیع بدنہ ومن توضأ ولم یذکر اسم اللہ کان طهورا لاعضاء وضو یعنی جو وضو کرے اور اسکی ابتداء میں اللہ کا نام لے تو اس کا تمام بدن پاک ہو جائے گا اور جو ایسا نہ کرے تو اُسکے فقط اعضائے وضو ہی پاک ہونگے"۔اور حدیث مذکورہ میں طہارت سے مراد طہارت عن الذنوب یعنی گناہوں سے پاک ہونا ہے۔

(المرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة، باب :سنن الوضوء، الفصل الثانی،رقم:۴۰۲،ج۲،ص ۱۰۵وغیرہ)

(۴۹) بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا
آدمی کا ہاتھ دھونے سے پہلے ہی برتن میں ہاتھ ڈال دینا

(۱۰۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ۔

ابو صالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی رات کے وقت سو کر اٹھے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے یہاں تک کہ تین مرتبہ ہاتھ کو دھولے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ رات اُس کے ہاتھ نے کہاں بسر کی"۔

(۱۰۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَعْنِي بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا رَزِينٍ۔

ابو صالح کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ دو مرتبہ دھوئے یا تین مرتبہ اور ابو رزین کا ذکر نہیں کیا۔

(۱۰۵) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ أَوْ أَيْنَ كَانَتْ تَطُوفُ يَدُهُ۔

ابو مریم کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ برتن میں داخل نہ کرے یہاں تک کہ اُسے تین مرتبہ دھولے کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اُس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے یا اس کا ہاتھ کہاں گھومتا رہا"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب: "فی الرجل یدخل یدہ فی الاناء قبل ان یغسلھا"، کے تحت تین احادیث لائے جن کے مضامین یوں ہیں: "فلا یدخل یدہ فی الاناء حتی یغسلھا ثلاث مرات"، صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع پر درج ذیل مقامات پر احادیث وارد ہیں۔

* ۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے چاہیے کہ ناک میں بھی پانی لے پھر اسے صاف کرے اور جو استنجاء کرے تو وہ طاق ڈھیلے لے اور جو تم میں سے سو کر اٹھے تو اپنا ہاتھ دھولے اس سے پہلے کہ وضو کے پانی میں ڈالے کیونکہ تم میں سے کسی کو کیا معلوم اس کے

ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے"۔ (صحیح البخاری، باب: الاستجمار وترا، رقم: ۱۶۲، ص ۳۳)، (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب: کراھیۃ غمس المتوضی وغیر، (۵۴۳)/۲۷۸، ص ۱۵۳)

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو تین دفعہ ناک میں پانی ڈالے کیونکہ شیطان اس کے نتھنوں میں رات گزارتا ہے"۔ (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الایتار فی لاستنثار، رقم: (۴۵۲)/۲۳۸، ص ۱۴۰)، (سنن النسائی، باب: کتاب الطھارۃ، تاویل قولہ تعالی اذا قمتم الی، الامر بالاستنثار عند، رقم: ۹۰، ۱، ص ۳۲، ۹)، (سنن ابن ماج، کتاب الطھارۃ، باب: الرجل یستیقظ من منامہ، رقم: ۳۹۳، ص ۸۶)

حل لغات

من اللیل: سے مراد رات کی نیند ہے، اور رات کی قید اس لئے لگائی ہے کہ عموماً لوگ رات ہی کو سوتے ہیں مگر یہ حکم فقط رات ہی میں سونے والے کے لئے نہیں ہے، بلکہ اس میں اعتبار ہاتھوں کے نجس ہونے کے بارے میں ہونے والے شک کا ہے، اور یہ شک برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل ہاتھوں کے دھونے سے دور ہو گا چہ جائے کہ کوئی شخص رات میں سو کر بیدار ہوا ہو یا دن میں، یا بغیر نیند کے ہاتھوں کے نجس ہونے کا شک ہے اور یہ جمہور کا مذہب ہے اور احمد سے یوں ہے کہ رات میں سو کر بیدار ہونے کے حق میں کراہیت تحریمی اور دن میں سو کر بیدار ہونے والے کے حق میں کراہیت تنزیہی ہے۔

فلا یغمس یدہ فی الاناء: جمہور کہتے ہیں کہ یہ نہی تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی، یہاں تک کہ کوئی شخص اپنے ہاتھ دھوئے بغیر ڈال دے تو پانی خراب نہ ہو گا اور ایسا کرنے والے کو کوئی گناہ بھی نہ ہو گا۔ حسن بصری، اسحاق راہویہ، محمد بن جریر طبری کہتے ہیں کہ رات میں سو کر اٹھنے والے کے ہاتھ نجس ہونگے، لیکن یہ قول ضعیف ہے، اس لئے کہ اصل یہ ہے کہ پانی اور ہاتھ دونوں ہی پاک ہیں اور شک کی وجہ سے کوئی چیز نجس نہیں ہوا کرتی اور ظاہر میں ہاتھ کے نجس ہونے کا قول کرنا ممکن نہیں ہے۔

فی الاناء: اس جملے کو چھوٹے کوزے یا بڑے مٹکے کی طرف محمول کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی چھوٹا برتن بھی مراد ہے۔ اور اگر بڑا برتن ہو اور اس کے ساتھ کوئی چھوٹا برتن نہ ہو تو نہی علی سبیل المبالغہ داخل کرنے پر محمول کی جائے گی یہاں تک کہ اگر اُس نے اپنی ہتھیلی کے بجائے بائیں ہاتھ کی انگلیاں برتن میں داخل کیں اور مٹکے سے پانی بلند ہوا اور اس کے دائیں ہاتھ کو پہنچ گیا اور انگلیاں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہونے کی وجہ سے دھل گئیں اور یہ عمل اس نے تین مرتبہ کیا یہاں تک کہ دائیاں ہاتھ دھل جانے کی وجہ سے اگر چاہے تو دائیاں ہاتھ بھی پانی میں داخل کرے، اور یہی حکم ہمارے اصحاب نے ذکر کیا ہے۔ شیخ محیی الدین نووی کہتے ہیں کہ اگر پانی کسی بڑے برتن میں ہو اور اس تک ہاتھ پہنچنا ممکن نہ ہو اور اس کے پاس کوئی چھوٹا برتن بھی نہیں کہ پانی اُس کے ذریعے باہر لاسکے، پس اس صورت میں طریقہ یہ ہو گا کہ منہ میں پانی بھر لے اور منہ کے ذریعے اپنے ہاتھ دھوئے اور اسی

طرح پانی تک مدد حاصل کرے۔ ہم کہتے کہ بالفرض ایسا شخص اپنے منہ میں پانی بھرنے سے عاجز ہو اور اُسے اپنے کپڑوں کے پاک ہونے پر بھی اعتماد نہ ہو اور کسی کو اپنا مددگار بھی نہ پائے جس سے مدد طلب کر سکے، تو ایسی صورت میں کیا کرے گا؟ اور ہمارے اصحاب نے جو کہا ہے وہ احسن اور اوسع ہے۔

فانہ لا یدری این باتت یدہ: یہاں فاء تعلیل کے لیے ہے، مراد یہ ہے کہ مذکورہ بالا لوگ پتھروں سے استنجاء کرتے تھے اور گرم علاقوں میں رہتے تھے، پس جب اُن میں سے کوئی نیند سے بیدار ہوتا تھا تو پسینہ سے شرابور ہوتا اور اس اعتبار سے وہ نجس نہ ہوا ہو، اس کا اعتبار کم ہی ہوتا تھا۔

حدیث نمبر "١٠٥" کے رجال

(١)۔۔۔ابن وہب: مراد عبداللہ بن وہب ہے۔(٢)۔۔۔معاویہ بن صالح: بن حدیر ابو عمرو حمصی حضرمی، اندلس میں قاضی کے منصب پر فائز رہے۔ شداد، سعید بن سُوید، زیاد ابن ابی سودۃ، ایوب بن زیاد حمصی، ابو مریم انصاری، اوزاعی سے سماع حدیث کی ہے۔ ثوری، لیث بن سعد، عبداللہ بن وہب، واقدی نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال ١٥٨ھ میں ہوا۔ (٣)۔۔۔ابو مریم انصاری: نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ ان سے معاویہ بن صالح، یحیی بن ابی عمرو سیبانی، ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کیا ہے۔

کس صورت میں ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل نہ ہوگا؟

جس عضو کا جہاں تک پانی میں ڈالنا ضرورت ہو اُتنا معاف ہے پانی کو مستعمل نہ کرے گا مثلاً:

(١)۔۔۔پانی لگن یا چھوٹے حوض میں ہے کہ دہ در دہ نہیں اور کوئی برتن نہیں جس سے نکال کر وضو کرے تو چلو لینے کیلئے اُسی میں ہاتھ ڈالنے سے مستعمل نہ ہوگا۔ (٢)۔۔۔اسی صورت میں اگر ہاتھ مثلاً کہنی یا نصف کلائی تک ڈال کر چلو لیا یعنی جس قدر کے ادخال کی چلو میں حاجت نہ تھی مستعمل ہو جائے گا کہ زیادت بے ضرورت واقع ہوئی۔ (٣)۔۔۔کولی یا مٹکے میں کٹورا ڈوب گیا اُس کے نکالنے کو جتنا ہاتھ ڈالنا ہو مستعمل نہ کرے گا، اگرچہ بازو تک ہو کہ ضرورت ہے۔ (٤)۔۔۔برتن میں پاؤں پڑ گیا پانی مستعمل ہو گیا کہ اس کی ضرورت نہ تھی۔ (٥)۔۔۔کنوئیں یا حوض میں ٹھنڈ لینے کو غوطہ مارا یا صرف ہاتھ پاؤں ڈالا مستعمل ہو گیا کہ ضرورت نہیں۔ (٦)۔۔۔برتن یا حوض میں ہاتھ ڈالا تو تھا چلو لینے کو پھر اُس میں ہاتھ دھونے کی نیت کر لی مستعمل ہو گیا کہ حوض میں دھونا بضرورت نہ تھا صرف چلو لینے کی حاجت تھی۔ (٧)۔۔۔کنوئیں سے ڈول نکالنے گھسا اور وہاں غسل یا وضو کی نیت کر لی بالاتفاق مستعمل ہو گیا اگرچہ امام محمد نے ڈول نکالنے کیلئے اجازت دی تھی کہ قصداً طہارت کی ضرورت نہ تھی وقس علیہ۔

(الفتاوی الرضویة مخرجة، کتاب المیاة، رسالہ: النمیقة الانقی فی فرق، ج ٢، ص ١١٧ وغیرہ)

حدیث سے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ قلیل پانی نجاست کی تاثیر قبول کرتا ہے اگرچہ تغیر (ظاہر) نہ ہو، اور یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک دو قلے پانی میں نجاست گر جانے پر قوی ترین حجت ہے اگرچہ نجاست کی وجہ سے تغیر (ظاہر) نہ ہو۔ (۲)۔۔۔ نجاست کو تین مرتبہ دھونا مستحب ہے، تاکہ وہم بھی دور ہو جائے اور تین کے سوا دھونے کا حکم کتے کے پانی میں منہ ڈال دینے کے باعث ہے جس کا بیان ماقبل احادیث کے تحت ہو چکا ہے، کہ تین مرتبہ دھونا واجب اور زیادتی کرنا اختیار پر محمول ہے۔ (۳)۔۔۔ ڈھیلوں کے ذریعے نجاست زائل کرنا۔ (۴)۔۔۔ وہم ہونے کی صورت میں پانی کا استعمال بھی کیا جاسکتا ہے اور محض پانی کے چھینٹے دینے سے کام نہ چلے گا بلکہ "حتی یغسلھا" کا حکم موجود ہے۔ (۵)۔۔۔ عبادات کے معاملے میں احتیاط کو لازم کیا گیا ہے۔ (۶)۔۔۔ پانی پر جب نجاست وارد ہو تو پانی نجس ہو جاتا ہے اور اس میں اجماع ہے، اور اسی طرح پانی نجاست پر وارد ہو تو بھی ہمارے نزدیک نجاست ہی کا حکم ہے جب کہ امام شافعی کے نزدیک نجس نہ ہوگا۔ (۷)۔۔۔ بعض مواقع پر کنایات کا استعمال کرنا مستحب ہے۔

(شرح ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب: فی الرجل یدخل یدہ فی الاناء، ج۱، ص ۱۴۹ وغیرہ)

(۵۰) بَابُ صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ
سید عالم ﷺ کے وضو کا بیان

(۱۰۶) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

حمران بن ابان مولیٰ عثمان بن عفان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، پہلے انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں پر تین تین مرتبہ پانی ڈال کر انہیں دھویا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا اور اپنے دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا اور بائیں ہاتھ کو بھی کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح کیا پھر اپنے دائیں قدم کو تین مرتبہ دھویا، پھر اسی طرح بائیں قدم کو، پھر فرمایا کہ میں نے سید عالم ﷺ کو اسی طرح وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے، پھر فرمایا کہ جو میرے اسی وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے، جن میں اپنے نفس سے باتیں نہ کرے تو اللہ جل جلالہ اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔

(۱۰۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي حُمْرَانُ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ تَوَضَّأَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِنْشَاقَ وَقَالَ فِيهِ: وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَوَضَّأَ هٰكَذَا وَقَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ دُونَ هٰذَا كَفَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الصَّلَاةِ۔

حمران کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا اور پھر سابقہ حدیث کی طرح بیان کیا، لیکن اس میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر نہ کیا اور اس میں کہا کہ تین مرتبہ سر کا مسح کیا، پھر تین مرتبہ اپنے دونوں پاؤں دھوئے، پھر فرمایا کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح وضو فرماتے دیکھا ہے اور فرمایا کہ جو اس سے کم بھی وضو کرے تب بھی اسے کفایت کرے گا اور نماز کے بارے میں کوئی ذکر نہ کیا۔

(۱۰۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ زِيَادٍ الْمُؤَذِّنُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوءِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأُتِيَ بِمِيضَأَةٍ فَأَصْغَاهَا عَلٰى يَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي الْمَاءِ فَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَأَخَذَ مَاءً فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ فَغَسَلَ بُطُونَهُمَا وَظُهُورَهُمَا مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُونَ عَنِ الْوُضُوءِ؟ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَتَوَضَّأُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "أَحَادِيثُ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ الصِّحَاحُ كُلُّهَا تَدُلُّ عَلٰى مَسْحِ الرَّأْسِ أَنَّهُ مَرَّةً فَإِنَّهُمْ ذَكَرُوا الْوُضُوءَ ثَلَاثًا وَقَالُوا فِيهَا: وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا عَدَدًا كَمَا ذَكَرُوا فِي غَيْرِهِ"۔

عثمان بن عبد الرحمن کا بیان ہے کہ ابن ابی ملیکہ سے وضو کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے وضو سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے پانی مانگا یا لوٹے میں پانی لایا گیا جسے انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ پر ڈالا اور پھر اسے پانی میں داخل کیا تو تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی لیا اور تین مرتبہ مونھ دھویا پھر تین مرتبہ دایاں ہاتھ دھویا اور تین مرتبہ بایاں ہاتھ دھویا، پھر اپنا ہاتھ داخل کر کے پانی لیا اور اپنے سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا اور ان کے اندرونی اور بیرونی حصوں کو ایک مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے دونوں پیر دھوئے۔ پھر فرمایا کہ وضو کے متعلق پوچھنے والے کہاں ہیں؟ فرمایا میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ اس سلسلے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جو صحیح حدیثیں مروی ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سر کا مسح ایک دفعہ ہے کیونکہ ہر عضو کو تین بار دھونا بتا کر فرمایا کہ سر کا مسح کرے اور دوسرے ارکان کی طرح اس کا عدد بیان نہیں فرمایا۔

(۱۰۹) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا عِيسٰى أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ أَنَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى ثُمَّ

غَسَلَهُمَا اِلَى الْكُوعَيْنِ قَالَ: ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَذَكَرَ الْوُضُوءَ ثَلَاثًا قَالَ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ مَا رَأَيْتُمُوْنِي تَوَضَّأْتُ ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ وَاَتَمَّ۔

عبد اللہ بن عبید بن عمیر نے ابو علقمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگوایا تو پہلے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھ کو پہنچوں سمیت دھویا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی لیا، تین تین مرتبہ اور ہر ایک کا دھونا تین تین مرتبہ بیان کر کے فرمایا کہ اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر اپنے دونوں پیر دھوئے اور فرمایا کہ میں نے سید عالم ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا جیسے وضو کرتے ہوئے تم نے مجھے دیکھا ہے۔ پھر باقی حدیث زہری کی طرح پوری بیان کی۔

(۱۱۰) حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيْقِ بْنِ جَمْرَةَ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ هٰذَا قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: رَوَاهُ وَكِيْعٌ عَنْ اِسْرَائِيْلَ قَالَ: تَوَضَّأَ ثَلَاثًا فَقَطْ۔

عامر بن شقیق بن جمرہ کا بیان ہے کہ شقیق بن سلمہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی کلائیاں تین تین مرتبہ دھوئیں اور تین دفعہ سر کا مسح کیا، پھر فرمایا کہ میں نے سید عالم ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ وکیع نے اسرائیل سے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے اور صرف یہی کہا کہ تین تین مرتبہ اعضاء دھوئے۔

(۱۱۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: اَتَانَا عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ وَقَدْ صَلّٰى فَدَعَا بِطَهُوْرٍ فَقُلْنَا مَا يَصْنَعُ بِالطَّهُوْرِ وَقَدْ صَلّٰى مَا يُرِيْدُ اِلَّا لِيُعَلِّمَنَا فَاُتِيَ بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ وَطَسْتٍ فَاَفْرَغَ مِنَ الْاِنَاءِ عَلٰى يَمِيْنِهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا فَمَضْمَضَ وَنَثَرَ مِنَ الْكَفِّ الَّذِيْ يَاْخُذُ فِيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الشِّمَالَ ثَلَاثًا ثُمَّ جَعَلَ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَرِجْلَهُ الشِّمَالَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَعْلَمَ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ هٰذَا۔

خالد بن علقمہ نے عبد خیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور انہوں نے نماز پڑھ لی تھی۔ پس انہوں نے وضو کے لئے پانی منگوایا۔ ہم نے آپس میں کہا کہ یہ وضو کے پانی کا کیا کریں گے جب کہ نماز پڑھ چکے ہیں، لہذا ہمیں سکھانا چاہتے ہیں، پس ایک برتن میں پانی لا کر اور ایک طشت پیش کر دیا گیا، پس پہلے انہوں نے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے۔ پھر تین دفعہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے لئے اسی ہتھیلی میں پانی لیا۔ پھر تین مرتبہ دایاں ہاتھ دھویا اور

تین مرتبہ بایاں ہاتھ، پھر پانی لیکر ایک مرتبہ سر کا مسح کیا، پھر دایاں پیر دھویا اور بایاں پیر بھی تین مرتبہ دھویا۔ پھر فرمایا کہ جو سید عالم ﷺ کا وضو معلوم کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے وہ ایسا ہی تھا۔

(۱۱۲) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: صَلَّى عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ الْغَدَاةَ ثُمَّ دَخَلَ الرَّحْبَةَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتَاهُ الْغُلَامُ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَطَسْتٍ قَالَ: فَأَخَذَ الْإِنَاءَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى وَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ سَاقَ قَرِيبًا مِنْ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ: ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ مُقَدَّمَهُ وَمُؤَخَّرَهُ مَرَّةً ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ نَحْوَهُ۔

خالد بن علقمہ ہمدانی کا بیان ہے کہ عبد خیر نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز فجر پڑھنے کے بعد "رحبہ" میں داخل ہوئے، اور پانی منگوایا تو ایک لڑکے نے برتن میں پانی لاکر طشت سمیت پیش کیا، راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ سے برتن کو پکڑا اور اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر تین مرتبہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دھویا، پھر دایاں ہاتھ داخل کیا اور تین مرتبہ کلی کی، پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، پھر ابو عوانہ والی حدیث کے قریب قریب ہی بیان کیا، پھر آگے اور پیچھے سے سر کا ایک مرتبہ مسح کیا، پھر مذکورہ حدیث کی طرح روایت کی۔

(۱۱۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ عُرْفُطَةَ سَمِعْتُ عَبْدَ خَيْرٍ رَأَيْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ أُتِيَ بِكُرْسِيٍّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ مَعَ الْاِسْتِنْشَاقِ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔

مالک بن عرفطہ نے عبد خیر سے سنا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کیلئے کرسی لائی گئی، تو اس پر جلوہ فرما ہوئے، پھر پانی کا ایک کوزہ لایا گیا تو انہوں نے تین مرتبہ اپنے ہاتھ دھوئے، پھر کلی کی اور اسی ایک چلو سے ناک میں پانی ڈالا، پھر باقی حدیث بیان کی۔

(۱۱۴) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا رَبِيعَةُ الْكِنَانِيُّ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ وَسُئِلَ عَنْ وُضُوءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَقَالَ: وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ حَتَّى لَمَّا يَقْطُرْ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ وُضُوءُ رَسُولِ اللهِ ﷺ۔

زر بن حبیش نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ان سے سید عالم ﷺ کے وضو کے متعلق پوچھا گیا تھا تو حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ اپنے سر کا مسح کیا، یہاں تک کہ پانی ٹپکنے کو تھا، پھر فرمایا کہ سید عالم ﷺ بھی اسی طرح وضو کیا کرتے تھے۔

(۱۱۵) حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الطُّوسِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَاحِدَةً ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ۔

ابو فروہ نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ انہوں نے اپنے مبارک چہرے کو تین مرتبہ دھویا اور اپنی دونوں کلائیاں تین تین مرتبہ دھوئیں اور اپنے سر کا مسح ایک مرتبہ کیا، پھر فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

(۱۱۶) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو تَوْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ح وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي حَيَّةَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ تَوَضَّأَ فَذَكَرَ وُضُوءَهُ كُلَّهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا قَالَ: ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ طُهُورَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ابو حیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا تو ان کا سارا وضو بیان کیا کہ تین تین مرتبہ تھا، پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے، پھر فرمایا کہ میں نے یہ پسند کیا کہ تمہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو دکھادوں۔

(۱۱۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ الْخَوْلَانِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ وَقَدْ أَهْرَاقَ الْمَاءَ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَتَيْنَاهُ بِتَوْرٍ فِيهِ مَاءٌ حَتَّى وَضَعْنَاهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَلَا أُرِيكَ كَيْفَ كَانَ يَتَوَضَّأُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ قُلْتُ: بَلَى قَالَ: فَأَصْغَى الْإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فَأَفْرَغَ بِهَا عَلَى الْأُخْرَى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي الْإِنَاءِ جَمِيعًا فَأَخَذَ بِهِمَا حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أَلْقَمَ إِبْهَامَيْهِ مَا أَقْبَلَ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفِّهِ الْيُمْنَى قَبْضَةً مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهَا عَلَى نَاصِيَتِهِ فَتَرَكَهَا تَسْتَنُّ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ وَظُهُورَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَيْهِ جَمِيعًا فَأَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى رِجْلِهِ وَفِيهَا النَّعْلُ فَفَتَلَهَا بِهَا ثُمَّ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ: قُلْتُ: وَفِي النَّعْلَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي النَّعْلَيْنِ قَالَ: قُلْتُ: وَفِي النَّعْلَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي النَّعْلَيْنِ قَالَ: قُلْتُ: وَفِي النَّعْلَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي النَّعْلَيْنِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ شَيْبَةَ يُشْبِهُ حَدِيثَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ لِأَنَّهُ قَالَ فِيهِ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُرَيْجٍ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ فِيهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثَلَاثًا"۔

عبید اللہ خولانی کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور وہ پانی سے استنجاء کر چکے تھے، پس انہوں نے وضو کے لئے پانی منگوایا یا تم میں سے کسی نے پانی لا کر ان کے سامنے رکھ دیا، پس انہوں نے فرمایا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! کیا میں تمہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو جیسا وضو کر کے نہ دکھاؤں؟ میں نے جواب دیا کیوں نہیں!، پس انہوں نے اپنے ہاتھ پر برتن سے پانی ڈالا اور اسے دھویا، پھر اپنی

دونوں ہتھیلیاں دھوئیں، پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، پھر اپنے دونوں ہاتھ اکھٹے کر کے برتن میں ڈالے اور لپ میں پانی بھر کر اپنے موںھ پر مارا۔ پھر اپنے دونوں انگوٹھوں کو کانوں کے گرد پھیرا۔ پھر دوسری اور تیسری دفعہ بھی ایسا ہی کیا۔ پھر اپنے دائیں چلو میں پانی لیکر پیشانی پر ڈالا اور اپنے چہرے پر بہنے دیا، پھر اپنی دونوں کلائیاں کہنیوں سمیت تین تین مرتبہ دھوئیں، پھر سر کا مسح کیا اور کانوں کے بیرونی حصے کا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر برتن میں داخل کیا اور اسے اس کے ساتھ ملا۔ پھر دوسرے پیر کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا، میں عرض گزار ہوا کہ جوتوں سمیت؟ فرمایا کہ جوتوں سمیت ہی، میں نے دوبارہ عرض کی کہ جوتوں سمیت؟ فرمایا جوتوں سمیت، میں نے پھر سہ بار عرض خدمت کی کہ جوتوں سمیت؟ تو جواب دیا جوتوں سمیت۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابن جریج کی حدیث اس حدیث سے مشابہت رکھتی ہے، اس میں حجاج بن محمد نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ اپنے سر کا مسح ایک مرتبہ کیا اور اس میں ابن وہب نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ اپنے سر کا مسح تین مرتبہ فرمایا۔

(۱۱۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

عمرو بن یحییٰ مازنی کے والد ماجد نے حضرت عبداللہ بن زید سے گزارش کی جو کہ عمرو بن یحییٰ مازنی کے جد امجد تھے کہ آپ ہمیں سید عالم ﷺ کا وضو کر کے دکھا سکتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کس طرح وضو کیا کرتے تھے؟ حضرت عبداللہ بن زید نے فرمایا کہ ہاں چنانچہ وضو کے لئے پانی منگوا کر پہلے اپنے ہاتھوں پر ڈالا اور دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر تین مرتبہ کلی اور تین ہی مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، پھر تین مرتبہ اپنا موںھ دھویا، پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دو دو مرتبہ دھوئے، پھر اپنے سر کا مسح کیا کہ اپنے ہاتھ کو پہلے آگے سے لے گئے اور پیچھے سے پیشانی تک لائے، پھر انہیں گدی تک لے گئے اور اسی جگہ تک واپس لے آئے جہاں سے ابتداء کی تھی، پھر اپنے دونوں پیر دھوئے۔

(۱۱۹) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ.

عمرو بن یحییٰ مازنی کے والد ماجد نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت کرتے ہوئے کہا پھر کلی کی اور ناک میں پانی لیا، ایک ہی چلو پانی سے اور ایسا تین دفعہ کیا، پھر مذکورہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

(۱۲۰)حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ حَبَّانَ بْنَ وَاسِعٍ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيَّ يَذْكُرُ اَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ وُضُوْئَهُ وَقَالَ: وَمَسَحَ رَاْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتّٰى اَنْقَاهُمَا۔

حبان بن واسع کے والد ماجد نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کو دیکھا اور آپ کے وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا، نیا پانی لے کر اس پانی سے نہ کیا جو ہاتھوں میں لگا ہوا تھا اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ انہیں صاف کر دیا۔

(۱۲۱)حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا حَرِيْزٌ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَيْسَرَةَ الْحَضْرَمِيُّ سَمِعْتُ الْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِي الْكِنْدِيَّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهِ وَاُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا۔

عبدالرحمن بن میسرہ حضرمی کا بیان ہے کہ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سید عالم ﷺ کی خدمت میں وضو کے لئے پانی پیش کیا گیا تو آپ ﷺ وضو کرنے لگے چنانچہ تین مرتبہ دونوں ہاتھ کو دھویا اور تین مرتبہ اپنا مبارک چہرہ دھویا، پھر تین تین مرتبہ اپنی دونوں کلائیاں دھوئیں، پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، پھر اپنے سر کا مسح فرمایا اور کانوں کا اور ان کے اندر باہر سے۔

(۱۲۲)حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ وَيَعْقُوْبُ بْنُ كَعْبٍ الْاَنْطَاكِيُّ لَفْظُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ حَرِيْزِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ تَوَضَّاَ فَلَمَّا بَلَغَ مَسْحَ رَاْسِهِ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى مُقَدَّمِ رَاْسِهِ فَاَمَرَّهُمَا حَتّٰى بَلَغَ الْقَفَا ثُمَّ رَدَّهُمَا اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ بَدَاَ مِنْهُ قَالَ مَحْمُوْدٌ: قَالَ: اَخْبَرَنِيْ حَرِيْزٌ۔

عبدالرحمن بن میسرہ کا بیان ہے کہ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سید عالم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا جب آپ ﷺ سر کے مسح تک پہنچے تو اپنی ہتھیلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھ کر انہیں پیچھے لے گئے یہاں تک کہ گدی تک جا پہنچے، پھر واپس لائے یہاں تک کہ اسی جگہ آ پہنچے جہاں سے ابتداء کی تھی، محمود کا بیان ہے کہ یہ مجھے حریز بن عثمان نے بتایا۔

(۱۲۳) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ وَهِشَامُ بْنُ خَالِدٍ الْمَعْنٰى قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ: وَمَسَحَ بِاُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا زَادَ هِشَامٌ وَاَدْخَلَ اَصَابِعَهُ فِيْ صِمَاخِ اُذُنَيْهِ۔

محمود بن خالد اور ہشام بن خالد نے اسی سند کے ساتھ ولید سے اس کی معنا روایت کرتے ہوئے کہا اور مسح کیا اپنے دونوں کانوں کا اور ان کے باہر و اندر کی جانب، ہشام نے بھی کہا کہ اپنی انگلیاں کانوں کے سوراخ میں داخل کیں۔

(۱۲۴) حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَزْهَرِ الْمُغِيرَةُ بْنُ فَرْوَةَ وَيَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَالِكٍ اَنَّ مُعَاوِيَةَ تَوَضَّأَ لِلنَّاسِ كَمَا رَاٰى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ فَلَمَّا بَلَغَ رَأْسَهُ غَرَفَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَتَلَقَّاهَا بِشِمَالِهٖ حَتّٰى وَضَعَهَا عَلٰى وَسَطِ رَأْسِهٖ حَتّٰى قَطَرَ الْمَاءُ اَوْ كَادَ يَقْطُرُ ثُمَّ مَسَحَ مِنْ مُقَدَّمِهٖ اِلٰى مُؤَخَّرِهٖ وَمِنْ مُؤَخَّرِهٖ اِلٰى مُقَدَّمِهٖ۔

یزید بن ابومالک کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ نے لوگوں کے لئے وضو کیا جیسا کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا تھا، جب وہ سر تک پہنچے تو بائیں ہاتھ سے چلو میں پانی لے کر سر کے درمیان میں ڈالا جو ٹپکنے لگا یا ٹپکنے کے قریب ہو گیا پھر سر کے اگلے حصے سے پچھلے حصے تک مسح کیا اور پھر پچھلے حصے سے اگلے حصے تک مسح کیا۔

(۱۲۵) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ: فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ بِغَيْرِ عَدَدٍ۔

محمود بن خالد نے ولید سے مذکورہ بالا سند کے ساتھ روایت کرتے ہوئے کہا، پس انہیں تین تین مرتبہ دھویا اور بغیر کسی گنتی کے دونوں پیر دھوئے۔

(۱۲۶) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَأْتِيْنَا فَحَدَّثَتْنَا اَنَّهٗ قَالَ: اسْكُبِيْ لِيْ وَضُوْءً ا فَذَكَرَتْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَتْ فِيْهِ: فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا وَوَضَّأَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مَرَّةً وَوَضَّأَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَرَّتَيْنِ بِمُؤَخَّرِ رَأْسِهٖ ثُمَّ بِمُقَدَّمِهٖ وَبِاُذُنَيْهِ كِلْتَيْهِمَا ظُهُوْرِهِمَا وَبُطُوْنِهِمَا وَوَضَّأَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ: وَهٰذَا مَعْنٰى حَدِيْثِ مُسَدَّدٍ۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل کا بیان ہے کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے، ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے وضو کے لئے پانی لاؤ، پس انہوں نے سید عالم ﷺ کے وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، پس آپ نے اپنے دونوں ہاتھ تین تین مرتبہ دھوئے اور مبارک چہرہ تین مرتبہ دھویا اور ایک مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھ بازو سمیت تین تین مرتبہ دھوئے اور دو دفعہ سر کا مسح کیا۔ سر کے پیچھے سے ابتداء کی اور پھر آگے سے اور پھر اندر سے دونوں کانوں کا مسح کیا اور تین تین مرتبہ دونوں پاؤں دھوئے، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہی معنی ہیں مسدد کی حدیث کے۔

(۱۲۷) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَقِيْلٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ يُغَيِّرُ بَعْضَ مَعَانِيْ بِشْرٍ قَالَ فِيْهِ: وَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا۔

اسحق بن اسمعیل سفیان نے ابن عقیل سے مذکورہ حدیث کی روایت کی اور بعض باتوں میں اختلاف کرتے ہوئے کہا اور تین مرتبہ کلی اور تین ہی مرتبہ ناک میں پانی ڈالا۔

(۱۲۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَمَسَحَ الرَّأْسَ كُلَّهُ مِنْ قَرْنِ الشَّعْرِ كُلِّ نَاحِيَةٍ لِمُنْصَبِّ الشَّعْرِ لَا يُحَرِّكُ الشَّعْرَ عَنْ هَيْئَتِهِ۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل کا بیان ہے کہ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پاس وضو فرمایا تو سارے سر کا مسح کیا، بالوں کی ابتداء سے ہر جانب بالوں کے جھکاؤ کے لحاظ سے کہ کسی بال کو اس کی ہیئت سے نہ ہلاتے یعنی اس کی حالت پر رکھتے۔

(۱۲۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ اَنَّ رُبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ رضی اللہ عنہا اَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَتَوَضَّأُ قَالَتْ: فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ مَا اَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا اَدْبَرَ وَصُدْغَيْهِ وَاُذُنَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً۔

عبداللہ بن عقیل کا بیان ہے کہ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر کا مسح فرمایا اور اس کے اگلے حصے کا، پچھلے حصے کا، دونوں کنپٹیوں اور دونوں کانوں کا ایک ہی مرتبہ مسح فرمایا۔

(۱۳۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَسَحَ بِرَأْسِهِ مِنْ فَضْلِ مَاءٍ كَانَ فِي يَدِهِ۔

ابن عقیل نے ربیع سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر کا مسح اسی پانی سے کیا جو اُن کے ہاتھ میں لگا ہوا تھا۔

(۱۳۱) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَوَضَّأَ فَاَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ فِي جُحْرَيْ اُذُنَيْهِ۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا تو اپنے کانوں کے دونوں سوراخوں میں انگلیاں داخل فرمائیں۔

(۱۳۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً حَتّٰى بَلَغَ الْقَذَالَ وَهُوَ اَوَّلُ الْقَفَا وَقَالَ مُسَدَّدٌ مَسَحَ رَأْسَهُ مِنْ مُقَدَّمِهِ اِلٰى مُؤَخَّرِهِ حَتّٰى اَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ اُذُنَيْهِ قَالَ مُسَدَّدٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ يَحْيٰى فَاَنْكَرَهُ قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ اَحْمَدَ يَقُولُ: اِنَّ ابْنَ عُيَيْنَةَ زَعَمُوا اَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُهُ وَيَقُولُ اِيشْ هٰذَا طَلْحَةُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ۔

طلحہ بن مصرف نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سر کا مسح ایک مرتبہ کرتے دیکھا ہے، یہاں تک کہ گردن کی ابتداء تک پہنچ جاتے اور مسدد نے کہا کہ اپنے سر کا مسح کیا

اوراس کے اگلے حصے سے پچھلے آخری حصے تک یہاں تک کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے نیچے سے نکالا۔ مسدد کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث یحیی سے بیان کی تو انہوں نے اسے منکر ٹھہرایا۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ میں نے امام احمد کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابن عیینہ اسے منکر قرار دیتے اور فرماتے "طلحة عن ابيه عن جده" یہ کیا ہے؟۔

(۱۳۳) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما رَاى رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَوَضَّأُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ كُلَّهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا قَالَ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ مَسْحَةً وَاحِدَةً.

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے دیکھا اور پھر ساری حدیث میں تین تین مرتبہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ سر اور کانوں کا مسح صرف ایک ہی بار فرمایا۔

(۱۳۴) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ وَذَكَرَ وُضُوءَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْسَحُ الْمَأْقَيْنِ قَالَ: وَقَالَ: الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: يَقُولُهَا: أَبُو أُمَامَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ: قَالَ حَمَّادٌ: لَا أَدْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْ مِنْ أَبِي أُمَامَةَ يَعْنِي قِصَّةَ الْأُذُنَيْنِ قَالَ قُتَيْبَةُ: عَنْ سِنَانٍ أَبِي رَبِيعَةَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ابْنُ رَبِيعَةَ كُنْيَتُهُ أَبُو رَبِيعَةَ.

شہر بن حوشب سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آنکھ کے دونوں کو یوں کو بھی ملتے تھے، ان کا بیان ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دونوں کان سر کا حصہ ہیں"، سلیمان بن حرب نے کہا کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ ایسا ہی فرمایا کرتے تھے، قتیبہ سے حماد نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ کانوں کے متعلق یہ بات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی یا حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے، قتیبہ نے سنان بن ابی ربیعہ سے کہا ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابن ربیعہ وہی ہیں جن کی کنیت ابو ربیعہ ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

*۔۔۔ حمران مولی عثمان سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ایک برتن منگوایا تو اپنے ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا اور انہیں دھویا پھر دایاں ہاتھ برتن میں ڈالا تو کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر تین مرتبہ اپنے چہرے کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ کہنیوں تک۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک تین دفعہ دھویا پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو میرے وضو جیسا وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے جن میں خیالات نہ آنے دے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(صحيح البخاری، كتاب الطهارة، باب: الوضوء ثلاثا ثلاثا، المضمضة فى الوضوء، السواك الرطب واليابس صائم، رقم: ۱۹۳۴، ۱۶۴، ۱۵۹، ص ۳۱۰، ۳۳، ۳۲)، (صحيح مسلم، كتاب الطهارة، صفة الوضوء

وکیالہ،رقم:(۴۲۶)/۲۲۶،ص۱۳۵)، (سنن النسائی،کتاب الطھارة،باب:المضمضة والاستنشاق، بای الیدین یتمضمض،حد الغسل،رقم:۹۷،۸۵،۸۴،ص۳۴،۳۱،۳۰)

*۔۔۔سعید بن عاص کہتے ہیں کہ میرے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگایا پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جس مسلمان نے بھی فرض نماز کا وقت پایا، اچھی طرح وضو کیا پھر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ نماز اس کے پچھلے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی جب تک وہ کوئی کبیرہ گناہ نہ کرلے، اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا"۔

(صحیح مسلم،کتاب الطھارة،فضل الوضوء وصلوة عقبة،رقم:(۴۳۱)/۲۲۸،ص۱۳۶)

*۔۔۔حضرت عاصم بن سفیان ثقفی سے مروی ہے کہ ہم سلاسل کی طرف بغرض جہاد روانہ ہوئے، لیکن جہاد نہ ہو سکا بعد ازاں ہم وہیں چوکنے رہے حتی کہ ہم واپسی معاویہ کے پاس آئے آپ کے پاس ابو ایوب اور عقبہ بن عامر بیٹھے تھے حضرت عاصم نے فرمایا اے ابو ایوب اس سال ہم جہاد نہ کر سکے اور ہم نے سنا ہے کہ جو شخص چار مساجد میں نماز پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، ابو ایوب نے فرمایا اے میرے بھتیجے! کیا میں آپ کو اس سے بھی آسان کار ثواب سے آگاہ نہ کروں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے:"جو شخص حکم کے مطابق وضو کرے اور نماز ارکان وشرائط کے مطابق ادا کرے تو وہ بخش دیا جائے گا، اور اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"۔

(سنن النسائی،کتاب الطھارة،باب:ثواب من توضاء کما امر،رقم:۱۴۴،ص۳۶)

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جب تم میں سے کوئی اچھی طرح وضو کر کے صرف نماز کے ارادے سے مسجد جائے، تو وہ جو بھی قدم رکھتا ہے اللہ اس کے سبب ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور اس سے ایک برائی مٹاتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہوتا ہے"۔

(سنن ابن ماجه،کتاب الطھارة،باب:ثواب الطھور،رقم:۲۸۱،ص٦٦)

*۔۔۔عبدة ابی لبابہ نے شقیق بن سلمہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین تین بار اعضائے وضو دھوتے دیکھا ہے اور وہ فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو اسی طرح تھا۔

(سنن ابن ماجه،کتاب الطھارة،باب:الوضوء ثلاثا ثلاثا،رقم:۴۱۳،ص۸۹)

*۔۔۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا تو ریش مبارک میں خلال فرمایا۔

(سنن ابن ماجه،کتاب الطھارة،باب:ما جاء فی تخلیل اللحیة،رقم:۴۳۰،ص۹۱)

*۔۔۔یحیی المازنی نے عبداللہ بن زید سے عرض کیا، کیا آپ مجھے یہ بتلا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے وضو فرمایا کرتے تھے؟، عبداللہ بن زید نے فرمایا اچھا پھر انہوں نے وضو کے لئے پانی طلب کیا، اپنے ہاتھوں پر پانی کو ڈال کر انہیں دو بار دھویا، پھر کلی کی اور ناک میں تین بار دیا پھر کہنیوں تک دو دو مرتبہ ہاتھ دھوئے پھر اپنے سر کا مسح کیا ہاتھوں کو آگے لائے اور پھر پیچھے لے گئے سر کے اگلے حصہ سے شروع کر کے گدی تک ہاتھ لے گئے پھر

انہیں لوٹا کر وہیں لائے جہاں سے مسح شروع کیا تھا پھر اپنے پاؤں دھوئے۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: ما جاء فی مسح الراس، رقم: ۴۳۴، ص ۹۲)

*۔۔۔رفاعہ بن رافع نے فرمایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کسی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ حکم خداوندی کے مطابق پورا وضو نہ کرے وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے سر کا مسح کرے اور پیروں کو ٹخنوں تک دھوئے۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: ما جاء فی الوضوء علی ما، رقم: ۴۶۰، ص ۹۵)

حل لغات

ثم مضمض: یعنی منہ میں پانی لے کر ہلانا۔

واستنثر: جمہور اہل لغت اور فقہاء و محدثین کہتے ہیں کہ الاستنشار سے مراد یہ ہے کہ پانی سونگھ لینے کے بعد دوبارہ ناک سے نکالنا۔ ثم غسل وجهه: چہرے کی تعریف یہ ہے کہ جہاں سے پیشانی کے بال جمنے شروع ہوتے ہیں وہاں سے لیکن کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے لیکر دوسرے کان کی لو تک کا مکمل حصہ چہرہ کہلاتا ہے۔ ثم یدہ الیمنی والیسری الی المرافق: یعنی دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا چاہیے۔

ثم مسح راسه: حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل سر کا مسح کیا جائے لیکن فقہائے کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کتنا مسح واجب ہے تاہم "حدیث نمبر ۱۰۶" میں اس کی وضاحت نہیں ملتی۔ ثلاثا: سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تین مرتبہ دھونا مستحب ہے۔

ثم صلی رکعتین: یہ نماز (کامل وضو کرنے کے بعد ادا کی جانے والی نماز) مستحب ہے، شوافع کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ غفر الله له ما تقدم من ذنبه: الغفر والغفران بمعنی الستر ہے، المغفرۃ کے معنی اللہ سے گناہوں کے معاف کر دینے کی امید کرنا۔ حدیث کا ظاہر یہ ثابت کرتا ہے کہ تمام ہی گناہ معاف ہو جائیں اور بعض نے خاص طور پر صغائر کو ذکر کیا ہے کیونکہ کبیرہ گناہ تو توبہ کرنے سے معاف ہوتے ہیں۔

فمسح برأسه واذنيه: اور یہ جملہ امام اعظم کے نزدیک حجت ہے اس لئے کہ کان سر کے پانی سے مسح کئے جاتے ہیں۔ حفنة: چلو، اس میں دلیل ہے کہ پانی لیکر منہ پر مارنے میں کراہت نہیں ہے۔

حدیث نمبر "۱۰۶" کے رجال

(۱)۔۔۔حمران ابن ابان: بن خالد بن عبد عمرو قرشی اموی مدنی، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام، انہوں نے حضرت عثمان بن عفان، عبد اللہ بن عمر، معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ عروہ بن زبیر، مسلم بن یسار، حسن بصری، عطاء بن یزید، نافع اور متاخرین کی جماعت نے روایت نقل کی ہے۔ (۲)۔۔۔عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ: انہیں ابو عمرو یا ابو عبد اللہ کہا جاتا ہے۔ یا ابو لیلی عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، ان کا سید عالم ﷺ سے چوتھے شجرے میں واسطہ ملتا ہے یعنی عبد مناف میں

۔انہوں نے سید عالم ﷺ سے ۱۴۶ احادیث روایت کی ہیں۔ تین احادیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے جب کہ آٹھ روایات میں امام بخاری اور پانچ میں امام مسلم منفرد ہیں۔ان سے زید بن خالد جہنی، عبد اللہ بن زبیر، محمود بن لبید، حمران بن ابان، اور مروان بن حکم نے روایات نقل کی ہیں۔ واقعہ فیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے، سن ۳۵ ھ میں جمعہ کے دن انتقال فرمایا، شہادت کے وقت عمر مبارک ۹۰ سال تھی۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔انہوں نے بارہ سال خلافت کی اور سید عالم ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں۔

حدیث نمبر "۱۰۷" کے رجال

(۱)۔۔۔عبد الرحمن بن وردان: ابو بکر غفاری، انہوں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن، سعید مقبری سے سماع حدیث کی ہے۔انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایات کو نقل کیا ہے جب کہ اِن سے ابو عاصم نبیل، مروان بن معاویہ نے روایات نقل کی ہیں۔ابو داؤد میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۱۰۸" کے رجال

(۱)۔۔۔محمد بن داؤد بن ابی سفیان: رزق بن داؤد بن ناجیہ بن عمیر، یعنی ابن ابی ناجیہ اسکندرانی ابو عبد اللہ مراد ہیں۔انہوں نے عبد الرزاق اور زیاد بن یونس حضرمی سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ابو داؤد اور نسائی نے اپنی سنن میں اور عمر بن احمد بن سُنی نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ان کا انتقال اسکندریہ میں سن ۲۵۱ ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔زیاد بن یونس: انہوں نے نافع بن عمر جُمحی، نافع بن ابو نعیم، سعید بن زیاد مؤدب سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے محمد بن داؤد اسکندرانی، یونس بن عبد الاعلی اور امام ابو داؤد نے روایات نقل کی ہیں۔(۳)۔۔۔سعید بن زیاد: انہوں نے عثمان بن عبد الرحمن، سلیمان بن یسار اور عبد اللہ بن محمد سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے وکیع، زیاد بن یونس، خالد بن مخلد، امام ابو داؤد اور نسائی نے روایات نقل کی ہیں۔(۴)۔۔۔عثمان بن عبد الرحمن: بن عبید اللہ تیمی قرشی حجازی، معاذ کے بھائی مراد ہیں۔انس بن مالک، ربیعہ بن عبد اللہ سے سماع حدیث کی ہے۔یحیی بن محمد بن طلحاء، ابو بکر بن منکدر، ضحاک بن عثمان، محمد بن طلحہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔بخاری، ابو داؤد اور ترمذی میں ان کی روایات منقول ہیں۔

حدیث نمبر "۱۰۹" کے رجال

(۱)۔۔۔عبید اللہ بن زیاد: مکی، ان سے عبید اللہ بن موسی اور یعقوب بن ابراہیم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ و نسائی نے روایات نقل کی ہیں۔(۲)۔۔۔عبد اللہ بن عبید بن عمیر: بن قتادہ بن سعد بن عامر بن جُندع بن لیث ابو ہاشم لیثی مکی۔انہوں نے اپنے والد، عبد اللہ بن عمر، عائشہ، حارث بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے زہری نے نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر "۱۱۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن طلحہ: بن یزید بن رکانہ بن عبد یزید بن المطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی، انہوں نے عبید اللہ خولانی، سالم بن عبد اللہ اور عکرمہ سے روایت نقل کی ہیں جب کہ ان سے عمرو بن دینار، محمد بن اسحق یسار، حصین بن عبد الرحمن نے روایات نقل کی ہیں۔ ابو داؤد، اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۲)۔۔۔ عبید اللہ بن اسود خولانی: ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کے ربیب، انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایات نقل کی ہیں، عصام بن عمرو بن قتادہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر "۱۱۸" کے رجال

مالک: سے مراد ابن انس ہیں۔ عمرو بن یحیی، ابو یحیی، عبد اللہ بن زید صحابی سب کا ذکر ما قبل ہو چکا ہے۔

حدیث نمبر "۱۱۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ خالد: بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن یزید واسطی ابو الہیثم طحان مراد ہیں۔ انہیں ابو محمد مزنی بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ابو اسحق شیبانی، حصین بن عبد الرحمن، عمرو بن یحیی انصاری سے سماع حدیث کی ہے۔ یحیی بن سعید، قتیبہ، عمرو بن عون، وکیع اور مسدد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ان کا انتقال ۱۸۲ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۱۲۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ عمرو بن حارث: بن یعقوب بن عبد اللہ بن اشجع ابو امیہ انصاری مصری، قیس بن سعد بن عبادہ کے مولی تھے۔ انہوں نے اپنے والد، زید بن اسلم، عمرو بن دینار، قتادہ، حبان بن واسع، اور زہری سے سماع حدیث کی ہے۔ صالح بن کیسان، اسامہ بن زید، عبد اللہ بن وہب نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ ۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۷ھ یا ۱۴۹ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ حبان بن واسع: بن حبان منقذ انصاری مازنی مدنی، ان کے دادا صحابی تھے۔ انہوں نے اپنے والد، عبد اللہ بن زید سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے عمرو بن حارث، عبد اللہ بن لہیعہ، مسلم، ابو داؤد اور ترمذی نے نقل حدیث کی ہیں۔

حدیث نمبر "۱۲۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابو المغیرۃ: عبد القدوس بن حجاج حمصی خولانی شامی، انہوں نے صفوان بن عمرو، اوزاعی، سعید بن سنان سے سماع حدیث کی ہے۔ احمد بن حنبل، ابن معین، عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی، ابو داؤد، مسلم، ترمذی اور بخاری نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ ان کا انتقال ۲۱۲ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ حریز: ابن عثمان بن جبر، بن احمر بن اسعد حمصی شامی ابو عون، ایک قول کے مطابق ابو عثمان رحبی مشرقی مراد ہیں۔ انہوں نے عبد اللہ بن بسر صحابی، راشد بن سعد، عبد الرحمن بن میسرہ، سعید بن مرثد سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ولید، اسماعیل بن عیاش، ابو مغیرہ خولانی، سفیان ابن حبیب نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۶۳ھ میں ہوا۔ (۳)۔۔۔ عبد الرحمن بن میسرہ

حضرمی: انہوں نے مقدام بن معدیکرب، ابوامامہ باہلی، ابوراشد حُبرانی، جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے حریز بن عثمان نے روایات نقل کی ہیں۔ابوداؤد وابن ماجہ میں ان کی روایات منقول ہیں۔(۴)۔۔۔مقدام بن معدیکرب: بن عمرو بن یزید بن معدی کرب، ابو کریمہ، ابو صالح، ابو یحیی، ابو بشر کندی، حمص کے رہنے والے تھے۔انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۴۷ احادیث روایت کی ہیں۔خالد بن معدان، شریح بن عبید، عبدالرحمن بن میسرہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔۸۷ھ میں ۹۱ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

حدیث نمبر "۱۲۲" کے رجال

(۱)۔۔۔یعقوب بن کعب: بن حامد ابو یوسف انطاکی حلبی، انہوں نے ولید بن مسلم، عطاء بن مسلم حلبی، شعیب بن اسحق، عبداللہ بن وھب اور ابو معاویہ ضریر سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ابوداؤد، عبدالعزیز بن سلیمان انطاکی، ابولیث یزید بن جہور طرسوسی، ابراہیم بن یعقوب جوزجانی نے روایات نقل کی ہیں۔(۲)۔۔۔ولید بن مسلم دمشقی: ابوالعباس اموی، کہا جاتا ہے کہ عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کے مولی ہیں۔انہوں نے اوزاعی، ثوری، لیث بن سعد، عبدالرزاق بن عمر، عبدالرحمن بن حسان کنانی اور متاخرین کی جماعت سے سماع حدیث کی ہے۔احمد بن حنبل، ابو خیثمہ، ہشام بن عمار، یعقوب بن کعب حلبی، محمد بن وہب نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔۱۹۴ھ میں حج سے واپسی میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۱۲۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ہشام بن خالد: بن زید بن مروان، انہیں خالد بن یزید ارزق سلامی بھی کہا جاتا ہے۔ولید بن مسلم، بقیہ بن ولید، خالد بن یزید، شعیب بن اسحق کی روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابوحاتم نے نقل کیا ہے۔۲۴۹ھ میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۱۲۴" کے رجال

(۱)۔۔۔موئل بن فضل: بن مجاہد، انہیں ابن الفضل بن عمیر ابوسعید حرانی بھی کہتے ہیں۔انہوں نے ولید بن مسلم، عیسی بن یونس، مروان بن معاویہ فنرازی، محمد بن شعیب سے سماع حدیث کی ہے۔محمد بن یحیی ذہلی، ابوحاتم رازی، ابوداؤد، ابوسعید حرانی نے روایات نقل کی ہیں۔ان کا انتقال ۲۲۷ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔عبداللہ بن العلاء: بن زبر بن عُطارد بن عمرو بن حُجر بن منقذ بن اسامہ شامی دمشقی ابوزبر ربعی، انہوں نے قاسم ابن محمد بن ابی بکر، سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب، نافع، ابوازہر مغیرہ بن فروہ اور زہری سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے ولید بن مسلم، ابومُسہر، معصب بن سلام، اور جماعت متاخرین نے روایات نقل کی ہیں۔ان کا انتقال ۱۶۴ھ میں ۸۹ سال کی عمر میں ہوا۔(۳)۔۔۔ابوازہر: مغیرہ بن فروہ ثقفی، انہیں ابوحارث دمشقی بھی کہا جاتا ہے۔معاویہ بن ابی سفیان، مالک بن ضُبیرہ سے احادیث بیان کی ہیں جبکہ ان سے عبداللہ بن العلاء، یحیی بن حارث

ذماری، سعید بن عبد العزیز اور ابو داؤد نے روایات نقل کی ہیں۔(۴)۔۔۔یزید بن ابی مالک: ان کا نام ابو مالک ہانی دمشقی فقیہ ہمدانی ہے۔دمشق کے قاضی تھے۔ابوایوب انصاری، انس بن مالک، واثلہ بن اسقع، صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں۔امام اوزاعی، سعید بن عبد العزیز، عبدہ بن رباح نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں، ان کا انتقال ۱۳۰ھ میں ہوا۔(۵)۔۔۔معاویہ بن ابی سفیان: صخر بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف قرشی اموی، ان کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی۔انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۱۶۳ احادیث نقل کی ہیں۔چار احادیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے جب کہ چار احادیث پر امام بخاری اور پانچ پر امام مسلم منفرد ہیں۔ان سے عبداللہ بن عباس، ابو سعید خدری، سائب بن یزید، وغیرہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم نے نقل حدیث کی ہے۔بیس سال امیر وقت اور بیس سال خلیفہ وقت رہے۔ماہ رجب میں آٹھ دن باقی تھے کہ جمعرات کے دن سن ۵۹ھ میں ۸۲ سال کی عمر میں دمشق میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۱۲۶" کے رجال

(۱)۔۔۔بشر بن المفضل: بن لاحق رقاشی ابو اسماعیل بصری، انہوں نے محمد بن منکدر، عبداللہ بن عون، قرۃ بن خالد، علی ابن زید بن جدعان سے سماع حدیث کی ہے۔احمد بن حنبل، مسدد بن مسرھد، علی بن مدینی، ابو ولید طیالسی نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔۱۸۶ھ میں انتقال ہوا۔(۲)۔۔۔رُبیع بنت مُعوذ: بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن نجار انصاریہ، ان کے والد گرامی ابو عفراء کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔امام بخاری نے ان سے دو روایات نقل کی ہیں لیکن امام بخاری و مسلم کا اتفاق فقط ایک ہی پر ہو سکا۔

حدیث نمبر "۱۲۷" کے رجال

(۱)۔۔۔اسحاق بن اسماعیل: الطالقانی ابو یعقوب، انہوں نے ابن عیینہ، محمد بن فضیل، وکیع سے سماع حدیث کی ہے۔ابوداؤد، ابراہیم بن اسحق حربی، ابو قاسم بغوی نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔۲۳۰ھ میں ماہ رمضان میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۱۲۸" کے رجال

(۱)۔۔۔لیث: مراد ابن سعد بن عبد الرحمن مصری ابو الحارث فہمی، عبد الرحمن بن خالد بن مسافر کے مولی ہیں۔عطاء بن ابی رباح، نافع، زہری، ابو زناد سے سماع حدیث کی ہے۔محمد بن عجلان، ابن مبارک، عبداللہ بن وہب سے سماع حدیث کی ہے۔ صحیح قول کے مطابق حنفی تھے۔۱۷۵ھ میں مصر میں ۸۱ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۱۲۹" کے رجال

(۱)۔۔۔بکر: ابن مضر بن محمد بن حکیم بن سلمان مصری ابو محمد، ربیعہ بن شُرحبیل بن حسنہ کے مولی، انہوں نے

جعفر بن ربیعہ، یزید بن عبد اللہ بن اسامہ سے سماع حدیث کی ہے۔ عبد اللہ بن وہب، عبد اللہ بن صالح، قتیبہ بن سعید نے روایات نقل کی ہیں۔ ۱۷۴ھ میں عرفہ کے دن انتقال فرمایا۔ جب کہ تاریخ ولادت ۱۰۰ھ تھی۔

حدیث نمبر "۱۳۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبد اللہ بن داؤد: بن عامر بن ربیع خُریبی ابو محمد بصری ہمدانی شعبی، انہوں نے ہشام بن عروہ، اسماعیل بن ابی خالد، اعمش، ثوری، اوزاعی سے سماع حدیث کی ہے۔ مسدد، ابن مثنی، ابن بشار، سفیان بن عیینہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ ان کا انتقال ۲۱۳ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۱۳۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابراہیم بن سعید: ابو اسحٰق جوہری بغدادی، انہوں نے ابن عیینہ، وکیع، وروح بن عبادہ، ابو صالح فراء سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابو حاتم، ابن ابی دنیا، موسی بن ہارون نے احادیث روایت کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ حسن بن صالح: بن صالح ہمدانی ثوری کوفی، انہوں نے عبد اللہ بن دینار، سماک بن حرب، عاصم احول سے سماع حدیث کی ہے۔ وکیع، ابن مبارک، ابو نعیم نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ ۱۶۷ھ میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۱۳۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبد الوارث: مراد ابن سعید بن ذکوان تمیمی عنبری ابو عبیدہ بصری ہیں۔ انہوں نے عبد العزیز بن صہیب، ایوب سختیانی، یونس بن عبید سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے ان کے صاحبزادے عبد الصمد، ثوری، مسدد، عفان بن مسلم نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال ماہ محرم الحرام میں سن ۱۸۰ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ لیث: مراد لیث بن ابو سلیم ابو بکر کوفی قرشی ہیں، انہوں نے مجاہد، طاؤس، طلحہ بن مصرف، عطاء بن ابی رباح سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے ثوری، شعبہ، زائدہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ۱۴۳ھ میں انتقال فرمایا۔ (۳)۔۔۔ طلحہ بن مصرف: بن عمرو بن کعب بن جحدب بن معاویہ بن سعد بن حارث بن ذُھل ابو محمد کوفی۔ انہوں نے عبد اللہ بن ابی اوفی، انس بن مالک، سعید بن جبیر اور اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ان کے صاحبزادے، لیث بن ابی سلیم، فطر بن خلیفہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۱۳ھ میں ہوا۔ (۴)۔۔۔ ابو طلحہ: مراد مصرف بن عمرو کوفی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسح الراس کی احادیث روایت کی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ صحابی تھے۔

حدیث نمبر "۱۳۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ یزید بن ہارون: بن زاذی بن ثابت سلمی ابو خالد واسطی، انہوں نے سلیمان تیمی، داؤد بن ابی ہند، یحیی بن سعید انصاری، سعید بن ابی عروبہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ابو سلمہ موسی بن اسماعیل، قتیبہ، احمد بن حنبل، ابو معین نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ ان کی ولادت ۱۱۷ھ میں جب کہ وفات ۲۰۶ھ میں

ہوئی۔(۲)۔۔۔عباد بن منصور: ابو سلمی ناجی بصری قاضی وقت تھے۔ابو رجاء عطاردی، قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق، ایوب سختیانی، عکرمہ بن خالد سے سماع حدیث کی ہے۔وکیع، ثوری، شعبہ، یحیی قطان نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔نسائی انہیں ضعیف مانتے ہیں جب کہ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۳)۔۔۔عکرمہ بن خالد: بن عاص بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو ابن مخزوم مخزومی قرشی مکی۔ انہوں نے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، سعید بن جبیر سے سماع حدیث کی ہے۔جب کہ عمرو بن دینار، عبداللہ بن طاؤس، قتادہ، عامر احول، ابن جریج نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۴)۔۔۔سعید بن جبیر: بن ہشام کوفی ابو محمد اسدی والبی، انہوں نے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن مغفل، ابو مسعود عقبہ بن عامر بدری، انس بن مالک وغیرہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔محمد بن واسع، مالک بن دینار، عمرو بن دینار، زہری، ایوب سختیانی، اعمش نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔۹۵ھ میں حجاج نے انہیں شعبان کے مہینے میں ۴۹ سال کی عمر میں قتل کرادیا۔

حدیث نمبر "۱۳۴۴" کے رجال

(۱)۔۔۔سلیمان بن حرب: بن بجیلہ الاردنی الواحشی، انہوں نے جریر بن حازم، حمادین، سلیمان بن مغیرہ سے سماع حدیث کی ہے۔یحیی بن سعید، احمد بن حنبل، اسحق بن راہویہ، احمد بن سعید دارمی، یعقوب بن شیبہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابوداؤد، احمد بن عمرو نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ربیع الآخر کے مہینے میں ۲۲۴ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔سنان بن ربیعہ: ابو ربیعہ بصری، انہوں نے انس بن مالک، ثابت بنانی، شہر بن حوشب سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے عبداللہ بن بکر، عبدالوارث بن سعید، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔(۳)۔۔۔شہر بن حوشب: ابو سعید، انہیں ابو عبداللہ اور ابو عبدالرحمن اشعری شامی حمصی یا دمشقی بھی کہا جاتا ہے۔عبداللہ بن عمر، ابن عباس، عبداللہ بن عمرو، ابو سعید خدری، وغیرہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔قتادہ، معاویہ بن قرۃ، عوف الاعرابی، حکم بن ابان نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔(۴)۔۔۔ابو امامہ رضی اللہ عنہ: صدی بن عجلان بن واثلہ بن رباح بن حارث بن معن بن مالک باہلی، حمص کے رہنے والے تھے۔انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۲۵۰ احادیث نقل کی ہیں۔امام بخاری نے ان کی پانچ اور امام مسلم نے تین احادیث نقل کی ہیں۔رجاء بن حیوۃ، محمد بن زیاد الہانی، ابو غالب، اور جماعت متاخرین نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔شام میں ۸۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔کہا جاتا ہے کہ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے آخر میں وفات پانے والے تھے۔

حدیث نمبر "۱۰۶" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ مستحب ہے کہ وضو کے آغاز سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھو لئے جائیں چہ جائے کہ سو کر اٹھے ہوں یا نہیں، اور اس پر دلیل "فافرغ علی یدیه" ہے، اور حدیث مستیقظ سے صرف سو کر اٹھنے کی صورت میں مستحب ہونے کا فائدہ ہے۔ (۲)۔۔۔ مستحب ہے کہ دونوں ہاتھوں پر یک بارگی پانی ڈالا جائے اور اس پر دلیل "علی یدیه" ہے، اور ایک حدیث میں یوں بھی ہے کہ سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ پر پانی ڈالے پھر دونوں کو دھوئے اور فقہائے کرام کا دونوں میں سے افضلیت کے بارے میں اختلاف ہے۔(۳)۔۔۔ ثم کے ذریعے استحباب ترتیب کا بیان کر دیا گیا۔

حدیث نمبر "۱۰۶" احناف کے نظریے کی مؤید ہے!

*۔۔۔ حمران بن ابان مولیٰ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، پہلے انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں پر تین تین مرتبہ پانی ڈال کر انہیں دھویا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا اور اپنے دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا اور بائیں ہاتھ کو بھی کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح کیا پھر اپنے دائیں قدم کو تین مرتبہ دھویا، پھر اسی طرح بائیں قدم کو، پھر فرمایا کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے، پھر فرمایا کہ جو میرے اسی وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے، جن میں اپنے نفس سے باتیں نہ کرے تو اللہ اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔

اس باب میں کل "۲۹" احادیث بیان کی گئی ہیں اور اکثر احادیث میں فرائض وضو کا بیان ہے، تاہم کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ابتداءً دونوں ہاتھ تین تین مرتبہ دھونا وغیرہ کا بھی بیان ہے لیکن ان چیزوں کا بیان دیگر ابواب میں بھی ہے لہذا ہم اس باب کے تحت اولاً فرائض وضو کا بیان کرتے ہیں اس کے بعد سنن وضو کا بیان کریں گے ۔اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿یایها الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا بروٴسکم وارجلکم الی الکعبین اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا موٗنھ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ (المائدۃ:٦)﴾۔ احناف کے نزدیک فقط یہی چار فرائض ہیں۔

ائمہ کرام کے نزدیک چہرے کی کس مقدار کو دھونا وضو میں فرض ہے؟

احناف کہتے ہیں: چہرے کا دھونا وضو میں فرض ہے اور اس کی مقدار (ٹھوڑی سے لیکر پیشانی تک جہاں سے بال جمنا شروع ہوتے ہیں اور ایک کان کی لو سے لیکر دوسرے کان کی لو تک چہرہ کہلاتا ہے)۔ مالکی کے نزدیک چہرے کا دھونا (کنپٹی کے بال دھونے کے حکم میں نہیں کیونکہ ان کا تعلق سر کے بالوں سے ہے نہ کہ چہرے سے جب کہ

احناف کے نزدیک ان بالوں کا تعلق چہرے سے ہے)۔ شوافع کے نزدیک چہرے کا دھونا فرض ہے، جیسا کہ امام اعظم کا قول ہے، لیکن شوافع کے نزدیک ٹھوڑی کے نیچے بھی دھونا فرض ہے اور اس قول میں امام شافعی تنہا ہیں۔ حنابلہ کا نظریہ یہ ہے کہ چہرے کا دھونا، طول و عرض میں ان کا نظریہ مالکیہ کے نظریے کے مطابق ہے، انہوں نے تمام ائمہ کے خلاف منہ اور ناک کے دھونے کو فرض مانا ہے اور کہتے ہیں کہ منہ اور ناک چہرے میں داخل ہیں اور ان کی فرضیت کلی اور ناک میں پانی چڑھانے سے ادا ہوتی ہے اور انہوں نے نیت کے حوالے سے اختلاف کیا ہے کیونکہ حنابلہ کے نزدیک نیت شرط ہے نہ کہ فرض۔

دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونے کا فرض ہونا اور ناخنوں کا میل چھڑانے میں اختلاف ائمہ

احناف کے نزدیک دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا فرض ہے، امام مالک کے نزدیک دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا اور بڑے ناخنوں کے نیچے کے حصوں کو بھی دھونا جو کہ انگلیوں کے پوروں کے نیچے چھپ جاتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا دھونا ضروری نہیں بلکہ معاف ہے مگر یہ بہت زیادہ بڑھ جائیں۔ شوافع کے مطابق دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا، اس مسئلہ میں شوافع نے احناف کا موقف اختیار کیا ہے سوائے میل کے جو ناخنوں کے نیچے ہوا کرتا ہے جو کہ پانی جلد تک پہنچنے سے منع کرتا ہے، پس اس میل کا چھڑانا واجب ہے لیکن معمار حضرات جن کے ناخن مٹی سے سن جاتے ہیں ان کے حق میں معاف ہے۔ حنابلہ کے مطابق دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا، ان کے نزدیک بھی ناخن کے نیچے میل چھڑا کر دھونا فرض ہے۔

مسح کی فرضیت کے بارے میں اختلاف ائمہ

احناف کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے۔ امام مالک کے نزدیک پورے سر کا مسح کرنا، اس میں کنپٹی کے بال اور وہ سفیدی جو کان کے پیچھے ہوا کرتی ہے داخل ہے چہ جائے کہ بال لمبے ہوں یا چھوٹے۔ شوافع کے نزدیک بعض سر کا مسح کرنا اگرچہ قلیل ہو، اور ہاتھ سے مسح کرنا واجب نہیں، پس جب پانی کسی ذریعے سے سر کو پہنچا اور سر کے بعض بالوں کو چھو گیا تو مسح کی فرضیت ادا ہو جائے گی۔ حنابلہ کے نزدیک پورے سر کا مسح کرنا فرض ہے، حنابلہ اس مسئلے میں مالکیہ کے ساتھ ہیں۔

پاؤں دھونے کی فرضیت میں چاروں ائمہ کا موقف

احناف کے نزدیک دونوں پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا فرض ہے، جیسا کہ آیت مقدسہ سے ثابت ہے اور چاروں ائمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دیگر فرائض وضو

امام مالک کے نزدیک دیگر فرائض وضو میں نیت، پے در پے اعضاء دھونا، (ایک عضو سوکھنے نہ پائے کہ دوسرا عضو

دھونا)، اور اعضاء مغسولہ کو ملنا، (یعنی ہاتھ سے اعضاء کو دھوتے وقت ملنا، جیسا کہ بالوں اور انگلیوں کا خلال کیا جاتا ہے)۔ شوافع کے نزدیک دیگر فرائض میں نیت، ترتیب، یعنی چہرے، دونوں ہاتھ مع کہنی، سر کا مسح اور دونوں پاؤں مع کعبین، پس جس نے اس ترتیب میں آگے پیچھے کر دیا تو اس کا وضو باطل ہو جائے گا اور اس بارے میں شوافع کے ساتھ مالکی اور حنبلی بھی ہیں جب کہ امام اعظم کے نزدیک ترتیب فرض نہیں بلکہ سنت ہے۔ حنابلہ کے نزدیک دیگر فرائض میں ترتیب، (جس طرح شوافع کے نزدیک ترتیب فوت ہونے سے وضو باطل ہو جاتا ہے، حنابلہ کا بھی یہی موقف ہے)، اور پے در پے اعضاء کو دھونا، (جیسا کہ مالکی حضرات کا قول ہے)۔

(کتاب الفقہ، کتاب الطہارۃ، فرائض الوضوء، ج ا، ص ۵۱ وغیرہ)

ائمہ کرام کے نزدیک "سنت" کے بارے میں اختلاف

شوافع کے نزدیک سنت، مندوب، مستحب اور نفل اگرچہ مختلف الفاظ ہیں لیکن معنی ایک ہی ہیں، اور معنی یہ ہے کہ مکلف اپنے فعل سے اُسے طلب کرے اور اس فعل کی طلب غیر جازم ہو پس اگر عمل کرے تو ثواب کمائے اور نہ کرے تو کوئی عتاب نہ ہو گا، پھر ان کے نزدیک سنت کی دو قسمیں ہیں (۱)۔۔۔ عین سنت: مراد وہ فعل ہے جو خاص طور پر مکلف سے طلب کیا جاتا ہے اور اس کی طلب غیر جازم ہو، دوسرے کے مقابلے میں مکلفین میں سے کسی ایک کے ساتھ اُسے خاص نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ فرض نماز کی سنن ہوتی ہیں۔ (۲)۔۔۔ سنتِ کفایہ: یعنی مکلفین سے مجموعی طور پر طلب کی جائے، پس جب ایک نے اُس پر عمل کر لیا تو دوسری سے ساقط ہو جائے گی جیسا کہ ایک جماعت کھانا کھا رہی ہے، پس اُن میں سے ایک نے تسمیہ پڑھ لیا تو سب کی طرف سے ساقط ہو جائے گا لیکن ثواب فقط اُسے (پڑھنے) والے کو ملے گا۔

مالکیہ کے نزدیک سنت وہ جسے شارع نے طلب کیا اور اس امر کی تاکید کی اور جماعت پر اس کو ظاہر کیا لیکن اس کے وجوب پر دلیل قائم نہ کی اور اس پر عمل کرنے والے کو ثواب ملے گا اور اس کے ترک کرنے والے کو سزا نہ ملے گی اور یہ مالکیوں کے نزدیک مندوب کے مخالف ہے کیونکہ ان کے نزدیک مندوب وہ فعل ہوتا ہے جسے شارع نے طلب نہ کیا ہو اور اس کی طلب پر تاکید نہ کی ہو اور اس کے کرنے پر فاعل کو ثواب اور ترک کرنے پر سزا نہ ملتی ہو اور اُسے فضیلت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہو اور اس کی مثال ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں ہیں۔

احناف کے نزدیک سنت کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔۔۔ سنت مؤکدہ: اور یہ بمعنی واجب کے ہوتی ہے، احناف کہتے ہیں کہ واجب فرض سے کم درجہ ہوتا ہے اور یہ اُس دلیل سے ثابت ہوتا ہے جس میں شبہ ہوتا ہے اور اس دلیل کو فرض عملی کہتے ہیں، یعنی عمل کرنے میں فرائض کی طرح ہی اُس پر عمل کیا جاتا ہے اور اس کے ترک کرنے والے کو گناہ ہوتا ہے۔ اور اس میں ترتیب اور قضاء بھی واجب ہوتی ہے لیکن اُس پر فرض ہونے کا اعتقاد نہیں رکھا جاتا اور اس کی مثال وتر کی نماز ہے، کیونکہ احناف کے نزدیک نماز وتر فرض عملی ہے نہ کہ اعتقادی، اور اس کا ترک کرنے والا گناہگار ہے لیکن اس کا انکار کرنے والا کافر نہ ہو گا جیسا کہ پانچ نمازوں کا انکار کرنے والا کافر کہلاتا ہے، کیونکہ پانچ

نمازیں فرض عملی ہیں نہ کہ اعتقادی، اور پانچ نمازوں کا انکار کرنے والا کافر ہو جائے گا اور واجب کا ترک کرنے والا احناف کے نزدیک ایسا گناہ نہ پائے گا جیسا کہ فرض کے ترک کرنے پر پاتا ہے اور اُسے آگ کی سزا نہ دی جائے گی اور یہی تحقیق ہے، بلکہ ایسا شخص سید عالم ﷺ کی شفاعت سے محروم ہو گا اور احناف جب سنت مؤکدہ کہتے ہیں تو وہ اس کے ساتھ واجب مراد لیتے ہیں اور اس کے احکام میں سے یہ ہے کہ جب واجب کسی نماز میں ترک ہو جائے تو سجدہ سہو لازم آتا ہے۔(۲)۔۔۔ سنت غیر مؤکدہ: اسے مستحب اور مندوب کہا جاتا ہے، اور اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے والے کو گناہ نہیں ملتا۔

حنابلہ کے نزدیک سنت، مندوب، مستحب، مترادف الفاظ ہیں لیکن معنی ایک ہی ہے، جیسا کہ شوافع کا قول ہے، لیکن ان کے نزدیک سنت کی دو اقسام ہیں: (۱)۔۔۔ سنت مؤکدہ: جیسا کہ نماز وتر، فجر کی دو رکعت سنت، تراویح اور ان کے نزدیک سنت مؤکدہ کا ترک مکروہ ہے۔(۲)۔۔۔ سنت غیر مؤکدہ: اس کا ترک کرنا مکروہ نہیں ہے۔

وضو میں کیا چیز سنت ہے اور کیا نہیں، اختلاف ائمہ!

(۱)۔۔۔ احناف کے نزدیک: وضو کی سنتیں یہ ہیں: تسمیہ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا اور یہ لازم سنت ہے چہ جائے کہ کوئی شخص نیند سے بیدار ہو کر وضو کرے یا اس کے علاوہ کسی بھی موقع پر وضو کرے، دونوں ہاتھ کلائیوں تک تین تین بار دھونا، کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا تین تین مرتبہ کرے، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرے، پورے سر کا مسح کرنا، ترتیب، مسواک، نیت۔

(۲)۔۔۔ مالکیہ کے نزدیک: وضو کی سنتیں یہ ہیں کہ دونوں ہاتھ کلائیوں تک دھوئے، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناک میں پانی ڈال کر انگلی سے صاف کرنا، کانوں کے ظاہر و باطن کا مسح کرنا، کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لینا ایسا نہیں کہ مسح سے بچ جانے والا پانی ہی کافی ہو جائے، ترتیب کا خیال رکھنا، سر کا مسح کرنا اگر پہلے مسح کے بعد کچھ تری رہ گئی ہو، انگوٹھی پہنی ہونے کی صورت میں اُسے ہلا کر پانی گزارنا (احناف کے نزدیک یہ عمل مستحب ہے نہ کہ سنت)۔

(۳)۔۔۔ شوافع کے نزدیک: وضو کی سنتیں یہ ہیں: آغاز میں تسمیہ پڑھنا، تسمیہ پڑھتے وقت دل میں وضو کی سنن کی نیت کرنا، مسواک کرنا اور بوقت مسواک یہ دعا کرنا: "اللھم بیض به اسنانی وشد به لثاتی وثبت به لھاتی وبارك لی فیه یا ارحم الرحمین"۔ دونوں ہتھیلیوں کا بند دست (کلائی) کی ہڈی تک دھونا، ہاتھوں کا تین تین مرتبہ دھونا، تین مرتبہ کلی کرنا، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا اور اس کی سنت فقط پانی کو ناک کے قریب لے جانے سے ادا ہو جائے گی چہ جائے کہ پانی ناک میں چڑھایا جائے یا نہیں، جانب قبلہ ہو کر وضو کرنا، تسمیہ کے بعد ہاتھ دھو کر دعا پڑھے: "الحمد للہ الذی جعل الماء طھورا"، کلی کے وقت کی دعا: "اللھم اعنی علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك"، ناک میں پانی دیتے وقت یوں پڑھے: "اللھم ارحنی رائحة الجنة"، چہرہ دھوتے وقت: "اللھم بیض وجھی یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ"، دائیں ہاتھ کو دھوتے وقت:

"اللھم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا"، بائیں ہاتھ کو دھوتے وقت: "اللھم لا تعطنی کتابی بشمالی ولا من وراء ظھری"، مسح کرتے وقت: "اللھم حرم شعری وبشری علی النار واظلنی تحت عرشك یوم لا ظل الا ظلك"، کانوں کا مسح کرتے وقت: "اللھم اجعلنی من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه"، پاؤں دھوتے وقت: "اللھم ثبت قدمی علی الصراط یوم تزل فیه الاقدام"، وضو کے اختتام پر یوں کہے: "اشھد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشھد ان سیدنا محمدا عبده ورسوله اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین سبحانك اللھم وبحمدك اشھد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب الیك"۔

(۴)۔۔۔حنابلہ کے نزدیک: استقبال قبلہ، کلی کے وقت میں مسواک کرنا، دونوں ہتھیلیوں کا تین تین مرتبہ دھونا، کلی اور ناک میں پانی دینا، روزہ نہ ہونے کی صورت میں کلی میں مبالغہ کرنا، تمام اعضاء کو دھوتے وقت ملنا تا کہ میل دھل سکے، مسح کے مقابلے میں چہرہ دھونے میں پانی زیادہ استعمال کرنا، چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا، دائیں جانب کو بائیں پر فوقیت دینا، دو یا تین مرتبہ اعضاء کا دھونا، اختتام وضو تک دل میں نیت ہونا، ہتھیلیوں کو بند دست (کلائی) کی ہڈی تک دھوتے وقت سنت کی نیت ہونا، نیت کے الفاظ اتنی آواز سے کہے کہ خود سن لے، اختتام پر یوں کہے: "اشھد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشھد ان سیدنا محمدا عبده ورسوله. اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین واجعلنی من عبادك الصالحین سبحانك اللھم وبحمدك اشھد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب الیك"۔

(کتاب الفقه، کتاب الطھارة، مبحث سنة الوضوء، ج۱، ص ۶۰ وغیرہ)

(۵۱) بَابُ الْوُضُوْءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا
تین تین مرتبہ دھونا

(۱۳۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُوْسٰی بْنِ اَبِیْ عَائِشَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ کَیْفَ الطُّهُوْرُ فَدَعَا بِمَاءٍ فِیْ اِنَاءٍ فَغَسَلَ کَفَّیْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَیْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ فَاَدْخَلَ اِصْبَعَیْهِ السَّبَّاحَتَیْنِ فِیْ اُذُنَیْهِ وَمَسَحَ بِاِبْهَامَیْهِ عَلٰی ظَاهِرِ اُذُنَیْهِ وَبِالسَّبَّاحَتَیْنِ بَاطِنَ اُذُنَیْهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: هٰکَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰی هٰذَا اَوْ نَقَصَ فَقَدْ اَسَاءَ وَظَلَمَ اَوْ ظَلَمَ وَاَسَاءَ۔

عمرو بن شعیب کے والد ماجد سے اُن کے والد محترم نے فرمایا کہ ایک آدمی سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یارسول اللہ ﷺ! وضو کا طریقہ کیا ہے؟ پس آپ ﷺ نے برتن میں پانی منگوایا اور اس سے دونوں ہاتھ تین تین مرتبہ دھوئے، پھر تین مرتبہ اپنا مبارک چہرہ دھویا، پھر تین تین مرتبہ اپنی کلائیاں دھوئیں، پھر اپنے سر کا مسح کیا اور اپنی انگلیوں کو کانوں کے سوراخوں میں داخل کیا اور دونوں انگوٹھوں کے ساتھ کانوں کے

بیرونی حصے کا اور شہادت کی دونوں انگلیوں سے کانوں کے اندرونی حصے کا مسح کیا، پھر تین تین مرتبہ اپنے دونوں پیر دھوئے، پھر فرمایا کہ وضو کا طریقہ یہ ہے جس نے اس سے کچھ اضافہ کیا یا کچھ کمی کی تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا یا ظلم کیا اور بُرا کیا۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

*۔۔۔سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وضو کے طریقے کے بارے میں سوال کیا آپ نے تین تین بار وضو فرما کر اسے بتایا پھر ارشاد فرمایا وضو اس طرح ہے اب جو کوئی اس پر اضافہ کرے اس نے برا کیا اور حد سے تجاوز اور ظلم کیا۔ (سنن النسائی ،کتاب الطھارۃ،باب:الاعتداء فی الوضوء،رقم:۱۴۰،ص ۴۴)،(سنن ابن ماجه،کتاب الطھارۃ، باب:ما جاء فی القصد فی الوضو،رقم:۴۲۲،ص ۹۰)

حل لغات

السباحتين: وہ انگلی جو انگوٹھے سے ملی ہوئی ہوتی ہے، جسے تسبیح کہتے وقت بلند کیا جاتا ہے یعنی شہادت کی انگلی۔
فقد اساء: ادب کے معاملے میں، کہ سنت کو ترک کرنا بُرا فعل اور ترک ادب ہے۔

حدیث نمبر "۱۳۵" کے رجال

(۱)۔۔۔موسی بن ابی عائشہ :ابو الحسن کوفی ہمدانی،ال جعدہ بن ہبیرہ کے مولی،انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ، سعید بن جبیر سے سماع حدیث کی ہے۔ ثوری ،زائدہ،ابو احوص،ابو عوانہ نے ان کی روایت بیان کی ہیں۔(۲)۔۔۔عمرو بن شعیب :بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو العاص ابو ابراہیم سہمی قرشی مدنی مراد ہیں۔عطاء بن ابی رباح، زہری ، عمرو بن دینار، قتادہ ،ثابت بنانی اور متاخرین کی جماعت نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۳)۔۔۔ابو شعیب :بن محمد بن عمرو،انہوں نے اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ،عبد اللہ بن عمر بن خطاب، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے عمر اور عمرو بن شعیب کے بیٹے ،ثابت بنانی،عطاء خراسانی، زیاد بن عمرو، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث کے جملے "فقد اساء" کی علمی تحقیق

علامہ عینی لکھتے ہیں: حدیث مذکورہ بالا میں فرمایا:"من زاد علی ھذا او نقص فقد اساء یعنی جس نے اس طریقے پر کچھ زائد کیا یا کمی کی تو اُس نے بُرا کیا"۔اور ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ سنت ترک نہ کی جائے اور شرع مطہرہ ادب کا حکم دیتی ہے اور اپنی جان پر ظلم کرنا یہ ہے کہ انسان ثواب کے مواقع کی پرواہ نہ کرے اور متذکرہ سنت میں کمی یا اضافہ کرے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ "اساءۃ یعنی بُرا فعل" یہ ہے کہ حدیث میں تعلیم کی گئی تعداد میں زیادتی کی جائے۔ اور اپنی جان پر ظلم کرنا یہ ہے کہ نقصان کی جانب لوٹ جائے، کیونکہ ظلم کی تعریف یہ ہے کہ کسی چیز کو

اس کے غیر جگہ میں رکھ دیا جائے۔ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا اس روایت میں فقط اسائت کو نقصان پر مقدم کرنا مقصود ہے۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اگر کسی نے تین سے بھی زیادتی کی اور اس زیادتی کو سنت جانا تو اُسے تین کا بھی ثواب نہ ملے گا یا تین سے کم کر کے سنت کا اعتقاد رکھا تو بھی سنت کے خلاف کیا۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اگر تین سے کم تعداد کرتا ہے تو اپنی جان پر ظلم کرنے والا کیسے کہلائے گا جب کہ احادیث میں اعضائے وضو کو ایک ایک اور دو دو مرتبہ دھونے کا بھی ذکر ہے، میں (علامہ عینی) ان کے تین جواب دوں گا:

(۱)۔۔۔اپنی جان پر ظلم اس طرح کیا کہ فضیلت و کمال والی روایت کو ترک کر دیا، اگرچہ ایک ایک مرتبہ یا دو دو مرتبہ دھونا بھی جائز ہے۔ (۲)۔۔۔جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ اُس نے تین مرتبہ دھونے کے خلاف اعتقاد رکھ کر اپنی جان پر ظلم کیا۔ (۳)۔۔۔اس حدیث میں کچھ کلام ہے جو کہ "عمرو بن شعیب" کے حوالے سے ہے، اور شیخ تقی الدین "الامام" میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(شرح ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب: الوضوء ثلاثا ثلاثا، ج ۱، ص ۱۷۹)

(۵۲) بَابُ الْوُضُوْءِ مَرَّتَيْنِ

دو دو مرتبہ دھونا

(۱۳۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَوْبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيُّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ.

اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دو دفعہ وضو کیا۔

(۱۳۷) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: أَتُحِبُّونَ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَتَوَضَّأُ؛ فَدَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ فَاغْتَرَفَ غَرْفَةً بِيَدِهِ الْيُمْنٰى فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ أَخَذَ أُخْرٰى فَجَمَعَ بِهَا يَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ أَخَذَ أُخْرٰى فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ أَخَذَ أُخْرٰى فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرٰى ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ نَفَضَ يَدَهُ ثُمَّ مَسَحَ بِهَا رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً أُخْرٰى مِنَ الْمَاءِ فَرَشَّ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُمْنٰى وَفِيهَا النَّعْلُ ثُمَّ مَسَحَهَا بِيَدَيْهِ يَدٍ فَوْقَ الْقَدَمِ وَيَدٍ تَحْتَ النَّعْلِ ثُمَّ صَنَعَ بِالْيُسْرٰى مِثْلَ ذَالِكَ.

عطاء بن یسار کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ہم سے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہیں یہ دکھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح وضو کرتے تھے؟ پس انہوں نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور اپنے دائیں ہاتھ میں ایک چلو پانی لے کر اس سے کلی کی اور ناک میں پانی لیا، پھر دوبارہ پانی لیکر دونوں ہاتھوں کو اکھٹا کیا اور مبارک چہرے کو دھویا پھر اور پانی لیکر اس سے دایاں ہاتھ دھویا پھر اور پانی لے کر اس سے بایاں ہاتھ دھویا۔ پھر پانی سے ایک چلو لے کر اسے گرایا اور اس تری سے سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا پھر ایک چلو پانی لیکر اپنے دائیں پیر پر چھڑکا اور اس پاؤں

میں جوتا تھا تو اس پر ہاتھوں سے مسح کیا کہ ایک ہاتھ پاؤں کے اوپر اور دوسرا جوتے کے نیچے رکھا، پھر اسی طرح بائیں پیر کا مسح کیا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا "الوضوء مرتین" اور اس کے تحت دو روایات بیان کیں جس میں اعضاء وضو کو دو مرتبہ دھونے کا ذکر ہے چنانچہ حدیث کے الفاظ "توضأ مرتین مرتین" مذکور ہیں۔ صحاح میں اس موضوع پر سنن الترمذی کی درج ذیل حدیث مذکور ہے۔

*۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ اعضائے وضو کو دھویا۔

(سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء فی الوضوء مرتین مرتین، رقم: ۴۳، ص ۲۵)

حل لغات

اتحبون: ہمزہ استفہامیہ ہے، جو کہ نفی اور اثبات پر داخل ہوتا ہے۔

فمضمض واستنشق: یعنی ایک چلو پانی، اور اس میں دلیل ہے کہ شوافع کے نزدیک ایک ہی چلو سے کلی اور ناک میں پانی لینا ہے۔ وفیھا النعل: جملہ حالیہ "علی قولہ" سے بن رہا ہے۔

ثم مسحھا: بمعنی غسلھا (یعنی دھونا) ہے۔

حدیث نمبر "۱۳۶" کے رجال

(۱)۔۔۔زید بن حباب بن ریان: کہا جاتا ہے کہ ابن رومان ابوالحسن عکلی کوفی تمیمی مراد ہیں۔ مالک بن انس، حماد بن سلمہ، عکرمہ بن عمار، ابن مبارک سے سماع حدیث کی ہے۔ احمد بن حنبل، علی بن مدینی، نصر بن علی، ابوکریب، محمد بن رافع، اور جماعت متاخرین نے سماع حدیث کی ہے۔ ان کا انتقال ۲۰۳ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔عبدالرحمن بن ثوبان: ابوعبداللہ عنسی، انہوں نے اپنے والد، نافع، عطاء بن ابی رباح، زہری، منصور بن معتمر، عبداللہ بن فضل سے روایت کی ہے۔ ولید بن مسلم، علی بن عیاش، زید بن حباب، عاصم بن علی، امام ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۳)۔۔۔عبداللہ بن فضل: بن عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی مدنی مراد ہیں۔ انہوں نے انس بن مالک، ابوسلمہ بن عبدالرحمن، نافع بن جبیر بن مطعم، عبدالرحمن بن ہرمز اعرج سے روایات بیان کی ہے۔ موسی بن عقبہ، مالک بن انس، محمد بن اسحق بن یسار سے سماع حدیث کی ہے۔

حدیث نمبر "۱۳۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ہشام بن سعد ابوسعید: ابوعبداللہ مدنی قرشی کہا جاتا ہے۔ آل ابی لہب کے مولی۔ انہوں نے نافع، زید بن اسلم، زہری سے سماع حدیث کی ہے۔ ثوری، قعنبی، ابونعیم، لیث بن سعد نے ان کی روایات کو بیان کیا

ہے۔(۲)۔۔۔زید بن اسلم :ابو اسامہ قرشی عدوی مدنی ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مولی۔انہوں نے اپنے والد، عبداللہ بن عمر،انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، عطاء بن یسار، عمران بن ابان رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے مالک، معمر،ہشام بن سعد، زہری، ثوری نے روایات نقل کی ہیں۔ان کا انتقال مدینہ منورہ میں سن ۱۳۳ھ میں ہوا۔(۳)۔۔۔عطاء بن یسار:ابو محمد مدنی ھلالی،ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کے مولی تھے۔سلیمان ،عبدالملک اور عبداللہ کے بھائی۔انہوں نے ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن سلام،ابن عباس،ابن عمر،ابوایوب انصاری،ابوواقد لیثی،ابورافع مولی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،ابوہریرہ،ابوسعید رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن، عمرو بن دینار،زید بن اسلم، صفوان بن سلیم نے روایات بیان کی ہیں۔ان کا انتقال ۱۰۳ھ میں ہوا۔

جوتے کے نیچے سے مسح ہونے کے اشکال کا جواب

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ یہاں مسحھا بمعنی غسلھا ہے، جیساکہ ہم نے ذکر کیاہے کہ المسح بمعنی الغسل آتاہے، اورجوتا پاؤں کے دھونے سے مانع نہیں ہے یعنی ایسانہیں ہے کہ جوتاپہنا ہوتوپاؤں نہیں دھل سکتا، کیونکہ جوتاپانی کو پاؤں تک پہنچنے سے نہیں روکتا،اوراس پر دلیل یہ فرمان مقدس نشان ہے: "ید فوق القدم وید تحت القدم"،اگر یہاں مسح کرناہی مراد لیاجائے توپھر مسح تو بعض حصے کاہواکرتاہے لیکن جب یہ کہاگیاکہ "ید فوق القدم وید تحت القدم" تواس سے مراد یہی ہے کہ یہاں مسحھا بمعنی غسلھا ہے۔

(شرح ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب:الوضوء مرتین، ج۱،ص ۱۸۲)

(۵۳) بَابُ الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً

ایک ایک مرتبہ دھونا

(۱۳۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِوُضُوْءِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ فَتَوَضَّاَ مَرَّةً مَرَّةً۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایاکہ کیامیں تمہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضوکرکے نہ دکھاؤں، پس انہوں نے ایک ایک دفعہ وضو کیا۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب کانام رکھا:"الوضوء مرۃ مرۃ "اور حدیث فقط ایک ہی بیان فرمائی جس کے الفاظ یوں ہیں:"فتوضا مرۃ مرۃ "، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل مقامات پر احادیث مروی ہیں۔

*۔۔۔عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایانبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعضائے وضو ایک ایک بار دھوتے۔(صحیح البخاری،کتاب الطھارۃ، باب:الوضوء مرۃ مرۃ،رقم:۱۵۷،ص ۳۲)،(سنن

النسائی ،کتاب الطهارة،باب:الوضوء مرة مرة،رقم:۸۰،ص۲۹)،(سنن ابن ماجه،کتاب الطهارة،ماجاء فی الوضوء مرة مرة،رقم:۴۱۱،ص۸۸)

*۔۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک اور کانوں کے اندر اور باہر مسح فرمایا اس باب میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب الطهارة،باب:مسح الاذنین ظاهرهما وباطنهما،ماجاء فی الوضوء مرة مرة،رقم:۴۲،۳۶،ص۲۵،۲۳)

*۔۔۔ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی چلو سے ناک میں پانی ڈالا اور کلی فرمائی۔

(سنن ابن ماجه،کتاب الطهارة، باب:المضمضة والاستنشاق،رقم:۴۰۳،ص۸۷)

(۵۴) بَابٌ فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ
کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں فرق

(۱۳۹)حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ:سَمِعْتُ لَيْثًا يَذْكُرُ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: دَخَلْتُ يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ يَتَوَضَّأُ وَالْمَاءُ يَسِيلُ مِنْ وَجْهِهِ وَلِحْيَتِهِ عَلَى صَدْرِهِ فَرَأَيْتُهُ يَفْصِلُ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ۔

طلحہ بن مصرف سے ان کے والد ماجد نے اور ان سے ان کے والد محترم نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ وضو فرما رہے تھے اور پانی آپ کے چہرۂ اقدس اور داڑھی مبارک سے سینہ پُر نور پر بہہ رہا تھا، پس میں نے دیکھا کہ آپ نے کلی کرنے اور ناک میں پانی لینے کے درمیان فرق (فاصلہ) رکھا۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب کا عنوان"فی الفرق بین المضمضة والاستنشاق"رکھا اور حدیث وہ لائے جس کے الفاظ :"یفصل بین المضمضة والاستنشاق" تھے، صحاح میں اس موضوع پر روایت نہ مل سکی، تاہم معجم الکبیر میں اس موضوع پر موجود روایت درج ذیل بیان کی جاتی ہے۔

*۔۔۔یتوضا والماء یسیل من وجهه علی لحیته وصدره یفصل بین المضمضة والاستنشاق،یعنی پانی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک چہرے سے بہہ کر داڑھی مبارک اور سینہ پُر نور پر آتا، پس آپ نے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے مابین فرق رکھا۔

(المعجم الکبیر، کعب بن عمر الیامی،الجزء:۱۹،ص۱۸۱،الشاملة)

حل لغات

وهو یتوضا:جملہ"النبی"سے حال ہے۔والماء یسیل من وجهه: یہ جملہ بھی اسی طرح حالیہ ہے،اور احوال

متداخلہ ومترادفہ دونوں ہی ہونا جائز ہے، اس میں دلیل ہے کہ پانی پر مستعمل ہونے کا حکم اسی وقت لگتا ہے جب کہ وہ کسی جگہ ٹھہرا ہوا ہو (یعنی قلیل ہو)، جیسا کہ احناف کے نزدیک ہے۔ فرائتہ: سے مراد فرایت النبی ﷺ یعنی میں نے سید عالم ﷺ کو دیکھا۔

حدیث نمبر "۱۳۹" کے رجال

(۱)۔۔۔حمید بن مسعدۃ: بن منیر سامی باہلی، انہوں نے حماد بن زید، حرب بن میمون، جعفر بن سلیمان، معتمر بن سلیمان سے جب کہ ان سے ابو زرعہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال ۲۴۴ھ میں ہوا۔

(۵۵) بَابٌ فِي الْاِسْتِنْثَارِ
ناک سینکنے کا بیان

(۱۴۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي اَنْفِهٖ مَاءً ثُمَّ لِيَنْثُرْ۔

اعرج نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے چاہیے کہ اپنی ناک میں پانی لے اور ناک سینکے"۔

(۱۴۱) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عَنْ قَارِظٍ عَنْ اَبِي غَطَفَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِسْتَنْثِرُوْا مَرَّتَيْنِ بَالِغَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔

ابو غطفان نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ناک کو دو یا تین مرتبہ مبالغہ کے ساتھ سینک لیا کرو"۔

(۱۴۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ فِي آخَرِيْنَ قَالُوْا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ عَنْ اَبِيْهِ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ قَالَ: كُنْتُ وَافِدَ بَنِي الْمُنْتَفِقِ اَوْ فِي وَفْدِ بَنِي الْمُنْتَفِقِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نُصَادِفْهُ فِي مَنْزِلِهٖ وَصَادَفْنَا عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہا قَالَ: فَاَمَرَتْ لَنَا بِخَزِيْرَةٍ فَصُنِعَتْ لَنَا قَالَ: وَاُتِيْنَا بِقِنَاعٍ وَلَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ: الْقِنَاعَ وَالْقِنَاعُ: الطَّبَقُ فِيْهِ تَمْرٌ ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: هَلْ اَصَبْتُمْ شَيْئًا؟ اَوْ اُمِرَ لَكُمْ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: قُلْنَا: نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَبَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جُلُوْسٌ اِذْ دَفَعَ الرَّاعِيْ غَنَمَهٗ اِلَى الْمُرَاحِ وَمَعَهٗ سَخْلَةٌ تَيْعَرُ فَقَالَ: مَا وَلَّدْتَ يَا فُلَانُ؟ قَالَ: بَهْمَةً قَالَ: فَاذْبَحْ لَنَا مَكَانَهَا شَاةً ثُمَّ قَالَ: "لَا تَحْسِبَنَّ وَلَمْ يَقُلْ: لَا تَحْسَبَنَّ اَنَّا مِنْ اَجْلِكَ ذَبَحْنَاهَا لَنَا غَنَمٌ مِائَةٌ لَا نُرِيْدُ اَنْ تَزِيْدَ فَاِذَا وَلَّدَ الرَّاعِيْ بَهْمَةً ذَبَحْنَا مَكَانَهَا شَاةً" قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِيَ امْرَاَةً وَاِنَّ فِي لِسَانِهَا شَيْئًا يَعْنِي الْبَذَاءَ

قَالَ: فَطَلِّقْهَا إِذًا قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِنَّ لَهَا صُحْبَةً وَلِي مِنْهَا وَلَدٌ قَالَ: "فَمُرْهَا يَقُوْلُ: عِظْهَا فَإِنْ يَكُ فِيْهَا خَيْرٌ فَسَتَفْعَلْ وَلَا تَضْرِبْ ظَعِيْنَتَكَ كَضَرْبِكَ أُمَيَّتَكَ " فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ: أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا.

حضرت لقلیط بن صبرہ نے فرمایا کہ میں بنی منتفق کا وفد بنا کر یا ان کے وفد میں شامل ہو کر سید عالم ﷺ کی جانب روانہ ہوا، جب ہم سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو کاشانۂ اقدس پر آپ ﷺ کو نہ پایا اور وہاں پر بی بی عائشہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا تھیں اور انہوں نے ہمارے لئے ذخیرہ کا حکم دیا جو ہمارے لئے بنایا گیا اور تھالی لائی گئی۔ قتیبہ نے تھالی اور کھجوروں کا ذکر نہیں کیا، پھر سید عالم ﷺ تشریف لے آئے تو فرمایا: ''تمہیں کچھ کھلایا یا تمہارے متعلق کسی چیز کا حکم دیا گیا ہے''؟ ہم عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ! اسی اثناء میں کہ ہم سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک چرواہا گزرا جو بکریوں کو چراگاہ کی جانب لے جارہا تھا اور اس کے ساتھ ایک نومولود بچہ تھا جو ممیارہا تھا۔ فرمایا اے فلاں! عرض گزار ہوا، فرمایا کہ اس کے بدلے ہمارے لئے ایک بکری ذبح کردو، پھر فرمایا کہ اپنے لئے نہیں بلکہ ہمارے لئے ذبح کرنا، ریوڑ میں سو بکریاں ہیں اور ہم ان میں اضافہ کرنا نہیں چاہتے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی جگہ ہم ایک بکری ذبح کروالیتے ہیں، میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ﷺ میری بیوی بدزبان ہے فرمایا: ''اسے طلاق دے دو''، میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم نے ایک عرصہ اکھٹے گزارا ہے اور اس سے بچے بھی ہیں۔ فرمایا: ''تو اسے نصیحت کرو، اگر اس میں بھلائی ہوگی تو سمجھ جائے گی اور اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح نہ مارنا''۔ میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے وضو کے متعلق بتائیے۔ فرمایا: ''پورا وضو کیا کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو اور ناک میں مبالغے کے ساتھ پانی لیا کرو ماسوائے اس حالت کے کہ تم روزہ دار ہو''۔

(۱۴۳) حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِيْ إِسْمٰعِيْلُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيْطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ وَافِدِ بَنِي الْمُنْتَفِقِ أَنَّهُ أَتَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَذَكَرَ مَعْنَاهُ قَالَ: فَلَمْ يَنْشَبْ أَنْ جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَتَقَلَّعُ يَتَكَفَّأُ وَقَالَ: عَصِيْدَةٌ مَكَانَ خَزِيْرَةٍ.

عاصم بن لقلیط صبرہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ وہ بنی منتفق کا وفد لائے تو وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر معناً مذکورہ حدیث کی طرح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تھوڑی ہی دیر میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے آگے کو جھکتے ہوئے اور راوی نے خزیرہ کی جگہ عصیدہ کہا۔

(۱۴۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فِيْهِ: إِذَا تَوَضَّأْتَ فَمَضْمِضْ.

محمود بن یحیی بن فارس ابو عاصم، ابن جریج نے یہ حدیث اسی طرح روایت کرتے ہوئے اس سے کہا کہ جب وضو کرو تو کلی کر لیا کرو۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابو داؤد نے باب کا عنوان: "فی الاستنثار" رکھا اور اس کے تحت پانچ احادیث لائے، صحاح کے دیگر مقامات پر اس موضوع سے متعلق احادیث درج ذیل مقامات پر موجود ہیں۔

*۔۔۔ابو ادریس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو وضو کرے تو اسے ناک میں پانی بھی لینا چاہئے اور جو استنجاء کرے اسے چاہئے کہ طاق ڈھیلے لے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الطھارۃ، باب: الاستنثار فی لوضوء، رقم: ۱۶۱، ص ۳۲)، (سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب: اتخاذ الاستنشاق، رقم: ۸۶، ص ۳۱)

*۔۔۔سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص وضو کرے تو ناک صاف کرے اور جو استنجاء کرے تو وہ طاق ڈھیلے استعمال کرے"۔

(سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب: الامر بالاستنثار، رقم: ۸۸، ص ۳۲)

*۔۔۔عبد الرحمن بن عمر، عبد الملک بن الصباح اس سند سے بھی یہ روایت مروی ہے لیکن اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ جو سرمہ لگائے وہ طاق بار لگائے اگر کوئی ایسا کرے تو بہتر ورنہ کوئی گناہ نہیں اور زبان سے نکلی ہوئی چیز کو نگل لینا چاہیے۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الطھارۃ، باب: الارتیاد للغائط والبول، المبالغۃ فی الاستنشاق، رقم: ۴۰۶، ۳۳۸، ص ۸۸، ۷۷)

حل لغات

ثم لینتثر: یعنی اپنی ناک صاف کر لیا کرو، اور اس جملے میں اس جانب دلیل ہے کہ "الاستنثار" اور "الاستنشاق" دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

بالغتین: بمعنی کاملتین (یعنی مبالغہ کے ساتھ دو یا تین مرتبہ ناک سنک لیا کرو)۔ فی آخرین: بمعنی فی جماعۃ الآخرین یعنی آخری جماعت مراد ہے۔ فلم نصادفہ: بمعنی لم نجدہ یعنی ہم نے اُسے نہ پایا۔

ھل اصبتم شیئا: بمعنی ھل وجدتم شیئا مما یوکل یعنی تم نے کوئی ایسی چیز پائی جسے کھایا جاسکے؟

الی المراح: مراد وہ جگہ ہے جہاں پیدل چلنے والا چلنے لگتا ہے۔ تیعر: مراد بکری کی آواز ہے۔

یتقلع: یعنی وہ تیز چلا، قوت کے ساتھ بڑے بڑے قدم اٹھا کر چلا۔

حدیث نمبر "۱۴۳" کے رجال

(۱)۔۔۔قارظ: ابن شیبہ بن قارظ، بنی لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے، یا حلفاء بن

زہرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے سعید بن مسیب اور ابو غطفان سے روایات لی ہیں جب کہ ان سے ان کے بھائی عمرو، ابن ابی ذئب نے روایات نقل کی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا انتقال عبدالملک کی خلافت کے دور میں ہوا۔ ابو داؤد وابن ماجہ میں ان کی روایات منقول ہیں۔(۲)۔۔۔ابو غطفان بن طریف المُری: انہیں ابن مالک بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ان سے اسماعیل بن امیہ، عمر بن حمزہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب، داؤد بن حصین، قارظ بن شیبہ نے روایت کی ہے۔

حدیث نمبر "۱۴۲" کے رجال

(۱)۔۔۔یحییٰ بن سلیم ابو محمد: انہیں ابو زکریا قرشی طائفی خراز بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اسماعیل بن امیہ، اسماعیل بن کثیر، ابن جریج سے سماع حدیث کی ہے۔ ابن مبارک، وکیع، شافعی، ابو بکر بن ابی شیبہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔(۲)۔۔۔اسماعیل بن کثیر: مکی ابو ہاشم، انہوں نے مجاہد، سعید بن جبیر، عاصم بن لقلیط بن صبرہ سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ابن جریج، ثوری، یحییٰ بن سُلیم طائفی، داؤد بن عبدالرحمن عطار، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۳)۔۔۔عاصم بن لقلیط: بن صبرہ عُقیلی حجازی مراد ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے جب کہ ان سے اسماعیل بن کثیر نے روایت بیان کی ہے۔ ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۴)۔۔۔لقلیط: بن صبرہ بن عبداللہ بن المنتفق بن عامر بن عقیل ابو رزین عقیلی مراد ہیں، ان سے ان کے بھائی، وکیع بن عباس نے روایت نقل کی ہے۔ ابو محمد عبدالغنی کہتے ہیں کہ ابو رزین عقیلی لقلیط بن عامر سے لقلیط بن صبرہ ہی مراد ہیں۔

حدیث نمبر "۱۴۳" کے رجال

(۱)۔۔۔عقبہ بن مکرم: بن افلح ابو عبدالملک عمی بصری، انہوں نے محمد بن جعفر غندر، ربعی ابن عُلیہ، ابی عاصم نبیل سے روایات نقل کی ہیں جب کہ امام ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسلم اور امام بغوی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ۲۴۳ھ میں بصرہ میں انتقال کیا۔ خطیب بغدادی کے نزدیک ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۱۴۴" کے رجال

محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن فارس: ان کا نام محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس ابو عبداللہ نیسابوری ہے۔

حدیث نمبر "۱۴۲" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔جب کوئی شخص کسی کے ہاں مہمان بن کر جائے اور میزبان کو گھر میں نہ پائے تو مستحب ہے کہ کوئی دوسرا شخص اُس کی ضیافت کرے اور اُسے میزبان کے آنے تک بھوکا نہ رکھ چھوڑے۔(۲)۔۔۔مستحب یہ ہے کہ مہمان کے سامنے جو کچھ بھی کھانے کو میسر ہو رکھ دے تاکہ مہمان اپنی مرضی سے جو چاہے کھا لے۔(۳)۔۔۔مستحب یہ ہے کہ جب میزبان پہنچے تو مہمان سے کھانے کے متعلق پوچھے۔ (۴)۔۔۔یہ بات مکروہ ہے

کہ مہمان پر احسان جتایا جائے یا دکھاوا کیا جائے۔ (۵)۔۔۔ مستحب ہے کہ بندہ فاحشہ عورت سے دور رہے۔ (۶)۔۔۔ مستحب ہے کہ میزبان اپنے مہمان کو آیات واحادیث کی مدد سے نصیحت کرے۔ (۷)۔۔۔ حدیث مذکورہ سے عورت کو مارنے کی ممانعت پر نہی وارد ہے، اور اسی سے بعض اہل علم نے استدلال کیا ہے کہ عورت کو نہیں مارنا چاہیے اور مارنے کی اجازت نہیں، حالانکہ یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے ضرب خفیف کو مباح رکھا ہے چنانچہ ارشاد ہوا: ﴿واضربوھن اور انہیں مارو (النساء: ۳۴)﴾، پس حاجت کے وقت مارنا جائز ہے، جب کہ حدیث پاک میں ممانعت سخت مار مارنے کی ہے۔ (۸)۔۔۔ مستحب ہے کہ نہ جاننے کی صورت میں اہل علم سے مسائل کے بارے میں پوچھ لیا جائے۔ (۹)۔۔۔ عالم کے لئے مستحب ہے کہ مسائل عوام الناس کو بتائے اور اُسے اپنے پاس چھپائے نہ رکھے۔ (۱۰)۔۔۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ پورا وضو کرنا سنت ہے۔ (۱۱)۔۔۔ انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے۔ (۱۲)۔۔۔ ناک میں پانی چڑھانا سنت ہے، جب کہ بعض نے ظاہری حکم کی بناء پر اِسے واجب بھی کہا ہے۔ (۱۳)۔۔۔ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا روزہ دار کے لئے مکروہ ہے۔ (۱۴)۔۔۔ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ روزے دار کے مبالغہ کرنیکی صورت میں پانی دماغ تک پہنچ جائے اور روزہ فاسد کردے۔

(شرح ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب: فی الاستنثار، ج۱، ص ۱۸۹ وغیرہ)

(۵۶) بَابُ تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ
داڑھی میں خلال کرنا

(۱۴۵) حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ يَعْنِي الرَّبِيعَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ زَوْرَانَ عَنْ أَنَسٍ يَعْنِي ابْنَ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ وَقَالَ: هٰكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّوَجَلَّ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالْوَلِيدُ بْنُ زَوْرَانَ رَوٰى عَنْهُ حَجَّاجُ بْنُ حَجَّاجٍ وَأَبُو الْمَلِيحِ الرَّقِّيُّ.

ولید بن زوران نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ جب وضو فرماتے تو ایک چلو پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے لگاتے اور جب داڑھی مبارک میں اس کے ساتھ خلال کرتے تو فرماتے کہ میرے پروردگار نے مجھے یہی حکم دیا ہے۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب کا عنوان: "تخلیل اللحیۃ" ہے جب کہ اس موضوع پر فقط ایک ہی حدیث بیان کی گئی ہے، اور ہم نے صحاح میں سے ایک مقام سے مزید ایک حدیث اسی موضوع کی مناسبت سے درج ذیل ذکر کی ہے۔

*۔۔۔ابو وائل عثمان نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو ریش مبارک میں خلال فرمایا۔

(سنن ابن ماجه ،كتاب الطهارة،باب:ما جاء فی تخليل اللحية،رقم:۴۳۰،ص۹۱)

حل لغات

تحت حكنه: مراد ٹھوڑی کے نیچے کا حصہ ہوتا ہے۔

حدیث نمبر "۱۴۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو ملیح مدنی: انہوں نے ابو صالح سے جب کہ ان سے وکیع نے اور امام ابو داؤد نے روایت بیان کی ہیں۔(۲)۔۔۔ولید بن زروان: سلمی رقی، انہوں نے انس بن مالک اور میمون بن مہران سے روایت کی ہے جب کہ ان سے ابو ملیح، حجاج بن حجاج، جعفر بن برقان نے روایات بیان کی ہیں۔ امام ابو داؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

داڑھی کے خلال کے بارے میں اختلاف ائمہ کرام

*۔۔۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:"میرے پاس جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے"، پس فرمایا:"جب آپ وضو کریں تو اپنی داڑھی کا خلال کر لیا کریں"۔

ابن عدی نے "الکامل" میں اِن الفاظ سے لکھا:"میرے پاس جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے، پس فرمایا:"اے محمد (ﷺ)! اپنی داڑھی کو پاک پانی سے خلال کیا کریں"۔

داڑھی کے خلال کرنے کے بارے میں چار اقوال ہیں:(۱)۔۔۔واجب ہے، جیسا کہ سعید بن جبیر اور عبدالحکم (مالکی) سے منقول ہے،(۲)۔۔۔سنت ہے، اور یہ قول امام ابو یوسف، امام شافعی کا ہے،(۳)۔۔۔مستحب ہے "المحیط" میں ہے کہ یہ وضو کے آداب میں سے ہے مسنون نہیں ہے، یہ قول امام اعظم اور امام محمد کا ہے جس کی جانب مصنف نے ابھی اشارہ کیا ہے۔ داڑھی کا خلال کرنا امام ابو یوسف کے نزدیک سنت جب کہ امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک جائز ہے، جب کہ ایک قول "المبسوط" میں یہ ہے کہ امام اعظم کے نزدیک داڑھی کا خلال کرنا مستحب ہے، جب کہ "التحفة"، "القنية" میں ہے کہ داڑھی کا خلال کرنا افضل ہے اور جو ایسا نہ کرے تو حرج نہیں۔ سغناقی نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک داڑھی کا خلال کرنا جائز ہے یعنی جس طرح حلقوم کا مسح کرنا بدعت ہے ایسا معاملہ داڑھی کے خلال کے بارے میں نہیں۔ صاحب کافی کہتے ہیں کہ داڑھی کا خلال کرنا جائز ہے اور ایسا کرنے والا بدعتی نہیں اور نہ ہی ایسا عمل مکروہ ہے اس لئے کہ سید عالم ﷺ نے ایک مرتبہ یہ عمل کیا لہٰذا اس صورت میں داڑھی کا خلال کرنا جائز کہلائے گا سنت نہیں کہلائے گا۔ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ یہ کہنا کہ ایک مرتبہ خلال فرمایا درست نہیں کیونکہ۔۔۔۔۔

*۔۔۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ جب بھی وضو فرماتے تو ایک چلو لے کر ٹھوڑی مبارک

کے نیچے مارتے اور داڑھی کا خلال فرماتے اور پھر فرماتے: "یہ میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے"۔
حدیث مذکورہ بالا سے دو چیزیں ثابت ہوئیں: (۱)۔۔۔حدیث کے الفاظ: "کان اذا توضا" میں موجود "کان" استمرار کے لئے آتا ہے، (۲)۔۔۔ھکذا امر نی ربی پس جس چیز کا حکم اللہ عزوجل دے وہ ایک مرتبہ نہیں کیا جاتا۔
داڑھی کے خلال کرنے کے موضوع پر سترہ صحابہ کرام کی روایات موجود ہیں، یعنی سترہ صحابہ نے اس موضوع کو بیان کیا جو کہ یہ ہیں: (۱) حضرت عثمان بن عفان، رضی اللہ عنہ (۲) انس بن مالک رضی اللہ عنہ، (۳) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، (۴) ابو ایوب رضی اللہ عنہ، (۵) ابن عمر رضی اللہ عنہما، (۶) ابو امامہ رضی اللہ عنہ، (۷) عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، (۸) ابو درداء رضی اللہ عنہ، (۹) کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ، (۱۰) ابو بکرہ رضی اللہ عنہ، (۱۱) بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، (۱۲) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، (۱۳) ام سلمہ رضی اللہ عنہا، (۱۴) جریر رضی اللہ عنہ، (۱۵) عبد اللہ بن عکبرہ رضی اللہ عنہ، (۱۶) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، (۱۷) ابن عباس رضی اللہ عنہما۔
(البناية، كتاب الطهارة، تخليل اللحية فى الوضوء، ج۱، ص۲۲۰ وغيره)

(۵۷) بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ
عمامہ پر مسح کرنا

(۱۴۶) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم سَرِيَّةً فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ۔
راشد بن سعد کا بیان ہے کہ حضرت ثوبان نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا تو ان لوگوں کو سردی لگی، جب وہ خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں واپس آکر حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں حکم فرمایا کہ عمامے اور موزوں پر مسح کیا کریں۔

(۱۴۷) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي مَعْقِلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ۔
ابو معقل سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا اور آپ کے اوپر قطری کا بنا ہوا عمامہ تھا پس آپ نے اپنا دست مبارک عمامے کے نیچے داخل کر کے اسراقدس کے اگلے حصے کا مسح کیا اور مقدس عمامے کی بندش کو نہ توڑا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور دیگر احادیث سے موازنہ

باب کا عنوان: "المسح علی العمامة" رکھا اور اس کے تحت دو احادیث لائے، صحاح کے علاوہ دیگر مقامات میں

سے دو مقامات پر اس موضوع کے متعلق احادیث درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔صحابہ نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سردی کی شکایت کی تو فرمایا کہ وہ اپنے عمامے اور موزوں پر مسح کرلیا کریں۔ (مسند احمد، ومن حدیث ثوبان، ج:۶، رقم:۲۱۸۷۸، ص ۳۷۳)

*۔۔۔صحابہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے عمامے اور موزوں پر مسح کرلیا کریں۔

(المستدرک علی الصحیحین، اماحدیث عائشۃ، الجزء:۱، ص ۲۷۵، الشاملۃ)

حل لغات

علی العصائب: بمعنی عمائم، یعنی ہر وہ چیز جو سر پر باندھی جائے، اس کے لئے عصائب یا عمائم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ التساخین: بمعنی الخفاف ہے، وہ چیز جو قدم کو چھپائے چہ جائے کہ موزہ ہو یا جراب وغیرہ۔ قطریۃ: کے بارے میں کئی اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ بحرین کے کسی علاقے یا بستی کا نام ہے اور وہیں کے کپڑے کی جانب نسبت کی گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سرخ رنگ کا کپڑا مراد ہے جو کہ کسی نشانی کے طور پر باندھا جاتا تھا۔

حدیث نمبر "۱۴۶" کے رجال

(۱)۔۔۔راشد بن سعد: مقرائی یا حُبرانی، انہوں نے معاویہ بن ابوسفیان، ثوبان (سید عالم ﷺ کے غلام)، یعلی بن مرہ، ابوامامہ باہلی سے سماع حدیث کی ہے۔ انس بن مالک، عمرو بن عاص، وغیرہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے احادیث نقل کی ہیں جب کہ ان سے ثور بن یزید، حریز بن عثمان، معاویہ بن صالح نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے جو کہ ۱۰۸ھ میں وفات پاگئے۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ ونسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۱۴۷" کے رجال

(۱)۔۔۔احمد بن صالح: ابو جعفر مصری، ابن طبری سے پہچانے جاتے ہیں۔ انہوں نے ابن عیینہ، عبداللہ بن وہب، ابراہیم بن حجاج سے سماع حدیث کی ہے۔ ابن مثنی، بخاری، ترمذی، ابوداؤد، ابوزرعہ نے ان کی روایات کو لیا ہے۔ ذی القعدہ کے مہینے میں ۲۴۳ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔عبدالعزیز بن مسلم: ابوزید قسملی خراسانی مروزی، بصرہ کے رہنے والے تھے۔ عبداللہ بن دینار، ابواسحق ہمدانی، حصین بن عبدالرحمن، ربیع بن انس، اعمش سے روایات کو نقل کیا ہے جب کہ ان سے مسلم بن ابراہیم، ابوالولید طیالسی، داؤد بن ہلال نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ (۳)۔۔۔ابو معقل: نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب کہ ان سے عبدالعزیز بن مسلم قسملی نے روایات نقل کیں، امام ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

عمامے پر مسح ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ائمہ

عمامے پر مسح کرنا جائز نہیں اور یہی قول جمہور کا ہے جسے علامہ خطابی نے نقل کیا ہے۔ "الحلیۃ" میں ہے کہ اُس

شخص کے لئے مستحب ہے جس کے سر پر عمامہ ہو اور وہ اسے اتارنا نہ چاہے، تو ایسا شخص اپنی پیشانی کا مسح کرے اور اس مسح کا اختتام عمامے پر کرے اور فقط عمامہ کا مسح کرنا جائز نہیں اور یہی قول امام اعظم اور امام مالک کا ہے۔ اور فقہائے کرام کا ایک گروہ فقط عمامے پر مسح کرنے کے جواز کے قائل ہیں، اور یہ قول ثوری، اوزاعی، احمد، ابو ثور، اسحق زاھویہ، محمد بن جریر، داؤد کا ہے۔ اور ابن منذر کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمامہ پر مسح کیا ہے اور یہی قول حضرت عمر، انس بن مالک اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم کے حوالے سے ہے۔ سعید بن ابی وقاص، ابو درداء، عمر بن عبد العزیز، مکحول، حسن، قتادہ، اوزاعی، اور بعض نے شرط کی ہے کہ عمامہ پہنتے وقت باوضو ہونا ضروری ہے، اور یہی مذہب امام احمد کا ہے کیونکہ وہ عمومی اعتبار سے طہارت کی شرط لگاتے ہیں۔ "النھایۃ" میں ہے بعض اصحاب حدیث اور امام شافعی کے نزدیک عمامہ پر مسح کرنا جائز ہے۔

(البنایۃ، کتاب الطھارۃ، باب: مسح علی الخفین، ج ۱، ص ۶۱۱)

علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں: عمامہ پر مسح کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی ٹوپی پر کیونکہ یہ دونوں چیزیں پانی کو بالوں تک پہنچنے سے روکتی ہیں، اور نہ ہی عورت کے لئے اپنے ڈوپٹے پر مسح کرنا جائز ہے، بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ہاتھ ڈوپٹے کے نیچے داخل فرمایا اور سر مبارک کا مسح فرمایا اور بولیں: مجھے یہ بات سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی ہے کہ جب ڈوپٹہ باریک ہو تو پانی اندر بالوں تک پہنچ جاتا ہے تو ایسا پہنچانا جائز ہے اور اگر سر کو مقدار فرض کے برابر پانی پہنچ جائے تو جائز ہے ورنہ نہیں کیونکہ مسح میں مقصود یہ ہے کہ بالوں کے ظاہر حصے کو پانی پہنچ جائے۔

(البدائع الصنائع، کتاب الطھارۃ، باب: ارکان الوضوء، ج ۱، ص ۹)

(۵۸) بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ
پاؤں کا دھونا

(۱۴۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا تَوَضَّأَ يَدْلُكُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ.

ابو عبد الرحمن حبلی سے روایت ہے کہ حضرت مستورد بن شداد نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو فرماتے تو اپنے دونوں پیروں کی انگلی کو اپنی چھنگلی انگشت مبارک سے ملتے۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب کا عنوان: "غسل الرجلین" رکھا اور اس کے تحت ایک ہی حدیث لائے جس میں دونوں پاؤں مبارک کو مل کر دھونے کا ذکر ملتا ہے، صحاح میں اس موضوع پر مزید ایک مقام پر حدیث درج ذیل مذکور ہے۔

*۔۔۔ مستور بن شداد نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چھنگلی سے

پیروں کی انگلیوں میں خلال فرمایا۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: تخليل الاصابع، رقم: ۴۴۶، ص ۹۳)

حل لغات

یدلك اصابعه: انگلی سے کسی چیز کو ملنا، اور اس میں دلیل ہے کہ صفائی کے لئے ملنا سنت ہے۔

حدیث نمبر "۱۴۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ابن لہیعہ: مراد عبداللہ بن لہیعہ بن عقبہ بن فُرعان حضرمی ہے۔ انہوں نے اعرج، عطاء بن ابی رباح، محمد بن منکدر، یزید بن عمرو سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے امام اوزاعی، ثوری، لیث بن سعد، ابن مبارک، عبداللہ بن وہب نے روایات بیان کی ہیں۔ ابن معین کے نزدیک ضعیف راوی تھے۔ ۱۷۴ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔یزید بن عمرو: معافری مصری، انہوں ابو عبدالرحمن حُبُلی اور شُفی بن ماتع اصبحی سے روایت کی ہے۔ جب کہ اِن سے لیث بن سعد، عمرو بن حارث، عبداللہ بن لہیعہ نے روایت کی ہے۔ امام ابوداؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ نے انکی روایت بیان کی ہیں۔ (۳)۔۔۔ابو عبدالرحمن: ان کا نام عبداللہ بن یزید حُبُلی معافری ہے۔ انہوں نے ابن عمرو بن عاص، ابن عمر، مستورد سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے یزید بن عمرو، عقبہ بن مسلم، ابوہانی خولانی نے روایت بیان کی ہے۔ انہوں نے افریقہ میں سن ۱۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔ (۴)۔۔۔مستورد بن شداد: بن عمرو فہری قرشی، انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات احادیث روایت کی ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ امام مسلم نے ان کی فقط دو احادیث نقل کی ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات منقول ہیں۔

(۵۹) بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ
موزوں پر مسح کرنا

(۱۴۹) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عَبَّادُ بْنُ زِيَادٍ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ: عَدَلَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاَنَا مَعَهُ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَعَدَلْتُ مَعَهُ فَاَنَاخَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدِهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ حَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمَّا جُبَّتِهِ فَاَدْخَلَ يَدَيْهِ فَاَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا اِلَى الْمِرْفَقِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهِ ثُمَّ تَوَضَّاَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ فَاَقْبَلْنَا نَسِيْرُ حَتّٰى نَجِدَ النَّاسَ فِي الصَّلَاةِ قَدْ قَدَّمُوْا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَصَلّٰى بِهِمْ حِيْنَ كَانَ وَقْتُ الصَّلَاةِ وَوَجَدْنَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَصَفَّ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فَصَلّٰى وَرَاءَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ الرَّكْعَةَ الثَّانِيَةَ ثُمَّ سَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ

ﷺ فِي صَلَاتِهِ فَفَزِعَ الْمُسْلِمُونَ فَأَكْثَرُوا التَّسْبِيحَ لِأَنَّهُمْ سَبَقُوا النَّبِيَّ ﷺ بِالصَّلَاةِ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُمْ: قَدْ أَصَبْتُمْ أَوْ قَدْ أَحْسَنْتُمْ.

عروہ بن مغیرہ بن شعبہ نے اپنے والد ماجد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ غزوہ تبوک میں نماز فجر سے پہلے سید عالم ﷺ راستہ چھوڑ کر لوگوں سے ایک جانب ہو گئے تو میں نے بھی آپ کے ساتھ راستہ چھوڑ دیا، پس نبی کریم ﷺ نے اونٹ بٹھایا اور قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے تو میں نے آپ کے دست اقدس پر چھاگل سے پانی ڈالا، پس آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنا پر نور چہرہ دھویا، پھر اپنی کلائیوں سے کپڑا اٹھانا چاہا تو جبہ مبارک کی دونوں آستینیں تنگ تھیں، پس آپ ﷺ نے ہاتھ داخل کئے اور انہیں جبہ کے نیچے سے نکال لیا اور پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے اور سر کا مسح فرمایا، پھر اپنے دونوں موزوں پر مسح کر کے سوار ہو گئے، پس ہم سفر کرتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ جب لوگوں سے ملے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے جنہوں نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے کھڑا کر لیا تھا نماز کا وقت ہو جانے کے باعث وہ لوگوں کو نماز پڑھانے لگے تھے۔ حضرت عبدالرحمن کو ہم نے لوگوں کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا اور وہ لوگوں کو نماز فجر کی ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ پس سید عالم ﷺ مسلمانوں کے ساتھ صف میں شامل ہو گئے لہٰذا حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے آپ ﷺ نے دوسری رکعت پڑھی جب حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے سلام پھیر دیا تو نبی کریم ﷺ باقی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے جب کہ مسلمان فارغ ہو چکے تھے، پس انہوں نے کثرت سے تسبیح کہنا شروع کر دی کیونکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پہلے نماز پڑھ لی جب سید عالم ﷺ نے سلام پھیرا تو ان سے فرمایا: "تم نے ٹھیک کیا یا تم نے اچھا کیا"۔

(۱۵۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنِ التَّيْمِيِّ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ نَاصِيَتَهُ وَذَكَرَ فَوْقَ الْعِمَامَةِ قَالَ: عَنِ الْمُعْتَمِرِ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَعَلَى نَاصِيَتِهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ قَالَ بَكْرٌ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ ابْنِ الْمُغِيرَةِ.

ابن مغیرہ بن شعبہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے وضو فرمایا اور اپنی مبارک پیشانی پر مسح کیا اور ذکر کیا کہ عمامہ کے اوپر، معتمر ان کے والد ماجد، بکر بن عبداللہ، حسن ابن مغیرہ بن شعبہ نے حضرت مغیرہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ موزوں، اپنی مبارک پیشانی اور اپنے عمامے پر مسح فرمایا کرتے تھے، بکر کہتے ہیں کہ اسے میں نے ابن مغیرہ سے سنا ہے۔

(۱۵۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَذْكُرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي رَكْبِهِ وَمَعِي إِدَاوَةٌ فَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ

فَتَلَقَّيْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ مِنْ جِبَابِ الرُّومِ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ فَضَاقَتْ فَادَّرَعَهُمَا ادِّرَاعًا ثُمَّ أَهْوَيْتُ إِلَى الْخُفَّيْنِ لِأَنْزِعَهُمَا فَقَالَ لِي: دَعِ الْخُفَّيْنِ فَإِنِّي أَدْخَلْتُ الْقَدَمَيْنِ الْخُفَّيْنِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا قَالَ أَبِي: قَالَ الشَّعْبِيُّ: شَهِدَ لِي عُرْوَةُ عَلَى أَبِيهِ وَشَهِدَ أَبُوهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

عروہ بن شعبہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ ہم چند سوار سید عالم ﷺ کے ہم رکاب تھے اور میرے ساتھ ایک چھاگل تھی، پس سید عالم ﷺ اپنی حاجت کے لئے ایک جانب نکلے، جب واپس ہوئے تو میں انہیں چھاگل لیے ہوئے ملا، پس میں نے پانی ڈالا تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور مبارک چہرہ بھی، پھر اپنی کلائیاں نکالنے کا ارادہ کیا اور آپ ﷺ نے رومی جبّوں میں سے جبّہ زیب تن کیا ہوا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں، پس آپ ﷺ نے انہیں نیچے کی جانب سے نکال لیا، پھر میں موزے اتارنے کے لئے جھکا تو مجھ سے فرمایا کہ موزوں کو رہنے دو کیونکہ میں نے انہیں اس وقت پہنا تھا جب کہ میرے دونوں قدم طہارت سے تھے، پس آپ ﷺ نے ان پر مسح فرمایا، یونس کے والد ماجد سے شعبی نے کہا کہ عروہ نے اپنے والد ماجد کی شہادت دی اور ان کے والد ماجد نے سید عالم ﷺ کی شہادت دی

(۱۵۲) حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ وَعَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ هَذِهِ الْقِصَّةَ قَالَ: فَأَتَيْنَا النَّاسَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ يُصَلِّي بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ يَمْضِيَ قَالَ: فَصَلَّيْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ خَلْفَهُ رَكْعَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِي سُبِقَ بِهَا وَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہم يَقُولُونَ: مَنْ أَدْرَكَ الْفَرْدَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ سَجْدَتَا السَّهْوِ.

زرارہ بن اوفی سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ (ہمارے مابین تشریف لانے میں) پیچھے رہ گئے پھر پورے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، پھر ہم لوگوں کے پاس پہنچے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا، پس نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف جاری رکھنے کا اشارہ فرمایا، پس میں اور نبی کریم ﷺ نے انکے پیچھے ایک رکعت پڑھی، جب انہوں نے سلام پھیر دیا تو نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر وہ رکعت پڑھی جو رہ گئی تھی اور اس پر کوئی اور اضافہ نہیں کیا، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابن زبیر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ جو طاق رکعتیں پائے تو اس پر سہو کے دو سجدے ہیں۔

(۱۵۳) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ شَهِدَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ يَسْأَلُ بِلَالًا رضی اللہ عنہ عَنْ

وُضُوءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يَخْرُجُ يَقْضِي حَاجَتَهُ فَآتِيْهِ بِالْمَاءِ فَيَتَوَضَّأُ وَيَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهٖ وَمُوْقَيْهِ قَالَ اَبُو دَاوُدَ: هُوَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰى بَنِيْ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ۔

ابو عبدالرحمن سلمی کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے جب کہ وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا وضو دریافت کر رہے تھے، پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ حاجت کے لئے باہر تشریف لے جاتے، چنانچہ آپ ﷺ کی خدمت میں پانی پیش کیا جاتا تو وضو فرماتے اور اپنے موزوں اور عمامے پر مسح کرتے، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ ابو عبداللہ راوی ہیں جو بنی تیم بن مرہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

(۱۵۴) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ دَاوُدَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ اَنَّ جَرِيْرًا بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَقَالَ: مَا يَمْنَعُنِيْ اَنْ اَمْسَحَ وَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ قَالُوْا: اِنَّمَا كَانَ ذَالِكَ قَبْلَ نُزُوْلِ الْمَائِدَةِ قَالَ: مَا اَسْلَمْتُ اِلَّا بَعْدَ نُزُوْلِ الْمَائِدَةِ۔

ابو زرعہ بن عمرو بن جریر سے روایت ہے کہ حضرت جریر بن عبداللہ نے پیشاب کر کے وضو کیا تو موزوں پر مسح کیا اور فرمایا کہ میرے لئے مسح کرنے میں کیا رکاوٹ ہے جب کہ میں نے سید عالم ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے لوگوں نے کہا کہ ایسا سورۂ مائدہ کے نزول سے پہلے ہوتا تھا، انہوں نے کہا کہ میں نے سورۂ مائدہ کے نازل ہو جانے کے بعد اسلام قبول کیا۔

(۱۵۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَاَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا دَلْهَمُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّجَاشِيَّ اَهْدٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خُفَّيْنِ اَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا قَالَ مُسَدَّدٌ: عَنْ دَلْهَمِ بْنِ صَالِحٍ قَالَ اَبُو دَاوُدَ: هٰذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهٖ اَهْلُ الْبَصْرَةِ۔

ابو بریدہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ نجاشی نے سید عالم ﷺ کے لئے دو سیاہ اور سادے موزے پہننے کے لئے تحفہ کے طور پر بھیجے، آپ ﷺ نے انہیں پہنا پھر وضو فرمایا اور ان کے اوپر مسح کیا، مسدد نے دلہم ابن صالح کہا ہے، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اس حدیث کو صرف اہل بصرہ نے ہی روایت کیا ہے۔

(۱۵٦) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ حَيٍّ هُوَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَامِرٍ الْبَجَلِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ نُعْمٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَسِيْتَ؟ قَالَ: بَلْ اَنْتَ نَسِيْتَ بِهٰذَا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ۔

عبدالرحمن بن ابی نعم نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے موزوں پر مسح فرمایا تو میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ بھول گئے ہیں؟ فرمایا: "بلکہ تم بھول گئے ہو کیونکہ مجھے میرے رب عزوجل نے یہی حکم فرمایا ہے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "المسح علی الخفین" اور اس کے تحت موزوں پر مسح کرنے کے حوالے سے آٹھ احادیث لائے، صحاح ستہ کی دیگر کتب میں اس موضوع سے متعلق احادیث درج ذیل مقامات پر موجود ہیں۔

*۔۔۔ نافع بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہا ایک سفر میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور (واپسی پر) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا یعنی مبارک چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور سر اقدس پر مسح فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضو، الجهاد، اللباس، باب: الرجل یوضی صاحبه، المسح علی الخفین، اذا ادخل رجلیه وهما طاهرتان، الصلوة فی الجبة الشامية، الصلوة فی الخفاف، الجبة فی السفر الحرب، من لبس جبة ضیقة الکمین فی، لبس جبة الصوف فی الغزو، رقم: ۵۷۹۹، ۵۷۹۸، ۲۹۱۸، ۳۸۷، ۳۶۳، ۲۰۶، ۲۰۲، ۱۸۲، ص ۱۰۲۳، ۴۸۲، ۶۸، ۶۴، ۴۰، ۳۹، ۳۶)، (سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب: ما جاء ان النبی، المسح علی الخفین اعلاه، فی المسح علی الخفین ظاهرهما، رقم: ۹۷، ۹۸، ص ۴۳)، (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: الرجل یستعین علی وضوئه، ما جاء فی المسح علی، رقم: ۳۸۹، ۵۴۵، ص ۱۰۸، ۸۵)

*۔۔۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دو موزے بطور ہدیہ پیش کئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پہن لیا، اسرائیل نے بواسطہ جابر، عامر سے روایت کیا کہ ایک جبہ بھی بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں موزوں کو پہنا یہاں تک وہ پھٹ گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں یہ بات بھی نہ تھی کہ آیا وہ ذبح کیے ہوئے جانور کے تھے یا نہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب: ما جاء فی لبس الجبة الخفین، رقم: ۱۷۷۵، ص ۵۳۴)

*۔۔۔ حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ ضمیری کی اپنے والد سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو میں موزوں پر مسح فرمایا۔

(سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب: المسح علی الجوربین والنعلین، رقم: ۱۲۵، ۱۱۹، ص ۴۱، ۴۰)

*۔۔۔ مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں کے اوپر نیچے مسح کیا۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، فی مسح اعلی الخف، رقم: ۵۵۰، ص ۱۰۹)

حل لغات

عدل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یعنی قضائے حاجت کی غرض سے کسی جانب تنہا ہوئے۔

فتبرز: قضائے حاجت کے لئے بطور کنایہ استعمال ہوا ہے۔ من الاداوۃ: مراد پانی کا برتن ہے۔

قد رکع: حال ہے "عبدالرحمن" سے۔ وذکر فوق العمامة: یعنی پیشانی اور پھر عمامہ شریف پر مسح فرمایا۔

ثم هويت: یعنی میں نے اپنے ہاتھ پاؤں کی جانب بڑھایا تاکہ موزہ اتاروں۔فادرعهما: مراد یہ ہے کہ ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے نکالا۔فاوما الیہ ان یمضی: یعنی اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز مکمل کریں۔

حدیث نمبر "۱۴۹" کے رجال

(۱)۔۔۔یونس بن یزید: بن ابی نجاد، ایلی قرشی، معاویہ بن ابوسفیان کے مولی، انہوں نے عکرمہ، زہری، نافع سے احادیث بیان کی ہیں جب کہ ان سے ہشام بن عروہ، اوزاعی، لیث، ابن مبارک، ابن وہب نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔۱۵۹ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔عباد بن زیاد: بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ قرشی اموی، زہری نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے، مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۳)۔۔۔عروہ بن مغیرہ: بن شعبہ ثقفی ابویعقوب کوفی، انہوں نے اپنے والد سے سماع حدیث کی ہے۔ شعبی، عباد بن زیاد، نافع بن جبیر، بکر بن ابی عبد اللہ مزنی نے انکی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۱۵۰" کے رجال

(۱)۔۔۔معتمر بن سلیمان: بن طرخان، ان کے والد سلیمان تیمی تھے۔انس، ثابت، قتادہ، بکر سے سماع حدیث کی ہے۔ثوری، ابن مبارک، ابن عیینہ، ان کے بیٹے معتمر بن سلیمان، یحیی بن سعید نے ان سے سماع حدیث کی ہے۔ان کا انتقال ۹۷ سال کی عمر میں بصرہ میں ۱۴۳ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔ابن مغیرہ: سے مراد عروہ بن مغیرہ ہیں، قاضی عیاض کہتے ہیں کہ مراد حمزہ بن مغیرہ ہیں۔

حدیث نمبر "۱۵۱" کے رجال

(۱)۔۔۔یونس بن ابی اسحق: عمرو بن عبد اللہ سبیعی ابواسرائیل کوفی، انہوں نے انس بن مالک، شعبی، ناجیہ بن کعب، حجری نہدی، عبد اللہ بن ابی السفر سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ثوری، یحیی قطان، وکیع، ابونعیم، اور متاخرین کی جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۱۵۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ھدبہ بن خالد: بن اسود بن ھدبہ قیسی، انہیں ثوبانی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کا تعلق قیس بن ثوبان قبیلے سے تھا، انہوں نے سلیمان بن مغیرہ، ہمام بن یحیی، سلام بن مسکین سے سماع حدیث کی ہے۔ابوزرعہ، ابوحاتم، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ اور متاخرین کی جماعت نے روایات بیان کی ہیں۔ان کا انتقال ۲۳۵ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۱۵۳" کے رجال

(۱)۔۔۔عبید اللہ بن معاذ: بن معاذ بن حسان بن نصر بن حسان ابوعمرو بصری، انہوں نے اپنے والد گرامی اور معتمر بن سلیمان سے سماع حدیث کی ہے۔بخاری، مسلم، ابوداؤد، اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔ثقہ راوی تھے

،انتقال ۲۳۹ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔معاذ: بصرہ کے قاضی تھے۔سلیمان تیمی،ابن عون، شعبہ،حمید طویل سے سماع حدیث کی ہے۔احمد بن حنبل،ابو معین، علی بن مدینی،اور کئی لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ بصرہ والوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک تھے ،۱۱۹ھ میں پیداہوئے اور ۱۹۶ھ میں انتقال فرمایا۔(۳)۔۔۔ابو بکر: ان کا نام عبداللہ بن حفص بن عمر بن سعد بن ابی وقاص تھا،انہوں نے عبداللہ بن عمر، عروہ بن زبیر،ابو سلمہ بن عبدالرحمن،سالم بن عبداللہ،عبداللہ بن حنین سے روایات کی ہیں جب کہ اِن سے سعید بن ابی بردہ،ابن جریج، شعبہ، محمد بن سوقہ نے روایات بیان کی ہیں۔امام بخاری، مسلم،ابوداؤداور ترمذی نے ان کی روایات کوبیان کیاہے۔(۴)۔۔۔ابوعبداللہ: مولی بنی تیم بن مرہ،انہوں نے ابوعبدالرحمن سے جب کہ اِن سے ابو بکر بن حفص بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایات بیان کی ہیں۔امام ابوداؤد نے ان کی روایات کوبیان کیا ہے۔(۵)۔۔۔ابوعبدالرحمن: ان کانام عبداللہ بن حبیب بن ربیعہ تھا۔سعید بن جبیر،ابواسحق سبیعی،ابراہیم نخعی نے ان کی روایات کوبیان کیا ہے۔ ۹۲ھ میں ۹۰سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔(۶)۔۔۔عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ: بن عبد عوف بن عبدبن حارث بن زُہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی،ابو محمد،بدر میں حاضر ہوئے اور تمام احوال کا جائزہ لیا۔انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۶۵احادیث روایت کی ہیں۔جس میں امام بخاری ومسلم دوپر متفق ہیں۔پانچ احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں۔عبداللہ بن عمر بن خطاب،ابن عباس،انس بن مالک،عبداللہ بن عبداللہ بن حارث،مالک بن اوس رضی اللہ عنہم نے انکی روایات بیان کی ہیں۔ان کا انتقال ۳۲ھ میں ۷۵سال کی عمر میں ہوا۔ان کی نمازجنازہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور بقیع میں دفن کیا۔

حدیث نمبر "۱۵۴" کے رجال

(۱)۔۔۔علی بن حسین: بن مطر درہمی،انہوں نے ابن ابی عدی، معتمر بن سلیمان،عبداللہ بن داود،اور فضل بن العلاء سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے امام ابوداؤداور نسائی نے روایات نقل کی ہیں۔ثقہ اور صدوق راوی تھے۔ان کا انتقال ۲۵۳ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔بکیر بن عامر: بجلی ابواسماعیل کوفی،انہوں نے قیس بن ابی حازم ،ابوزرعہ،ابراہیم نخعی، شعبی،عبدالرحمن بن اسود سے روایات نقل کی ہیں۔جب کہ اِن سے ثوری،وکیع،ابونعیم نے روایات بیان کی ہیں۔ابو معین انہیں ضعیف راوی کہتے ہیں جب کہ احمد کے نزدیک یہ قوی راوی نہیں ہیں۔ان سے مسلم اور ابوداؤد نے روایات بیان کی ہیں۔(۳)۔۔۔جریر بن عبداللہ: بن جابر بجلی ابو عمرو،کوفہ سے قرقیسیا کی جانب کوچ کیا،ان کاانتقال ۵۱ھ میں ہوا۔انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواحادیث نقل کی ہیں جن میں آٹھ احادیث پر امام بخاری ومسلم کا اتفاق ہے۔جب کہ ایک پرامام بخاری اور چھ پر مسلم منفرد ہیں۔ان سے انس بن مالک ،زید بن وہب جہنی،ہمام بن حارث نخعی،ان کے بیٹے ابن جریر،اور پوتے ابوزرعہ نے ان کی روایات کو نقل کیا۔

حدیث نمبر "۱۵۵" کے رجال

(۱)۔۔۔دلھم بن صالح: کندی کوفی،انہوں نے عطاء، ضحاک بن مزاحم، شعبی، حجیر بن عبداللہ سے سماع حدیث کی

ہے۔اِن سے وکیع، ابو نعیم، عبداللہ بن موسی نے روایات نقل کی ہیں۔ابن معین کہتے ہیں کہ ضعیف راوی تھے۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات نقل ہیں۔(۲)۔۔۔حُجیر بن عبداللہ کندی: انہوں نے ابن بریدہ سے جب کہ اِن سے دلہم بن صالح نے روایت بیان کی ہے۔ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۳)۔۔۔ابن بریدۃ: ان کا نام عبداللہ بن بریدۃ بن حصیب اسلمی مروزی تھا، مرو کے قاضی تھے۔انہوں نے اپنے والد ماجد، عبداللہ بن عباس، ابوہریرہ، عمران ابن حصین، ابوموسی اشعری، عبداللہ بن مغفل، مغیرہ بن شعبہ، سمرہ بن جندب، معاویہ، اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے حسین بن ذکوان، حسین بن واقد، مالک بن مغول، شعبی نے روایات نقل کی ہیں۔(۴)۔۔۔ابو بریدۃ: بن حصیب بن عبداللہ بن حارث ابو سہل، یا ابو عبداللہ یا ابو حصیب، انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۱۶۴ احادیث نقل کی ہیں۔جس میں سے فقط ایک ہی حدیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہو سکا ہے، جب کہ امام بخاری دو احادیث میں اور امام مسلم بارہ احادیث میں منفرد رہے۔مدینہ کے رہنے والے تھے بعد ازاں بصرہ کی جانب کوچ کیا اور مرو میں انتقال فرمایا۔۶۲ھ میں اصحاب رسول میں سے سب سے آخری میں انتقال کرنے والے ہوئے۔(۵)۔۔۔ابو ملیح بن اسامہ: بدر سے پہلے ہی اسلام لے آئے تھے لیکن بدر میں حاضر خدمت نہ ہوئے۔ان کا نام احصمہ بن ابجر تھا۔

حدیث نمبر "۱۵۶" کے رجال

(۱)۔۔۔عبدالرحمن بن ابی نُعم: ابوالحکم بجلی کوفی، انہوں نے عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوہریرہ، ابوسعید خدری، رافع بن خدیج، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ہذارہ بن اوفی، فضیل بن سلیمان، سعید بن مسروق، عمارہ بن قعقاع نے روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۱۴۹" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔انسان کو جب حاجت طبعی پیش آئے تو لوگوں سے الگ ہو جائے، اور اگر حالت سفر میں ہو تو راستوں میں حاجت طبعی کے لئے نہ بیٹھے۔(۲)۔۔۔اس حدیث میں دلیل ہے کہ وضو کے لئے مدد حاصل کرنا جائز ہے، جیسا کہ احادیث میں مروی ہے اور مدد طلب کرنے پر ممانعت ثابت نہیں ہے۔(۳)۔۔۔اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ بڑے اپنے چھوٹوں سے خدمت طلب کر سکتے ہیں۔(۴)۔۔۔اس حدیث میں تنگ کپڑے پہننے کے جائز ہونے پر دلیل ہے۔(۵)۔۔۔اس حدیث میں دلیل ہے کہ (بامر مجبوری) کسی ناپسندیدہ جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا جائز ہے۔(۶)۔۔۔اس حدیث میں موزوں پر مسح کرنے کے جائز ہونے پر دلیل ہے۔(۷)۔۔۔اس حدیث میں دلیل ہے کہ فاضل کی موجودگی میں (ضرورت کے پیش نظر) مفضول امامت کرا دے۔(۸)۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے صحابی کے پیچھے نماز ادا کرنے کا جائز ہونا۔(۹)۔۔۔مسبوق کی نماز کا بیان بھی اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

(شرح ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب: المسح علی الخفین، ج۱، ص۱۹۸ وغیرہ)

مسح کی تعریف اور اس کا حکم

لغت میں مسح کہتے ہیں کسی چیز پر ہاتھ گزارنا پس جس چیز پر سے ہاتھ گزارا جاتا ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُس پر ہاتھ گزارا گیا۔ جب کہ شریعت میں تری پہنچانے کو کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہی ہے کہ جائز ہے۔ جیسا کہ ذیل میں "البناية" کے تحت اقوال موجود ہیں۔ مسح میں دو فرض ہیں:

(۱)۔۔۔ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا۔ (۲)۔۔۔ موزے کی پیٹھ پر ہونا۔

موزوں پر مسح کرنے کے حوالے سے اختلاف ائمہ کرام

موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور سنت سے ثابت ہے اور اس بارے میں کئی قولی و فعلی روایات موجود ہیں۔ "المحیط" میں امام اعظم کا قول نقل ہے کہ جو شخص موزوں پر مسح کرنے کا انکار کرے اس پر کفر کا خوف ہے۔ شیخ الاسلام وغیرہ کہتے ہیں کہ جو شخص موزوں کے مسح کا اعتقاد نہ رکھے وہ بدعتی ہے کیونکہ اُس نے سنن مشہورہ کی مخالفت کی ہے، اور بدعتی اُسے کہتے ہیں جو مذہب اہل سنت و جماعت سے نکل چکا ہو اور امام کرخی سے منقول ہے کہ جو موزوں پر مسح کرنے کا انکار کرے اُس کے کافر ہو جانے کا خوف ہے۔ ہمارے مذہب کے مطابق موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ جو حدث ہو اُس وقت سے اس کا شمار ہوگا، (مثلاً موزہ پہنا اور ظہر کے وقت میں حدث ہوا تو مقیم کے لئے دوسرے دن کی ظہر تک مسح کرنا جائز ہوگا) اس لئے کہ موزہ حدث کو قدم تک سرائیت کرنے سے روکتا ہے پس اس صورت میں وقت منع سے تمام طہر مراد لیا جائے گا نہ کہ وقت لبس جیسا کہ شوافع کا قول ہے کیونکہ شوافع کے نزدیک جس وقت موزہ پہنا تھا اُس وقت سے اس کا شمار ہوگا اور شوافع کی دلیل حدیث نمبر "۱۵۱" ہے اور صحیحین میں بھی اس موضوع پر حدیث موجود ہے۔

(البناية ،كتاب الطهارة، باب: مسح على الخفين، ج ۱، ص ۵۷۱ وغیرہ)

ہمارے اصحاب سے منقول ہے کہ موزوں کا مسح ایک ہی بار ہونا چاہیے اس میں تکرار سنت نہیں ہے، اس میں دائیں ہاتھ کی (تین) انگلیاں دائیں پاؤں کی پشت پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں کی پشت پر رکھی جائیں اور کھینچ کر پنڈلی تک پہنچائے اور "الطحاوی" میں ہے کہ اگر کوئی طول کے بجائے عرض میں مسح کرلے تو جائز ہے لیکن خلاف سنت ہے۔ ایک یا دو انگلی سے مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ مسح موزوں کے ظاہر پر کرنا چاہیے نہ کہ باطن پر، پس جس شخص نے ظاہر کے بجائے باطن کا مسح کیا تو ایسا کرنا جائز نہ ہوگا اور امام شافعی کہتے ہیں کہ ظاہر کا مسح فرض اور باطن کا سنت ہے، اور ان کے نزدیک اَولیٰ صورت یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ نے ظاہر اور الٹے ہاتھ سے باطن کا مسح کرے۔ ہمارے علماء کہتے ہیں کہ مسح کی مدت مقیم کے لئے ایک دن اور ایک ہی رات جب کہ مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں ہیں اور "السراجیة" میں ہے کہ چہ جائے کہ سفر کسی طاعت کی غرض سے ہو یا معصیت کی غرض سے۔ مدت کا آغاز وقت حدث سے ہوگا (جیسا کہ ماقبل بیان ہو چکا)، پس اگر کوئی شخص فجر کے وقت میں وضو کرتا ہے اور وہ مقیم ہے اور نماز فجر ادا کرتا ہے پھر سورج طلوع ہوا پھر موزے پہن لئے، پھر سورج کو زوال لگا

اور وقت ظہر میں نماز ظہر ادا فرمائی اور بعد ادائیگی ظہر کے اُسے حدث لاحق ہوا پھر نماز عصر کا وقت ہوا اور اُس نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا پس ہمارے نزدیک اس شخص کے لئے مدت مسح دوسرے دن میں اُس وقت تک باقی ہے جس وقت میں اُسے حدث ہوا تھا یہاں تک کہ دوسرے دن نماز ظہر کے لئے وضو کر کے مسح کرے، ہاں نماز عصر کے لئے اُسے مسح کی اجازت نہ ہوگی اور "الظهيرية" میں ہے کہ شوافع کے نزدیک مدت کی ابتداء وقت مسح سے ہے اور امام مالک کے نزدیک وقت لبس سے ہے، اور "الخلاصة" میں ہے کہ امام مالک کے نزدیک مدت مسح غیر مقدر ہے یعنی مسافر کے لئے جائز جب کہ مقیم کے لئے جائز نہیں ہے۔

(التتارخانية ،كتاب الطهارة،فصل السادس في المسح على الخفين وغيره، ج١،ص ١٩٩)

عبدالرحمن الجزیری کہتے ہیں: حنابلہ اور شوافع نے سفر کو مباح ہونے کے ساتھ مقید کیا ہے، پس اگرچہ سفر مدت قصر سے کم کیا ہو، یا سفر معصیت پر مبنی ہو، تو اس کی مدت ایک دن کی ہے جیسا کہ مقیم کے لئے ایک دن رات کی مدت ہوتی ہے، پس ایسا شخص فقط ایک ہی دن رات مسح کرنے کا اہل ہے اور شوافع نے یہ بھی زائد کیا ہے کہ سفر کسی مقصد کے لئے ہو، جیسا کہ عاشق کسی ارادے سے نکلتا ہے پس یہ بھی کسی ایک مکان مخصوص کا قصد نہیں کرتا لہذا اِسے بھی فقط ایک دن یا رات مسح کرنے کی اجازت ہے جیسا کہ مقیم کو ہوتی ہے۔

مالکیہ کے نزدیک موزوں پر مسح کرنے کو مدت کے ساتھ مقید نہیں کیا جاتا، پس موزے فقط غسل واجب ادا کرنے کے لئے اتارے جائیں گے، اور مستحب یہ ہے کہ ہر جمعہ کے دن حاضریٔ جمعہ کے لئے، اگرچہ دھونے کا ارادہ نہ رکھتا ہو، اور اگر جمعہ کے دن نہیں اتارتا تو اسی کی مثل ہر ہفتہ کو اتارنا مستحب ہے۔

احناف کے نزدیک مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات جب کہ مسافر کے لئے تین دن اور تین رات تک مسح کرنے کی اجازت ہے۔ اور یہ مسئلہ غیر معذور کے لئے ہے جب کہ معذور کا حکم اور ہے۔

(كتاب الفقه، كتاب الطهارة، باب: مدة المسح عليها، ج١،ص ١٣٣)

امام کے ساتھ ایک رکعت پانے کی صورت میں سجدہ سہو کرنا

حضرت ابو سعید خدری، ابن زبیر اور ابن عمر کہتے ہیں کہ جس شخص نے امام کے ساتھ ایک یا تین رکعت پائیں ، انہیں آخر میں سجدہ سہو کرنا چاہیے، کیونکہ ایسے شخص کو امام کی اتباع کرتے ہوئے جلوس فی غیر محلہ کرنا پڑے گا لہذا سجدہ سہو کرے اور یہی مذہب عطاء، طاؤس اور مجاہد کا ہے۔ جب کہ جمہور علماء کا یہ موقف نہیں ہے۔

(فتح الودود، كتاب الطهارة، باب:المسح على الخفين، ج١،ص ١٠٩)

(۱۰) بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ
موزوں پر مسح کرنے کے اوقات کا بیان

(۱۵۷) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ وَحَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ بِإِسْنَادِهِ قَالَ فِيهِ: وَلَوِ اسْتَزَدْنَاهُ لَزَادَنَا.

ابو عبداللہ جدلی نے خزیمہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور مقیم کے لئے ایک دن رات ہے"۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ منصور بن معتمر نے جو ابراہیم تیمی کی سند سے روایت کی ہے کہ اس میں حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر ہم زیادہ مدت چاہتے تو زیادہ مدت مل جاتی۔

(۱۵۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ قَطَنٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ عِمَارَةَ قَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: وَكَانَ قَدْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِلْقِبْلَتَيْنِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: يَوْمًا؟ قَالَ: يَوْمًا قَالَ: وَيَوْمَيْنِ؟ قَالَ: وَيَوْمَيْنِ قَالَ: وَثَلَاثَةً؟ قَالَ: نَعَمْ وَمَا شِئْتَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ الْمِصْرِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ أُبَيِّ بْنِ عِمَارَةَ قَالَ فِيهِ: حَتَّى بَلَغَ سَبْعًا قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ: نَعَمْ وَمَا بَدَا لَكَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي إِسْنَادِهِ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ السَّيْلَحِينِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي إِسْنَادِهِ.

ابی بن عمارہ سے حضرت یحییٰ بن ایوب نے فرمایا: جنہوں نے سید عالم ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی تھی کہ میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں موزوں پر مسح کر لیا کروں؟ فرمایا: "ہاں"، عرض کی کہ ایک دن، فرمایا: "ایک دن"، یا دو دن، فرمایا: "دو دن" عرض گزار ہوئے تین دن، فرمایا: "ہاں، اور جو تم چاہو"، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابن ابی مریم مصری، یحییٰ بن ایوب، عبدالرحمن بن رزین، محمد بن یزید بن ابوزیاد، عبادہ بن نستی نے ابی بن عمارہ سے جو روایت کی ہے اس میں کہا، یہاں تک کہ سات تک پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہاں اور جو تمہارا دل چاہے"۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اس کی اسناد میں اختلاف کیا گیا ہے اور یہ مضبوط نہیں ہے اور اسے یحییٰ بن اسحق سلیحینی نے یحییٰ بن ایوب سے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد میں اختلاف ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "التوقیت فی المسح" اور اس کے تحت دو احادیث ذکر کی ہیں، صحاح میں اس موضوع پر دیگر احادیث اور ان کے مقامات درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ حضرت خزیمہ بن ثابت سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے موزوں پر مسح کے بارے میں دریافت کیا گیا، آپ نے فرمایا: "مسافر کے لئے تین دن رات اور مقیم کے لئے ایک دن رات کی مدت ہے"۔

(سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب: المسح علی الخفین للمسافر، رقم: ۹۵، ص ۴۲)

*۔۔۔ شریح بن ہانی کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے فرمایا تم علی رضی اللہ عنہ سے جاکر دریافت کرو کیونکہ وہ اس بات کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ مقیم ایک دن رات مسح کرے اور مسافر تین دن"۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی التوقیت فی، رقم: ۵۵۲، ص ۱۰۹)

حل لغات

ثلاثة ایام: مبتداء ہے، اور اس کی خبر "للمسافر" ہے۔ القبلتین: سے کعبہ معظمہ اور بیت المقدس مراد لیا گیا ہے۔ اور بیت المقدس کو قبلہ نسخ کے حکم سے پہلے کہا جاتا تھا۔ نعم ما شئت: بمعنی ما شئت من الایام یعنی دنوں میں سے جو تم چاہو۔ ولیس بقوی: یعنی حدیث نمبر "۱۵۸" قوی نہیں ہے، کیونکہ یحیی بن ایوب کے بارے میں بہت اختلاف ہے۔

حدیث نمبر "۱۵۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ حفص بن عمر: بصری ابو عمر ضریر، انہوں نے حماد بن سلمہ، بشر بن مفضل، جریر بن حازم، حماد بن زید سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے ابوداؤد، ابن ماجہ، محمد بن عبد الرحیم صاعقہ، احمد بن حنبل نے روایات بیان کی ہیں۔ پیدائشی نابینا تھے۔ بصرہ میں ۲۲۰ھ میں انتقال ہوا۔ (۲)۔۔۔ حکم: مراد ابنِ عتبہ ہیں، اصل نام عبد کندی ابو محمد، انہیں ابو عبد اللہ یا ابو محمد بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ابو جحیفہ سے سماع حدیث کی ہے۔ جب کہ ایک قول کے مطابق قیس بن ابی حازم، ابووائل، سریح بن حارث، ابراہیم نخعی سے سماع حدیث کی ہے۔ اعمش، حمزہ زیادت، شعبہ، ابو عوانہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ابو معین و ابو حاتم کے مطابق ثقہ راوی تھے۔ ۱۱۵ھ میں انتقال فرمایا۔ (۳)۔۔۔ ابو عبد اللہ جدلی: عبد الرحمن بن ابو عبد اللہ جدلی کوفی مراد ہیں۔ انہوں نے خزیمہ بن ثابت، معاویہ بن ابی سفیان، بی بی عائشہ، ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے شعبی، معبد بن خالد نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ابوداؤد اور ترمذی میں ان کی روایات ہیں۔

حدیث نمبر "۱۵۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ عمرو بن ربیع: بن طارق بن قرۃ بن نہیک ہلالی مصری کوفی مراد ہیں۔ انہوں نے لیث بن سعد، عبد اللہ بن لہیعہ، یحیی بن ایوب سے سماع حدیث کی ہے۔ ابن معین، یحیی بن عثمان، یعقوب بن سفیان، بخاری، مسلم

،ابوداؤد، ابوحاتم نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۲)۔۔۔یحییٰ بن ایوب: غافقی ابوالعباس مصری مراد ہیں۔ انہوں نے یزید بن ابی حبیب، حمید طویل، یحییٰ بن سعید انصاری، عبداللہ بن طاؤس سے روایت بیان کی ہے جب کہ اِن سے جریر بن حازم، ابن جریج، لیث بن سعد، ابن مبارک، ابن وہب، عمرو بن ربیع نے روایات بیان کی ہیں۔ ۱۶۸ھ میں انتقال فرمایا۔(۳)۔۔۔ عبداللہ بن رزین: انہیں عبدالرحمن بن یزید کہا جاتا ہے۔ محمد بن ابی زیاد اور سلمہ بن اکوع سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے یحییٰ بن ایوب مصری، عطاف بن خالد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایات بیان کی ہیں۔(۴)۔۔۔ محمد بن یزید: بن ابی زیاد، انہوں نے ایوب بن قطن سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے عبدالرحمن بن رزین، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایات بیان کی ہیں۔(۵)۔۔۔ایوب: بن قطن، انہوں نے ابی بن عمارہ سے روایت نقل کی ہیں جب کہ اِن سے محمد بن یزید اور ابوداؤد نے روایات بیان کی ہیں۔(۶)۔۔۔ابی بن عمارۃ: انہیں ابن عبادہ بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے فقط ایک ہی حدیث مسح علی الخفین بیان کی ہے۔ ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی نے ان کی روایت کو بیان کیا ہے۔(۷)۔۔۔ عبادہ بن نسی کندی: انہوں نے شداد بن اوس، عبادہ بن صامت، ابوموسیٰ، معاویہ بن ابی سفیان، ابوسعید خدری، کعب بن عجرہ سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے مغیرہ بن زیاد، مکحول، محمد بن سعید مصلوب نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، سن ۱۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔ امام ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی اور ترمذی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۷ تا ۱۵۸ کے تحت علامہ عینی کی گزارشات

*۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لئے تین دن (رات)، اور مقیم کے لئے ایک دن اور رات ہے"۔ جمہور علماء جیسا کہ امام اعظم، امام شافعی، احمد اور جمہور صحابہ کرام، اور ان کے بعد کے لوگوں نے مدت مسح میں مسافر کے لئے تین دن رات اور مقیم کے لئے ایک دن رات ہی متعین کیا ہے اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ کوئی مدت مقرر نہیں ہے، اور یہی امام شافعی کا قدیم قول ہے اور جمہور کی دلیل مذکورہ حدیث ہے۔ (شرح ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب: التوقیت فی المسح، ج۱، ص ۲۰۹)

(۶۱) بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ
جرابوں پر مسح کا بیان

(۱۵۹) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَرْوَانَ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: لَا يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ لِأَنَّ الْمَعْرُوفَ عَنِ الْمُغِيرَةِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ هٰذَا أَيْضًا عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَلَيْسَ بِالْمُتَّصِلِ وَلَا بِالْقَوِيِّ قَالَ أَبُو دَاوُدَ:

وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ مَسْعُودٍ وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَأَبُو أُمَامَةَ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَعَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ وَرُوِيَ ذَالِكَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم۔

ہزیل بن شرحبیل نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ عبد الرحمن بن مہدی اسے بیان نہیں کرتے تھے کیونکہ مغیرہ سے مشہور روایت یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا۔ اسی طرح حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جرابوں پر مسح کیا۔ یہ روایت متصل نہیں اور یہ مضبوط بھی نہیں۔ حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت براء بن عازب، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوامامہ، حضرت سہل بن سعد، حضرت عمرو بن حُریث رضی اللہ عنہم نے جرابوں پر مسح کیا نیز حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی اس کی روایت کی گئی ہے۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب کا نام "المسح علی الجوربین" رکھا اور اس کے تحت ایک ہی حدیث لائے اور صحاح کی دیگر کتب میں ہمیں بھی ایک ہی مقام پر اس موضوع سے متعلق حدیث ملی جو کہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کر کے جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا۔

(ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب: ما جاء في المسح على، رقم: ۵۵۹، ص ۱۱۰)

حل لغات

الجورب: پاؤں کا لفافہ، پاؤں کو سردی سے محفوظ رکھنے کا لفافہ جس سے پاؤں محفوظ رہیں۔

حدیث نمبر "۱۵۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابو قیس الاودی: عبد الرحمن بن ثروان الاودی کوفی مراد ہیں، انہوں نے علقمہ بن قیس، عمرو بن میمون، شریح قاضی، ہزیل بن شرحبیل سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے ابواسحٰق شیبانی، سبیعی، اعمش، ثوری، شعبہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ابو معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے جب کہ ابو حاتم کے نزدیک قوی نہیں تھے۔ (۲)۔۔۔ ہزیل بن شرحبیل: الاودی الاعمی کوفی، ارقم کے بھائی تھے۔ انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب کہ ان سے مذکورہ ابو قیس نے روایت بیان کی ہے۔ مسلم کے علاوہ کئی کتب میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۳)۔۔۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ: بن حارث بن عدی حارثی اوسی مدنی مراد ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمارہ یا ابو عمر یا ابو طفیل تھی۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۳۰۵ احادیث روایت کی ہیں جس میں سے ۲۲ پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہوا ہے اور ۵ پر امام بخاری اور ۶ پر امام مسلم منفرد ہیں۔ ان سے عبد اللہ بن یزید انصاری، شعبی، عبد الرحمن بن ابی لیلی نے روایات بیان کی ہیں۔ (۴)۔۔۔ سہل بن سعد: بن مالک بن خالد بن

ثعلبہ بن حارثہ آل عدی انصاری مدنی مراد ہیں۔ان کی کنیت ابوالعباس تھی۔انہوں نے سید عالم ﷺ کی ۱۸۸احادیث روایت کی ہیں۔جس میں سے امام بخاری ومسلم کا ۲۸احادیث پر اتفاق ہوا۔جب کہ گیارہ پر امام بخاری منفرد ہیں۔ان سے زہری،ابوحازم سلمہ بن دینار،ابی بن عباس نے روایت کی ہے،ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ۹۱ھ میں ہوا۔مدینہ میں صحابہ کرام میں سے سب سے آخری میں انتقال انہی نے فرمایا۔(۵)۔۔۔عمرو بن حریث :بن عمرو بن عثمان بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی مراد ہیں۔کوفہ کے رہنے والے تھے۔ان کے بیٹے جعفر،عبدالملک بن عمیر،ولید بن سریع ،امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی وابن ماجہ نے روایات کو نقل کیا ہے۔(۶)۔۔۔ابو مسعود: عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ ،ابن عطیہ بن جدارہ ،ابن عوف بن خزرج بدری ابومسعود،انہوں نے سید عالم ﷺ کی ۱۰۲احادیث نقل کی ہیں، جس میں سے نواحادیث میں امام بخاری ومسلم کا اتفاق ہے جب کہ ایک حدیث میں امام بخاری اور سات احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔کوفہ کے رہنے والے تھے اور وہیں انتقال فرمایا یا ایک قول کے مطابق مدینہ میں انتقال فرمایا۔

جرابوں پر مسح کے بارے میں اختلاف ائمہ

جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ وہ مجلدین یا منعلین ہوں،اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے جب کہ وہ موٹے کپڑے کے ہوں اور چھنتے نہ ہوں۔صاحبین کی دلیل یہی حدیث پاک ہے جب کہ امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ جورب کو موزے کے معنی میں اس وقت محمول کیا جائے گا جب کہ جورب من کل وجہ موزے کے معنی میں ہو،حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ موزے پہن کر مواظبت مشی ممکن ہے جب کہ غیر منعل جورب پہن کر مواظبت مشی ممکن نہیں ہے،اگر جورب منعل ہوں تو چونکہ اس صورت میں مواظبت مشی ممکن ہے لہذا اس لئے مسح کرنا جائز ہوگا۔اور ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکورہ بالا کا بھی یہی محمل ہونا چاہیے۔جب کہ امام اعظم سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے مرض موت سے چند دن پہلے جوربین غیر منعل پر مسح کیا اور لوگوں سے کہا کہ میں نے منع کیا تھا لیکن میں اپنے قول سے رجوع کر چکا ہوں اور فتوی صاحبین کے قول پر ہے۔

مسح علی الجوربین میں تین اقوال ہیں:(۱)۔۔۔ہر صورت میں بالاتفاق جائز ہے جب کہ موٹے کپڑے کے منعل ہوں،(۲)۔۔۔بالاتفاق جائز نہیں جب کہ چھنتے غیر منعل ہوں،(۳)۔۔۔جائز نہیں ہے،امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک،جب کہ صاحبین کے نزدیک جائز ہے جب کہ موٹے غیر منعل ہوں۔

(البناية،كتاب الطهارة ،باب: مسح على الجوربين، ج ا،ص ۶۰۷وغیرہ)

(۶۲) فِي الْمَسْحِ عَلَى النَّعْلَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ
نعلین اور قدمین پر مسح کرنے کے بیان میں

(۱۶۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَعَبَّادُ بْنُ مُوسَى قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَبَّادٌ

قَالَ: أَخْبَرَنِي أَوْسُ بْنُ أَبِي أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ وَقَالَ عَبَّادٌ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى كِظَامَةَ قَوْمٍ يَعْنِي الْمِيضَأَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ الْمِيضَأَةَ وَالْكِظَامَةَ ثُمَّ اتَّفَقَا فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ.

عباد کو حضرت اوس بن اوس ثقفی نے بتایا کہ سید عالم ﷺ نے وضو فرمایا اور اپنے جوتوں اور پیروں پر مسح کیا، عباد نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ سید عالم ﷺ ایک قوم کی دو کنووں کی درمیانی نالی پر تشریف فرما ہوئے۔ مسدد نے دو کنووں کے درمیانی نالی کا ذکر نہیں کیا پھر دونوں اس بات پر متفق ہیں اور اپنے جوتوں اور پیروں پر مسح کیا۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "فی المسح علی النعلین والقدمین" اور اس کی تائید میں فقط ایک ہی حدیث ذکر کی جو کہ صحاح میں دیگر کسی مقام پر ہمیں دستیاب نہ ہو سکی۔ تاہم طحاوی میں اس موضوع پر حدیث پاک موجود ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب وضو کرتے اور نعلین پہنی ہوتی تو اس کے ظاہر پر اپنے ہاتھ سے مسح فرمالیا کرتے ،اور کہتے کہ سید عالم ﷺ بھی ایسا ہی فرماتے جب بھی نعلین پہنے ہوئے وضو فرماتے تو اس کے ظاہر پر اپنے مبارک ہاتھ سے مسح فرماتے ،اس حدیث کو امام طحاوی اور بزار نے روایت کیا ہے۔

(شرح معانی الآثار ،باب: المسح علی النعلین،رقم:٦١٨،ج١،ص٩٧،الشاملۃ)

اس حدیث کی شرح میں کہا جاتا ہے کہ سید عالم ﷺ پر یہ وضو مستحب تھا واجب نہ تھا،جب کہ جابر بن رفاعہ بن رافع کہتے ہیں سید عالم ﷺ اپنے پاؤں کا مسح فرماتے ،اور مسح کرنے کے حوالے سے احتمال پاؤں میں موزے پہننے کا کیا جاتا ہے۔اس حدیث کو بھی امام طحاوی نے اسی مقام پر بیان کیا جو ہم نے ما قبل تخریج کی ہے۔

(فتح الودود ،کتاب الطھارۃ، باب: المسح علی النعلین والقدمین،رقم:١٦٠،ج١،ص١١٧)

حل لغات

کظامۃ: پانی جمع کرنے والی نالی جس میں جاری پانی جمع ہو جائے،اور جب وہ بھر جائیں تو زمین کی سطح پر تیرنے لگے۔

حدیث نمبر "١٦٠" کے رجال

(١)۔۔۔ عباد بن موسیٰ: ابو محمد ختلی الابناوی ،بغداد کے رہنے والے تھے۔انہوں نے ابراہیم بن سعد، طلحہ بن یحیی، ابراہیم و اسماعیل ابی جعفر سے روایت بیان کی ہیں جب کہ اِن سے مسلم ،ابوداؤد، نسائی، ابوزرعہ نے روایت بیان کی ہے۔ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔ان کا انتقال ٢٣٠ھ میں ہوا۔(٢)۔۔۔ یعلی بن عطاء: قرشی عامری طائفی مراد ہیں۔انہوں نے اپنے والد، ابی علقمہ ہاشمی، وکیع بن عدس سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن

سے ثوری، شعبہ، ہشیم، ابو عوانہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ابو معین وابو حاتم صالح الحدیث کا قول بیان کرتے ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان سے روایات موجود ہیں۔(۳)۔۔۔عطاء عامری طائفی: یعلی کے والد ماجد ہیں۔ اوس بن ابی اوس ثقفی، عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے ان کے بیٹے، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایات بیان کی ہیں۔ (۴)۔۔۔اوس بن ابی اوس ثقفی: انہیں اوس بن اوس ثقفی بھی کہا گیا ہے۔ یہ عمرو بن اوس کے والد گرامی ہیں۔ ان سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو احادیث بیان کی ہیں۔ ابواشعث، عبادہ بن نسی، عطاء والد یعلی، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث مذکورہ کے تحت علامہ عینی کا موقف

حدیث کا ظاہر اس کا تقاضا کرتا ہے کہ جوتوں اور قدمین پر مسح کرنا جائز ہے، لیکن "مراد یہ ہے کہ نفلی وضو کی صورت میں نہ کہ حدث ہونے کے صورت میں کئے جانے والے وضو میں"۔ اور موقف کی تائید حدیث سے ہوتی ہے جو صحیح ابن خزیمہ میں موجود ہے اور اس کا باب: "ذکر الدلیل علی ان مسح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی النعلین کان فی وضوء تطوع لا من حدث" سے ملتا ہے۔ چنانچہ سُدی نے عبد خیر سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے پانی منگوایا پھر وضو فرمایا اور ہلکا وضو فرمایا، اور نعلین پر مسح فرمایا، پھر فرمایا: یہ طریقہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاکیزگی کی حالت میں کیا گیا وضو ہے نہ کہ حدث ہونے کی حالت میں۔ بزار کی روایت میں بھی یوں ہی ہے جب کہ بیہقی کہتے ہیں کہ نعلین کا مسح کرنا یہ ہے کہ نعلین کو دھونا، اور یہ جواب اچھا ہے کیونکہ ہم نے ماقبل مسح بمعنی غسل بیان کیا ہے۔ اور امام طحاوی "شرح الآثار" میں بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جوربین کو مسح کرتے جب کہ وہ پاک ہوتے یعنی حدث نہ ہوتا، اور نعلین کو بھی مسح فرماتے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں دھونے کے بارے میں جم غفیر کا بیان موجود ہے لیکن نعلین کا مسح کرنے کے بارے میں بہت کم اقوال ہیں۔ (شرح ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: فی المسح علی النعلین والقدمین، ج۱، ص ۲۱۶)

(۶۳) بَابُ كَيْفَ الْمَسْحُ
مسح کرنے کی کیفیت

(۱۶۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ: ذَكَرَهُ أَبِي عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَقَالَ غَيْرُ مُحَمَّدٍ: عَلٰى ظَهْرِ الْخُفَّيْنِ.

عروہ بن زبیر نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موزوں پر مسح فرمایا کرتے تھے، محمد بن صباح کے سوا دوسرے حضرات نے کہا کہ موزوں کی پشت پر مسح فرمایا کرتے تھے۔

(۱۶۲)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ۔

عبد خیر کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر دین میں رائے کو دخل ہوتا تو موزوں کے اوپر والے حصے کی نسبت نیچے والے حصے کا مسح کرنا بہتر ہوتا حالانکہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے موزوں کے اوپر والے حصے پر مسح فرمایا۔

(۱۶۳)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ إِلَّا أَحَقَّ بِالْغَسْلِ حَتَّى رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْسَحُ عَلَى ظَهْرِ خُفَّيْهِ"۔

یزید بن عبد العزیز نے اعمش سے اپنی اسناد کے ساتھ مذکورہ حدیث کو روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں پیروں کے تلووں کو دھونا مقدم شمار کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے ظاہری حصے پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

(۱۶۴)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ بَاطِنُ الْقَدَمَيْنِ أَحَقَّ بِالْمَسْحِ مِنْ ظَاهِرِهِمَا وَقَدْ مَسَحَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى ظَهْرِ خُفَّيْهِ وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: كُنْتُ أَرَى أَنَّ بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ أَحَقُّ بِالْمَسْحِ مِنْ ظَاهِرِهِمَا حَتَّى رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِهِمَا قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي الْخُفَّيْنِ وَرَوَاهُ عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ كَمَا رَوَاهُ وَكِيعٌ وَرَوَاهُ أَبُو السَّوْدَاءِ عَنِ ابْنِ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ ظَاهِرَ قَدَمَيْهِ وَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَفْعَلُهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

اعمش نے مذکورہ حدیث کو روایت کرتے ہوئے فرمایا اگر دین کا انحصار رائے پر ہوتا تو پیروں کے تلوے مسح کے ظاہری حصے سے زیادہ حقدار تھے حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے ظاہری حصے پر مسح فرمایا۔ وکیع نے اعمش سے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہوئے فرمایا میں سمجھتا تھا کہ مسح کرنے میں ظاہری حصے سے تلوے مقدم ہیں یہاں تک کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ظاہری حصے پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ وکیع کا بیان ہے کہ موزوں پر عیسی بن یونس نے اعمش سے وکیع کی طرح روایت کی ہے۔ ابو السوداء، ابن عبد خیر، عبد خیر نے اپنے والد سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے دونوں قدموں کی پشت کو دھویا اور فرمایا کہ اگر میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا، پھر باقی حدیث بیان کی۔

(۱۶۵)حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ وَمَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ مَحْمُودٌ: أَخْبَرَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَضَّأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَمَسَحَ أَعْلَى الْخُفَّيْنِ وَأَسْفَلَهُمَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبَلَغَنِي أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ ثَوْرٌ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَجَاءٍ.

رجاء بن حیوۃ کا بیان ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کاتب سے کہا کہ غزوہ تبوک کے دوران سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو موزوں پر ان کے اوپر اور نیچے سے مسح فرمایا۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ مجھے بات پہنچی ہے کہ ثور بن یزید نے یہ حدیث رجاء بن حیات سے نہیں سنی (یعنی یہ حدیث منقطع ہے)۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام: "کیف المسح" رکھا اور اس موضوع پر پانچ احادیث لائے، صحاح ستہ کی کتب میں اس موضوع سے متعلق ہمیں ایک ہی روایت مل سکی جو کہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر نیچے مسح فرمایا۔

(ابن ماجه ،کتاب الطهارة، باب فی مسح اعلی الخف، رقم: ۵۵۰، ص ۱۰۹)

حل لغات

لو کان الدین بالرای: یعنی اگر امور دینیہ رائے سے طے پائے جاتے، تو۔۔۔

اری: یعنی رویت قلبی، مراد گمان ہے۔

حدیث نمبر "۱۶۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبدالرحمن بن عبداللہ: بن ذکوان مراد ابن ابی زناد ابو محمد قرشی ہے۔ انہوں نے اپنے والد، موسی بن عقبہ، ہشام بن عروہ سے روایت بیان کی ہے جب کہ ان سے ابن جریج، ولید بن مسلم، داؤد بن عمرو ضبی نے روایات بیان کی ہیں۔ ۱۷۴ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۱۶۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ حفص بن غیاث: بن طلق بن معاویۃ بن مالک بن حارث نخعی ابو عمر کوفی، انہوں نے ہشام بن عروہ، سلیمان تیمی اور اعمش سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے یحیی قطان، احمد بن حنبل، یحیی بن معین، اور کئی متاخرین نے روایت بیان کی ہے۔ ثقہ راوی تھے اور ان کا انتقال ۱۹۶ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ ابو اسحق: عمرو بن عبداللہ بن علی ہمدانی سبیعی کوفی مراد ہیں۔ انہوں نے حضرت علی، اسامہ بن زید، مغیرہ بن شعبہ سے لقاء کی ہے لیکن سماع ثابت نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کا سماع کرنا ثابت ہے۔

حدیث نمبر "۱۶۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن رافع: بن ابی زید قشیری نیسابوری، ابوزید نیسابور، انہوں نے عبدالرزاق بن ہمام، زید بن حباب، وہب بن جریر، ابو معاویہ ضریر سے سماع حدیث کی ہے۔ ابن ماجہ اور محمد بن اسحاق کے علاوہ جماعت کثیرہ

نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔۲۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔(۲)۔۔۔یزید بن عبد العزیز: بن سیاہ کوفی مراد ہیں۔انہوں نے اپنے والد ماجد اور اعمش سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے یحیی بن آدم، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۱۶۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ابوالسواد: عمرو بن عمران نہدی کوفی مراد ہیں۔انہوں نے قیس بن ابی حازم، عبد خیر، ابی مجلز، ضحاک، جعفر بن ابو مغیرہ، ابن سابط سے روایت کی ہے۔ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۱۶۵" کے رجال

(۱)۔۔۔موسی بن مروان: ابو عمران بغدادی، انہوں نے مروان بن معاویہ، محمد بن حرب، عیسی بن یونس سے سماع حدیث کی ہے۔ابو حاتم رازی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔۲۴۶ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔رجاء بن حیوۃ: بن جندل یا خنزل، ایک قول کے مطابق ابن جرول ابو المقدام یا ابو نصر کندی شامی فلسطینی مراد ہیں۔انہوں نے اپنے والد، معاذ بن جبل، عبادہ بن صامت، معاویہ بن ابی سفیان، ابو سعید خدری، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔ان سے زہری، مطر وراق، قتادہ، محمد بن عجلان، ثور بن یزید نے روایات بیان کی ہیں۔(۳)۔۔۔کاتب المغیرہ: ثقفی کوفی، مغیرہ بن شعبہ کے کاتب اور مولی تھے۔ان کی کنیت ابو سعید یا ابو الورد تھی۔انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کی ہے۔شعبی، رجاء بن حیات، ابو عون ثقفی نے روایت بیان کی ہے۔

دین اسلام میں ذاتی رائے کا اعتبار ہونا!

شوافع کے نزدیک پاؤں کے نچلے حصے کا مسح کرنا مستحب ہے، عینی کہتے ہیں کہ صاحب بدائع نے بھی کہا ہے کہ ہمارے نزدیک ظاہر و باطن سب کا مسح کرنا مستحب ہے کیونکہ مسح کرنا دھونے کے بدلے وارد ہوا ہے اور شرع میں ظاہر و باطن سب کا دھونا وارد ہوا ہے۔میں (علامہ سندھی) کہتا ہوں کہ علماء نے مسح کے حوالے سے پاؤں کے نیچے حصے کے ہونے کو باطل قرار دیا ہے اور اس پر دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے ملتی ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر دین اپنی رائے سے قرار پاتا تو مسح پاؤں کے نچلے حصے کا کیا جانا مشروع پاتا"۔اور یہ غیر ظاہر ہے کیونکہ اس صورت میں فرض کی نفی ہوتی ہے کہ پاؤں کے نچلے حصے پر مسح کیا جائے اور اَولی صورت فرضیت اور اس کے لزوم پر عمل کرنا ہے، اور جہاں تک سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا تعلق ہے یعنی: "وقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔الخ، (رقم: ۱۶۲)"۔تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم کے ظاہر پر مسح کرنے پر دوام اختیار فرمایا اور یہی ظاہر قول ہے۔جبھی تو پاؤں کے نچلے حصے پر مسح کرنے کو احیاناً یعنی استحباب کے درجے میں ثابت کیا جاتا ہے

جیسا کہ فاضل عینی نے بھی "البدائع" سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے۔

(فتح الودود، کتاب الطهارة، باب:کیف المسح، ج ۱، ص ۱۲۰)

متذکرہ بالا اقتباس سے وہ لوگ درس حاصل کریں جو جابجا اپنی من مانی بات دین اسلام میں داخل کرتے رہتے ہیں، سڑکوں، رات کی بیٹھکوں، بازاروں اور معذرت کے ساتھ میڈیا پر فلموں ڈراموں کے آرٹسٹ اور ان جیسے دیگر حضرات چونکہ چنانچہ کرکے اپنی عقل کی بات کو قرآن وحدیث اور دین اسلام کے بنیادی اصول پر ترجیح دیتے نظر آتے ہیں، حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت جن سے سید عالم ﷺ کے دین کے قائم ودائم رہنے کا سلسلہ چلا ہے وہ اپنی من مانی بات دین اسلام میں داخل کرنے سے خوفزدہ ہیں۔

تبوک کے موقع پر سید عالم ﷺ کا موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کرنا

*۔۔۔رجاء بن حیوۃ کا بیان ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کاتب سے کہا کہ غزوہ تبوک کے دوران سید عالم ﷺ نے وضو فرمایا تو موزوں پر ان کے اوپر اور نیچے سے مسح فرمایا۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ مجھے بات پہنچی ہے کہ ثور بن یزید نے یہ حدیث رجاء بن حیات سے نہیں سنی (یعنی یہ حدیث منقطع ہے)۔

متذکرہ بالا حدیث کی فنی حیثیت میں کافی اختلاف ہے۔ شارح کہتے ہیں کہ متذکرہ حدیث ضعیف ہے اور اسے امام شافعی نے بھی ضعیف کہا ہے۔ اس حدیث کی تخریج ابن ماجہ، سنن الترمذی نے بھی کی ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ متذکرہ حدیث پاک معلول ہے اس کی سند ثور سے ولید کے واسطے سے بیان نہیں ہوئی اور میں نے محمد اور ابوزرعہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ ابن مبارک نے ثور سے اور انہوں نے رجاء سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کاتب مغیرہ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث مرسل ہے۔ امام دارالقطنی اپنی "العلل" میں کہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث پاک ثابت نہیں ہے اس لئے کہ ابن مبارک نے ثور بن یزید سے مرسل روایت کی ہے اس لئے امام احمد بن حنبل نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

میں (علامہ عینی) اس اجمالی بیان کا خلاصہ یہ کروں گا کہ متذکرہ حدیث میں دو علتیں پائی جارہی ہیں: (۱)۔۔۔ ثور نے رجاء سے حدیث سماعت نہیں کی۔ (۲)۔۔۔ کاتب مغیرہ نے مرسل روایت کی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ کاتب مغیرہ مجہول ہے اور سند حدیث میں ولید نامی شخص مدلس ہے۔

(شرح ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب :کیف المسح، ج ۱، ص ۲۲۰)

ثابت ہوا کہ جس حدیث کی فنی حیثیت میں اس قدر کلام ہو اس سے استدلال کرنا اور اس پر عمل کرنا جب کہ دیگر احادیث مشہورہ اس کے برخلاف ہوں، ماہرین فن حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہوتا۔

(۶۴) بَابٌ فِي الاِنْتِضَاحِ
پانی وغیرہ چھڑکنے کے بارے میں

(۱۶۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ هُوَ الثَّوْرِيُّ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ الْحَكَمِ الثَّقَفِيِّ أَوِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا بَالَ يَتَوَضَّأُ وَيَنْتَضِحُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَافَقَ سُفْيَانَ جَمَاعَةٌ عَلَى هَذَا الإِسْنَادِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْحَكَمُ أَوِ ابْنُ الْحَكَمِ۔

مجاہد کا بیان ہے کہ حضرت سفیان بن حکم ثقفی یا حضرت حکم بن سفیان ثقفی نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ جب پیشاب کرتے تو وضو کر لیتے اور میانی پر پانی چھڑک لیتے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ایک جماعت نے اس اسناد میں سفیان کی موافقت کی ہے۔ بعض حضرات نے الحکم اور بعض نے ابن الحکم کہا ہے۔

(۱۶۷) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ هُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ نَضَحَ فَرْجَهُ۔

مجاہد نے بنی ثقیف کے ایک آدمی سے اور اس نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے سید عالم ﷺ کو پیشاب کرتے اور شرمگاہ پر پانی چھڑکتے دیکھا۔

(۱۶۸) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ الْحَكَمِ أَوِ ابْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ۔

مجاہد نے حکم یا ابن حکم سے اور انہوں نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پیشاب کیا، پھر وضو فرمایا اور اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑکا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کے نام: "فی الانتضاح" کے تحت تین احادیث نقل فرمائیں اور ہم نے صحاح ستہ کی دیگر کتب سے دو حوالے درج ذیل ذکر کئے ہیں۔

*۔۔۔ سیدنا حضرت حکم بن سفیان راوی ہیں، آپ نے اپنے باپ سے سنا حضور ﷺ جب وضو فرماتے تو پانی کا ایک چلو لے کر اسے اپنی شرمگاہ پر چھڑکتے۔

(سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب: النضح، رقم: ۱۳۴، ص ۴۳)

*۔۔۔ حکم بن سفیان الثقفی فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو فرماتے دیکھا آپ ﷺ نے وضو کے بعد ہتھیلی میں پانی لے کر اپنی رومالی پر چھڑکا۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطہارۃ، باب: ما جاء فی النضح بعد، رقم: ۴۶۱، ص ۹۵)

حل لغات

الانتضاح: پانی چھڑکنا، ابن اثیر کہتے ہیں کہ وضو کے بعد تھوڑا پانی لیکر میانی پر چھڑکنا تاکہ شیطانی وسواس سے نجات مل سکے۔ خطابی کہتے ہیں کہ یہاں "الانتضاح" کے معنی پانی سے استنجاء کرنے کے ہیں اور اہل عرب اکثر اوقات پتھروں سے استنجاء کرتے تھے اور پانی کو ہاتھ تک نہ لگاتے، اور اسی طرح یہ لفظ شرمگاہ پر پانی چھڑکنے کے معنی میں بھی لیا جاتا ہے تاکہ شیطانی وساوس دور ہو سکیں۔

حدیث نمبر "۱۶۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ابن ابی نجیح: عبداللہ، ان کا نام ابو نجیح اور کنیت ابو عبداللہ تھی، ابن ابی نجیح نے عطاء اور طاؤس سے روایت کی ہے جب کہ ان سے ورقاء بن عمر اور اہل حجاز نے روایت کی ہے۔ ان کا انتقال ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۱۶۸" کے رجال

(۱)۔۔۔نصر بن مہاجر: انہوں نے یزید بن ہارون، عبدالصمد بن عبدالوارث، معاویہ بن عمر سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے ابوداؤد نے روایت بیان کی ہے۔ (۲)۔۔۔معاویہ بن عمرو: بن مہلب بن عمرو بن شبیب ابو عمر ازدی بغدادی مراد ہیں۔ انہوں نے زائدہ ابن قدامہ، ابواسحق فزاری، جریر بن حازم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابو معین، ابو خیثمہ، مجاہد بن موسی نے روایت کی ہے۔ بغداد میں سن 215ھ یا ۲۱۴ھ میں انتقال فرمایا۔

حدیث پاک سے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔جب وضو کرے تو پانی شرمگاہ پر چھڑک لے، فقط مسح کرنے پر اقتصار نہ کرے۔ (۲)۔۔۔استبراء کرے، عضو مخصوص کو سونتے ہوئے یا کھنکارتے ہوئے۔ (۳)۔۔۔میانی پر پانی چھڑکے تاکہ شیطانی وساوس سے نجات حاصل ہو جائے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ (۴)۔۔۔پانی کے ساتھ استنجاء کرنے اور ڈھیلے اور پانی دونوں کو استعمال کرنے کے بارے میں احکامات موجود ہیں۔

(شرح ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: فی الانتضاح، ج۱، ص۲۲۳)

وسوسے اور انکا علاج

اللہ جل جلالہ نے فرمایا ﴿واما ینزغنك من الشیطن نزغ فاستعذ بالله انه سمیع علیم اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کونچادے تو اللہ کی پناہ مانگ بیشک وہی سنتا جانتا ہے (الاعراف: ۲۰۰)﴾۔

*۔۔۔حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفسار فرمایا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! شیطان میرے اور میری نماز و قراءت کے مابین وسوسہ ڈالتا ہے، سید عالم نے فرمایا: "یہ وہ شیطان ہے جسے خِنزب کہا جاتا ہے، جب تم اسے محسوس کرو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگو اور اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دیا

کرو"، آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ایسا کیا تو اللہ نے شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔ (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب: التعوذ من الشیطان الوسوسة فی الصلوۃ، رقم: ۲۲۰۳/۵۶۳۱، ص ۱۱۰۳)

*۔۔۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے ہر کسی کے ساتھ ایک شیطان لگا دیا گیا ہے اور فرشتوں میں سے ایک فرشتہ بھی لگا دیا گیا ہے"، صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا معاملہ ہے، فرمایا: "اللہ نے میری اس کے مقابلے میں مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا، پس اب وہ مجھے خیر کے سوا کوئی اور حکم نہیں کرتا"۔

(صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة، باب: تحریش الشیطان، رقم: ۷۰۰۲، ص ۱۳۸۵)

(۶۵) بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ إِذَا تَوَضَّأَ
وضو کرتے وقت آدمی کو کیا کہنا چاہیے

(۱۶۹) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خُدَّامَ أَنْفُسِنَا نَتَنَاوَبُ الرِّعَايَةَ رِعَايَةَ إِبِلِنَا فَكَانَتْ عَلَيَّ رِعَايَةُ الْإِبِلِ فَرَوَّحْتُهَا بِالْعَشِيِّ فَأَدْرَكْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَخْطُبُ النَّاسَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا قَدْ أَوْجَبَ فَقُلْتُ: بَخٍ بَخٍ مَا أَجْوَدَ هٰذِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ الَّتِي قَبْلَهَا: يَا عُقْبَةُ أَجْوَدُ مِنْهَا فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ: مَا هِيَ يَا أَبَا حَفْصٍ رضی اللہ عنہ؟ قَالَ: إِنَّهُ قَالَ آنِفًا قَبْلَ أَنْ تَجِيْءَ: " مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ حِيْنَ يَفْرُغُ مِنْ وُضُوْئِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ " قَالَ مُعَاوِيَةُ: وَحَدَّثَنِي رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيْسَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ۔

جبیر بن نفیر سے حضرت عقبہ بن عامر نے فرمایا کہ ہم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے اور باری سے اپنے ساتھیوں کی خدمت کرتے اور اونٹ چرایا کرتے تھے۔ ایک روز اونٹ چرانے کی باری میری تھی میں تیسرے پہر انہیں لے کر آیا تو میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے پایا۔ پس میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: "تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو وضو کرے تو اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعتیں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو تو ان میں اپنے دل اور اپنی نگاہ کے ساتھ متوجہ رہے مگر اس کے لئے جنت یا نجات واجب ہو جاتی ہے"، میں نے کہا: واہ، واہ! یہ کتنی اچھی بات ہے، میرے سامنے کھڑے ہوئے ایک آدمی نے کہا، اے عقبہ! آپ سے پہلے جو بات ارشاد فرمائی وہ اس سے بھی اچھی تھی۔ میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے کہا اے ابو حفص رضی اللہ عنہ! وہ کیا ہے؟ کہنے لگے آپ کے آنے سے ذرا پہلے ابھی فرمایا ہے: "کہ تم میں کوئی بھی ایسا نہیں کہ وضو کرے تو وضو اچھی طرح کرے، پھر وضو سے فارغ ہونے پر کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں وہ اکیلا ہے اس کا

کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں"۔ مگر اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے، معاویہ کہتے ہیں کہ مجھے ربیعہ بن یزید، ابوادریس، عقبہ بن عامر کے واسطے سے یہ خبر ملی ہے۔

(۱۷۰)حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ عَنْ حَيْوَةَ وَهُوَ ابْنُ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ عَمِّهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الرِّعَايَةِ قَالَ: عِنْدَ قَوْلِهِ: فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ رَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت کی ہے اور اس میں اونٹ چرانے کا ذکر نہیں کیا، بتاتے ہوئے فرمایا پس اچھی طرح وضو کرے پھر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہے، باقی حدیث معنا حدیث معاویہ کی طرح ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "مایقول الرجل اذا توضأ"، اور اس کے تحت دو احادیث لائے، صحاح میں فقط ایک ہی مقام پر ہمیں اس موضوع پر حدیث مل سکی جو کہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔سیدنا حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص وضو کرے پھر اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں خشوع و خضوع سے متوجہ ہو کر ادا کرے تو جنت اس کے لئے واجب ہو گی۔

(سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب: ثواب من احسن الوضوء ثم صلی، رقم:۱۵۱، ص۴۹)

حل لغات

خدام انفسنا: یعنی وہ سید عالم ﷺ کی صحبت میں رہ کر ایک دوسرے کا ساتھ دیتے، اونٹ چراتے، ایک گروہ اونٹ چراتا تو دوسرا دیگر امور کی انجام دہی اور سامان کی حفاظت میں مصروف ہو جاتا۔

یخطب الناس: حال ہے "الرسول" سے، یعنی سید عالم ﷺ لوگوں سے خطاب فرماتے اور انہیں نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے منع کرتے۔ فیحسن الوضوء: یعنی وضو کو مکمل آداب وصفات کے ساتھ کرے۔

بقلبه وبوجهه: دوگانہ نماز میں اپنی ذات کو اللہ عزوجل کی جانب منہمک رکھے، حدیث میں "بوجهه" کا ذکر اس لئے کیا کیونکہ اس سے ذات کا ارادہ کیا جاتا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے: ﴿کل شیء هالك الا وجهه ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے (القصص: ۸۸)﴾۔ پس قلب کی درستگی کا تعلق خشوع سے اور چہرے کی درستگی کا تعلق اعضاء کے خضوع کے ساتھ ہے، پس سید عالم ﷺ نے دونوں ہی اقسام کے الفاظ کو بیک وقت جمع فرما دیا۔

الا اوجب: مراد جنت کا واجب ہونا ہے۔

حدیث نمبر "۱۶۹" کے رجال

(۱)۔۔۔احمد بن سعید: بن بشیر بن عبید اللہ ابو جعفر مصری ہمدانی، انہوں نے عبد اللہ بن وہب سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے ابو داؤد، نسائی نے روایات بیان کی ہیں۔ ۲۵۳ھ میں ماہ رمضان سے دس دن پہلے انتقال کیا۔(۲)۔۔۔ابو عثمان: مسلم میں ان سے دو طرق میں روایات موجود ہیں، اول طرق میں یوں "حدثنی ابو عثمان، اور ثانی میں یوں عن ابی ادریس عن عثمان"، اول کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ مراد معاویہ بن صالح یا ربیعہ بن یزید ہیں۔ اور بہر حال یہاں پر سعید بن ہانی خولانی مصری یا شامی مراد ہیں۔ انہوں نے جبیر بن نفیر سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے معاویہ بن صالح، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۲۷ھ میں ہوا۔(۳)۔۔۔جُبیر بن نفیر: بن مالک بن عامر حضرمی ابو عبد الرحمن حمصی، انہیں ابو عبد اللہ کہا جاتا ہے اور انہوں نے سید عالم ﷺ کا زمانہ پایا تھا۔ انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی روایات بیان کی ہیں۔ ابو ذر، ابو درداء، ابو ایوب، ابو ثعلبہ، عبد اللہ بن عمرو بن العاص، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ان کے بیٹے، سلیم بن عامر، ابو زاہریہ، زید بن واقد، اور جماعت کثیرہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال ۷۵ھ میں ہوا۔(۴)۔۔۔عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ: بن عبس بن عمرو بن عدی جہنی ابو حماد یا ابو سعاد، ابو اسد، ابو عامر، ابو عمرو، ابو الاسود، ابو عبس مراد ہیں۔ انہوں نے سید عالم ﷺ کی ۵۵ احادیث نقل کی ہیں۔ سات پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ بخاری ایک حدیث میں جب کہ مسلم نو احادیث میں منفرد ہیں۔ جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن عباس، ابو امامہ، قیس بن ابی حاتم بجلی، علی بن رباح لخمی نے ان سے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال مصر میں ۵۸ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۱۷۰" کے رجال

(۱)۔۔۔حسین بن عیسی: بن حُمران طائی، ابو علی قُومسی بسطامی، نیسابور کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ابن عیینہ، ابن ابی فدیک سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابو حاتم نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال ۲۴۷ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔ابو عقیل: مراد زہرہ بن معبد بن عبد اللہ بن ہشام بن زہرہ تیمی قرشی ہے۔ مصر کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے عبد اللہ بن عمرو کا زمانہ پایا۔ انہوں نے اپنے والد اور سعید بن مسیب سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے حیوت بن شُریح، لیث بن سعد، نافع بن یزید نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال اسکندریہ میں ۱۲۷ھ میں ہوا۔

حدیث سے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔مومنین کا ایک دوسرے کے امور میں مدد فراہم کرنا۔(۲)۔۔۔وضو کا کامل طریقے سے ادا کرنا۔
(۳)۔۔۔وضو کے بعد دو رکعت ادا کرنا مستحب ہے۔ (۴)۔۔۔وضو کے بعد: "اشھد ان لا الہ الا اللہ

واشهد ان محمدا عبدہ ورسولہ" پڑھنا۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب: مايقول الرجل اذا توضا، ج١، ص ٢٢٧)

وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا

*۔۔۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وضو کرنے کے بعد یہ کلمات کہنے والے کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل جنت ہو جائے"، وہ کلمات یہ ہیں: "اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله"، اور ایک روایت کے مطابق فرمایا: "اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله"۔

(مرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة، الفصل الاول، ج ٢، رقم: ٢٨٩، ص ١٤)

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے طیبی کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے: وضو کرنے کے بعد ہی کلمہ شہادت تلفظ کرنے میں بندے کا اپنے اعمال کو اللہ جل جلالہ کی رضا کے لیے خالص کرنے، اپنے دل کے شرک اور ریا سے پاک ہونے اور ساتھ ہی وضو کے بعد ظاہری اعضاء کو گندگی اور حدث کی ناپسندیدگی سے ستھرا کرنے کی جانب اشارہ ہے۔ امام نووی کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ وضو کرنے کے بعد دونوں کلمات تلفظ کرے اور یہ متفق علیہ قول ہے، اور مناسب یہ ہے کہ ان دونوں کلمات کے ساتھ یہ کلمات جو کہ ترمذی میں منقول ہیں، انہیں بھی شامل کر لیا جائے، چنانچہ "ترمذی" میں تعلیم کردہ کلمات یہ ہیں: "اللهم اجعلنى من التوابين واجعلنى من المتطهرين"۔ ہو سکے تو "نسائی" میں تعلیم کردہ کلمات بھی شامل کر لیں، جو کہ یہ ہیں: "سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك"۔ ہمارے اصحاب احناف فرماتے ہیں کہ متذکرہ کلمات غسل کرنے والے کے لئے بھی مستحب ہیں۔ (المرجع السابق)

(٦٦) بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّ الصَّلَوَاتِ بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ
ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا کرنا

(١٧١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: مُحَمَّدٌ هُوَ اَبُوْ اَسَدِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ الْوُضُوْءِ فَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَوَضَّاُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَكُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ.

محمد یعنی ابو اسد بن عمرو کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وضو کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے تازہ وضو فرمایا کرتے تھے اور ہم ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

(١٧٢) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ الْفَتْحِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: إِنِّي رَأَيْتُكَ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ قَالَ: عَمْدًا صَنَعْتُهُ۔

سلیمان بن بریدہ کے والد ماجد حضرت بریدہ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے روز سید عالم ﷺ نے پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھائیں اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ آج میں نے آپ ﷺ کو ایسا کام کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ پہلے آپ ﷺ نہیں کرتے تھے، فرمایا کہ میں نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "الرجل یصل الصلوات بوضوء واحد"، اور اس کے تحت دو احادیث لائے، صحاح میں اس موضوع سے متعلق احادیث اور ان کے مقامات درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت سوید بن نعمان نے فرمایا کہ خیبر کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جب صہبا کے مقام پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز عصر پڑھائی نماز کے بعد کھانا منگوایا تو ستو کے سوا کچھ نہ ملا۔ پس ہم نے کھایا پیا پھر نبی پاک ﷺ نماز مغرب کے لئے کھڑے ہوئے اور کلی کی، پھر ہمیں نماز مغرب پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب الوضوء من غیر حدث، رقم: ۲۱۵، ص ۴۱)

*۔۔۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے لئے وضو فرمایا کرتے تھے، عمرو بن انصاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ لوگ کس طرح کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا ہم جب تک بے وضو نہ ہو جائیں ایک ہی وضو سے تمام نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔

(سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب الوضوء لکل صلوۃ، رقم: ۶۰، ص ۳۰)، (سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب الوضوء لکل صلوۃ، رقم: ۱۳۱، ص ۴۳)

*۔۔۔بریدہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لئے وضو فرماتے لیکن فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے تمام نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھائیں۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطھارۃ، باب الوضوء لکل صلوۃ وصلوات، رقم: ۵۱۰، ص ۱۰۲)

حدیث نمبر "۱۷۰" کے رجال

(۱)۔۔۔عمرو بن عامر: انصاری کوفی، اسد کے والد محترم، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابو زناد، مسعر، شعبہ، ثوری، شریک بن عبد اللہ، یحیی بن عبد اللہ نے روایت کی ہے، ابو حاتم کہتے ہیں کہ صالح راوی تھے۔

حدیث نمبر "۱۷۱" کے رجال

(۱)۔۔۔علقمہ بن مرثد: حضرمی، ابو حارث کوفی۔ انہوں نے طارق بن شہاب، عبد الرحمن بن سابط، شعبی، سلیمان

بن بریدہ، اور مجاہد سے روایت بیان کی ہے جب کہ ان سے ثوری، مسعر، شعبہ نے روایت بیان کی ہے۔صالح الحدیث راوی تھے۔ (۲)۔۔۔ سلیمان بن بریدہ: بن حصیب اسلمی، عبداللہ کے بھائی، ایک ہی حمل سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں دونوں بھائی پیدا ہوئے۔انہوں نے اپنے والد اور عمران بن حصین سے روایت بیان کی ہے۔ان سے علقمہ بن مرثد، عبداللہ بن عطاء، ابو سفیان نے روایت بیان کی ہے۔ابو حاتم نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

اہل ظاہر، شیعہ حضرات اور دیگر کا ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا کرنے کے بارے میں اختلاف

علماء کا اس باب میں اختلاف ہے کہ ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا کرنی چاہیے یا نہیں، چنانچہ اہل ظاہر اور شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ مقیم شخص کے لئے ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کرنا واجب ہے، اور انہوں نے اس کی دلیل بریدہ بن حصیب کی حدیث سے پکڑی ہے۔سید عالم ﷺ ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو فرمایا کرتے تھے لیکن فتح مکہ کے دن سید عالم ﷺ نے ایک ہی وضو سے پانچ نمازیں ادا فرمائیں۔اس حدیث کو امام طحاوی، ابن ابی شیبہ، ابو یعلی، مسلم اور ابو داؤد نے نقل کیا ہے۔فقہائے کرام کی ایک دوسری جماعت کا یہ کہنا ہے کہ ہر نماز کے لئے وضو کرنا مطلقاً واجب ہے اور یہی قول ابن عمر، ابو موسی اشعری، جابر بن عبداللہ، عبیداللہ سلمانی، ابو العالیہ، سعید بن مسیب، ابراہیم اور حسن رضی اللہ عنہم کا ہے۔ابن حزم نے "کتاب الاجماع" میں حکایت کی ہے کہ یہ مذہب عمرو بن عبید کا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابراہیم نخعی سے روایت پہنچی ہے کہ وہ ایک ہی وضو سے پانچ سے زیادہ نمازیں نہ پڑھتے تھے اور یہی مذہب اکثر ائمہ اربعہ کا ہے اور اکثر اصحاب اہل حدیث وغیرہ کا ہے کہ وضو فقط بے وضو ہونے کی صورت میں ہی واجب ہوتا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ آیت وضو کا نزول نماز ادا کرنے کی صورت میں بے وضو ہونے کے باعث ہوا ہے اور اس کی دلیل اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿اذا قمتم الی الصلوۃ جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو (المائدۃ:٦)﴾ ۔امام دارمی نے سید عالم ﷺ کے فرمان سے استدلال کیا ہے: "جب تک بے وضو نہ ہو جاؤ وضو کرنا واجب نہیں ہے"۔اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کوئی بھی شخص جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو چاہے اس کا وضو ہو یا نہ ہو اُسے وضو کر لینا چاہیے، اس کی کیا توجیہ ہوگی، کیونکہ امر وجوب کے لئے آتا ہے؟ میں (علامہ عینی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ہو سکتا ہے کہ آیت میں خاص طور پر خطاب اُن کے لئے ہو جو بے وضو ہو جاتے ہیں، یعنی بے وضو حضرات جب نماز پڑھنے لگیں تو پہلے وضو کر لیں یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں کے لئے خطاب ہو یعنی باوضو اور بے وضو دونوں حضرات کے لئے، باوضو حضرات کے لئے مستحب کے درجے میں اور بے وضو حضرات کے لئے واجب کے درجے میں۔اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ایک ہی کلمہ دو مختلف اقسام کے لئے کیسے جمع ہو سکتا ہے؟ میں (علامہ عینی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ایک ہی کلمہ عمومی اعتبار سے دو

مختلف معنوں میں شامل ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الطھارۃ، باب: الوضوء من غیر حدث، رقم:۲۱۴،ج۲،ص ۵۹۰)

ماقبل احادیث سے مسائل کا استنباط

(۱)۔۔۔ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کرنے کی فضیلت ہونا۔(۲)۔۔۔ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا کرنے کا جواز جب تک کہ بے وضو نہ ہو جائے۔(۳)۔۔۔اس میں دلیل ہے کہ جب بے وضو ہو جائے تو نماز کی ادائیگی کے لئے وضو کرنا واجب ہے۔ (المرجع السابق)

(۶۷) بَابُ تَفْرِيْقِ الْوُضُوْءِ
وضو میں کمی رہ جانے کا بیان

(۱۷۳) حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ اَنَّهُ سَمِعَ قَتَادَةَ بْنَ دِعَامَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَوَضَّاَ وَتَرَكَ عَلٰى قَدَمِهِ مِثْلَ مَوْضِعِ الظُّفْرِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: اِرْجِعْ فَاَحْسِنْ وُضُوْئَكَ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِمَعْرُوْفٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ وَلَمْ يَرْوِهِ اِلَّا ابْنُ وَهْبٍ وَحْدَهُ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْجَزَرِيِّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ: اِرْجِعْ فَاَحْسِنْ وُضُوْءَكَ۔

قتادہ بن دعامہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی وضو کر کے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے ناخن برابر جگہ اپنے پیر میں خشک چھوڑ رکھی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو''۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ حدیث جریر بن حازم سے معروف نہیں ہے اور اسے صرف ابن وہب ہی نے روایت کیا ہے جب کہ معقل بن عبید اللہ جزری، ابو زبیر، جابر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مانند روایت کی ہے کہ جس میں فرمایا: ''واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو''۔

(۱۷۴) حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ وَحُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى قَتَادَةَ۔

حضرت حسن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معناً حدیث قتادہ کی طرح بیان کی ہے۔

(۱۷۵) حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيْرٍ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّيْ وَفِيْ ظَهْرِ قَدَمِهِ لُمْعَةٌ قَدْرُ الدِّرْهَمِ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ يُعِيْدَ الْوُضُوْءَ وَالصَّلَاةَ۔

خالد نے نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اس کے قدم پر ایک درہم کے برابر ایسی جگہ تھی جسے پانی نہیں پہنچتا تھا، پس نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے متذکرہ باب: "تفریق الوضوء" کے تحت فقط تین احادیث نقل کی ہیں، صحاح میں اس موضوع پر ہمیں ایک ہی روایت مل سکی جو کہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص وضو کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی ناخن کے برابر جگہ خشک تھی آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ اچھی طرح وضو کرو"۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب: من توضا فترک موضعا، رقم: ٦٦٥، ص١٢٨)

حل لغات

وقد توضأ: حال ہے: "الرجل"، سے۔مثل موضع الظفر: مراد انسان کے ناخن برابر خشک جگہ چھوڑنا ہے کیونکہ وضو انسان ہی کرتے ہیں۔لیس ھذا الحدیث بمعروف: یعنی حدیث انس، اور ایک روایت میں یوں ہے کہ مذکورہ حدیث فقط عبداللہ بن وہب سے روایت کی گئی ہے۔وقد روی: یعنی یہی حدیث پاک معقل سے بھی روایت کی گئی ہے۔

حدیث نمبر "۱۷۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ہارون بن معروف: خزاز ابو علی مروزی، بغداد کے رہنے والے تھے۔ابو عیینہ، عبدالعزیز دراوردی، یحیی بن زکریا، ولید بن مسلم، عبداللہ بن وہب سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے احمد بن حنبل، بخاری، مسلم، ابوداؤد، صالح بن احمد بغدادی، بغوی نے روایات بیان کی ہیں۔بغداد میں سن ۲۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔جریر بن حازم بن زید: ازدی عتکی، ابو نضر بصری، انہوں نے ابو طفیل عامر بن واثلہ، ابو رجاء عطاردی، حسن بصری، محمد بن سیرین، نافع، قتادہ سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ایوب سختیانی، اعمش، لیث بن سعد، ثوری، ابن مبارک، یحیی قطان، ابن عیینہ، عبداللہ بن وہب نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ وصدوق راوی تھے۔(۳)۔۔۔معقل بن عبیداللہ: ابو عبداللہ جزری عبسی حرانی۔انہوں نے عطاء بن ابی رباح، نافع، زہری سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ثوری، وکیع، ابو نعیم، عبداللہ بن محمد نفیلی نے روایات بیان کی ہیں۔ مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں بھی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۱۷۴" کے رجال

(۱)۔۔۔یونس: بن عبید بن دینار بصری، ابو عبداللہ عبدی، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ حسن، محمد

بن سیرین، ثابت بنانی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ثوری، شعبہ، حمادان، وہیب بن خالد نے روایات لی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ۱۳۹ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ حمید: مراد ابن ابی حمید طویل ہیں، انہوں نے انس بن مالک، حسن بصری، عکرمہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے یحیی بن سعید انصاری، مالک بن انس، ثوری، ابن عیینہ، شعبہ ابن مبارک، یحیی قطان نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۱۴۳ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر: "۱۷۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ بقیہ بن ولید: بن صائد بن کعب بن حریز، کلاعی حمیری میتمی، ابو محمد حمصی۔ انہوں نے محمد بن زیاد، اوزاعی، مالک بن انس، ابن جریج سے سماع حدیث کی ہے۔ شعبہ، حمادان، ابن مبارک، حیات بن شریح، اسحق بن راھویہ نے روایات بیان کی ہیں۔ حمص میں ۱۹۷ھ میں انتقال کیا۔ (۲)۔۔۔ خالد بن معدان: بن ابی کرب کلاعی، ابو عبداللہ حمصی۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی جراح، عبادہ بن صامت، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ، ابو درداء، ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہم نے روایات بیان کی ہیں۔ ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ثور بن یزید، حزیر بن عثمان، زیاد بن سعد نے روایات بیان کی ہیں۔ ۱۰۳ھ میں انتقال فرمایا۔

"ارجع فاحسن وضوئک" کے بارے میں اختلاف ائمہ کرام

یعنی اپنا وضو مکمل کر، اور یہ مقام مذکورہ پر تری پہنچانے سے ہوگا اور اسی پر ہمارے اصحاب نے تمسک کیا ہے کہ جب کوئی شخص وضو کرے اور اعضائے وضو میں سے کچھ مقام پر پانی نہ پہنچے تو وہ مذکورہ خشک مقام پر تری پہنچائے اور یہ اُس کے لئے جائز ہوگا۔ شوافع کہتے ہیں کہ اُس شخص کو وضو کا اعادہ کرنا پڑے گا کیونکہ حدیث کا ظاہر یہی ہے کہ وضو کا اعادہ کرنے سے ہی وضو کامل ہوگا۔ اگر تفریق جائز ہوتی تو سید عالم ﷺ خاص مقام کو دوبارہ دھونے کا حکم فرماتے یا مذکورہ مقام تک پانی پہنچانے کا حکم دیتے اور دوبارہ سے وضو کرنے کے لئے وضو خانے جانے کا حکم نہ کرتے۔ ہم کہتے ہیں اگر دوبارہ وضو کرنا واجب ہوتا تو سید عالم ﷺ یوں فرماتے: "ارجع فاعد وضوئك" کیونکہ سید عالم ﷺ امور شریعہ بیان کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں اور ان کے لائق نہیں کہ قابل ذکر بات کو بیان نہ کریں اور سید عالم ﷺ کا یہ فرمان: "فاحسن وضوئك" وضو کی کاملیت کی جانب اشارہ کرتا ہے، اور اس باب میں غایت درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص وضو کی تمام شرائط کو پورا کئے بغیر نماز نہ پڑھے اور سید عالم ﷺ کا فرمان: "ارجع" کی دلالت اعادہ کرنے پر نہیں ہوتی، بلکہ معنی یہ ہے کہ جاؤ اور مذکورہ خشک مقام پر پانی پہنچاؤ۔ ہمارے اس مؤقف کی تائید ابن ابی شیبہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "جب کوئی شخص وضو کرے اور اپنے سر کا مسح کرنا بھول جائے، اور اپنی داڑھی پر تری پائے تو اُس تری سے اپنے سر کا مسح کرلے"۔ اور یہ حدیث ہمارے دعوی پر بین دلیل ہے کہ کوئی شخص مکمل کسی عضو کو ہی بھول گیا تو ایسے موقع پر بھی بغیر اعادہ کے تری پہنچانے کے ذریعے مسح کو جائز رکھا گیا۔

(شرح ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: فی تفریق الوضوء، ج ۱، ص ۲۳۱)

(۶۸) بَابُ اِذَا شَكَّ فِي الْحَدَثِ
جب وضو کے بارے میں شک ہو

(۱۷۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الرَّجُلُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ حَتَّى يُخَيَّلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: لَا يَنْفَتِلُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا.

سعید بن مسیب اور عباد بن تمیم سے روایت ہے کہ ان کے چچا (حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ اگر آدمی کو نماز میں ہوا خارج ہونے کا شک گزرے، فرمایا: "نماز نہ توڑے یہاں تک کہ آواز سنے یا بدبو پائے"۔

(۱۷۷) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَوَجَدَ حَرَكَةً فِي دُبُرِهٖ أَحْدَثَ أَوْ لَمْ يُحْدِثْ فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ لَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا.

ابو صالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز کے اندر ہو اور وہ اپنی پیٹھ میں حرکت محسوس کرے اور شک میں مبتلا ہو جائے کہ وضو ٹوٹا یا نہ ٹوٹا تو نماز نہ توڑے یہاں تک کہ آواز سنے یا بو محسوس کرے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابو داؤد نے باب باندھا: "اذا شك فی الحدث" اور اس کے تحت دو احادیث ذکر کیں، صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع سے متعلق احادیث اور ان کے مقامات درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ عباد بن تمیم نے اپنے چچا جان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ جس شخص کو نماز میں خیال گزرے کہ شاید کچھ ہو گیا ہے فرمایا: "نماز نہ توڑے یا ختم نہ کرے یہاں تک کہ آواز سنے یا بدبو پائے"۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب: من لا یتوضا من الشک، رقم: ۱۳۷، ص ۲۹)

*۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بندہ برابر نماز میں شمار ہوتا ہے جب تک مسجد میں نماز کا انتظار کرتا ہے اور اسے حدث نہ ہو"، ایک عجمی آیا عرض گزار ہوا کہ اے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! حدث کیا چیز ہے فرمایا: ہوا خارج ہونے کی آواز۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب: من لم یر الوضوء الا، رقم: ۱۷۶، ص ۳۵)، (سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب الوضوء من الريح، رقم: ۱۶۰، ص ۵۰)، (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: لا وضوء الا من حدث، رقم: ۵۱۳، ص ۱۰۳)

حل لغات

يخيل اليه: یعنی نمازی کو حدث ہونے کا شک ہو جائے۔
لا ینفتل: یعنی نماز سے اُس وقت تک باہر نہ ہو جب تک کہ آواز یا بُو نہ پالے۔
فاشکل علیه: یعنی نمازی کو وضو ٹوٹنے کے بارے میں شک پڑ جائے۔

حدیث نمبر "۱۷۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن احمد بن ابی خلف: نام ابی خلف تھا، انہوں نے محمد بن طلحہ، ابن عیینہ، وروح بن عبادہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، عبداللہ بن احمد بن حنبل نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۲۳۶ھ میں ہوا۔ ثقہ راوی تھے۔ (۲)۔۔۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ: بن حزن بن عمرو ابو محمد مدنی، تابعی کے امام اور سردار تھے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عثمان بن عفان، علی المرتضی، عبداللہ بن عباس، اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے عطاء بن ابی رباح، عمرو بن دینار، قتادہ، اور متاخرین کی جماعت نے روایت کی ہے۔ ان کا انتقال ۹۴ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۱۷۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ سہیل بن ابی صالح: ان کا نام ابو صالح ذکوان سمان کوفی ابو یزید غطفانی کوفی تھا۔ جویریہ بنت احمس کا مولی تھا۔ انہوں نے اپنے والد، سعید بن مسیب، عطاء بن یزید سے سماع حدیث کی ہے۔ یحیی انصاری، مالک بن انس، سلیمان بن بلال، ثوری، شعبہ، ابن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، امام بخاری کے علاوہ کئی امام نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

شک کی صورت میں باوضو ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ائمہ

*۔۔۔ عباد بن تمیم نے اپنے چچا جان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ جس شخص کو نماز میں خیال گزرے کہ شاید کچھ ہو گیا ہے فرمایا: "نماز نہ توڑے یا ختم نہ کرے یہاں تک کہ آواز سنے یا بدبو پائے"۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب: من لا یتوضا من الشک، رقم: ۱۳۷، ص ۲۹)
علامہ عینی کہتے ہیں: حدیث پاک اصول اسلام اور فقہ کے قاعدہ کی اصل ہے، اور اصول یہی ہے کہ احکام فقہ اپنی اصل پر باقی رہینگے یہاں تک کہ خلاف یقین کوئی معاملہ نہ ہو جائے، اور علماء کا اس قائدہ پر اتفاق ہے لیکن اس قاعدہ کے استعمال کرنے کی کیفیت پر اختلاف ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ طہارت کی تھی لیکن شک اس بات پر ہے کہ اب وہ باقی رہی یا نہ رہی، چہ جائے کہ یہ شک نماز میں لاحق ہو یا علاوہ نماز میں، اور اس مسئلے میں علاوہ امام مالک کے سب کا اجماع ہے اور امام مالک سے اس حوالے سے دو روایات ہیں: (۱)۔۔۔ اگر نماز میں نہ ہو تو وضو کر لے اور اگر نماز میں داخل ہے تو اب شک ہونے کی صورت میں نماز نہ توڑے اور اس پر ایسا کرنا لازم بھی نہیں۔ (۲)۔۔۔ ہر

حال میں چاہے نماز کی حالت میں شک ہو یا علاوہ نماز کے، وضو کرنا لازم ہے۔ پہلی حکایت حسن بصری سے مروی ہے اور یہی پہلی صورت امام شافعی کے نزدیک بھی شاذ قول کے تحت مروی ہے اور یہی رافعی اور نووی سے "الروضۃ" میں نقل ہے۔ اور دوسری حکایت بھی امام شافعی ہی سے مروی ہے اور یہ بھی قولِ غریب ہے، امام مالک سے ایک تیسری روایت ابن قانع سے یوں منقول ہے: "اس شخص پر وضو کرنا لازم نہیں ہے"، جیسا کہ جمہور کا قول ہے، اس کو ابن بطال سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ قاضی پھر قرطبی نے ابن حبیب مالکی سے نقل کیا ہے کہ یہ شک فقط ریح کے خارج ہونے کے حوالے سے ہے نہ کہ دیگر اعذار کی بناء پر ہونے سے، اور اس کی وجہ حدیث کے ظاہر پر عمل کرنے کی پیروی کرنا مقصود ہے لیکن بعض مالکیہ نے عذر پیش کیا ہے کہ ریح کے خارج ہونے کا تعلق محل کے ساتھ اس طرح نہیں ہوتا جس طرح پیشاب پاخانے کا ہوا کرتا ہے، بہر حال جب حدث ہونے کا یقین ہو اور طہارت میں شک پڑ جائے تو وضو کرنا لازم ہے اور اس پر اجماع ہے۔

(عمدۃ القاری ،کتاب الوضوء، باب: لا یتوضا من الشک، رقم: ۱۳۷،ج ۲،ص ۳۵۹)

تری پائی جانے کی صورت میں کیا کرے؟

امام محمد "الاصل" میں لکھتے ہیں: جس شخص نے وضو کیا اور بعد وضو اُس نے اپنی شرمگاہ سے تری بہتی دیکھی تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، اور اگر شیطان اکثر و بیشتر اُسے ایسا دکھلاتا ہو اور اُسے یقین نہ ہو کہ پانی کی تری ہے یا پیشاب کی تو نماز پر مداومت کرے اور اس وسوسے کی جانب توجہ نہ دے، شمس الائمہ حلوانی کہتے ہیں کہ اس تری کی جو کہ شرمگاہ کے اطراف میں دیکھی گئی ہے اس کی تاویل یہ ہے کہ استنجاء کرتے وقت پانی کی تری رہ گئی ہو اور جب انسان کو یقین ہو جائے کہ یہ تری پانی کی نہیں بلکہ پیشاب کی ہے تو اُس پر وضو کرنا واجب ہو جائے گا۔ اور ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ اگر اُسے یہ علم ہو جائے کہ تری پیشاب گاہ سے نکلی ہے تو بھی اُس وقت تک وضو نہ ٹوٹے گا جب تک کہ اُسے پیشاب ہونے یا مذی ہونے کا یقین نہ ہو جائے، بعض کا قول "النوادر" میں مذکور ہے کہ استنجاء کرنے والا جب استنجاء کے وقت میں اپنی شرمگاہ میں پانی داخل کرے اور پھر وہ پانی باہر نکلے تو اس کا وضو نہ ٹوٹے گا، کیونکہ اس صورت میں یہ احتمال پایا جا رہا ہے کہ یہ خارج شدہ پانی استنجاء کے وقت میں استعمال ہونے والا پانی ہے، شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ اس وسوسے کا توڑ یہ ہے کہ اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑک دے تا کہ شیطانی وسوسے سے حیلہ ہو جائے۔

(التاتارخانیۃ، کتاب الطہارۃ ،الفصل الاول فی الوضوء،نوع آخر فی مسائل الشک،ج۱،ص ۱۱۰)

(۶۹) بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْقُبْلَةِ
بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جانے کا بیان

(۱۷۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي رَوْقٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَهَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا رَوَاهُ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ أَبُو

دَاوُدَ: وَهُوَ مُرْسَلٌ اِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: مَاتَ اِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ وَلَمْ يَبْلُغْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَكَانَ يُكْنٰى اَبَا اَسْمَاءَ۔

ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بوسہ دیا اور وضو نہ کیا، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ بھی نہیں سنا، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اسی طرح اسے فریابی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ ابراہیم تیمی چالیس سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی انتقال کر چکے تھے اور ان کی کنیت ابو اسماء تھی۔

(۱۷۹) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَبَّلَ امْرَاَةً مِنْ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عُرْوَةُ: مَنْ هِيَ اِلَّا اَنْتِ؟ فَضَحِكَتْ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: هٰكَذَا رَوَاهُ زَائِدَةُ وَعَبْدُ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ۔

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات میں سے ایک کو بوسہ دیا، پھر نماز کے لئے نکلے اور وضو نہیں فرمایا، عروہ کا بیان ہے کہ میں نے ان سے کہا وہ آپ رضی اللہ عنہا ہی ہوں گی پس وہ ہنس پڑیں، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ زائدہ اور عبدالحمید حمانی نے سلیمان اعمش سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۱۸۰) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مَخْلَدٍ الطَّالْقَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَغْرَاءَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ اَخْبَرَنَا اَصْحَابٌ لَنَا عَنْ عُرْوَةَ الْمُزَنِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ لِرَجُلٍ احْكِ عَنِّيْ اَنَّ هٰذَيْنِ يَعْنِي حَدِيثَ الْاَعْمَشِ هٰذَا عَنْ حَبِيبٍ وَحَدِيثَهُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ اَنَّهَا تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ قَالَ يَحْيَى: احْكِ عَنِّيْ اَنَّهُمَا شِبْهُ لَا شَيْءَ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَرُوِيَ عَنِ الثَّوْرِيِّ قَالَ: مَا حَدَّثَنَا حَبِيبٌ اِلَّا عَنْ عُرْوَةَ الْمُزَنِيِّ يَعْنِي لَمْ يُحَدِّثْهُمْ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ بِشَيْءٍ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَقَدْ رَوَى حَمْزَةُ الزَّيَّاتُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدِيثًا صَحِيحًا۔

عروہ مزنی نے اس کو حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یحیی بن سعید قطان نے ایک آدمی سے کہا کہ یہ دونوں حدیثیں مجھ سے نقل کرو یعنی اعمش کی حدیث بواسطہ حبیب اور اسی اسناد کے ساتھ اس کی حدیث کو کہ مستحاضہ ہر نماز کے لئے وضو کرے، یحیی نے کہا کہ مجھ سے غلط نقل کی گئی ہیں۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم سے حبیب نے نہیں روایت کی مگر عروہ مزنی کے واسطے سے یعنی انہوں نے عروہ بن زبیر سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ حمزہ زیات، حبیب، عروہ بن زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس سند کے ساتھ یہ حدیث صحیح روایت ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام: "الوضوء من القبلة" رکھا اور اس کے تحت تین احادیث بیان فرمائیں، صحاح میں فقط ایک ہی مقام پر اس موضوع پر حدیث مل سکی جو کہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ اعمش، حبیب بن ثابت، عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے ایک کو بوسہ دیا، پھر نماز کے لئے نکلے اور وضو نہیں فرمایا، عروہ کا بیان ہے کہ میں نے ان سے کہا: وہ آپ ہی ہوں گی پس وہ ہنس پڑیں۔

(سنن ابن ماجه ،كتاب الطهارة ،باب:الوضوء من القبلة،رقم:٥٠٢،ص١٠١)

حل لغات

من هي الا انت: یعنی وہ آپ رضی اللہ عنہا ہی تھیں جنہیں بوسہ دیا گیا۔

فضحكت: میں اس بات پر دلیل ہے کہ مراد بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں جنہیں بوسہ دیا۔

حدیث نمبر "۱۷۸" کے رجال

(ا)۔۔۔ ابوروق عطیہ: بن حارث ہمدانی، کوفی۔انہوں نے سبیعی، ابو اسحق شیبانی، ابراہیم تیمی، عبید اللہ بن خلیفہ سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ثوری، ابواسامہ، عبدالواحد بن زیاد، بشر بن عمارہ، شریک بن عبد اللہ نخعی نے روایات بیان کی ہیں۔صالح وصدوق راوی تھے۔ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۱۷۹" کے رجال

(ا)۔۔۔ زائدہ بن قدامہ ثقفی: عبدالحمید بن عبدالرحمن کوفی، ابویحیی حمانی، انہوں نے اعمش، ثوری، ابو عمرو نضر بن عبدالرحمن خزاز سے سماع حدیث کی ہے۔اِن سے عمرو بن علی، احمد بن سنان عطار، ابو سعید اشج نے روایات بیان کی ہیں۔ثقہ راوی تھے، ۲۰۲ھ میں انتقال کیا۔

حدیث نمبر "۱۸۰" کے رجال

(ا)۔۔۔ عبدالرحمن بن مغراء: بن حارث بن عیاض بن عبد اللہ بن وہب کوفی ابو زہیر۔اردن کے قاضی تھے۔انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد، یحیی بن سعید انصاری، اعمش، محمد بن سوقہ سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے محمد بن مبارک صوری، فیض بن وثیق، یوسف بن موسی قطان، محمد بن عائذ دمشقی نے روایات بیان کی ہیں۔

زوجہ کا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا مسئلہ

*۔۔۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ رضی اللہ عنہا: وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سید عالم ﷺ کے سامنے سوتی تھی اور میرے پاؤں آپ ﷺ کے قبلہ کی جانب ہوتے تھے، پس جب سید عالم ﷺ سجدے میں تشریف لے جاتے تو میرا پاؤں دبا دیتے، میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ ﷺ قیام کرتے تو میں اپنے پاؤں پھیلا دیتی، ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اُن دنوں گھروں میں چراغ نہ ہوتے

تھے۔ (صحيح مسلم، كتاب الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي،رقم: (١٠٣٢)٥١٢،ص ٢٤٣)،(صحيح البخاري،كتاب الصلوٰة، باب:الصلوة على الفراش،رقم:٣٨٢،ص ٦٨)

بنایہ میں ہے: شوافع کے نزدیک عورت کو چھونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے اور وہ اس پر دلائل و براہین بیان کرتے ہیں،اور جب ہم دلائل کی طرف نظر کرتے ہیں تو ہمیں بخاری مسلم کی ماقبل مروی حدیث پیش نظر ہوتی ہے اور اسی طرح اس موضوع پر دیگر احادیث میں سے چند یہ ہیں۔

*۔۔۔پس جب سید عالم ﷺ سجدے کا ارادہ فرماتے تو میرے پاؤں دباتے، تو میں انہیں سمیٹ لیتی پھر آقائے دوجہاں ﷺ سجدہ فرماتے۔

*۔۔۔سید عالم ﷺ بعض ازواج کا بوسہ لیتے لیکن وضو کئے بغیر نماز ادا فرماتے۔

امام شافعی جن احادیث کی جانب گئے ہیں وہ عمر بن خطاب، ابن مسعود، ابن عمر، زید بن اسلم، مکحول، نخعی، عطاء بن سائب، زہری، یحیی بن سعید انصاری، ربیعہ، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عباس، ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں، اور اس باب میں ابو بکر حربی، ابن جوزی، مذہب عبیدہ سلمانی، عبیدۃ ضبی، عطاء، طاؤس، حسن بصری، شعبی، ثوری اور اوزاعی کہتے ہیں کہ: "عورت کو چھونے سے بطور کنایہ جماع مراد لیا گیا ہے"، اور عورت کو چھونے یا بوسہ لینے سے وضو نہیں واجب ہوتا جب تک کہ مذی کے نہ نکلنے کا یقین ہو اور یہی قول ہمارے اصحاب کا ہے۔ اور امام مالک کہتے ہیں کہ اگر شہوت کے ساتھ چھونا پایا گیا تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں اور یہی قول حکم، حماد، لیث، اسحاق سے بھی مروی ہے اور امام احمد سے اس حوالے سے تین روایات موجود ہیں: داؤد کہتے ہیں کہ اگر جان بوجھ کر عورت کو چھوا تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں، اوزاعی کہتے ہیں کہ اگر اعضاء وضو کا چھونا پایا گیا تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں اور انہی سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ہاتھ سے چھونے کے باعث وضو نہیں ٹوٹے گا۔ عطاء کہتے ہیں کہ جو عورت کو اس نیت سے چھوئے کہ اُس کو چھونا اُس کے لئے حلال ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور جمہور کی دلیل یہ ہے: ﴿اولامستم النساء(النساء: ٤٣)﴾، پس ملامست اور لمس سے جماع مراد ہے۔ ابن رشد مالکی کہتے ہیں کہ اگر دونوں معنوں کی دلالت برابری اور قریب کے اعتبار سے ہو تو ہمارے نزدیک ظاہر اس سے جماع ہی ہے۔ اس لئے کہ اللہ جل جلالہ نے بطور کنایہ لمس اور مباشرت کو جماع کے ضمن میں بیان کیا ہے اور لمس اور مس میں کوئی فرق لغوی اعتبار سے نہیں پایا جاتا، جب کہ ملامست جماع کے ضمن میں ظاہر ہے۔ اور چھونا جماع کا سبب ہوتا ہے کیونکہ اسی سے شہوت پیدا ہوتی ہے، اور سبب کو ذکر کر کے مسبب مراد لینا یہ مجاز کے قبیلے سے قوی ترین مثال ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ شوافع کے مذہب کے مطابق لازم ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کو مارے یا اُس کے چہرے کو تھپڑ رسید کرے اُس کا وضو ٹوٹ جانا چاہیے اور یہ قول کسی کا بھی ہونا مجھے نہیں معلوم، اور عورت کو بوسہ دینے سے وضو نہ ٹوٹنے والی حدیث بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے طرق سے بیان ہو چکی۔

(البناية، كتاب الطهارة ، باب:نواقض الوضوء، ج١،ص ٣٠٥ وغيره)

(٧٠) بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ
شرمگاہ چھونے سے وضو ٹوٹنے کا بیان

(١٨١) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَذَكَرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ فَقَالَ مَرْوَانُ: وَمِنْ مَسِّ الذَّكَرِ؟ فَقَالَ عُرْوَةُ: مَا عَلِمْتُ ذٰلِكَ فَقَالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ رضي الله عنها أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ۔

عبداللہ بن ابو بکر نے عروہ بن زبیر کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں مروان بن حکم کے پاس گیا تو ہم نے ان چیزوں کا ذکر کیا جن سے وضو لازم آتا ہے، مروان نے کہا کہ اور شرمگاہ چھونے سے بھی، عروہ نے کہا مجھے یہ معلوم نہیں، مروان نے کہا کہ مجھے حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو وضو کرے"۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب باندھا: "الوضوء من مس الذکر" اور اس کی مناسبت سے فقط ایک ہی روایت نقل فرمائی، صحاح میں اس موضوع پر تین روایات ہیں جن کے مقامات درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مرد اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے، وضو کیے (ہاتھ دھوئے) بغیر نماز نہ پڑھے"۔

(سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب: الوضوء من مس الذکر، رقم: ٨٢، ص٣٧)، (سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب: الوضوء من مس الذکر، رقم: ١٦٣، ص٥١)، (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: الوضوء من مس الذکر، رقم: ٤٧٩، ص٩٨)

حل لغات

ومن مس الذکر: یعنی مس ذکر سے وضو کرنے کا مسئلہ۔

ما علمت ذالك: یعنی مس ذکر سے وضو واجب ہونا، یہ حدیث امام شافعی اور احمد بن حنبل کے نزدیک حجت ہے، ان کے نزدیک مس ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور یہی قول امام اوزاعی، اسحق راھویہ کا ہے، مگر امام شافعی کے نزدیک ہتھیلی کے باطن سے مس ذکر کیا ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا، امام مالک کے نزدیک بڑے شخص کے حوالے سے یہ حکم ہے۔

حدیث نمبر "١٨١" کے رجال

(١)۔۔۔ عبداللہ بن ابی بکر: بن محمد بن عمرو بن حزم بن زید بن لوذان ابو محمد، اور ابو بکر انصاری مدنی بھی کہا جاتا

ہے۔انہوں نے انس بن مالک، عبداللہ بن عامر سے سماع حدیث کی ہے۔ ثقہ راوی تھے۔ان سے زہری، مالک بن انس، ثوری، ابن عیینہ نے روایات بیان کی ہیں۔ان کا انتقال ۱۳۵ھ میں ستر سال کی عمر میں ہوا۔(۲)۔۔۔ مروان بن حکم: بن ابی عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قُصی ابو عبدالملک یا ابوالقاسم، یا ابوالحکم۔ ہجرت کے دو سال بعد پیدا ہوئے۔ سید عالم ﷺ سے سماع حدیث ثابت نہیں ہے۔ان سے ان کے بیٹے، عروہ بن زبیر، علی بن حسین نے روایت بیان کی ہے۔ ۶۳ سال کی عمر میں ۶۵ھ میں انتقال فرمایا۔ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔(۳)۔۔۔ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا: بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی بن قصی قرشیہ اسدیہ، مروان بن حکم کی خالہ تھیں۔ عبدالملک بن مروان کی نانی، ورقہ بن نوفل کی بھتیجی تھیں۔ان سے عبداللہ بن عمرو، عروہ بن زبیر، مروان بن حکم نے روایات بیان کی ہیں۔ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

شرمگاہ چھونے سے وضو ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے بارے میں اختلاف

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک شرمگاہ چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کی دلیل سید عالم ﷺ کا فرمان ہے چنانچہ ارشاد فرمایا: "جس نے اپنی شرمگاہ کو چھوا اُسے چاہیے کہ وضو کرے"۔ جب کہ امام اعظم کے نزدیک مَسِّ ذَکَر سے وضو نہیں ٹوٹتا، چنانچہ۔۔۔۔

احناف کہتے ہیں شرمگاہ چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ شہوت ہو یا ہتھیلی یا انگلیوں کے باطن سے ہو، اس لئے کہ سید عالم ﷺ کے پاس ایک بدوی آیا اور اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ اُس شخص کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں جو نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہ کو چھوتا ہے؟ پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: "کیا وہ تمہارے جسم میں سے گوشت کا ٹکڑا نہیں ہے؟ یا تمہارا گوشت کا لوتھرا؟"۔ پس مستحب یہ ہے کہ وضو کرلے۔ بعض احناف کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کا فرمان: "جس نے اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا اُسے چاہیے کہ وضو کرلے"، میں لغوی طور پر وضو کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور لغوی تعلیم یہ ہے کہ اپنے ہاتھ دھولے اور مستحب ہے کہ نماز پڑھنے کی غرض سے اپنے ہاتھ دھولے ،یوں نہ جانے کہ اُس کا وضو ٹوٹ گیا ہے بلکہ شرمگاہ بھی اُس کے جسم کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔اور اسی طرح عورت (زوجہ) کا بوسہ لیا تو بھی وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر انگلی یا کوئی اور چیز داخل کی جیسا کہ حقنہ ہوتا ہے اور وہ شرمگاہ میں چھپ گئی تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس صورت میں اس کا یہ عمل دخول کے بمنزلہ ہو جائے گا اور اگر انگلی کا کچھ حصہ داخل کیا اور چھپا نہیں، پھر نکالنے میں کچھ اندرونی اثرات یابو کے ساتھ باہر نکلا تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں، اسی طرح عورت نے کیا تو اگر نکالنے میں کچھ اندرونی اثرات ظاہر ہوئے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔امام مالک کے نزدیک شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹنے کی کچھ شرائط ہیں: بغیر کسی چیز کے حائل کئے شرمگاہ کو چھوئے، یا کسی اور کی شرمگاہ کو چھوئے تو ایسے شخص پر حکم وضو کیا جائے گا اگرچہ بالغ ہو یا خنثی ہی کیوں نہ ہو۔اور بچے کی شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا اگرچہ بلا حائل شرمگاہ چھوئے۔اور چھونا ہتھیلی کے باطن سے ہو یا برعکس یا انگلیوں

کے باطن سے ہو یا برعکس یا انگلیوں کے پورے سے ہو، اسی طرح جسم کے کسی اور حصے سے شرمگاہ کو چھوا تو بھی وضو نہ ٹوٹے گا مثلا ران یا بازو سے چھوا جیسا کہ عود کے ساتھ چھونے سے نہیں ٹوٹتا یا حائل شدہ چیز کے ساتھ چھونے سے نہیں ٹوٹتا، اور مذکورہ شرائط کی تکمیل ہونے کی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا چاہے کہ لذت حاصل ہو یا نہ ہو، چاہے کہ عمدا ایسا فعل کرے یا نسیان کی صورت میں ایسا فعل پایا جائے۔

شوافع اور حنابلہ کے نزدیک شرمگاہ کے متصل یا منفصل چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ انفصال کے بعد وہ جسم کا حصہ نہیں رہتی، اور اس پر شرمگاہ کا اطلاق بھی نہیں ہوتا اور اسی طرح جس مقام سے شرمگاہ منقطع ہوئی ہو اس کے چھونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے اور وضو کا ٹوٹنا اس صورت میں ہے جب کہ بلا حائل چھوا ہو اور اسی میں ہتھیلی کے باطن یا انگلیوں کے باطن سے چھونا پایا جائے۔ اس مسئلے میں شوافع حنابلہ کے ساتھ ہیں کہ انسان اپنی شرمگاہ کو چھوئے یا کسی اور کی، اگرچہ بچے کی شرمگاہ ہو یا مرنے والے کی اور اسی طرح عورت کا اپنی شرمگاہ کو چھونا اگرچہ طبعاً ہی ایسا ہوا ہو اور پچھلی شرمگاہ کے حلقے کو چھونا کہ اس کا حکم بھی شوافع کے نزدیک وہی ہے جو کہ عورت کے آگے کے مقام کا ہے، جب کہ شوافع کے نزدیک خصیین کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(کتاب الفقہ، باب: نواقص الوضوء، ج ۱، ص ۷۸ وغیرہ)

(۷) بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَالِكَ
شرمگاہ کے چھونے سے وضو نہ ٹوٹنے کا بیان

(۱۸۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى نَبِيِّ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَجَاءَ رَجُلٌ كَأَنَّهُ بَدَوِيٌّ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ صلى الله عليه وسلم مَا تَرَى فِي مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَ مَا يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: هَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْهُ أَوْ قَالَ بَضْعَةٌ مِنْهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَجَرِيرٌ الرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ.

قیس بن طلق نے اپنے والد ماجد حضرت طلق بن علی سے روایت کی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ایک بدوی شخص آکر عرض گزار ہوا، یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کوئی وضو کرنے کے بعد اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگا بیٹھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ وہ بھی جسم کا ایک حصہ ہے"۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اسے ہشام بن حسان، سفیان ثوری، شعبہ، ابن عیینہ، اور حریر رازی، محمد بن جابر نے قیس بن طلق سے روایت کیا ہے۔

(۱۸۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ أَبِيهِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَقَالَ: فِي الصَّلَاةِ.

قیس بن طلق نے اپنے والد سے مذکورہ بالا اسناد کے ساتھ معناً یہی حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ نماز میں۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب: "فی الرخصة فی ذلك" کے تحت دواحادیث بیان فرمائیں، صحاح میں اس موضوع سے متعلق دوروایات درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ قیس بن طلق بن علی حنفی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرما: "یہ (شرمگاہ) انسان کے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے"۔

(سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب: ترک الوضوء من مس الذکر، رقم: ۸۵، ص ۳۸)

*۔۔۔ سیدنا حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم اپنی قوم کی طرف سے نکلے حتی کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے بیعت کی اور آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کی جب ہم نماز سے فارغ ہو چکے تو ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا حضور آپ ﷺ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ناز میں اپنی شرمگاہ کو چھوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: "ذکر بھی تو تیرے بدن سے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے"۔ (سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب: ترک الوضوء من ذلک، رقم: ۱۶۵، ص ۵۲)

حل لغات

هل هو الا مضغة منه: گوشت کا ٹکڑا، جیسا کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا: "فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے"۔ قدمنا علی النبی: بنی حنیفہ سے یہ وفد سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، انہیں میں سے مسلیمہ کذاب ہوا ہے، یہ دس سے کچھ زائد افراد تھے۔

حدیث نمبر "۱۸۲،۱۸۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ ملازم بن عمرو: بن عبداللہ بن بدر بن قیس بن طلق بن شیبان حنفی سحیمی یمامی ابو عمرو۔ انہوں نے عبداللہ بن بدر بن عمیرہ بن حارث حنفی، ہوذہ بن قیس بن طلق کی روایات بیان کی ہیں۔ ان سے مسدد، سلیمان بن حرب، محمد بن عیسی طباع نے روایات بیان کی ہیں۔ ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایات بیان کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ عبداللہ بن بدر: عمیرہ بن حارث بن سمرہ حنفی یمامی، ملازم بن عمرو کے جد تھے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر، عبدالرحمن بن علی بن شیبان، قیس بن طلق حنفی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ملازم بن عمرو، جہضم بن عبداللہ، محمد بن جابر یمانیون نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایت بیان کی ہیں۔ (۳)۔۔۔ قیس بن طلق: بن علی بن شیبان حنفی یمامی، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے جب کہ ان سے عبداللہ بن بدر، محمد بن جابر یمامی، عبداللہ بن نعمان سحیمی، عجیبہ بن عبدالحمید بن طلق نے روایت بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۴)۔۔۔ طلق بن علی بن منذر: بن قیس بن عمرو بن عبداللہ بن عبدالعزی حنفی، ابو علی یمامی، ان سے ان کے بیٹے قیس، عبداللہ بن

نعمان، عبدالرحمن بن علی شیبان، عبداللہ بن بدر نے روایات بیان کی ہیں۔ ابو داؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ نے ا نکی روایت بیان کی ہیں۔ (۵)۔۔۔ ہشام بن حسان: ابو عبداللہ بصری قردوسی، انہوں نے حسن، ابن سیرین، عطاء بن ابی رباح سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے معمر، ابن جریج، ثوری، شعبہ نے روایات نقل کی ہیں۔ (۶)۔۔۔ محمد بن جابر یمامی: سحیمی کوفی، ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ انہوں نے قیس بن طلق، حماد بن ابی سلیمان، عمیر بن سعید نخعی، عبدالعزیز بن رفیع سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے عبداللہ بن عوف، ایوب سختیانی، سفیان ثوری، ابن عیینہ، شعبہ، وکیع نے روایات نقل کی ہیں۔

(۷۲) بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ
اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کا بیان

(۱۸۴) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الرَّازِیِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: "سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ فَقَالَ: تَوَضَّؤُا مِنْهَا وَسُئِلَ عَنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ فَقَالَ: لَا تَوَضَّؤُا مِنْهَا وَسُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ فِیْ مَبَارِكِ الْاِبِلِ فَقَالَ: لَا تُصَلُّوْا فِیْ مَبَارِكِ الْاِبِلِ فَاِنَّهَا مِنَ الشَّیَاطِیْنِ وَسُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ فَقَالَ: صَلُّوْا فِیْهَا فَاِنَّهَا بَرَكَةٌ۔

عبدالرحمن بن ابو لیلی سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے سے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا: "اس کے بعد وضو کیا کرو"، بکری کے گوشت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: "اس کے بعد وضو نہ کرو"، اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھنے سے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا: "اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز نہ پڑھو کیونکہ ان کا تعلق شیاطین سے ہے" اور بکریوں کے ریوڑوں میں نماز پڑھنے کی بابت دریافت کیا گیا تو فرمایا: "ان میں نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ وہ برکت کی جگہ ہے"۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب: "الوضوء من لحوم الابل" کے تحت فقط ایک ہی حدیث نقل کی اور اس حدیث میں اونٹ اور بکری کے گوشت کھانے سے وضو کرنے کا بیان فرمایا، صحاح میں اس موضوع سے متعلق درج ذیل مقامات پر احادیث وارد ہوئی ہیں۔

*۔۔۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وضو کیا کرو"، بکری کے گوشت کا حکم پوچھا گیا تو

آپ ﷺ نے فرمایا: "وضونہ کرو" اس باب میں حضرت جابر، سمرہ، اور اسید بن حضیر سے بھی روایت ہے۔(سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب: الوضوء من لحوم الابل، رقم: ۸۱، ص ۳۷)، (سنن ابن ماجه، کتاب الطھارۃ، باب: ما جاء فی الوضوء من لحوم الابل، رقم: ۴۹۵، ص ۱۰۰)

حل لغات

فی مبارك الابل: مراد اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

فی مرابض الغنم: جمع ہے مربض کی، جہاں کئی بکریاں رہتی ہوں مراد بکریوں کے ریوڑ کی جگہ، ایک قول یہ ہے کہ مراد گائے، بکری، بھیڑ اور گھوڑے کے رہنے کی جگہیں ہیں۔

حدیث نمبر "۱۸۴" کے رجال

(۱)۔۔۔عبداللہ بن عبداللہ رازی: قاضی ری، کوفی۔ انہوں نے جابر بن سمرہ، عبدالرحمن بن ابی لیلی، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہے جب کہ ان سے اعمش، فطر بن خلیفہ، حجاج بن ارطاہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہوں کو شیاطین سے کیوں تعبیر کیا گیا؟

خطابی کہتے ہیں کہ اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ پر نماز پڑھنے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اونٹ بدک جاتے ہیں اور یہ بدکنا شیطان کی وجہ سے ہوتا ہے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اونٹ تو شیطان سے نہیں ہوا کرتے، ہم یہ کہتے ہیں کہ شیطان انہیں ان کے بیٹھنے کی جگہوں کی طرف ہانکتے ہیں اور جہاں گندگی ہو اس مقام کی طرف لے جاتے ہیں اور یہی شیاطین کی جگہیں ہوتی ہیں۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اس طرح تو پھر بکریوں کے ریوڑ میں بھی گندگی وغیرہ پائی جاتی ہے تو ان کے بارے میں بھی یہی حکم ہونا چاہیے؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ اونٹ کے بیٹھنے کی جگہوں کو نماز کے لئے صاحب شریعت نے منع فرمایا ہے، اگرچہ بکریوں کا ریوڑ بھی یونہی ماننا چاہیے لیکن یہاں معنی کی رعایت کرتے ہوئے یہ حکم اونٹوں والے حکم سے منقطع ہو گیا ہے اور صاحب شریعت نے اُسے برکت کہا ہے۔ پھر اگر کوئی یہ کہے کہ گائے کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ میں یہ کہوں گا کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت نقل کی ہے کہ ہمیں وکیع، انہوں نے سفیان، منصور اور ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "لیس فی لحوم الابل والبقر والغنم وضوء یعنی اونٹ، گائے اور بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو کی حاجت نہیں ہے"۔ (شرح ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب: الوضوء من لحوم الابل، ج ۱، ص ۲۵۱)

اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے میں اختلاف ائمہ

علماء کا اس باب میں اختلاف ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں لیکن اکثر کا قول یہی ہے کہ نہیں ٹوٹتا اور یہی قول چاروں خلفائے راشدین، ابن مسعود، ابی بن کعب، ابن عباس، ابو درداء، ابو طلحہ، عامر بن ربیعہ

،ابوامامہ اور جمہور تابعین ،امام مالک، ابو حنیفہ ، امام شافعی اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا ہے۔امام احمد بن حنبل ،اسحق راھویہ، یحیی بن یحیی ،ابو بکر بن منذر ،ابن خزیمہ اور حافظ ابو بکر بیہقی اور اصحاب حدیث نے مطلقاً اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت نے وضوٹوٹنے کا قول نقل کیا ہے۔

*۔۔۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے سے متعلق پوچھا گیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا۔

امام احمد بن حنبل ،اسحق بن راھویہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو روایات منقول ہیں جس میں سے ایک روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جب کہ دوسری روایت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور یہ ان کے مذہب میں قوی ترین دلیل ہے جب کہ جمہور کا قول اس کے خلاف ہے اور جمہور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے ذریعے اس کا جواب یوں دیتے ہیں۔

*۔۔۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری امور میں سے یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگ سے پکی ہوئی چیزوں کے کھانے کے بعد وضو کرنا ترک کر دیا تھا۔

لیکن یہ حدیث عام ہے جب کہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے والی حدیث خاص ہے اور خاص عام سے مقدم ہوتی ہے۔ (نووی علی مسلم، کتاب الحیض ،باب:الوضوء من لحوم الابل، رقم:۹۷/ (۳۶۰)،ص ۳۲۳)

(۷۳) بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ اللَّحْمِ النِّيْءِ وَغَسْلِهٖ
کچا گوشت چھونے یا دھونے سے وضو کرنے کا بیان

(۱۸۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ وَعَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ الْمَعْنٰى قَالُوْا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ مَيْمُوْنٍ الْجُهَنِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ قَالَ هِلَالٌ: لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ وَقَالَ اَيُّوْبُ وَعَمْرٌو: اُرَاهُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَرَّ بِغُلَامٍ وَهُوَ يَسْلُخُ شَاةً فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تَنَحَّ حَتّٰى اُرِيَكَ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ فَدَحَسَ بِهَا حَتّٰى تَوَارَتْ اِلَى الْاِبِطِ ثُمَّ مَضٰى فَصَلّٰى لِلنَّاسِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: زَادَ عَمْرٌو فِيْ حَدِيْثِهٖ يَعْنِيْ لَمْ يَمَسَّ مَاءً وَقَالَ: عَنْ هِلَالِ بْنِ مَيْمُوْنٍ الرَّمْلِيِّ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُرْسَلًا لَمْ يَذْكُرْ اَبَا سَعِيْدٍ۔

ہلال بن میمون جہنی نے عطاء بن یزید لیثی سے روایت کی ہے کہ ہلال نے کہا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے سوا مجھے اس کی کوئی سند معلوم نہیں ،ایوب اور عمرو نے بھی اسے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لڑکے کے پاس سے گزرے جو بکری کی کھال اتار رہا تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا ایک طرف ہو جاؤ میں اتار کر دکھاتا ہوں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک کھال اور گوشت کے درمیان اندر داخل کیا حتی کہ وہ بغل تک چلا گیا۔ پھر آپ نے جا کر لوگوں کو نماز پڑھائی اور نیا وضو نہ کیا۔ عمرو نے اپنی حدیث

میں یہ بھی کہا کہ پانی کو ہاتھ بھی نہ لگایا اور اسے ہلال بن میمون رملی سے روایت کیا، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اسے عبدالواحد بن زیاد، ابو معاویہ، ہلال، عطاء نے نبی کریم ﷺ سے، مرسلا روایت کیا ہے اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "الوضوء من مس اللحم النیء وغسله" اور اس کے تحت ایک ہی حدیث لائے، ہم نے صحاح میں سے ایک حوالہ درج ذیل ذکر کیا ہے۔

*۔۔۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ایک لڑکے کے پاس سے گزرے جو کھال اتار رہا تھا آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: "اے لڑکے ہٹ جا! میں تجھے بتاتا ہوں" یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کھال میں داخل کر دیئے حتی کہ کہنیوں تک چلا گیا اور پھر فرمایا: "اے لڑکے! اس طرح کھال اتارتے ہیں" پھر آپ وہاں سے تشریف لے گئے اور نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھائی۔

(سنن ابن ماجه ،كتاب الطهارة ،باب السلخ، رقم:۳۱۷۹، ص۵۳۸)

حل لغات

النیء: بغیر پکی ہوئی یا کم پکی ہوئی وہ چیز جو کھائی نہ جا سکے۔

فدحس بها: کھال اور گوشت کے درمیان ہاتھ ڈالنا جس طرح موجودہ دور میں قصائی بکرے کی کھال ہاتھ ڈال کر اتارتے ہیں۔ولم یتوضأ: شیخ ذکی الدین کہتے ہیں کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ہاتھ دھوئے (وضو نہ کیا)۔

حدیث نمبر "۱۸۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ایوب بن محمد: بن زیاد الوزان ابو سلیمان الرقی، ابن عباس کے مولی تھے۔انہوں نے یعلی بن اشدق سے روایات بیان کی ہیں۔انہوں نے مروان بن معاویہ فزاری، معمر بن سلیمان، عیسی بن یونس سے سماع حدیث کی ہے۔ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابو حاتم نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ماہ ذی العقدہ میں سن ۲۴۹ھ میں انتقال کیا۔(۲)۔۔۔عمرو بن عثمان: بن سعید بن کثیر بن دینار ابو حفص قرشی حمصی۔انہوں نے اپنے والد، مروان بن معاویہ، ولید بن مسلم، بقیہ بن ولید سے سماع حدیث کی ہے۔ابوزرعہ، ابو حاتم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ حمص میں ۲۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔(۳)۔۔۔مروان بن معاویہ: بن حارث بن اسماء بن خارجہ بن عیینہ، ابوعبداللہ فزاری کوفی۔مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے۔پھر دمشق روانہ ہوئے اور یہیں پر ۱۹۳ھ میں انتقال فرمایا۔انہوں نے سلیمان تیمی، حمید طویل، یحیی بن سعید انصاری، عاصم احول، اعمش اور جماعت کثیرہ سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے قتیبہ بن سعید، احمد بن حنبل، ابن معین، اسحاق راھویہ اور متاخرین کی جماعت نے روایت بیان کی ہے۔(۴)۔۔۔ھلال بن میمون: ابو علی، انہیں ابو مغیرہ جہنی رملی کہتے ہیں۔انہوں نے سعید بن

مسیب، عطاء بن یزید، یعلی بن شداد سے سماع حدیث کی ہے۔ اِن سے مروان بن معاویہ، ابو معاویہ ضریر، وکیع بن جراح نے روایات بیان کی ہیں۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔

(۷۴) بَابُ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الْمَيْتَةِ
مردار کے چھونے کے بعد وضو ترک کرنے کا بیان

(۱۸۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّ بِالسُّوْقِ دَاخِلًا مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ وَالنَّاسُ كَنَفَتَيْهِ فَمَرَّ بِجَدْيٍ أَسَكَّ مَيِّتٍ فَتَنَاوَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هٰذَا لَهُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

ترجمہ: جعفر کے والد ماجد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر عالیہ بستیوں میں سے ایک بستی کے بازار سے ہوا جو دونوں جانب تھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوٹے کانوں والا بکری کا ایک مردہ بچہ ملا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کان سے پکڑ کر اٹھایا پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ یہ اس کا ہو؟ پھر باقی حدیث آخر تک بیان کی۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب باندھا ہے: "ترك الوضوء من مس الميتة"، صحاح کی کتب میں سے بطور موازنہ درج ذیل ایک حدیث ذکر کی جاتی ہے۔

*۔۔۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالیہ کے کسی حصہ سے آتے ہوئے بازار سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں طرف لوگ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹے کان والے بکری کے بچے کے پاس سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: "تم میں سے کوئی اس کو ایک درہم کے بدلے لینا پسند کرے گا"، صحابہ نے کہا ہم اس کو کسی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کریں گے ہم اس کا کیا کریں گے؟، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم کو یہ مل جائے"؟ صحابہ کرام نے کہا بہ خدا! اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی اس میں عیب تھا کیونکہ اس کا کان چھوٹا ہے، اب تو یہ مردہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس طرح یہ تمہارے نزدیک حقیر ہے اللہ عزوجل کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب: الدنيا سجن المومن، رقم: (۷۳۱۲)/ ۲۹۵۷، ص ۱۴۵۱)

حل لغات

فی بعض العالیۃ: العالیہ واحد ہے، اس کی جمع العوالی ہے، اراضی مدینہ کے اماکن کو کہتے ہیں، ان میں سے جو مدینہ کے قریب ہوں وہ چار میل کے فاصلے پر ہوتے ہیں اور جو دور ہوں وہ پھر مسجد کی جہت میں آٹھ میل تک کے فاصلوں پر ہوتے ہیں۔ کنفتیہ: مراد اطراف مدینہ کے لوگ ہیں۔

الاسک: یعنی چھوٹے کان، بغیر کان کے جانور، کٹے ہوئے کان وغیرہ اقوال مذکور کئے گئے ہیں۔

حدیث نمبر "۱۸۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ سلیمان بن ہلال: ابو محمد، یا ابوایوب قرشی تیمی مدنی۔ عبداللہ بن ابی عتیق محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کے مولی تھے۔ انہوں نے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر، یحیی انصاری، عبداللہ بن دینار، جعفر بن محمد سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابن مبارک، ابن وہب، ابوعامر عقدی، عبداللہ بن مسلمہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ مدینہ منورہ میں ۱۷۲ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ جعفر بن محمد: بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قرشی، ابوعبداللہ مدنی صادق۔ انہوں نے اپنے والد گرامی، محمد بن منکدر، ابن عمر کے غلام نافع، زہری، قاسم بن محمد، مسلم بن ابی مریم مدنی، عطاء بن ابی رباح سے روایات بیان کی ہیں۔ ان سے یحیی بن سعید انصاری، مالک بن انس، ثوری، ابن عیینہ، شعبہ، یحیی بن سعید قطان، سلیمان بن بلال اور متاخرین کی جماعت نے روایت بیان کی ہے۔ ثقہ راوی تھے۔ (۳)۔۔۔ محمد بن علی: والد جعفر المعروف باقر ابو جعفر مدنی، انہوں نے ابوسعید خدری، عبداللہ بن عباس، ابوہریرہ، عبداللہ بن جعفر بن ابو طالب، محمد بن حنفیہ، عبیداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کی ہیں۔ ان سے ابواسحق ہمدانی، عمرو بن دینار، زہری، عطاء بن ابی رباح، اعرج، ابن جریج، ان کے بیٹے جعفر بن محمد، اور اوزاعی نے روایت بیان کی ہے۔

شرع میں عیب کسے کہتے ہیں؟

عرف شرع میں عیب سے مراد یہ ہے کہ جس کی وجہ سے تاجروں کی نظر میں کسی چیز کی قیمت کم ہو جائے اور وہ مبیع کو واپس کر سکتے ہیں۔ (تنویر الابصار، کتاب البیوع، باب: خیار العیب، ج۷، ص۱۶۹)

مبیع میں عیب ہو تو بائع پر ظاہر کرنا واجب ہے، نہیں کریگا تو گناہ گار ہوگا، یونہی ثمن کا عیب مشتری پر ظاہر کر دینا واجب ہے اگر بغیر عیب ظاہر کئے چیز بیچ کر دی تو معلوم ہونے کے بعد واپس کر سکتے ہیں اس کو خیار عیب کہتے ہیں، خیار عیب کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وقت عقد یہ کہہ دے کہ عیب ہوگا تو واپس کرینگے، بلکہ ایسا نہ بھی کہا ہو عیب معلوم ہونے پر مشتری کو واپس کرنے کا حق ہوگا۔ لہذا اگر مشتری کو نہ خریدنے سے پہلے عیب پر اطلاع تھی نہ وقت خریداری اُس کے علم میں یہ بات آئی، بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں عیب ہے تھوڑا عیب ہو یا زیادہ، اسے اختیار حاصل ہے کہ مبیع کو لینا چاہے تو پورے دام پر لے لے واپس کرنا چاہے تو واپس کر دے یہ نہیں ہو سکتا کہ واپس نہ کرے بلکہ دام کم کر دے۔

(الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب، الفصل الاول، ج۳، ص۶۶ وغیرہ ملتقطاً ملخصاً)

عیب ہونے کی صورت میں مبیع کا حکم مع اختلاف

جب مشتری مبیع کے عیب پر مطلع ہو تو اُسے اختیار ہے چاہے تو مبیع مکمل ثمن کے عوض اپنے پاس رکھ لے یا چاہے تو روک لے اس لئے کہ مطلق عقد وصف سلامتی (یعنی عقد کے صحیح سالم ہونے) کا تقاضا کرتا ہے، اور اگر عقد صحیح سالم نہیں ہوا تو پھر مشتری کو شرعاً ضرر دور کرنے کا اختیار باقی ہے۔ اور اس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ مبیع کو اپنے پاس روکے رکھے اور نقصان برداشت کرے اور یہی قول امام شافعی کا بھی ہے جب کہ امام احمد کے نزدیک اس حوالے سے دو امور پائے جاتے ہیں (جس کی تفصیل آئندہ کسی مقام پر ذکر کریں گے)، اور مبیع کے اوصاف فقط عقد ہونے سے ثمن کے مقابل نہیں ہوپاتے، پس اگر کسی نے بکری یا گائے دودھ دینے والی خریدی اور پھر اس کا دودھ استعمال کرنے کے بعد اُسکے عیب پر مطلع ہوا تو رد نہیں کر سکتا لیکن نقصان عیب ہمارے نزدیک لوٹا سکتا ہے، امام شافعی کہتے ہیں تمام ثمن کے ساتھ لوٹا سکتا ہے لیکن یہ مسئلہ شوافع کی قدیم کتب میں مذکور ہے جب کہ جدید کتب میں کسی صورت میں رد کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ (البنایة، کتاب البیوع، باب: خیار العیب، ج۸، ص۹۹)

دنیا کی مذمت

اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿وما الحیوة الدنیا الا لعب ولهو اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود (الانعام: ۳۲)﴾، دنیاوی زندگی کو اللہ عزوجل نے کھیل کود قرار دیا ہے، یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کھیل کود والی زندگی سے مراد کن لوگوں کی زندگی ہے؟، اس بارے میں دو اقوال ملتے ہیں: (۱) اس سے مراد کافروں کی زندگی ہے کیونکہ مومن اپنی زندگی میں خیر ہی کی زیادتی کرتا ہے کیونکہ وہ اپنی دنیاوی زندگی میں اعمال صالحہ اور طاعتوں کو بجالاتا ہے جو کہ آخرت میں حصول سعادت کا سبب بنتی ہے۔ جب کہ کافر کی پوری دنیاوی زندگی اس کے لئے وبال ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت سے مشرکین اور منافقین مراد لئے ہیں۔ (۲) یہ آیت مومن و کافر دونوں کو عام ہے کیونکہ انسان لعب ولہو میں تلذذ حاصل کرتا ہے اور پھر اس کے بعد حسرت اور ندامت کرتا ہے کہ جس لہو ولعب میں وہ پڑا تھا وہ تو جلد ختم ہونے والا تھا اور اس میں بقا نہ تھی، دنیا کی زندگی کو لہو لعب اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ جلد ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ کھیل کود جلد ختم ہو جاتا ہے۔

(الخازن، ج۲، ص۱۰۸ ملخصاً)

*۔۔۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چٹائی پر آرام فرماتے تھے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن نازنین پر نشانات پڑ گئے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم چٹائی کے اوپر کوئی کپڑا وغیرہ بچھا دیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے دنیا سے کیا مطلب! میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک سوار کسی درخت کے نیچے سایہ حاصل کرنے کو بیٹھے اور پھر اُس سائے کو ترک کرکے سفر اختیار کرلے"۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب: مثل الدنیا، رقم: ۴۱۰۹، ص ۶۸۴)

*۔۔۔ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سواروں کی ایک جماعت میں جارہا تھا کہ اسی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ سے گزرے جہاں بکری کا مردہ بچہ پڑا ہوا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ اس کے مالکوں نے اس کو پھینکا ہوگا تو یہ اُن کے نزدیک بے وقعت ہوگا؟"، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ اس کے بے وقعت ہونے کی وجہ سے ہی اس کے مالکوں نے اِسے پھینکا ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جس قدر یہ بکری کا بچہ اپنے مالکوں کے نزدیک بے وقعت ہے، اللہ عزوجل کے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی زیادہ بے وقعت ہے"۔

(جامع الترمذی، کتاب الزهد، باب: ماجاءفی اهوان الدنیا، رقم:۲۳۲۸،ص۶۷۵)

*۔۔۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کچھ عطا فرمارہے تھے، میں نے عرض خدمت کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھ سے زیادہ محتاج کو دیجئے، حتی کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مال عطا فرمایا، میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دیجئے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس کو لے لو، جب تمہارے پاس مال آئے اور تم اس پر نہ تو حریص ہو اور نہ ہی سوال کررہے ہو تو اس مال کو لے لو اور جو مال اس طرح نہ ہو اس کے درپے نہ ہو"۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب:اباحۃ الاخذ لمن اعطی، رقم:۲۲۹۴/ ۱۰۴۵،ص۴۷۲)

(۷۵) بَابٌ فِيْ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ
آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو ترک کرنے کا بیان

(۱۸۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

عطاء بن یسار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کی دستی کا گوشت تناول فرماکر نماز پڑھائی اور وضو نہ فرمایا۔

(۱۸۸) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَنْبَارِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ اَبِيْ صَخْرَةَ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: ضِفْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فَاَمَرَ بِجَنْبٍ فَشُوِيَ وَاَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحُزُّ لِيْ بِهَا مِنْهُ قَالَ: فَجَاءَ بِلَالٌ رضی اللہ عنہ فَاٰذَنَهُ بِالصَّلَاةِ قَالَ: فَاَلْقَى الشَّفْرَةَ وَقَالَ: مَا لَهُ تَرِبَتْ يَدَاهُ وَقَامَ يُصَلِّيْ زَادَ الْاَنْبَارِيُّ: وَكَانَ شَارِبِيْ وَفٰى فَقَصَّهُ لِيْ عَلٰى سِوَاكٍ اَوْ قَالَ: اَقُصُّهُ لَكَ عَلٰى سِوَاكٍ؟۔

مغیرہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک رات سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہمان ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کی ایک ران کا حکم فرمایا جو بھونی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھری لے کر اس میں سے میرے لئے کاٹنے لگے کہ اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نماز کے لئے بلانے آگئے، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھری ڈال دی اور فرمایا: "اس

کے ہاتھ خاک آلودہ ہوں اسے ہو کیا گیا ہے"؟ اور نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ انباری کی روایت میں یہ بھی ہے کہ میری مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں جنہیں آپ ﷺ نے مسواک پر رکھ کر کاٹ دیا یا یہ فرمایا: "میں تیرے بالوں کو مسواک پر رکھ کر کاٹ دیتا ہوں"۔

(۱۸۹) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: اَكَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَتِفًا ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِمِسْحٍ كَانَ تَحْتَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى۔

عکرمہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ نے بکری کے شانے کا گوشت تناول فرمایا، پھر اپنا دست مبارک اُس فرش پر پونچھ لیا جو آپ کے نیچے بچھا ہوا تھا، پھر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔

(۱۹۰) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ انْتَهَشَ مِنْ كَتِفٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ۔

یحیی بن یعمر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بکری کی دستی کا گوشت تناول فرمایا پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

(۱۹۱) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ الْخَثْعَمِيُّ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَرَّبْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُبْزًا وَلَحْمًا فَاَكَلَ ثُمَّ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ بِهٖ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ طَعَامِهٖ فَاَكَلَ ثُمَّ قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّاْ۔

محمد بن منکدر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے سید عالم ﷺ کے حضور روٹی اور گوشت پیش کیا، آپ نے تناول فرمایا، پھر وضو کے لئے پانی منگوا کر اُس سے وضو کیا۔ پھر ظہر کی نماز پڑھ کر اپنا باقی کھانا منگوایا، پس کھا کر پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور دوبارہ وضو نہ فرمایا۔

(۱۹۲) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ سَهْلٍ اَبُوْ عِمْرَانَ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ آخِرَ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: هٰذَا اخْتِصَارٌ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ۔

محمد بن منکدر کا بیان ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دونوں صورتوں میں سے آخری فعل سید عالم ﷺ کا یہ تھا کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہیں فرمایا کرتے تھے، امام ابوداود نے فرمایا کہ یہ مذکورہ حدیث بالا کا خلاصہ ہے۔

(۱۹۳) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِيْ كَرِيْمَةَ قَالَ ابْنُ السَّرْحِ ابْنُ اَبِيْ كَرِيْمَةَ مِنْ خِيَارِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ ثُمَامَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا مِصْرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ فِيْ مَسْجِدِ مِصْرَ قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ اَوْ سَادِسَ سِتَّةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْ دَارِ رَجُلٍ فَمَرَّ بِلَالٌ رضی اللہ عنہ فَنَادَاهُ بِالصَّلَاةِ فَخَرَجْنَا فَمَرَرْنَا بِرَجُلٍ وَبُرْمَتُهُ عَلٰى

النَّارِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَطَابَتْ بُرْمَتُكَ قَالَ: نَعَمْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَتَنَاوَلَ مِنْهَا بَضْعَةً فَلَمْ يَزَلْ يَعْلُكُهَا حَتّٰى أَحْرَمَ بِالصَّلَاةِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ.

عبید بن ثمامہ مرادی کا بیان ہے کہ ایک صحابی حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے مصر کی مسجد میں انہیں حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی کے گھر میں سات یا چھ آدمیوں کو میں نے اپنے ساتھ سید عالم ﷺ کی خدمت میں دیکھا، پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ گزرے اور انہوں نے نماز کے لئے آواز دی۔ پس ہم باہر نکلے تو ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کی ہانڈی آگ پر پک رہی تھی، سید عالم ﷺ نے اس سے فرمایا: "کیا تمہاری ہانڈی پک گئی ہے"؟ عرض گزار ہوا، ہاں آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ ﷺ نے اس میں سے ایک بوٹی اٹھائی اور اسے چباتے رہے، یہاں تک کہ نماز کی تکبیر کہی اور ایسا کرتے ہوئے میں نے آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام "فی ترك الوضوء مما مست النار" رکھا اور اس کے تحت سات احادیث لائے، صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع سے متعلق احادیث درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ عطاء بن یسار نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے گوشت کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب: من لم یتوضا من لحم الشاۃ، رقم: ۲۰۷، ص ۴۰)

*۔۔۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس بات پر گواہ ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے بکری کی کلیجی بھون رہا تھا (آپ ﷺ کلیجی کھا رہے تھے) پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: نسخ الوضوء من مست النار، رقم: (۶۸۳)/۳۵۷، ص ۱۸۰)

*۔۔۔ سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے روٹی اور گوشت تناول فرمایا پھر نماز کو کھڑے ہوئے اور وضو نہ فرمایا۔

(سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب: ترک الوضوء مماغیرت النار، رقم: ۱۸۴، ص ۵۵)

*۔۔۔ طلق الحنفی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے پیشاب گاہ کو چھونے کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا اس سے وضو لازم نہیں آتا کیونکہ وہ بھی تیرے جسم کا ایک جزو ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ، باب: الرخصۃ فی ذلک، رقم: ۴۸۸، ص ۹۹)

حل لغات

فامر بجنب فشوی: بکری کی ران، جو کہ بکری کے جسم میں ایک بہت بڑا گوشت کا حصہ ہوتی ہے۔
واخذ الشفرۃ: چوڑی (یا بڑی تیز) چھری۔ الحز: یعنی کسی چیز سے کچھ حصہ کاٹنا یا کاٹ کر الگ کرنا۔

تربت یداہ: اس کے ہاتھ خاک آلود ہوں، یہ وہ کلمہ ہے جو اہل عرب ملامت کرتے وقت بولتے ہیں۔
وقام یصلی: نماز میں کھڑے ہونے کو مشروع فرمایا۔ فقصہ: یعنی کاٹنا، حدیث مذکورہ میں مونچھیں کاٹنا مراد ہے۔
انتھس: دانتوں کے اطراف سے گوشت لینا، یا پورے منہ سے گوشت لینا، جلدی جلدی کھانا۔
دعا بوضوء: یعنی کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وضو کے لئے پانی طلب فرمایا، اللہ جل جلالہ کی حمد وثناء فرمائی۔
کان آخر الامرین: دو امور یعنی آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے یا نہ کرنے کا امر مراد ہے۔
برمۃ: برام سے ہے، حجاز و یمن میں پائے جانے والے ایک مخصوص پتھر کو بھی برمہ کہتے ہیں۔
حتی احرم بالصلوۃ: مراد نماز کی تکبیر کہنا ہے۔

حدیث نمبر "۱۸۸" کے رجال

(۱)۔۔۔جامع بن شداد: محاربی ابو صخرہ، انہیں ابو صخر کوفی بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے طارق بن عبد اللہ محاربی، صفوان بن مُحرز، اسود بن ہلال، حُمران بن ابان سے روایات بیان کی ہیں۔ جب کہ ان سے اعمش، مسعر، ثوری نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ۱۲۷ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔مغیرہ بن عبد اللہ یشکری: انہوں نے اپنے والد، مغیرہ بن شعبہ، معرور بن سُوید، عبد اللہ بن حارث سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے جامع بن شداد، واصل احدب، علقمہ بن مرثد نے روایات بیان کی ہیں۔ ابو داؤد، ترمذی اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۱۹۰" کے رجال

(۱)۔۔۔یحیی بن یعمر: ابو سلیمان یا ابو سعید یا ابو عدی بصری مروزی، انہوں نے عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، جابر بن عبد اللہ، ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، ابو الاسود دیلی رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ انہوں نے ابو موسی، نعمان بن بشیر، ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایات بیان کی ہیں۔ ان سے عبد اللہ بن بریدہ، اسحق بن سوید، یحیی بن عقیل، عطاء خراسانی نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۱۹۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ابراہیم بن حسن: بن ھیثم مقسمی خثعمی بصری، ان سے حارث بن عطیہ، حجاج بن محمد نے روایات بیان کی ہیں۔ ابو داؤد، نسائی اور موسی بن ہارون نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۲)۔۔۔محمد بن منکدر: بن عبد اللہ بن ہدیر بن عبد العزی بن عامر بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ ابو بکر یا ابو عبد اللہ قرشی تیمی۔ انہوں نے ابو قتادہ، ابو ہریرہ، عبد اللہ بن عمر، سفینہ، ابو رافع، اور اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کی ہیں۔ عبد اللہ بن زبیر، جابر بن عبد اللہ، انس بن مالک، بی بی عائشہ صدیقہ، امیمہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کیا ہے۔ ان سے جعفر بن محمد

صادق، عمرو بن دینار، زید بن اسلم، مالک بن انس، ابن جریج، ان کے بیٹے منکدر، اور متاخرین کی جماعت نے ان سے روایات کو بیان کیا ہے۔ ان کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۱۹۲" رجال

(۱)۔۔۔ موسی بن سہل: بن قادم ابو عمران رملی، انہوں نے علی بن عیاش حمصی، حجاج بن ابراہیم ازرق، عبدالملک بن حکم اور جماعت متاخرین سے سماع حدیث کی۔ ابوداؤد، نسائی، ابو حاتم، ان کے بیٹے عبدالرحمن، ابو بکر بن خزیمہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۲۶۱ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ علی بن عیاش: ابن مسلم حمصی الھانی ابوالحسن، بہت زیادہ رونے والے مشہور تھے۔ انہوں نے شعیب بن ابی حمزہ، عبدالرحمن بن ثابت، محمد بن مہاجر، معاویہ بن یحیی سے سماع حدیث کی ہے۔ اِن سے احمد بن حنبل، یحیی بن معین، امام بخاری، ابوزرعہ دمشقی نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے اور ۲۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔ (۳)۔۔۔ شعیب بن ابی حمزہ: ان کا نام ابو حمزہ دینار قرشی اموی تھا۔ انہوں نے نافع، زہری، محمد بن منکدر، محمد بن ولید سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے بقیہ بن ولید، ابوحیات، شریح بن یزید، علی بن عیاش نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے اور ۱۶۲ھ میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۱۹۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبدالملک بن ابی کریمہ: بصری، انہوں نے عبید بن ثمامہ سے روایت کی ہے۔ ان سے ابو طاہر احمد بن عمرو نے روایت بیان کی ہے۔ عبداللہ بن حارث سے سماع حدیث کی ہے۔ ابوداؤد میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۲)۔۔۔ عبداللہ بن حارث: بن جزء بن عبداللہ بن عبداللہ بن معدیکرب زبیدی ابو حارث، انہوں نے مذکورہ بالا عبدالملک، مسلم بن یزید صدفی، عقبہ بن مسلم تجیبی، یزید بن ابی حبیب سے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۸۵ھ یا ۸۷ھ یا ۸۸ھ میں ہوا۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۱۸۸" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ مہمان کی تکریم کرنا، اُسے کھانا کھانے کا اختیار دینا مستحب ہے۔ (۲)۔۔۔ اپنی خدمت طلب کرنے کو ترک کر دینا۔ (۳)۔۔۔ طاعت کی جانب توجہ مبذول کرانا۔ (۴)۔۔۔ بظاہر کلمہ مذمومہ ہو لیکن در حقیقت دعا کے جواز پر دلیل ہے۔ (۵)۔۔۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیزیں کھا کر وضو کرنا امر مستحب ہے نہ کہ امر وجوبی۔ (۶)۔۔۔ گوشت کو چھری سے کاٹنا اگرچہ بعض احادیث میں اس کی ممانعت بھی آئی ہے، ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ یہ کراہیت عجم کے لوگوں میں پائی جاتی تھی، جب وہ گوشت وغیرہ کوئی چیز کھاتے تو بعد میں خلال وغیرہ سے صفائی کرتے اور جب ایسا ہوتا کہ گوشت کا بڑا ٹکڑا کھانے کا اتفاق ہوتا تو اُسے چھری سے بھی کاٹتے۔ (۷)۔۔۔ مونچھیں جب اپنی حد سے بڑھ جائیں تو اُسے کاٹنا مستحب ہے۔

حدیث نمبر "۱۸۹" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ کسی بھی چیز کے استعمال کرنے، کھانے وغیرہ کے بعد ہاتھوں کا مسح کرنا۔(۲)۔۔۔ فرش یا اسی جنس سے مسح کرنا۔(۳)۔۔۔ فقط ہاتھ پونچھ لینے پر اکتفاء کرنا اور ہاتھ نہ دھونا۔

حدیث نمبر "۱۹۱" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ دو قسم کے کھانوں کا جمع کرنا جائز ہے۔(۲)۔۔۔ کھانے میں برکت کے لئے دعا کرنا۔(۳)۔۔۔ آگ کی پکی ہوئی چیزیں کھانے کے بعد وضو ترک کرنا۔

حدیث نمبر "۱۹۳" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ انسان کے لئے یہ بات مباح ہوتی ہے کہ وہ اپنے کھانے اور پینے کے حوالے سے اپنے ساتھی سے سوال کرے۔(۲)۔۔۔ آگ کی پکی ہوئی چیزیں کھانے کے بعد ہاتھوں کو نہ دھونا جائز ہے۔(۳)۔۔۔ کھانے کے بعد کلی ترک کردینا جائز ہے۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة ، باب: ترک الوضوء مما مسة النار، ج۱، ص ۲۵۶ وغیرہ)

آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے کھانے کے بعد وضو کے بارے میں اختلاف ائمہ

امام مسلم نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے "باب الوضوء مما مست النار"، اور اس میں دونوں ہی اقسام کی احادیث ذکر کی ہیں یعنی پہلے آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھانے کے بعد وضو کرنا اور اس کے بعد وضو نہ کرنے کے بارے میں احادیث لائے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس طرح سے ان کا مقصود یہ ہو کہ بعد میں یہ عمل منسوخ ہو گیا ہو اور محدثین کی یہ عادت ہوا کرتی ہے کہ وہ منسوخ اور ناسخ دونوں احادیث نقل کرتے ہیں۔ علماء کا سید عالم ﷺ کے فرمان: "توضوا مما مست النار" کے بارے میں اختلاف ہے، پس جمہور سلف وخلف کے نزدیک آگ کی پکی ہوئی چیزیں کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی قول صحابہ کرام کی جماعت میں سے حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق اعظم، عثمان غنی، علی المرتضی، عبد اللہ بن مسعود، ابو درداء، ابن عباس، عبد اللہ بن عمر، انس بن مالک، جابر بن سمرہ، زید بن ثابت، ابو موسی، ابو ہریرہ، ابی بن کعب، ابو طلحہ، عامر بن ربیعہ، ابوامامہ، بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم، اور اسی طرح دیگر ائمہ تابعین میں سے مذہب مالک، ابو حنیفہ، شافعی، احمد، اسحق بن راھویہ، یحیی بن یحیی، ابی خیثمہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ بعض کے نزدیک آگ کی پکی ہوئی چیزیں کھانے سے وضو کرنے کی حاجت رہتی ہے اور وہ اس سے شرعی وضو ہی مراد لیتے ہیں اور یہ مذہب عمر بن عبد العزیز، حسن بصری، زہری، ابو قلابہ، ابی مجلز وغیرہ کا ہے۔ جن احادیث میں آگ کی پکی ہوئی چیزیں کھانے کے بعد وضو کرنے کا بیان ہے، جمہور نے ان کے دو جوابات دیئے ہیں۔

(۱)۔۔۔ حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے آخری حیات مبارکہ میں آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھانے

کے بعد وضو کرنا ترک کر دیا تھا، اور یہ صحیح حدیث ہے جسے سنن ابوداؤد، نسائی وغیر ہمانے صحیح اسانید کے ساتھ ذکر کیا ہے۔(۲)۔۔۔ جن احادیث میں وضو کرنے کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کھانے کا وضو ہے یعنی منہ اور دونوں ہاتھوں کا دھونا اور یہ اختلاف بھی صدر اول میں تھا بعد میں علماء کا اجماع اسی بات پر رہا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیزیں کھانے کے بعد شرعی وضو کرنا واجب نہیں ہے۔

(نووی علی مسلم، کتاب الحیض، باب: الوضوء مما مست النار، ص ۳۲۱)

(۷۶) بَابُ التَّشْدِيدِ فِي ذَالِكَ

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کے بارے میں سخت حکم

(۱۹۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ عَنِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَلْوُضُوْءُ مِمَّا أَنْضَجَتِ النَّارُ۔

اعز نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آگ سے پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا ہوتا ہے"۔

(۱۹۵) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ يَحْيٰى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ رضی اللہ عنہما أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى أُمِّ حَبِيبَةَ فَسَقَتْهُ قَدَحًا مِنْ سَوِيقٍ فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي أَلَا تَوَضَّأُ إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: تَوَضَّؤُوا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ. أَوْ قَالَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ يَا ابْنَ أَخِي۔

ابوسلمہ نے ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ سے روایت کی کہ وہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ام المومنین نے انہیں ایک پیالہ ستو پلائے۔ انہوں نے پانی منگوا کر کلی کی فرمایا اے میرے بھانجے! تم وضو کیوں نہیں کرتے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آگ نے پکائی ہوئی چیز کھا کر وضو کیا کرو یا فرمایا کہ جس کو آگ نے مس کیا ہو، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ زہری کی حدیث میں "اے بھتیجے!" ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام: "التشدید فی ذلك" رکھ کر دو روایات ایسی بیان فرمائی جن میں آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کا حکم پایا جاتا ہے تاہم ما قبل ہم اس کا مفصل بیان کر چکے ہیں، صحاح میں ایک روایت اس موضوع پر مزید مل سکی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا: "آگ سے پکی ہوئی چیزیں کھانے کے بعد وضو کرو"۔

(سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب: الوضوء مما غیرت النار، رقم: ۱۷۱، ص ۵۳)

حل لغات

قدحا من سویق: وہ برتن جس میں کھانا کھایا جاتا ہو۔

حدیث نمبر "۱۹۴" کے رجال

(۱)۔۔۔اغر: ابو مسلم مدنی، ان کا نام سلمان تھا، انہوں نے ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابو اسحق، ابو جعفر فراء، ہلال بن یساف، عطاء بن سائب، علی بن اقمر، زہری، شعبہ نے روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۱۹۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو سفیان بن سعید: بن مغیرہ بن اخنس بن شریق ثقفی، انہوں نے بی بی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن، ابو داؤد، اور نسائی نے روایات بیان کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ام حبیبہ بنت ابو سفیان رضی اللہ عنہما: صخر بن حرب بن امیہ، ام المومنین رضی اللہ عنہا مراد ہیں۔ اپنے سابقہ زوج کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی اور ان کے زوج عبد اللہ بن جحش انتقال کر گئے۔ ۶ھ یا ۷ھ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح فرمایا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۶۵ احادیث نقل کی ہیں۔ جن میں سے دو احادیث پر اتفاق ہے۔ ان سے ان کے بھائی معاویہ، عنبسہ، عبد اللہ بن عتبہ بن ابی سفیان، ابو الملیح عامر بن اسامہ، ابو صالح سمان، ابو سفیان بن سعید نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال ۴۴ھ میں ہوا۔

(۷۷) بَابٌ فِي الْوُضُوءِ مِنَ اللَّبَنِ

دودھ پینے کے بعد وضو کرنے کا بیان

(۱۹۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شَرِبَ لَبَنًا فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ لَهُ دَسَمًا.

عبید بن عبد اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ نوش فرما کر پانی منگوایا تو کلی فرمائی، پھر فرمایا: "اس میں چکنائی ہوتی ہے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب کا نام رکھا: "في الوضوء من اللبن" اور اس کے تحت فقط ایک ہی حدیث لائے اور ہم نے اس حدیث کے موازنے کے طور پر صحاح کے پانچ مقامات مع مکمل تخریج درج ذیل نقل کئے ہیں، جس سے یقیناً تسلی و تشفی ہو گی۔

*۔۔۔عبید اللہ بن عتبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ پیا تو کلی کی اور فرمایا: "اس میں چکناہٹ ہوتی ہے"، متابعت کی اس کی یونس اور صالح بن کیسان زہری سے۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب: هل يمضمض من اللبن؟، رقم: ۲۱۱، ص ۴۰)، (صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب: نسخ الوضوء مما مست النار، رقم: (۶۸۴)/ ۳۵۸، ص ۱۸۰)، (سنن الترمذی، کتاب الطهارة

،باب:المضمضة من اللبن،رقم:۸۹،ص۴۰)،(سنن النسائی،کتاب الطهارة ،باب: المضمضة من اللبن،رقم:۱۸۷،ص۵۶)،(سنن ابن ماجه ،کتاب الطهارة ،باب: المضمضة من شرب اللبن،رقم:۴۹۸،ص۱۰۱)

حدیث نمبر "۱۹۶" کے رجال

(۱)۔۔۔عُقیل: بن خالد بن عقیل،ابوخالد اموی، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مولی تھے۔انہوں نے اپنے والد،عکرمہ،اور زہری سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے یونس بن یزید ایلی،لیث بن سعد،نافع بن یزید اور متاخرین کی جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔۱۴۴ھ میں مصر میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔عبید اللہ بن عبد اللہ: بن ابوثور قرشی نوفلی،انہوں نے عبد اللہ بن عباس اور صفیہ بنت شیبہ سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے زہری اور جماعت متاخرین نے روایات نقل کی ہیں۔

(۷۸) بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ ذَالِكَ
دودھ پینے کے بعد وضو نہ کرنے کی رخصت کا بیان

(۱۹۷)حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ الْحُبَابِ عَنْ مُطِيْعِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شَرِبَ لَبَنًا فَلَمْ يُمَضْمِضْ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَصَلّٰى قَالَ زَيْدٌ: دَلَّنِيْ شُعْبَةُ عَلٰى هٰذَا الشَّيْخِ۔

توبہ عنبری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ نوش فرما کر کلی نہیں کی اور نہ وضو کیا اور نماز پڑھ لی، زید نے فرمایا کہ اس بوڑھے کو یہ شعبہ نے بتایا۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے یہاں جو حدیث بیان کی ہے اس کی مثل موازنے کے طور پر ہمیں صحاح میں کہیں کوئی روایت نہ مل سکی، اس لئے ہم نے درج ذیل میں اسی حدیث کو سنن کبری بیہقی اور شعب الایمان سے نقل کرتے ہیں۔

*۔۔۔(سنن الکبری للبیهقي،شرب لبنا فلم یمضمض،ولم یتوضاوصلی،باب:الرخصة فی ترک المضمضة من ذلک،الجزء:۱،ص۲۴۸،الشاملة)،(شعب الایمان، شرب لبناولم یتمضمض ولم یتوضاوصلی،الفصل الرابع فی آداب الاکل والشرب،الجزء:۸،ص۱۸،الشاملة)

حدیث نمبر "۱۹۷" کے رجال

(۱)۔۔۔توبہ بن ابی اسد: کیسان عنبری ابوالمورع بصری،اور ایک قول کے مطابق توبہ بن ابی مورع،یعنی عباس بن عبد العظیم کے دادا ہیں۔انہوں نے انس بن مالک، شعبی، عکرمہ (ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولی)، نافع سے سماع حدیث کی

ہے۔ان سے ثوری، شعبہ، حماد بن سلمہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ طاعون کے مرض میں ۱۳۱ھ میں انتقال کیا۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی میں روایات موجود ہیں۔

دودھ پینے کے بعد وضو کرنے یا نہ کرنے کا مسئلہ

سید عالم ﷺ نے دودھ نوش جاں فرمانے کے بعد پانی طلب کیا اور کلی فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ: "اس میں چکنائی ہوتی ہے"، دودھ پینے کے بعد استحبابی عمل ہے، علماء کہتے ہیں کہ یہی حال ہر قسم کی پینے والی اشیاء کا ہے کہ کلی کرلی جائے تاکہ منہ میں باقیات ہونے کے باعث نماز میں خلل نہ پیدا ہو جائے اور نماز اپنے کمال تک پہنچنے میں معاون بنے۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئے جائیں یا نہیں اور ظاہر قول یہی ہے کہ دھوئے جائیں مگر یہ کہ کسی کو اپنے ہاتھوں کے پاک ہونے کا یقین کامل ہو اور کھانا کھا چکنے کے بعد ہاتھوں کا دھونا تاکہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے اگرچہ کھانے کے اثر سے ہاتھ سن نہ ہی چکے ہوں۔ امام مالک کے نزدیک ہاتھ اس وقت تک نہ دھوئے جائیں جب تک کہ کھانے کے اثر سے ہاتھ سن نہ جائیں اور اُس کی بُو ہاتھوں میں موجود ہو، ورنہ کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب نہیں ہوگا۔

(نووی علی مسلم، کتاب الحیض، باب: نسخ الوضوء مما مست النار، رقم: ۹۵/ (۳۵۸)، ص ۳۲۲)

(۷۹) بَابٌ: اَلْوُضُوْءُ مِنَ الدَّمِ
خون نکلنے سے وضو کرنے کا بیان

(۱۹۸) حَدَّثَنَا اَبُوْ تَوْبَةَ الرَّبِيْعُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ حَدَّثَنِيْ صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ عَقِيْلِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَعْنِيْ فِيْ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَاَصَابَ رَجُلٌ امْرَاَةَ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَحَلَفَ اَنْ لَا اَنْتَهِيْ حَتّٰى اُهَرِيْقَ دَمًا فِيْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فَخَرَجَ يَتْبَعُ اَثَرَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْزِلًا فَقَالَ: مَنْ رَجُلٌ يَكْلَؤُنَا؟ فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ: كُوْنَا بِفَمِ الشِّعْبِ قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلَانِ اِلٰى فَمِ الشِّعْبِ اضْطَجَعَ الْمُهَاجِرِيُّ وَقَامَ الْاَنْصَارِيُّ يُصَلِّيْ وَاَتَى الرَّجُلُ فَلَمَّا رَاٰى شَخْصَهُ عَرَفَ اَنَّهُ رَبِيْئَةٌ لِلْقَوْمِ فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهُ فِيْهِ فَنَزَعَهُ حَتّٰى رَمَاهُ بِثَلَاثَةِ اَسْهُمٍ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ انْتَبَهَ صَاحِبُهُ فَلَمَّا عَرَفَ اَنَّهُمْ قَدْ نَذِرُوْا بِهِ هَرَبَ وَلَمَّا رَاَى الْمُهَاجِرِيُّ مَا بِالْاَنْصَارِيِّ مِنَ الدَّمِ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ اَلَا اَنْبَهْتَنِيْ اَوَّلَ مَا رَمٰى قَالَ: كُنْتُ فِيْ سُوْرَةٍ اَقْرَؤُهَا فَلَمْ اُحِبَّ اَنْ اَقْطَعَهَا.

عقیل بن جابر کا بیان ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سید عالم ﷺ کے ہمراہ نکلے یعنی غزوہ ذات الرقاع میں، پس ایک آدمی نے کسی مشرک کی بیوی کو مار دیا تو اس نے قسم کھائی کہ اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک محمد کے ایک ساتھی کا خون نہ بہادوں، پس وہ نبی کریم ﷺ کے نقوش قدم دیکھتا ہوا نکلا، پس سید عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک منزل پر اترے تو فرمایا: "کون ہمارا پہرہ دیگا"؟ ایک مہاجر اور ایک انصار نے یہ ذمہ لے لیا، فرمایا: "گھاٹی کے دہانے پر چلے جاؤ"، جب دونوں حضرات گھاٹی کے دہانے پر پہنچ گئے تو مہاجر لیٹ گیا اور انصاری کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ چنانچہ ایک شخص آیا اور دیکھ کر اُس نے پہچان لیا کہ یہ قوم کے نگران ہیں۔ پس اس نے ایک تیر مارا جو انہیں آلگا انہوں نے اسے نکال دیا، یہاں تک کہ اُس نے تین تیر مارے پھر انہوں نے رکوع سجدہ کر کے اپنے ساتھی کو بتایا، تیر انداز نے جب دیکھا کہ وہ خبردار ہو گئے ہیں تو بھاگ گیا، جب مہاجر نے انصاری کا خون دیکھا تو تعجب سے کہا کہ آپ نے مجھے پہلے ہی تیر پر کیوں نہ بتایا؟ کہا کہ میں ایک سورت پڑھ رہا تھا جسے توڑنا میں نے پسند نہ کیا۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب: "الوضوء من الدم" کے تحت فقط ایک ہی روایت نقل کی، متذکرہ حدیث کے موازنے کے لئے موطا امام مالک کی روایت اور مسند شافعی سے روایات نقل کی ہیں، کیونکہ اس موضوع پر صحاح میں موازنے کے طور پر احادیث ہمیں دستیاب نہ ہو سکیں۔

*۔۔۔ موطا امام مالک میں ہے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: "انکی نکسیر پھوٹی تو انہوں نے وضو کیا اور کسی سے کلام نہ کیا، پھر دوبارہ تشریف لائے اور وہیں سے اپنی نماز کی بناء فرمائی"۔

*۔۔۔ امام شافعی نے اپنی "مسند" میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے اصحاب سے فرمایا: "جس کی نکسیر پھوٹ جائے یا مذی، یاقے ہو جائے تو نماز سے پھر جائے اور وضو کرے پھر دوبارہ وہیں سے اپنی نماز کی بناء کرے"۔ (شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب: الوضوء من الدم، ج ۱، ص ۲۶۸)

حل لغات

فانتدب: حکم کی بجا آوری کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے، جن دو صحابہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہرے کے لئے ذمہ لیا ان کے نام یہ ہیں، عمار بن یاسر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما، اور ایک قول کے مطابق انصاری صحابی عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ تھے لیکن اول قول مشہور ہے۔

ربیئۃ: راء کے فتح اور باء کی کسرہ کے ساتھ، یعنی ایسے مقام پر پہرہ دینا جہاں سے دشمن کو دھاک میں رکھا جاسکے کہ مبادا دشمن حملہ آور نہ ہو جائے۔ اسی سے یربأ اھلہ یعنی دشمن سے حفاظت میں آنا مراد ہے۔

قد نذروا بہ: یعنی تیر انداز جب اس بات پر باخبر ہوئے کہ یہ لوگ جان چکے ہیں اور بھاگ گئے۔

الا انبھتنی: یعنی مہاجر نے اپنے انصاری بھائی کو ملامت کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے مجھے پہلے ہی تیر لگنے پر کیوں نہ مطلع کیا۔ کنت فی سورۃ اقراءھا: میں سورۂ کہف پڑھ رہا تھا جیسا کہ بیہقی نے لکھا ہے۔

حدیث نمبر "۱۹۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ صدقہ بن یسار: جزری مکی، مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے، انہوں نے عبداللہ بن عمر، قاسم بن محمد، طاؤس

بن کیسان سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے ابن جریج، مالک، ثوری، شعبہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن معین کے نزدیک ثقہ راوی ہیں۔ بنی عباس کی خلافت کے ابتدائی دور میں انتقال فرمایا۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۲)۔۔۔ عقیل: ابن جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام انصاری مدنی، انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے صدقہ بن یسار نے روایات بیان کی ہیں، ابوداؤد میں ان کی روایات موجود ہیں۔

غزوہ ذات الرقاع

یہ غزوہ ہجرت کے چوتھے سال ہوا، امام بخاری کہتے ہیں کہ یہ خیبر کے بعد ہوا اس لئے کہ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ خیبر کے بعد تشریف لائے تھے اور اس غزوہ کا نام وہاں موجود درخت کے نام پر رکھا گیا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ پہاڑ کے نام پر غزوہ کا نام رکھا گیا ہے جو کہ سفید، سرخ اور سیاہ تھا جسے رقاع کہا جاتا تھا، پس یہی نام اس غزوہ کا بھی رکھ دیا گیا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا تھا کہ زمین پر پاؤں ایسے جم جاتے کہ گویا اُسے پھاڑ دینگے اور یہ صحیح ہے کیونکہ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے یہی مشاہدہ کیا تھا۔

(شرح سنن ابو داؤد، كتاب الطهارة ،باب: الوضوء من الدم،ج۱،ص ۲٦٦)

خون نکلنے سے وضو ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے بارے میں اختلاف ائمہ

خون وقے جب کہ اپنی جگہ سے تجاوز کر جائیں تو ایسی صورت میں حکم تطہیر ہو گی اور قے میں منہ بھر ہونا وضو توڑنے کے لئے شرط ہے۔ جان لیں کہ ہمارے نزدیک جو چیز سبیلین کے علاوہ بھی نکلے تو بہنے کی صورت میں ناقض وضو ہو گی اور یہی قول اُن دس صحابہ کرام کا بھی ہے جنہیں دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی تھی اور اس کے علاوہ عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، زید بن ثابت، ابو موسی اشعری، ابو درداء، ثوبان، صدر اول کے تابعی بزرگان دین، ابن عبد البر روی، ابن مسعود، علقمہ اسود، عامر شعبی، عروہ بن زبیر، ابراہیم نخعی، قتادہ، حکم بن قتیبہ، حماد، ثوری، حسن بن حی، اوزاعی، اسحق بن راھویہ، خطابی اور اکثر فقہاء رضی اللہ عنہم کا ہے۔

امام شافعی کے نزدیک جو چیز سبیلین کے علاوہ نکلے وضو نہ توڑے گی، اور یہی قول امام مالک، ابن عمر، ابن عباس، عبد اللہ بن ابی اوفی، جابر، ابوہریرہ، بی بی عائشہ صدیقہ، سعید بن مسیب رضی اللہ عنہم سے ایک روایت کے مطابق، سالم بن عبد اللہ، قاسم بن محمد، طاؤس، عطاء سے ایک روایت کے مطابق، مکحول، ربیعہ، ابو ثور، داؤد (ظاہری) سے ہے۔ انکی دلیل یہ حدیث ہے: "سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قے فرمائی اور وضو نہ فرمایا"۔ لیکن یہ حدیث غریب ہے، شوافع اور ان کے معاصرین نے دیگر جن احادیث سے استدلال کیا ہے وہ یہ ہیں:

*۔۔۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قے فرمائی اور اپنے منہ کو دھویا، پس عرض کی گئی: "کیا آپ نماز کا وضو نہ فرمائیں گے؟"، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یہ قے ہونے کے بعد کا وضو ہے"، اور ایک روایت میں یوں ہے کہ

فرمایا: "وضو تو حدث ہونے کے بعد ہوا کرتا ہے"، پوچھا گیا حدث کیا ہوتا ہے؟، جواب ارشاد فرمایا: "جو کچھ سبیلین سے برآمد ہو اُس پر وضو کرنا ضروری ہے"۔

*۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آواز اور بُو کے علاوہ میں وضو نہیں ہوتا"۔

*۔۔۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجامہ فرمایا اور وضو نہ کیا اور حجامت شدہ حصے کو دھونے کے علاوہ کچھ نہ فرمایا"۔

*۔۔۔ غزوہ ذات الرقاع میں انصاری صحابی نے تین تیر کھانے پر جب کہ خون بھی بہہ گیا تھا وضو نہ کیا اور نماز ادا فرمائی جیسا کہ ما قبل مفصل حدیث موجود ہے۔

احناف کی جانب سے اول حدیث کا جواب یہ ہے کہ غریب حدیث ہے جو کہ مشہور کے مقابل میں نہیں ہو سکتی، دوسری حدیث کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی، تیسری حدیث متروک ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ بغیر آواز اور بُو کی صورت میں بھی وضو کے ٹوٹنے کا حکم کیا جاتا ہے (جیسا کہ خون اپنی جگہ سے نکل کر بہہ جائے) اور اس میں اتفاق ہے، چوتھی حدیث کا جواب یہ ہے کہ عتبہ بن سکن کے بارے میں دار القطنی میں متروک ہونے کا قول ہے، پانچویں حدیث کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الفور اُس صحابی کے حال سے واقف نہ ہو پائے ہوں بعد میں انہیں علم ہوا ہو تو اعادہ کرنے کا حکم دیا ہو اور ترجیح طلب کرنے میں دو طرح سے تعارض ہو سکتا ہے۔ (۱)۔۔۔ صحابہ کا اجماع ہمارے مذہب کے مطابق ہے اگرچہ خبر واحد غیر ثابت اور مختلف ہوں۔ (۲)۔۔۔ خبریں ثابت بھی ہوتی ہیں اور غیر ثابت بھی اور ثابت شدہ خبروں کو مقدم کیا جاتا ہے جیسا کہ "الارباب الانصاف" میں ہمارے اصحاب نے تحریر کیا ہے جو کہ نظر و فکر سے خالی مقام نہیں ہے۔

ہماری دلیل سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے: "ہر بہنے والے خون کے نکلنے پر وضو کرنا لازم ہے"۔ مزید یہ بھی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو قے کر جائے یا اُس کی نماز کی حالت میں نکسیر پھوٹ پڑے تو نماز سے پھر جائے اور وضو کرے اور اُسی نماز پر بناء کرے جب تک کہ کلام نہ کیا ہو"۔

(البناية شرح هداية، كتاب الطهارة، باب: نواقض الوضوء، ج۱، ص ۲۵۹ وغيره)

صحابی کی تقلید کرنا واجب ہے یا نہیں؟

یہاں ایک قاعدہ ہے کہ صحابی کی تقلید کرنا واجب ہے یا نہیں؟ شوافع کا جدید قول یہ ہے کہ واجب نہیں ہے، چہ جائے کہ قیاس کے ذریعے اس کا ادراک پایا جائے یا نہیں پایا جائے، وجوبی اور جوازی کسی طور پر واجب نہیں ہے۔ جب کہ بعض شوافع کے نزدیک تقلید غیر وجوبی چیز ہے۔ ابو سعید بردعی ہمارے اصحاب میں سے گزرے ہیں ان کا کہنا ہے کہ صحابی کی تقلید واجب ہے، اور اس کی بناء پر قیاس کو ترک کر دیا جائے گا، کرخی اور ایک جماعت کا کہنا ہے کہ صحابی کی تقلید واجب ہے جب کہ قیاس کے ذریعے اس کا ادراک نہ ہو پائے اور اگر قیاس کے ذریعے اس کا

ادراک ہو جائے تو واجب نہ رہے گی۔اور یہ سب اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب صحابہ میں آپس میں اُس مسئلے میں اختلاف نہ پایا جائے اور اگر صحابہ میں اُس مسئلے کے بارے میں اختلاف پایا جارہا ہو تو اجماع یہی ہے کہ تقلید واجب نہ رہے گی۔اور جب یہی بات ہے تو شافعی مسلک انصاری صحابی نے کیسے بہتے خون کی حالت میں نمازادا فرمائی اور دیگر صحابہ مثلاً عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضی، ابن مسعود، ابن عباس، ابن عمر، ثوبان ،ابو درداء، زید بن ثابت، ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہم کے مذہب کی مخالفت کی اور کہا جاتا ہے کہ یہ سارے ہی صحابہ ہمارے مذہب کے مطابق نظریات رکھتے تھے ،اور یہ صحابہ اپنے فتاوی میں پیروکار رکھتے تھے اور ان کی تقلید واجب تھی،اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہی مذہب عشرہ مبشرہ (یعنی وہ دس صحابہ جنہیں دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی تھی) کا تھا،اور موطا امام مالک میں ہے۔

*۔۔۔نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے : "انکی نکسیر پھوٹی، تو انہوں نے وضو کیا اور کسی سے کلام نہ کیا،پھر دوبارہ تشریف لائے اور وہیں سے اپنی نماز کی بناء فرمائی"۔

امام شافعی نے اپنی "مسند" میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے اصحاب سے فرمایا: "جس کی نکسیر پھوٹ جائے یا مذی، یا قے ہو جائے تو نماز سے پھر جائے اور وضو کرے پھر دوبارہ وہیں سے اپنی نماز کی بناء کرے"۔

نووی "الخلاصة" میں لکھتے ہیں: صحیح حدیث میں خون نکلنے ،قے ہونے اور نماز میں ہنس پڑنے سے وضو ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ (شرح سنن ابو داؤد،کتاب الطهارة ، باب: الوضوء من الدم، ج ۱،ص ۲۶۸)

تقلید کی مختصر بحث

العمل بقول الغیر من غیر حجة یعنی کسی غیر کے قول پر بغیر کسی حجت کے عمل کرنے کا نام تقلید ہے، جیسے عام آدمی کا عام اور مجتہد کا مجتہد سے کچھ حاصل کرنا، تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے،اسی طرح عام آدمی کا مفتی سے رجوع کرنا اور قاضی کا عادل گواہوں کی طرف رجوع کرنا، کیونکہ یہ نص نے ان پر واجب کیا ہے، مگر عرف میں یہ ہے کہ عام شخص مجتہد کا مقلد ہے۔

(الفتاوی الرضوية مخرجة، رسالة: اجلى الاعلام ان الفتوى مطلقا على قول الامام ،ج ۱،ص ۱۰۴)

اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا: ﴿اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم تو ہمیں سیدھے راستے پر چلا راستہ ان کا جن پر تیرا انعام ہوا (الفاتحة: ۵تا۶)﴾۔ پس مقلد پر واجب ہے کہ خاص اُسی بات پر عمل کرے جو اُس کے مذہب میں راجح ٹھہری ہو، ہر زمانے میں علماء کا اسی پر عمل رہا ہے البتہ جو ولی اللہ ذوق ومعرفت کی راہ سے اُس مقام کشف تک پہنچ جائے کہ شریعت مطہرہ کا پہلا چشمہ جو سب مذاہب ائمہ مجتہدین کا خزانہ ہے اُسے نظر آنے لگے وہاں پہنچ کر وہ تمام اقوال علماء کو مشاہدہ کرے گا کہ ان کے دریا اسی چشمے سے نکلتے اور اسی میں پھر آکر گرتے ہیں ایسے شخص پر تقلید شخصی لازم نہ کی جائیگی کہ وہ تو آنکھوں دیکھ رہا ہے کہ سب مذاہب چشمۂ

اولی سے یکساں فیض لے رہے ہیں، یہاں سے ثابت ہوا کہ جو پایۂ اجتہاد نہ رکھتا ہو نہ کشف وولایت کے اس رتبۂ عظمی تک پہنچا اس پر تقلید امام معین قطعاً واجب ہے اور اسی پر ہر زمانے میں علماء کا عمل رہا، یہاں تک کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ النورانی نے کتاب مستطاب کیمائے سعادت میں فرمایا: "اپنے صاحب مذہب کی مخالفت کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے"۔ (الفتاوی الرضویة مخرجة، رسالہ:النهی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید، ج٦،ص٧٠٦وغیرہ)(عطائین اردو شرح تفسیر جلالین،ج٤،ص٤٠٠)

(٨٠) بَابٌ فِي الْوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ
سو جانے سے وضو ٹوٹنے کا بیان

(١٩٩) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَاَخَّرَهَا حَتّٰى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: لَيْسَ اَحَدٌ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ۔

نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ایک رات سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء میں اتنی دیر کردی کہ ہم مسجد میں سو گئے، ہم دوبارہ بیدار ہو کر سو گئے، ہم سہ بارہ بیدار ہو کر سو گئے، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا: "تمہارے سوا کوئی ایک بھی نہیں جو نماز کے انتظار میں ہو"۔

(٢٠٠) حَدَّثَنَا شَاذُّ بْنُ فَيَّاضٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُءُوْسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّؤُوْنَ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: زَادَ فِيْهِ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: كُنَّا نَخْفِقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَرَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بِلَفْظٍ آخَرَ۔

قتادہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اتنی دیر تک نماز عشاء کا انتظار کرتے کہ اُن کے سر جھک جاتے، پھر نماز پڑھتے اور دوبارہ وضو نہ کرتے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ شعبہ نے قتادہ سے جو روایت کی ہے اس میں بھی یہی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ہمارے سر جھک جاتے، امام ابو داؤد نے فرمایا کہ ابو عروبہ نے اسے قتادہ سے دوسرے لفظوں میں روایت کیا ہے۔

(٢٠١) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ وَدَاوُدُ بْنُ شَبِيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اُقِيْمَتْ صَلَاةُ الْعِشَاءِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ لِيْ حَاجَةً فَقَامَ يُنَاجِيْهِ حَتّٰى نَعَسَ الْقَوْمُ اَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ وُضُوْءًا۔

ثابت بنانی کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز عشاء کی اقامت کہی گئی تو ایک آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے آپ سے ایک کام ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر اس سے سرگوشی

کرتے رہے یہاں تک کہ لوگ اونگھنے لگے یا بعض حضرات پھر آپ ﷺ نے اُن کے ساتھ نماز پڑھی اور راوی نے دوبارہ وضو کرنے کا ذکر نہ کیا۔

(۲۰۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ يَحْيَى عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْجُدُ وَيَنَامُ وَيَنْفُخُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ: صَلَّيْتَ وَلَمْ تَتَوَضَّأْ وَقَدْ نِمْتَ فَقَالَ: إِنَّمَا الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا زَادَ عُثْمَانُ وَهَنَّادٌ: فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَوْلُهُ: الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا هُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَمْ يَرْوِهِ إِلَّا يَزِيدُ أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ عَنْ قَتَادَةَ وَرَوَى أَوَّلَهُ جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَلَمْ يَذْكُرُوا شَيْئًا مِنْ هَذَا وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَحْفُوظًا وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي وَقَالَ شُعْبَةُ: إِنَّمَا سَمِعَ قَتَادَةُ مِنْ أَبِي الْعَالِيَةِ أَرْبَعَةَ أَحَادِيثَ: حَدِيثَ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَحَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما فِي الصَّلَاةِ وَحَدِيثَ الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ وَحَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما حَدَّثَنِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ مِنْهُمْ عُمَرُ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَذَكَرْتُ حَدِيثَ يَزِيدَ الدَّالَانِيِّ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فَانْتَهَرَنِي اسْتِعْظَامًا لَهُ وَقَالَ: مَا لِيَزِيدَ الدَّالَانِيِّ يُدْخِلُ عَلَى أَصْحَابِ قَتَادَةَ وَلَمْ يَعْبَأْ بِالْحَدِيثِ۔

ابوالعالیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ سجدہ کرتے، سوجاتے اور خراٹے لیتے رہتے، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیتے، اور دوبارہ وضو نہ کرتے، میں عرض گزار ہوا کہ آپ ﷺ نے بغیر وضو کئے نماز پڑھ لی حالانکہ آپ ﷺ سو گئے تھے، فرمایا: "وضو اس پر لازم ہے جو ٹیک لگا کر سو جائے"، عثمان اور ہناد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جب ٹیک لگائے گا تو جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا یہ کہنا کہ وضو اس پر ہے جو ٹیک لگا کر سویا ہو، یہ حدیث منکر ہے کیونکہ یزید دالانی کے سوا اسے قتادہ سے کسی نے روایت نہیں کیا۔ حدیث کے پہلے حصے کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے لیکن انہوں نے اس بات کا ذکر تک نہیں کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا"۔ شعبہ نے کہا کہ قتادہ نے ابو عالیہ سے چار حدیثیں سنی ہیں۔ (۱) حدیث یونس بن متی سے متعلق حدیث، (۲) نماز کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث، (۳) قضاۃ ثلاثہ کی حدیث، (۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث کہ مجھ سے کتنے ہی پسندیدہ حضرات نے حدیث بیان کی ہے جن میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اُن میں سب سے پسند ہیں۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے یزید دلانی کی حدیث احمد بن حنبل کو ذکر کی تو انہوں نے جھڑک دیا اور کہا کہ کیا حال ہے اُس شخص کا کہ قتادہ کے شیوخ کی طرف ایسی چیزوں کی نسبت کرتا ہے جو انہوں نے بیان نہیں کیں۔

(۲۰۳) حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ فِي آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الْوَضِينِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ مَحْفُوظِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ۔

حضرت عبدالرحمن بن عائذ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مقعد کی ڈاٹ آنکھیں ہیں" (یعنی بیدار آدمی کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مقعد سے کچھ نکلا یا نہ نکلا)، جو سو جائے اُسے وضو کرنا چاہیے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب: "في الوضوء من النوم" ذکر کر کے پانچ احادیث ذکر فرمائیں، صحاح کی دیگر کتب میں بھی اس موضوع سے متعلق احادیث مروی ہیں جو کہ درج ذیل مقامات پر موجود ہیں۔

*۔۔۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مصروف تھے اور اس (نماز عشاء) میں تاخیر کر دی یہاں تک کہ ہم مسجد میں سو گئے پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے پھر بیدار ہوئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "اہل زمین میں کوئی ایک بھی نہیں جو تمہارے سوا اس نماز کے انتظار میں ہو"، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس میں جلدی کرنے یا تاخیر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے اور غلبہ کی صورت میں اس سے پہلے سونے میں اندیشہ محسوس کرتے تھے۔ (صحيح البخاری، كتاب الصلوة، باب: النوم قبل العشاء لمن غلب، رقم: ۵۷۰، ص۹۵)، (صحیح مسلم، كتاب الصلوة، باب: وقت العشاء وتاخيرها، رقم: (۱۴۴۲)/ ۶۳۹، ص ۲۹۳)

*۔۔۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں تاخیر فرمائی حتی کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور ارشاد فرمایا: "یہ نماز ادا کرنے کا صحیح وقت ہے اگر میری امت پر شاق نہ گزرتا تو میں نماز عشاء کا یہی وقت مقرر فرماتا"۔ (سنن النسائی، كتاب الطهارة، باب: آخر وقت العشاء، رقم: ۵۳۲، ص ۱۴۰)

حل لغات

شغل عنها: نماز عشاء کے آخری وقت تک ہمیں مشغول رکھا (مراد نماز عشاء کو مؤخر کرنا ہے)۔

حتى تخفق رؤسهم: ہماری ٹھوڑیاں سینوں پر گرنے لگیں، اور یہ معاملہ سخت نیند کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔

فقام يناجيه: مناجات کرنا، سرگوشی میں ہم کلام ہونا۔

كان النبي محفوظا: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی نیند سے محفوظ ہیں جو وضو توڑنے والی ہو، اور یہ حفاظت اللہ جل جلالہ کی جانب سے ہے اور ان کے علاوہ کوئی ایسا نہیں اسی لئے امت کے حق میں نیند سے خروج ریح پائے جانے کا خوف لاحق ہونے کی صورت میں اعادہ وضو کا حکم کیا جاتا ہے۔ السه: حلقۂ دبر کو کہتے ہیں۔

حدیث نمبر "۲۰۰۰" کے رجال

(۱)۔۔۔شاذ بن فیاض: ابو عبیدہ یشکری، ان کا نام ہلال تھا جب کہ شاذ لقب تھا۔انہوں نے شعبہ، ابو حفص عمر بن ابراہیم عبدی سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے عمرو بن علی صیرفی، علی بن عبدالعزیز بغوی، معاذ بن مثنی اور امام ابوداؤد نے روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۲۰۰۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ثابت: بن اسلم ابو محمد بنانی عابد بصری، بنو سعد بن لوی بن غالب، انہوں نے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، انس بن مالک، ابو برزہ اسلمی، عبداللہ بن مغفل، اور تابعین میں سے ابورافع صائغ، ابو عثمان نہدی، مطرف بن عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے یونس بن عبید، حمید طویل، ثوری، حمادان، شعبہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، سن ۱۲۳ھ میں انتقال کیا۔

حدیث نمبر "۲۰۰۲" کے رجال

(۱)۔۔۔عبدالسلام بن حرب ملائی: ابو بکر کوفی، انہوں نے ایوب سختیانی، یونس بن عبید، ابو خالد دالانی، ہشام بن حسان سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے عبدالرحمن بن محمد، ابو نعیم، ابو سعید اشج نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ وصدوق راوی تھے۔۱۸۶ھ یا ۱۸۷ھ میں انتقال کیا۔(۲)۔۔۔ابو خالد یزید بن عبدالرحمن: بن ابی سلامہ ابو خالد ازدی دالانی، انہوں نے قتادہ، ابو عبیدہ بن حذیفہ، عون بن ابی جحیفہ سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے شعبہ، ثوری، زہیر بن معاویہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ وصدوق راوی تھے۔ ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۲۰۰۳" کے رجال

(۱)۔۔۔وضین بن عطاء: بن کنانہ بن عبداللہ بن مصدع خزاعی، ابو کنانہ یا ابو عبداللہ دمشقی، انہوں نے بلال بن سعد، محفوظ بن علقمہ، سالم بن عبداللہ بن عمر، عطاء بن ابی رباح سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے بقیہ بن ولید، صدقہ بن عبداللہ سمین، یحیی بن حمزہ، محمد بن عمرو اقدی، حمادان نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے اور ان کا انتقال ۱۴۷ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔محفوظ بن علقمہ: ابو جنادہ حضرمی حمصی، انہوں نے اپنے والد اور عبداللہ بن عائذ سے روایات بیان کی ہیں۔ان سے وضین بن عطاء، ثور بن یزید، ابو یحیی محمد بن راشد خزاعی نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۳)۔۔۔عبدالرحمن بن عائذ: ثمالی ازدی ابو عبداللہ یا ابو عبیداللہ شامی حمصی مراد ہیں۔انہوں نے حضرت عمر فاروق، علی المرتضی، معاذ بن جبل، عضیف بن حارث، عوف بن مالک، ابوذر غفاری، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کی ہیں۔ان سے محفوظ بن علقمہ، سلیم بن عامر، یحیی بن جابر طائی، سماک بن حرب، شریح بن عبید، ابوداؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۱۹۹" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔سونے سے وضو ٹوٹنے کا مسئلہ اختلافی ہے، جس کا مفصل بیان ان شاء اللہ درج ذیل میں باقاعدہ عنوان کے تحت ذکر کریں گے تاہم مذکورہ حدیث پاک جس میں بیٹھ کر سو جانے والا جس کی مقعد جمی ہوئی ہو وضو نہیں ٹوٹے گا، اور یہ اکثر کا مذہب ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ مذہب شوافع کا ہے۔(۲)۔۔۔امام یا عالم دین کے لئے اپنے اصحاب سے تاخیر کرنا مستحب ہے اور اصحاب پر شاق گزرنے کی صورت میں عذر صحیح پیش کرے اور بیان کرے کہ فلاں فلاں وجہ کی بناء پر تاخیر ہوئی۔(۳)۔۔۔نماز عشاء میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔

حدیث نمبر "۲۰۱" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔لوگوں کی موجودگی میں کسی ایک شخص کا دوسرے سے باہمی سرگوشی کرنا جائز ہے، جب کہ کسی ایک شخص کی موجودگی میں دو افراد کا باہم سرگوشی کرنا درست نہیں کہ اُسے ایذا ہوگی۔(۲)۔۔۔اقامت ہو جانے کے بعد ضرورت ہونے کی صورت میں کلام کرنا جائز ہے جب کہ بلا ضرورت ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)۔۔۔اہم کام کو اہم وقت میں کرنا، جیسا کہ اقامت ہو جانے کے بعد کسی کا سید عالم ﷺ سے سرگوشی کرنا اور آپ ﷺ کا جواب عطا فرمانا، پس امور دینیہ سے ہونے اور مصلحت راجحہ ہونے کی صورت میں جائز ہے۔(۴)۔۔۔اس حدیث میں دلیل ہے کہ بیٹھنے والے شخص کا وضو نہیں ٹوٹتا، اور یہی مقصود مسئلہ ہے جو کہ اس باب سے متعلق بیان ہوا ہے۔

حالت نیند میں وضو ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا مسئلہ مع اختلاف ائمہ

نیند سے وضو ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، پس بعض کا مذہب یہ ہے کہ نیند کسی بھی حالت میں وضو نہیں توڑتی اور یہ مذہب حضرت ابو موسی اشعری، سعید بن مسیب، ابی مجلز، حمید اعرج اور شیعہ حضرات کا ہے جب کہ بعض کا مذہب یہ ہے کہ نیند ہر حال میں وضو توڑ دیتی ہے اور یہ مذہب حسن بصری، مزنی، ابو عبید قاسم بن سلام، اسحٰق بن راہویہ، اور ایک غریب قول امام شافعی سے بھی یہی ہے۔ ابن منذر کہتے ہیں کہ یہی قول ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا بھی ہے۔ بعض کا مذہب یہ ہے کہ بہت زیادہ لمبی نیند وضو توڑ دیتی ہے جب کہ کم نیند کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہ مذہب زہری، ربیعہ، اوزاعی، امام مالک، اور امام احمد سے ایک روایت یہی ہے۔ بعض کا مذہب یہ ہے کہ جب سونے والا نماز کی کسی ہیئت پر سوئے مثلاً رکوع، سجدہ، قیام، قاعدہ کی حالت میں تو اس کا وضو نہ ٹوٹے گا چہ جائے کہ وہ نماز کی حالت میں ہو یا نہ ہو اور اگر کروٹ کے بل یا چت لیٹ کر سویا تو وضو ٹوٹ جائے گا اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ، داؤد (ظاہری)، اور ایک غریب قول امام شافعی کا بھی یہی ہے اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ وضو فقط رکوع یا سجود والی کیفیت میں سونے سے ٹوٹتا ہے، اور یہی قول امام احمد کا ہے۔ بعض کا مذہب یہ ہے کہ وضو فقط سجدہ کی حالت میں سونے سے ٹوٹے گا اور یہ قول امام احمد سے بھی منقول ہے۔ بعض کہتے ہیں نماز کی حالت میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا اور علاوہ نماز کے سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا اور یہ امام شافعی

سے منقول ضعیف قول ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ جب سونے والا بیٹھ کر سوئے اور اس کے سرین زمین پر جمے ہوئے ہوں تو وضو نہ ٹوٹے گا چہ جائے کہ لمبی نیند کرے یا مختصر وقت کو سوئے، نماز کی حالت میں سوئے یا علاوہ نماز کے سوئے، اور یہ مذہب امام شافعی کا ہے۔

(شرح سنن ابو داؤد، كتاب الطهارة، باب: الوضوء من النوم، ج۱، ص۲۶۹ وغیرہ)

احناف کے نزدیک نیند سے وضو ٹوٹنے کی صراحت

(۱)۔۔۔ سو جانے سے وُضو جاتا رہتا ہے بشرطیکہ دونوں سرین خوب نہ جمے ہوں اور نہ ایسی ہیئت پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع ہو مثلاً اکڑوں بیٹھ کر سویا یا چت یا پیٹ یا کروٹ پر لیٹ کر یا ایک کُہنی پر تکیہ لگا کر یا بیٹھ کر سویا مگر ایک کروٹ کو جھکا ہوا کہ ایک یا دونوں سرین اٹھے ہوئے ہیں یا ننگی پیٹھ پر سوار ہے اور جانور ڈھال میں اُتر رہا ہے یا دو زانُو بیٹھا اور پیٹ رانوں پر رکھا کہ دونوں سرین جمے نہ رہے یا چار زانُو ہے اور سر رانوں پر یا پنڈلیوں پر ہے یا جس طرح عورتیں سجدہ کرتی ہیں اسی ہیئت پر سو گیا ان سب صورتوں میں وُضو جاتا رہا اور اگر نماز میں ان صورتوں میں سے کسی صورت پر قصداً سویا تو وُضو بھی گیا، نماز بھی گئی، وُضو کر کے سرے سے نیت باندھے اور بلا قصد سویا تو وُضو جاتا رہا نماز نہیں گئی۔ وُضو کر کے جس رکن میں سویا تھا وہاں سے ادا کرے اور از سرِ نو پڑھنا بہتر ہے۔

(الفتاوی الرضویۃ مخرجه، ج۱، ص ۳۶۵ وغیرہ)

(۲)۔۔۔ دونوں سُرین زمین یا کرسی یا بنچ پر ہیں اور دونوں پاؤں ایک طرف پھیلے ہوئے یا دونوں سرین پر بیٹھا ہے اور گھٹنے کھڑے ہیں اور ہاتھ پنڈلیوں پر محیط ہوں خواہ زمین پر ہوں، دو زانُو سیدھا بیٹھا ہو یا چار زانُو پالتی مارے یا زین پر سوار ہو یا ننگی پیٹھ پر سوار ہے مگر جانور چڑھائی پر چڑھ رہا ہے یا راستہ ہموار ہے یا کھڑے کھڑے سو گیا یا رکوع کی صورت پر یا مردوں کے سجدہ مسنونہ کی شکل پر تو ان سب صورتوں میں وُضو نہیں جائے گا اور نماز میں اگر یہ صورتیں پیش آئیں تو نہ وُضو جائے نہ نماز، ہاں اگر پورا رکن سوتے ہی میں ادا کیا تو اس کا اعادہ ضروری ہے اور اگر جاگتے میں شروع کیا پھر سو گیا تو اگر جاگتے میں بقدرِ کفایت ادا کر چکا ہے تو وہی کافی ہے ورنہ پورا کر لے۔

(المرجع السابق)

(۳)۔۔۔ اگر اس شکل پر سویا جس میں وُضو نہیں جاتا اور نیند کے اندر وہ ہیئت پیدا ہو گئی جس سے وُضو جاتا رہتا ہے تو اگر فوراً بلا وقفہ جاگ اٹھا وُضو نہ گیا ورنہ جاتا رہا۔ (المرجع السابق)

(۴)۔۔۔ اُونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے سے وُضو نہیں جاتا۔ (المرجع السابق)

(۵)۔۔۔ جُھوم کر گر پڑا اور فوراً آنکھ کھل گئی وُضو نہ گیا۔ (المرجع السابق)

(۶)۔۔۔ نماز وغیرہ کے انتظار میں بعض مرتبہ نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور یہ دفع کرنا چاہتا ہے تو بعض وقت ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ اس وقت جو باتیں ہوئیں ان کی اسے بالکل خبر نہیں بلکہ دو تین آواز میں آنکھ کھلی اور اپنے خیال میں یہ

سمجھتا ہے کہ سویا نہ تھا اس کے اس خیال کا اعتبار نہیں اگر معتبر شخص کہے کہ تو غافل تھا، پکارا جواب نہ دیا یا باتیں پوچھی جائیں اور وہ نہ بتا سکے تو اس پر وضو لازم ہے۔ (المرجع السابق)

(۷)۔۔۔ بیمار لیٹ کر نماز پڑھتا تھا نیند آ گئی وضو جاتا رہا۔

(الهندية، كتاب الطهارة، الباب الاول فی الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۴)

(۸۱) بَابُ فِی الرَّجُلِ يَطَأُ الْاَذٰی بِرِجْلِهٖ
گندگی پر پیدل چلنے والے کا بیان

(۲۰۴) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنِيْ شَرِيْكٌ وَجَرِيْرٌ وَابْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: كُنَّا لَا نَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِئٍ وَلَا نَكُفُّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: قَالَ: اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ فِيْهِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ اَوْ حَدَّثَهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَقَالَ هَنَّادٌ عَنْ شَقِيْقٍ اَوْ حَدَّثَهُ عَنْهُ.

شقیق نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم پیدل چلنے کے بعد پیروں کو دھویا نہیں کرتے تھے نیز نماز میں بالوں اور کپڑوں کو سمیٹا نہیں کرتے تھے۔ ابراہیم بن ابو معاویہ، اعمش، شقیق، مسروق نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، ہناد، شقیق نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے (مسروق کے واسطے کے بغیر)۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "فی الرجل يطأ الاذی برجله" رکھا اور اس کے تحت پیدل چلنے کے بعد پاؤں نہ دھونے اور نماز کی حالت میں کپڑوں کو نہیں سمیٹتے تھے، سے متعلق حدیث نقل فرمائی، صحاح میں ایک مقام پر اس موضوع پر حدیث وارد ہوئی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں نماز میں بال اور کپڑے نہ سمیٹوں۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الصلوة، باب: كف الشعر والثوب فی الصلوة، رقم: ۱۰۴۰، ص۱۸۷)

من موطیٔ: مراد راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کے ہے۔

ولا يكف شعرا ولا ثوبا: یعنی نماز پڑھتے ہوئے بالوں اور کپڑوں کو مٹی سے بچاتے نہیں پھرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۴۳۰۷ کے رجال

(۱)۔۔۔ابراہیم: ابن محمد بن خازم، مراد ابو معاویہ ضریر ہیں۔انہوں نے اپنے والد، ابو بکر بن عیاش، یحیی بن عیسی رملی سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے ابو داؤد، علی بن حسین، ابو حصین رملی نے روایات بیان کی ہیں۔ان کا انتقال ۲۳۶ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔ابن ادریس: مراد عبداللہ بن ادریس بن یزید بن عبد الرحمن بن اسود ابو محمد اودی کوفی ہیں۔انہوں نے اپنے والد ماجد، ربیعہ بن عثمان، یحیی بن سعید انصاری، اعمش سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے مالک بن انس، عبداللہ بن مبارک، احمد بن عبداللہ بن یونس، احمد بن حنبل، ابو شیبہ کے بیٹوں نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔(۳)۔۔۔ مسروق بن اجدع: بن مالک بن امیہ بن عبداللہ بن مر بن سلمان بن حارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعہ ابو عائشہ ہمدانی کوفی۔انہوں نے ابو بکر صدیق، عثمان غنی، علی المرتضی رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کی ہیں۔ عمر فاروق، عبداللہ بن مسعود، خباب بن ارت، زید بن ثابت، عبداللہ بن عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ، اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ابو وائل شقیق بن سلمہ اور ابراہیم نخعی نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ تابعی راوی تھے۔ان کا انتقال ۶۳ھ میں ہوا۔

حالت نماز میں کپڑوں کو سمیٹنے کے بارے میں فقہائے کرام کے جزئیات

نماز میں کپڑے موڑنا، چڑھانا ضرور مکروہ ہے اور سخت وشدید مکروہ ہے۔

*۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "امرت ان اسجد علی سبعة اعظم ولا اکف شعرا ولا ثوبا مجھے سات اعضا پر سجدہ کا حکم ہے اور اس بات کا کہ میں بال اکٹھے نہ کروں اور نہ کپڑا اٹھاؤں"۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوة، باب اعضاء السجود والنهی عنه، رقم: ۹۸۳/ (۴۹۰)، ص ۲۳۴)

*۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "امرت ان لا اکف الشعر والثیاب مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں بالوں اور کپڑوں کو اکٹھا نہ کروں"۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوة، باب: اعضاء السجود، رقم: ۹۸۶/ (۴۹۱)، ص ۲۳۵)

تمام متون مذہب میں ہے: کرہ کف ثوبه (یعنی کپڑوں کو اٹھانا مکروہ ہے)۔

فتح القدیر و بحر الرائق میں ہے: یدخل ایضا فی کف الثوب تشمیر کمیه کپڑا اٹھانے میں آستینوں کا چڑھانا بھی داخل ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها، ج ۲، ص ۴۳)

در مختار میں ہے: کرہ کف ای رفعه ولو لتراب کمشمر کم اوذیل کپڑے کا اٹھانا اگرچہ مٹی کی وجہ سے ہو مکروہ ہے جیسا کہ آستین اور دامن کا چڑھانا۔

(الدر المختار، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها، ج ۲، ص ۴۰۶)

رد المحتار میں ہے: حرر الخیر الرملی مایفید ان الکراهة فیه تحریمیة شیخ خیر الدین رملی کی عبارت اس بات کی

مفید ہے کہ اس میں کراہت تحریمی ہے۔

(ردالمحتار،کتاب الصلوۃ،باب:ما یفسد الصلوۃ،مطلب فی کراھیۃ التحریمۃ،ج۲،ص۴۰۶)

غنیہ میں ہے:یکرہ ان یکف ثوبہ وھو فی الصلاۃ بعمل قلیل بأن یرفعہ من بین یدیہ او من خلفہ عندالسجود اویدخل فیھا وھو مکفوف کما اذا دخل وھومشمرا لکم اوالذی عمل قلیل کے ساتھ نماز میں کپڑا چڑھانا مکروہ ہے بایں طور کہ پیچھے یا آگے سے سجدہ کے وقت اٹھائے یا نماز میں کپڑا اٹھائے ہوئے داخل ہونا جیساکہ نماز میں داخل ہوتے وقت اس نے آستین یا دامن چڑھایا ہوا تھا۔

علامتین محققین جلیلین شارحین منیہ تحقیق فرماتے ہیں کہ اکثر کلائی پر سے آستین چڑھی ہونا ہی کراہت کو کافی ہے اگرچہ کہنی تک نہ ہو۔غنیہ میں ہے:اور یہ بھی مکروہ ہے(کہ آستین اٹھائی)یعنی چڑھائی ہو(کہنیوں تک)اور یہ قید اتفاقی ہے کیونکہ کہنیوں کے نیچے تک بھی چڑھائی ہوں تب بھی کراہت ہے کیونکہ یہ کپڑے کا اٹھانا ہے حالانکہ وہ نماز میں ممنوع ہے جیساکہ اس پر احادیث گزری ہیں اور یہ اس وقت ہے جب اس نے نماز سے باہر آستین کو چڑھایا تھا اور اسی حال میں نماز شروع کردی اور اگر دوران نماز آستین چڑھاتا ہے تو نماز فاسد ہوجائے گی کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔ (ردالمحتار بحوالہ غنیۃ المستملی،کتاب الصلوۃ،باب:مایفسد الصلوٰۃ ومالا،مطلب:فی الکراھۃ التحریمیۃ ،ج۲ص۴۰۶)

حلیہ میں ہے:آستینوں کا نصف کلائی کے اوپر تک اٹھانا بھی مکروہ ہونا چاہئے کیونکہ اس پر بھی کپڑا اٹھانا صادق آرہا ہے۔ (حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

تو لازم ہے کہ آستینیں اتار کر نماز میں داخل ہو اگرچہ رکعت جاتی رہے اور اگر آستین چڑھی نماز پڑھے تو اعادہ کی جائے کما ھو حکم صلاۃ ادیت مع الکراھۃ کما فی الدر وغیرہ(جیساکہ ہر اس نماز کا حکم ہے جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی ہو جیساکہ در وغیرہ میں ہے)۔واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم۔

(الفتاوی الرضویۃ مخرجۃ، کتاب الصلوۃ، باب:مکروھات صلوۃ،ج۷،ص۳۰۹ وغیرہ)

(۸۲)بَابُ مَنْ يُحْدِثُ فِي الصَّلَاةِ
جسے نماز میں حدث لاحق ہو

(۲۰۵)حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عِيسَى بْنِ حِطَّانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:اِذَا فَسَا اَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ۔

مسلم بن سلام نے حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جب تم میں سے کسی کی دوران نماز ہوا خارج ہوجائے تو اُسے چاہیے کہ لوٹ جائے اور وضو کرنے کے بعد دوبارہ نماز ادا کرے"۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا:"من يحدث فی الصلوة"اور اس کے تحت فقط ایک ہی حدیث لائے جس میں نماز کی حالت میں خروج ریح سے متعلق حکم موجود ہے۔ صحاح کی کتب میں اس موضوع پر درج ذیل احادیث ومقامات مذکور ہیں۔

*۔۔۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو تو وضو کرے اور عورتوں سے غیر محل میں جماع نہ کرو۔ یہ علی، علی بن طلق ہیں۔

(سنن الترمذی،کتاب الرضاع، باب: ما جاء فی کراهية اتيان النساء،رقم:۱۱۶۹،ص۳۵۶)

حل لغات

اذا فسي: یعنی جس کی ریح خارج ہو جائے،اس حدیث سے امام شافعی، مالک اور احمد نے استدلال کیا ہے کہ جب نمازی کو دوران نماز خروج ریح ہو جائے تو وضو کر کے دوبارہ نماز کا اعادہ کرے،اور ہمارے اصحاب کا کہنا ہے کہ وضو کر کے نماز کی بناء کرے یعنی جہاں سے نماز منقطع ہوئی تھی وہیں سے دوبارہ شروع کرے اور ہمارے اصحاب کا استدلال ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے۔

*۔۔۔بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:" جسے قے ہو جائے یا نکسیر پھوٹ پڑے یا مذی لاحق ہو جائے تو نماز سے پھر جائے اور وضو کر کے اپنی نماز پر بناء کرے جب کہ کلام نہ کیا ہو"۔

حدیث نمبر"۲۰۵"کے رجال

(۱)۔۔۔عیسی بن حطان: رقاشی،انہوں نے علی المرتضی،عبداللہ بن عمرو،معصب بن سعد، مسلم بن سلام سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے عاصم احول، یزید بن عیاض، علی بن زید نے روایات بیان کی ہیں۔ابوداؤد اور ترمذی میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۲)۔۔۔مسلم بن سلام: حنفی ابو عبدالملک، طلق بن علی سے روایات لے کر بیان کی ہیں جب کہ عیسی بن حطان نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ابوداؤد اور ترمذی میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۳)۔۔۔علی بن طلق: حنفی یمامی صحابی رضی اللہ عنہ، مسلم بن سلام،ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے انکی روایات کو بیان کیا ہے۔

نماز یا غیر نماز میں ریح خارج ہونے سے متعلق صاحب"بحر الرائق"کے فرمودات

جب کوئی شخص اپنے پاجامے میں ریح خارج کرے اور اس حال میں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو بعض کہتے ہیں کہ ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز نہیں کیونکہ ریح کے ساتھ کچھ باریک اجزاء خارج ہوتے ہیں جو کہ کپڑوں میں لگ جاتے ہیں،اور ایک قول"شیخ الامام شمس الائمة الحلوانی "سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر وہ شخص بغیر تہبند کے نماز پڑھ رہا تھا تو پھر اُس کے فعل کی تاویل کی حاجت ہی نہیں مگر خلاف سے احتراز کرتے ہوئے، مگر فتوی اسی قول پر

ہے کہ ایسے تہبند یا پاجامے میں نماز ادا کرنا جائز ہے چہ جائے کہ پاجامہ خروج ریح کے وقت میں گیلا ہو یا خشک۔ جب کسی کے کپڑوں کو ایک درہم نجاست سے متغیر دیکھے تو اُسے اس کی خبر دے اور خبر دینے کے عمل کو ترک کرنے کی کوشش نہ کرے۔ بکری کے پتے کی جلد نجس ہوتی ہے، امام محمد کے نزدیک اس کا پتہ اور پیشاب پاک ہیں جب کہ امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک نجس ہیں۔ اور بکرے کے مثانے کا حکم اس کے پیشاب کے حکم کے مطابق ہے کہ اس کے ساتھ نماز ادا نہیں کی جاسکتی جب کہ وہ درہم کی مقدار سے زیادہ ہو۔

(البحر الرائق، کتاب الطهارة، باب:المقدار المعفی عنه فی النجاسة المخففة، ج۱،ص ۴۶۳)

(۸۳) بَابٌ فِي الْمَذِيِ
مذی کے بیان میں

(۲۰۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ الْحَذَّاءُ عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ قَبِيصَةَ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَجَعَلْتُ أَغْتَسِلُ حَتَّى تَشَقَّقَ ظَهْرِي فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَوْ ذُكِرَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَا تَفْعَلْ إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ فَاغْسِلْ ذَكَرَكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوئَكَ لِلصَّلَاةِ فَإِذَا فَضَخْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ.

حصین بن قبیصہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری مذی بہت بہتی تھی، مجھے بار بار غسل کرنا پڑتا جو مجھے اپنے اوپر بوجھ نظر آیا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کروایا، تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایسا نہ کیا کرو، جب تم مذی دیکھو تو اپنی شرمگاہ کو دھولو، اسی طرح وضو کر لیا کرو جیسے نماز کے لئے کرتے ہو اور جب تم پانی (مَنی) بہاؤ تو غسل کر لیا کرو"۔

(۲۰۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ لَهُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ مَاذَا عَلَيْهِ؟ فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَتَهُ وَأَنَا أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَهُ قَالَ الْمِقْدَادُ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوئَهُ لِلصَّلَاةِ.

مقداد بن اسود کا بیان ہے کہ اُن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس شخص کے متعلق پوچھے جو اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس کی مذی نکل آئے تو اُس پر کیا لازم ہے؟ چونکہ میرے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی ہیں اس لئے خود پوچھنے میں مجھے عار محسوس ہوتی ہے۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص اس چیز کو دیکھے تو اپنی شرمگاہ کو دھونے کے بعد ایسا وضو کرلے جیسا کہ نماز میں کیا جاتا ہے"۔

(۲۰۸) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لِلْمِقْدَادِ وَذَكَرَ نَحْوَ هٰذَا قَالَ فَسَاَلَهُ الْمِقْدَادُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِيَغْسِلْ ذَكَرَهُ وَاُنْثَيَيْهِ قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَجَمَاعَةٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمِقْدَادِ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہشام بن عروہ نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا پھر مذکورہ حدیث کی طرح بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی شرمگاہ اور دونوں خصیوں کو دھولینا چاہیے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ سفیان ثوری اور ایک جماعت نے ہشام، عروہ، حضرت مقداد، حضرت علی رضی اللہ عنہم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

(۲۰۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَدِيْثٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ لِلْمِقْدَادِ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ وَجَمَاعَةٌ وَالثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ وَرَوَاهُ ابْنُ اِسْحَاقَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمِقْدَادِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَذْكُرْ اُنْثَيَيْهِ۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا پھر معنا مذکورہ حدیث بیان کی۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اسے مفضل بن فضالہ، ثوری، ابن عیینہ، ہشام، عروہ بن زبیر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابن اسحق، ہشام بن عروہ، عروہ بن زبیر، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور فوطوں کا ذکر نہیں کیا۔

(۲۱۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ يَعْنِي ابْنَ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كُنْتُ اَلْقٰى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً وَكُنْتُ اُكْثِرُ مِنَ الْاِغْتِسَالِ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: اِنَّمَا يُجْزِيْكَ مِنْ ذَالِكَ الْوُضُوْءُ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَيْفَ بِمَا يُصِيْبُ ثَوْبِي مِنْهُ؟ قَالَ: يَكْفِيْكَ بِاَنْ تَاْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرٰى اَنَّهُ اَصَابَهُ۔

سعید بن عبید بن سباق نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری شدت کے ساتھ مذی نکلا کرتی ہے جس کے باعث غسل کرنا پڑتا، پس میں نے اس کے متعلق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو فرمایا: "اس کے لئے تمہیں وضو کرلینا کافی ہے"، میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کپڑوں پر لگ جاتی ہے اس کے لئے کیا کروں؟، فرمایا: "تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ جہاں تم اپنے کپڑے پر لگی ہوئی دیکھو تو اس پر ایک چلو پانی چھڑک لیا کرو"۔

(۲۱۱) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَمَّا

يُوجِبُ الْغُسْلَ وَعَنِ الْمَاءِ يَكُوْنُ بَعْدَ الْمَاءِ فَقَالَ: ذَاكَ الْمَذْيُ وَكُلُّ فَحْلٍ يَمْذِي فَتَغْسِلُ مِنْ ذَالِكَ فَرْجَكَ وَأُنْثَيَيْكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلَاةِ۔

علاء بن حارث نے حرام بن حکیم سے روایت کی ہے کہ اُن کے چچاجان حضرت عبداللہ بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوا کہ غسل کن چیزوں سے واجب ہوتا ہے؟ اور اگر غسل کرنے کے بعد پانی نکل آئے؟ فرمایا کہ یہ مذی ہوتی ہے اور ہر نر کی مذی خارج ہوتی ہے اس کے باعث اپنی شرمگاہ اور فوطوں کو دھولیا کرو اور نماز کے وضو کی طرح وضو کر لیا کرو"۔

(۲۱۲) حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ أَنَّهٗ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَا يَحِلُّ لِي مِنِ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ؟ قَالَ: لَكَ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ وَذَكَرَ مُؤَاكَلَةَ الْحَائِضِ أَيْضًا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ۔

علاء بن حارث نے حرام بن حکیم سے روایت کی ہے کہ ان کے چچاجان (حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ) نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے لئے اپنی بیوی سے کیا چیز جائز ہے؟ جب کہ وہ حائضہ ہے؟ فرمایا: "تہبند سے اوپر تک تمہارے لئے سب کچھ جائز ہے"، اور حائضہ کے ساتھ کھانے پینے کا ذکر بھی کیا، پھر باقی حدیث آخر تک بیان کی

(۲۱۳) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْيَزَنِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ سَعْدٍ الْأَغْطَشِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ الْأَزْدِيِّ قَالَ: هِشَامٌ وَهُوَ ابْنُ قُرْطٍ أَمِيْرُ حِمْصَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَمَّا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهٖ وَهِيَ حَائِضٌ؟ قَالَ: فَقَالَ: مَا فَوْقَ الْإِزَارِ وَالتَّعَفُّفُ عَنْ ذٰلِكَ أَفْضَلُ قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ: وَلَيْسَ هُوَ يَعْنِي: الْحَدِيْثَ بِالْقَوِيِّ۔

عبدالرحمن بن عائذ ازدی نے ہشام یعنی ابن قرط امیر حمص سے روایت کی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آدمی کے لئے اپنی بیوی سے کیا چیزیں جائز ہیں جب کہ وہ حائضہ ہو؟ فرمایا: "تہبند سے اوپر سب کچھ جائز ہے اور اس سے بچنا افضل ہے"، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ سند قوی نہیں ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "فی المذی" اور اس کے تحت آٹھ احادیث لائے اور اس میں مذی اور اس کے متعلقات کا بیان کر دیا، صحاح میں اس موضوع سے متعلق درج ذیل احادیث ومقامات مذکور ہیں۔

*۔۔۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری مذی بہت خارج ہوتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتے ہوئے شرم محسوس کرتا تھا میں نے مقداد بن اسود سے پوچھنے کے لئے کہا تو فرمایا اس سے وضو لازم آتا ہے، شعبہ نے اعمش سے اسے روایت کیا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضوء، الغسل، باب: من لم یر الوضوء الامن، غسل المذی والوضوء منه، رقم: ۲۶۹، ۱۷۸، ص ۴۸، ۳۵)، (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب المذی، رقم: (۵۸۳) / ۳۰۳، ص ۱۶۲)، (سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب: ماجاء فی المنی

والمذی،رقم:۱۱۴،ص۴۷)،(سنن نسائی،کتاب الطهارة ،باب: من ینقض الوضوء ومن لا ینقض الوضوء،رقم:۱۵۲،ص۴۹)

*۔۔۔سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کو مذی بہت آتی تھی لہذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ارشاد فرمایا :"جب تم مذی دیکھو تو ذکر کو دھولو اور نماز کی طرح کا وضو کرلو اور جب پانی ٹپکتا ہوا نکلے (منی خارج ہو) تو غسل کرلو"۔ (سنن نسائی،کتاب الطهارة ،باب:الغسل من المنی،رقم:۱۹۳،ص ۵۸)، (سنن ابن ماجه ،کتاب الطهارة،باب: الوضوء من المذی،رقم:۵۰۴،ص۱۰۱)

*۔۔۔بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی حائضہ ہوتی،سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسے ازار سختی سے باندھنے کا حکم فرماتے اور پھر اُس سے مباشرت فرماتے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: مباشرة الحائض فوق الازار،رقم:۵۶۶/ (۲۹۳)،ص۱۵۹)

حل لغات

حتی تشقق ظهری: یعنی میری پیٹھ پر مجھے بوجھ محسوس ہونے لگا۔

فلینضح: یہاں اس کے معنی دھونا ہے،یعنی مرادیہ ہے کہ اپنے ذَکر کو دھوڈالو۔

انما یجزئك: یعنی تجھے کافی ہوگا، کفایت کرے گا۔وکل فحل: یعنی ہر جوان مرد کے مذی نکلتی ہے۔

حدیث نمبر"۲۰۶"کے رجال

(۱)۔۔۔عبیدہ: ابن حمید بن صہیب ابوعبدالرحمن کوفی حذاء تیمی یا لیثی یا ضبی،انہوں نے عبدالعزیز بن رفیع،اعمش، منصور بن معتمر سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ثوری،احمد بن حنبل،عمرو بن محمد ناقد نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔۱۰۹ھ میں پیدا ہوئے جب کہ ۱۹۰ھ میں انتقال کیا۔(۲)۔۔۔رکین بن ربیع: بن عُمیلہ فزاری ابوربیع کوفی،انہوں نے اپنے والد ماجد،عبداللہ بن عمر بن خطاب،عبداللہ بن زبیر،عکرمہ،حصین بن قبیصہ سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے ثوری، شعبہ،شریک،زائدہ نے بھی روایت بیان کی ہے۔ ثقہ راوی تھے۔(۳)۔۔۔ حصین بن قبیصہ: فزاری کوفی،انہوں نے علی المرتضی،عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے رکین بن ربیع، قاسم بن عبدالرحمن،ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر"۲۰۷"کے رجال

(۱)۔۔۔ابونضر سالم: بن ابوامیہ، مدنی قرشی تیمی، عمر بن عبیداللہ تیمی کے مولی اور کاتب تھے۔انہوں نے انس بن مالک،عبداللہ بن ابی اوفی ، عوف بن مالک، سائب بن یزید، سعید بن مسیب،اور جماعت متاخرین سے روایت بیان کی ہے۔اِن سے مالک، ثوری،لیث نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے ،۱۲۹ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔سلیمان بن یسار: ابوایوب ہلالی،عطاء کے بھائی تھے۔ عبداللہ بن عباس،ابوہریرہ، جابر بن عبداللہ

، مقداد بن اسود رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے عمرو بن دینار، زہری، یحیی انصاری، صالح بن کیسان، نافع (ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مولی) نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ۷۳ سال کی عمر میں ۱۰۷ھ میں انتقال فرمایا۔(۳)۔۔۔مقداد بن اسود: مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بہرانی کندی، ان کی کنیت ابو اسود یا ابو عمرو یا ابو سعید تھی۔ بدر میں شریک ہوئے اور پورے معرکہ کا جائزہ لیا، سید عالم ﷺ کی ۴۲ احادیث روایت کی ہیں جس میں سے بخاری و مسلم کا فقط ایک ہی حدیث پر اتفاق ہو سکا۔ان سے علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن مسعود، ابن عباس، سائب بن یزید، طارق بن شہاب رضی اللہ عنہم نے روایات بیان کی ہیں۔ ستر سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی جنازہ پڑھائی۔ ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۲۱۰" کے رجال

(۱)۔۔۔اسماعیل: مراد ابن علیہ ہیں، ایک قول کے مطابق علیہ ان کی والدہ کا نام تھا اور والد کا نام ابراہیم بن سہم بن مقسم بصری، ابو بشر اسدی تھا۔ عبد العزیز بن صہیب، ایوب سختیانی، حمید طویل سے سماع حدیث کی ہے۔ابن جریج، ابن حنبل، ابن معین، ابن ابی شیبہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ بغداد میں ۱۹۴ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔سعید بن عبید: بن سباق ابو سباق ثقفی، انہوں نے اپنے والد گرامی، ابو ہریرہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کی ہیں۔ زہری، اسماعیل بن محمد، ابن اسحق نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۳)۔۔۔عبید اللہ سباق کے والد: انہوں نے سہل بن حنیف، اسامہ بن زید، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے ان کے بیٹے سعید، ابو امامہ بن سہل بن حنیف، زہری نے روایات بیان کی ہیں۔(۴)۔۔۔سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ: بن وہب انصاری مدنی ابو ثابت یا ابو سعید یا ابو الولید کہلاتے تھے۔ بدر میں شریک ہوئے۔ سید عالم ﷺ کی چالیس احادیث نقل کی ہیں۔ جس میں سے چار میں اتفاق ہوا اور دو پر امام مسلم منفرد ہیں۔ان سے ان کے بیٹے، ابو امامہ بن سہل، ابو وائل اسدی، عبد الرحمن بن ابی لیلی نے روایات بیان کی ہیں۔ ۳۸ھ میں کوفہ میں انتقال کیا اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ان کی جنازہ پڑھائی۔

حدیث نمبر "۲۱۱" کے رجال

(۱)۔۔۔معاویہ بن صالح: بن معاویہ بن عبید اللہ بن یسار، ابو عبید اللہ اشعری دمشقی، انہوں نے محمد بن سہل دمشقی، یحیی بن معین، محمد بن بشار بندار سے روایات بیان کی ہیں۔ان سے ابو حاتم، ابو زرعہ، ابو عوانہ، نسائی نے روایات بیان کی ہیں۔ ۲۶۳ھ میں دمشق میں انتقال کیا۔(۲)۔۔۔علاء بن حارث: بن عبد الوارث ابو وہب دمشقی، انہوں نے مکحول، قاسم بن عبد الرحمن، حکیم بن حزام سے روایت نقل کی ہیں جب کہ ان سے امام اوزاعی، معاویہ بن صالح، معاویہ بن یحیی نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، ۱۳۶ھ میں ستر سال کی عمر میں انتقال کیا۔(۳)۔۔۔حرام: ابن حکیم بن خالد بن سعد بن حکم انصاری، انہوں نے ابو ہریرہ، اپنے چچا عبد اللہ بن سعد، ابوذر غفاری، انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔ان سے علاء بن حارث، زید بن واقد، عبد اللہ بن

علاء بن زید نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔(۴)۔۔۔عبداللہ بن سعد انصاری: حرام بن حکیم انصاری کے چچا، ان سے حرام بن حکیم، خالد بن معدان، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۲۱۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ہارون بن محمد بن بکار: بن ہلال عامری دمشقی، انہوں نے مروان بن محمد، محمد بن عیسی کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ابوداؤد، نسائی اور ابوحاتم رازی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۲)۔۔۔مروان بن محمد: بن حسان، ابوبکر دمشقی، انہوں نے سعید بن عبدالعزیز، مالک بن انس، ہثیم بن حمید سے روایت کی ہے۔ صفوان بن صالح، ہشام بن خالد ازرق، عبداللہ بن احمد بن ذکوان نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ثقہ راوی تھے۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۳)۔۔۔ہیثم بن حمید: ابواحمد غسانی دمشقی، انہوں نے علاء بن حارث، یحیی بن حارث، نعمان بن منذر، اوزاعی سے سماع حدیث کی ہے۔ مروان بن محمد، عبداللہ بن یوسف، ابوتوبہ ربیع بن نافع نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ثقہ راوی تھے۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۲۰۶" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔مذی نکلنے سے غسل نہیں بلکہ وضو کرنا واجب ہوتا ہے۔(۲)۔۔۔پانی جب کود کر نکلے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔(۳)۔۔۔انسان کے لئے مناسب ہے بلکہ واجب ہے کہ دینی امور میں سوال کرے اور اس حوالے سے شرم کرنا چھوڑ دے۔

حدیث نمبر "۲۰۷" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔مذی غسل نہیں بلکہ وضو کو واجب کرتی ہے۔(۲)۔۔۔مسئلہ پوچھنے پر جواب دینا جائز ہے۔(۳)۔۔۔خبر لانے والے کی خبر پر اعتماد قائم ہونا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقداد کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے عمل کیا۔(۴)۔۔۔حدیث مذکورہ میں سُسرالی رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا درس ہے اور یہ بھی کہ اپنے سُسرالیوں سے اُس قسم کے سوال نہ کئے جائیں جو حیاء سوز ہوں بلکہ کمال احتیاط کا پہلو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فعل سے ظاہر ہے۔ (شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب المذی، ج ۱، ص ۲۸۱ وغیرہ)

مذی، منی اور ودی کی تعریفات

(۱)۔۔۔مذی: وہ سفید پتلا پانی جو ملاعبت کے وقت نکلتا ہے۔(۲)۔۔۔منی: وہ گاڑھا سفید پانی جس کے نکلنے کے بعد ذکر کی تندی اور انسان کی شہوت ختم ہو جاتی ہے۔(۳)۔۔۔وَدی: وہ سفید پانی جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔

(الهداية، كتاب الطهارة، ج ۱، ص ۴۹)

مذی اور ودی کے احکام

مذی کے بارے میں تین لغات ہیں: ذال کے سکون اور یاء کی تخفیف کے ساتھ، ذال کے کسرہ اور یاء کی تشدید کے ساتھ اور تیسری لغت کے مطابق ذال کی کسرہ اور یاء کے سکون کے ساتھ ہے۔ علماء کا اس بارے میں اجماع ہے کہ مذی اور ودی کے خروج کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا جیسا کہ "شرح المهذب" میں ہے۔ اور جب ان کے خروج سے غسل واجب نہیں ہوتا تو پھر وضو کرنا واجب ہوتا ہے۔ مذی کے بارے میں احادیث مشہورہ ماقبل مفصل بیان کردی گئی ہیں۔ اگر کسی کے ذہن میں سوال پیدا ہو کہ ودی کے بعد وضو کرنا کیوں واجب ہے حالانکہ سابقہ پیشاب کے بعد وضو واجب ہو چکا تھا؟ ہم اس کے کئی جواب دیں گے:

(۱)۔۔۔ کیونکہ ودی میں پیشاب کی چھینٹ پائی جاتی ہیں اور ودی وضو کو توڑ دیتی ہے۔ (۲)۔۔۔ جو شخص پیشاب کے بعد ودی کے خروج سے پہلے وضو کرے اور بعد میں خروج ودی ہو تو اُس پر دوبارہ وضو کرنا واجب ہوگا۔ (۳)۔۔۔ وضو کا ٹوٹنا تصور کر کے وضو کرنا واجب ہوگا جیسا کہ ابو حنیفہ نے اِس پر مزارعہ کے مسائل کی تفریع بٹھائی اور اس کے جواز کے قائل ہیں۔ (۴)۔۔۔ ودی چونکہ پیشاب یا جماع کے غسل کرنے کے بعد نکلنے والا پانی ہوتا ہے اور لیس دار چکنے والا پانی ہوتا ہے جیسا کہ "الخزانة"، "التبیین" میں ہے، لیکن اس کی تفسیر پیشاب کے بعد نکلنے والے پانی سے کی جاتی ہے۔ (۵)۔۔۔ پیشاب کے بعد وضو کرنا واجب قرار پایا تو پھر ودی کے بعد بھی وضو کرنا واجب ہونے کے منافی نہ ہوگا اور دونوں صورتوں میں وضو کرنا واجب قرار پائے گا۔

(البحر الرائق، کتاب الطهارة، مطلب فی حکم تنشیف الاعضاء بعدالوضوء، ج۱، ص۱۳۹ وغیرہ)

حائضہ عورت سے قربت کے احکامات واختلاف ائمہ

حائضہ سے مباشرت ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں تین اقوال پائے جاتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ حائضہ عورت کے فرج میں جماع کرنا، یہ بالا جماع حرام ہے اور اس کی حرمت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ ہمارے اصحاب کا کہنا ہے کہ جو یہ گمان کرے کہ حائضہ عورت سے اُس کے فرج میں جماع حلال ہے تو ایسا شخص کافر و مرتد ہوگا اور اگرچہ ایسا کرنے والا شخص اس کے حلال ہونے کا عقیدہ نہ رکھے اور اگر بھول کر یا جہالت کی بناء پر حیض کی حالت میں جماع کر بیٹھا یا اس بات پر جاہل رہا کہ حیض کی حالت میں جماع کرنا حرام ہے یا حالت حیض میں جماع کو مکروہ جان کر جماع کر بیٹھا تو ایسے عمل پر نہ تو گناہ ہے اور نہ ہی کفارہ، لیکن اگر جان بوجھ کر حیض کی حالت میں حرمت جانتے ہوئے فرج میں جماع کیا تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا اور شوافع نے اِس پر کبیرہ گناہ کی حرمت کا حکم لگایا ہے اور ایسے شخص پر توبہ کرنا واجب ہے۔ اور کفارہ کے واجب ہونے کے حوالے سے شوافع کے دو اقوال ہیں: جن میں سے اصح قول جو کہ جدید بھی ہے اور امام مالک وابو حنیفہ واحمد سے بھی ایک روایت یہی ہے اور جمہور سلف کا بھی یہی قول ہے کہ ایسے شخص پر کوئی کفارہ نہیں اور سلف میں سے عطاء، ابن ابی ملیکہ، شعبی، نخعی، مکحول، زہری، ابوزناد، ربیعہ، حماد بن ابی سلیمان، ایوب سختیانی، سفیان ثوری، لیث بن سعد بھی اسی جانب گئے ہیں۔ دوسرا قول جو کہ قدیم

ضعیف ہے اور اس صورت میں کفارہ متعین کرتا ہے اور یہ حضرت ابن عباس، حسن بصری، سعید بن جبیر، قتادہ ،اوزاعی ،اسحق ،احمد رضی اللہ عنہم سے ایک روایت کے مطابق، پس حسن وسعید کے مطابق گردن آزاد کرائے اور باقی حضرات کے نزدیک دینار یانصف دینار کفارہ دیناپڑے گااور یہ عمل کرنے والے کی حالت کی بناءپر متعین کیاجائے گا اور یہ حضرات اس کفارے کو حدیث پر محمول کرتے ہیں جو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول مرفوع حدیث ہے۔

*۔۔۔"جو حائضہ عورت کے پاس جائے تواُسے چاہیے کہ دینار یانصف دینار صدقہ کرے"۔یہ حدیث بالاتفاق ضعیف حدیث ہے،اور صحیح مسئلہ یہی ہے کہ ایسی صورت میں کوئی کفارہ نہیں ہے۔

(۲)۔۔۔حائضہ عورت سے ناف کے اوپر اور گھٹنے سے نیچے مباشرت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، مثلا بوس وکنار، معانقہ، چھونا، وغیرہ جائز ہے اور یہ علماء کے نزدیک بالاتفاق حلال ہے، شیخ ابو حامد اسفرائینی اور جماعت کثیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

(۳)۔۔۔ناف اور زانو کے مابین قُبُل ودُبُر کے سواقربت کرنااور اس میں ہمارے اصحاب کے تین اقوال ہیں: اصح ترین قول اور جمہور سے مشہور ترین قول یہی ہے کہ حرام ہے۔دوسرا قول یہ ہے کہ حرام نہیں ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے،اور یہ وجہ مختار ہونے کی حیثیت سے زیادہ قوی ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ مباشرا اپنے نفس پر ضبط کرنے اور بچنے والا ہو، جب کہ اس کی شہوت میں ضعف پایاجائے یاشدتِ ورع پائی جائے تو جائز ہے ورنہ نہیں،اور یہ عمدہ وجہ ہے جو کہ ابوالعباس بصری نے اپنے اصحاب سے نقل کی ہے اور مطلق تحریم والی صورت یعنی اول وجہ کی جانب امام مالک وابو حنیفہ اور اکثر علماء جن میں سعید بن مسیب، شریح، طاؤس، عطاء، سلیمان بن یسار، قتادہ وغیرہ گئے ہیں ،اور جواز کی جانب عکرمہ، مجاہد، شعبی، نخعی، حکم، ثوری،اوزاعی،احمد بن حنبل، محمد بن حسن،اصبغ،اسحق بن راھویہ، ابو ثور،ابن المنذر،داؤد نے جزم کیا ہے۔

جان لیں کہ وطی اور مباشرت کی حرمت حیض کی مدت اوراس کے منقطع ہونے کے بعد جب تک کہ عورت غسل نہ کرلے یاپانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم نہ کرلے،اُس وقت تک ہے،یہ ہمارا(شوافع کا) مذہب ہے اورامام مالک ،احمد،جمہور سلف وخلف کا مذہب ہے ،اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ جب اکثر حیض کا خون منقطع ہوگیا تو وطی حلال ہوجائے گی اور جمہور نے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے فرمان ﴿ولا تقربوھن حتی یطھرن فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم اللہ﴾ سے دلیل پکڑی ہے۔

(النووی علی مسلم، کتاب الحیض، باب: مباشرۃ الحائض فوق الازار، رقم:۲۹۳/ (۱)،ص ۲۹۲وغیرہ)

(۸۴) بَابٌ فِي الْإِكْسَالِ
دخول کا بیان

(۲۱۴) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي بَعْضُ مَنْ اَرْضَى اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: اِنَّمَا جُعِلَ ذٰلِكَ رُخْصَةً لِلنَّاسِ فِي اَوَّلِ الْاِسْلَامِ لِقِلَّةِ الثِّيَابِ ثُمَّ اَمَرَ بِالْغُسْلِ وَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: يَعْنِي الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے شروع اسلام میں کپڑوں کی قلت کے باعث لوگوں کو اس (دخول سے غسل واجب نہ ہونے کی) رخصت دی تھی، پھر غسل کرنے کا حکم فرمایا اور غسل ترک کرنے سے منع فرما دیا گیا، امام ابو داود نے فرمایا کہ خروج کی صورت میں غسل کرنا ضروری ہے۔

(۲۱۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الْبَزَّازُ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا مُبَشِّرٌ الْحَلَبِيُّ عَنْ مُحَمَّدٍ اَبِي غَسَّانَ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اَنَّ الْفُتْيَا الَّتِي كَانُوْا يُفْتُوْنَ اَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ كَانَتْ رُخْصَةً رَخَّصَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي بَدْءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَمَرَ بِالْاِغْتِسَالِ بَعْدُ۔

حضرت سہل بن سعد کا بیان ہے کہ حضرت ابی بن کعب نے فرمایا کہ لوگ جو یہ فتوی دیتے ہیں کہ انزال ہونے سے غسل لازم آتا ہے، یہ رخصت تھی کہ شروع اسلام میں سید عالم ﷺ نے معافی عطا فرمائی تھی، پھر اُس کے بعد غسل کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۲۱۶) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْفَرَاهِيْدِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِي رَافِعٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ وَاَلْزَقَ الْخِتَانَ بِالْخِتَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔

ابو رافع نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب مرد عورت کی چاروں شاخوں (دونوں رانوں اور پنڈلیوں) کے مابین بیٹھ گیا تو ختنہ ختنے سے جا ملا تو غسل واجب ہو گیا"۔

(۲۱۷) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ وَكَانَ اَبُوْ سَلَمَةَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "پانی (احتلام کی منی) نظر آنے سے غسل ہے"، ابو سلمہ ایسا ہی کرتے تھے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا عنوان ہے: "فی الاکسال" اور اس کے تحت چار احادیث لائے، جس میں شرمگاہوں کے ملنے سے غسل فرض ہو جانے کا بیان ہے۔ صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع پر درج ذیل احادیث و مقامات مذکور ہیں۔

*۔۔۔ عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو تو کیا کرے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز جیسا وضو کرے اور اپنی شرمگاہ دھولے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی سنا ہے میں (حضرت زید رضی اللہ عنہ) نے حضرت علی، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی حکم بتایا۔ مجھے (یحیی راوی کو) خبر دی ابو سلمہ، عروہ بن زبیر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی سنا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب: غسل ما یصیب من فرج، رقم: ۲۹۲، ص۵۱)

*۔۔۔ حضرت ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنی بیوی سے ہم بستر ہو پھر انزال سے پہلے علیحدہ ہو جائے تو وہ اپنے آلہ کو دھو کر وضو کرے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: انما الماء من الماء، رقم: (٦٦٧)/ ۳۴٦، ص۱۷۷)

*۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ احتلام میں منی کے نکلنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب: ما جاء ان الماء من الماء، رقم: ، ص۴٦)

*۔۔۔ علی بن محمد الطنافسی، عبدالرحمن ابراہیم الدمشقی، ولید بن مسلم اوزاعی، عبدالرحمن بن القاسم، قاسم بن محمد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب دونوں شرمگاہیں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فعل کرتے اور غسل فرماتے۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی وجوب الغسل، رقم: ٦٠٨، ص۱۱۹)

حل لغات

الاکسال: بے انزال کے جماع کرنا یا منی باہر گرانا۔ انما جعل ذلك: یعنی انزال ہونے کی صورت میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔ کانت رخصة فی بداء الاسلام: یعنی ابتدائے اسلام میں لوگوں کے پاس کپڑے کم ہونے کی باعث رخصت دی گئی تھی، پھر رخصت ختم کر کے غسل کرنے کا حکم دیا گیا۔

بین شعبھا الاربع: یعنی چاروں شاخیں مراد دورانیں اور پنڈلیاں ہیں۔ الزق الختان: یعنی شرمگاہوں کا باہم مل جانا۔

کان ابو سلمة: مراد عبداللہ بن عبدالرحمن ہیں۔

حدیث نمبر "۲۱۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ابی بن کعب: بن قیس انصاری، سید عالم ﷺ سے ۱۶۴احادیث نقل کی ہیں جن میں سے تین پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ بخاری چار اور مسلم سات احادیث میں منفرد ہوئے ہیں۔ان سے ابوایوب انصاری، عبداللہ بن عباس، ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہم، جب کہ تابعین میں سے سوید بن غفلہ، وزر بن حبیش، عبدالرحمن بن ابی لیلی نے روایات بیان کی ہیں، ۹ھ میں انتقال کیا۔

حدیث نمبر "۲۱۵" کے رجال

(۱)۔۔۔محمد بن مہران: جمال ابو جعفر رازی، انہوں نے معتمر بن سلیمان، جریر بن عبدالحمید، عیسی بن یونس، فضیل بن عیاض، وبہز بن اسد، مبشر حلبی سے سماع حدیث کی ہے۔ ابوزرعہ، ابو حاتم، بخاری، مسلم، ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ان کا انتقال ۲۳۹ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔ مبشر: بن اسماعیل ابو اسماعیل حلبی کلبی، انہوں نے اوزاعی، شعیب بن ابی حمزہ، تمام بن نجیح سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے عثمان بن ابی شیبہ، زیاد بن ایوب، دُحیم، محمد بن مہران نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے اور حلب میں ۲۰۰ھ میں انتقال کیا۔(۳)۔۔۔ محمد بن مطرف بن داؤد: بن مطرف بن عبداللہ بن ساریہ، ابو غسان لیثی مدنی، انہوں نے ابو حازم سلمہ بن دینار، صفوان بن سلیم، محمد بن منکدر، ابن عجلان سے سماع حدیث کی ہے۔ ثوری، ابن مبارک، مبشر حلبی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۲۱۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو رافع: نفیع صائغ مدنی، جاہلیت کا دور پایا اور سید عالم ﷺ سے ملاقات ثابت نہیں، بصرہ کی جانب منتقل ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضی، ابن مسعود، زید بن ثابت، ابو موسی اشعری، بی بی حفصہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ حسن بصری، ثابت بنانی، مروان اصفر نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۲۱۷" کے مستفاد مسائل

عمر بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے ذکر کیا کہ "الماء من الماء" جمہور صحابہ اور ان کے بعد والوں کی طرف سے منسوخ ہے، اور وہ بغیر انزال کے جماع ہونے سے غسل کو ساقط اور پھر واجب مانتے تھے، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق ایسا ہونا منسوخ نہیں ہے بلکہ غسل واجب ہونے کی نفی نیند میں رویت کے حوالے سے جب کہ انزال نہ ہوا ہو اور یہ حکم بلا شک باقی ہے اور یہ سنت سے سنت کی منسوخیت پائی جارہی ہے اور اس کی چار اقسام ہیں: (۱)۔۔۔سنت متواترہ کی سنت متواتر سے منسوخیت۔(۲)۔۔۔خبر واحد کی اسی کی مثل خبر واحد سے منسوخیت۔(۳)۔۔۔ خبر واحد کی سنت متواترہ سے منسوخیت۔(۴)۔۔۔ سنت متواترہ کی خبر واحد سے

منسوخیت۔ پس پہلی تین اقسام تو بلا خلاف جائز ہیں، جب کہ چوتھی قسم جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہے، جب کہ بعض اہل ظاہر کے نزدیک جائز ہے، پس صحیح مسلم کے الفاظ یوں ہیں: "انما الماء من الماء"۔

کسی چیز کا خاص طور پر ذکر ہونا اس کے ماسوا سے نفی پر دلیل نہیں ہوتا

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کسی چیز کا خاص طور پر ذکر ہونا اس کے ماسوا کی نفی پر دلالت نہیں کرتا، اللہ جل جلالہ کا فرمان: ﴿ولا تقولن لشایئ انی فاعل ذلك غدا الا ان یشاء الله اور ہر گز کسی بات کو نہ کہنا کہ میں کل یہ کردوں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے (الکہف: ۲۴،۲۳)﴾۔ پس ان شاء اللہ استثناء بالغد کے سوا دیگر اوقات مستقبلہ مثلاً کل کے بعد، ایک ماہ کے بعد یا ایک سال کے بعد وغیرہ اوقات کو بھی شامل ہے۔ اسی طرح سید عالم ﷺ کا فرمان: "تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور نہ ہی اس میں غسل جنابت اتارے"۔ پس سید عالم ﷺ کا یہ فرمان غسل جنابت کے سوا دیگر کی نفی نہیں کرتا یعنی جس طرح جنابت کا غسل کرنا واجب ہے بالکل اسی طرح حیض و نفاس کا غسل بھی اتارنا پڑے گا۔ پس یونہی تمام اقسام کے غسل جو کہ منی سے متعلق ہیں اس کے غیر کو بھی شامل ہیں۔ پس چاہے حیض و نفاس ہوں یا غسل جنابت، انزال ہو یا نہ ہو اور شرمگاہیں مل جائیں سب صورتیں غسل کرنے کو لازم کرتی ہیں جس کے الگ الگ مسائل کتب فقہ میں موجود ہیں۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: الاکسال، ج ا، ص ۲۸۸)

منی کے نکلنے سے غسل واجب ہونے میں اختلاف ائمہ

مرد و عورت کی حالت نیند یا بیداری میں کود کر شہوت کے ساتھ منی خارج ہونے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ جب کہ شوافع کے نزدیک کسی بھی صورت میں منی خارج ہو غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے، چہ جائے کہ شہوت پائی جائے یا نہ پائی جائے، بوجھ اٹھانے یا بلند مکان سے گرنے کی صورت میں خارج ہونے والی منی سے بھی شوافع کے نزدیک غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ شوافع کی دلیل ذیل میں موجود احادیث ہیں:

*۔۔۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "الماء من الماء یعنی پانی (احتلام کی مَنی) نظر آنے سے غسل واجب ہے"۔

*۔۔۔ عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "انما الماء من الماء فی الاحتلام یعنی پانی (احتلام کی مَنی) نظر آنے سے غسل واجب ہے"۔

ہم کہتے ہیں کہ حکم جنابت طہارت کو شامل ہے، اور یہی حکم اللہ جل جلالہ کے فرمان: ﴿وان کنتم جنبا فاطهروا اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو (المائدۃ: ٦)﴾ میں ملتا ہے، اور لغت میں شہوت کے ساتھ منی خارج ہونے کو جنابت کہتے ہیں، اور جنابت کے لغوی معنی بُعد بھی ہیں یعنی وہ وقت جس میں انسان کو مساجد، نماز اور قرائت قرآن سے دور رہنے کا حکم ہے یہاں تک کہ غسل نہ کر لے۔ اور اسی سے اجنبی اور غریب ہیں یعنی اجنبی شخص اپنے قرابتداروں سے اور غریب شخص اپنے وطن سے دور ہوتا ہے۔ پھر امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک منی کا

اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ خروج کرنا غسل فرض کرتا ہے۔ جب کہ امام ابو یوسف کے نزدیک بھی ظہور منی میں شہوت کا پایا جانا شرط ہے اور انفصال و ظہور میں شہوت ہی کا اعتبار کرتے ہیں اور بالا تفاق شہوت میں حال انفصال کی شرط مانی گئی ہے، پس مناسب ہے کہ اِسے خروج کی شرط مان لیا جائے۔ اور امام اعظم و امام محمد کے نزدیک جہت انفصال میں عبادت میں احتیاط کے پیش نظر جانب کو ترجیح دینے کی صورت میں غسل کو واجب قرار دیا ہے اور جب شرمگاہیں آپس میں مل جائیں چہ جائے کہ انزال ہو یا نہ ہو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ جس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے۔

*۔۔۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب شرمگاہیں آپس میں مل جائیں اور حشفہ چھپ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے چہ جائے کہ انزال ہو یا نہ ہو"۔

جمہور علماء، صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والوں نے بھی اس صورت میں وجوب غسل کا قول کیا ہے، اگرچہ انزال نہ ہی ہو۔ اور ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ، ابو بکر صدیق، عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہم اور آخرین اور اسی طرح ابراہیم نخعی، ثوری، ابو حنیفہ، شافعی، احمد نے بھی یہی قول کیا ہے کہ جب شرمگاہیں آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے چہ جائے کہ انزال ہو یا نہ ہو۔ "المغنی" میں ابن قدامہ سے ہے کہ جب حشفہ فرج میں چھپ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے چہ جائے کہ مختون شدہ ہوں یا نہ ہوں، مرد و عورت کی شرمگاہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں، ہاں اگر شرمگاہیں نہ ہی ملیں تو بالا تفاق غسل واجب نہیں ہوتا اور یہ بھی کہ قربت قُبل میں ہو یا دُبر میں، انسان کے ساتھ ہو یا حیوان کے ساتھ، زندہ کے ساتھ ہو یا مردہ کے ساتھ، سونے والے کے ساتھ ہو یا بیدار کے ساتھ ہر صورت میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔

(البنایة، کتاب الطهارة، فصل فی الغسل، ج۱، ص۳۲۵ وغیرہ)

(۸۵) بَابٌ فِي الْجُنُبِ يَعُودُ
جنبی کا دوبارہ جماع کرنا

(۲۱۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰكَذَا رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ وَمَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ عَنِ الزُّهْرِيِّ كُلُّهُمْ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

حمید طویل نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ کسی روز ایک غسل سے اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس ہو کر آتے تھے، امام ابو داؤد نے فرمایا کہ اسی طرح ہشام بن زید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت

کی ہے اور معمر، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور صالح بن ابو الاخضر نے زُہری سے، سب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اِسے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "في الجنب يعود" اور اس کے تحت فقط ایک ہی حدیث ذکر کی، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل احادیث اور ان کے مقاماتِ تخریج موجود ہیں۔

*۔۔۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات اور دن کی ایک ہی ساعت میں اپنی ازواج مطہرات کے پاس پھر آتے تھے جو گیارہ تھیں، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا اتنی طاقت تھی؟ فرمایا کہ ہم یہ کہا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیس مردوں کی طاقت مرحمت فرمائی گئی ہے، سعید نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے نو ازواج مطہرات بیان فرمائیں۔

(صحيح البخاري، كتاب الغسل، باب: اذا جامع ثم عاد، رقم: ۲۶۸، ص۴۸)

*۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی رات میں اپنی ازواج مطہرات کے پاس دورہ فرمالیا کرتے تھے اور ان دنوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو ازواج مطہرات تھیں۔

(صحيح البخاري، كتاب الغسل، الجنب يخرج ويمشي في السوق، رقم: ۲۸۴، ص۵۰)

*۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی غسل سے تمام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے۔ (سنن الترمذي، كتاب الطهارة، باب: ما جاء في الرجل يطوف، رقم: ۱۴۰، ص۵۷)، (سنن النسائي، باب: اتيان النساء قبل احداث، رقم: ۲۶۳، ص۴۷)، (سنن ابن ماجة، كتاب الطهارة، باب: ما جاء فيمن يغتسل من، رقم: ۵۸۹، ص۱۱۵)

حل لغات

طاف: جو کسی چیز کے گرد چکر لگائے، گھر میں کسی چیز کے گرد چکر لگائے۔

فی غسل واحد: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ہی غسل سے اپنی ازواج کے پاس باری باری تشریف لے جانا ان کی رضامندی پر محمول کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر "۲۱۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ ہشام بن زید: بن انس بن مالک انصاری بصری، انہوں نے اپنے والد سے سماع حدیث کی ہے۔ عبد اللہ بن عون، شعبہ، حماد بن سلمہ نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ (۲)۔۔۔ صالح بن ابی اخضر یمانی: ہشام بن عبد الملک کے مولی تھے۔ زہری، محمد بن منکدر، ولید بن ہشام سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے نضر بن شمیل، عکرمہ بن عمار، ابوداؤد طیالسی نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۲۱۸" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔فی الفور غسل کرنا واجب نہیں ہے، ہاں اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو فی الفور غسل کر کے نماز ادا کرے اور یہی اجماعِ امت سے ثابت ہے۔(۲)۔۔۔حسبِ طاقت جماع کی کثرت کرنے میں کوئی کراہیت نہیں ہے۔(۳)۔۔۔ایک سے چار تک بیویاں رکھنے میں کوئی کراہیت نہیں اگر ان کے حقوق ادا کر سکتا ہو۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة ، باب:الجنب يعود، ج۱،ص۲۹۱وغیرہ)

حدیث کے ظاہر سے دو جماع کے مابین غسل واجب ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف

*۔۔۔ابی رافع سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ ایک رات اپنی تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے اور فلاں فلاں کے پاس غسل فرمایا، میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے ایک ہی غسل کیوں نہ فرمایا؟ فرمایا: "قلبی طہارت بہتری اور جسمانی طہارت اس سے بہتر ہے"۔

(سنن ابوداؤد، كتاب الطهارة ،باب:الوضوء لمن اراد ان يعود، رقم:۲۱۹،ص۵۴)

حدیث کے ظاہر سے یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ دو جماع کے مابین غسل کرنا واجب ہے، میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ علماء کا اس بارے میں اجماع ہے کہ دو جماع کے مابین غسل کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے یہاں تک کہ بعض نے اس حدیث سے دو جماع کے مابین غسل کو مستحب مانا ہے، جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث میں ہے:

*۔۔۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "سید عالم ﷺ ایک ہی غسل سے ازواج کے ساتھ رات بسر فرماتے تھے"۔

دو جماع کے مابین وضو کرنے کے بارے میں اختلاف ہے، جمہور کا قول یہ ہے کہ دو جماع کے مابین وضو کرنا واجب نہیں ہے۔ابن حبیب مالکی اور داؤد ظاہری کے نزدیک واجب ہے۔ابن حزم کہتے ہیں اور یہی قول عطاء، ابراہیم، عکرمہ، حسن، ابن سیرین کا ہے اور انہوں نے ابو سعید کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اپنی ازواج کے پاس تشریف لائے تو جماع کے مابین وضو کر لے" اس حدیث کو مسلم نے حفص بن عاصم، ابوالمتوکل سے تخریج کیا ہے۔اور جمہور نے حدیث مذکورہ کو مستحب کے زمرے میں داخل کیا ہے، نہ کہ واجب کے زمرے میں۔طحاوی میں موسیٰ بن عقبہ، ابواسحق، اسود اور بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سند سے مروی ہے کہ فرماتی ہیں: "سید عالم ﷺ اپنی ازواج سے شب باشی فرماتے اور وضو نہ فرماتے"۔ابو عمر کہتے ہیں کہ میں اہل علم میں سے کسی کو نہیں جانتا جو کہ وضو کرنے کو واجب کہتا ہو سوائے اہل ظاہر کے۔

(عمدة القاری، کتاب الغسل، باب:اذا جامع ثم عاد ومن،ج۳،ص ۳۵وغیرہ)

سید عالم ﷺ کی ازواج کی تعداد، ترتیب، وفات شریفہ اور دخول کے اختلاف

سید عالم ﷺ کی ازواج کی تعداد، ان کی ترتیب، ان میں سب سے پہلے کس نے دار فناء سے پردہ فرمایا، کس کے ساتھ

سید عالم ﷺ نے دخول فرمایا اور کس کے ساتھ نہ فرمایا، کسے نکاح کا پیغام پہنچایا اور کس سے نکاح نہ فرمایا، کس نے اپنے نفس کو سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں بخوشی پیش فرمایا، پس سب سے پہلے سید عالم ﷺ نے بی بی خدیجۃ الکبری بنت خویلد، اس کے بعد سودہ بنت زمعۃ، عائشہ بنت ابو بکر، حفصہ بنت عمر فاروق، اس کے بعد ام سلمہ جن کا نام ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ تھا، پھر جویریہ بنت حارث، اس کے بعد زینب بنت جحش، زینب بنت خزیمہ، ریحانہ بنت زید (رضی اللہ عنھن) بنو قریظہ، اور ایک قول کے مطابق ان کا تعلق بنو نضیر سے تھا، انہیں آزاد کیا اور پھر سن ٦ ھ میں ان سے نکاح فرمایا۔ ان کا انتقال حجۃ الوداع سے واپسی پر ہوا، اور بقیع میں ان کا دفن ہوا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا انتقال سن ١٦ ھ میں ہوا لیکن پہلا قول اصح ہے۔ اس کے بعد ام حبیبہ جن کا نام رملہ بنت سفیان ہے، یہ معاویہ بنت ابو سفیان کی بہن تھیں اور اس نام کی صحابیات میں کوئی اور نہیں ہوئیں۔ اس کے بعد صفیہ بنت حیی بن اخطب جو کہ حضرت ہارون کی قوم سے ہوئیں ہیں جنہیں سید عالم ﷺ نے سن ٧ ھ میں خیبر کے دن منتخب فرمایا۔ اس کے بعد میمونہ بنت حارث سے نکاح فرمایا اور یہ نکاح اُس وقت ہوا جب کہ ذی القعدۃ الحرام سن ٧ ھ میں عمرے کی قضاء سے مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلے پر تھے اور اسی طرح فاطمہ بنت ضحاک اور اسماء بنت نعمان رضی اللہ عنھن سے نکاح فرمایا۔

اور وہ خواتین جن سے سید عالم ﷺ نے دخول فرمایا یا عقد نکاح فرمایا اور دخول نہ فرمایا، ان کی تعداد اٹھائیس ہے۔ ریحانہ بنت زید جس کا ذکر ہم نے ماقبل کر دیا۔ کلابیہ، ان کا نام عمرہ بنت زید یا عالیہ بنت ظبیان بتایا جاتا ہے، زہری کہتے ہیں سید عالم ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان سے نکاح فرمایا، دخول بھی فرمایا اور انہیں نکاح کے بندھن سے آزاد فرمایا، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ ان کے ساتھ دخول نہ فرمایا اور نکاح سے آزاد فرمادیا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ایسا معاملہ فاطمہ بنت ضحاک سے ہوا ہے۔ زہری کہتے ہیں سید عالم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا اور ناپسند جانا تو طلاق دی، اسی طرح کا معاملہ اسماء بنت نعمان کے ساتھ بھی فرمایا۔ وقیلہ بنت قیس جو کہ اشعث بن قیس کی بہن تھیں، ان سے بھی نکاح ہوا، کہا جاتا ہے کہ ملیکہ بنت کعب لیثی سے نکاح فرمایا اور ان کے ساتھ دخول بھی فرمایا اور ان کا انتقال بھی سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری میں ہوا۔ اسماء بنت صلت سلمیہ، ایک قول کے مطابق ان کا نام سبا تھا، سید عالم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح فرمایا لیکن دخول سے قبل ان کا انتقال ہو گیا، ام شریک ازدیہ ان کا نام عزیہ بھی بتایا جاتا ہے، دخول سے قبل ہی سید عالم ﷺ نے انہیں نکاح سے آزاد فرمادیا تھا۔ یہی وہ خاتون ہیں جنہوں نے سید عالم ﷺ کو اپنا نفس ہبہ کیا تھا اور یہ نیک خاتون تھیں۔ خولہ بنت ہذیل سے نکاح فرمایا، پس ان کا بھی انتقال ہو گیا، شراف بنت خالد جو کہ دحیہ کلبی کی بہن تھیں سید عالم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا لیکن دخول نہ فرمایا اور ان کا انتقال ہو گیا۔ لیلی بنت خطیم جن سے سید عالم ﷺ نے نکاح فرمایا، بڑی غیور خاتون تھیں انہوں نے سید عالم ﷺ سے اقالہ کرنا چاہا تو سید عالم ﷺ نے ان سے اقالہ فرمایا۔ پھر عمرہ بنت معاویہ کندیہ، اس کے بعد جندعیہ بنت جندب سے نکاح فرمایا اور دخول نہ فرمایا، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ سید عالم ﷺ نے ان سے عقد نکاح نہ کیا تھا، اس کے

بعد غفاریہ یعنی السنانامی خاتون سے نکاح فرمایا،اس کے بعد ہند بنت یزید سے نکاح فرمایااور دخول نہ فرمایا،اس کے بعد صفیہ بنت بشامہ سے نکاح فرمایااور یہ وہ خاتون تھیں جنہیں سید عالم ﷺ نے اختیار دیا کہ اگر چاہیں تو سید عالم ﷺ انہیں نکاح کے شرف سے مشرف فرمائیں جو انہوں نے بخوشی پسند فرمایا جس پر بنو تمیم نے انہیں ملامت کی۔ام ہانی ان کا نام فاختہ بنت ابو طالب جو کہ حضرت علی بن ابو طالب کی بہن تھیں، سید عالم ﷺ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا لیکن انہوں نے کسی مجبوری کی وجہ سے عذر پیش کیا۔ ضباعہ بنت عامر کو نکاح کا پیغام بھیجا لیکن انہوں نے اپنے بڑھاپے کی وجہ سے نکاح کے ارادے کو ترک کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ حمزہ بنت عون مزنی کو نکاح کا پیغام بھیجا لیکن ان کے والد نے کسی وجہ سے انکار کر دیا، سودہ قرشیہ کو نکاح کا پیغام بھیجا لیکن وہ کسی معاملے میں پریشان تھیں اور خوف کرتی تھیں کہ مبادا سید عالم ﷺ کو ایسی مصیبت نہ آجائے جس کے باعث ارادہ ترک فرمایا، امامہ بنت حمزہ بن عبد المطلب سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کی گئیں لیکن یہ سید عالم ﷺ کی رضائی بھتیجی تھیں، عزہ بنت ابی سفیان بن حرب انہوں نے اپنی بہن ام حبیبہ کو سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا لیکن سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ان سے نکاح کرنا میرے لئے حلال نہیں کیونکہ ام حبیبہ کلبیہ میرے نکاح میں موجود ہیں اور سید عالم ﷺ نے ان کا نام ذکر نہ کیا۔ درۃ بنت ام سلمہ، لیکن یہ رضائی بھتیجی تھیں (نکاح نہ فرمایا)، امیمہ بنت شراحیل ان کا ذکر امام بخاری نے کیا ہے۔ حبیبہ بنت سہل انصاریہ جن سے سید عالم ﷺ نے نکاح کا ارادہ فرمایا لیکن پھر ارادہ ترک کر دیا۔ فاطمہ بنت شریح کا نام ابو عبید نے ازواج النبی ﷺ میں شمار کیا ہے۔ عالیہ بنت ظبیان سے سید عالم ﷺ نے نکاح فرمایا اور یہ سید عالم ﷺ کے پاس اُس وقت تک رہیں جب تک سید عالم ﷺ نے چاہا، پھر انہیں آزاد فرما دیا۔

(عمدۃ القاری، کتاب الغسل، باب :اذا جامع ثم عاد ومن ،تحت رقم:۲۶۸،ج۳،ص۴۰وغیرہ)

(۸۶) بَابُ الْوُضُوْءِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَعُوْدَ
دوبارہ جماع کرنے کی طرف لوٹنے والے کا وضو کرنا

(۲۱۹) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ عَنْ عَمَّتِهِ سَلْمٰى عَنْ اَبِي رَافِعٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى نِسَائِهِ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هٰذِهِ وَعِنْدَ هٰذِهِ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلَا تَجْعَلُهُ غُسْلًا وَاحِدًا قَالَ: هٰذَا اَزْكٰى وَاَطْيَبُ وَاَطْهَرُ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَحَدِيْثُ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَصَحُّ مِنْ هٰذَا۔

سلمی نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس گئے، ایک سے فارغ ہو کر غسل کرتے، پھر دوسری سے فارغ ہو کر، راوی کا بیان ہے میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول ﷺ، آپ ایک ہی غسل کیوں نہیں فرما لیتے؟ فرمایا کہ قلبی طہارت بہتری اور جسمانی طہارت اس سے زیادہ ہے، امام ابو داؤد نے فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے زیادہ صحیح ہے۔

(۲۲۰) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يُعَاوِدَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وُضُوءً.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس گیا، پھر دوبارہ جانا چاہے تو دونوں کے درمیان وضو کرلے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے یہاں باب کا نام رکھا: "الوضوء لمن اراد ان یعود" اور اس کے تحت دو احادیث بیان فرمائیں، صحاح میں اس موضوع سے متعلق فقط ایک ہی روایت مل سکی جو کہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔اسحاق بن منصور، عبدالصمد، حماد، عبدالرحمن بن ابی رافع، سلمی، ابو رافع فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات میں تمام ازواج کے پاس جاتے اور ہر بار غسل کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کیا ایک غسل کافی نہیں، آپ نے فرمایا یہ طریقہ زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہے۔

(سنن ابن ماجه ،كتاب الطهارة ،باب: فيمن يغتسل عند كل واحد، رقم: ۵۹۰، ص۱۱۵)

حل لغات

هذا ازكى: یعنی اس میں اللہ عزوجل کی زیادہ حمد ہے، دل کی پاکیزگی اور بدن کی طہارت ہے۔

اذا اتى احدكم اهله: جماع سے بطور کنایہ ذکر کیا گیا ہے۔

ثم بدا له: یعنی جب یہ ظاہر ہو کہ دوبارہ جماع کی جانب لوٹے گا۔

فليتوضا بينهما: یعنی دو جماع کے مابین وضو کرنا مراد ہے اور یہ جمہور کے نزدیک واجب نہیں ہے۔

حدیث نمبر "۲۱۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو رافع: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام، ان کا نام ابراہیم، اسلم، ہرمز یا ثابت قبطی بتایا جاتا ہے۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۲)۔۔۔سلمی: ابو رافع کی بہن، انہوں نے اپنے بھتیجے عبدالرحمن سے روایات نقل کی ہیں جو کہ سند حدیث میں مذکور ہیں۔ ابوداؤد و ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۲۲۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو متوکل: ان کا نام علی بن داؤد، انہوں نے عبداللہ بن عباس، ابو سعید خدری، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ بکر بن عبداللہ مزنی، قتادہ، عاصم احول نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی ہیں۔

حدیث نمبر "۲۱۹" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔طاقت ہونے کی صورت میں کثرت جماع میں کوئی کراہیت نہیں ہے۔ (۲)۔۔۔ہر جماع کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔

سید عالم ﷺ کو کتنے افراد کی قوت حاصل تھی؟

ما قبل ہم نے سید عالم ﷺ کے ایک ہی رات میں ازواج کے ساتھ شب باشی، ایک ہی غسل یا وضو کے اختلاف کو بیان کیا، یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ سید عالم ﷺ کو کتنے افراد کی قوت حاصل تھی؟ ابو یعلی میں ابو موسی و معاذ سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ کو تیس مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی۔ حلیہ میں ابو نعیم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ سید عالم ﷺ کو چالیس جنتی مردوں کی سی طاقت عطا کی گئی تھی۔ جامع الترمذی کے باب " صفت الجنة" میں عمران قطان، قتادہ اور انہوں نے انس سے نقل کیا ہے: "مومن کو جنت میں اِس اِس طرح قوت دی گئی ہے، صحابہ نے استفسار فرمایا یا رسول ﷺ آپ کو کتنی طاقت دی گئی؟ فرمایا: "سو آدمیوں کی"۔ یہ حدیث غریب صحیح ہے۔ ہم نے قتادہ سے عمران قطان کے علاوہ کوئی حدیث نہیں پہنچائی۔ صحیح ابن حبان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہی روایت منقول ہے، پس جب چالیس اور سو آدمیوں کی طاقت کا بیان کیا تو یہ ملا کر چار ہزار افراد کی طاقت بنتی ہے جو کہ سید عالم ﷺ کو عطا کی گئی اور ابن العربی کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کو مخلوق میں ظاہری اعتبار سے قوت دی گئی جیسا کہ حدیث میں ہے جب کہ کھانے پینے کے معاملے میں سید عالم ﷺ کو قناعت کی دولت وفضیلت سے نوازا گیا جو کہ امور اعتباریہ سے متعلق ہے جیسا کہ امور شرعیہ کی فضیلت کو جمع کیا گیا تاکہ دارین میں کمال کے درجے کو پہنچ جائیں۔ (عمدة القاري، كتاب الغسل، باب: اذا جامع ثم عاد، تحت رقم: ٢٦٨، ج٣، ص ٤١)

(٨٧) بَابٌ فِي الْجُنُبِ يَنَامُ
جنبی کا حالت جنابت میں سونا

(٢٢١) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ، ثُمَّ نَمْ۔

عبداللہ بن دینار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ رات کے وقت وہ جنابت کی حالت میں ہوتے ہیں، سید عالم ﷺ نے اُن سے فرمایا: "وضو کرو اپنی شرمگاہ کو دھو لو اور سو جایا کرو"۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام: "في الجنب ينام" رکھ کر ایک ہی حدیث پر اکتفاء کیا، صحاح میں اس موضوع پر کئی احادیث منقول ہیں جس کے مقامات تخریج درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ہم میں سے کوئی حالت جنابت میں سو سکتا ہے؟ فرمایا: "ہاں جب کہ تم میں سے کوئی وضو کرلے تو وہ حالت جنابت میں

سو سکتا ہے"۔(صحیح البخاری،کتاب الغسل، باب:نوم الجنب،الجنب یتوضا ثم ینام،رقم:۲۹۰،۲۸۷،ص ۵۱)،(صحیح مسلم،کتاب الحیض،باب جواز نوم الجنب واستحباب،رقم:(۵۹۰)/۳۰۶،ص ۱۶۳)،(سنن النسائی،کتاب الطھارۃ ،باب:وضوء الجنب وغسل ذکرہ،رقم:۲۶۰،ص ۷۲)،(سنن ابن ماجۃ، کتاب الطھارۃ ،باب:مَن قال لا ینام الجنب حتی،رقم:۵۸۴،ص ۱۱۴)

*۔۔۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنبی حالت میں سونا چاہتے تو سونے سے قبل نماز کی طرح کا وضو کرتے۔

(سنن النسائی،کتاب الطھارۃ ،باب:وضوء الجنب اذا اراد ان ینام،رقم:۲۵۸،ص ۷۱)

حل لغات

توضا:اس سے مراد کامل وضو کرنا ہے ،اور یہ بھی مراد ہے کہ اپنی شرمگاہ کو دھولے تاکہ نجاست سے پاکیزگی حاصل ہو جائے۔

نم:اس کی اصل نام ہے، مراد یہ ہے کہ جو شخص سونا چاہیے وہ وضو کر کے اپنی شرمگاہ کو دھولے اور پھر سو جائے۔

حدیث نمبر "۲۲۱" کے رجال

(۱)۔۔۔عبد اللہ بن دینار:قرشی عدوی مدنی،عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے مولی تھے۔انہوں نے عبد اللہ بن عمر بن خطاب، انس بن مالک، ابو صالح ذکوان، اور نافع رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔اِن سے ان کے بیٹے عبد الرحمن ،یحیی بن سعید انصاری، ابن عجلان، مالک بن انس، ثوری، ابن عیینہ، شعبہ نے روایت بیان کی ہے۔ان کا انتقال ۱۲۷ھ میں ہوا۔

جماع کے بعد بغیر وضو یا غسل کئے آرام کرنے کے بارے میں اختلاف ائمہ

*۔۔۔ابو اسحق ،اسود کے واسطے سے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں ،بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:"سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد سے تشریف لے آتے تو جب تک چاہتے نماز ادا فرماتے پھر اپنے بستر اور اہل کی جانب رغبت فرماتے، پھر اگر حاجت ہوتی تو قضائے حاجت فرماتے پھر سونے والی ہیئت پر سو جاتے اور پانی وغیرہ سے طہارت نہ اختیار فرماتے"۔یعنی پانی کو ہاتھ نہ لگاتے کہ پاکیزگی حاصل کریں۔

پانی مطلق پاکیزگی کے حصول کا ذریعہ ہے اور پانی کے علاوہ کونسی ایسی چیز ہے جو کہ پاکیزگی کے حصول میں اس سے زیادہ مؤثر ہو؟۔امام اوزاعی، ابولیث، ابو حنیفہ، شافعی، محمد، مالک ،احمد، اسحق، ابن مبارک اور دیگر متاخرین کا یہی قول ہے کہ سونے سے پہلے جماع کرنے والے کے لئے وضو کر لینا مناسب ہے ، لیکن ان حضرات کا اس وضو کی صفات اور حکم میں اختلاف ہے۔امام احمد کا قول ہے کہ جنبی کے لئے سونے سے پہلے، دوسری بار جماع کی رغبت

کرنے یا کچھ کھانے پینے سے پہلے اپنی شرمگاہ کو دھونا اور وضو کر لینا مستحب ہے۔ اور یہی قول حضرت علی، عبد اللہ بن عمر، سعید بن مسیب رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے کہ جب جنبی شخص کچھ کھانے پینے کا ارادہ کرے تو اپنی ہتھیلیاں دھولے اور کلی کرے اور یہی قول احمد نے اسحق سے بھی روایت کیا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اپنی ہتھیلیاں دھولے اور مالک کے نزدیک اپنے ہاتھ دھولے جب کہ اس کے ہاتھ میں کچھ لگ گیا ہو۔

ابو عمر کہتے ہیں کہ علماء کا جنبی شخص کے لئے سونے سے پہلے وضو واجب ہونے کے بارے میں اختلاف ہے، پس اکثر فقہاء کا یہی قول ہے کہ جنبی شخص کے لئے سونے سے پہلے وضو کر لینا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ فقہاء کا ایک گروہ اس جانب بھی گیا ہے کہ جنبی شخص کے لئے وضو یہی ہے کہ وہ گندگی کو دھولے اپنی شرمگاہ اور ہاتھوں کو دھولے اور یہی پاکیزگی وتنظیف کے زمرے میں آنے والا قول ہے اور اسی کو اہل عرب اپنی اصطلاح میں وضو کا نام دیتے ہیں۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کامل وضو کیا کرتے تھے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ جنبی شخص اُس وقت تک نہ سوئے جب تک کہ نماز کے جیسا وضو نہ کرلے، وہ کہتے ہیں کہ جنبی شخص کے لئے دوبارہ اپنے اہل کی جانب لوٹنے یا کچھ کھانے پینے سے پہلے وضو کر لینا بہتر ہے مگر یہ کہ اُس کے ہاتھوں پر کچھ گندگی لگی ہوئی ہو تو اُسے بھی دھولے، حائضہ عورت سونے سے پہلے وضو کرلے۔ امام شافعی نے بھی یہی کچھ کہا ہے جو کہ امام مالک نے کہا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام ثوری کہتے ہیں کہ جنبی شخص کے لئے بغیر وضو کئے سو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن پسندیدہ بات یہی ہے کہ جنبی سونے سے پہلے وضو کرلے، جب کھانے پینے کا ارادہ ہو تو پہلے اپنے ہاتھ دھو کر کلی کرکے کھائے اور یہی قول حسن بن حیی کا ہے۔ امام اوزاعی کہتے ہیں کہ جنبی شخص جب کچھ کھانے کا ارادہ کرے تو پہلے پہل اپنے دونوں ہاتھ دھولے۔ لیث بن سعد کہتے ہیں کہ جنبی کے لئے مناسب نہیں کہ سونے سے قبل وضو نہ کرے چہ جائے کہ مرد ہو یا عورت دونوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ سونے سے قبل وضو کرلیں۔

قاضی عیاض کہتے ہیں امام مالک کا ظاہر مذہب یہی ہے کہ سونے سے قبل وضو کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اس کی جانب رغبت دلائی گئی ہے۔ ابن حبیب نے اس کے واجب کا قول کیا ہے اور یہی داؤد ظاہری کا قول ہے۔ اور ابن حزم محلی کہتے ہیں کہ جنبی کے لئے وضو کرنا مستحب ہے جب کہ جنبی کھانے، سونے یا سلام کا جواب دینے یا اللہ عزوجل کے ذکر کرنے کا ارادہ کرتا ہو لیکن یہ واجب نہیں۔

(عمدۃ القاری، کتاب الغسل، باب: نوم الجنب، تحت رقم: ۲۸۷، ج ۳، ص ۷۸)

(۸۸) بَابُ الْجُنُبِ يَأْكُلُ
جنبی کا کھانا کھانا

(۲۲۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ۔

زہری نے ابو سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنابت کی حالت میں سونا چاہتے تو نماز کے وضو کی طرح وضو فرمالیا کرتے تھے۔

(۲۲۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ زَادَ: وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو دَاوُد: وَرَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ فَجَعَلَ قِصَّةَ الأَكْلِ قَوْلَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا مَقْصُورًا وَرَوَاهُ صَالِحُ بْنُ أَبِي الأَخْضَرِ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَمَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: عَنْ عُرْوَةَ أَوْ أَبِي سَلَمَةَ وَرَوَاهُ الأَوْزَاعِيُّ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَمَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ.

یونس نے زہری سے اُسی سند کے ساتھ روایت کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ حالت جنابت میں جب کھانے کا ارادہ فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھولیا کرتے۔امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابن وہب نے یونس سے روایت کرتے ہوئے جو کھانے کے متعلق کہا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے،اس کی صالح بن ابوالاخضر نے زہری سے ابن مبارک کے مطابق روایت کی ماسوائے اس کے جب عروہ یا ابو سلمہ سے روایت کی۔اوزاعی، یونس، زہری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابن مبارک کے مطابق روایت کی۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "الجنب یاکل" اور اس کے تحت دو احادیث نقل کیں، صحاح کی دیگر کتب میں اس کے موازنے سے متعلق درج ذیل احادیث مروی ہیں۔

*۔۔۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنابت کی حالت میں جب کھانے کا ارادہ کرتے یا سونے کا ارادہ کرتے تو اس سے پہلے مکمل وضو کرتے۔

(صحیح مسلم،کتاب الحیض، باب: جواز نوم الجنب واستحباب،رقم:(۵۸۷)/۳۰۵،ص ۱۶۲)

*۔۔۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حالت جنابت میں کھانا کھانے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرمالیتے۔ (سنن ابن ماجۃ ،کتاب الطھارۃ ،باب: فی الجنب یاکل ویشرب،رقم:۵۹۱،ص ۱۱۵)

حدیث نمبر "۲۲۳" کے رجال

(۱)۔۔۔اوزاعی: عبدالرحمن بن عمرو بن یحمد ابو عمرو، شامی اوزاعی، دمشق کے رہنے والے تھے۔پھر بیروت کا رخ کیا اور وہیں انتقال کیا۔عطاء بن ابی رباح، نافع، زہری، قتادہ، محمد بن بشار، اسحٰق بن عبداللہ سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے زہری، قتادہ، یحیی بن ابو کثیر، مالک بن انس، ثوری، ابن مبارک، یحیی قطان، وکیع بن جراح، شعبہ نے روایات نقل کی ہیں۔۸۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۷ھ میں انتقال فرمایا۔دمشق کی ایک بستی کے نام سے اوزاعی مشہور ہوئے۔

کھانے سے قبل جنبی کے لئے وضو کرنے یا نہ کرنے میں اختلاف ائمہ

*۔۔۔بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: "سید عالم ﷺ جنابت کی حالت میں جب کھانے کا ارادہ فرماتے تو اپنے ہاتھ دھو لیتے"۔

*۔۔۔بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: "سید عالم ﷺ حالت جنابت میں نماز کا سا وضو فرماتے"۔ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ امام طحاوی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ بی بی سیدہ رضی اللہ عنہا کو پہلے یہی علم تھا کہ سید عالم ﷺ جنابت کی حالت میں کھانے سے پہلے اپنے ہاتھ دھوتے ہیں پھر بعد میں یہ علم ہوا کہ انہوں نے مکمل نماز کی طرح وضو کا حکم دیا ہے۔اور یہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک نسخ کی دلیل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ امام طحاوی وضو میں تخفیف کی جانب مائل ہوئے ہیں اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی دلیل حاصل کی ہے: "سید عالم ﷺ جنبی حالت میں وضو کرتے اور پاؤں نہ دھوتے"۔اس روایت کو امام مالک نے اپنی موطا میں نافع سے نقل کیا ہے۔ میں (علامہ عینی) اس کا جواب یہ دوں گا یہ اس لئے بیان ہوا تاکہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا پر اعتماد کرتے ہوئے نماز کے سے وضو کرنے کی قید ثابت ہو جائے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں پاؤں نہ دھونے کو عذر کے باعث ترک کرنے پر محمول کیا جائے۔ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ قائل نے امام طحاوی کا کلام تو پایا لیکن اس کا معنی نہ سمجھ سکے ، قائل نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو نسخ پر محمول کیا اور ساتھ ہی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو بھی نسخ پر محمول کر دیا اور قائل کے جانتے ہوئے کہ سید عالم ﷺ نے جنبی کے لئے کامل وضو کا حکم ارشاد فرمایا ہے اس کے اپنے قول کے مطابق ثبوت نسخ پر دلیل ہے اس لئے کہ راوی جب سید عالم ﷺ سے کوئی چیز بیان کرے اور اس کا اپنا فعل یا فتویٰ اس کے خلاف ہو تو نسخ ثابت ہو جاتا ہے ۔اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں یوں ہے: "جب آدمی جنبی ہو جائے اور کھانے یا پینے یا سونے کا ارادہ کرے تو اپنے ہاتھ دھولے اور کلی کرے، ناک میں پانی چڑھائے اور اپنے چہرے کو دھوئے اور اپنی کلائیاں دھوئے اور اپنی شرمگاہ کو دھوئے اگرچہ قدم نہ دھوئے"۔ پس قائل کے اس قول :"عذر کی وجہ سے پاؤں نہ دھوئے" نے مذکورہ حدیث کے حکم کو باطل کر دیا۔اگر کوئی یہ کہے کہ اس وضو کی حکمت کیا ہے؟ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ حدث میں تخفیف کی وجہ سے ایسا کیا، جس کی دلیل ابن ابی شیبہ کی حدیث میں ہے۔

*۔۔۔شداد بن اوس سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی رات میں جنبی ہو جائے، پھر سونے کا ارادہ کرے تو اُسے چاہیے کہ وضو کر لے کیونکہ یہ جنابت کا نصف غسل ہے"۔

*۔۔۔بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ جب حالت جنابت میں سونا چاہتے تو وضو یا تیمم کر لیتے"۔

میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ تیمم کی وجہ ظاہری اعتبار سے پانی کی عدم دستیابی ہوتی تھی۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ غسل (یا وضو) وغیرہ کر کے ہشاش بشاش ہو جائے۔ابن جوزی کہتے ہیں وضو کرنے میں حکمت یہ ہے کہ فرشتے

میل کچیل اور بُو کی وجہ سے دور ہوتے ہیں، بخلاف شیاطین کے، کیونکہ شیاطین گندگی کی جانب مائل ہوتے ہیں۔

(عمدۃ القاری، کتاب الغسل، باب: نوم الجنب، تحت رقم: ۲۸۷، ج۳، ص۸۰)

(۸۹) بَابُ مَنْ قَالَ يَتَوَضَّأُ الْجُنُبُ
جو جنبی کے وضو کرنے کا حکم کرے

(۲۲۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ تَعْنِي وَهُوَ جُنُبٌ۔

اسود کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر لیتے حالانکہ آپ جنابت کی حالت میں ہوتے۔

(۲۲۵) حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَوْ نَامَ. أَنْ يَتَوَضَّأَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَيْنَ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ فِي هَذَا الْحَدِيثِ رَجُلٌ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو رضی اللہ عنہم الْجُنُبُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ تَوَضَّأَ۔

یحیی بن یعمر نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنبی کو رخصت مرحمت فرمائی ہے کہ جب کھائے، پیئے یا سوئے تو وضو کرلے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اس حدیث میں یحیی بن یعمر اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ایک آدمی اور ہے۔ حضرت علی، حضرت ابن عمرو بن عاص اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ جنبی جب کھانے کا ارادہ کرے تو وضو کرلے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب: "من قال یتوضا الجنب" کے تحت دو احادیث لائے، صحاح کی ایک روایت اس موضوع پر بطور موازنہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ابو سلمہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت جنابت میں سو جاتے تھے؟ فرمایا: ہاں وضو کر کے سو جاتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب: کینونۃ الجنب فی البیت، رقم: ۲۸۶، ص ۵۱)

حدیث نمبر "۲۲۵" کے رجال

(۱)۔۔۔عطاء بن ابی مسلم خراسانی: ان کا نام ابو مسلم یا ابو عبداللہ تھا۔ انہیں ابو عثمان، ابو محمد یا ابو صالح بلخی بھی کہا جاتا ہے۔ شام کے رہنے والے تھے۔ معاذ بن جبل، کعب بن عجرہ، عبداللہ بن عباس، انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔ سعید بن میسب، سعید بن جبیر، عکرمہ، نافع، زہری رحمہم اللہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے عطاء بن ابی

رباح، ابن جریج، مالک، شعبہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵ھ میں مقام اریحاء میں انتقال فرمایا اور بیت المقدس میں مدفون ہوئے۔

(۹۰) بَابٌ فِي الْجُنُبِ يُؤَخِّرُ الْغُسْلَ
جنبی شخص کے غسل کو مؤخر کرنے کا بیان

(۲۲۶) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا بُرْدُ بْنُ سِنَانٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَرَأَيْتِ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ فِي آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي آخِرِهِ. قُلْتُ: اللهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً قُلْتُ: أَرَأَيْتِ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ أَمْ فِي آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا أَوْتَرَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا أَوْتَرَ فِي آخِرِهِ قُلْتُ: اللهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً. قُلْتُ: أَرَأَيْتِ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ أَمْ يَخْفُتُ بِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا جَهَرَ بِهِ وَرُبَّمَا خَفَتَ قُلْتُ اللهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.

غضیف بن حارث کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض گزار ہوا کہ آپ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے پہلے حصے میں غسل فرماتے دیکھا یا پچھلے حصے میں؟ فرمایا کبھی پہلے حصے میں اور کبھی پچھلے حصے میں، تکبیر کہتے ہوئے میں نے خدا کا شکر ادا کیا جس نے اس کام میں آسانی فرمائی، میں عرض گزار ہوا کہ آپ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھتے ہوئے دیکھا یا پچھلے حصے میں؟ فرمایا کہ کبھی رات کے پہلے حصے میں اور کبھی پچھلے حصے میں تکبیر کہتے ہوئے میں نے خدا کا شکر ادا کیا جس نے اس کام میں آسانی فرمائی۔ میں عرض گزار ہوا کہ آپ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند آواز سے تلاوت قرآن مجید پڑھتے ہوئے دیکھا یا آہستہ؟ فرمایا کہ کبھی بلند آواز سے تلاوت کرتے اور کبھی آہستہ تکبیر کہتے ہوئے، میں نے خدا کا شکر ادا کیا جس نے اس کام میں آسانی فرمائی۔

(۲۲۷) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُجَيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ.

حضرت عبداللہ بن نجی کے والد ماجد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "رحمت کے فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر، کتا یا جُنبی ہو"۔

(۲۲۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَنَامُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَمَسَّ مَاءً قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ يَقُولُ: هٰذَا الْحَدِيثُ وَهْمٌ يَعْنِي حَدِيثَ أَبِي إِسْحَاقَ.

ابو اسحق نے اسود سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت جنابت میں پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سو جایا کرتے تھے، امام ابو داؤد نے فرمایا کہ حسن بن علی واسطی نے یزید بن ہارون کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابو اسحق کی یہ حدیث ایک وہم ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام: "فی الجنب یوخر الغسل" ذکر کر کے تین احادیث ذکر فرمائیں، صحاح میں اس موضوع پر کئی احادیث مروی ہیں، درج ذیل میں اسی مناسبت سے احادیث و تخریج مذکور ہیں۔

*۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وہ رات کو جنبی ہو جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا استنجاء کر کے وضو کر لو اور اس کے بعد سو جاؤ۔

(صحیح مسلم، باب: جواز نوم الجنب واستحباب، رقم: (۵۹۱)/ ۳۰۶، ص ۱۶۳)

*۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بارہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل جنابت فرما کر میرے پاس تشریف لاتے اور حرارت حاصل کرتے میں انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیتی حالانکہ میں نے غسل نہیں کیا ہوتا تھا۔

(سنن الترمذی، کتاب الطهارة ،باب: فی الرجل يستدفی بالمراة، رقم: ۱۲۳، ص ۵۰)

*۔۔۔ حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے کس حصہ میں غسل فرمایا کرتے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کبھی آپ اول رات میں غسل فرمایا کرتے اور کبھی آخر رات میں، میں نے کہا شکر اس پروردگار کا جس نے گنجائش رکھی۔ (سنن النسائی، کتاب الطهارة ،باب :ذکر الاغتسال اول اللیل، الاغتسال اول اللیل وآخره، الاغتسال قبل النوم، رقم: ۴۰۱، ۲۲۳، ۲۲۲، ص ۱۰۳، ۶۴)

*۔۔۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا جس پر تصویریں تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے تو میں نے آپ کے چہرہ انور سے ناپسندیدگی کے آثار دیکھ لئے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا گناہ ہو گیا ہے؟، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس سرہانے کا کیا حال ہے"؟ عرض گزار ہوئی کہ یہ میں نے آپ کے بیٹھنے اور تکیہ لگانے کے لئے خریدا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا، ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنائی ہیں ان میں جان ڈالو"، اور فرمایا: "جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے"۔ (صحیح البخاری، کتاب البیوع، بدء الخلق، باب: التجارة فیما یکره لبسه للرجال والنساء، بیع التصاویر التی لیس فیها روح، اذا قال احدکم امین والملائکة، رقم: ۳۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۱۰۵، ص ۳۵۵، ۳۳۸)

*۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے اور آپ کا وتر سحر تک ہوتا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوتر، باب: ساعات الوت، رقم: ۹۹۶، ص ۱۶۰)

حل لغات

اللہ اکبر: کسی چیز کی تعظیم اور شان کی قدر کرتے ہوئے اور اس پر فرحت محسوس کرتے ہوئے کہا جاتا ہے۔

یجھر بالقرآن: کسی بات کو بلند آواز سے کہنا جہر کرنا کہلاتا ہے، چہ جائے کہ قرآن بلند آواز سے پڑھا جائے یا کچھ اور کلام بلند آواز سے کیا جائے۔

حدیث نمبر "۲۲۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ بُرد بن سنان: شامی ابو العلاء دمشقی، بصرہ کے رہنے والے تھے، انہوں نے عبادہ بن نسی، مکحول اور نافع سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ثوری، اوزاعی، حمادان، شریک نخعی، ابن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے ۱۳۵ھ میں انتقال فرمایا، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۲)۔۔۔ غضیف: ابن حارث ابو اسماء سکونی حمصی، ثمالی، یمانی یا کندی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کو پایا لیکن ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ انہوں نے عمر فاروق، بلال حبشی، ابو ذر، ابو درداء، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ اِن سے ان کے بیٹے عبد الرحمن، عبادہ بن نسی، مکحول نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۲۲۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ علی بن مدرک: ابو مدرک نخعی کوفی، انہوں نے عبد الرحمن بن یزید نخعی، ابو زرعہ، ابراہیم نخعی سے روایات نقل کی ہیں۔ اِن سے اعمش، شعبہ، مسعودی نے روایات نقل کی ہیں۔ ۱۲۰ھ میں انتقال کیا۔ (۲)۔۔۔ ابو زرعہ: ان کا نام ہرم بن عمرو بن جریر، تھا۔ (۳)۔۔۔ عبد اللہ بن نُجَی: بن سلمہ بن حشم، حضرمی کوفی۔ انہوں نے علی المرتضی، عمار بن یاسر، حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہیں۔ ابو زرعہ، جابر جعفی، حارث عکلی نے ان کی روایات نقل کی ہیں، اس کے علاوہ ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۲۲۶" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ نماز کے وقت تک جنبی کے لئے غسل کو مؤخر کرنا جائز ہے۔ (۲)۔۔۔ نماز وتر کو رات کے انتہائی وقت تک مؤخر کرنا جائز ہے، بلکہ ہمارے علماء نے مستحب قرار دیا ہے کہ نماز وتر رات کے آخری وقت میں ادا کی جائے۔ (۳)۔۔۔ قاری کے لئے بلند یا پست آواز کے ساتھ قرائت کرنا حسب موقع جائز ہے۔

نماز وتر کو مؤخر کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں سلف صالحین کی عادات

*۔۔۔بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: "ہر رات سید عالم ﷺ نماز وتر اُس وقت ادا فرماتے تھے جب کہ رات اپنی انتہاء کو ہوتی تھی"۔

*۔۔۔بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: "سید عالم ﷺ نماز وتر رات کے اول وقت، اوسط وقت یا انتہائی وقت میں ادا کرتے تھے"۔

*۔۔۔انہی سے روایت ہے کہ "سید عالم ﷺ نماز وتر رات کے آخری وقت میں ادا فرماتے تھے"۔

*۔۔۔مسروق نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے استفسار کیا کہ سید عالم ﷺ نماز وتر کب پڑھا کرتے تھے؟ تو بی بی سیدہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: "اول رات، اوسط اور انتہائی رات میں طلوع سحر سے پہلے نماز وتر ادا کرلیا کرتے تھے"۔

سید عالم ﷺ کا آخری عمل نماز وتر سے متعلق یہی تھا کہ رات کے انتہائی وقت میں ادا فرماتے تھے، اور اول واوسط اوقات میں نماز کی ادائیگی فقط بیان جواز کے لئے تھی۔ اور آخری وقت میں نماز وتر ادا کرنا افضیلت پر تنبیہ کرنے کے لئے ہے۔ بعض سلف صالحین اول وقت میں نماز وتر ادا فرماتے تھے اُن میں سے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عثمان غنی، ابوہریرہ، رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم شامل ہیں جب کہ بعض ایسے بھی ہوئے ہیں جو آخر وقت میں نماز وتر قائم کرتے تھے، اُن میں حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضی، ابن مسعود، ابو درداء، ابن عباس، ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔ سید عالم ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نماز وتر سونے سے پہلے ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور اس میں انہیں اختیار تھا کہ جب نیند سے بیدار ہونا مشکل ہو تو نماز وتر ادا فرمالیں۔ اور نماز وتر کو مؤخر کرنے کی ترغیب اُن کے لئے ہے جو کہ بیداری پر طاقت رکھتا ہو۔

*۔۔۔سید عالم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نماز وتر کب ادا کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: سونے سے پہلے ادا کرلیتا ہوں، پھر یہی سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو انہوں نے جواب دیا کہ سونے سے بیدار ہو کر وتر ادا کرتا ہوں۔

(عمدۃ القاری، کتاب الوتر، باب: ساعات الوتر، تحت رقم: ۹۹۶، ج ۵، ص ۲۲۲ وغیرہ)

قرآن بلند آواز، لحن، حسن صوت و غنا سے پڑھنے کے بارے میں اقوال

غنا کے معنی میں اختلاف ہے، امام شافعی کے نزدیک قرآن کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھنا غنا کہلاتا ہے، اور ان کے قول کی تائید ابن ابی ملیکہ کی سنن ابوداؤد کی روایت سے ہوتی ہے۔ جب کہ آواز اچھی نہ ہو اور وہ اپنی استطاعت بھر آواز کو عمدہ کرکے قرآن پڑھے۔ مسند احمد میں وکیع سے روایت ہے: "پہلی امتوں اور کتب متقدمہ کو لوگ اچھی آواز سے پڑھتے تھے"۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قرآن کے ساتھ مشغول ہو جاتے اور اسے اچھی آواز سے پڑھتے تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل قرآن کی قرائت اور سماعت سے خوش نہیں ہوتے گویا کہ وہ بے پرواہ ہوتے ہیں۔ امام کہتے ہیں کہ اس کی تاویل میں کچھ وجوہات ہیں: جو قرآن کو اچھی آواز سے نہ پڑھے،

اس کے ایمان کو فائدہ حاصل نہ ہو اور شریعت کی وعدہ وعید میں خرچ نہ کرے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔اس تاویل سے قرآن کو لحن و ترجیح (آواز کو گھما کر) پڑھنے کی کراہیت ثابت ہوتی ہے۔انس، سعید بن مسیب، حسن، ابن سیرین، سعید بن جبیر، نخعی، عبدالرحمن بن قاسم، عبدالرحمن بن اسود سے ابن ابی شیبہ نے "کتاب الثواب "میں نقل کیا ہے، یہ سب قرآن کو لحن اور سُر کے ساتھ پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے اور یہی قول امام مالک کا ہے۔اور انہی سے یہ قول بھی ہے کہ یتغنی بالقرآن سے مراد یہ ہے کہ قرآن کو اچھی آواز میں ترجیح کے ساتھ پڑھا جائے اور من چاہی آواز اور لحن کے ساتھ پڑھا جائے جیسا کہ شوافع اور ان کے متاخرین کا قول ہے۔عمر بن شبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عاصم نبیل سے ابن عیینہ کے قول کی تاویل پوچھی تو انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عیینہ سے کوئی ایسی بات نہیں سنی، ابن جریج نے عطا اور انہوں نے عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے: "داؤد علیہ السلام قرآن کو غنا کے ساتھ پڑھنے سے بے رغبتی کرتے تھے اور روتے رہتے تھے"۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: "حضرت داؤد علیہ السلام زبور شریف کو ستر لحن میں پڑھتے تھے اور ایسی آواز میں پڑھتے تھے کہ مغموم ہو جاتے اور جب اپنے آپ کو رلانا چاہتے تو زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہ ہوتا جو خشکی یا تری میں ان کی آواز سنے اور نہ روئے"۔اور ان کے اس قول کی دلیل ابن مغفل کی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت بھی قرآن پڑھتے وقت ایسی ہی ہوا کرتی تھی۔امام شافعی سے ابن عیینہ کے قول کی تاویل پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اسے زیادہ جانتے ہیں اور ان کے نزدیک قرآن کو غنا کے ساتھ پڑھنے کا معنی یہی ہے جو ابن ابی ملیکہ کے نزدیک ہے یعنی قرآن کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھنا ہے اور یہی قول ابن مبارک، نضر بن شمیل اور ان کا ہے جو قرآن کو غنا کے ساتھ پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں جیسا کہ طبری میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے، انہوں نے ابو موسی سے کہا ہمیں ہمارے رب نے سکھایا ہے، پس ابو موسی نے قرآن پڑھا اور لحن کے ساتھ پڑھا، اور کہا: "جو قرآن کو غنا کے ساتھ پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہے تو یونہی کرے جیسا کہ ابو موسی نے کیا"۔عقبہ بن عامر نے کہا جو قرآن کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھے، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا فلاں سورت سے اعراض کرو، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ سورت پڑھی اور رونے لگے اور فرمایا: "میں نہیں خیال کرتا کہ فلاں سورت نازل ہو چکی ہے"۔عبدالرحمن بن اسود بن یزید کہتے ہیں کہ لوگ رمضان کے مہینے میں مساجد میں اچھی آواز کے ساتھ قرآن پڑھنے کی متابعت کرتے ہیں اور طحاوی نے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب سے روایت کی ہے کہ لوگ قرآن کو لحن کے ساتھ سنتے ہیں، محمد بن عبدالحکم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد، شافعی، یوسف بن عمرو کو دیکھا کہ وہ قرآن کو لحن کے ساتھ سنتے ہیں، اور طبری نے اسی قول سے دلیل پکڑی ہے، اور حدیث کا معنی یہی ہے کہ قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنا، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ جل جلالہ نے اجازت نہیں دی اور نہ ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دی کہ قرآن کو ترنم کے ساتھ پڑھا جائے"۔طبری کہتے ہیں کہ ترنم سے مراد یہ ہے کہ قرآن کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھا جائے۔ابو عبید قاسم بن سلام کہتے ہیں کہ اس بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ یہی ہیں کہ قرآن کو غم بھری آواز، خوف کرتے

ہوئے اور شوق رکھتے ہوئے پڑھا جائے۔ سفیان نے ابن جریج اور انہوں نے ابن طاؤس اور انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ سید عالم ﷺ سے اس حوالے سے استفسار کیا گیا تو ارشاد فرمایا: "لوگوں میں کون ایسا ہے جو قرآن کو اچھی آواز سے پڑھ سکے"؟، فرمایا: "جب اس سے قرآن سنا جائے تو اُسے اللہ جل جلالہ کے خوف میں ڈوبا ہوا پایا جائے"۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے: "اچھی آواز میں قرآن پڑھنے والے لوگ وہ ہیں کہ جب اُن سے قرآن سنا جائے تو اُنہیں اللہ جل جلالہ کے خوف میں سرشار پایا جائے"۔

(عمدۃ القاری، کتاب فضائل القران، باب من لم یتغن بالقرآن، تحت رقم: ۵۰۲۳، ج ۱۳، ص ۵۲۶ وغیرہ)

تصویر، کتا اور جنبی کی موجودگی میں رحمت کے فرشتوں کا نہ آنا!

علامہ عینی لکھتے ہیں: حدیث میں "فیہ کلب" سے مراد گھروں میں رہنے والے کتے ہیں۔ یہاں ملائکہ سے مراد حفظہ (یعنی حفاظت پر معمور فرشتوں کے علاوہ) فرشتے مراد ہیں، اور یہی نووی نے بھی لکھا ہے۔ مراد وہ فرشتے ہیں جو رحمت، برکت اور مغفرت طلب کرنے والے ہیں، نہ کہ حفاظت پر معمور فرشتے۔ خطابی کہتے ہیں یہ فرشتے اُن گھروں میں نہیں جاتے جہاں کتا، تصویر (یا جنبی) ہوتے ہیں۔ لیکن شکار کرنے والے، کھیتی باڑی میں کام آنے والے کتے اور وہ تصویریں جو بچھونوں اور تکیوں وغیرہ پر بنی ہوئی ہوتی ہیں دخول ملائکہ سے مانع نہیں۔ نووی کہتے ہیں ظاہر مذہب یہی ہے کہ ہر قسم کا کتا اور ہر قسم کی تصویر دخول ملائکہ سے مانع ہے۔ اور عدم دخول ملائکہ کا سبب معصیت فاحشہ ہے اور اللہ عزوجل کی یاد سے دور کرنے والا اور جہاں ہوتا ہے وہاں کثرت سے نجاست پائی جانے کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ اور بعض کتوں کو شیطان کا نام بھی دیا جاتا ہے جب کہ ملائکہ اس کے برعکس مخلوق ہیں اور کتوں کی بُو بہت زیادہ ناگوار ہوتی ہے جو کہ فرشتوں کے لئے ناگواری کا باعث بنتی ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب بدء الخلق، باب: اذا قال احدکم امین، رقم: ۳۲۲۵، ج ۱۰، ص ۵۸۳)

تصاویر کی بیع کرنا جائز ہے یا نہیں مع اختلاف ائمہ

*۔۔۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے تصویر بنائی اللہ جل جلالہ اُسے عذاب دیگا حتی کہ وہ اپنی تصویر میں جان پھونک دے اور وہ شخص ایسا کبھی نہ کر سکے گا"۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب: بیع التصاویر التی لیس، رقم: ۲۲۲۵، ص ۳۵۵)

علامہ عینی لکھتے ہیں: ذی روح کی تصویر بنانا حرام ہے، بنانے والے کو شدید عذاب ہوگا۔ اور اس کی دلیل یہ فرمان مقدس: "فان اللہ یعذبہ حتی ینفخ فیھا" ہے۔ اور مسلم کی روایت میں یوں ہے: "کل مصور فی النار یجعل لہ بکل صورۃ صورھا نفسا فیعذبہ فی جھنم ہر مصور جہنم میں جائیگا اور ہر ایک کے لئے وہی تصویر پیش کی جائے گی جو اُس نے اپنے ہاتھ سے بنائی تھی پس اُسے جہنم میں عذاب دیا جائے گا"۔ طحاوی میں ابن جحیفہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے تصویر بنانے والوں پر لعنت فرمائی"۔ عمیر نے اسامہ بن زید سے مرفوعا روایت کی ہے کہ اللہ جل جلالہ قیامت کے دن مصوروں سے قتال فرمائے گا جو کچھ بھی تخلیق نہ کر سکتے ہیں"۔ مہلب کہتے ہیں کہ تصاویر

بنانے کو اس لئے ناپسند کیا گیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس کی پوجا کرتے تھے۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں مسلم کی حدیث میں ہے: "قیامت کے دن سب سے زیادہ شدید عذاب مصوروں کو ہوگا"۔ پس یہ حدیث اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آگ کے عذاب میں مصوروں کے سوا کوئی زیادہ نہ جلے گا، اور اس میں اللہ جل جلالہ کے فرمان کا معارضہ پایا جاتا ہے: ﴿ادخلوا ال فرعون اشد العذاب فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو (غافر: ۴۶)﴾۔ سید عالم ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: "لوگوں میں قیامت کے دن سخت ترین عذاب میں مبتلا شخص گمراہ امام ہوگا"۔ اور ایک فرمان میں یوں ہے: "قیامت کے سخت ترین عذاب میں مبتلا شخص وہ عالم ہوگا جس نے اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھایا"۔

ایک جماعت جن میں لیث بن سعد، حسن بن حیی، اور بعض شوافع شامل ہیں کہتے ہیں کہ مطلقا تصویر بنانے کی ممانعت ہے چہ جائے کہ تصویر کسی انسان کی ہو یا کپڑوں پر ہو یا فرش یا تکیوں وغیرہ پر، اور انہوں نے حدیث کے عموم کی طرف توجہ کی ہے: "جس گھر میں کتا، تصویر یا جنبی ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے"۔ لیکن متاخرین نے اس قول کے خلاف کلام کیا ہے، چنانچہ نخعی، ثوری، ابو حنیفہ، شافعی، احمد کی ایک روایت میں یہی ہے کہ اگر تصویر کسی فرش یا تکیے یا اسی قسم کی ہے جس پر لوگ قدم رکھتے ہیں روندتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر کپڑوں وغیرہ پر ہے تو حرمت ثابت ہے۔ ابن القاسم کہتے ہیں کہ تصویر اگر کسی قبے وغیرہ پر ہے تو حرمت ثابت ہے لیکن اگر کسی فرش یا بچھونے پر ہے جسے لوگ روندتے ہیں تو ایسی صورت میں کراہیت نہیں ہے۔ ثوری کہتے ہیں کہ بچھونوں پر بنی ہوئی تصویروں میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ لوگ اُسے بچھاتے اور اُس پر بیٹھتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک مورتیوں کی صورت میں موجود تصویروں میں کراہیت پائی جاتی ہے۔ لیکن وہ تصویریں جو بچھونوں پر ہوتی ہیں اُس میں کراہیت نہیں ہے۔ اور اُن تصاویر پر اختلاف نہیں کرتے جو بلندی سے اوپر لٹکی رہتی ہیں۔ (عمدة القاری، کتاب البیوع، باب: بیع التصاویر التی لیس فیها، رقم: ۲۲۲۵، ج۸، ص۵۴۷ وغیرہ)

(۹۱) بَابٌ فِي الْجُنُبِ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ
جنبی کا قرآن مجید پڑھنا

(۲۲۹) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَا وَرَجُلَانِ رَجُلٌ مِنَّا وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَحْسَبُ فَبَعَثَهُمَا عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ وَجْهًا وَقَالَ: إِنَّكُمَا عِلْجَانِ فَعَالِجَا عَنْ دِينِكُمَا ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْمَخْرَجَ ثُمَّ خَرَجَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَخَذَ مِنْهُ حَفْنَةً فَتَمَسَّحَ بِهَا ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ فَأَنْكَرُوا ذَالِكَ فَقَالَ: "إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِءُنَا الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ أَوْ قَالَ: يَحْجِزُهُ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ"۔

عبد اللہ بن سلمہ کا بیان ہے کہ میں دو آدمیوں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے خیال میں ایک ہمارے قبیلے سے اور ایک بنی اسد سے تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں کو اپنے سامنے بلا کر فرمایا کہ ماشاء اللہ تم

دونوں طاقتور ہو، جانفشانی سے اپنے دین کی خدمت کرنا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور بیت الخلاء میں تشریف لے گئے ، پھر باہر آئے تو پانی منگوایا تو اس میں سے ایک چلو پانی لے کر مونھ پر پھیرا، اور قرآن مجید پڑھنے لگے۔ لوگوں کو یہ بات ناپسند ہوئی فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے نکل کر ہمیں قرآن کریم پڑھاتے اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور اس میں کوئی جھجھک محسوس نہ فرماتے یا یہ فرمایا کہ جنابت کے سوا قرآن مجید سے آپ کو کوئی چیز نہ روکتی۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام: "فی الجنب یقرء القرآن" رکھا اور اس کے تحت ایک ہی حدیث لائے، صحاح و یگر کتب میں اس موضوع پر درج ذیل ارشادات موجود ہیں۔

*۔۔۔بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "سید عالم ﷺ ہر وقت اللہ عزوجل کی یاد کیا کرتے تھے"۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: ذکر اللہ تعالی فی حال الجنابة وغیرھا، رقم: ۱۲/۱۱۷(۳۷۳)، ص۱۸۵)

*۔۔۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمیں حالت جنابت کے سوا ہر حالت میں قرآن پاک پڑھاتے تھے۔ (سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب فی الرجل یقراء القرآن، رقم:۱۴۶، ص۵۹)

*۔۔۔سیدنا حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں اور میرے ساتھ دو شخص جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور ﷺ بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد قرآن پاک پڑھتے اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرماتے آپ کو قرآن پڑھنے سے جنابت کے سوا کوئی چیز نہ روک سکتی۔

(سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب: حجب الجنب من قراءة القرآن، رقم:۲۶۶، ص۷۳)

*۔۔۔عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے فرمایا نبی کریم ﷺ بیت الخلاء میں حاجت پوری فرماتے پھر باہر آکر ہمارے ساتھ روٹی، گوشت کھاتے اور قرآن پڑھتے رہتے اور آپ کو قرآن پڑھنے سے بجز جنابت کے کوئی شئے نہ روکتی۔

(سنن ابن ماجة، کتاب الطھارۃ، باب: ما جاء فی قراءة القرآن، رقم:۵۹۴، ص۱۱۶)

حل لغات

وجھا: یعنی جہات میں سے کسی جہت کا بیان کرنا مقصود ہے۔

فعالجا: جہد مسلسل اور کوشش سے اپنے دین کی خدمت کرنا مراد ہے۔

فدخل المخرج: سے مراد پیشاب و پاخانہ بھرنے کی جگہ یعنی بیت الخلاء ہے۔

فتمسح بھا: یعنی پانی سے وضو کیا یا اپنے ہاتھ دھوئے۔

فانکروا ذلك: یعنی بغیر کامل وضو کے قرآن پڑھنے کو ناپسند کیا، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو ناپسند کیا ، فرمایا: "سید عالم ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو ہم میں قرآن کی تلاوت فرماتے "یعنی بغیر وضو کے لئے مشغول ہوئے ہمیں قرآن سکھاتے۔

ویاکل معنا اللحم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا واجب نہیں ہے۔
لیس الجنابة: مراد جنبی نہ ہونا ہے۔

حدیث نمبر "۲۲۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ عروہ بن مرۃ: بن عبداللہ بن طارق، ابو عبداللہ کوفی۔ عبداللہ بن ابی اوفی، سعید بن مسیب، عبدالرحمن بن ابی لیلی سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے اعمش، ثوری، شعبہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ۱۱۰ھ میں انتقال کیا۔(۲)۔۔۔ عبداللہ بن سلمہ: مرادی کوفی، انہوں نے علی المرتضی، عبداللہ بن مسعود، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے عمرو بن مرہ، ابواسحاق سبیعی نے روایت کی ہے۔ ثقہ تابعی راوی تھے۔ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۲۲۹" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ حدث والے شخص یعنی بے وضو شخص کے لئے قرآن زبانی پڑھنا جائز ہے۔(۲)۔۔۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ جنبی شخص قرآن نہ پڑھے اور اسی طرح حائضہ عورت بھی نہ پڑھے، کیونکہ جنابت بے وضو ہونے کے مقابلے میں زیادہ غلیظ ترین چیز ہے۔ لیکن امام احمد نے اس کی اجازت دی ہے یعنی جنبی شخص قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے۔ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے کہ جنبی شخص قرآن کی آیات کی تلاوت کر سکتا ہے۔اور انہی سے یہ بھی روایت ہے کہ حائضہ قرائت کر سکتی ہے جب کہ جنبی شخص قرآن کی تلاوت نہیں کر سکتا اس لئے کہ حائضہ عورت اگر قرآن نہ پڑھے تو بھول جائے گی اس لئے کہ ایام حیض طویل ہوتے ہیں جب کہ جنابت کی مدت میں طوالت نہیں پائی جاتی ہے۔اور ابن مسیب اور عکرمہ کہتے ہیں کہ جنبی کے قرائت قرآن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔جب کہ جمہور اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ (شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: الجنب یقراء، ج۱،ص ۳۰۳ وغیرہ)

جنبی کے قرائت قرآن کرنے کے بارے میں اختلاف ائمہ

*۔۔۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ عزوجل کی یاد کیا کرتے تھے"۔(صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: ذکر الله تعالی فی حال الجنابة وغیرها، رقم: ۷/۱۱۲(۳۷۳)،ص۱۸۵)

علامہ نووی لکھتے ہیں: یہ حدیث اللہ عزوجل کی یاد تسبیح، تہلیل، تکبیر، تحمید وغیرہ کے جواز کے اعتبار سے اصل ہے، اور اجماع مسلمین کے نزدیک جائز ہے لیکن علماء نے جنبی اور حائضہ کے قرائت قرآن کے مسئلے میں اختلاف کیا ہے، پس جمہور کے نزدیک جنبی اور حائضہ کا قرآن پڑھنا چہ جائے کہ ایک آیت یا بعض حصہ ہی پڑھے حرام ہے اور اگر بسم الله، الحمد للہ وغیرہ اذکار تلاوت قرآن کی نیت سے ادا کرے تو ناجائز ہے اور اگر ذکر کی نیت سے یا بغیر کسی نیت کے پڑھے تو جائز ہے۔اور جنبی و حائضہ کے لئے دل میں قرآن پڑھنا اور قرآن کو دیکھنا جائز ہے جب کہ چھو نہیں سکتے اور جب غسل کرنے کا ارادہ بنے تو مستحب ہے کہ ذکر کرنے کی نیت سے بسم اللہ کہہ لیں۔اور یہ بھی جان لیں کہ

بول و براز اور جماع کے وقت میں ذکر نہ کرے اور حدیث کا مقصود یہ ہے کہ سید عالم ﷺ غالب اوقات میں اللہ جل جلالہٗ کا ذکر فرماتے چہ جائے کہ وضو سے ہوں یا نہ ہوں، یا جنبی ہوں، کھڑے، بیٹھے، لیٹے، اور چلتے، پھرتے آپ کا دل اللہ عزوجل کی یاد میں منہمک رہتا تھا۔

(نووی علی مسلم، کتاب الحیض، باب: ذکر اللہ تعالی فی حال الجنابۃ، رقم:۱۱۷/(۳۷۳)، ص ۳۳۱)

مالکیہ کے نزدیک: جنبی شخص کے لئے قرائت کرنا واجب نہیں مگر دو شرائط کے ساتھ، (۱)۔۔۔ جو بھی آسانی سے میسر ہو پڑھے جیسا کہ آیت یا اس کی مثل مگر اس میں دو حالتیں پائی جائیں گی، پہلی یہ ہے کہ دشمن وغیرہ سے بچنے کی صورت پائی جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ شرعی احکام میں سے کسی حکم کا استدلال کیا جائے، اور اس کے علاوہ کسی بھی صورت میں جنبی حالت میں قرآن پڑھنا جائز نہیں چہ جائے کہ قلیل پڑھے یا کثیر اور جنبی کے لئے مسجد میں جا کر ٹھہرنا جائز نہیں اور نہ ہی مسجد کو راستہ بنانا جائز ہے، لیکن دو صورتوں میں مسجد جا سکتا ہے جس میں اول یہ ہے کہ مسجد کے سوا اس کے پاس پانی کے حصول کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو مسجد جائے گا اور اس کے پاس مسجد کے سوا کوئی راستہ ہی نہ ہو تو اس صورت میں بھی مسجد سے گزرے گا اور غسل کرے گا اور اگر ایسا ہے کہ اُس کے پاس ڈول اور رسی ہے جس کے ذریعے پانی کنویں سے نکال لے تو بھی مسجد میں جا کر پانی حاصل کرلے اور یہ صورت بہت کم پائی جاتی ہے۔(۲)۔۔۔ اُسے اپنی جان کی ہلاکت کا خوف ہے اور مسجد کے سوا کہیں پانی نہ ملے گا، پس اس حالت میں اس کے لئے ضروری ہے کہ تیمم کرے اور داخل مسجد ہو جائے اور وہیں رہے جب تک کہ اُسے خوف ختم نہ ہو جائے، اور یہ اُس شخص کے لئے ہے جو اپنے شہر میں رہتا ہو اور مرض وغیرہ سے بھی امن میں ہو، پھر اگر کوئی مریض ہو یا جنبی ہو اور اُس کے لئے پانی کا استعمال دشوار ہو تو اُسے تیمم کر لینا چاہیے اور مسجد میں داخل ہو جانا چاہیے اور تیمم کے ساتھ ہی نماز ادا کرلے لیکن ضرورت کے سوا زیادہ دیر نہ ٹھہرے اور جسے مسجد میں احتلام ہو جائے تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ جلدی سے مسجد سے باہر ہو جائے اور ممکن ہو تو تیمم کر کے مسجد سے باہر ہو۔ پس جنبی کے لئے مسجد میں فقط ضرورت کی بناء پر جانا جائز ہے۔

احناف کے نزدیک: جنبی کے لئے تلاوت قرآن کرنا حرام ہے، قلیل تلاوت کرے یا کثیر۔ اسی طرح جنبی شخص کے لئے مسجد میں داخل ہونا حرام ہے مگر ضرورت کے پیش نظر داخل ہو سکتا ہے۔ اور ضرورت ایسی ہو جیسے کہ مسجد کے سوا کہیں پانی نہ ملے گا کہ غسل جنابت اتارے، تو مسجد میں جا سکتا ہے لیکن مسجد میں گزرنے سے پہلے تیمم کرلے اور اسی طرح خوف کی صورت میں بھی مسجد میں داخل ہو سکتا ہے جیسا کہ مالکیہ کا قول ہے لیکن ایسی صورت میں بھی تیمم کرنا ضروری امر ہے۔

شوافع کے نزدیک: جنبی شخص پر قرائت قرآن حرام ہے، اگرچہ ایک ہی حرف کرے اور اس کا قصد تلاوت قرآن ہو، ہاں اگر اس کا قصد اللہ عزوجل کا ذکر کرنا ہے اور اس کی زبان سے بلا قصد قرآن جاری ہو گیا تو حرام نہیں ہے، ذکر کرنے کی مثال یوں ہے جیسا کہ کھانے کو بیٹھا تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیا، سواری کو بیٹھا تو ﴿سبحان

الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون پاکی ہے اسے جس نے اِس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے بس میں نہ تھی اور بیشک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے (الزخرف: ۱۳،۱۴)﴾ پڑھ لیا، جیسا کہ وہ لوگ جو پانی کی عدم دستیابی کے باعث فرض نماز میں تلاوت قرآن کرتے ہیں، اسی طرح حائضہ اور نفاس والی عورت، اسی طرح جنبی، حائضہ اور نفاس والی کا مسجد سے گزرنا جب کہ مسجد کے ملوث ہونے کا اشکال نہ پایا جائے جب کہ ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے لیکن ایک ہی دروازے سے داخل ہو اور اسی سے باہر نکلے تو ایسا کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے کیونکہ اس صورت میں تردد پایا جا رہا ہے جو کہ ممنوع ہے، ہاں ایسا ہوا کہ جس دروازے سے داخل ہوا تھا اس کے علاوہ سے نکلنا چاہتا تھا لیکن اُسی سے باہر نکل گیا تو اب حرام نہیں ہوگا اور حدث اکبر والے کے لئے ضرورت کی بناء پر مسجد میں ٹھہرنا جائز ہے جیسا کہ اُسے مسجد میں احتلام ہو گیا اور مسجد کے دروازے بند ہونے کی صورت میں باہر نہیں نکل سکتا یا اپنی جان یا مال کا خوف ہو لیکن ایسی صورت میں اُسے تیمم کرنا ضروری ہوگا لیکن مسجد کی مٹی استعمال نہ کرے جب کہ مسجد میں پانی نہیں پا رہا اور اگر مسجد میں پانی پائے جو اُسے وضو پر کفایت کرے تو وضو کرنا ضروری ہے۔

حنابلہ کے نزدیک: ان کے نزدیک حدث اکبر والے کے لئے بغیر کسی عذر کے بھی بڑی یا چھوٹی آیت تلاوت کرنا جائز ہے۔ اور اس کے علاوہ تلاوت کرنے میں حرمت پائی جائے گی۔ اسی طرح ذکر کرنا جیسا کہ کھانے کے وقت میں بسم اللہ کہنا، اسی طرح سواری پر سوار ہونے کی حالت میں ﴿سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین پاکی ہے اُسے جس نے اِس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے بس میں نہ تھی (الزخرف: ۱۳)﴾ کہنا، اسی طرح جنبی، حیض و نفاس والی کے لئے مسجد میں جانا جائز ہے جب کہ مسجد کے ناپاک ہونے کا خوف نہ ہو اور جنبی کے لئے وضو کی حالت میں مسجد میں رہنا جائز ہے اگرچہ بغیر ضرورت کے ہی رہے اور حائضہ و نفاس والی کے لئے مسجد میں وضو کے ساتھ رہنا جائز نہیں مگر یہ کہ خون آنا منقطع ہو چکا ہو تو جائز ہے۔

(کتاب الفقۃ، کتاب الطھارۃ، باب ما یجب علی الجنب، ج۱، ص۱۱۱ وغیرہ)

(۹۲) بَابٌ فِي الْجُنُبِ يُصَافِحُ
جنبی سے مصافحہ کرنا

(۲۳۰) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَقِيَهُ فَأَهْوَى إِلَيْهِ فَقَالَ: إِنِّي جُنُبٌ فَقَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ.

ابو وائل نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملے تو اُن کی جانب جھکے یہ عرض گزار ہوئے کہ میں جنبی ہوں، فرمایا: ''مسلمان ناپاک نہیں ہوتا''۔

(۲۳۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَبِشْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَأَنَا جُنُبٌ فَاخْتَنَسْتُ فَذَهَبْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ

فَقَالَ: اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ؟ قَالَ: قُلْتُ: اِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ عَلٰى غَيْرِ طَهَارَةٍ. فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ وَقَالَ فِيْ حَدِيْثِ بِشْرٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنِيْ بَكْرٌ.

ابورافع کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سید عالم ﷺ مجھے مدینہ منورہ کے ایک راستے میں ملے جب کہ میں حالت جنابت میں تھا، پس میں ایک جانب ہٹ کر پرے چلا گیا اور غسل کر کے حاضر بارگاہ ہوا تو فرمایا: "اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تم کہاں تھے؟"، میں عرض گزار ہوا کہ میں جنبی تھا اور طہارت کے بغیر آپ کی بارگاہ میں بیٹھنا میں نے ناپسند کیا، فرمایا: "سبحان اللہ! مسلمان تو کبھی ناپاک نہیں ہوتا"، فرمایا کہ حدیث بشر کو حمید نے بکر سے روایت کی ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب: "في الجنب يصافح" کے تحت دو احادیث نقل فرمائیں، صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ درج ذیل مذکور ہے۔

*۔۔۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی رسول اللہ ﷺ سے اس حال میں ملاقات ہوئی کہ وہ جنبی تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو کر غسل کرنے چلے گئے جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں غسل کر کے حاضر ہوئے تو (بطور عذر) عرض کیا کہ میں جنبی تھا آپ نے فرمایا: "سبحان اللہ مومن نجس نہیں ہوتا"۔ (صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب الدليل على ان المسلم لا، رقم: (١١٧)/٣٧٢، ص١٨٥)، (سنن النسائى، كتاب الطهارة، مماسة الجنب ومجالسته، رقم: ٢٦٧، ص٧٣)، (سنن ابن ماجة، كتاب الطهارة مصافحة الجنب، رقم: ٥٣٤، ص١٠٧)

حل لغات

فاهوى اليه: یعنی کسی کی جانب مائل ہونا، سید عالم ﷺ کا اپنے صحابی کی جانب ہاتھ ملانے کی غرض سے مائل ہونا۔

ان المسلم لا ينجس: اصل کے اعتبار سے مسلمان پاک ہے۔

فقال سبحان الله: یہ جملہ اہل عرب میں کسی کام میں تعجب کی بناء پر بولا جاتا ہے۔

حدیث نمبر "٢٣٠" کے رجال

(١)۔۔۔واصل بن حیان: احدب اسدی کوفی، انہوں نے معرور بن سوید، ابووائل، مجاہد وغیرہ سے سماع حدیث کی ہے، ان سے مسعر، ثوری، شعبہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے اور ابوحاتم نے صدوق صالح الحدیث کہا ہے، ان کا انتقال سن ١٢٠ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۲۳۱" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ غسل کرنے میں تاخیر ہونا، سید عالم ﷺ کا سوال کرنا تم کہاں تھے ؟۔(۲)۔۔۔ جنبی اصل کے اعتبار سے پاک ہوتا ہے، جب کہ اُس پر شریعت حکم ناپاکی کا لگاتی ہے۔(۳)۔۔۔ اہل فضل کی تعظیم وتوقیر اور ان سے مصافحہ کرنا اور ان کے مقام و مرتبے کا احترام کرنا مستحب ہے۔(۴)۔۔۔ عالم دین کا یہ منصب ہے کہ جب وہ اپنے ماننے والوں کو ایسے امر کی جانب دیکھیں جو خلاف صواب ہو تو انہیں ٹوکیں اور وہ کام کرنے پر آمادہ کریں جو ٹھیک اور شرعی حکم کے عین مطابق ہو۔

(شرح سنن ابو داؤد، كتاب الطهارة ، باب :الجنب يصافح، رقم:۲۳۱،ج۱،ص ۳۰۵)

"مسلمان ناپاک نہیں ہوتا"، کی توجیہات امام نووی کی نظر میں!

*۔۔۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی رسول اللہ ﷺ سے اس حال میں ملاقات ہوئی کہ وہ جنبی تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو کر غسل کرنے چلے گئے جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں غسل کر کے حاضر ہوئے تو (بطور عذر) عرض کیا کہ میں جنبی تھا آپ نے فرمایا: "سبحان اللہ مومن نجس نہیں ہوتا"۔

(صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب الدليل على ان المسلم لا، رقم:۱۱۶/(۳۷۲)،ص۱۸۵)

علامہ نووی لکھتے ہیں: یہ حدیث پاک مسلمان زندہ یا مردہ کے پاک ہونے کے بارے میں اصل کی حیثیت رکھتی ہے۔پس زندہ مسلمان کے پاک ہونے میں توامت کا اجماع ہے یہاں تک کہ جنین جس کے جسم پر نجاست ہی لگی ہو اگرچہ اس کی شرمگاہ نجاست سے ملوث ہو، ہمارے بعض اصحاب کہتے ہیں مسلمان پاک ہے اور اسی میں امت کا اجماع ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نجاست یا رطوبت اس کی شرمگاہ سے پیوست ہو اور نہ ہی کتب فقہ میں اس حوالے سے کوئی اختلاف مذکور ہے اگرچہ ظاہری نجاست دیکھی جاتی ہو جیسا کہ مرغی کا انڈا وغیرہ اشیاء کے پاک ہونے میں کوئی تردد نہیں پایا جاتا اور اگر شرمگاہ نجس پائی جائے تو اس میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں کہ زندہ ہے یا مردہ ،تو یہ حکم زندہ مسلمان کا ہے جب کہ مردہ مسلمان کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے اور امام شافعی کے اس بارے میں دو اقوال ہیں اور صحیح قول یہی ہے کہ پاک ہے اور ان کی دلیل مذکور حدیث ہی ہے اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تعلیقاً نقل کیا ہے: "ان المسلم لا ينجس حيا ولا ميتا یعنی مسلمان زندہ ہو یا مردہ نجس نہیں ہوتا"۔اور یہ مسلمان کا حکم ہے جب کہ کافر، اس کا طہارت وعدم طہارت میں حکم مسلمانوں کی طرح ہے اور یہ ہمارے جمہور سلف وخلف کا مذہب ہے۔اور اللہ جل جلالہ کا فرمان: ﴿انما المشركون نجس مشرک نرے ناپاک ہیں (التوبۃ:۲۸)﴾ تو یہاں اعتقادی نجاست، گندگی مراد ہے اور یہ مراد نہیں کہ ان کے اعضاء نجس ہیں جیسا کہ

پیشاب، پاخانہ، وغیرہ لگے ہونا، پس جب مسلمان وکافر کا پاک ہونا ثابت ہو گیا تو اس کا پسینہ، تھوک، آنسو بھی پاک ہونگے چہ جائے کہ محدث ہو یا جنبی ہو یا حائضہ ہو یا نفاس والی ہو اور یہ سب اجماع امت سے ثابت ہے۔اسی طرح بچوں کے بدن، انکے کپڑے، لعاب کو بھی طہارت پر محمول کیا جائے گا یہاں تک کہ نجاست کا یقین ہو جائے۔

(نووی علی مسلم، کتاب الحیض، باب الدلیل علی ان المسلم لا، رقم:۱۱۶/(۳۷۲)، ص۳۳۰)

اہل فضل وعلماء کا احترام

اس حدیث سے اہل فضل کا احترام اور ان کی بارگاہ میں بیٹھنے، ان سے مصافحہ کرنے کی اہمیت اور احترام کا درس ملتا ہے اور اس میں یہ بھی درس ہے کہ علماء اور شیخ کی بارگاہ میں ادب کا لحاظ رکھا جائے، ان کی بارگاہ میں بیٹھنے کے آداب ملحوظ ہوں اور یہ بھی کہ جب حاضری کا شرف حاصل ہو تو غسل وغیرہ کرکے، ناخن کاٹ کر، خوشبو لگا کر ادب کے ساتھ حاضر ہو جائے۔ (نووی علی مسلم، کتاب الحیض، باب: الدلیل علی ان المسلم لا ینجس، تحت رقم:۱۱۵/(۳۷۱)، ص ۳۳۱)

(۹۳) بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يُصَلِّي بِالْقَوْمِ وَهُوَ نَاسٍ
جنبی کا بھول کر قوم کو نماز پڑھانے لگنا

(۲۳۲) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ زِيَادٍ الْأَعْلَمِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ أَنْ مَكَانَكُمْ ثُمَّ جَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَصَلَّى بِهِمْ.

حسن نے ابو بکرہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نماز فجر پڑھانے کے لئے مسجد میں داخل ہوئے تو دست مبارک سے اپنی جگہ رہنے کا اشارہ فرمایا، پھر واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا، پس لوگوں کو نماز پڑھائی۔

(۲۳۳) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَقَالَ: فِي أَوَّلِهِ: فَكَبَّرَ وَقَالَ فِي آخِرِهِ: " فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنِّي كُنْتُ جُنُبًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: " فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَانْتَظَرْنَا أَنْ يُكَبِّرَ انْصَرَفَ ثُمَّ قَالَ: كَمَا أَنْتُمْ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ أَيُّوبُ وَابْنُ عَوْنٍ وَهِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ مُرْسَلًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَكَبَّرَ ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْقَوْمِ أَنِ اجْلِسُوا فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَبَّرَ فِي صَلَاةٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ حَدَّثَنَاهُ مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَبَّرَ.

حماد بن سلمہ نے اپنی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کو معناروایت کیااوراس کے شروع میں کہاکہ آپ نے تکبیر کہہ لی اوراس کے آخر میں کہاکہ جب آپ نماز پوری کر چکے تو فرمایا:"میں بھی ایک بشر ہوں اور میں بھی جنبی تھا"۔امام ابوداؤد نے فرمایاکہ زہری،ابوسلمہ بن عبدالرحمن، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم نے فرمایاکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصلے پر کھڑے ہوئے اور ہم نے انتظار کیاکہ آپ تکبیر کہیں تو آپ لوٹ چلے۔ پھر فرمایاکہ اپنی جگہ پر رہنا۔اسے روایت کرتے ہوئے کہاایوب اور ابن عوف اور ہشام، محمد نے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، پس تکبیر کہی پھر لوگوں کی طرف اشارہ کیاکہ بیٹھ جاؤ تو جاکر غسل فرمایا۔اسی طرح روایت کی ہے مالک، اسمعیل بن ابو حکیم، عطاء بن یسار نے فرمایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی تکبیر کہی۔امام ابوداؤد نے فرمایاکہ ہم سے حدیث بیان کی اسی طرح مسلم بن ابراہیم، ابان یحیی ، ربیع بن محمد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کانام رکھا:"فی الجنب یصلی بالقوم وھو ناسی"اوراس ضمن میں دواحادیث نقل فرمائیں، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل احادیث اوران کی تخاریج موجود ہیں۔

*۔۔۔ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز کی اقامت کہی گئی اور کھڑے ہو کر صفیں برابر کرلی گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مصلے پر کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنبی ہونا یاد آیاہم سے فرمایاکہ اپنی جگہ رہناپھر جاکر غسل کیااور ہمارے پاس تشریف لائے اور سر مبارک سے پانی ٹپک رہاتھاپس تکبیر کہی اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔متابعت کی اس کی عبدالاعلی معمر نے زہری سے روایت کیا اسے اوزاعی نے زہری سے ۔(صحیح البخاری، کتاب الغسل،الاذان،باب:اذا ذکر فی المسجد انه جنب،ھل یخرج من المسجد لعلة،اذا قام الامام مکانکم، رقم:۶۴۰،۶۳۹،۲۷۵،ص۱۰۵،۴۹)،(صحیح مسلم،کتاب الصلوة،متی یقوم الناس للصلوة،رقم:(۱۳۵۳)/ ۶۰۵،ص۲۷۹)،(سنن ابن ماجة ،کتاب الصلوة،باب ماجاء فی البناء علی الصلوة،رقم:۱۲۲۰،ص۲۱۶)

حل لغات

فاوما بیدہ: مراد ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے۔
ان مکانکم: یعنی اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ثم جاء: تشریف لے گئے، پھر غسل کرکے دوبارہ تشریف لے آئے۔فصلی بھم: پس نئی تکبیر کے ساتھ نماز کا آغاز ہوا۔

وقال فی آخرہ: حدیث کا آخری حصہ یہ ہے:"انما انا بشر مثلکم"یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسیان کے معاملے میں تمہاری طرح ہیں۔وانی کنت جنبا:یعنی کسی عذر کی وجہ سے لوگوں کے پاس سے چلے گئے جب کہ لوگ ان کے

انتظار میں رہے۔ثم اوما الی القوم ان اجلسوا: میں دلیل قاطع ہے کہ لوگ نماز کی حالت میں نہ تھے،اور اس پر یہ فرمان:"ان مکانکم" بھی دلیل بن رہا ہے۔

حدیث نمبر"۲۳۳"کے رجال

(۱)۔۔۔زیاد اعلم: زیاد بن حسان بن قرہ اعلم بصری باہلی ہے۔انہوں نے انس بن مالک، حسن بصری، محمد بن سیرین سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے عبد اللہ بن عون، اشعث بن عبد الملک، حماد بن زید، سعید بن ابو عروبہ، ہمام بن یحیی نے روایات نقل کی ہیں۔ثقہ راوی تھے ،بخاری، ابوداؤد اور نسائی میں ان کی روایات منقول ہیں۔(۲)۔۔۔ابو بکرہ: نفیع بن حارث بن کلدہ بن عمرو بن علاج بن ابی سلمہ ،ابو بکرہ ان کی کنیت تھی۔انہوں نے سید عالم ﷺ کی ۱۳۲احادیث نقل کی ہیں۔ جس میں سے آٹھ پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔جس میں سے پانچ پر امام بخاری اور پانچ ہی پر امام مسلم منفرد ہیں۔اِن سے ان کے بیٹے عبد الرحمن اور مسلم، حسن بصری، ربعی بن حراش، احنف بن قیس نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر"۲۳۴"کے رجال

(۱)۔۔۔عبد اللہ بن عون: بن ارطبان بصری، ابو عون مزنی، جب کہ ارطبان سید عالم ﷺ کے صحابی عبد اللہ بن مغفل کے مولی (غلام) تھے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی لیکن ان سے سماع حدیث نہ کر سکے جب کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق، موسی بن انس بن مالک، ہشام بن زید، حسن بصری وغیرہ سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے اعمش، شعبہ، ثوری، ابن مبارک، یحیی قطان وغیرہ سے سماع حدیث کی ہے۔(۲)۔۔۔اسماعیل بن حکیم: قرشی اموی مدنی، یہ عثمان بن ابی عفان رضی اللہ عنہ کے غلام تھے،اور اسحق کے بھائی تھے۔انہوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر، عمر بن عبد العزیز، سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہیں جب کہ اِن سے مالک بن انس، یحیی قطان، محمد بن اسحق بن یسار وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے ان کا انتقال ۱۸۰ھ میں ہوا ،مسلم، ابن ماجہ اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر"۲۳۴"کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ حضرات انبیائے کرام سے عبادات میں نسیان کا ہونا جائز ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"انما انا بشر مثلکم"۔(۲)۔۔۔امام جب نماز کے لئے کھڑا ہو اور اُس پر بے وضو ہونا ظاہر ہو تو وضو کر کے دوبارہ تشریف لائے اور نئی اقامت کی حاجت نہیں ہے۔(۳)۔۔۔اس حدیث میں ماء مستعمل کی طہارت پر دلیل موجود ہے،اور صحیح مذہب کے مطابق ماء مستعمل طاہر غیر مطہر ہے۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب: فی الجنب یصلی بالقوم وھو ناسی، ج ا، ص ۳۱۱)

محدثین کی نظر میں حدیث مذکورہ کے مشمولات مع اختلاف

نماز میں صفوں کا خیال رکھنا بالاجماع مستحب ہے، ابن حزم کہتے ہیں نماز باجماعت پڑھنے والوں پر صفوں کی رعایت رکھنا فرض ہے، پس پہلے آنے والا شخص پہلی صف کی رعایت کرے۔ علماء سلف اور ان کے بعد والوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ لوگ کب نماز کے لئے کھڑے ہوں اور امام کب تکبیر کہے پس امام شافعی اور ایک گروہ اس جانب گئے ہیں کہ مستحب ہے کہ کوئی بھی اُس وقت تک کھڑا نہ ہو جب تک کہ مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے ۔اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اُس وقت کھڑے ہوتے تھے جب کہ مؤذن: ''قد قامت الصلوۃ'' کہتا تھا اور یہی قول امام احمد کا ہے اور ابو حنیفہ اور کوفیوں کا قول یہ ہے کہ: ''حی علی الصلوۃ'' پر کھڑا ہو، اور جب مؤذن: ''قد قامت الصلوۃ'' کہے تو امام تکبیر بلند کر دے اور اس کی حکایت ابن ابی شیبہ نے سوید بن غفلہ اور قیس بن ابی سلمہ وحماد سے نقل کی ہے اور جمہور علماء سلف وخلف کہتے ہیں کہ امام اُس وقت تک تکبیر نہ کہے جب تک کہ مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے۔ میں (علامہ عینی) کہتا ہوں کہ امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک سنت یہ ہے کہ امام کے لئے مشروع یہ ہے کہ امام اُس وقت تک تکبیر نہ کہے جب تک کہ موذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے اور صف کی درستگی کی نشاندہی نہ کر دے، اور ہمارے نزدیک: ''قد قامت الصلوۃ'' کا تلفظ کرنا مشروع ہے۔ امام زفر کہتے ہیں کہ جب موذن ''قد قامت الصلوۃ'' کہے تو کھڑے ہو جاؤ اور جب دوسری مرتبہ یہی جملہ دھرائے تو نماز کا آغاز کرو۔ ابو یوسف کہتے ہیں موذن کے اقامت کہنے کے بعد نماز شروع کی جائے تو موذن کے قول کی محافظت ہو سکے اور یہی قول امام احمد وشافعی کا ہے۔ امام کو جب کوئی ایسی مصیبت آجائے جس کی وجہ سے وہ امامت نہیں کر سکتا تو اشارے سے خلیفہ بنائے کلام نہ کرے، اور یہ امام مالک کے اقوال میں سے ایک قول ہے۔ اور اس میں حدث کی صورت میں بناء کے جواز کی دلیل ہے اور یہ امام اعظم کا قول ہے۔ اور اس میں حضرات انبیائے کرام سے عبادات کے معاملے میں نسیان ہونے پر دلیل ہے۔ ابن بطال کہتے ہیں کہ اس میں امام مالک وابو حنیفہ کے قول پر دلیل ہے کہ امام کی تکبیر کے بعد مقتدیوں کی تکبیر ہونی چاہیے، اور یہی عامۃ الفقہاء کا قول ہے۔ امام شافعی کا قول اس کے برعکس ہے۔ اور ان کی دلیل عطاء بن یسار کی حدیث ہے: ''سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نماز کی تکبیر فرمائی پھر اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا اور ٹھہرنے کا حکم دیا، پھر تشریف لائے اور تکبیر فرمائی''۔ امام شافعی حدیث مرسل کا قول نہیں کرتے اور امام مالک کے نزدیک مذکورہ حدیث قابل عمل نہیں ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر نہ کہی تھی۔ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ ابن بطال نے ذکر کیا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کا امام مالک کے ساتھ ہونا صحیح نہیں ہے کیونکہ امام اعظم کا مذہب تو یہ ہے کہ مقتدی پر واجب ہے کہ وہ اپنے امام کی تکبیر کے مقارن (ملا کر) تکبیر کہے اور امام ابو یوسف ومحمد کے نزدیک مقتدی امام کی تکبیر کے بعد تکبیر کہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس میں فضیلت کے اعتبار سے اختلاف ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جنبی شخص جب مسجد میں بھول کر داخل ہو جائے پھر اُسے یاد آئے کہ وہ جنبی تھا تو باہر نکل جائے اور تیمم نہ کرے اور اسی

کی بناء پر امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں ذکر کیا کہ: "یخرج کما ھو ولا یتیمم"۔ابن بطال تابعین سے نقل کرتے ہیں کہ جب جنبی شخص بھولے سے مسجد میں داخل ہو جائے تو تیمم کرے اور پھر باہر نکلے۔میں (علامہ عینی) کہتا ہوں کہ ایسی صورت میں تیمم کرنے کا قول ثوری اور اسحٰق نے بھی کیا ہے اور یہی قول امام اعظم کا بھی ہے کہ جب جنبی شخص سفر میں ہو اور مسجد پر سے گزرے اور اس میں پانی دستیاب ہو تو چاہیے کہ تیمم کر کے مسجد میں داخل ہو پھر پانی طلب کرے پھر پانی لیکر مسجد سے باہر تشریف لائے۔نوادر میں ابن ابو زید سے منقول ہے جو شخص مسجد میں سو گیا پھر اُسے احتلام ہوا تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ تیمم کر کے مسجد سے باہر تشریف لائے۔امام شافعی کہتے ہیں کہ بغیر ٹھہرے مسجد سے باہر نکل جائے چہ جائے کہ اُسے حاجت ہو یا نہ ہو۔اسی کی مثل حسن اور ابن مسیب، عمرو بن دینار اور احمد اور امام شافعی سے منقول ہے کہ مسجد ہی میں ٹھہرا رہے جب کہ وضو کر لے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الغسل، باب: اذا ذکر فی المسجد، تحت رقم: ۲۷۵،ج۳،ص ۵۳وغیرہ)

(۹۴) بَابٌ فِي الْجُنُبِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ
جنبی کے مسجد میں داخل ہونے کا بیان

(۲۳۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْأَفْلَتُ بْنُ خَلِيفَةَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَسْرَةُ بِنْتُ دَجَاجَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُولُ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَوُجُوهُ بُيُوتِ أَصْحَابِهِ شَارِعَةٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: وَجِّهُوا هٰذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَلَمْ يَصْنَعِ الْقَوْمُ شَيْأً رَجَاءَ أَنْ تَنْزِلَ فِيهِمْ رُخْصَةٌ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ بَعْدُ فَقَالَ: وَجِّهُوا هٰذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَإِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ فُلَيْتٌ الْعَامِرِيُّ۔

جسرہ بنت دُجاجہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اصحاب نے اپنے گھروں کے دروازے آنے جانے کے لئے مسجد کے اندر نکال لئے تھے۔فرمایا: "ان کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دو"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور اس سلسلے میں لوگوں نے کچھ بھی نہ کیا، اس امید پر کہ شاید اجازت نازل ہو جائے، کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ اُن کے پاس تشریف لائے تو فرمایا: "ان کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دو کیونکہ میں حائضہ اور جنبی کے لئے مسجد کو حلال نہیں کرتا"۔امام ابوداؤد نے کہا کہ افلت بن حنفیہ وہی فلیت عامری ہیں۔

(۲۳۵) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ ح وَحَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْأَزْرَقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ إِمَامُ مَسْجِدِ صَنْعَاءَ حَدَّثَنَا رَبَاحٌ عَنْ مَعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: " أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَصَفَّ النَّاسُ صُفُوفَهُمْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰى إِذَا قَامَ فِي مَقَامِهِ ذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَغْتَسِلْ فَقَالَ لِلنَّاسِ: مَكَانَكُمْ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى بَيْتِهِ فَخَرَجَ عَلَيْنَا

يَنْطُفُ رَأْسُهُ وَقَدِ اغْتَسَلَ وَنَحْنُ صُفُوفٌ وَهٰذَا لَفْظُ ابْنِ حَرْبٍ وَقَالَ عَيَّاشٌ فِي حَدِيثِهِ فَلَمْ نَزَلْ قِيَامًا نَنْتَظِرُهُ حَتّٰى خَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدِ اغْتَسَلَ۔

ابو سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز کی اقامت کہی گئی اور لوگوں نے صفیں بنالیں ،پس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ اپنی جگہ پر کھڑے ہوگئے، یاد آیا کہ غسل نہیں کیا تو لوگوں سے فرمایا: "اپنی جگہ پر رہنا"، پھر کاشانۂ اقدس کی جانب لوٹ گئے، پھر مکان عالیشان سے باہر تشریف لائے اور ہمارے سامنے جلوہ افروز ہوئے تو سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا، غسل کرنے کے باعث اور ہم صف بستہ تھے۔ یہ روایت ابن حرب کے لفظوں میں ہے، عیاش بن ارزق نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ ہم کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل کر کے ہمارے پاس تشریف لے آئے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب: "في الجنب يدخل المسجد" کے تحت دو احادیث نقل فرمائی، صحاح کی دیگر کتب میں فقط ایک ہی مقام سے حدیث دستیاب ہو سکی، جو کہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ابو سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز کی اقامت کہی گئی اور کھڑے ہو کر صفیں برابر کرلی گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مصلے پر کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنبی ہونا یاد آیا ہم سے فرمایا کہ اپنی جگہ رہنا پھر جا کر غسل کیا اور ہمارے پاس تشریف لائے اور سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا پس تکبیر کہی اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ متابعت کی اس کی عبد الاعلی معمر نے زہری سے روایت کیا اسے اوزاعی نے زہری سے۔ (صحيح البخاری، کتاب الغسل،الاذان،باب:اذا ذكر فى المسجد انه جنب،هل يخرج من المسجد لعلة،اذا قام الامام مكانكم، رقم:۲۷۵،۶۳۹،۶۴۰،ص۴۹،۱۰۵)،(صحيح مسلم،كتاب الصلوة،متى يقوم الناس للصلوة،رقم:(۱۳۵۳)/ ۶۰۵،ص۲۷۹)،(سنن ابن ماجة ،كتاب الصلوة،باب ماجاء فى البناء على الصلوة،رقم:۱۲۲۰،ص۲۱۶)

حل لغات

وجهوا هذه البيوت: مراد مساجد کے دروازے، حدیث میں ہے کہ جنبی شخص مساجد میں داخل نہ ہوں، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "مساجد میں حائضہ اور جنبی کا داخل ہونا حلال نہیں ہے"۔ ایک قول یہ ہے اپنے منہ مساجد سے پھیر لو یا مساجد کی جانب حالت جنب میں رخ نہ کرو۔ شارعة: مسجد کا دروازہ جو راستے میں پڑتا ہو، بڑا راستہ۔

فانی لا احل: حرام کی ضد مراد ہے۔ اور مسجد میں الف لام عہد کا ہے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد ہے۔

حدیث نمبر "۲۳۲" کے رجال

(۱)۔۔۔فلیت بن خلیفہ عامری: انہوں نے جسرہ بنت دجاجہ سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ثوری نے

روایات نقل کی ہیں۔ابوداؤد اور ترمذی میں ان کی روایات منقول ہیں۔(۲)۔۔۔ جسرہ: بنت دجاجہ کوفیہ، انہوں نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات نقل کی ہیں۔ان سے افلت بنت خلیفہ نے روایات نقل کی ہیں۔ثقہ تابعیہ راویہ تھیں، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۲۳۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن حرب: ابرش خولانی حمصی، ابوعبداللہ۔انہوں نے اوزاعی، زبیدی، محمد بن زیاد الهانی سے سماع حدیث کی ہے۔اِن سے عبدالاعلی بن مسہر، عمرو بن عثمان، ربیع بن روح حمصی نے روایت بیان کی ہیں۔صالح الحدیث اور ثقہ راوی تھے۔(۲)۔۔۔ زبیدی: مراد محمد بن ولید بن عامر زبیدی، ابوہذیل شامی حمصی۔انہوں نے نافع، زہری، سعید مقبری سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے اوزاعی، محمد بن حرب، بقیہ بن ولید، اور متاخرین نے روایات نقل کی ہیں۔ثقہ راوی تھے اور ۱۴۸ھ میں انتقال فرمایا۔(۳)۔۔۔ محمد بن خالد: بن خلی حمصی، انہوں نے اپنے والد گرامی، ابن عیینہ، بشر بن شعیب سے روایات نقل کی ہیں۔ثقہ وصدوق راوی تھے اور ابوداؤد ونسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۴)۔۔۔ ابراہیم بن خالد: بن عبید ابومحمد قرشی، صنعاء مسجد کے مؤذن۔انہوں نے عمر بن عبدالرحمن، رباح بن زید اور ثوری سے سماع حدیث کی ہے۔احمد بن حنبل، نسائی اور ابوداؤد میں روایات موجود ہیں۔ ثقہ راوی ہوئے ہیں۔(۵)۔۔۔ رباح بن زید قرشی: صنعانی، انہوں نے معمر بن راشد، عمر بن حبیب، عبدالعزیز بن حوران سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ابن مبارک، عبدالرزاق بن ہمام، ابوثور نے روایات نقل کی ہیں۔۸۱ سال کی عمر میں ۱۸۷ھ میں انتقال کیا۔(۶)۔۔۔ عیاش بن ارزق: ابونجیم نزیل اذنہ، انہوں نے عبداللہ بن وہب سے روایت بیان کی ہے جب کہ اِن سے ابوداؤد نے روایات بیان کی ہیں۔ثقہ راوی تھے۔

(۹۵) بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ الْبِلَّةَ فِي مَنَامِهِ
اس شخص کے بارے میں جو خواب میں تری دیکھے

(۲۳۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا قَالَ: يَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ يَرَى أَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ الْبَلَلَ قَالَ: لَا غُسْلَ عَلَيْهِ فَقَالَتْ: أُمُّ سُلَيْمٍ الْمَرْأَةُ تَرَى ذَالِكَ أَعَلَيْهَا غُسْلٌ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ۔

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جو تری دیکھے اور اسے احتلام یاد نہ ہو، فرمایا: "وہ غسل کرے" اور اس شخص کے متعلق جس نے دیکھا کہ اُسے احتلام ہوا ہے لیکن تری نہ پائے، فرمایا: "اُس پر غسل نہیں ہے"، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں کہ اگر عورت ایسا دیکھے تو کیا اس پر غسل ہے؟ فرمایا: "ہاں! اس سلسلے میں عورتیں مردوں کی طرح ہیں"۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام: "في الرجل يجد البلة في منامه" رکھا اور اس مناسبت سے فقط ایک ہی حدیث روایت فرمائی، صحاح میں اس موضوع سے متعلق درج ذیل مقامات پر احادیث مروی ہیں۔

*۔۔۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اگر کوئی عورت بھی ایسا خواب دیکھے تو کیا غسل کرے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے شرم تو آئی تاہم میں نے پوچھا کیا واقعی ایسا ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہاں اگر ایسا نہ ہو تو بچوں کی مشابہت کیسے ہو مرد کا پانی گاڑھا اور سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا اور زرد ہوتا ہے ان میں سے جس کا پانی غالب ہو یا سابق ہو بچہ اسی کے مشابہ ہوتا ہے"۔(صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب: اذا احتلمت المراءة، رقم: ۲۸۲، ص ۵۰)، (صحیح مسلم، کتاب الحیض، وجوب الغسل علی المراة، رقم: (۵۹۷)/۳۱۱، ص ۱۶۴)

*۔۔۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جسے احتلام یاد نہ ہو اور وہ تری پائے آپ نے فرمایا: "غسل کرے" اس کے بارے میں پوچھا گیا جسے احتلام تو یاد ہے لیکن اس نے (اپنے جسم پر) تری نہیں پائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس پر غسل نہیں ہے"، ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ بات دیکھنے سے عورت پر بھی غسل ہے آپ نے فرمایا: "ہاں، عورتیں مردوں ہی کی طرح ہیں"۔ (سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب فیمن یستیقظ فیری بللا ولا، رقم: ۱۱۳، ص ۴۷)

*۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر عورت دوران نیند دیکھے جو مرد دیکھتا ہے یعنی احتلام ہو جائے تو آپ نے ارشاد فرمایا: "اگر پانی نکلے تو غسل کرے"۔

(سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب: غسل المراة فی منامها مایری، رقم: ۱۹۵، ص ۵۸)

*۔۔۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اگر کوئی سو کر اٹھے اور اسے تری نظر آئے لیکن احتلام یاد نہ ہو تو غسل کرے گا اور جسے خواب میں احتلام ہوا لیکن تری نظر نہ آئے تو اس پر غسل نہیں"۔ (سنن ابن ماجة، کتاب الطهارة، باب: من احتلم ولم یر بللا، رقم: ۶۱۲، ص ۱۱۹)

حل لغات

ولا یذکر احتلاما: مراد احتلام ہونا ہے یعنی سونے والا بیداری پر کچھ دیکھے۔

شقائق الرجال: اخلاق وطبائع میں ان کی مثل، جیسا کہ آدمی اپنے حقیقی رشتے داروں کے ساتھ ہوتا ہے، اور جیسا کہ بی بی حوا حضرت آدم علیہ السلام کی حقیقی پسلی سے پیدا ہوئیں، اس کی واحد "حقیقة" ہے مراد یہ ہے انسان اپنے حقیقی بھائی اور والدین کے لئے جو جذبات رکھتا ہے۔

حدیث نمبر "۲۲۳۶" کے رجال

(۱)۔۔۔حماد بن خالد خیاط: ابوعبداللہ قرشی بصری، بغداد کے رہنے والے تھے۔مالک بن انس، ابن ابی ذئب، عبداللہ بن عمر عمری، معاویہ بن صالح سے سماع حدیث کی ہے۔احمد بن حنبل، یحیی بن معین، ابو بکر بن ابی شیبہ نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔(۲)۔۔۔عبداللہ بن عمر: بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب ابو عبدالرحمن قرشی عدوی، ابن عمر کے مولانافع، خبیب بن عبدالرحمن، ابوزبیر، قاسم بن غنام بیاضی، اور زہری سے سماع حدیث کی ہے۔ منصور بن سلمہ خزاعی، قراد ابو نوح، ابو نعیم، وکیع نے ان کی روایات بیان کی ہیں، مدینہ منورہ میں ۱۷۱ھ میں انتقال کیا۔(۳)۔۔۔ام سلیم: بنت ملحان بن خالد بن زید، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا انصاریہ مراد ہیں۔ان کا نام سُہلہ، رُمیلہ، اُنیفہ، رُمیثہ، رمیصاء بتایا جاتا ہے۔سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چودہ احادیث روایت کی ہیں۔جس میں سے فقط ایک حدیث پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ان سے ان کے صاحبزادے انس بن مالک، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے روایات نقل کی ہیں۔ابوداؤد، نسائی اور ترمذی میں ان کی روایات موجود ہیں۔

عورت کے احتلام ہونے یا نہ ہونے اور وجوب غسل کے بارے میں اختلاف ائمہ

علامہ عینی لکھتے ہیں: ابن المنذر نے کہا ہے کہ اہل علم کا اس بارے میں اجماع محفوظ ہے کہ جب کوئی شخص نیند میں احتلام ہوتا دیکھے یا بیوی سے مجامعت کرتا ہوا پائے اور بیدار ہونے کی حالت میں تری نہ پائے تو اُس پر غسل کرنا واجب نہیں ہے، اور اختلاف تری پائی جانے اور احتلام یاد نہ ہونے کی صورت میں ہے چنانچہ ایک گروہ کے نزدیک غسل کرنا چاہیے، اور یہ قول حضرت ابن عباس، شعبی، سعید بن جبیر اور نخعی کا ہے، اور امام احمد کہتے ہیں کہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ غسل کرلے۔ابو اسحق کہتے ہیں کہ جب تری دیکھے تو غسل کرلے، امام مالک، شافعی اور ابو یوسف کا قول ہے کہ غسل کرے جب اُسے شہوت کے ساتھ منی اترنے کا یقین ہو، خطابی کہتے ہیں کہ اگرچہ منی شہوت سے نکلنے کا یقین نہ ہی پائے تاہم جب تری دیکھے تو غسل کرلے اور یہی قول تابعین کی جماعت نے بھی روایت کیا ہے اور اکثر اہل علم کا قول ہے کہ اُس وقت تک اُس پر غسل کرنا واجب نہیں ہوتا جب تک کہ اُسے شہوت کے ساتھ منی نکلنے کا یقین نہ ہو جائے۔

(عمدة القاری، کتاب الغسل، باب: اذا احتلمت المراة، ج۳، رقم: ۲۸۲، ص ۸۶ وغیرہ، ملتقطاً)

علامہ نووی لکھتے ہیں: جاننا چاہیے کہ جب عورت کے منی خارج ہو جائے تو غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ مرد پر غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کا اس بارے میں اجماع ہے کہ عورت و مرد دونوں کے ساتھ خروج منی کی صورت میں غسل کرنا واجب ہے، یا مرد کا عضو مخصوص عورت کے فرج میں چھپ جائے۔اور اس پر بھی اجماع ہے کہ حیض و نفاس کی صورت میں بھی عورت پر غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے اور عورت جب بچہ جنے اور خون نہ دیکھے تو غسل کے واجب ہونے میں اختلاف ہے اور ہمارے اصحاب (شوافع) کا اصح ترین قول یہ ہے کہ غسل کرنا واجب ہو جائے گا اور اسی طرح مضغہ اور علقہ کی صورت میں بھی اختلاف ہے تاہم اصح ترین قول غسل کے واجب

ہونے کا ہے۔اور جو حضرات غسل کو واجب نہیں مانتے وہ وضو کو واجب مانتے ہیں۔ پھر ہمارے مذہب (شوافع) میں منی کے نکلنے پر غسل کرنا واجب ہے چہ جائے کہ منی کود کر شہوت کے ساتھ نکلے یا نظر کرنے سے، یا نیند میں یا جاگتے میں، عقل کی درستگی کی حالت میں نکلے یا جنون کی حالت میں، پھر منی کے خارج ہونے سے مراد یہ ہے کہ منی ظاہر میں نکلنا ثابت ہو اور ایسا نہیں تو پھر غسل کرنا واجب نہیں۔ اسی طرح جب سونے والا نیند کی حالت میں یہ دیکھے کہ وہ مجامعت کر رہا ہے اور اس کے انزال ہو گیا ہے، پھر بیدار ہونے پر اُسے کچھ نہ دکھائی دے تو اس پر بالاجماع غسل کرنا واجب نہیں ہے اور اسی طرح اس کے بدن میں خروج منی کے باعث اضطراب پایا جائے لیکن در حقیقت ایسا نہ ہو تو غسل کرنا واجب نہیں اور اسی طرح کسی کو انزال ہونے کا خدشہ ہو لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوا تو اس پر غسل کرنا واجب نہیں۔ اسی طرح جو شخص نماز کی حالت میں ہے اور اُسے منی اترتی محسوس ہوئی اور اس نے اپنے ذکر کو پکڑ لیا اور نماز مکمل کر لی تو نماز درست ہو گئی۔

مرد و عورت کی مَنی کے اوصاف

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مرد کی مَنی گاڑھی اور سفید ہوتی ہے جب کہ عورت کی مَنی پتلی اور زرد رنگ کی ہوتی ہے"۔اور یہ اصل عظیم ہے منی کی صفات کے بیان کے بارے میں، اور یہ صفات سلامتی والی حالت میں ہیں یعنی جب انسان صحت و تندرستی کے ساتھ زندگی گزار رہا ہو تو یہ صفات پائی جاتی ہیں۔ علماء کہتے ہیں کہ مرد کی منی سفید گاڑھی ہوتی ہے جو کہ کود کود کر نکلتی ہے اور اس میں شہوت و لذت کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔اور جب نکلتی ہے تو فتور کو ساتھ لاتی ہے اور اس کی بُو ایسی ہوتی ہے جیسا کہ کھجور کا گھابہ یا خوشہ اور جب خشک ہو جائے تو پیشاب کی طرح کی بُو رکھتی ہے۔اور بیمار آدمی کی منی پتلی زرد ہوتی ہے جو کہ بغیر شہوت و لذت کے نکلتی ہے اور عورت کی منی زرد اور پتلی ہوتی ہے اور کبھی سفید بھی ہوتی ہے جب کہ اعتبار قوت و ضعف کا ہے۔اور عورت کی منی میں دو خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ پہلی صفت یہ ہے کہ ان کی منی کی بُو بھی مرد کی منی کی بُو کی طرح ہوتی ہے۔دوسری صفت یہ ہے کہ جب خروج منی ہوتا ہے شہوت و لذت پیدا ہوتی ہے اور خروج منی پر عورت کے لئے بھی غسل کرنا واجب ہے چہ جائے کہ منی کسی بھی صفت و حال میں نکلے۔

(النووی، کتاب الحیض، باب: وجوب الغسل علی المراءۃ، تحت رقم: ۲۹/(۳۱۰)، ص ۲۹۹ وغیرہ)

(٩٦) بَابٌ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ
عورت وہ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے

(٢٣٧) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ الْأَنْصَارِيَّةَ هِيَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ أَرَأَيْتَ الْمَرْأَةَ إِذَا رَأَتْ فِي النَّوْمِ مَا يَرَى الرَّجُلُ أَتَغْتَسِلُ أَمْ لَا؟ قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: نَعَمْ. فَلْتَغْتَسِلْ إِذَا وَجَدَتِ الْمَاءَ قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ: أُفٍّ لَكِ وَهَلْ تَرَى ذَالِكَ الْمَرْأَةُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: تَرِبَتْ يَمِينُكِ يَا عَائِشَةُ وَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَهُ؟ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَ كَذَالِكَ رَوَى عُقَيْلٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَيُونُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَوَافَقَ الزُّهْرِيُّ: مُسَافِعًا الْحَجَبِيَّ قَالَ: عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها وَأَمَّا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ فَقَالَ: عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ رضي الله عنها جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم.

عروہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں، عرض گزار ہوئیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بیشک اللہ جل جلالہ حق بات سے نہیں شرماتا تو جب عورت خواب میں وہی دیکھے (احتلام) جو مرد دیکھتا ہے تو اُسے غسل کرنا چاہیے جب کہ پانی (مَنی) دیکھے، ؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! اُسے غسل کرنا چاہیے جب کہ پانی دیکھے"، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں اُن کے پاس گئی اور اُن سے کہا: آپ پر افسوس ہے، کیا عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری جانب متوجہ ہو کر فرمایا: "اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تمہارے دائیں ہاتھ میں مٹی لگی ہے اور یہ مشابہت کہاں سے ہوتی ہے؟"، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اسی طرح کی روایت کی ہے زبیدی، عقیل، یونس، زہری سے، اور زہری نے حجبی مسافع کی موافقت کرتے ہوئے عروہ اور بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے کہا، اور ہشام بن عروہ نے عروہ، زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے بیان کیا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تھیں۔

حل لغات

فقلت اف لك: یعنی کیا گندی اور حقیر بات تم کہتی ہو، وہ بات جو انسان کو ناپسند ہو۔

تربت یمینک: مراد یہ ہے کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! ان کے پوچھنے میں بہتری ہے، اور یہ جملہ اہل عرب اُس وقت بولتے ہیں جب کسی کو دعا دینا مقصود نہ ہو۔

ومن این یکون الشبہ: معنی یہ ہے کہ جب آدمی کا پانی عورت کے پانی پر غالب ہو جائے تو بچہ باپ کی شکل کے مشابہ پیدا ہوتا ہے، ورنہ برعکس معاملہ ہو تو بچہ ماں کی شکل پر پیدا ہوتا ہے۔

ان اللہ لا یستحی: یعنی اللہ حی کریم ہے، بندہ جب اپنے ہاتھ بلند کر کے اُس سے مانگتا ہے تو اُس ہاتھوں کو خالی نہیں پھیرتا بلکہ اِن میں خیر رکھ دیتا ہے۔

حدیث نمبر "۲۳۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ عنبسہ: بن خالد بن یزید بن ابی نجاد، ایلی اموی، ابو عثمان بن اخی یونس بن یزید۔ ان سے ابن وہب، احمد بن صالح نے روایات نقل کی ہیں۔ ایلہ کے مقام پر ان کا انتقال ۱۹۸ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ ابن ابی وزیر: ابراہیم بن عمر بن مطرف ہاشمی مکی، ابو عمرو بن ابی وزیر۔ مالک بن انس، شریک، ابن عیینہ سے سماع حدیث کی ہے۔ علی بن مدینی، ابن مثنی، ابن بشار نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ ۲۳۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (۳)۔۔۔ مسافع: ابن عبداللہ اکبر بن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ عبداللہ بن عبدالعزیز بن عثمان بن عبدالدار بن قصی، ابو سلیمان قرشی حجبی مکی، انہوں نے عبداللہ بن عمرو، عروہ بن زبیر، صفیہ بنت شیبہ، اور زہری سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے مصعب بن شیبہ، رجاء ابو یحیی، منصور بن صفیہ، اور زہری نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۴)۔۔۔ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا: عبداللہ بن عبدالاسد، ان کی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں۔ حبشہ میں پیدا ہوئیں، ان کا نام بُرہ تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب رکھا۔ اِن سے قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر، ابو سلمہ بن عبدالرحمن، عبیداللہ بن عبداللہ، شعبی نے روایت کی ہے۔ (۵)۔۔۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا: ان کا نام ھند بنت ابی امیہ تھا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں، انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۳۷۸ احادیث نقل کی ہیں جس میں سے تیرہ پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ انہوں نے دو ہجرتیں کیں، حبشہ اور مدینہ کی جانب، ان سے انکے صاحبزادے عمر، صاحبزادی زینب، سعید بن مسیب، ابو بکر بن عبدالرحمن، کریب (ابن عباس کے مولی) رضی اللہ عنہم نے احادیث نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال ۵۹ھ میں ہوا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

حدیث مذکورہ کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ مسئلہ پوچھنے میں حیاء نہیں کرنی چاہیے اور اہل عرب کی عورتیں بھی مسائل فقہی پوچھنے میں حیاء نہیں فرماتی تھیں۔ (۲)۔۔۔ مرد و عورت دونوں کے لئے یہی مسئلہ ہے کہ جب احتلام ہو جائے تو غسل کرنا واجب ہے۔ (۳)۔۔۔ عورت کو بھی احتلام ہونا حدیث مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے۔ (۴)۔۔۔ قیاس کو ثابت کرنا اور دو احکامات کی نظیر ملنے کی صورت میں دونوں کے احکامات کا ایک ہی ہونا۔ (۵)۔۔۔ جب خطاب میں لفظ ذکور ہو تو وہ خطاب عورتوں کے لئے بھی ہوا کرتا ہے سوائے ان مقامات کے جن میں ادلہ نے تخصیص فرما دی ہے۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب: المراۃ تری ما یری الرجل، ج۱، ص۳۱۹ وغیرہ)

(۹۷) بَابٌ فِي مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِي يُجْزِءُ فِي الْغُسْلِ
پانی کی اس مقدار کے بیان میں جو غسل کرنے میں کافی ہو جاتا ہے

(۲۳۸) عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَتْ: كُنْتُ اغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ فِيهِ قَدْرُ الْفَرَقِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: الْفَرَقُ سِتَّةَ عَشَرَ رِطْلًا وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: صَاعُ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ خَمْسَةُ أَرْطَالٍ وَثُلُثٌ قَالَ: فَمَنْ قَالَ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ؟ لَيْسَ ذَالِكَ بِمَحْفُوظٍ. قَالَ وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ: مَنْ أَعْطَى فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ هٰذَا خَمْسَةَ أَرْطَالٍ وَثُلُثًا فَقَدْ أَوْفَى قِيلَ الصَّيْحَانِيُّ ثَقِيلٌ قَالَ الصَّيْحَانِيُّ أَطْيَبُ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي.

عروہ بن زبیر نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل جنابت فرمایا کرتے جو فرق ہے، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ معمر نے اس حدیث کو زہری سے روایت کیا ہے کہ جس میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل فرمایا کرتے جس میں ایک فرق پانی ہوتا ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابن عیینہ نے بھی حدیث مالک کے مانند روایت کی ہے۔ امام ابوداؤد کا بیان ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک فرق رطل کا ہوتا ہے جس نے آٹھ رطل کہا اس کی بات درست نہیں ہے۔ امام ابوداؤد کا بیان ہے کہ میں نے امام احمد کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے صدقہ فطر میں ہمارے رطل سے پانچ اور ایک تہائی دیئے تو اس نے پورا صدقہ فطر دیا۔ ان سے کہا گیا کہ صیحانی کھجور بھاری ہوتی ہے، فرمایا کہ صیحانی عمدہ ہے، اس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "في مقدار الماء الذي يجزء في الغسل" رکھا اور اس کے تحت ایک روایت نقل کی، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل روایات و تخاریج روایات مذکور ہیں۔

*۔۔۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا، انہوں نے کہا: میں اور حضرت عائشہ کے بھائی حضرت عائشہ کے پاس گئے، پس حضرت عائشہ کے بھائی نے ان سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے متعلق سوال کیا، حضرت بی بی عائشہ نے تقریباً چار لیٹر پانی کا ایک برتن منگوایا، پھر آپ نے غسل کیا اور اپنے سر کے اوپر پانی ڈالا اور ہمارے اور حضرت عائشہ کے مابین پردہ تھا۔

(صحيح البخاري، كتاب الغسل، باب: الغسل بالصاع ونحوه، رقم: ۲۵۱، ص ۴۶)

*۔۔۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کے لیے ایسا برتن استعمال کیا کرتے تھے جس میں تین صاع (ساڑھے تیرہ لیٹر) پانی آتا تھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابة، رقم: ۶۱۳/(۳۱۹)، ص ۱۶۷)

*۔۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن میں غسل جنابت کیا کرتے تھے۔امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الطهارة ، باب: فی وضوء الرجل والمراة من اناء واحد، رقم: ۶۲، ص ۳۱)

*۔۔۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ اور میں دونوں ملکر ایک ہی برتن سے ہاتھ ڈال کر غسل کرتے۔ (سنن النسائی، کتاب الطهارة ، باب: ذکر اغتسال الرجل والمراة من نساۂ من اناء واحد، رقم: ۲۳۲، ص ۶۵)

*۔۔۔ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اطہر میں مرد وعورت ایک ہی برتن میں وضو کر لیا کرتے تھے۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة ، باب: الرجل والمراة یغتسلان من اناء واحد، رقم: ۳۷۶، ص ۸۳)

حل لغات

الفرق: کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، سولہ رطل سے زائد، بارہ مُد، پانچ اقساط اور ایک قسط نصف صاع ہوتا ہے ،اور "الفرق" سکون کے ساتھ ہو تو اس سے مراد ایک سو بیس رطل ہوتا ہے۔ہمارے اصحاب کتبِ فقہ میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد چھتیس رطل ہیں جیسا کہ "الھدایۃ" میں موجود ہے۔

(۹۸) بَابٌ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ
غسل جنابت کے بارے میں بیان

(۲۳۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّهُمْ ذَكَرُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْغُسْلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَمَّا اَنَا فَاُفِيْضُ عَلٰى رَأْسِيْ ثَلَاثًا وَاَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا۔

سلیمان بن صرد نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کے حضور غسل جنابت کا ذکر کیا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میں تو اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتا ہوں اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا" (کہ اس طرح پانی ڈالتا ہوں)۔

(۲۴۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ مِنْ نَحْوِ الْحِلَابِ فَاَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَبَدَاَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ ثُمَّ اَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهِ۔

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ جب غسلِ جنابت کا ارادہ فرماتے تو برتن میں پانی منگواتے جو دودھ دوہنے والے برتن جتنا ہوتا، پھر چلو میں پانی لیکر سر کے دائیں جانب ڈالتے، پھر بائیں جانب ڈالتے پھر دونوں ہتھیلیوں میں لیکر سر پر ڈالتے۔

(۲۴۱) حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ عَنْ صَدَقَةَ حَدَّثَنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرٍ أَحَدُ بَنِي تَيْمِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أُمِّي وَخَالَتِي عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَسَأَلَتْهَا إِحْدَاهُمَا كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ عِنْدَ الْغُسْلِ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَنَحْنُ نُفِيضُ عَلَى رُءُوسِنَا خَمْسًا مِنْ أَجْلِ الضُّفُرِ۔

بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے فرد جمیع بن عمیر کا بیان ہے کہ میں اپنی والدہ ماجدہ اور خالہ جان کے ساتھ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، اُن میں سے ایک نے پوچھا کہ آپ غسل کے وقت کیا کرتے ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ نماز کے وضو کی طرح وضو فرماتے، پھر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتے اور ہم چوٹیوں کی وجہ سے سر پر پانچ مرتبہ پانی ڈالتی ہیں۔

(۲۴۲) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْوَاشِحِيُّ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَ سُلَيْمَانُ يَبْدَأُ فَيُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ وَقَالَ مُسَدَّدٌ: غَسَلَ يَدَيْهِ يَصُبُّ الْإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ اتَّفَقَا فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ وَقَالَ مُسَدَّدٌ: يُفْرِغُ عَلَى شِمَالِهِ وَرُبَّمَا كَنَتْ عَنِ الْفَرْجِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْإِنَاءِ فَيُخَلِّلُ شَعْرَهُ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنَّهُ قَدْ أَصَابَ الْبَشْرَةَ أَوْ أَنْقَى الْبَشْرَةَ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا فَإِذَا فَضَلَ فَضْلَةٌ صَبَّهَا عَلَيْهِ۔

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ جب غسل جنابت کرتے، سلیمان راوی نے کہا کہ ابتداء کرتے تو دائیں جانب سے، مسدد راوی نے کہا دونوں ہاتھ دھوتے، برتن سے دائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر، پھر دونوں حضرات متفق ہوگئے کہ اپنی شرمگاہ کو دھوتے، مسدد نے کہا کہ بائیں ہاتھ پر ڈالتے اور کبھی کنایہ شرمگاہ کہا، پھر نماز کی طرح وضو کرتے، پھر برتن میں دونوں ہاتھ داخل کرکے بالوں میں خلال کرتے، یہاں تک کہ جب دیکھتے کہ پانی جلد تک پہنچ گیا ہے یا جلد صاف ہوگئی تو تین مرتبہ سر پر پانی ڈالتے، پھر جتنا پانی بچ جاتا اُسے اپنے اوپر ڈال لیتے۔

(۲۴۳) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنِ النَّخَعِيِّ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ بِكَفَّيْهِ

فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ مَرَافِقَهُ وَاَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَاِذَا اَنْقَاهُمَا اَهْوٰى بِهِمَا اِلٰى حَائِطٍ ثُمَّ يَسْتَقْبِلُ الْوُضُوْءَ وَيُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى رَاْسِهٖ۔

اسود کا بیان ہے کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو اپنی ہتھیلیوں سے شروع فرماتے کہ انہیں دھو کر پھر جوڑوں کو دھوتے اور اُن پر پانی ڈالتے تاکہ وہ صاف ہو جائیں اور انہیں دیوار سے رگڑتے پھر وضو فرماتے اور اپنے سر مبارک پر پانی ڈالتے۔

(۲۴۴) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ شَوْكَرٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عُرْوَةَ الْهَمْدَانِيِّ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: لَئِنْ شِئْتُمْ لَاُرِيَنَّكُمْ اَثَرَ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي الْحَائِطِ حَيْثُ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ۔

شعبی کا بیان ہے کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں اُس دیوار پر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کا نشان دکھادوں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل جنابت فرمایا کرتے تھے۔

(۲۴۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنْ خَالَتِهٖ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غُسْلًا يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَاَكْفَاَ الْاِنَاءَ عَلٰى يَدِهِ الْيُمْنٰى فَغَسَلَهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ صَبَّ عَلٰى فَرْجِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَغَسَلَهَا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رَاْسِهٖ وَجَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى نَاحِيَةً فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ الْمِنْدِيْلَ فَلَمْ يَاْخُذْهُ وَجَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ عَنْ جَسَدِهٖ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ: كَانُوْا لَا يَرَوْنَ بِالْمِنْدِيْلِ بَاْسًا وَلٰكِنْ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ الْعَادَةَ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: قَالَ مُسَدَّدٌ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دَاوُدَ: كَانُوْا يَكْرَهُوْنَهٗ لِلْعَادَةِ؟ فَقَالَ: هٰكَذَا هُوَ وَلٰكِنْ وَجَدْتُهٗ فِيْ كِتَابِيْ هٰكَذَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُن کی خالہ جان بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پانی رکھا تاکہ اس کے ساتھ غسل جنابت فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتن سے دائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اُسے دو یا تین مرتبہ دھویا، پھر اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑک کر اُسے دوسرے دستِ اقدس سے دھویا، پھر اپنا دست مبارک زمین پر مار کر اُسے دھویا، پھر کُلی کی، ناک میں پانی ڈالا، پھر پر نور چہرہ دھویا اور دونوں ہاتھ بھی اپنے سر اقدس اور جسم اطہر پر پانی بہایا، پھر اس مقام سے ہٹ کر اپنے دونوں پیر دھوئے تو میں نے رومال پیش کیا، جو نہ لیا اور آپ کے جسم اطہر سے پانی ٹپکتا رہا، اعمش کا بیان ہے کہ میں نے ابراہیم سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رومال میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے لیکن عادت بنالینا اُنہیں ناپسند تھا، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ مسدد نے عبداللہ بن داؤد سے کہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادت بنالینے کو ناپسند فرماتے تھے فرمایا کہ بات یہی ہے کہ میں نے اپنی کتاب میں اسی طرح پایا ہے۔

(۲۴۶) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيْسَى الْخُرَاسَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: "اِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يُفْرِغُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى سَبْعَ مِرَارٍ ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهٗ فَنَسِيَ مَرَّةً كَمْ اَفْرَغَ فَسَاَلَنِيْ كَمْ اَفْرَغْتُ؟ فَقُلْتُ لَا اَدْرِيْ فَقَالَ: لَا اُمَّ لَكَ وَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ

تَدْرِیْ، ثُمَّ یَتَوَضَّأُ وُضُوءَہٗ لِلصَّلَاۃِ ثُمَّ یُفِیْضُ عَلٰی جِلْدِہٖ الْمَاءَ ". ثُمَّ یَقُوْلُ: ھٰکَذَا کَانَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ یَتَطَھَّرُ۔

ابن ابی ذئب کا بیان ہے کہ شعبہ نے فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب غسل جنابت فرماتے تو دائیں ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر سات مرتبہ پانی ڈالتے، پھر اپنی شرمگاہ کو دھوتے، ایک مرتبہ وہ پانی ڈالنے کی تعداد بھول گئے تو مجھ سے پوچھا کہ میں نے کتنی مرتبہ پانی ڈالا ہے؟ میں عرض گزار ہوا کہ مجھے تو معلوم نہیں، فرمایا کہ تمہاری ماں نہ رہے تمہیں معلوم کرنے سے کس نے روکا؟ پھر نماز کے وضو کی طرح وضو فرماتے، پھر اپنے سارے جسم پر پانی بہاتے، پھر فرماتے کہ سید عالم ﷺ اسی طرح طہارت فرمایا کرتے تھے۔

(۲۴۷) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُصْمٍ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: کَانَتِ الصَّلَاۃُ خَمْسِیْنَ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَۃِ سَبْعَ مِرَارٍ وَغَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ سَبْعَ مِرَارٍ فَلَمْ یَزَلْ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ یَسْأَلُ حَتّٰی جُعِلَتِ الصَّلَاۃُ خَمْسًا وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَۃِ مَرَّۃً وَغَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ مَرَّۃً۔

عبداللہ بن عصم کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نمازیں پچاس تھیں، نیز غسل جنابت سات دفعہ کیا جاتا اور پیشاب لگنے سے کپڑوں کو سات مرتبہ دھویا جاتا، چنانچہ سید عالم ﷺ برابر سوال کرتے رہے یہاں تک کہ نمازیں پانچ مقرر فرمادی گئیں، نیز جنابت سے ایک دفعہ غسل کیا جاتا اور پیشاب لگنے سے کپڑے کو ایک مرتبہ دھویا جاتا۔

(۲۴۸) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنِی الْحَارِثُ بْنُ وَجِیْہٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِیْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اِنَّ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃً فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ اَنْقُوا الْبَشَرَ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ: اَلْحَارِثُ بْنُ وَجِیْہٍ حَدِیْثُہٗ مُنْکَرٌ وَھُوَ ضَعِیْفٌ۔

محمد بن سیرین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بیشک ہر بال کے نیچے جنابت ہے لہٰذا ہر بال کو دھو لیا کرو، اور جسم کو صاف کر لیا کرو"، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ حارث بن وجیہ کی حدیث منکر ہے کیونکہ وہ ضعیف ہیں۔

(۲۴۹) حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ اَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ قَالَ: مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَۃٍ مِنْ جَنَابَۃٍ لَمْ یَغْسِلْھَا فُعِلَ بِھَا کَذَا وَکَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ: فَمِنْ ثَمَّ عَادَیْتُ رَاْسِیْ ثَلَاثًا وَکَانَ یَجُزُّ شَعْرَہٗ۔

زاذان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑ دی جسے نہ دھویا اُسے آگ کا اس طرح عذاب دیا جائے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسی

لئے میں اپنے سر کا دشمن ہوں اسی لئے میں اپنے سر کا دشمن ہوں اور اسی لئے میں اپنے سر کا دشمن ہوں، اور اپنے بالوں کو منڈوایا کرتے تھے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب: "فی الغسل من الجنابة" ذکر کر کے اس کے تحت گیارہ احادیث نقل فرمائیں، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل مقامات پر احادیث و تخاریج موجود ہیں۔

*۔۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل جنابت کیا تو اپنے ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر ایک دیوار سے رگڑ کر دھویا پھر وضو کیا جیسا نماز کے لئے کرتے ہیں، جب غسل سے فارغ ہو گئے تو اپنے دونوں پیر دھوئے۔

(صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب: مسح الید بالتراب لتکون انقی، رقم: ۲۶۰، ص۴۷)

*۔۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل کے لئے پانی رکھا اور کپڑے سے پردہ کیا آپ نے ہاتھ پر پانی ڈال کر انہیں دھویا پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا پس اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا پھر اسے دھویا چنانچہ کلی کی اور ناک میں پانی لیا نیز چہرے اور کلائیوں کو دھویا پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور اپنے جسم پر پانی بہایا پھر پرے ہٹ کر اپنے پیر دھوئے میں نے ایک کپڑا پیش کیا تو نہ لیا اور اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے تشریف لے گئے۔(صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب: نفض الیدین من الغسل عندالجنابة، من توضاء فی الجنابة ثم غسل، من افرغ بیمینه علی شماله فی، تفریق الغسل والوضوء، الغسل مرة واحدة، رقم: ۲۵۷، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۷۴، ۲۷۶، ص۴۷، ۴۸، ۴۹)، (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: صفة غسل الجنابة، رقم: (۷۰۵)/۳۱۶، ص۱۲۶)، (سنن نسائی، کتاب الطهارة ،باب: غسل الرجلین فی غیرالمکان، الازالة الجنب الاذی عندقبل، رقم: ۴۱۵، ۲۵۳، ص۱۰۶، ۷۰)، (سنن ابن ماجة، کتاب الطهارة ،باب: ما جاء فی الغسل من، رقم: ۵۷۳، ص۱۱۳)

*۔۔۔حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کے بلند حصے پر تھے اور غسل کرنا چاہتے تھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کی اوٹ کی، غسل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑا گرد لپیٹا اور چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، تستر المغتسل بثوب ونحوه، رقم: (۶۵۲)/۳۳۶، ص۱۷۴)، (سنن نسائی، کتاب الطهارة ،باب: الاستتار عندالاغتسال، رقم: ۲۲۵، ص۶۴)

*۔۔۔حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل جنابت فرمایا تو آپ نے اپنی شرمگاہ کو دھویا اپنا دست مبارک زمین یا دیوار سے رگڑا پھر ایسے وضو فرمایا جیسے نماز کی طرح فرماتے ہیں اس کے بعد آپ

ﷺ نے اپنے سر مبارک اور پورے بدن پر پانی بہایا۔
(سنن نسائی، کتاب الطھارۃ ،باب:الغسل مرۃ واحدۃ، رقم:۴۲۵، ص۱۰۹)، (سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ ،باب: المندیل بعد الوضوء وبعد، رقم:۴۶۷، ص۹۶)

*۔۔۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے غسل جنابت کے وقت ایک بال بھی بغیر دھوئے چھوڑا تو اسے اتنا اتنا (یعنی لاتعداد) عذاب دیا جائے گا"، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اسی واسطے اپنے بالوں کا دشمن ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سر منڈوادیا کرتے تھے۔
(سنن ابن ماجۃ، کتاب الطھارۃ ،باب: تحت کل شعرۃ جنابۃ رقم:۵۹۹، ص۱۱۶)

حل لغات

واشار بیدیه: جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے کلام کے مطابق، سید عالم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعے اارہ فرمایا، جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ لپ بھر پانی، اور یہ غسل میں مسنون ہے اور اسی پر علماء کا اجماع ہے اور فرض تمام بدن کا دھونا ہے اور یہی اجماع ہے اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا مشہور کے خلاف ہے۔
نحو الحلاب: پانی کا وہ برتن جو اتنا بھرا ہوا ہو جتنا اونٹنی کے ایک مرتبہ دودھ دھونے سے بھر جاتا ہے۔
فبداء بشق راسه الایمن: یعنی دائیں جانب سے نہانے کی ابتداء، الشق بمعنی الجانب ہے۔
یتوضاء وضو للصلوۃ: یعنی کامل وضو۔من اجل الضفر: بعض بالوں کا بعض میں داخل ہونا، جیسے عورتوں کی چٹیا ہوتی ہے۔ثم اتفقا: سے مراد سلیمان اور مسدد ہیں۔
اصاب البشرۃ: البشرۃ سے مراد ظاہری جلد ہے۔
وضعت للنبی اغسل: مراد وہ پانی ہے جس سے غسل کیا جاتا ہو۔
فلم یاخذہ: یعنی رومال نہ لینا، یہ اس بات پر دلیل ہے کہ وضو کے بعد اعضائے وضو خشک نہ کرنا مستحب ہے ،شوافع کے اس بارے میں پانچ اقوال ہیں: (۱)۔۔۔اعضائے وضو خشک نہ کرنا مستحب ہے لیکن جو ایسا کرلے تو ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے، (۲)۔۔۔مکروہ ہے۔(۳)۔۔۔مباح فعل ہے چاہے تو اعضائے وضو خشک کرے یا نہ کرے۔(۴)۔۔۔خشک کرلینا مستحب ہے تاکہ میل کچیل دور ہو جائے۔(۵)۔۔۔گرمیوں میں خشک کرلینا مکروہ جب کہ سردیوں میں مکروہ نہیں ہے۔
کانت الصلوۃ خمسین: جو کہ دن رات میں فرض ہوئی تھیں، پھر کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں۔

حدیث نمبر "۲۳۹" کے رجال

(۱)۔۔۔سلیمان بن صُرد: ابن جون بن ابی جون ابن منقذ بن ربیعہ خزاعی، انہوں نے سید عالم ﷺ کی پندرہ احادیث روایت کی ہیں جس میں سے امام بخاری و مسلم کا فقط ایک ہی پر اتفاق ہو سکا۔ایک پر امام بخاری منفرد ہیں۔ان سے عدی بن ثابت، ابو اسحاق سبیعی نے روایات بیان کی ہیں۔۶۵ھ میں قتل کر دیئے گئے۔(۲)۔۔۔جبیر بن

مطعم رضی اللہ عنہ: بن عدی بن نوفل قرشی مدنی، بدر کے قیدیوں میں بطور فدیہ سید عالم ﷺ کے پاس پیش کئے گئے اور اس وقت مشرک تھے پھر خیبر سے پہلے اسلام لے آئے۔اور ایک قول کے مطابق فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔انہوں نے سید عالم ﷺ کی ساٹھ احادیث نقل کی ہیں جس میں سے فقط چھ پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہوا اور دونوں ایک ایک حدیث پر منفرد ہیں۔اِن سے ان کے بیٹے محمد اور نافع، سلیمان بن صُرد، سعید بن مسیب نے روایت بیان کی ہیں۔مدینہ منورہ میں سن ۵۴ھ میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۲۴۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ابوعاصم: مراد ضحاک بن مخلد ابوعاصم نبیل بصری ہیں۔(۲)۔۔۔حنظلہ بن ابی سفیان: بن عبدالرحمن بن صفوان بن امیہ قرشی جُمحی مکی ہیں۔انہوں نے قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ بن عمر، عطاء بن ابی رباح، طاؤس اور مجاہد سے سماع حدیث کی ہے۔اِن سے ثوری، ابن مبارک، وکیع، ابوعاصم نبیل نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔۱۵۱ھ میں انتقال فرمایا۔ابن ماجہ کے سواسب نے ان کی روایات کو بیان کیا۔

حدیث نمبر "۲۴۱" کے رجال

(۱)۔۔۔یعقوب بن ابراہیم: بن کثیر بن زید بن افلح الدورقی ابویوسف عبدی، ابواحمد بن ابراہیم کے بھائی، عمر میں بڑے تھے اور بغداد میں رہتے تھے۔انہوں نے ابن عیینہ، یحیی قطان، ابوعاصم نبیل، عبدالرحمن بن مہدی سے سماع حدیث کی ہے۔ابوزرعہ، ابوحاتم، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ سے کئی متاخرین نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔حافظ الحدیث ثقہ راوی تھے اور ان کا انتقال ۲۵۲ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔صدقہ بن سعید: حنفی، انہوں نے جُمیع بن عمیر سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے عبدالواحد بن زیاد، ابوبکر بن عیاش اور زائدہ نے روایت کی ہے۔ابن ماجہ اور ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۳)۔۔۔جُمیع بن عُمیر: تیمی، انہوں نے عبداللہ بن عمر اور بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہے۔جب کہ اِن سے صدقہ بن سعید، علاء بن صالح، حکیم بن جبیر نے روایت کی ہے۔

حدیث نمبر "۲۴۳" کے رجال

(۱)۔۔۔عمرو بن علی بن بحر بن کنیز: ابوحفص صیرفی فلاسی باہلی بصری، انہوں نے یزید بن زریع، معتمر ابن سلیمان، یحیی قطان، وکیع سے روایت کی ہے۔جب کہ اِن سے ابوزرعہ، ابوحاتم، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، عبداللہ بن احمد نے روایت کی ہے۔ان کا انتقال ۲۴۹ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔محمد بن ابی عدی: ان کا نام ابوعدی ابراہیم سلمی، کنیت ابوعمرو تھی۔سلیمان تیمی، یونس بن عُبید، محمد بن اسحق یسار سے سماع حدیث کی ہے۔اِن سے احمد بن حنبل، محمد بن مثنی، ابن بشار، عمرو بن علی باہلی نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے اور ان کا انتقال بصرہ میں ۱۹۴ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۲۴۴" کے رجال

(۱)۔۔۔حسن بن شوکر: بغدادی ابو علی، انہوں نے اسماعیل بن جعفر، اسماعیل بن علیہ، یوسف بن عطیہ، خلف بن خلیفہ سے روایت بیان کی ہے۔ان سے ابوداؤد، محمد بن مناوی، ابو احمد عبدوس نے روایات بیان کی ہیں۔(۲)۔۔۔عروہ بن حارث: ابو فروہ ہمدانی کوفی، یہ ابو فروہ اکبر کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔انہوں نے ابو عمر شیبانی، عبدالرحمن بن ابی لیلی، ابوزرعہ سے روایت نقل کی ہیں۔اعمش، ثوری، ابن عیینہ، شعبہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ثقہ راوی تھے۔بخاری، مسلم، ابوداؤد، اور نسائی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۲۴۵" کے رجال

(۱)۔۔۔کریب بن ابی مسلم رضی اللہ عنہ: قرشی ہاشمی، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مولی تھے۔عثمان بن عفان اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کی مصاحبت پائی، انہوں نے ابن عباس، اسامہ بن زید، معاویہ بن ابی سفیان، بی بی عائشہ صدیقہ، اُم سلمہ، بی بی میمونہ، اور اُم فضل بن حارث رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ان کے بیٹے، عمرو بن دینار، زہری، سالم بن ابی جعد، اور کئی حضرات متاخرین نے روایات نقل کی ہیں۔ثقہ راوی تھے اور ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ۹۸ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: بن حزن بن بجیر بن ہرم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال ام المومنین زوجہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سن ۶ھ میں ان سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا۔انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۱۴۶ احادیث بیان کی ہیں۔سات پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے جب کہ ایک روایت پر امام بخاری اور پانچ پر امام مسلم منفرد ہیں۔ان سے عبداللہ بن عباس، کُریب کے مولا، عبداللہ بن شداد بن ہاد، اور متاخرین کی جماعت نے روایت کی ہے۔ان کا انتقال ۵۱ھ میں ہوا۔اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی جنازہ پڑھائی۔

حدیث نمبر "۲۴۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ابن ابی فدیک: محمد بن اسماعیل بن مسلم بن ابی فدیک دیلی، ان کا نام ابو فدیک دینار تھا۔انہوں نے اپنے والد ماجد، سلمہ بن وردان، ہشام بن سعد، ابن ابی ذئب سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے امام شافعی، احمد بن صالح مصری، احمد بن حنبل نے روایت کی ہے۔ان کا انتقال ۲۰۰ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔ابن ابی ذئب: محمد بن عبدالرحمن قرشی۔(۳)۔۔۔شعبہ: قرشی ہاشمی، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع حدیث کی، بکیر بن اشجع، ابن ابی ذئب، حفص بن عمر نے ان سے روایت کی ہے۔ان کے ثقہ و قوی ہونے میں اختلاف ہے۔ہشام بن عبدالملک کے دور کے وسط میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۲۴۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ایوب بن جابر یمامی: محمد سُحیمی ابو سلیمان حنفی مدنی کے بھائی، عبداللہ بن عاصم، ابو اسحق سبیعی، حماد بن ابی سلیمان سے روایات نقل کی ہیں۔ان سے قتیبہ، ابوداؤد طیالسی، خالد بن مرداس نے روایات نقل کی ہیں۔ابن معین

اور نسائی کے نزدیک ضعیف راوی ہیں۔(۲)۔۔۔عبداللہ بن عُصم: انہیں ابن عصمہ ابوعلوان حنفی کہا جاتا ہے۔انہوں نے عبداللہ بن عمر،ابن عباس،ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے شریک بن عبداللہ،اسرائیل،ایوب بن جابر نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی ہوئے ہیں۔ابوداؤد اور ترمذی نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر"۲۲۸"کے رجال

(۱)۔۔۔حارث بن وجیہ: راسبی،انہوں نے مالک بن دینار سے جب کہ اِن سے نصر بن علی اور مقدمی نے روایات نقل کی ہیں۔ذہبی کہتے ہیں کہ ضعیف راوی تھے۔ابوداؤد اور ترمذی نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔(۲)۔۔۔مالک بن دینار: ابویحیی بصری زاہد ناجی، بنی ناجیہ بن سامہ بن لوی کی رہنے والی ایک عورت کے مولی تھے۔ان کے والد سبی سجستان کے رہنے والے تھے۔انہوں نے انس، حسن بصری، قاسم بن محمد بن ابی بکر،سعید بن جبیر سے سماع حدیث کی ہے۔اِن سے ابان بن یزید عطار،ہمام بن یحیی، حارث بن وجیہ،وہیب بن راشد نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، سن ۱۲۹ھ میں انتقال کیا۔

حدیث نمبر"۲۲۹"کے رجال

(۱)۔۔۔عطاء بن ابی سائب: بن مالک،انہیں ابن سائب بن یزید بھی کہا جاتا ہے،مزید ابویزید،ابومحمد،ابوزید ثقفی کوفی بھی کہا جاتا ہے۔انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفی اور انس بن مالک کی زیارت کی ہے۔انہوں نے اپنے والد،ابوعبدالرحمن سلمی،سعید بن جبیر،عکرمہ،زاذان ابوعمر سے سماع حدیث کی ہے۔اعمش،ثوری،حمادان،ابوعوانہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔(۲)۔۔۔زاذان کندی: ابوعبداللہ،ابوعمر کوفی بھی کہا گیا ہے۔انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خطبہ سماعت کیا ہے،اس کے علاوہ حضرت علی، ابن مسعود، عبداللہ بن عمرو، براء بن عازب، سلمان فارسی، بی بی عائشہ صدیقہ، جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے سماعت کی ہے۔اِن سے ابوصالح ذکوان، عمرو بن مرہ، عطاء بن سائب اور متاخرین کی جماعت نے روایت بیان کی ہے۔ ثقہ راوی تھے۔۸۲ھ میں انتقال کیا۔

فرائض غسل کے بارے میں اختلاف ائمہ

(۱)احناف کے نزدیک: غسل کے تین فرائض ہیں: کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور تمام ظاہری بدن پر پانی بہانا،پس کلی کرنے میں یہ ضروری امر ہے کہ پانی پورے منہ میں گھمالیا جائے جس سے دانتوں کے درمیان کھانے کے ذرات اور میل کچیل بھی صاف ہو جائے لیکن جہاں کوئی سخت چیز جمی ہوئی ہو اور اُسے چھڑانا ناممکن ہو تو وہ معاف ہے۔اسی طرح ناک میں پانی چڑھانا اور یہ چلو میں پانی لیکر سونگھنے سے ہوگا، پھر اگر ناک میں رینٹھ جمی ہوئی ہو یا تر ہو، جب تک اُسے باہر نہ نکالا جائے گا ناک میں پانی چڑھنا ناممکن ہوگا۔اس کے بعد سارے جسم میں پانی بہانا

کیونکہ یہ بالاتفاق لازم فرض ہے، اور کوئی ایک جگہ بھی خشک رہ گئی تو غسل باطل ہو جائے گا یعنی غسل نہ ہوگا۔ پس خاص احتیاط کے ساتھ جسم کے ہر ہر حصے پر پانی بہانا ضروری ہے جن میں چند احتیاط کی جگہیں دونوں کان کے ظاہری حصے، گردن کی بلٹیں، پیٹ کی بلٹیں، بغلیں، شرمگاہ اور ان کے اطراف کے حصے، دونوں رانیں، عورتوں کے لمبے بال، ڈھلکی ہوئی پستانیں، انگوٹھی پہنی ہو تو اسے اتار لے ورنہ گھما کر پانی پہنچانا ضروری ہے، الغرض ہر وہ مقام جس کی جانب خاص توجہ نہ دی جائے تو وہ دھلنے سے رہ جائے، اس کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔

(۲) مالکیہ کے نزدیک: غسل کے پانچ فرائض ہیں: نیت، پورے جسم پر پانی بہانا، پورے جسم پر پانی بہا کر ملنا، یا خشک کرنے سے پہلے ملنا، پے در پے اعضائے غسل کو دھونا، جسم کے بالوں کا پانی سے خلال کرنا۔ یہ پانچ فرائض مالکی مذہب کے نزدیک ہیں۔ پس نیت کرنا مالکی مذہب کے نزدیک فرض ہے اور اس میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے۔ جسم کے ظاہری اعضاء پر پانی بہانا، چنانچہ مالکی مذہب میں منہ، ناک، کان کے اندرونی حصوں کی کروٹیں، آنکھیں دھونے کے حکم میں داخل نہیں بلکہ ان کے نزدیک جسم کے ظاہری حصے پر پانی بہانا فرض ہے۔ اسی طرح پے در پے اعضاء دھونے کے معنی یہ ہیں کہ علی الفور اعضائے جسم دھوئے جائیں کہ ایک عضو خشک ہونے نہ پائے کہ دوسرا عضو دھولیا جائے۔ جسم کو ملنا اور یہ کسی رومال یا کپڑے سے بھی ممکن ہے پس یہ احتیاط ضروری ہے کہ جسم خشک نہ ہونے پائے۔ بالوں کا خلال، پس داڑھی کے بال، اگرچہ داڑھی بہت گھنی ہو اسی طرح جسم کے بالوں کا خلال کرنا ان کے نزدیک بالاتفاق واجب ہے۔ آنکھوں کی پلکیں اور ابرو کے بالوں کا خلال، بغل وغیرہ، جس میں عورت و مرد کا کوئی فرق نہیں ہے، اسی طرح گندھے ہوئے بالوں کو کھول کر خلال کرنا۔

(۳) شوافع کے نزدیک: فقط دو فرض ہیں: ایک نیت اور دوسرا پورے جسم کے ظاہری حصے پر پانی بہانا۔ پس نیت میں یہ ضروری ہے کہ غسل سے پہلے نیت کرلے اور اگر ایسا نہ کیا تو غسل باطل ہو جائے گا۔ اور جسم کے ظاہری حصوں پر پانی بہانا۔ پس جسم پر موجود بالوں کو دھونا چاہئے کہ بال باریک ہوں یا گھنے ہوں، ہاں بال گھنے ہونے کی صورت میں جلد کو دھونا واجب نہیں ہے، اسی طرح گندھے ہوئے بال جب کہ پانی باطن میں پہنچنے سے مانع ہو تو کھول کر پانی بہانا ضروری ہے۔ اسی طرح ہر وہ چیز جو پانی پہنچنے سے مانع ہو تو اُسے دور کر کے پانی پہنچانا ضروری ہے مثلاً گندھا ہوا آٹا، موم وغیرہ، یا آنکھوں کی کیچڑ، اسی طرح انگوٹھی تنگ ہو کہ پانی نیچے نہ پہنچے گا تو ضروری ہے کہ انگوٹھی اتار کر پانی پہنچائے۔ اسی طرح عورت اپنے کانوں کے زیور اگر سوراخ تنگ ہو تو حرکت دے کر پانی پہنچائے، اسی طرح کانوں کے ظاہری سوراخ تک پانی پہنچائے، عضو مخصوص کی کھال تک پانی پہنچائے۔

(۴) حنابلہ کے نزدیک: غسل کا فقط ایک ہی فرض ہے اور وہ جسم پر پانی بہانا ہے اور اسی میں منہ اور ناک بھی داخل ہیں اور ان کے نزدیک ان دونوں اعضاء کا دھونا واجب ہے جیسا کہ وضو میں واجب ہے۔ اسی طرح بالوں کا دھونا اور بال گھنے ہونے کی صورت میں جلد تک پانی پہنچانا واجب نہیں ہے۔ عورت پر جنابت کی حالت میں اگر گندھے ہوئے بال کھول کر پانی پہنچانے میں حرج ہو تو گندھے ہوئے بال کھولنا واجب نہیں ہے۔ بلکہ عورتوں پر واجب ہے

کہ اپنے بالوں کو حرکت دے کر پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچائے۔اور یہ جنابت کی صورت میں بیان ہوا جب کہ حالت حیض ہو تو حیض کا غسل کرتے وقت واجب ہے کہ گندھے ہوئے بال کھول دے۔اسی طرح جسم کے ظاہری حصے کے دھونے میں عضو مخصوص کی کھال بھی داخل ہے جس کا بیان ماقبل بھی ہو چکا ہے۔

(كتاب الفقه، كتاب الطهارة ، باب فرائض الغسل، ج١،ص ١٠٢وغيره)

(٩٩)بَابٌ فِي الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ
غسل کرنے کے بعد وضو کرنے کا بیان

(٢٥٠)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَغْتَسِلُ وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ وَصَلَاةَ الْغَدَاةِ وَلَا أَرَاهُ يُحْدِثُ وُضُوءًا بَعْدَ الْغُسْلِ۔

اسود نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل کر کے دو رکعتیں پڑھتے اور نمازِ فجر اور میں نے آپ کو غسل فرمالینے کے بعد کبھی تازہ وضو کرتے نہیں دیکھا۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا:"في الوضوء بعد الغسل"اور اس کے تحت حدیث فقط ایک ہی نقل فرمائی، صحاح میں اس موضوع پر دو مقامات درج ذیل ذکر کئے جاتے ہیں۔

*۔۔۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔

(سنن النسائی،كتاب الطهارة ، باب:ترک الوضوء من بعد الغسل،رقم:٢٥٢،ص٧٠)، (سنن ابن ماجة،كتاب الطهارة ، باب: فی الوضوء بعد الغسل،رقم:٥٧٩،ص ١١٤)

حل لغات

ويصلی الرکعتين: مراد فجر کی سنتیں ہیں۔

(١٠٠) بَابٌ فِي الْمَرْاَةِ هَلْ تَنْقُضُ شَعْرَهَا عِنْدَ الْغُسْلِ
عورت کا غسل کے وقت میں بالوں کا کھولنا

(٢٥١) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ السَّرْحِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ امْرَاَةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالَ زُهَيْرٌ اَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ امْرَاَةٌ اَشُدُّ ضُفُرَ رَاْسِيْ اَفَاَنْقُضُهُ لِلْجَنَابَةِ؛ قَالَ: اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْفِنِيْ عَلَيْهِ ثَلَاثًا وَقَالَ زُهَيْرٌ: تَحْثِيْ عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِكِ فَاِذَا اَنْتِ قَدْ طَهُرْتِ".

عبداللہ بن رافع مولی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے ایک عورت نے زہیر سے کہا کہ وہ عرض گزار ہوئیں یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی چوٹی سختی سے باندھتی ہوں کیا غسل جنابت کے لئے اسے کھولا کروں؟ فرمایا: تمہارے لئے سر پر تین لپ پانی ڈال لینا کافی ہے"، زہیر کا بیان ہے کہ تین لپ پانی ڈال کر اُسے سارے جسم پر بہالو تو اس وقت تم پاک ہو جاؤ گی۔

(٢٥٢) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ حَدَّثَنَا ابْنُ نَافِعٍ يَعْنِي الصَّائِغَ عَنْ اُسَامَةَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَتْ: فَسَاَلْتُ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ فِيْهِ: وَاغْمِزِيْ قُرُوْنَكِ عِنْدَ كُلِّ حَفْنَةٍ۔

مقبری نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک عورت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی مذکورہ حدیث کی طرح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اُس کی خاطر میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا، معنا بیان کرتے ہوئے اس میں کہا کہ ہر لپ کے ساتھ اپنی لٹوں کو نچوڑ لیا کرو۔

(٢٥٣) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا اَصَابَتْهَا جَنَابَةٌ اَخَذَتْ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ هٰكَذَا تَعْنِيْ بِكَفَّيْهَا جَمِيْعًا فَتَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهَا وَاَخَذَتْ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ فَصَبَّتْهَا عَلٰى هٰذَا الشِّقِّ وَالْاُخْرٰى عَلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ.

صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم میں سے جب کسی کو غسل جنابت کی حاجت ہوتی تو تین لپ پانی لیتے اور دونوں ہاتھوں کو اکٹھا کر کے بتایا کہ ایسے، پس اپنے سر پر پانی ڈالتے نیز ایک چلو پانی لے کر ایک جانب ڈالتے اور دوسرا چلو لے کر دوسری جانب ڈالتے۔

(٢٥٤) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنَّا نَغْتَسِلُ وَعَلَيْنَا الضِّمَادُ وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحِلَّاتٌ وَمُحْرِمَاتٌ۔

عائشہ بنت طلحہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم غسل کرتے حالانکہ ہم نے سر پر لپ کیا ہوا تھا، اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتیں، احرام سے باہر یا حالت احرام میں۔

(۲۵۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ قَالَ: قَرَأْتُ فِيْ اَصْلِ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عَيَّاشٍ قَالَ: ابْنُ عَوْفٍ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِيْهِ حَدَّثَنِيْ ضَمْضَمُ بْنُ زُرْعَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: اَفْتَانِيْ جُبَيْرُ بْنُ نُفَيْرٍ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ اَنَّ ثَوْبَانَ حَدَّثَهُمْ اَنَّهُمُ اسْتَفْتَوُا النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: اَمَّا الرَّجُلُ فَلْيَنْشُرْ رَاْسَهُ فَلْيَغْسِلْهُ حَتّٰى يَبْلُغَ اُصُوْلَ الشَّعْرِ وَاَمَّا الْمَرْاَةُ فَلَا عَلَيْهَا اَنْ لَا تَنْقُضَهُ لِتَغْرِفْ عَلٰى رَاْسِهَا ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ بِكَفَّيْهَا۔

ضمضم بن زرعہ نے شریح بن عبید سے روایت کی ہے کہ جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ نے غسل جنابت کے متعلق مجھے فتوی دیا کہ حضرت ثوبان نے اس سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مرد اپنا سر کھول کر دھوئے یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے اور عورت پر حرج نہیں ہے کہ اپنے بال نہ کھولتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے تین لپ پانی سر پر ڈال لے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام: "فی المراءۃ ھل تنقض شعرھا عند الغسل"، رکھا اور اس کے تحت پانچ احادیث ذکر فرمائیں، صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع پر درج ذیل احادیث و تخاریج احادیث منقول ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے سر پر بہت کس کر مینڈھیاں باندھتی ہوں، کیا میں غسل جنابت کے لئے انہیں کھول لیا کروں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نہیں تمہارے لئے سر پر صرف تین چلو پانی بہالینا کافی ہے پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہالینا تو تم پاک ہو جاؤ گی"۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: حکم ضفائر المغتسلۃ، رقم: (۶۳۱)/۳۳۰، ص۱۷۰)، (سنن نسائی، باب: ذکر ترک المراۃ نقض، رقم: ۲۴۱، ص۶۷)، (سنن ابن ماجۃ، کتاب الطھارۃ، باب: ما جاء فی غسل النساء، رقم: ۶۰۳، ص۱۱۷)

حل لغات

ان تحفنی: حفن حفنۃ سے ہے، الحفنۃ کے معنی لپ یا چلو لینا ہے۔

تحثی: یہی مراد ہے یعنی ثلاث حثیات یعنی تین چلو پانی۔

لھا: یعنی جو عورت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تھی، اس کے واسطے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال فرمایا۔

واغمزی قرونك: قرن کے معنی بالوں کا مجموعہ، گندھے ہوئے بال، اور الغمز کہتے ہیں کسی چیز کو سختی سے باندھنا۔

واخذت بید واحدۃ: مراد تین چلو ہیں، پس ایک سر پر دوسرے دائیں جانب اور تیسرے بائیں جانب ڈالنا ہے۔

وعلينا الضماد: کپڑا وغیرہ کسی جگہ پر بندھا ہوا ہونا، زخم وغیرہ پر باندھنے کے لئے کپڑے، سختی سے کپڑا باندھنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، مراد یہ ہے کہ زخم پر کپڑا بندھا ہوا ہونے کی صورت میں غسل کا اہتمام کرنا۔
فلا علیھا ان لا تنتقض: یعنی عورت پر حرج نہیں کہ وہ اپنے بال نہ کھولے، معنی یہ ہے کہ اگر پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جاتا ہے تو پھر عورت پر چٹیا نہ کھولنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر "۲۵۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ ایوب بن موسیٰ: بن عمرو بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی ابو موسیٰ مکی، یہ اسماعیل بن امیہ کے چچا زاد تھے۔ عطاء بن ابی رباح، سعید مقبری، زہری، نافع سے سماع حدیث کی ہے۔ اِن سے ثوری، ابن عیینہ، شعبہ، ابن جریج، اوزاعی نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ (۲)۔۔۔ سعید بن ابی سعید مقبری: ابو سعد مدنی، ان کا نام ابو سعید تھا، مدینہ منورہ کے مجاور ہونے کی وجہ سے مقبری کہا جاتا ہے۔ بنی لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کی ایک عورت کے مکاتب تھے۔ انہوں نے سعد بن ابی وقاص، جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے۔ جب کہ ان سے ابو حازم سلمہ بن دینار، محمد بن عجلان، مالک بن انس، لیث بن سعد، شعبہ نے روایات بیان کی ہیں۔ عبد اللہ بن عمر، ابوہریرہ، ابو سعید خدری، عبد اللہ بن رافع رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ (۳)۔۔۔ عبد اللہ بن رافع: ابو رافع مدنی مخزومی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولیٰ تھے۔ ابوہریرہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے سعید مقبری، قاسم بن عباس ہاشمی، محمد بن اسحٰق بن یسار نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ تابعی راوی تھے۔

حدیث نمبر "۲۵۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابن نافع: عبد اللہ بن نافع صائغ مدنی ابو محمد قرشی مخزومی، انہوں نے مالک بن انس، ہشام بن عروہ، ابو المثنی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے دُحیم، مسلم بن عمرو حذاء، عبد الوہاب بن بخت نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، ان کا انتقال رمضان کے مہینے میں سن ۲۰۶ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۲۵۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ یحییٰ بن ابی بکیر: ابو زکریا کرمانی، انہوں نے ابراہیم بن طہمان، ابراہیم بن نافع، زائدہ بن قدامہ سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے محمد بن سعید اصبہانی، ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایات بیان کی ہیں، ثقہ راوی تھے۔ ۲۰۸ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ ابراہیم بن نافع مخزومی: مکی، انہوں نے عطاء بن ابی رباح، حسن بن مسلم، ابو یسار، سلیمان احول سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ثوری، ابو نعیم، یحییٰ بن ابی بکیر نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ (۳)۔۔۔ حسن بن مسلم: بن یناق مکی، انہوں نے طاؤس، مجاہد، صفیہ بنت شیبہ سے روایات

سماعت کی ہیں۔ان سے حمید طویل، حکم بن عیینہ، ابن جریج نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی صالح الحدیث تھے۔ ترمذی کے علاوہ ایک جماعت کثیرہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۲۵۴" کے رجال

(۱)۔۔۔عمر بن سوید ثقفی: انہوں نے عائشہ بنت طلحہ سے سماعت حدیث کی ہے۔ان سے عبداللہ بن مبارک، ابونعیم، اور وکیع نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔امام ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۲)۔۔۔عائشہ بنت طلحہ: بن عبیداللہ قرشیہ تیمیہ ام عمران مدنیہ، ان کی والدہ محترمہ کا نام ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق، یہ عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کی زوجہ ہوئیں ہیں۔اس کے بعد معصب بن زبیر اور پھر عمرو بن عبداللہ بن معمر تیمی۔بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایات بیان کی ہیں۔ان سے ان کے بیٹے طلحہ بن عبداللہ، بھانجے طلحہ بن یحیی، معاویہ بن اسحق، عمر بن سوید نے روایات بیان کی ہیں۔ قریش کی خوبصورت ترین عورتوں میں سے تھیں۔ ثقہ راویہ تھیں۔

حدیث نمبر "۲۵۵" کے رجال

(۱)۔۔۔اسماعیل: ابن عبدالکریم بن معقل بن منبہ بن کامل بن شیخ صنعانی، ابوہاشم۔انہوں نے اپنے چچا عبدالصمد بن معقل، ابراہیم بن عقیل، ابن ابی رواد سے نقل حدیث کی ہے۔ان سے حسن بن صباح، محمد بن عبداللہ بن نمیر، احمد بن حنبل، اسحق بن راھویہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے اور یمن میں سن ۲۱۰ھ میں انتقال کیا۔(۲)۔۔۔محمد بن اسماعیل: عیاش نصری حمصی، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، اِن سے محمد بن عوف طائی، ابوزرعہ رازی، عمر بن اسحاق، ابو داؤد نے روایات نقل کی ہیں۔(۳) ضمضم بن زرعہ: حضرمی حمصی دمشقی، انہوں نے شریح بن عبید سے روایت کی ہے۔ان سے اسماعیل بن عیاش، یحیی بن حمزہ نے روایت کی ہے۔ ابن معین کے نزدیک ثقہ جب کہ ابو حاتم کے نزدیک ضعیف راوی تھے۔ ابوداؤد نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔(۴)۔۔۔شریح بن عبید: بن شریح بن عبد بن عریب حضرمی، مقدامی ابوصلت شامی حمصی، انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان، فضالہ بن عبید، ابی ذر غفاری، عقبہ بن عامر، ابودرداء، ثوبان سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام، اور تابعین میں سے جبیر بن نفیر، کثیر بن مرہ، یزید بن خمیر رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں۔ان سے ضمضم بن زرعہ، صفوان بن عمرو، ثور بن یزید نے روایات بیان کی ہیں۔ تابعی ثقہ راوی تھے، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے انکی روایات بیان کی ہیں۔

سر کی مینڈھیوں کو کھولے بغیر غسل ہونے یا نہ ہونے میں جمہور کا موقف

علامہ نووی لکھتے ہیں: ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ گندھی ہوئی مینڈھیاں جب کہ ان کی جڑوں تک پانی پہنچ جاتا ہو اور ظاہر و باطن ہر جگہ پانی پہنچ جاتا ہو تو انہیں کھولنے کی حاجت نہیں ہے اور اگر ایسا نہ ہو یعنی پانی ان کی جڑوں تک نہیں پہنچتا تو انہیں کھولنا واجب ہے اور اس کی دلیل ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو کہ ماقبل بیان ہو چکی ہے کہ ان کی

گندھی ہوئی مینڈھیوں تک پانی پہنچ جاتا تھا اور یہی حالت امام نخعی نے بھی بیان کی ہے کہ ہر حال میں پانی کا جڑوں تک پہنچنا ضروری ہے جبکہ حسن وطاؤس حالت حیض کے غسل میں مینڈھیوں کو کھولنے کا حکم لگاتے ہیں اور جنابت کی حالت میں کئے جانے والے غسل میں انہیں کھولنے کا حکم نہیں لگاتے۔

(نووی علی مسلم، کتاب الحیض، باب: حکم ضفائر المغتسل، ص ۳۰۸)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا مذکورہ بالا مسئلہ میں موقف اور مالکیہ کے نظریات کا بیان

فاضل بریلوی لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں: غالباً انہوں نے جائز زیوروں کو عورت کی گندھی ہوئی چوٹی پر قیاس کیا ہے کہ ہمارے نزدیک غسل میں اسے کھولنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، ہاں اگر پانی جڑوں تک نہ پہنچے تو ایسے گندھے ہوئے بال کھولنا ہونگے اور اُن (مالکیہ) کے نزدیک غسل اور وضو دونوں میں کھولنا ہونگے مگر جب کہ سخت گندھے ہوئے ہوں یا تین یا اس سے زیادہ دھاگوں کے ساتھ گندھے ہوئے ہوں، یہ مالکیہ کا مذہب ہے۔

(الفتاوی الرضویة مخرجة، کتاب الغسل، ج ۱، ص ۲۰۷)

(۱۰۱) بَابٌ فِي الْجُنُبِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِخِطْمِيٍّ أَيُجْزِئُهُ ذٰلِكَ
کیا جنبی شخص کا اپنے سر کو فقط خطمی سے دھونا کفایت کرے گا

(۲۵۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُوَاءَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ كَانَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ وَهُوَ جُنُبٌ يَجْتَزِءُ بِذٰلِكَ وَلَا يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

بنی سواءۃ کے ایک آدمی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل جنابت کرتے ہوئے اپنے سر مبارک کو خطمی سے دھوتے تو اسی کو کافی سمجھتے اور پھر سر پر پانی نہ بہاتے۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

باب کا نام رکھا: "فی الجنب یغسل راسہ بخطمی ایجزء ذلك"، اور اس کے تحت ایک حدیث نقل فرمائی، صحاح میں اس موضوع پر ہمیں کوئی روایت نہ مل سکی۔

*۔۔۔بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر مبارک کو خطمی سے دھوتے جب کہ حالت جنابت میں ہوتے، اور اسی کو کافی سمجھتے اور سر پر پانی نہ بہاتے اور یہ مسئلہ اس وقت ثابت ہوگا جب کہ پانی خطمی پر غالب ہو اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابت میں طہارت کی نیت سے اپنے سر کو دھویا ہو اور اسی طرح"۔

(سنن الکبری للبیہقی، یغسل راسه بالخطمی وهو جنب یجتزی بذلک، باب: غسل الجنب راسه بالخطمی، رقم: ۸۶۴، الجزء: ۱، ص ۲۸۱، الشاملة)

حل لغات

عن رجل من سواءة: مراد سواءۃ بن عامر بن صعصعہ ہے، اس نے کوفہ میں سن ۴۷ھ میں انتقال کیا۔
یجتزی ء بذلك: یعنی کفایت کرنا مراد ہے۔

حدیث نمبر "۲۵۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن جعفر: بن زیاد بن ابی ہاشم ورکانی خراسانی، ان کی کنیت ابو عمران تھی، بغداد کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ابراہیم بن سعد، شریک بن عبداللہ، ایوب بن جابر حنفی، مالک بن انس سے روایات بیان کی ہیں۔ ان سے ابن معین، مسلم، ابو یعلی موصلی، ابوداؤد اور جماعت کثیرہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے بغداد میں سن ۲۲۸ھ میں انتقال فرمایا۔

مخلوط پانی سے طہارت ہونے یا نہ ہونے کا حکم

ایسے پانی سے طہارت جائز ہے جس میں کوئی پاک چیز مل گئی ہو اور اس کا کوئی ایک وصف بدل گیا ہو جیسا کہ بہنے والا پانی، پس اگر پانی میں مٹی مل جائے اور مٹی پانی پر غالب نہ ہو اور پانی کی رقت وسیلان جاری رہے تو ایسے پانی سے طہارت جائز ہے اور اگر مٹی پانی پر غالب ہو جائے تو اس سے وضو جائز نہیں ہے جیسا کہ "الذخیرة" میں ہے۔ اسی طرح وہ پانی جس میں زعفران یا صابون یا اشنان (ایک قسم کی گھاس جو ہاتھ دھونے کے کام آتی ہے) مل جائے تو اس کا حکم بھی وہی ہے کہ اگر پانی پر غالب نہ ہوں تو اُس پانی سے طہارت جائز ہے اور اگر پانی پر غالب ہوں اور رقت جاتی رہے تو اس سے طہارت جائز نہ ہو گی۔

(البناية، كتاب الطهارة، باب: الماء الذى يجوز به وما لا يجوز، ج۱، ص ۳۶۱ وغیرہ)

(۱۰۲) بَابٌ فِيمَا يَفِيضُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنَ الْمَاءِ
اس پانی کا بیان جو مرد اور عورت کے درمیان بہے

(۲۵۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُوَاءَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فِيمَا يَفِيضُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنَ الْمَاءِ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ يَصُبُّ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ ثُمَّ يَصُبُّهُ عَلَيْهِ۔

بنی سواءۃ بن عامر کے ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُس پانی کے متعلق روایت کی ہے جو مرد و عورت کے درمیان ہے، انہوں نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چلو پانی لیکر اسے پانی (منی) پر ڈالتے اور دوسرا چلو پانی لیکر اپنے جسم پر ڈالتے۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "فیما یفیض بین الرجل والمراۃ من الماء" اور اس کے تحت حدیث بھی لائے، صحاح میں اس موضوع سے متعلق حدیث نہ مل سکی چنانچہ یہی روایت سنن کبری میں موجود ہے جس کی تخریج درج ذیل کی جاتی ہے۔

*۔۔ (سنن الکبری للبیہقی، کتاب، باب: فی رطوبہ فرج المراۃ، رقم: ۲۵۲۰۱، الجزء: ۲، ص ۵۷۶، الشاملہ)

پانی پر پانی ڈال دینے سے کیا مراد ہے؟ نیز منی کی طہارت وعدم طہارت میں اختلاف

مرد و عورت کے اختلاط سے جو خروج ہوتا ہے اُسے دھونے کا بیان کرنا مقصود ہے، ہمارے نزدیک آدمی کی مَنی ناپاک ہے اور یہی مذہب امام مالک کا بھی ہے جبکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک خشک منی کھرچنے سے پاک ہو جاتی ہے ۔اور امام مالک کے نزدیک خشک و تر مَنی کو دھونا ہی واجب ہے۔ داؤد ظاہری، امام شافعی کے نزدیک منی پاک ہے اور ایک روایت امام احمد سے بھی یہی ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں: جو لوگ مَنی کے پاک ہونے کے قائل ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم مَنی کے کھرچنے والی احادیث کو مَنی کی طہارت اور دھونے والی احادیث کو نظافت اختیار کرنے پر محمول کرتے ہیں، لیکن یہ اُس وقت صحیح ہوتا جب کہ احادیث میں کوئی تعارض ہوتا حالانکہ احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ مَنی والے کپڑوں کو دھونے کی احادیث میں وضاحت ثابت ہے کہ مَنی نجس ہے اور مَنی کھرچنے والی احادیث خلاف قیاس ہونے کے باعث اپنے مورد میں قید ہیں، شریعت مطہرہ میں مَنی والے کپڑوں کو دھونے کا حکم دیا گیا ہے اور امر میں اصل وجوب ہوتا ہے مگر یہ کہ اس کے خلاف کوئی قرینہ صارفہ ہو اور یہاں ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے وجوب کی صراحت سید عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس عمل سے ہوتی ہے کہ ان حضرات نے کبھی بھی اپنے کپڑوں پر مَنی نہیں رہنے دی، اور بطور عبادت سید عالم ﷺ کا کسی فعل کو ہمیشہ اختیار کرنا اور کبھی ترک نہ کرنا اس کے وجوب کا تقاضا کرتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ جس چیز کو خشک حالت میں دھونا واجب نہیں اس کو تر حالت میں بھی دھونا واجب نہیں، جیسے رینٹھ، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس صحیح نہیں ہے کیونکہ رینٹھ نکلنے سے بالکل حدث لاحق نہیں ہوتا جب کہ مَنی شہوت کے ساتھ کود کر نکلے تو غسل واجب ہو جاتا ہے ورنہ وضو۔

بعض کہتے ہیں کہ اگر مَنی نجس ہوتی تو اُس کو کھرچنا کافی نہ ہوتا جس طرح جمے ہوئے خون کو کھرچنا کافی نہیں ہے، یہ دلیل بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ جمے ہوئے خون کو کھرچنے کے متعلق کوئی حدیث وارد نہیں ہے جب کہ خشک مَنی کو کھرچنے کے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ مَنی حضرات انبیائے کرام و اولیائے کرام کی ولادت کی اصل ہیں اس لئے پاک ہونی چاہیے اس کا جواب یہ ہے کہ یہی مَنی دشمنان اسلام فرعون، قارون، ہامان ،ابو جہل کی ولادت کی بھی اصل ہیں، اس لئے نجس ہونی چاہیے، نیز علقہ یعنی جما ہوا خون انسان کی ولادت سے زیادہ

قریب ترین ہے لہذا اس طور پر اسے بھی پاک ہونا چاہیے۔

(عمدة القاری، کتاب الوضو، باب: غسل المنی وفرکه،ج ۲،ص ۶۳۵وغیرہ)

(۱۰۳) بَابٌ فِي مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَمُجَامَعَتِهَا
حائضہ کے ساتھ کھانا کھانے اور مجامعت کرنے کا بیان

(۲۵۸) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ الْيَهُودَ كَانَتْ إِذَا حَاضَتْ مِنْهُمُ الْمَرْأَةُ أَخْرَجُوهَا مِنَ الْبَيْتِ وَلَمْ يُؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُشَارِبُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهَا فِي الْبَيْتِ فَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ (البقرة:۲۲۲)﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ وَاصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ غَيْرَ النِّكَاحِ فَقَالَتِ الْيَهُودُ مَا يُرِيدُ هٰذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ شَيْئاً مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ الْيَهُودَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا أَفَلَا نَنْكِحُهُنَّ فِي الْمَحِيضِ؟ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَظَنَنَّا أَنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا۔

ثابت بنانی سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود کی جب کسی عورت کو حیض آتا تو اُسے گھر سے نکال دیتے، نہ اُس کے ساتھ کھاتے پیتے اور نہ اُسے گھر میں اپنے ساتھ رکھتے، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو اللہ جل جلالہ نے اس کے متعلق یہ حکم نازل فرمایا: ﴿یسالونك عن المحیض ...الخ اور تم سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں...الخ﴾ پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انہیں گھروں میں اپنے پاس رکھو اور جماع کے سوا اُن کے ساتھ سب کچھ کرو"، پس یہود نے کہا کہ یہ شخص ہمارے معاملات میں سے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑنا چاہتا جس میں ہماری مخالفت نہ کرے۔ چنانچہ حضرت اُسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہما دونوں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود ایسا کہتے ہیں، تو کیوں نہ ہم حیض کے دنوں میں جماع کر لیا کریں؟ اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پرنور چہرے کا رنگ بدل گیا، یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ اُن دونوں حضرات پر غصہ آیا ہے، پس وہ دونوں نکل گئے، اسی اثناء میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا، پس آپ نے اُن دونوں حضرات کو بلا کر انہیں دودھ پلایا تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ ناراضگی ان پر نہیں تھی۔

(۲۵۹) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ أَتَعَرَّقُ الْعَظْمَ وَأَنَا حَائِضٌ فَأُعْطِيهِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَضَعُ فَمَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي فِيهِ وَضَعْتُهُ وَأَشْرَبُ الشَّرَابَ فَأُنَاوِلُهُ فَيَضَعُ فَمَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي كُنْتُ أَشْرَبُ مِنْهُ۔

مقداد بن شریح نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حالت حیض کے اندر میں ہڈی چوس رہی تھی تو میں نے وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا منہ اسی جگہ پر رکھا جہاں میں نے اپنا منہ رکھا ہوا تھا، اور میں پانی پی کر آپ کو دیدیتی تو آپ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں منہ رکھ کر میں پی رہی تھی۔

(۲۶۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَضَعُ رَأْسَهُ فِي حِجْرِي فَيَقْرَءُ وَأَنَا حَائِضٌ۔

منصور بن عبد الرحمن نے صفیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر تلاوت فرماتے اور میں حائضہ ہوتی۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام: "فی مواكلة الحائض ومجامعتها" رکھا، اور اس کے تحت اسی عنوان کے مطابق تین احادیث لائے، صحاح میں اس موضوع سے متعلق کئی روایات موجود ہیں، ذیل میں ہم روایات و تخاریج ذکر کرتے ہیں۔

*۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت اعتکاف میں مسجد سے اپنا سر مبارک میرے حجرے میں داخل فرماتے، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک دھوتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: جواز غسل الحائض راس زوج، رقم: (۵۷۳)/ ۲۹۷، ص ۱۶۰)

*۔۔۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہود کی جب کسی عورت کو حیض آتا تو اُسے گھر سے نکال دیتے، نہ اُس کے ساتھ کھاتے پیتے اور نہ اُسے گھر میں اپنے ساتھ رکھتے، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو اللہ جل جلالہ نے اس کے متعلق یہ حکم نازل فرمایا: ﴿یسالونك عن المحیض ۔۔۔ الخ اور تم سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں ۔۔۔ الخ﴾ پس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "انہیں گھروں میں اپنے پاس رکھو اور جماع کے سوا اُن کے ساتھ سب کچھ کرو"، پس یہود نے کہا کہ یہ شخص ہمارے معاملات میں سے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑنا چاہتا جس میں ہماری مخالفت نہ کرے، ۔۔۔ الخ۔

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب: ومن سورة البقرة، رقم: ۲۹۸۸، ص ۸۴۶)، (سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب؛ تاویل قول الله عزوجل، ما ینال من الحائض وتاویل قول، رقم: ۳۶۶، ۲۸۷، ص ۹۶، ۷۷)

*۔۔۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حائضہ کے ساتھ کھانا کھانے کے بارے میں دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کھالیا کرو"۔

(سنن ابن ماجة، کتاب الطهارة، باب: ما جاء فی مواكلة الحائض، رقم: ۶۵۱، ص ۱۲۶)

حل لغات

عن ذلك: یعنی یہود حیض کی حالت میں عورتوں کے ساتھ جو معاملات کرتے تھے اس کی جانب اشارہ کرنا مقصود

ہے۔واصنعوا کل شیء: بوس وکنار، معانقہ واستمتاع سوائے وطی کے سب ہی جائز ہے۔

فتمعر وجہ رسول اللہ ﷺ: مراد سید عالم ﷺ کے چہرے مبارک کا رنگ متغیر ہونا ہے۔

حتی ظننا انہ قد وجد علیھما: ظن کے دو معنی عرب میں استعمال ہوتے ہیں ؛ایک معنی ظن بمعنی حسبان اور دوسرا معنی ظن بمعنی العلم والیقین، پس علم کی ابتداء ظن سے جب کہ اس کا اختتام یقین پر ہوتا ہے۔

حدیث نمبر "۲۵۸" کے رجال

(۱)۔۔۔عباد بن بشر: بن وقش انصاری، ہجرت سے قبل معصب بن عمیر کے دست اقدس پر اسلام لائے، بدر میں بھی حاضر ہوئے اور یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگئے۔(۲)۔۔۔اُسید بن حضیر: ابن سماک بن عتیک بن رافع انصاری اشہلی، ان کی کنیت ابو یحیی یا ابو حضیر یا ابو عتیک یا ابو موسی یا ابو عتیق یا ابو عمرو تھی۔انہوں نے سید عالم ﷺ کی آٹھ احادیث روایت کی ہیں جس میں سے فقط ایک پر اتفاق ہوا جب کہ ایک روایت میں امام بخاری منفرد ہیں۔ان سے انس بن مالک، ابو سعید خدری، کعب بن مالک، عائشہ صدیقہ، عبد الرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہم نے روایات نقل کی ہیں۔ سن ۲۰ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے اور ان کی نماز جنازہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

حدیث نمبر "۲۶۰" کے رجال

(۱)۔۔۔منصور بن عبد الرحمن: طلحہ بن حارث بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد العزی بن عثمان عبدری مکی، انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ صفیہ بنت شیبہ، خالو مسافع بن شیبہ، سعید بن جبیر سے سماع حدیث کی ہے۔اِن سے ابن جریج، ایوب بن موسی، ثوری، ابن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔ابو حاتم کے نزدیک صالح الحدیث تھے۔

حدیث نمبر "۲۵۸" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔جماع کے سوا حائضہ عورت کے ساتھ کھانے، پینے، اٹھنے بیٹھنے اور دیگر امور انجام دینے میں حرج نہیں۔(۲)۔۔۔مسلمان کو ایسی خبر دینا جو اُسے ناپسند ہو یا بُری محسوس ہو مکروہ ہے۔(۳)۔۔۔ھدیہ کو بانٹ دینا جائز ہے، اور اگر کھانے کی چیز ہو تو مستحب ہے کہ جو لایا گیا ہے اُسے کھالے یا اُسے اپنے ساتھیوں یا پڑوسیوں میں تقسیم کردے۔

حائضہ عورت پر قرآن محمول کرنے کے جواز وعدم جواز میں اختلاف ائمہ

*۔۔۔بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سید عالم ﷺ میری گود سے ٹیک لگا کر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے جب کہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

(صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب: قراءة الرجل فی حجر امراته وھی حائض، رقم:۲۹۷، ص ۵۲)

*۔۔۔حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں پانی پیتی اور میں حائضہ ہوتی، پھر (بچا ہوا) پانی سید عالم ﷺ کو دیتی تو وہ بھی اُسی جگہ سے منہ لگاتے جہاں سے میں نے منہ لگایا ہوتا، پھر میں گوشت لگی ہڈی چوستی اور میں حائضہ

ہوتی، پھر سید عالم ﷺ کو دیتی تو آپ ﷺ بھی وہیں سے منہ لگاتے جہاں سے میں نے منہ لگایا ہوتا تھا۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الحیض، باب: فی مواکلة الحائض ومجالسها، رقم: ۲۵۹، ص ۶۱)

مرقاۃ میں ہے: سید عالم ﷺ کا اسی جگہ سے منہ رکھ کر پانی پینا جہاں سے سیدہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیا تھا اور اسی جگہ سے ہڈی چوسنا جہاں سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے چوسا تھا، اس معاملے میں یہود کی غایت درجے کی مخالفت پائی جارہی ہے، اور ان دونوں حضرات کی غایت درجے کی محبت نمایاں ہورہی ہے۔ اور اس میں دلیل ہے کہ حائضہ کے ساتھ کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، اور حائضہ کے اعضائے جسم مثلاً ہاتھ، منہ وغیرہ نجس نہیں ہیں۔ اور اس کی نسبت امام ابو یوسف کی جانب کرنا کہ حائضہ کا بدن نجس ہوتا ہے صحیح نہیں ہے، اور اس میں سید عالم ﷺ کے کمال تواضع اور پاکیزگی کی جانب اشارہ ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطهارة، باب الحیض، الفصل الاول، رقم: ۳، ج ۲، ص ۲۳۰)

(۱۰۴) بَابٌ فِي الْحَائِضِ تُنَاوِلُ مِنَ الْمَسْجِدِ
حائضہ کا مسجد سے کچھ لینے کا بیان

(۲۶۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ.

قاسم بن محمد بن ابو بکر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سید عالم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "مسجد سے مجھے نماز پڑھنے کا بوریہ لادو"، میں عرض گزار ہوئی کہ میں حائضہ ہوں، اس پر سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں"۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابو داؤد نے باب کا نام رکھا: "فی الحائض تناول من المسجد" اور اس کے تحت ایک روایت ذکر فرمائی جس کا موضوع یہی کہ حائضہ کا دخول مسجد کے بارے میں کیا حکم ہے، صحاح میں یہ حدیث جن مقامات پر منقول ہے وہ درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: جواز غسل الحائض راس زوجه، رقم: (۵۷۸)/۲۹۹، ص ۱۶۱)، (سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب: استخدام الحائض، رقم: ۲۷۱، ص ۷۴)، (سنن ابن ماجة، کتاب الطهارة، باب: الحائض تتناول الشیء، رقم: ۶۳۲، ص ۱۲۲)

حل لغات

الخمرة: نماز پڑھنے کی دری، جائے نماز یا اسی قسم کی چیز جس پہ کھڑے ہو کر نماز ادا کریں سجدہ کر سکیں۔

لیست فی یدك: معنی یہ ہیں کہ نجاست جو مسجد کو ناپاک کرے گی وہ حیض کا خون ہے، اور وہ نجاست ہاتھ پر نہیں لگی۔

من المسجد: معنی یہ ہیں کہ سید عالم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور انہوں نے خارج مسجد سے جائے نماز لانے کو فرمایا، اس لئے کہ سید عالم ﷺ مسجد میں معتکف تھے چنانچہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے میں موجود تھیں اور حالت حیض میں تھیں، اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا خوف فرما رہی تھیں کہ حیض کی حالت میں اپنا ہاتھ مسجد میں کیسے داخل کریں۔

حدیث نمبر "۲۶۱" کے رجال

(ا)۔۔۔ثابت بن عبید انصاری: کوفی زید بن ثابت کے مولی تھے۔ انہوں نے عبد اللہ بن عمر، زید بن ثابت، مغیرہ بن شعبہ، براء بن عازب، انس بن مالک، قاسم بن محمد بن ابی بکر، ابو جعفر انصاری سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابن سیرین، ابن ابی لیلی، اعمش، ثوری نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی ہوئے ہیں، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، اور نسائی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

حائضہ کے مسجد میں دخول و عدم دخول کے بارے میں اختلاف ائمہ

احناف کے نزدیک مسجد میں حائضہ و جنبی داخل نہیں ہو سکتے، دلیل یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "فانی لا احل المسجد لحائض ولا جنب بیشک میں حائضہ اور جنبی کے لئے دخول مسجد حلال نہیں کرتا"، یعنی مساجد میں حائضہ داخل نہیں ہو سکتی اور یہی قول امام مالک، ثوری، ابن راھویہ کا اور یہی قول ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ اسی طرح جنبی شخص بھی داخل مسجد نہیں ہو سکتا۔ جب کہ امام شافعی کے نزدیک راستہ عبور کرنے یا گزرنے کے لئے مسجد سے گزرنا مباح ہے اور یہ مباح ہونے کا قول ان کے نزدیک غیر مقید ہے، پس شوافع کے نزدیک عبور کرنے کی نیت سے گزرنا جب کہ ٹھہرنا نہ پایا جائے یا گزرنے کے لئے جیسا کہ لوگ راستوں سے گزرتے ہیں اور یہی قول امام احمد کا بھی ہے اور امام احمد کے نزدیک اگر ٹھہرنا چاہے تو وضو کر لے اور یہ قول جمہور کے خلاف ہے، اس لئے کہ جنابت کی عدم تحریک میں بالاتفاق وضو کا اثر نہیں ہوتا اور حسن بصری، ابن مسیب، ابن جبیر، ابن دینار بھی امام شافعی کے مثل قول کرتے ہیں اور مزنی، داؤد، ابن منذر کہتے ہیں کہ حائضہ کا مسجد میں ٹھہرنا مطلقاً جائز ہے اور اسی کے مثل قول زید بن اسلم کا بھی ہے اور دلیل ان کی سید عالم ﷺ کا یہ فرمان: "المؤمن لا ینجس یعنی مومن ناپاک نہیں ہوتا"، ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث کا معنی نجس العین ہونے کی نفی کرنا ہے یعنی مومن نماز اور دخول مسجد

وغیرہ کے حوالے سے حکمی طور پر نجس ہوتا ہے جو کہ طہارت سے دور ہو جایا کرتی ہے۔

(البناية، كتاب الطهارة، باب: الحيض والاستحاضة، ج١، ص ٦٣١ وغيره)

(١٠٥) بَابٌ فِي الْحَائِضِ لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ
حائضہ کا نماز کی قضاء نہ کرنے کا بیان

(٢٦٢) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ لَقَدْ كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَا نَقْضِي وَلَا نُؤْمَرُ بِالْقَضَاءِ۔

ابو قلابہ نے معاذہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا حائضہ نماز کی قضا پڑھے؟ فرمایا کیا تم حروریہ (خارجیہ) ہو؟ ہمیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حیض آتا اور ہم قضا نہ پڑھتے اور نہ ہمیں قضا پڑھنے کا حکم فرمایا گیا۔

(٢٦٣) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَ فِيهِ: فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ۔

معاذہ بن عدویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ حدیث کو روایت کیا، اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ہمیں روزے کی قضا رکھنے کا حکم دیا گیا لیکن نماز کی قضا پڑھنے کا حکم نہیں فرمایا گیا تھا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام: "فی الحائض لا تقضی الصلاۃ" رکھا اور اسی مناسبت سے دو روایات نقل کیں، صحاح میں اس موضوع سے متعلق کئی روایات موجود ہیں، ذیل میں ہم روایات مع تخارج ذکر کرتے ہیں تاکہ موازنہ ہو سکے۔

*۔۔۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئی کیا ہم میں سے کوئی پاک ہو کر اپنی نماز کی قضا پڑھے؟ فرمایا کیا تم حروریہ ہو؟ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حیض آتا تھا لیکن آپ ہمیں اس کا حکم نہیں فرماتے تھے یا فرمایا کہ ہم ایسا نہیں کرتے تھے۔ (صحيح البخاري، كتاب الحائض، باب: لا تقضى الحائض الصلوة، رقم: ٣٢١، ص٥٦)، (صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب: وجوب قضاء الصوم على، رقم: (٦٤٨)/ ٣٣٥، ص١٧٤)، (الترمذي، كتاب الطهارة، باب: ما جاء فى الحائض انها لا تقضى، رقم: ١٣٠، ص٥٣)، (نسائي، كتاب الطهارة، باب: سقوط الصلوة عن الحائض، رقم: ٣٧٩، ص٩٨)، (سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب: الحائض لا تقضى الصلوة، رقم: ٦٣١، ص١٢٢)

حل لغات

حرورية: کوفہ کے قریب ایک بستی کا نام ہے، جس میں پہلی بار خوارج کا اجتماع ہوا تھا، خارجی حائضہ ونفاس والی کے لئے روزے کی طرح نماز کی قضاء کے قائل ہیں جو کہ خلاف اجماع ہے۔

فلا نقضی: یہ اجماع امت ہے کہ حائضہ روزے کی قضاء کرے گی لیکن نماز کی قضاء نہیں کرے گی۔

حدیث نمبر "۲۶۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو قلابہ عبداللہ بن زید بن عمرو: اور ایک قول کے مطابق ابن عامر بن نائل بن مالک ابو قلابہ جرمی بصری، انہوں نے ثابت بن ضحاک انصاری، انس بن مالک، ابو امیہ انس بن مالک کعبی، مالک بن حویرث لیثی، نعمان بن بشیر، عمرو بن سلمۃ جرمی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ایوب سختیانی، قتادہ، یحیی بن ابی کثیر، حمید طویل، عاصم احول نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ کثیر الحدیث راوی ہوئے ہیں، ان کا انتقال شام میں ۱۰۴ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ معاذہ بنت عبداللہ: عدویہ بصریہ ام صہباء، انہوں نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابو قلابہ، قتادہ، عاصم احول، اسحق بن سوید نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۲۶۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ سفیان بن عبدالملک: مروزی صاحبِ ابن مبارک، اِن سے حسن بن عمرو، عبداللہ بن عثمان، وہب بن زمعہ، اسحق بن راھویہ، ابوداؤد، ترمذی نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۲۰۰ھ سے قبل ہوا۔

حائضہ کے نماز کی قضاء نہ کرنے اور روزے کی قضاء کرنے میں اجماع امت

حائضہ نماز کی قضاء نہیں کرے گی اور اس مسئلہ میں امت میں کوئی اختلاف نہیں ہے سوائے خوارج کے ایک گروہ کے، معمر کہتے ہیں زہری نے کہا ہے کہ حائضہ روزے کی قضاء کرے گی لیکن نماز کی قضاء نہیں کرے گی۔ میں کہتا ہوں اس لئے کہ اس پر امت کا اجماع ہے اور حیض ونفاس والی پر نہ تو اُس حالت میں نماز واجب ہے اور نہ ہی روزہ، لیکن بعد میں نماز کی قضاء بھی نہیں جب کہ روزے کی قضاء رکھنی پڑے گی۔ اور اس میں فرق یوں ہے کہ نماز بہت زیادہ ہوتی ہیں متواتر روزانہ ادا کرنی ہوتی ہیں لہذا اس میں مشقت کا خوف ہے جس کی وجہ سے شریعت نے معاف رکھیں ہیں جب کہ روزہ سال میں ایک ہی مرتبہ فرض ہوتا ہے لہذا اس کی قضاء کرنی ہوگی۔ سلف سے یہ مروی ہے کہ حائضہ عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت باوضو رہے، اور اللہ جل جلالہ کی یاد کرے، قبلہ رو بیٹھ کر اللہ عزوجل کی یاد کرے، عبدالرزاق کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حائضہ عورت کو ہر نماز کے وقت میں باوضو ہو کر بیٹھنے کا حکم دیا جائیگا۔ عطاء اور حسن کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات نہیں پہنچی، ابو عمر کہتے ہیں کہ یہ جماعت فقہاء کے نزدیک امر متروک ہے بلکہ امر مکروہ ہے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس مسئلے کے بارے میں دریافت کیا لیکن ہمیں اس کی اصل نہیں ملی۔ حنفیہ میں ہے کہ حائضہ کے لئے مستحب ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت میں باوضو ہو کر مسجد

بیت میں تسبیح و تہلیل کرے تاکہ اس کی عادت نہ چھوٹے۔ "الدرایۃ" میں ہے کہ حائضہ کو اس عمل پر اچھی نماز ادا کرنے کا ثواب ملے گا۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ کیا حائضہ کو روزے نہ رکھنے کی وجہ سے مخاطب کیا جائے گا یا نہیں؟ تو صحیح قول یہ ہے کہ اس باب میں حائضہ کا قضا کرنا جدید امر کے حکم میں ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الحیض، باب: لا تقضی الحائض الصلوۃ، تحت رقم: ۳۲۱، ج۳، ص ۱۶۰)

(۱۰۶) بَابٌ فِي إِتْيَانِ الْحَائِضِ
حائضہ عورت کے پاس آنے کا بیان

(۲۶۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ: يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ نِصْفِ دِينَارٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰكَذَا الرِّوَايَةُ الصَّحِيحَةُ قَالَ: دِينَارٌ أَوْ نِصْفُ دِينَارٍ وَرُبَّمَا لَمْ يَرْفَعْهُ شُعْبَةُ.

مقسم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اپنی بیوی سے حالت حیض میں جماع کر بیٹھے تو ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے"، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اس طرح یہ روایت صحیح ہے کہ ایک ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے اور کبھی کبھار شعبہ اسے مرفوعاً روایت نہیں کرتے تھے۔

(۲۶۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْجَزَرِيِّ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: إِذَا أَصَابَهَا فِي أَوَّلِ الدَّمِ فَدِينَارٌ وَإِذَا أَصَابَهَا فِي انْقِطَاعِ الدَّمِ فَنِصْفُ دِينَارٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مِقْسَمٍ.

مقسم سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر حیض کے شروع میں جماع کیا تو ایک دینار اور حیض کے ختم ہونے کے قریب دنوں میں جماع کیا تو نصف دینار صدقہ دے، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اسی طرح ابن جریج، عبدالکریم نے مقسم سے روایت کی ہے۔

(۲۶۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِأَهْلِهِ وَهِيَ حَائِضٌ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِينَارٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قَالَ عَلِيُّ بْنُ بَذِيمَةَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مُرْسَلًا وَرَوَى الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: آمُرُهُ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِخُمُسَيْ دِينَارٍ وَهٰذَا مُعْضَلٌ.

مقسم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب آدمی حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھے تو اُسے چاہیے کہ نصف دینار صدقہ دے"، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اسی طرح علی بن بذیمہ، مقسم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ اوزاعی، یزید بن ابو مالک، عبدالحمید بن عبدالرحمن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ دینار کا ۵/۲ حصہ دے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "فی اتیان الحائض" اور اس کے تحت تین احادیث لائے جس کے موضوع میں باب کے عنوان کو دیکھتے ہوئے کوئی ظاہری فرق نہیں، صحاح میں اس موضوع سے متعلق درج ذیل احادیث وتخاریج موجود ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنی حائضہ عورت سے ہم بستر ہو وہ ایک دینار صدقہ کرے"۔

(سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب: ما جاء فی الکفارة فی ذلک، رقم: ۱۳۶، ص ۵۵)

*۔۔۔ سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع کرے تو ایک یا آدھا دینار صدقہ کرے"۔ (سنن نسائی، کتاب الطهارة، باب: ما یجب علی من اتی حلیلیة، رقم: ۲۶۷، ص ۹۲)، (سنن ابن ماجة، کتاب الطهارة، باب: فی کفارة من اتی حائضا، من وقع علی امراته وهی، رقم: ۶۵۰، ۶۴۰، ص ۱۲۶، ۱۲۴)

حل لغات

فی الذی: مراد وہ آدمی ہے جو حالت حیض میں عورت کے پاس آئے۔

فدینار: پس بعض کے نزدیک دینار واجب ہے یا مستحب ہے۔

اذا وقع الرجل باهله: یعنی آدمی اپنے اہل (زوجہ) سے جماع کرے۔

حدیث نمبر "۲۶۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبدالحمید: بن عبدالرحمن بن زید بن خطاب بن نفیل قرشی ہاشمی عدوی، ابو عمر مدنی، عمر بن عبدالعزیز کے دور میں کوفہ کے عامل تھے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی زیارت کی اور سوال بھی کئے۔ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایات بیان کی ہیں۔ انہوں نے محمد بن سعد بن ابی وقاص، مسلم بن یسار، مقسم (مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما)، مکحول سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے انکے بیٹے عمر، زہری، حکم بن عتیبہ، اسحق بن راشد نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ ہشام بن عبدالملک کے دور خلافت میں انتقال کیا۔ (۲)۔۔۔ مقسم بن بجرۃ: ابن نجدہ ابوالقاسم یا ابوالہاشم۔ عبداللہ بن حارث بن نوفل ہاشمی کے غلام تھے۔ انہوں نے عبداللہ بن عباس، بی بی عائشہ، بی بی ام سلمہ، معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے حکم بن عتیبہ، عمران بن ابی انس، عبدالکریم بن مالک حرانی نے روایات نقل کی ہیں۔ سن ۱۰۱ھ میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۲۶۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبدالسلام بن مطہر: بن حسام بن مصک بن ظالم ابو ظفر ازدی بصری، انہوں نے شعبہ، جعفر بن سلیمان سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے بخاری، ابوداؤد، ابو زرعہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۲۲۴ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ جعفر بن سلیمان: ابو سلیمان ضبعی مولی بنی حریش، انہوں نے مالک بن دینار، محمد بن منکدر، یزید بن رشک، ابن جریج سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ثوری، ابن مبارک، ابوالولید طیالسی اور مسدد نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کے ثقہ وضعیف راوی ہونے میں اقوال مختلفہ ہیں۔ ماہ رجب المرجب میں سن ۱۹۸ھ میں انتقال کیا۔ (۳)۔۔۔ علی بن حکم بنانی: ابوالحکم بصری، انہوں نے عطاء بن ابی رباح، نافع، ابونضرہ عبدی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے معمر بن راشد، شعبہ، حماد بن سلمہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ اور صالح الحدیث راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۱۳۱ھ میں ہوا، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ (۴)۔۔۔ ابوالحسن جزری: انہوں نے عمرو بن مرہ اور مقسم سے روایات بیان کی ہیں، ان سے علی بن حکم نے روایت کی ہے، ابوداؤد، ترمذی نے بھی ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۵)۔۔۔ عبدالکریم: ابن ابی مخارق، ان کا نام قیس ابوامیہ بصری تھا، مکہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے انس بن مالک، طاؤس، مجاہد، عطاء بن ابی رباح سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ابن جریج، ثوری، مالک، ابن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ایوب اور ابن عیینہ نے ان کے ضعیف راوی ہونے کا قول نقل کیا ہے۔ (۶)۔۔۔ علی بن بذیمہ: جزری حرانی ابوعبداللہ سوائی، جابر بن سمرہ کے مولی تھے۔ انہوں نے ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود، سعید بن جبیر، عکرمہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے اعمش، ثوری، شعبہ، شریک اور متاخرین کی جماعت نے روایت نقل کی ہے۔ سن ۱۳۶ھ میں خراسان میں انتقال ہوا۔

حدیث نمبر "۲۶۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ شریک نخعی: ابن عبدالرحمن جزری ابوعون حرانی خضرمی اموی، عثمان بن عفان یا معاویہ کے مولی تھے۔ انہوں نے انس بن مالک کی زیارت بھی کی اور ان سے روایت بھی کی اور سعید بن جبیر اور مجاہد سے سماع حدیث کا سلسلہ کیا۔ ان سے محمد بن اسحق، ابن جریج، ثوری نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ اور صالح راوی ہوئے ہیں۔ ان کا انتقال سن ۱۳۶ھ میں ہوا۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حائضہ سے وطی کرنے یا نہ کرنے اور اس پر کفارے کا مسئلہ مع اختلاف ائمہ

ھدایہ میں ہے: حیض کی حالت میں اپنی زوجہ کے پاس نہ جائے، اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿ولا تقربوھن حتی یطھرن اور اُن سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیں (البقرۃ: ۲۲۲)﴾۔ یعنی حالت حیض میں اپنی زوجہ سے قربت نہ کرے اور اس میں ادب کی رعایت کرنے کا پہلو بھی پایا جاتا ہے۔ اس میں مسلمان، یہود، مجوس سب کا اجماع ہے سوائے نصاری کے، قرطبی مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ جاہلیت میں لوگ حائضہ عورتوں کے دُبُر میں جماع کرتے

تھے اور نصاری حیض کی حالت میں بھی ان کی فَرج میں جماع کرتے تھے اور مجوسی و یہود حیض کی حالت میں اُن سے دور رہتے بلکہ یہود تو انہیں خود سے الگ ہی کر دیتے اور اگر حائضہ کا کپڑا بھی اُن کے کپڑے سے لگ جاتا تو اُسے نجس گمان کرتے۔ جاننا چاہیے کہ حائضہ عورت کے ساتھ حرمت کا علم ہونے کے باوجود قربت کرنا، ہمارے نزدیک ایسے شخص پر توبہ واستغفار کرنا لازم کرتا ہے اور یہی قول عطاء، شعبی، نخعی، زہری، مکحول، سعید بن جبیر، حماد، ربیعہ، یحیی بن سعید، ایوب سختیانی، لیث، مالک، شافعی کا جدید قول، احمد سے ایک روایت کے مطابق، اور خطابی نے اکثر علماء سے یہی قول نقل کیا ہے۔ بعض کا کہنا ہے ایسے شخص پر دینار کفارے کے طور پر واجب ہوگا جب حیض کے ابتداء میں قربت کرے تو نصف دینار اور جب اختتام کے وقت میں کرے تو ایک دینار دینا ہوگا اور یہی قدیم قول امام شافعی سے منقول ہے۔ ابن منذر نے ابن عباس، قتادہ، حسن، اوزاعی، احمد کی ایک روایت، اسحق اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ایسے شخص پر ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے اور حسن بصری کہتے ہیں کہ ایسے شخص پر وہ کفارہ ہے جو رمضان میں روزے کی حالت میں قربت کرنے والے پر ہوا کرتا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک حالت حیض میں عورت کے ناف کے اوپر سے اور گھٹنوں کے نیچے کے مقام سے استمتاع جائز ہے یعنی ناف سے لیکر گھٹنوں سمیت کے مقام سے قربت نہیں کر سکتے اور یہی قول امام ابو یوسف سے منقول ہے اور یہی حرمت سعید بن مسیب، سالم، قاسم، شریح، طاؤس، قتادہ، سلیمان بن یسار، مالک، شافعی اور بغوی کے مطابق اکثر علماء سے منقول ہے اور دلیل: ﴿فاعتزلوا النساء فی المحیض تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں میں (البقرۃ: ۲۲۲)﴾۔

(البنایۃ، کتاب الطہارۃ، باب الحیض والمستحاضۃ، ج۱، ص ۶۴۴ وغیرہ)

(۱۰۷) بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنْهَا مَا دُونَ الْجِمَاعِ
جو شخص حائضہ سے جماع کے علاوہ سب کچھ کرے

(۲۶۷) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَبِيبٍ مَوْلَى عُرْوَةَ عَنْ نُدْبَةَ مَوْلَاةِ مَيْمُونَةَ عَنْ مَيْمُونَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُبَاشِرُ الْمَرْاَةَ مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ إِذَا كَانَ عَلَيْهَا إِزَارٌ إِلَى أَنْصَافِ الْفَخِذَيْنِ أَوِ الرُّكْبَتَيْنِ تَحْتَجِزُ بِهِ۔

نُدبہ مولاۃ میمونہ سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے مباشرت فرماتے حالانکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتیں جب کہ انہوں نے ازار سے نصف رانوں تک یا گھٹنوں تک پردہ کیا ہوا ہوتا۔

(۲۶۸) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْمُرُ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَنْ تَتَّزِرَ ثُمَّ يُضَاجِعُهَا زَوْجُهَا وَقَالَ مَرَّةً: يُبَاشِرُهَا۔

اسود سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب ہم میں سے کوئی حائضہ ہوتی تو سید عالم ﷺ اُسے ازار باندھنے کا حکم فرماتے، پھر اس کے پاس لیٹ جاتے ایک مرتبہ فرمایا کہ مباشرت بھی کرتے۔

(۲۶۹) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ جَابِرِ بْنِ صُبْحٍ سَمِعْتُ خِلَاسًا الْهَجَرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُولُ: " كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيتُ فِي الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَأَنَا حَائِضٌ طَامِثٌ فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ وَإِنْ أَصَابَ تَعْنِي: ثَوْبَهُ مِنْهُ شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ".

خلاس ہجری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اور سید عالم ﷺ ایک رضائی میں رات گزار لیتے اور میں حائضہ ہوتی، اگر میرا خون آپ کے جسم اطہر کو لگ جاتا تو آپ صرف اُتنی ہی جگہ کو دھو کر نماز پڑھ لیا کرتے اور اگر میرا خون آپ کے کپڑے کو لگ جاتا تو صرف اتنے ہی کپڑے کو دھو کر اس کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرتے۔

(۲۷۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ بْنِ غَانِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غُرَابٍ قَالَ: إِنَّ عَمَّةً لَهُ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: إِحْدَانَا تَحِيضُ وَلَيْسَ لَهَا وَلِزَوْجِهَا إِلَّا فِرَاشٌ وَاحِدٌ؟ قَالَتْ: أُخْبِرُكِ بِمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ فَمَضَى إِلَى مَسْجِدِهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: تَعْنِي مَسْجِدَ بَيْتِهِ فَلَمْ يَنْصَرِفْ حَتَّى غَلَبَتْنِي عَيْنِي وَأَوْجَعَهُ الْبَرْدُ فَقَالَ: ادْنِي مِنِّي فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ: وَإِنْ اكْشِفِي عَنْ فَخِذَيْكِ فَكَشَفْتُ فَخِذَيَّ فَوَضَعَ خَدَّهُ وَصَدْرَهُ عَلَى فَخِذِي وَحَنَيْتُ عَلَيْهِ حَتَّى دَفِئَ وَنَامَ۔

عمارہ بن غراب کو اُن کی پھوپھی نے بتایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض گزار ہوئی کہ ہم میں سے کسی عورت کو جب حیض آئے جب کہ اُس جوڑے (میاں بیوی) کے پاس ایک ہی بستر ہو؟ فرمایا کہ میں تمہیں بتاتی ہوں جو سید عالم ﷺ کیا کرتے تھے ایک رات آپ میرے پاس تشریف لائے جب کہ میں حائضہ تھی تو پہلے اپنی مسجد میں چلے گئے جو گھر میں تھی، آپ واپس نہ لوٹے یہاں تک کہ میں اونگھنے لگی، آپ کو سردی محسوس ہوئی تو مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب ہو جاؤ، عرض گزار ہوئی کہ میں حائضہ ہوں، فرمایا کہ اپنی رانیں کھول دو، پس میں نے اپنی رانیں کھول دیں، تو آپ نے اپنی رخسار مبارک اور سینہ بے کینہ میری ران پر رکھ دیا اور میں خود بھی آپ پر جھک گئی یہاں تک کہ خود آپ کی سردی دور ہو گئی اور سو گئے۔

(۲۷۱) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي الْيَمَانِ عَنْ أُمِّ ذَرَّةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ إِذَا حِضْتُ نَزَلْتُ عَنِ الْمِثَالِ عَلَى الْحَصِيرِ فَلَمْ نَقْرَبْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ نَدْنُ مِنْهُ حَتَّى نَطْهُرَ۔

ام ذرہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب مجھے حیض شروع ہو جاتا تو میں بستر سے بوریئے پر آجاتی اور سید عالم ﷺ کے اس وقت تک قریب نہ جایا کرتی جب تک کہ حیض سے پاک نہ ہو جاؤں۔

(۲۷۲)حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ مِنَ الْحَائِضِ شَيْئًا أَلْقٰى عَلٰى فَرْجِهَا ثَوْبًا.

عکرمہ سے نبی کریم ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ جب کبھی اپنی کسی زوجہ مطہرہ سے مباشرت کا ارادہ فرماتے اور وہ حائضہ ہوتیں تو ان کی شرمگاہ پر کپڑا ڈال دیا کرتے۔

(۲۷۳)حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: " كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا فِي فَوْحِ حَيْضَتِنَا أَنْ نَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُنَا وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبَهُ؟

عبدالرحمن بن اسود کے والد ماجد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ حیض کی شدت کے دوران ہمیں ازار باندھنے کا حکم فرماتے اور پھر ہم سے مباشرت کرتے اور تم میں سے اپنی شہوت پر اتنا اختیار کس کو ہے جتنا اختیار سید عالم ﷺ کو تھا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

اس مقام پر امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "في الرجل يصيب منها ما دون الجماع "، اور اس کے تحت سات احادیث مصطفی ﷺ لائے، جس کا موضوع باب کے عنوان سے ملتا ہے، صحاح میں اس موضوع سے متعلق درج ذیل احادیث و مقاماتِ تخریج مروی ہیں۔

*۔۔۔عبدالرحمن بن اسود کے والد ماجد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب ہم میں سے کوئی حائضہ ہوتی اور رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ مباشرت کا ارادہ فرماتے تو حالت حیض میں اسے ازار باندھنے کا حکم فرماتے۔ پھر اس سے مباشرت فرماتے، فرمایا: "تم میں سے نبی کریم ﷺ کی طرح کون اپنی خواہش پر قابو رکھتا ہے "۔ خالد اور جریر نے شیبانی سے اس کی متابعت کی ہے۔

(صحيح البخاری، كتاب الحائض، باب: مباشرة الحائض، رقم: ۳۰۲، ص ۵۳)

*۔۔۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم ازواج میں سے کسی کو حیض آتا تو رسول اللہ ﷺ اس کو چادر باندھنے کا حکم دیتے پھر اس کو اپنے پاس لیٹا لیتے تھے۔

(صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب: مباشرة الحائض فوق الازار، الاضطجاع مع الحائض في، رقم: (۵۶۶)/۲۹۳، (۵۶۹)/ ۲۹۵، ص ۱۵۹)، (سنن النسائی، كتاب للطهارة، باب: مباشرة الحائض، رقم: ۳۷۰، ص ۹۷)

*۔۔۔حضرت جمیع بن عمیر راوی ہیں کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے ہمراہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا ان دونوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب تم میں سے کسی کو حیض آتا تو حضور ﷺ کیا کرتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ جب ہم میں سے کوئی حیض میں ہوتی تو حضور ﷺ بہت

اچھی طرح تہبند باندھنے کا حکم فرماتے اور اس کے بعد اس کے سینے اور چھاتیوں سے پیار فرماتے۔

(سنن نسائی، کتاب الطهارة، باب: ذکر ما کان النبی ، رقم: ۳۷۲، ص ۹۷)

حل لغات

کان یباشر المراءة: مراد ملامست یعنی بوس وکنار ہے، اور جماع اصلی مراد نہیں ہے اور اسی پر اجماع ہے۔
تحتجز به: دو چیزوں کے مابین پردہ ہونا، کسی چیز کو پردے سے ڈھانپ دینا جیسا کہ مذکورہ حدیث پاک میں ازار کے ذریعے فرج داخل کو پردہ کیا گیا۔ ان تتزر: یعنی ازار کو سختی سے باندھنا، یا ناف اور اس کے نیچے کے اعضاء گھٹنوں تک چھپانا۔ یضاجعها: یعنی حیض کی حالت میں زن وشوہر کا باہم ساتھ سونا مراد ہے۔
یباشرھا: یعنی زن وشوہر کا باہم بوس وکنار کرنا مراد ہے۔
فی الشعار الواحد: وہ کپڑا جو جسم سے ملا ہوا ہو، یا وہ کپڑا جو جسم کے اوپر ڈال دیا جاتا ہے جیسا کہ لحاف ہوتا ہے۔
طامث: حیض کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔
فان اصابه منی شیء: خون وغیرہ نکلنے سے جسم پر لگ جاتا تو اس مقام کو دھو لیتے۔
وحنیت علیه: کسی کی جانب جھک جانا، اور بی بی سیدہ نے اس لئے ایسا فرمایا تا کہ سید عالم ﷺ کی سردی دور ہو جائے۔
ونزلت علی المثال: یہاں المثال بمعنی الفراش ہے، اور یہ حدیث جماع کے سوا استمتاع کے منع ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔
فی فوح حیضتنا: مراد حیض کی شدت ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے: "فان شدة الحر من فوح جهنم پس سخت حرارت جہنم کی شدت کی وجہ سے ہے"۔
اربه: جسم کا وہ حصہ جس سے فرج تسکین پاتا ہے، شہوت کا اختیار ہونا بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر "۲۶۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ حبیب اعور: قرشی حجازی مولی عروہ، انہوں نے اسماء بنت ابی بکر، ان کے بیٹے عروہ، ندبہ (بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کے مولی) سے روایات بیان کی ہیں۔ ان سے زہری، عبداللہ بن عروہ بن زبیر، عبدالواحد بن میمون نے روایات بیان کی ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ ان کا انتقال سلطان بنی امیہ کے عہد کے آخر وقت میں ہوا، بہت کم احادیث روایت کی ہیں، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی میں ان کی روایات ہیں۔ (۲)۔۔۔ نُدبہ: بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا سید عالم ﷺ کی زوجہ کی خادمہ تھیں، ان سے حبیب (عروہ کے مولی) نے روایت کی ہیں۔ اور ابوداؤد ونسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۲۶۹" کے رجال

(۱)۔۔۔جابر بن صبح راسبی: ابوبشر بصری، انہوں نے خلاس بن عمرو ہجری، مثنی بن عبدالرحمن، امیہ بن عبدالرحمن سے روایات بیان کی ہیں۔ ان سے شعبہ، یحیی قطان، عیسی بن یونس نے روایات بیان کی ہیں۔ ابن معین کے نزدیک ثقہ راوی ہوئے ہیں۔ امام ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۲)۔۔۔خلاس: بصری، انہوں نے عمار بن یاسر اور ابن عباس، بی بی عائشہ صدیقہ، ابورافع صائغ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ انہوں نے علی المرتضی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایات بیان کی ہیں، جب کہ اِن سے مالک بن دینار، قتادہ، عوف الاعرابی، داؤد بن ابی ہند نے روایات بیان کی ہیں۔ احمد اور یحیی کے نزدیک ثقہ راوی تھے جب کہ ابوحاتم نے انہیں قوی قرار نہیں دیا۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۲۷۰" کے رجال

(۱)۔۔۔عبداللہ بن عمر بن غانم: ابوعبدالرحمن نمیری، رعینی، افریقہ میں نزول کیا اور قاضی کے منصب پر فائز ہوئے۔ انہوں نے یونس بن یزید ایلی، مالک بن انس، داؤد بن قیس، اسرائیل بن یونس سے روایات بیان کی ہیں۔ ان سے موسی بن اسماعیل، عبداللہ بن مسلمہ، حجاج بن منہال نے روایات نقل کی ہیں۔ ابوحاتم کے نزدیک مجہول راوی ہیں۔ بخاری، ابوداؤد، ترمذی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔(۲)۔۔۔عمارہ بن غراب: یحصبی، ان کے لئے ان کی چچی یا پھوپھی نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایات کی ہیں، اِن سے عبدالرحمن بن زیاد نے روایات بیان کی ہیں۔ ابوداؤد میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۲۷۱" کے رجال

(۱)۔۔۔سعید بن عبدالجبار: بن یزید ابوعثمان قرشی کرابیسی بصری، انہوں نے مالک بن انس، عبدالعزیز دراوردی، حرب بن ابی عالیہ سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے ابوزرعہ، ابوحاتم، مسلم، ابوداؤد نے روایات بیان کی ہیں۔ خطیب کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال بصرہ میں سن ۲۳۶ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔ابویمان: کثیر بن جریج رحال مدینی بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے شداد بن ابی عمرو، حماس، ام ذرہ نے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے عبدالعزیز دراوردی، ابوہاشم زعفرانی اور ابوداؤد نے روایات نقل کی ہیں۔(۳)۔۔۔ام ذرہ: انہوں نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب کہ اِن سے دراوردی نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ تابعی روایہ تھیں، ابوداؤد میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۲۷۳" کے رجال

(۱)۔۔۔شیبانی: سلیمان بن فیروز، انہیں ابن عمرو، ابن خاقان بھی کہا جاتا ہے، مراد ابن ابی سلیمان کوفی، ابواسحاق شیبانی (بنی شیبان) کے مولی ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفی، سعید بن جبیر، شعبی، ابراہیم نخعی، عبدالرحمن بن

اسود سے روایات کی ہیں جب کہ اِن سے ابواسحق سبیعی، عاصم احول، ثوری، شعبہ، ابن عیینہ، جریر بن عبدالحمید نے روایات کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، ان کا انتقال سن ۱۳۸ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ عبدالرحمن بن اسود: بن یزید بن قیس، ابو حفص کوفی جنہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہا کی زیارت کی تھی۔ انہوں نے بی بی عائشہ صدیقہ، اپنے والد محترم، اور علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ اِن سے ابو اسحق سبیعی، شیبانی، محمد بن اسحق نے روایات بیان کی ہیں۔ ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔

حائضہ سے مباشرت کی اقسام

(۱)۔۔۔ بالا جماع حرام ہے اور جو اس کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے، اور یہ قسم یوں ہے کہ حالت حیض میں کوئی فرج میں جان بوجھ کر حلال سمجھتے ہوئے جماع کرے، اور اگر غیر حلال سمجھ کر جماع کیا تو اُسے استغفار کرنا چاہیے اور دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے، اس صورت میں کفارہ لازم ہے یا نہیں؟ پس ایک جماعت کے نزدیک کفارہ واجب ہے جن میں قتادہ، اوزاعی، احمد، اسحق، شافعی کا قدیم قول، جب کہ جدید قول کے مطابق کچھ لازم نہیں، اور کفارہ لازم ہونے کا انکار بھی نہیں کرتے کیونکہ یہ وطی محظور ہے جیسا کہ رمضان میں (حالت روزہ میں) وطی کرنا منع ہوتا ہے۔ جب کہ اکثر علماء کے نزدیک اس پر کچھ بھی لازم نہیں سوائے استغفار کرنے کے، اور یہی ہمارے اصحاب کا قول ہے۔ نووی کہتے ہیں کہ اگر حلال ہونے کا اعتقاد نہ رکھتے ہوئے جماع کرلے، اگرچہ بھول کر کرے یا جہالت میں کرے حیض کی موجودگی میں کرے یا اس کی حرمت کو نہ جانتے ہوئے کرے یا مکروہ جانتے ہوئے کرے اس پر کوئی گناہ نہیں اور نہ ہی کفارہ ہے۔ اور اگر حیض کی جماع کی حرمت کو جانتے ہوئے ایسا فعل کرے تو مرتکب کبیرہ ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک اس پر توبہ لازم ہوگی اور اس پر کفارہ لازم ہونے میں دو اقوال ہیں: اصح قول یہ ہے کہ اس پر کوئی کفارہ نہیں اور یہ ائمہ ثلاثہ کا قول ہے جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ کفارہ لازم آئے گا لیکن یا تو غلام آزاد کرے، ایک دینار یا نصف دینار دے، پس اختلاف پایا جاتا ہے۔۔ (۲)۔۔۔ ناف سے اوپر اور گھٹنوں کے نیچے حیض کی حالت میں مباشرت کرے یوں کہ بوس وکنار، معانقہ، لمس وغیرہ، پس یہ سب بالا جماع حلال ہیں۔ (۳)۔۔۔ ناف و گھٹنوں کے مابین حالت حیض میں قبل ودبر کے سوا مباشرت کرنا، پس امام ابو حنیفہ کے نزدیک حرام ہے اور یہی روایت امام ابو یوسف سے بھی ہے اور شوافع کے نزدیک یہ استمتاع درست ہے اور امام مالک اور اکثر علماء کے نزدیک جن میں سعید بن مسیب، شریح، طاؤس، عطاء، سلیمان بن یسار، قتادہ جب کہ محمد بن حسن اور ابو یوسف سے ایک روایت یوں ہے کہ "فقط خون سے بچے"، اور اس کی جانب عکرمہ، مجاہد، شعبی، نخعی، حکم، ثوری، اوزاعی، احمد، اصبغ، اسحاق راھویہ، ابو ثور، ابن منذر، داؤد گئے ہیں، اور ان کی قوی ترین دلیل یہ حدیث ہے: "اصنعوا کل شیء الا النکاح جماع کے علاوہ ان کے ساتھ ہر قسم کی مباشرت کرو"، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مباشرت کو مافوق الازار

محمول کرنا استحباب کے درجے میں ہے۔(شرح سنن ابوداؤد،کتاب الطھارۃ،باب:فی الرجل یصیب من امراتہ دون الجماع،ج۱،ص ۳۵۱)(عمدۃ القاری، کتاب الحیض، باب: مباشرۃ الحیض، ج۳،ص ۱۱۱وغیرہ)

(۱۰۸)بَابٌ فِي الْمَرْأَةِ تُسْتَحَاضُ، وَمَنْ قَالَ: تَدَعُ الصَّلَاةَ فِي عِدَّةِ الْأَيَّامِ
جس نے مستحاضہ کے بارے میں کہا کہ جتنے دن حیض آتا تھا اتنے دن نماز چھوڑ دے

(۲۷۴)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدِّمَاءَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: لِتَنْظُرْ عِدَّةَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَالِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَإِذَا خَلَّفَتْ ذَالِكَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيهِ۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ کے زمانے میں ایک عورت کا خون جاری ہوگیا، تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا :"پہلے جتنے دن حیض آتا تھا اُن دنوں کا خیال رکھے جب کہ اُسے یہ تکلیف نہیں ہوئی تھی لہذا اتنے دنوں کی نماز چھوڑ دیا کرے اور جب وہ دن نکل جائیں تو غسل کر کے ایک لنگوٹ باندھے اور نماز پڑھا کرے"۔

(۲۷۵)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا أَخْبَرَهُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ قَالَ: فَإِذَا خَلَّفَتْ ذَالِكَ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْتَغْتَسِلْ بِمَعْنَاهُ۔

سلیمان بن یسار نے ایک آدمی سے اور اس نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک عورت کا خون جاری ہوگیا، اس کا معناذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب وہ دن گزر جائیں اور نماز کا وقت ہوجائے تو غسل کرے، معناحدیث مذکورہ بالا کی طرح۔

(۲۷۶)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدِّمَاءَ فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ قَالَ: فَإِذَا خَلَّفَتْهُنَّ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْتَغْتَسِلْ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ۔

سلیمان بن یسار نے ایک انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک عورت جس کا خون جاری رہتا (یعنی استحاضہ کی بیماری تھی)، پھر حدیث لیث کی طرح معنابیان کرتے ہوئے کہا کہ جب ایام حیض گزر جائیں اور نماز کا وقت ہو تو غسل کرے اور آگے مذکورہ حدیث کی طرح معنا کہا۔

(۲۷۷)حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ بِإِسْنَادِ اللَّيْثِ وَبِمَعْنَاهُ قَالَ: فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَالِكَ ثُمَّ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْتَغْتَسِلْ وَلْتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ تُصَلِّي۔

صخر بن جویریہ نے نافع سے لیث کی اسناد کے ساتھ معناً روایت کرتے ہوئے کہا کہ اتنے دنوں کی نماز چھوڑ دے، پھر جب نماز کا وقت ہو تو غسل کرنا چاہیے اور ایک لنگوٹ باندھ لے اور نماز پڑھا کرے۔

(۲۷۸)حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فِيهِ: تَدَعُ الصَّلَاةَ وَتَغْتَسِلُ فِيمَا سِوَى ذَالِكَ وَتَسْتَثْفِرُ بِثَوْبٍ وَتُصَلِّي قَالَ أَبُو دَاوُدَ: " سَمَّى الْمَرْأَةَ الَّتِي كَانَتِ اسْتُحِيضَتْ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ ".

سلیمان بن یسار نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہی واقعہ روایت کرتے ہوئے کہا کہ اتنے دنوں کی نماز چھوڑ دو اور باقی دنوں میں غسل کرے اور ایک کپڑے کا لنگوٹ باندھ لے اور نماز پڑھا کرے، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اس عورت کا نام جس کو استحاضہ کی بیماری تھی اس حدیث میں حماد بن زید نے ایوب سے روایت کرتے ہوئے فاطمہ بنت ابی حُبیش بتایا ہے۔

(۲۷۹)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ رضی اللہ عنہا سَأَلَتِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الدَّمِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: فَرَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ قُتَيْبَةُ بَيْنَ أَضْعَافِ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ فِي آخِرِهَا وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ وَيُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ اللَّيْثِ فَقَالَا: جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خون کے متعلق پوچھا اور میں نے اُن کے ایک برتن کو خون سے بھرا ہوا دیکھا، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: "جتنے دن تم حیض کے باعث نماز نہیں پڑھتی تھیں اتنے دن نہ پڑھا کرو، پھر غسل کر لیا کرو"، امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ جعفر بن ربیعہ کی حدیث قتیبہ نے درمیان اور آخر سے روایت کی ہے اور اسے روایت کیا علی بن عیاش اور یونس بن محمد نے لیث سے، دونوں نے کہا کہ جعفر بن ربیعہ سے۔

(۲۸۰)حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَشَكَتْ إِلَيْهِ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّمَا ذَالِكِ عِرْقٌ فَانْظُرِي إِذَا أَتَى قُرْؤُكِ فَلَا تُصَلِّي فَإِذَا مَرَّ قُرْؤُكِ فَتَطَهَّرِي ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقُرْءِ إِلَى الْقُرْءِ۔

عبداللہ بن منذر بن مغیرہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حُبیش رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ انہوں نے سید عالم ﷺ سے خون کی شکایت کرتے ہوئے حکم پوچھا تو سید عالم ﷺ نے اُن سے فرمایا: "یہ ایک رگ (کا خون) ہے، تم اپنے ایام حیض کا خیال رکھا کرو جب وہ دن آئیں تو نماز نہ پڑھا کرو، جب تمہارے حیض کے دن گزر جائیں تو پاک ہو کر نماز پڑھتی رہو ایک حیض سے دوسرے حیض تک"۔

(۲۸۱) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا أَمَرَتْ أَسْمَاءَ أَوْ أَسْمَاءُ حَدَّثَتْنِي أَنَّهَا أَمَرَتْهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ أَنْ تَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَقْعُدَ الأَيَّامَ الَّتِي كَانَتْ تَقْعُدُ ثُمَّ تَغْتَسِلُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ قَتَادَةُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا اسْتُحِيضَتْ" فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَدَعَ الصَّلاَةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ " قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَسْمَعْ قَتَادَةُ مِنْ عُرْوَةَ شَيْئًا وَزَادَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ رضی اللہ عنہا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَدَعَ الصَّلاَةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهَذَا وَهْمٌ مِنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ لَيْسَ هَذَا فِي حَدِيثِ الْحُفَّاظِ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِلاَّ مَا ذَكَرَ سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ وَقَدْ رَوَى الْحُمَيْدِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ تَدَعُ الصَّلاَةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا وَرَوَتْ قَمِيرُ بِنْتُ عَمْرٍو زَوْجُ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا الْمُسْتَحَاضَةُ تَتْرُكُ الصَّلاَةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَتْرُكَ الصَّلاَةَ قَدْرَ أَقْرَائِهَا وَرَوَى أَبُو بِشْرٍ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي وَحْشِيَّةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا اسْتُحِيضَتْ فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَرَوَى شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الْمُسْتَحَاضَةُ تَدَعُ الصَّلاَةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي وَرَوَى الْعَلاَءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ سَوْدَةَ رضی اللہ عنہا اسْتُحِيضَتْ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَضَتْ أَيَّامُهَا اغْتَسَلَتْ وَصَلَّتْ وَرَوَى سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما الْمُسْتَحَاضَةُ تَجْلِسُ أَيَّامَ قُرْئِهَا وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَمَّارٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ وَطَلْقُ بْنُ حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مَعْقِلٌ الْخَثْعَمِيُّ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَكَذَلِكَ رَوَى الشَّعْبِيُّ عَنْ قَمِيرَ امْرَأَةِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهُوَ قَوْلُ الْحَسَنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءٍ وَمَكْحُولٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَسَالِمٍ وَالْقَاسِمِ أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَدَعُ الصَّلاَةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ لَمْ يَسْمَعْ قَتَادَةُ مِنْ عُرْوَةَ شَيْئًا.

عروہ بن زبیر نے حضرت فاطمہ بنت ابی حُبیش رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو حکم دیا یا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے مجھ سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھے یہ پوچھنے کا حضرت فاطمہ بنت ابی حُبیش رضی اللہ عنہا نے حکم دیا، فرمایا: "جتنے دن تم بیٹھی تھیں اتنے دن بیٹھی رہا کرو، پھر غسل کر لیا کرو"، امام ابوداؤد نے کہا کہ اسے روایت

کیا ہے قتادہ، عروہ بن زبیر نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے، روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اپنے ایام حیض کی نماز چھوڑ دیا کرو پھر غسل کر لو اور نماز پڑھا کرو"۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ زیادہ بیان کیا ابن عیینہ نے حضرت زہری سے، عمرہ کے واسطے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہو گیا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا، آپ نے اُنہیں حکم فرمایا: "اپنے حیض کے دنوں کی نماز چھوڑ دیا کرو"۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ یہ ابن عیینہ کا وہم ہے، زہری سے یہ بات دوسرے حفاظ حدیث کی روایتوں میں نہیں ہے، ماسوائے سہیل ابن ابو صالح کے اور حمیدی نے اس حدیث کو ابن عیینہ سے روایت کیا ہے اور اس میں حیض کے دنوں کی نماز چھوڑنے کا ذکر نہیں کیا۔ قمیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ مستحاضہ اپنے حیض کے دنوں کی نماز چھوڑے، پھر غسل کرے۔ عبدالرحمن بن قاسم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا: "اپنے حیض کے دنوں کے مطابق نماز چھوڑ دیا کرو"۔ روایت کیا اس کو ابو بشر جعفر بن ابو وحشیہ سے، عکرمہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کی شکایت ہو گئی پھر اسی طرح بیان کیا۔ روایت کی شریک، ابو یقظان، عدی بن ثابت سے، اُن کے والد محترم، اُن کے جد امجد، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مستحاضہ اپنے ایام حیض کی نمازیں چھوڑ دے، پھر غسل کرے اور نماز پڑھے"، روایت کیا اسے علاء بن مسیب، حکم، ابو جعفر نے، حضرت سودہ کو استحاضہ ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا: "جب تمہارے ایام حیض ختم ہو جائیں تو غسل کر کے نماز پڑھا کرو"، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مستحاضہ اپنے ایام حیض میں بیٹھی رہے۔ اسی طرح روایت کی عمار مولی بنی ہاشم اور طلق بن حبیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، اسی طرح روایت کی معقل خثعمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، اسی طرح روایت کیا اسے شعبی، قمیر زوجہ مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، امام ابو داؤد نے فرمایا کہ حسن بصری، سعید بن مسیب، عطاء، مکحول، ابراہیم، سالم اور قاسم کا یہی قول ہے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ قتادہ نے عروہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

استحاضہ سے متعلق احادیث بیان کرنے کے لئے باب کا نام رکھا: "فی المراۃ تستحاض ومن قال تدع الصلوۃ فی عدۃ الایام کانت التی تحیض" اور اس کے تحت آٹھ احادیث لائے، صحاح میں اس موضوع سے متعدد مقامات پر درج ذیل تخاریج کی بنا پر احادیث مروی ہیں۔

*۔۔۔حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتی ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دیا کروں؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے، پس جب

حیض آئے تو نماز ترک کر دو اور جب حیض ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھو"۔ (صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب :الاستحاضة، رقم:۳۰۶، ص۵۳)، (سنن النسائی،کتاب الطهارة ، باب: ذکر اغتسال من الحیض، رقم:۲۰۱ ، ص۵۹)

*۔۔۔سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا مجھے استحاضہ ہو گیا ہے اور میں پاک نہیں رہتی کیا ان دنوں میں نماز پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جتنے دن تجھے حسب سابق حیض آیا کرتا تھا ان میں نماز نہ پڑھو پھر غسل کر کے لنگوٹ (کپڑا) باندھو اور نماز پڑھو"۔

(سنن نسائی،کتاب الطهارة ،المراة یکون لها ایام معلومة،رقم:۳۵۱،ص۹۳)،(سنن ابن ماجة ،کتاب الطهارة ،باب: ما جاء فی المستحاضة،رقم:۶۲۰،ص۱۲۰)

حل لغات

تھراق الدم: خون جاری ہونا۔ علی عهد رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے اور ایام زندگی میں۔

لتنظر عدة اللیالی والایام: یعنی حیض کے اعتبار سے دن و رات کی گنتی شمار کرنا مراد ہے۔

قبل ان یصیبها الذی اصابها: مراد استحاضہ کا خون ہے، یعنی استحاضہ سے پہلے جتنے دن شمار ہوئے تھے، مثلاً اگر کسی عورت کی عادت ہر ماہ دس دن کی ہے چہ جائے کہ اول دس دن یا اوسط یا آخر کے دس دن، پس دس دن کی نماز چھوڑ دے۔فاذا خلفت ذلك بتشدید اللام: پس حیض کے دن ورات جو مقرر تھے وہ ہو چکے پس غسل کر لے، اس لئے کہ ایام حیض تو گزر چکے اور اب جو خون جاری ہے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ کا خون ہے لہذا اس میں نماز منع نہیں ہے اور نہ ہی روزہ اور نہ ہی جماع، لہذا غسل کر کے نماز ادا کرے۔

ثم لتستثفر: یعنی کسی کپڑے سے لنگوٹ کی طرح باندھ لینا مراد ہے۔

رایت مرکنها: مراد وہ برتن ہے جس میں کپڑے دھوئے جاتے ہیں۔

امکثی قدر ما کانت تحبسك حیضتك ثم اغتسلی: اس میں دلیل ہے کہ حیض کے ایام ختم ہونے پر غسل کرنا واجب ہے اگرچہ استحاضہ کا خون جاری ہے۔

فشکت الیه الدم: عادت کے علاوہ خون کا جاری ہونا مراد ہے۔

فانظری اذا اتاك قروئك: یعنی حیض کے بعد غسل کر کے، پھر ایک حیض سے دوسرے حیض کے درمیان نماز پڑھتی رہو، کیونکہ ان دونوں کے مابین استحاضہ ہوتا ہے اور پس تمہیں نماز، روزہ وغیرہا سے ایام استحاضہ میں نہیں رکنا چاہیے، اور اس میں امام اعظم کی جانب سے امام شافعی پر حجت ہے کیونکہ امام شافعی قروء کے معنی طہر لیتے ہیں جب کہ امام اعظم اس سے مراد حیض لیتے ہیں۔اذا مضت ایامها: یعنی عادت کے مطابق ایام مکمل ہو جائیں۔

حدیث نمبر "۲۷۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ صخر بن جویریہ: بصری ابو نافع تیمی، انہوں نے ابورجاء عطاردی، نافع (ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مولی)، عبدالرحمن بن قاسم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ایوب سختیانی، ابن مبارک، ابن مہدی نے روایات بیان کی ہیں۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۲۷۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ فاطمہ بنت ابی حُبیش: نام ابی جیش، قیس بن مطلب بن اسد بن عبد العزی بن قصی قرشیہ اسدیہ مراد ہیں۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استحاضہ کی احادیث روایت کی ہیں، ان سے عروہ بن زبیر، امام ابوداؤد و نسائی نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۲۷۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ یزید بن ابی حبیب: ان کا نام ابو حبیب، سوید مصری ابورجاء ہے۔ انہوں نے عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی، ابو طفیل، راشد بن جندل، عراک بن مالک سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے سلیمان تیمی، لیث بن سعد، یحیی بن ایوب اور ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ کثیر الحدیث راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۱۲۸ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ جعفر بن ربیعہ: بن شرحبیل ابن حسنہ مصری ابو شرحبیل، انہوں نے عراک، یعقوب بن عبداللہ بن اشجع سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے لیث بن سعد، یزید بن ابی حبیب، یحیی بن ایوب نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۱۳۶ھ میں ہوا۔ (۳)۔۔۔ عراک بن مالک: غفاری مدنی، انہوں نے عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ، نوفل بن معاویہ، عائشہ صدیقہ، زینب بنت ابی سلمہ، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے سلیمان بن یسار، جعفر بن ربیعہ، ان کے بیٹے خشم بن عراک نے روایات بیان کی ہیں، مدینے میں یزید بن عبدالملک کی خلافت کے دور میں انتقال فرمایا۔ (۴)۔۔۔ یونس بن محمد: بن مسلم مؤدب ابو محمد بغدادی، انہوں نے عبیداللہ بن عمر، لیث بن سعد، صالح بن رومان سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے احمد بن حنبل، علی بن مدینی، ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۲۸۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ عیسی بن حماد: بن مسلم بن عبداللہ ابو موسی تجیبی، بنی سعد کے مولی، انہوں نے لیث بن سعد، عبداللہ بن وہب، عبدالرحمن بن قاسم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابوزرعہ، ابو حاتم نے روایات بیان کی ہے۔ ثقہ راوی تھے، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ ان کا انتقال سن ۲۴۸ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ بکیر بن عبداللہ: بن اشجع ابو عبداللہ مخزومی، انہوں نے سائب بن یزید، ربیعہ بن عباد، کریب سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے یزید بن ابی حبیب، عمرو بن حارث، لیث بن سعد نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ

اور صالح راوی تھے۔(۳)۔۔۔منذر بن مغیرہ: انہوں نے عروہ بن زبیر سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے بکیر بن عبداللہ اشجع نے روایات نقل کی ہیں۔ابو حاتم کہتے ہیں کہ مجہول راوی ہوئے ہیں، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۲۸۱۳" کے رجال

(۱)۔۔۔یوسف بن موسیٰ: بن راشد، ابو یعقوب قطان کوفی، انہوں نے جریر، ابن عیینہ، وکیع سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں، صدوق راوی تھے۔ان کا انتقال سن ۲۵۰ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما: زوجہ زبیر بن عوام، جب مدینہ کی جانب ہجرت کی اس وقت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حمل سے حاملہ تھیں، انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۱۵۶احادیث روایت کی ہیں ۔جس میں سے چودہ پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہو سکا جب کہ چار چار احادیث میں دونوں منفرد ہیں۔ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، ان کے بیٹے نے روایات بیان کی ہیں۔مکہ مکرمہ میں جمادالاولی میں سن ۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔(۳)۔۔۔عمرہ: بنت عبدالرحمن بن اسعد بن زرارہ انصاریہ مدنیہ مراد ہیں، انہوں نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ام ہاشم بنت حارثہ بن نعمان سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے عروہ بن زبیر، ان کے بھائی محمد بن عبدالرحمن، بیٹے ابوالرجال محمد بن عبدالرحمن، یحییٰ نے روایات بیان کی ہیں۔ثقہ راوی تھے، ان کا انتقال سن ۹۸ھ میں ہوا۔(۴)۔۔۔جعفر: مراد ابو ایاس، ابن ابی وحشیہ واسطی ہیں، ایک قول کے مطابق بصری، ابو بشر یشکری ہیں۔ انہوں نے طاؤس، عکرمہ (ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ)، عطاء بن ابی رباح سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ایوب سختیانی، اعمش، داؤد بن ابی ہند نے روایت کی ہے۔ثقہ راوی تھے۔ان کا انتقال ۱۲۴ھ میں ہوا ۔(۵)۔۔۔ابو یقظان: عثمان بن عمیر کوفی، انہوں نے انس بن مالک، زید بن وہب، ابی وائل، زاذان کندی، عدی بن ثابت سے روایت کی ہے۔ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۶)۔۔۔عدی بن ثابت انصاری: کوفی، انہوں نے اپنے دادا، براء بن عازب، عبداللہ بن ابی اوفی، سعید بن جبیر سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے اعمش، مسعر، شعبہ نے روایات نقل کی ہیں۔ثقہ اور صدوق راوی تھے۔شیعہ مسجد کے امام اور قاضی وقت تھے۔(۷)۔۔۔ثابت: مراد ابن عبید بن عازب ہیں، براء بن عازب کے بھتیجے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔اور ان کے والد صحابی رسول تھے۔ابن حبان نے انہیں ثقہ راوی میں شمار کیا ہے۔(۸)۔۔۔العلاء بن مسیب: بن رافع تغلبی کوفی، کاہلی، انہوں نے اپنے والد، خیثمہ بن عبدالرحمن، عطاء بن ابی رباح، ابراہیم نخعی سے روایات بیان کی ہیں۔ان سے ثوری، ابو عوانہ، عطاء بن مسلم سے روایات بیان کی ہیں۔ثقہ مامون راوی تھے۔بخاری، مسلم اور ترمذی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔(۹)۔۔۔سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا: بن ابی قیس عبد شمس قرشیہ عامریہ ام المومنین ہیں، ان کی کنیت ام اسود ہے۔ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت بیان کی ہے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری وقت میں انتقال فرمایا۔بخاری نے ان کی دو روایات بیان کی ہیں۔ابوداؤد اور نسائی میں ان

کی روایات موجود ہیں۔(۱۰)۔۔۔عمار: بن ابی عمار ہاشمی، انہیں ابو عمر، ابو عبد اللہ بھی کہا جاتا ہے۔انہوں نے ابو قتادہ انصاری، ابو ہریرہ، ابو حبہ بدری، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے عطاء بن ابی رباح، یونس بن عبید، خالد الحذاء نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔(۱۱)۔۔۔مکحول: بن زبر، ابن ابی مسلم بن شاذک بن سند بن شروان بن بردک بن بعوث بن کسری کابلی مراد ہیں۔انہوں نے انس بن مالک، ابو ہند داری، واثلہ بن اسقع، ابو امامہ سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے زہری، اوزاعی، محمد بن اسحق بن یسار، محمد بن عجلان نے روایت کی ہے۔ مسلم، ابن ماجہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ان کا انتقال سن ۱۱۸ھ میں دمشق میں ہوا۔(۱۲)۔۔۔سالم بن عبد اللہ: بن عمر بن خطاب، ابو عمر قرشی عدوی مدنی، انہوں نے اپنے والد، ابو ہریرہ، ابو ایوب انصاری، رافع بن خدیج، بی بی عائشہ صدیقہ، اور تابعین میں سے قاسم بن محمد، عبد اللہ بن محمد بن عتیق رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے عمرو بن دینار، زہری، نافع اور کئی جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ کثیر الحدیث راوی تھے۔ان کا انتقال سن ۱۰۶ھ میں ہوا۔(۱۳)۔۔۔قاسم: بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

استحاضہ والی عورت کا ہر نماز کے لئے جدا غسل کرنے کا حکم

جاننا چاہیے کہ مستحاضہ پر نماز پڑھنے کو غسل وغیرہ کچھ واجب نہیں ہوتا اور اوقات نماز میں سے فقط ایک ہی بار غسل کرنا واجب ہوتا ہے جب کہ حیض منقطع ہوا ہو۔اور یہ قول جمہور علماء سلف وخلف کا ہے جو کہ حضرت علی، ابن مسعود، ابن عباس وعائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔جب کہ عروہ بن زبیر، ابو سلمہ بن عبد الرحمن، مالک، ابو حنیفہ، احمد، ابن عمر، ابن زبیر، عطاء بن ابی رباح کے نزدیک ہر نماز کے لئے مستحاضہ کو غسل کرنا واجب ہے، اور یہی روایت عثمان، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ہے۔جب کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: "مستحاضہ ہر روز ایک مرتبہ غسل کرے"، حسن اور مسیب سے منقول ہے: "مستحاضہ ایک دن نماز ظہر کے لئے غسل کرے پھر دوسرے دن اسی وقت میں غسل کرے"۔جمہور کی دلیل یہ ہے کہ اصل عدم وجوب کا ہے، پس وہی واجب ہوگا جو شریعت نے واجب قرار دیا ہو، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انقطاع حیض پر ایک ہی مرتبہ غسل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "جب حیض کا آغاز ہو تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب اختتام ہو تو غسل کر کے ادا کیا کرو"۔اور اس حدیث میں تکرار غسل کا حکم نہیں پایا جا رہا۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطہارۃ باب: المراۃ تستحاض ومن قال، ج۱، ص ۳۵۷)

(۱۰۹) بَابُ مَنْ رَوَى اَنَّ الْحَيْضَةَ إِذَا اَدْبَرَتْ لَا تَدَعُ الصَّلَاةَ

جو روایت کرے کہ جب حیض کے دن ختم ہو جائیں تو نماز نہ چھوڑے

(۲۸۲) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِي حُبَيْشٍ جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَتْ اِنِّي امْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ

فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ، قَالَ: إِنَّمَا ذَالِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ بنت ابو حبیش رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں کہ میں مستحاضہ عورت ہوں، کبھی پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ فرمایا :"یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے، جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب وہ گزر جائیں تو اپنے جسم سے خون دھو کر نماز پڑھ لیا کرو"۔

(۲۸۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ بِإِسْنَادِ زُهَيْرٍ وَمَعْنَاهُ وَقَالَ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي الدَّمَ عَنْكِ وَصَلِّي۔

ہشام نے زہیر کی سند سے معناروایت کی ہے کہ جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب اتنے دن گزر جائیں تو اپنے جسم سے خون دھو کر نماز پڑھ لیا کرو۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا:"من روی ان الحیض اذا ادبرت لا تدع الصلوۃ"اور اس کے تحت دو فرامین مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرمائے، صحاح میں اس موضوع کے حوالے سے درج ذیل روایات وتخاریج مروی ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم میں سے کسی کے کپڑے میں خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"تم میں سے کسی کے کپڑے کو خون لگ جائے تو اسے مل ڈالے اور پھر پانی سے دھو کر اس میں نماز پڑھ لے"۔

(صحیح البخاری،کتاب الحیض، باب:غسل الدم،رقم:۳۰۷،ص۵۴)

*۔۔۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ بنت ابو حبیش رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں کہ میں مستحاضہ عورت ہوں، کبھی پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ فرمایا:"یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے، جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب وہ گزر جائیں تو اپنے جسم سے خون دھو کر نماز پڑھ لیا کرو"۔ (صحیح البخاری،کتاب الحیض، باب:الاستحاضۃ،اقبال المحیض وادبارہ،عرق الاستحاضۃ،اذا رات المستحاضۃ لطھر،رقم:۳۳۱،۳۲۷،۳۲۰،۳۰۶،ص۵۷،۵۶،۵۳)،(صحیح مسلم،کتاب الحیض،باب :المستحاضۃ وغسلھا وصلوۃ،رقم:(۶۴۲)/۳۳۴،ص۱۷۲)،(سنن الترمذی،کتاب الطھارۃ ، باب: فی المستحاضۃ،رقم:۱۲۵،ص۵۱)،(سنن النسائی،کتاب الطھارۃ ،باب: ذکرالاغتسال من المحیض،رقم:۲۰۲،ص۵۹)

*۔۔۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو سات برس مسلسل استحاضہ رہا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ ہے پھر آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیض کے دنوں تک نماز چھوڑنے کا حکم دیا پھر آپ نے ارشاد فرمایا:"آپ غسل کر کے نماز پڑھیں تو آپ ہر نماز کے بعد (دوسری نماز کی ادائیگی کے لئے) غسل فرمایا کرتیں"۔(سنن نسائی،کتاب الطھارۃ ،باب:ذکر الاقراء،رقم: ۲۱۰،ص۹۳)،(سنن نسائی،کتاب الطھارۃ ،ذکراغتسال المستحاضۃ،الفرق بین دم الحیض والاستحاضۃ،رقم:۳۶۰،۲۱۳،ص۹۵،۶۲)،(سنن ابن ماجۃ، کتاب الطھارۃ ،باب: ما جاء فی الاستحاضۃ،رقم:۶۲۶ ،ص۱۲۱)

حل لغات

اقبلت الحیض: حیض کی ابتداء۔المراد بالادبار: حیض کا اختتامی وقت۔

حدیث نمبر "۲۸۲" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔حدیث میں اس بات کا ثبوت ہے کہ عورت کا اپنے معاملات میں کسی سے جا کر سوال کرنا اور فتوی طلب کرنا جائز ہے ،اور اس کے لئے اپنی آواز کو بقدر ضرورت بلند کرنا بھی جائز ہے۔(۲)۔۔۔حیض والی کے لئے ایام حیض میں نماز کی حرمت ثابت ہے اور اجماع مسلمین کے مطابق نماز کا فاسد ہونا ثابت ہے چہ جائے کہ فرض نماز ہو یا نفل سب ہی فاسد ہیں جب کہ حیض کے دن جاری ہیں،اسی طرح طواف، نماز جنازہ، سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔(۳)۔۔۔خون کے نجس ہونے پر حدیث پاک میں دلیل موجود ہے۔(۴)۔۔۔خون کے منقطع ہونے پر نماز واجب ہو جاتی ہے۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطھارۃ ،باب:اذااقبلت الحیضۃ تدع الصلوۃ، ج۱،ص۳۶۷وغیرہ)

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں مستحاضہ خواتین کون کون تھیں؟

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دورِ ظاہری میں درج خواتین مستحاضہ ہوئیں:(۱)۔۔۔ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا،(۲)۔۔۔بی بی زینب ام المومنین رضی اللہ عنہا،(۳)۔۔۔اسماء بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کی ماں جائی،(۴)۔۔۔فاطمہ بنت ابی حُبیش رضی اللہ عنہا،(۵)۔۔۔حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا،(۶)۔۔۔سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا،(۷)۔۔۔زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، (۸)۔۔۔سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا،(۹)۔۔۔زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا،(۱۰)۔۔۔اسماء بنت مرشد حارثیہ رضی اللہ عنہا،(۱۱)۔۔۔بادیہ بنت غیلان

مستحاضہ عورت سے وطی جائز ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ائمہ

جمہور کے نزدیک مستحاضہ عورت سے جب کہ خون جاری ہو وطی کرنا جائز ہے ،اسے ابن منذر، ابن عباس، ابن مسیب، حسن، عطاء، سعید بن جبیر، قتادہ، حماد بن ابی سلیمان، بکر مزنی، اوزاعی، ثوری، مالک، اسحق، ابو ثور، اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ، اور شافعی کا ہے جو کہ امام ابوداؤد نے سند جید کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ :"حمنہ استحاضہ کی حالت میں ہوتیں کہ ان کے شوہران کے پاس آتے"۔ابن منذر کہتے ہیں کہ ہمیں بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ملی ہے کہ :"ان کے شوہران کے پاس استحاضہ کی حالت میں نہیں آتے تھے"،اور یہی قول نخعی، حکم، سلیمان بن یسار،

زہری، شعبی، ابن علیہ، کرھہ ابن سیرین کا ہے۔ احمد کہتے ہیں وہ اپنی زوجہ کے پاس استحاضہ کی حالت میں نہیں آتے تھے مگر اُس وقت جب کہ ان کے مرض کو بہت وقت گزر چکا، اور ایک روایت میں یوں ہے: "استحاضہ کی حالت میں وطی جائز نہیں مگر یہ کہ شوہر کے نامرد ہونے کا خوف ہو"۔ منصور سے منقول ہے کہ روزہ رکھے اور اپنی زوجہ کے پاس استحاضہ کی حالت میں نہ جائے اور نہ ہی مستحاضہ عورت مصحف کو چھوئے اور فرائض ونوافل میں سے جو چاہے ادا کرے۔ شوافع کا مذہب ہے کہ مستحاضہ ایک ہی طہارت سے اکثر فرائض ادا یا قضاء نہ پڑھے۔ اور یہ حکایت عروہ، ثوری، احمد، ابو ثور سے منقول ہے اور امام ابو حنفیہ کہتے ہیں ایک طہارت سے ایک وقت میں جتنی نماز چاہے ادا کرے۔ امام مالک وربیعہ اور ابو داؤد کہتے ہیں کہ استحاضہ کا خون وضو نہیں توڑتا جب کہ عورت طہارت اختیار کر چکی ہو، پس طہارت اختیار کرنے کے بعد جتنی فرض یا نفل نماز چاہے پڑھ لے، مگر یہ کہ اُسے استحاضہ کے علاوہ کوئی حدث واقع ہو۔ اور مستحاضہ کا وقت داخل ہونے سے پہلے فرض نماز کا وضو کر لینا جائز ہے جب کہ امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے، اور مستحاضہ پر کچھ واجب نہیں ہے نماز سے اور نہ ہی اوقات میں سے کسی وقت میں مگر ایک مرتبہ جب کہ حیض کا انقطاع ہو، اور یہی قول جمہور کا بھی ہے جو کہ حضرت علی، ابن مسعود، ابن عباس، عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور عروہ، ابی سلمہ، مالک (کا دوسرا قول)، ابو حنفیہ، احمد، ابن عمر، عطاء بن ابی رباح، ابن زبیر کہتے ہیں کہ: "ہر نماز کے لئے جدا غسل کرے گی"، اور اسی طرح حضرت علی، ابن عباس، عائشہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں: "ہر روز ایک مرتبہ غسل کرے گی"، اور ابن مسیب، حسن کہتے ہیں: "ایک دن نماز ظہر کے لئے غسل کرے گی پھر دوسرے دن نماز ظہر کے لئے غسل کرے"۔

(عمدة القاری، کتاب الحیض، باب: الاستحاضة، تحت رقم:٣٠٦، ج٣، ص٢٦ اوغیرہ)

(١١٠) بَابُ مَنْ قَالَ اِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ تَدَعُ الصَّلَاةَ

جب حیض کے دن آجائیں تو نماز چھوڑ دے

(٢٨٤) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَقِيلٍ عَنْ بُهَيَّةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ امْرَاَةً تَسْاَلُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ امْرَاَةٍ فَسَدَ حَيْضُهَا وَاُهْرِيقَتْ دَمًا فَاَمَرَنِي رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ آمُرَهَا فَلْتَنْظُرْ قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحِيضُ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ وَحَيْضُهَا مُسْتَقِيمٌ فَلْتَعْتَدَّ بِقَدْرِ ذَالِكَ مِنَ الْاَيَّامِ ثُمَّ لِتَدَعِ الصَّلَاةَ فِيْهِنَّ اَوْ بِقَدْرِهِنَّ ثُمَّ لِتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ.

بہیہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُس عورت کے متعلق پوچھ رہی تھی جس کا حیض بگڑ جائے اور خون جاری ہو جائے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا: "انہیں حکم دو کہ اُن دنوں کا انتظار کرے جس میں کہ اُسے تندرستی کی حالت میں حیض آتا تھا، پس انہیں شمار کر کے اتنے دن نماز چھوڑ دیا کرے، پھر غسل کرلے اور ایک کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھا کرے"۔

(۲۸۵)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَقِيلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمِصْرِيَّانِ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا خَتَنَةَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنْ هٰذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ الْأَوْزَاعِيُّ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اسْتُحِيضَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا وَهِيَ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ سَبْعَ سِنِينَ " فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَذْكُرْ هٰذَا الْكَلَامَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ غَيْرُ الْأَوْزَاعِيِّ وَرَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ وَيُونُسُ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَمَعْمَرٌ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَابْنُ إِسْحَاقَ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَلَمْ يَذْكُرُوا هٰذَا الْكَلَامَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَإِنَّمَا هٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِيهِ أَيْضًا أَمَرَهَا أَنْ تَدَعَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا وَهُوَ وَهْمٌ مِنَ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ فِيهِ شَيْءٌ يَقْرُبُ مِنَ الَّذِي زَادَ الْأَوْزَاعِيُّ فِي حَدِيثِهِ"۔

عروہ بن زبیر اور عمرہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کی بہن ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو سات سال خون استحاضہ آتا رہا جو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ حیض نہیں بلکہ ایک رگ کا خون ہے، لہذا غسل کر کے نماز پڑھ لیا کرو"۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اوزاعی نے اس حدیث میں کچھ زائد کہا کہ زہری، عروہ اور عمرہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو سات سال تک استحاضہ کی شکایت رہی جو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیتے ہوئے فرمایا: "جب ایام حیض آئیں تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب وہ نکل جائیں تو غسل کر کے نماز پڑھا کرو"۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اس بات کا زہری کے اصحاب میں سے اوزاعی کے سوا کسی نے ذکر نہیں کیا اور زہری سے اس کی عمرو بن حارث اور لیث اور یونس اور ابن ابی ذئب اور معمر اور ابراہیم بن سعد اور سلیمان بن کثیر اور ابن اسحاق اور سفیان بن عیینہ نے اس کو روایت کیا لیکن اس بات کا انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ لفظ صرف ہشام بن عروہ، عروہ بن زبیر، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی روایت میں ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابن عیینہ نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے اسے ایام حیض میں نماز چھوڑ دینے کا حکم فرمایا، یہ ابن عیینہ کا وہم ہے اور محمد بن عمرو نے جو زہری سے روایت کی ہے اس میں جو بات ہے وہ اوزاعی والی حدیث کے اضافے سے نزدیک ہے۔

(۲۸۶)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ

ﷺ اِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضَةِ فَاِنَّهُ اَسْوَدُ يُعْرَفُ فَاِذَا كَانَ ذَالِكَ فَاَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ فَاِذَا كَانَ الْاٰخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي فَاِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ قَالَ اَبُو دَاوُدَ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ مِنْ كِتَابِهِ هٰكَذَا ثُمَّ حَدَّثَنَا بِهِ بَعْدُ حِفْظًا قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ قَالَ اَبُو دَاوُدَ وَقَدْ رَوٰى اَنَسُ بْنُ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فِي الْمُسْتَحَاضَةِ قَالَ اِذَا رَاَتِ الدَّمَ الْبَحْرَانِيَّ فَلَا تُصَلِّي وَاِذَا رَاَتِ الطُّهْرَ وَلَوْ سَاعَةً فَلْتَغْتَسِلْ وَتُصَلِّي وَقَالَ مَكْحُولٌ اِنَّ النِّسَاءَ لَا تَخْفٰى عَلَيْهِنَّ الْحَيْضَةُ اِنَّ دَمَهَا اَسْوَدُ غَلِيظٌ فَاِذَا ذَهَبَ ذَالِكَ وَصَارَتْ صُفْرَةً رَقِيقَةً فَاِنَّهَا مُسْتَحَاضَةٌ فَلْتَغْتَسِلْ وَلْتُصَلِّ قَالَ اَبُو دَاوُدَ وَرَوٰى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ رضی اللہ عنہ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ اِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ تَرَكَتِ الصَّلَاةَ وَاِذَا اَدْبَرَتِ اغْتَسَلَتْ وَصَلَّتْ وَرَوٰى سُمَيٌّ وَغَيْرُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ رضی اللہ عنہ تَجْلِسُ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا وَكَذَالِكَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَرَوٰى يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ الْحَائِضُ اِذَا مَدَّ بِهَا الدَّمُ تُمْسِكُ بَعْدَ حَيْضَتِهَا يَوْمًا اَوْ يَوْمَيْنِ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ وَقَالَ التَّيْمِيُّ عَنْ قَتَادَةَ اِذَا زَادَ عَلٰى اَيَّامِ حَيْضِهَا خَمْسَةُ اَيَّامٍ فَلْتُصَلِّ وَقَالَ التَّيْمِيُّ فَجَعَلْتُ اَنْقُصُ حَتّٰى بَلَغَتْ يَوْمَيْنِ فَقَالَ اِذَا كَانَ يَوْمَيْنِ فَهُوَ مِنْ حَيْضِهَا وَسُئِلَ ابْنُ سِيرِينَ عَنْهُ فَقَالَ النِّسَاءُ اَعْلَمُ بِذَالِكَ۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت ابو حُبیش رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ مستحاضہ تھیں تو نبی کریم ﷺ نے اُن سے فرمایا: "جب حیض کا خون آئے جو سیاہ رنگ کا ہوتا ہے تو اُن دنوں میں نماز نہ پڑھنا اور جب دوسرے رنگ کا خون آئے تو وضو کر کے نماز پڑھتی رہا کرو کیونکہ وہ ایک رگ ہے"۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابن مثنی، ابن ابی عدی، محمد بن عمرو، زہری، عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ فاطمہ بنت حُبیش رضی اللہ عنہا مستحاضہ تھیں۔ پھر معانذ کورہ حدیث بیان کی۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ روایت کی ہے انس بن سیرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مستحاضہ کے بارے میں فرمایا کہ جب سیاہ گاڑھا خون دیکھے تو نماز نہ پڑھے اور جب پاکی دیکھے خواہ ایک ہی ساعت رہے تو غسل کر کے نماز پڑھے۔ مکحول نے فرمایا کہ حیض کا معاملہ عورتوں سے چھپا ہوا نہیں ہوتا، اس کا خون سیاہ اور غلیظ ہوتا ہے جب یہ رنگت چلی جائے اور خون زرد اور پیلا ہو جائے تو یہ استحاضہ ہے چاہیے کہ غسل کر کے نماز پڑھے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ روایت کیا ہے اسے حماد بن زید، یحییٰ بن سعید، قعقاع بن حکیم نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مستحاضہ کے بارے میں کہ جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دے اور جب چلے جائیں تو غسل کر کے نماز پڑھے اور بعض نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے ایام حیض میں بیٹھی رہے اور اسی طرح حماد بن سلمی، یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کی۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یونس نے حسن سے روایت کی ہے کہ حائضہ کا خون جب زیادہ دنوں تک جاری رہے تو حیض کے بعد ایک دو دن نماز سے رکی رہے کیونکہ وہ مستحاضہ ہے۔ تیمی نے قتادہ سے کہا کہ جب حیض کے دنوں سے پانچ دن اوپر چلے جائیں تو نماز پڑھنی چاہیے۔ تیمی

نے فرمایا کہ میں اس مدت میں کمی کرتے کرتے دو دن تک آگیا اور کہا کہ مزید دو دونوں تک حیض ہی کے ایام ہیں ۔ابن سیرین سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ عورتیں ہی اس معاملے کو بہتر جانتی ہیں۔

(۲۸۷) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَسْتَفْتِيهِ وَأُخْبِرُهُ فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أُخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً فَمَا تَرَى فِيهَا قَدْ مَنَعَتْنِي الصَّلَاةَ وَالصَّوْمَ فَقَالَ: أَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَالِكَ قَالَ فَاتَّخِذِي ثَوْبًا فَقَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَالِكَ إِنَّمَا أَثُجُّ ثَجًّا قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَآمُرُكِ بِأَمْرَيْنِ أَيَّهُمَا فَعَلْتِ أَجْزَءَ عَنْكِ مِنَ الْآخَرِ وَإِنْ قَوِيتِ عَلَيْهِمَا فَأَنْتِ أَعْلَمُ قَالَ لَهَا: إِنَّمَا هٰذِهِ رَكْضَةٌ مِنْ رَكَضَاتِ الشَّيْطَانِ فَتَحَيَّضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللهِ ثُمَّ اغْتَسِلِي حَتّٰى إِذَا رَأَيْتِ أَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَأْتِ فَصَلِّي ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا وَصُومِي فَإِنَّ ذَالِكَ يُجْزِئُكِ وَكَذَالِكَ فَافْعَلِي فِي كُلِّ شَهْرٍ كَمَا تَحِيضُ النِّسَاءُ وَكَمَا يَطْهُرْنَ مِيقَاتُ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ وَإِنْ قَوِيتِ عَلٰى أَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي الْعَصْرَ فَتَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَتُؤَخِّرِينَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَافْعَلِي وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الْفَجْرِ فَافْعَلِي وَصُومِي إِنْ قَدِرْتِ عَلٰى ذَالِكَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهٰذَا أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَمْرُو بْنُ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ قَالَ فَقَالَتْ حَمْنَةُ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ هٰذَا أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ لَمْ يَجْعَلْهُ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم جَعَلَهُ كَلَامَ حَمْنَةَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَعَمْرُو بْنُ ثَابِتٍ رَافِضِيٌّ رَجُلُ سُوءٍ وَلٰكِنَّهُ كَانَ صَدُوقًا فِي الْحَدِيثِ وَثَابِتُ بْنُ الْمِقْدَامِ رَجُلٌ ثِقَةٌ وَذَكَرَهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ حَدِيثُ ابْنِ عَقِيلٍ فِي نَفْسِي مِنْهُ شَيْءٌ۔

عمران بن طلحہ نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے استحاضہ کی شکایت تھی اور شدت سے بہنے والا حیض کا خون بہتا تھا، پس میں مسئلہ پوچھنے کی غرض سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور صورت حال آپ کو بتائی۔ میں نے آپ کو اپنی بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے مکان میں پایا۔ میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستحاضہ عورت ہوں، جس کا خون شدت سے جاری رہتا ہے، آپ کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے جس نے مجھے نماز اور روزے سے بھی روک دیا ہے فرمایا: ''میں تمہیں روئی رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں کیونکہ وہ خون کو جذب کر لیتی ہے''، عرض گزار ہوئیں کہ خون اس سے زیادہ ہے، فرمایا: ''تو لنگوٹ باندھ لو''، عرض کی وہ اس سے بھی زیادہ ہے، فرمایا: ''کپڑا رکھ لیا کرو''، عرض گزار ہوئی کہ وہ اس سے بھی زیادہ ہے، بے تحاشا بہتا رہتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں، ان میں سے جس ایک

پر تم عمل کرلو گی وہی تمہارے لیئے کافی ہو گا اور اگر دونوں پر عمل کر سکو تو تم جانو"، فرمایا: "یہ شیطان کی لاتوں میں سے ایک لات ہے، اللہ بہتر جانے کہ تمہیں چھ روز حیض آتا تھا کہ سات روز، اتنے دن خود کو حائضہ سمجھو، یہاں تک کہ جب تم اپنے آپ کو حیض سے پاک سمجھو تو ۲۳ یا ۲۴ روز نمازیں پڑھو اور روزے رکھو، تمہارے لئے یہی کافی ہے اور ہر مہینے اسی طرح کیا کرو جیسے حیض والی عورتیں کرتی ہیں اور جیسے ان کا حیض اور پاکی کے دنوں میں معمول ہوتا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ اگر تم کر سکو تو نماز ظہر کو مؤخر کرلینا اور نماز عصر کو جلدی پڑھنا اور ایک غسل کے ساتھ دونوں نمازوں کو جمع کرلینا اور ایک دفعہ غسل نماز فجر کے لئے کرنا، اگر تم ایسا کر سکو تو روزے رکھ لینا"، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "دونوں میں سے یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے"، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ روایت کی اس کی عمرو بن ثابت نے عقیل سے کہ دونوں میں سے یہ مجھے زیادہ پسند ہے، یہی حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے، انہوں نے اسے نبی کریم ﷺ کا ارشاد نہیں بلکہ حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کا قول قرار دیا ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابن ثابت نے جو ابن عقیل سے روایت کی ہے کہ اس پر میرا دل مطمئن نہیں ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ عمرو بن ثابت رافضی تھا لیکن صدوق فی الحدیث تھا، اور ثابت بن مقدام ثقہ راوی تھا اور اس بات کا ذکر یحیی بن معین نے کیا ہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے احمد کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ ابن عقیل کی حدیث کے بارے میں مجھے اپنے جی میں کچھ (تردد) ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام: "من قال اذا اقبلت الحیضة تدع الصلوة" رکھا، اور اس کے تحت چار احادیث ذکر فرمائیں، صحاح کی دیگر کتب میں سے اس موضوع سے متعلق فقط ایک ہی حدیث تک مراجعت ہو سکی جو کہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ کو استحاضہ ہو گیا تھا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب حیض کا خون آئے تو وہ سیاہ اور قابل پہچان ہوتا ہے اور جب کسی اور قسم کا خون آئے تو وضو اور نماز پڑھو کیونکہ وہ رگ کا خون ہے"۔

(سنن النسائی، کتاب الحیض والاستحاضة، باب: الفرق بین دم الحیض، رقم ۳۵۹، ص ۹۴)

حل لغات

فسد حیضها: یعنی کسی عورت کی حیض کی عادت خراب ہو جائے اور اُسے خون جاری رہنے لگے۔

بقدر ذلك: یعنی تندرستی کے ایام میں ہر ماہ جتنے دن اُسے حیض آیا کرتا تھا۔

ثم لتدع الصلوة: یعنی ایام حیض میں نماز ترک کرنا مراد ہے۔

او بقدر هن: یعنی ایام حیض میں نماز چھوڑ دے، جتنے دن اس کی عادت کے مطابق حیض کے بنتے ہیں نماز ترک کرے۔ فانه دم اسود: یعنی حیض کا خون کالا ہوتا ہے۔

ختنة: ایک قول کے مطابق شوہر کے قریبی رشتے دار جب کہ دوسرے قول کے مطابق ختن سے مراد بیوی کے قریبی رشتے دار ہیں، یا بیوی کی سگی بہن۔
وزاد ابن عیینه فیه: یعنی سفیان بن عیینہ نے اس حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے: "امرها ان تدع الصلوة ایام اقراءها یعنی سید عالم ﷺ نے حکم فرمایا ہے کہ ایام حیض میں نماز ترک کر دی جائے"۔
یعرف: خون کی صفت مراد ہے۔ فاذا کان ذلك: یعنی جب کالا خون پایا جائے، تو خود کو نماز سے روک لے کیونکہ یہ ایام حیض کے دن ہیں۔ واذا کان الآخر: یعنی کالے رنگ کے سوا، جب کہ زرد، مٹیالا، سخت سرخ ہو۔
ولو ساعة: یعنی اگرچہ طہر ایک ساعت کے لئے ہو، مراد یہ ہے کہ اگر خون ایک ساعت کے لئے بھی منقطع ہو تو غسل کر کے نماز کے وقت میں نماز ادا کرے کیونکہ اب وہ پاک ہو چکی ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک خود کو روکے رکھے، اور ہمارے نزدیک زمانے کا اعتبار ہے جیسا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے اور یہی قوی قول ہے۔
تجلس ایام اقراءها: مراد ایام حیض ہیں، اور ایام حیض کا اعتبار زمانے پر ہوتا ہے۔ هو اکثر من ذلك: یعنی خون روئی میں جذب ہونے سے بھی زیادہ ہونا مراد ہے۔ اثج ثجا: یعنی خون کے بہاؤ میں شدت ہونا مراد ہے۔ کما تحیض النساء: یعنی جیسا کہ عورتیں ایام حیض میں نماز سے رکی رہتی ہیں۔
میقات حیضهن: یعنی جیسا کہ عورتیں حیض کے اوقات میں، یا طہر کے اوقات میں عبادت کے امور انجام دیتی ہیں۔

حدیث نمبر "۲۸۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابو عقیل: مراد یحیی بن متوکل ضریر حذاء مدنی ہیں، ان کا انتقال سن ۱۶۹ھ میں ہوا، انہوں نے قاسم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب، عمر بن عبید اللہ سے روایت کی ہے۔ ان سے ابن مبارک، ابو نعیم، ابو الولید طیالسی نے روایات بیان کی ہیں نسائی کے مطابق ضعیف راوی ہوئے ہیں۔ مسلم اور ابو داؤد نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ بُهَیَّہ: انہوں نے اپنے والد سے روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۲۸۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابن ابی عقیل: ان کا نام عبد الغنی بن ابی عقیل ابو جعفر مصری ہے، انہوں نے لیث بن سعد سے ملاقات کی اور ان سے روایت بیان کی، انہوں نے ابن عیینہ، بکر بن مضر، مفضل بن فضالہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان کا انتقال سن ۲۵۵ھ میں ماہ ربیع الاول میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ محمد بن سلمہ: بن عبد اللہ بن ابی فاطمہ ابو الحارث مرادی جملی، انہوں نے عبد اللہ بن وہب، عبد اللہ بن کلیب، حجاج بن سلیمان سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابو حاتم رازی، ابو داؤد، ان کے بیٹے عبد اللہ، نسائی، ابن ماجہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۲۴۸ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۲۸۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن عمرو: بن حلحلہ دیلی مدنی، انہوں نے زہری، عطاء بن یسار، وہب بن کیسان سے روایت بیان کی، اِن سے ولید بن کثیر، ابن اسحاق اور مالک بن انس نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۲)۔۔۔ قعقاع بن حکیم: کنانی مدنی، انہوں نے عبداللہ بن عمر، جابر بن عبداللہ، ابی صالح سمان سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے سعید مقبری، محمد بن عجلان، سہیل بن ابی صالح نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، بخاری کے سواسب ہی نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ (۳)۔۔۔ سُمی: قرشی مخزومی مدنی، ابو بکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کے مولی تھے۔ انہوں نے سعید بن مسیب، ابوصالح ذکوان سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے یحیی انصاری، مالک، ثوری، ابن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ انہیں خارجیوں نے سن ۱۳۱ھ میں قتل کر دیا۔

حدیث نمبر "۲۸۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبدالملک بن عمرو: بن قیس ابو عامر عقدی بصری، انہوں نے مالک بن انس، ثوری، شعبہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے احمد بن حنبل، ابن معین، اسحاق بن راھویہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ اور صدوق راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۲۰۵ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ زہیر بن محمد: ابو منذر عنبری مروزی، انہوں نے ابن منکدر، ہشام بن عمار، زید بن اسلم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے عبدالرحمن بن مہدی، ولید بن مسلم، ابو عامر عقدی نے روایات بیان کی ہیں۔ مستقیم الحدیث، صالح اور صدوق تھے۔ (۳)۔۔۔ عمران بن طلحہ: بن عبیداللہ بن عثمان بن کعب لیثی مدنی، انہوں نے اپنے والد، والدہ حمنہ بنت جحش، علی المرتضی رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے معاویہ بن اسحق، ابراہیم بن محمد نے روایات بیان کی ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۴)۔۔۔ حمنہ: بنت جحش اسدیہ بی بی زینب زوجہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہن، معصب بن عمیر کے نکاح میں تھیں، جن کو اُحد میں قتل کر دیا گیا، پھر طلحہ بن عبید اللہ سے نکاح کیا۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فقط استحاضہ کے باب سے حدیث نقل کی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے عمران بن طلحہ، نے روایت کی ہیں، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۵)۔۔۔ عمرو بن ثابت: مراد ابوثابت ہیں، یہ ابن ابی مقدام کے نام سے پہنچانے جاتے تھے۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ رافضی خبیث تھا، ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ موضوع حدیثیں بیان کرتا تھا۔

حیض کے ابتداء اور انقطاع کی علامت اور طہر کے حصول کی پہچان کیا ہے؟

امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک زمانہ اور عادت کے مابین فیصلہ ہو گا جب وقت مکمل ہو گا تو عادت کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرے گی اور جب ظن نہ پایا جائے تو قلیل عدد کو لیا جائے گا اور امام شافعی اور ان کے اصحاب کے نزدیک رنگ کے اختلاف سے فیصلہ کیا جائے گا پس کالا رنگ سرخ سے قوی ہو گا، سرخ رنگ گہرا سرخ رنگ سے

قوی ہوگا، گہرا سرخ رنگ زرد سے قوی ہوگا، زرد رنگ مٹیالے سے قوی ہوگا، پس جب دونوں رنگ پائے جائیں تو حائضہ ایام قوی میں تھی اور مستحاضہ ایام ضعیف میں، اور شوافع کے نزدیک تمیز کے لئے تین شرائط ہیں: (۱)۔۔۔ قوی رنگ پندرہ دن سے زائد پر محیط نہ ہو۔ (۲)۔۔۔ ایک دن یا رات سے کم وقت حیض کا ممکن نہیں ہے۔ (۳)۔۔۔ ضعیف پندرہ دن سے کم میں نہ پایا جائے کہ اُسے دو حیض کے مابین طہر مان لیا جائے اور یہی قول امام مالک واحمد کا بھی ہے۔ شیخ محی الدین کہتے ہیں: حیض کے منقطع ہونے کی علامت اور طہر کے حصول کی پہچان یہ ہے کہ زرد و مٹیالے رنگ کا خون نکلنا بند ہو جائے اور اس کے بدلے سفید رنگ کی رطوبت ظاہر ہونے لگے، یا کچھ ہی ظاہر نہ ہو۔ بیہقی اور ابن صباغ کہتے ہیں ایک ایسی رطوبت نکلے جس میں زرد یا مٹیالے رنگ کی آمیزش نہ ہو جس میں رنگ کا اثر نہ پایا جائے، اور یہ حیض کے بعد ہوتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ جب حیض کے دن مکمل ہو جائیں تو غسل کر کے نماز کا اہتمام کرے، اور اس کے بعد عورت کے لئے نماز اور روزے کی قضاء کرنا جائز نہیں ہے اور اب اس کا حکم پاک عورتوں کی طرح کا ہوگا اور طہارت کے لئے کسی چیز کی طلب کرنے کی اصلا ضرورت نہیں (بلکہ ہر ممکن صورت طہارت اختیار کرے)، اور یہی قول امام شافعی کا ہے جب کہ امام مالک کے اس بارے میں تین اقوال ہیں: (۱)۔۔۔ تین دن کے بعد استحاضہ شمار ہوگا۔ (۲)۔۔۔ پندرہ دن کے اختتام تک نمازیں چھوڑے رکھیں، کیونکہ ان کے نزدیک حیض کی اکثر مدت یہی ہے۔ (۳)۔۔۔ جیسا ہمارا موقف ہے وہی ان کا بھی ہے۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: اذا اقبلت الحيضة تدع الصلوة، ج ۱، ص ۳۶۶ وغیرہ)

(۱۱۱) بَابُ مَنْ رَوَى اَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ
مستحاضہ عورت ہر نماز کے لئے جدا غسل کرے

(۲۸۸) حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَقِيلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا خَتَنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي ذَالِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنْ هٰذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِي مِرْكَنٍ فِي حُجْرَةِ اُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حَتّٰى تَعْلُوَ حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ.

عروہ بن زبیر اور عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کی بہن حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، انہیں سات سال تک استحاضہ کی شکایت رہی، انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ حیض نہیں بلکہ رگ کا خون ہوتا ہے، پس غسل کر کے نماز پڑھ لیا کرو"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ اپنی

بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ایک بڑے لگن کے اندر غسل کیا کرتی، یہاں تک کہ خون کی سرخی پانی پر غالب آجاتی۔

(۲۸۹) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ رضی اللہ عنہا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ۔

عمرہ بنت عبد الرحمن نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اسے روایت کیا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کیا کرتی تھیں۔

(۲۹۰) حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فِيْهِ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ قَالَ اَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ مَبْرُوْرٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا وَ كَذٰلِكَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَرُبَّمَا قَالَ مَعْمَرٌ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ رضی اللہ عنہا بِمَعْنَاهُ وَ كَذٰلِكَ رَوَاهُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَلَمْ يَقُلْ اِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ وَ كَذٰلِكَ رَوَاهُ الْاَوْزَاعِيُّ اَيْضًا قَالَ فِيْهِ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ۔

عروہ بن زبیر نے اس حدیث کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، اس میں کہا کہ اُسے ہر نماز کے لئے غسل کرنا چاہیے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ قاسم بن مبرور، یونس، ابن شہاب عمرہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ اسی طرح روایت کی معمر، زہری، عمرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، کبھی معمر نے عن عمرہ عن ام حبیبہ کہتے ہوئے اسے معناً روایت کیا۔ اسی طرح اسے ابراہیم بن سعد اور ابن عیینہ نے زہری، عمرہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ابن عیینہ نے اپنی حدیث میں یہی کہا لیکن یہ نہیں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں غسل کرنے کا حکم فرمایا۔ اور اسی طرح اوزاعی نے روایت کیا اور وہ اس بارے میں کہتے ہیں کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل فرماتیں۔

(۲۹۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ رضی اللہ عنہا اسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ تَغْتَسِلَ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ۔

عمرہ بنت عبد الرحمن بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو سات سال تک استحاضہ کی شکایت رہی پس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کر لیا کریں۔

(۲۹۲) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدَةَ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا اسْتُحِيْضَتْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاَمَرَهَا بِالْغُسْلِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَسَاقَ

الْحَدِيثَ قَالَ اَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ اَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَلَمْ اَسْمَعْهُ مِنْهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتُحِيضَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اغْتَسِلِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ قَالَ اَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ قَالَ اَبُو دَاوُدَ وَهٰذَا وَهْمٌ مِنْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَالْقَوْلُ فِيهِ قَوْلُ اَبِي الْوَلِيدِ۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے میں حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کی شکایت ہوگئی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ہر نماز کے لئے غسل کرنے کا حکم فرمایا اور پھر باقی حدیث بیان کی۔امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابوالولید طیالسی نے اسے روایت کیا ہے جب کہ میں نے اُن سے سنا نہیں، انہوں نے سلیمان بن کثیر، زہری، عروہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نماز کے لئے غسل کرلیا کرو اور باقی حدیث بیان کی۔امام ابوداؤد نے فرمایا کہ روایت کیا اسے عبدالصمد نے سلیمان بن کثیر سے کہ ہر نماز کے لئے وضو کیا کرو، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ عبدالصمد کا وہم ہے جس میں کلام ہے اور صحیح ابوالولید کا قول ہے۔

(۲۹۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ اَبِي الْحَجَّاجِ اَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَتْنِي زَيْنَبُ بِنْتُ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ وَكَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّي وَاَخْبَرَنِي اَنَّ اُمَّ بَكْرٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: " اِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمَرْاَةِ تَرَى مَا يُرِيبُهَا بَعْدَ الطُّهْرِ اِنَّمَا هِيَ عِرْقٌ اَوْ قَالَ عُرُوقٌ قَالَ اَبُو دَاوُدَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عَقِيلٍ الْاَمْرَانِ جَمِيعًا وَقَالَ اِنْ قَوِيتِ فَاغْتَسِلِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَاِلَّا فَاجْمَعِي كَمَا قَالَ الْقَاسِمُ فِي حَدِيثِهِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْقَوْلُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا۔

ابوسلمہ نے زینب بنت ابوسلمہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت کا خون جاری رہتا تھا اور وہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ ہر نماز سے پہلے غسل کر کے نماز پڑھا کریں۔ ابوسلمہ نے فرمایا کہ مجھے خبر دی ام بکر نے اور انہیں خبر دیتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس عورت کے متعلق فرمایا جو حیض سے پاک ہونے کے بعد بھی کچھ دیکھے کہ وہ رگ ہے یا فرمایا کہ وہ رگیں ہیں۔امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابن عقیل کی حدیث میں دونوں باتیں جمع ہیں، فرمایا کہ اگر تم میں طاقت ہو تو ہر نماز کے لئے وضو کرلیا کرو ورنہ نماز جمع کرلیا کرو جیسا کہ قاسم بن محمد نے اپنی حدیث میں کہا ہے اور اس قول کو روایت کیا ہے کہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "من روی ان المستحاضة تغتسل لکل صلوة"، اور اس ضمن میں چھ احادیث روایت کی ہیں، صحاح میں دیگر مقامات پر درج ذیل احادیث اسی موضوع پر مروی ہیں (اس مقام پر ہم فقط تخاریج نقل کررہے ہیں، کیونکہ دیگر ابواب کے تحت یہی احادیث نقل ہوچکی ہیں)۔

*۔۔۔ (صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب: المستحاضة وغسلها وصلوتها، رقم: ٦٤٠/(٣٣٣)، ص ١٧٢)، (سنن الترمذی، کتاب الحیض، باب: فی المستحاضة، رقم: ١٢٥، ص ٥١)، (سنن النسائی، کتاب الطهارة رة، باب: ذکر الاغتسال من الحیض، رقم: ٢٠٣، ص ٩٥)، (سنن ابن ماجة، کتاب الطهارة ، باب: ما جاء فی المستحاضة، رقم: ٦٢٠، ص ١٠٢)

حل لغات

وما یریبها: یعنی جو چیز شک میں ڈال دے جیسا کہ حدیث میں ہے: "جو چیز تجھے شک میں ڈال دے اُسے چھوڑ دے اور اُسے اختیار کر جو تجھے شک نہ دے"۔

بعد الطهر: یعنی ایام حیض گزر جائیں یا حیض کا خون منقطع ہو جائے یا بعد الطهر بمعنی بعد الغسل ہے اور یہی اظہر قول ہے۔ **عرق:** یعنی رگ کا خون۔

حدیث نمبر "٢٩٠" کے رجال

(١)۔۔۔ قاسم بن مبرور: ایلی ابن اخی طلحہ بن عبد الملک فقہی تھے۔ انہوں نے یونس بن یزید، ہشام بن عروہ سے روایات نقل کی ہیں ان سے خالد بن نزار، خالد بن حمید مہری نے روایات بیان کی ہیں۔ مکہ میں سن ١٥٨ھ یا ١٥٩ھ میں انتقال فرمایا۔ ثوری نے ان کی جنازہ پڑھائی، ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "٢٩١" کے رجال

(١)۔۔۔ محمد بن اسحق: بن محمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسیب بن ابی سائب بن عابد، ابن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، ابو عبد اللہ مسیبی مخزومی مدنی، بغداد کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد محترم مدینہ منورہ کے قراء میں جانے مانے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنے والد ماجد، محمد بن فلیح خزاعی، عبد اللہ بن نافع سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے مسلم، ابوداؤد، محمد بن عبدوس نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، انتقال سن ٢٣٦ھ میں ہوا۔ (٢)۔۔۔ ابوہ اسحق بن محمد مذکور: انہوں نے ابن ابی ذئب، نافع بن عبد الرحمن سے روایات بیان کی ہیں، ان سے ان کے بیٹے محمد، اسماعیل بن عبد الکریم صنعانی، خلف بن ہشام مقرئ نے روایات بیان کی ہیں۔ ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۲۹۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبدہ بن سلیمان: حاجب بن زرارہ کلابی ابو محمد کوفی، ان کا نام عبدالرحمن اور عبدہ لقب بتایا جاتا ہے۔ انہوں نے ہشام بن عروہ، یحیی بن سعید انصاری، اعمش، ابن اسحق سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے احمد بن حنبل، ابی شیبہ کے بیٹے، ہناد بن سری نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے لیکن شدید فقر میں زندگی گزاری، کوفہ میں ماہ رجب المرجب سن ۱۸۸ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ ابن اسحق: مراد محمد بن اسحق بن یسار ہیں، بیہقی کہتے ہیں کہ ابن اسحق کی زہری سے مروی روایات غلط ہیں، کیونکہ انہوں نے زہری کی ساری روایات کی مخالفت کی ہے۔ لیکن اگر ترک کے اعتبار سے مخالفت مراد ہو تو کوئی تناقض نہیں ہے لیکن اگر تعارض کے اعتبار سے مخالفت مراد ہو تو ایسا نہیں کیونکہ اکثر اس بات پر خاموش ہی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے اس مسئلے میں ہر نماز کے لئے علیحدہ غسل کرنے کا حکم فرمایا ہے اور ایسا مان لیا جائے تو یہ بی بی حبیبہ کا فعل ہو سکتا ہے جیسا کہ ابھی سلیمان بن کثیر سے بیان ہوگا۔

حدیث نمبر "۲۹۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبداللہ بن عمرو: بن ابی حجاج، ان کا نام میسرہ منقری تمیمی بصری ہے، انہوں نے وارث بن سعید، ملازم بن عمرو، دراوردی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے عبدالصمد بن عبدالوارث، ابو حاتم رازی، بخاری، مسلم، ابوداؤد نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ، قوی الحدیث راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۲۲۴ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ حسین: بن ذکوان بصری عوذی، انہوں نے عبداللہ بن بریدہ، قتادہ، یحیی بن ابی کثیر سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے شعبہ، ابن مبارک، یحیی قطان، عبدالوارث بن سعید نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

(۱۱۲) بَابُ مَنْ قَالَ تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَتَغْتَسِلُ لَهُمَا غُسْلًا
جس نے دو نمازوں کو جمع کر کے ایک ہی غسل سے ادا کرنے کا فرمایا

(۲۹۴) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اسْتُحِيْضَتِ امْرَاَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَاُمِرَتْ اَنْ تُعَجِّلَ الْعَصْرَ وَتُؤَخِّرَ الظُّهْرَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا وَاَنْ تُؤَخِّرَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلَ الْعِشَاءَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا وَتَغْتَسِلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ غُسْلًا فَقُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِشَيْءٍ۔

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ کے مبارک زمانے میں ایک عورت کو استحاضہ کی شکایت ہوگئی تو اُسے حکم دیا گیا کہ عصر کو جلدی اور ظہر کو مؤخر کر کے دونوں کے لئے ایک ہی غسل کر لیا کرو، نیز مغرب کو مؤخر اور عشاء کو جلدی کر کے ان دونوں کے لئے غسل کر لیا کرو اور صبح کی نماز کے لئے

بھی غسل کرنا۔ پس میں (شعبہ) نے عبدالرحمن بن قاسم سے کہا کہ یہ نبی کریم ﷺ تک مرفوع ہے، فرمایا کہ میں تم سے کوئی حدیث بیان نہیں کرتا مگر جو نبی کریم ﷺ تک مرفوع ہو۔

(۲۹۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ رضی اللہ عنہا اسْتُحِيضَتْ فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ فَلَمَّا جَهَدَهَا ذَالِكَ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِغُسْلٍ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِغُسْلٍ وَتَغْتَسِلَ لِلصُّبْحِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً اسْتُحِيضَتْ فَسَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَمَرَهَا بِمَعْنَاهُ۔

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کی شکایت ہوگئی تو وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئیں تو آپ نے اُسے حکم دیا کہ ہر نماز کے لئے غسل کیا کرے۔ جب اس کا نبھانا مشکل ہوا تو آپ نے اُسے حکم دیا کہ ظہر اور عصر کو ایک غسل کے ساتھ جمع کر کے پڑھے اور مغرب و عشاء کو دوسرے میں اور نماز فجر کے لئے تیسرا غسل کیا کرو۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اسے روایت کیا ہے ابن عیینہ، عبدالرحمن بن قاسم، قاسم بن محمد نے معنا فرمایا کہ ایک عورت کو استحاضہ کی شکایت ہوگئی تو اس نے نبی کریم ﷺ سے مسئلہ پوچھا، پس آپ نے اسے حکم فرمایا۔

(۲۹۶) حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ سُهَيْلٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ رضی اللہ عنہا اسْتُحِيضَتْ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ تُصَلِّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سُبْحَانَ اللهِ إِنَّ هٰذَا مِنَ الشَّيْطَانِ لِتَجْلِسْ فِي مِرْكَنٍ فَإِذَا رَأَتْ صُفْرَةً فَوْقَ الْمَاءِ فَلْتَغْتَسِلْ لِلظُّهْرِ وَالْعَصْرِ غُسْلًا وَاحِدًا وَتَغْتَسِلْ لِلْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ غُسْلًا وَاحِدًا وَتَغْتَسِلْ لِلْفَجْرِ غُسْلًا وَاحِدًا وَتَتَوَضَّأُ فِيمَا بَيْنَ ذَالِكَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ مُجَاهِدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما لَمَّا اشْتَدَّ عَلَيْهَا الْغُسْلُ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَهُوَ قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ ﷺ! فاطمہ بنت ابو حبیش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کی اتنے عرصے سے شکایت ہے جس کے باعث انہوں نے نماز چھوڑ رکھی ہے، سید عالم ﷺ نے تعجب سے فرمایا کہ: "یہ تو شیطان کی شرارت ہوتی ہے۔ انہیں لگن میں بیٹھنا چاہیے جب پانی پر زردی دیکھیں تو ظہر اور عصر کے لئے غسل کریں، مغرب و عشاء کے لئے دوسرا غسل کریں اور نماز فجر کے لئے تیسرا غسل کریں اور اس کے درمیان میں وضو کرتی رہیں"۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ روایت کیا اسے مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب ہر نماز کے لئے غسل کرنا ان کے لئے مشکل ہوگیا تو انہیں حکم دیا کہ دو نمازیں

جمع کرلیا کرو، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ روایت کیا اسے ابراہیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور یہی ابراہیم نخعی اور عبداللہ بن شداد کا قول ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "من قال تجمع بين الصلاتين وتغتسل لهما غسلا"، اور اس کے تحت تین احادیث طیبہ ذکر فرمائیں، صحاح میں اس موضوع پر دیگر احادیث درج ذیل میں موجود ہیں۔

*۔۔۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کے دور اقدس میں ایک مستحاضہ عورت کو کہا گیا کہ یہ ایک رگ ہے جو بند نہیں ہوتی اور آپ کو ظہر کی نماز میں دیر اور عصر کی نماز میں جلدی کرنے کا حکم صادر فرمایا گیا اور دونوں نمازوں میں ایک غسل کرنے کا حکم فرمایا اسی طرح مغرب میں تاخیر اور عشاء میں جلدی کرنے کا حکم فرمایا، دونوں نمازوں کے لئے ایک ہی غسل کا پھر فجر کے لئے ایک ہی غسل کا حکم دیا۔

(سنن نسائی، کتاب الطهارة ، باب: ذكر اغتسال المستحاضة، مع المستحاضة بين الصلوتين وغسلها، رقم: ۳۵۷، ۲۱۳، ص ۶۲، ۹۴)

حل لغات

على عهد رسول الله ﷺ: یعنی سید عالم ﷺ کے زمانے میں، عصر میں جلدی کرنے اور ظہر میں تاخیر کرنے کا حکم دیا، تاکہ ایک ہی غسل سے دو نمازیں ادا ہو جائیں، اسی طرح عشاء میں جلدی اور مغرب میں تاخیر کر کے ایک ہی غسل سے دو نمازیں ادا کرلیں، اور فجر کے لئے علیحدہ غسل کا حکم فرمایا۔

فلما جهدها: یعنی جس پر غسل کرنا شاق گزرتا ہو۔

هذا من الشيطان: دو معنی میں مستعمل ہے: (۱)۔۔۔ مجازی معنی کہ شیطان نے انہیں دینی امر میں شبہ ڈال دیا کہ وہ اپنے طہر کے وقت میں نماز سے غافل ہو جائیں۔ (۲)۔۔۔ حقیقی معنی کہ شیطان نے انہیں یوں بیان کیا کہ استحاضہ نے ان کی خون کی رگ کو پھاڑ دیا ہے۔

حدیث نمبر "۲۹۴" کے رجال

(۱)۔۔۔عبدالرحمن بن قاسم: بن محمد بن ابی بکر صدیق قرشی تیمی، ابو محمد فقیہ الرضا بن الرضا، ان کی والدہ ماجدہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق، یہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کی زندگی میں پیدا ہوئے۔ ان سے یحیی بن سعید انصاری، سماک بن حرب، ثوری، ابن عیینہ، شعبہ، اوزاعی نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۱۲۶ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۲۹۶" کے رجال

(۱)۔۔۔عبداللہ بن شداد: بن ہاد، انہوں نے عمر، عبداللہ بن عمر، اور علی المرتضی، ابن عباس، معاذ اور ان کے والد

گرامی، بی بی عائشہ صدیقہ، ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرسل حدیث روایت کی ہے۔ ان سے طاؤس، شعبی، محمد بن سعد، عکرمہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ حجاج کے دور میں عراق میں انتقال کیا اور ایک قول یہ ہے کہ دجیل کے دن سن ۸۲ھ میں قتل کر دیئے گئے۔

استحاضہ کے امر میں نماز کے لئے غسل کے معاملے میں آسانی

*۔۔۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور اقدس میں ایک مستحاضہ عورت کو کہا گیا کہ یہ ایک رگ ہے جو بند نہیں ہوتی اور آپ کو ظہر نماز میں دیر اور عصر کی نماز میں جلدی کا حکم دیا گیا اور دونوں نمازوں میں ایک غسل کرنے کا حکم دیا اسی طرح مغرب میں تاخیر اور عشاء جلدی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا دونوں نمازوں کے لئے ایک ہی غسل کا حکم فرمایا گیا پھر فجر کے لئے ایک ہی غسل کا حکم فرمایا۔

(سنن نسائی، کتاب الطھارۃ، ذکر اغتسال المستحاضۃ، رقم: ۲۱۳، ص ۶۲)

مسئلہ: اِستحاضہ والی اگر غُسل کر کے ظہر کی نماز آخر وقت میں اور عصر کی وُضو کر کے اول وقت میں اور مغرب کی غُسل کر کے آخر وقت میں اور عشاء کی وُضو کر کے اوّل وقت میں پڑھے اور فجر کی بھی غُسل کر کے پڑھے تو بہتر ہے اور عجب نہیں کہ یہ ادب جو حدیث میں ارشاد ہوا ہے اس کی رعایت کی برکت سے اس کے مرض کو بھی فائدہ پہنچے۔

(بہار شریعت مخرجۃ، کتاب الطھارۃ، باب: مسائل استحاضۃ، ج ۱، ص ۳۸۷)

(۱۱۳) بَابُ مَنْ قَالَ تَغْتَسِلُ مِنْ طُهْرٍ اِلٰی طُهْرٍ
جس نے کہا کہ مستحاضہ کو طہر کے بعد غسل کرنا چاہیے

(۲۹۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ اَبِي الْيَقْظَانِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي الْمُسْتَحَاضَةِ تَدَعُ الصَّلَاةَ اَيَّامَ اَقْرَاءِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي وَالْوُضُوءُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ قَالَ اَبُو دَاوُدَ زَادَ عُثْمَانُ وَتَصُومُ وَتُصَلِّي۔

جعفر بن محمد، عثمان بن ابو شیبہ، شریک، ابو یقظان، عدوی بن ثابت نے اپنے والد ماجد سے، انہوں نے اپنے والد محترم سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استحاضہ کے متعلق فرمایا: "وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر غسل کر کے نماز پڑھے اور ہر نماز کے لئے وضو کر لیا کرے"۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ عثمان کی روایت میں یہ بھی ہے کہ روزے اور نماز پڑھے۔

(۲۹۸) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِي ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِي حُبَيْشٍ رضی اللہ عنہا اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَذَكَرَ خَبَرَهَا وَقَالَ ثُمَّ اغْتَسِلِي ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَصَلِّي۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت

فاطمہ بنت ابو جبیش رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور اپنا حال عرض کیا، فرمایا: "پھر غسل کر لینا، پھر ہر نماز کے لئے تازہ وضو کر کے نماز پڑھ لیا کرنا"۔

(۲۹۹) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَطَّانُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي مِسْكِينٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فِي الْمُسْتَحَاضَةِ تَغْتَسِلُ تَعْنِي مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ تَوَضَّأُ إِلَى أَيَّامِ أَقْرَائِهَا.

ام کلثوم سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مستحاضہ کے بارے میں فرمایا: "وہ ایک دفعہ غسل کر لے، پھر اپنے ایام حیض تک وضو کرتی رہے"۔

(۳۰۰) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَطَّانُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ أَيُّوبَ أَبِي الْعَلَاءِ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ عَنِ امْرَأَةِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَحَدِيثُ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبٍ وَأَيُّوبَ أَبِي الْعَلَاءِ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ لَا تَصِحُّ وَدَلَّ عَلَى ضُعْفِ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبٍ هَذَا الْحَدِيثُ أَوْقَفَهُ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ وَأَنْكَرَ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ أَنْ يَكُونَ حَدِيثُ حَبِيبٍ مَرْفُوعًا وَأَوْقَفَهُ أَيْضًا أَسْبَاطٌ عَنِ الْأَعْمَشِ مَوْقُوفٌ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا" قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ ابْنُ دَاوُدَ عَنِ الْأَعْمَشِ مَرْفُوعًا أَوَّلُهُ وَأَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْوُضُوءُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَدَلَّ عَلَى ضُعْفِ حَدِيثِ حَبِيبٍ هَذَا أَنَّ رِوَايَةَ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فِي حَدِيثِ الْمُسْتَحَاضَةِ وَرَوَى أَبُو الْيَقْظَانِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَعَمَّارٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ رضی اللہ عنہ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَرَوَى عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ وَبَيَانٌ وَالْمُغِيرَةُ وَفِرَاسٌ وَمُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ حَدِيثِ قَمِيرَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَرِوَايَةَ دَاوُدَ وَعَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ قَمِيرَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَغْتَسِلُ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً وَرَوَى هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ الْمُسْتَحَاضَةُ تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَهَذِهِ الْأَحَادِيثُ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ إِلَّا حَدِيثَ قَمِيرَ وَحَدِيثَ عَمَّارٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ وَحَدِيثَ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ وَالْمَعْرُوفُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما الْغُسْلُ".

مسروق کی بیوی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مانند روایت کی، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ عدی بن ثابت کی حدیث، اور اعمش کی حبیب اور ایوب العلاء سے، یہ سب ضعیف ہیں، صحیح نہیں ہیں اور اعمش نے جو حبیب سے روایت کی، اس ضعف پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ حفص بن غیاث نے اعمش سے موقوفاً روایت کیا ہے اور حفص بن غیاث نے حدیث حبیب کے مرفوع ہونے کا انکار کیا ہے اور اسباط نے اعمش سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوفاً روایت کی۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ روایت کیا ہے اسے ابن داؤد نے، اعمش سے مرفوعاً اور وہ اس کا پہلا حصہ ہے اور اس میں ہر نماز کے لئے وضو کرنے کی بات کا انکار کیا ہے اور حدیث حبیب کے ضعف پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ روایت ہے زہری، عروہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مستحاضہ کی حدیث میں فرمایا کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کرے، روایت کی ابو یقظان، عدی بن ثابت، ان کے والد ماجد، حضرت علی اور

حضرت عمار مولی بنی ہاشم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے، روایت کی عبد الملک، ابن میسرہ، اور بیان، اور مغیرہ اور فراس اور مجالد نے شعبی سے بروایت قمیر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ روزانہ ایک مرتبہ غسل کرے، روایت کی ہشام بن عروہ نے اپنے والد ماجد سے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لئے وضو کرے۔ یہ تمام حدیثیں ضعیف ہیں سوائے حدیث قمیر اور حدیث عمار مولی بنی ہاشم اور حدیث ہشام بن عروہ کے جو انہوں نے اپنے والد ماجد سے روایت کی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشہور قول غسل کے متعلق ہے (یعنی مستحاضہ غسل کرے)۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "من قال تغتسل من طهر الی طهر" اور اس کے تحت چار احادیث نقل فرمائیں، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل تخریج موجود ہے، چونکہ اس موضوع پر پہلے بھی دوسرے باب کے تحت روایات نقل ہو چکی ہیں لہذا یہاں فقط تخریج پر انحصار کیا گیا ہے۔

*۔۔۔(سنن الترمذی، کتاب الطهارة ، باب: ما جاء ان المستحاضة تتوضا لكل صلوة، رقم: ۱۲۶، ص ۵۱)، (سنن ابن ماجة، کتاب الطهارة ، باب: ما جاء فی المستحاضة، رقم: ۶۲۴، ص ۱۲۱)

حل لغات

تدع الصلوة: یعنی ایام حیض میں نماز ترک کر دے۔

فكانت تغتسل: بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مستحاضہ ہر نماز کے لئے جدا غسل کرے۔

حدیث نمبر "۲۹۹" کے رجال

(۱)۔۔۔احمد بن سنان: بن اسد بن حبان ابو جعفر قطان واسطی، انہوں نے یحیی قطان، وکیع، ابو معاویہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابن مثنی، ابو حاتم، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ صدوق راوی تھے۔ ان کا انتقال ۲۵۸ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ایوب بن ابی مسکین: انہیں ایوب بن مسکین ابو العلاء واسطی تمیمی بھی کہا جاتا ہے، انہوں نے قتادہ، عبد اللہ بن شبرمہ، یحیی بن دینار سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ہشیم، یزید بن ہارون، محمد بن یزید نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ وصالح راوی تھے۔ ابوداؤد اور ترمذی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ (۳)۔۔۔حجاج: بن ارطاہ بن ثور بن ہبیرہ بن شراحیل بن کعب بن سلامان کوفی، ابو ارطاہ نخعی، انہوں نے شعبی سے ایک ہی حدیث سماعت کی اور مزید عطاء، زہری، قتادہ و دیگر متاخرین سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ثوری، شعبہ، ابن مبارک نے روایات نقل کی ہیں۔ صدوق و مدلس راوی تھے۔ (۴)۔۔۔ام کلثوم: لیثیہ یا مکیہ مراد ہیں، انہوں نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے۔ جب کہ ان سے عبد اللہ بن عبید بن عمیر نے روایت بیان کی ہے، ابوداؤد اور ترمذی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۳۰۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ابن شبرمہ: مراد عبداللہ بن شبرمہ بن طفیل بن حسان بن منذر کوفی ضبی ہیں، کوفہ کے فقیہ تھے۔ انہوں نے شعبی، ابن سیرین، ابی زرعہ سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے ثوری، ابن عیینہ، شعبہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، ان کا انتقال ۱۴۴ھ میں ہوا، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۲)۔۔۔اسباط: بن محمد بن عبدالرحمن بن خالد بن میسرہ قرشی ابو محمد کوفی مراد ہیں۔ انہوں نے ابواسحق شیبانی، اعمش، عمرو بن قیس ملائی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے احمد بن حنبل، قتیبہ، ابن ابی شیبہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، کوفہ میں محرم کے مہینے میں ۲۰۰ھ میں انتقال کیا۔ (۳)۔۔۔عبدالملک بن میسرہ: ہلالی عامری کوفی ابوزید زراد، انہوں نے عبداللہ بن عمر، نزال بن سبرہ، زید بن وہب سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے اعمش، مسعر، شعبہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے ان کا انتقال خالد بن عبداللہ کے دور میں ہوا۔ (۴)۔۔۔بیان: بن بشر احمسی بجلی ابوبشر کوفی، انہوں نے انس بن مالک، شعبی، طلحہ بن مصرف سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ثوری، شعبہ، ابوعوانہ نے روایت نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ (۵)۔۔۔مغیرہ بن مقسم: ابوہشام ضبی کوفی مراد ہیں۔ انہوں نے ابووائل، شعبی، نخعی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ثوری، شعبہ، ابوعوانہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ (۶)۔۔۔فراس: بن یحیی ہمدانی ابویحیی کوفی، انہوں نے شعبی، ابوصالح سمان، عطیہ بن سعد سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ثوری، سعید، شیبان بن عبدالرحمن، شریک نخعی نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ (۷)۔۔۔مجالد: بن سعید بن عمیر ہمدانی ابوعمیر کوفی، انہوں نے قیس بن ابی حازم، شعبی، اور مرہ ہمدانی سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ثوری، ابن عیینہ، یحیی قطان نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن معین کے نزدیک ضعیف راوی تھے۔

(۱۱۴) بَابُ مَنْ قَالَ الْمُسْتَحَاضَةُ تَغْتَسِلُ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ

جس نے کہا کہ مستحاضہ کو ایک ظہر کے بعد دوسری ظہر کے لیے غسل کرنا چاہیے

(۳۰۱) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ أَنَّ الْقَعْقَاعَ وَزَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ أَرْسَلَاهُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ يَسْأَلُهُ كَيْفَ تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ فَقَالَ تَغْتَسِلُ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَثْفَرَتْ بِثَوْبٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ تَغْتَسِلُ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ وَكَذَلِكَ رَوَى دَاوُدُ وَعَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ امْرَأَتِهِ عَنْ قَمِيرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا "إِلَّا أَنَّ دَاوُدَ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ وَفِي حَدِيثِ عَاصِمٍ عِنْدَ الظُّهْرِ وَهُوَ قَوْلُ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَالْحَسَنِ وَعَطَاءٍ" قَالَ أَبُو دَاوُدَ: " قَالَ مَالِكٌ إِنِّي لَأَظُنُّ حَدِيثَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ إِنَّمَا هُوَ مِنْ طُهْرٍ إِلَى طُهْرٍ وَلَكِنَّ الْوَهْمَ دَخَلَ

فِيْهِ فَقَلَبَهَا النَّاسُ فَقَالُوْا مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ " وَرَوَاهُ مِسْوَرُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَرْبُوْعٍ قَالَ فِيْهِ: مِنْ طُهْرٍ إِلَى طُهْرٍ فَقَلَبَهَا النَّاسُ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ "

سمی مولی ابو بکر کو قعقاع اور زید بن اسلم نے سعید بن مسیب کے پاس یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ مستحاضہ کس طرح غسل کرے؟ فرمایا: وہ ایک نماز ظہر کے بعد دوسری نماز ظہر کے لئے غسل کرے اور ہر نماز کے لئے وضو کرے اگر خون کا غلبہ ہو تو ایک کپڑے کا لنگوٹ باندھ لے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ روایت کی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ ایک ظہر سے دوسری ظہر تک، اسی طرح روایت کی ہے امام ابو داؤد اور عاصم نے شعبی سے، ایک عورت قمیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، مگر ابو داؤد نے روزانہ کہا۔ حدیث عاصم میں ہے کہ ظہر کے نزدیک یہی قول ہے سالم بن عبد اللہ اور حسن اور عطاء کا، مالک نے فرمایا ابن مسیب کی حدیث میں جو ظہر سے ظہر تک ہے تو میرے خیال میں یہ طہر سے طہر تک ہوگا اور اس میں وہم داخل ہو گیا ہے۔ روایت کیا اسے مسور بن عبد الملک بن سعید بن عبد الرحمن بن یربوع نے اور اُس میں طہر سے طہر تک کہا جسے بدل کر لوگوں نے ظہر بنا دیا ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام: "من قال المستحاضة تغتسل من ظهر الى ظهر" رکھ کر اس کے تحت ایک ہی حدیث لائے، صحاح میں اس موازنے کی حدیث نہ مل سکی تاہم تشنگی دور کرنے کی غرض سے ہم نے دارمی کی روایت درج ذیل ذکر کر دی ہے۔

*۔۔۔قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم نے سعید بن مسیب سے مستحاضہ والی عورت کے غسل کرنے کے حوالے سے دریافت فرمایا کہ وہ کیسے غسل کرے، پس سعید بن مسیب نے جواب بھیجا: مستحاضہ نماز ظہر کے لئے غسل ایسے ہی کرے جیسے کہ گزشتہ غسل کیا تھا، پھر اگر خون کا غلبہ ہو تو لنگوٹ کس کر باندھ لے، اور ہر نماز کے لئے وضو کر کے نماز ادا کرے۔ (سنن دارمی، تغتسل من الظهر الى مثلها من الغدلصلوة، باب: من قال تغتسل من الظهر الى، الجزء:۱، ص ۶۱۴، الشاملة)

متعدد روایات میں "طہر" کے بجائے "ظہر" مذکور ہونے کی وجہ

خطابی لکھتے ہیں کسی بھی فقیہ نے ظہر کا لفظ نہ لکھا بلکہ طہر مراد لیا یعنی انقطاع حیض کا وقت، یعنی جب حیض منقطع ہو جائے تو عورت حالت طہر میں آجاتی ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ بعض خواتین کی عادت ہوتی تھی کہ وہ اپنی عادت اور وقت کو بھول جاتی تھیں مگر انہیں فقط یہ یاد رہتا تھا کہ ان کا خون ایام عادت میں ظہر کے وقت میں منقطع ہوا تھا، پس اسی مناسبت سے بعض روایات میں "ظہر" کا لفظ ذکر ہوا ہے۔ پس اسی مناسبت سے اُن عورتوں پر ظہر کے وقت میں غسل کرنا لازم ہوا کرتا تھا، اور اسی طرح ہر نماز کے مابین اور نماز ظہر کے مابین دوسرے دن کی

نماز ظہر تک، احتمال پیش کیا جاتا ہے کہ سعید بن مسیب نے کسی خاتون سے اس حوالے سے دریافت کیا، تو راوی نے یہ جواب نقل کیا، لیکن اس پر تفصیل منقول نہ ہو سکی۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب: من قال المستحاضۃ تغتسل، ج۱، ص ۳۹۲)

(۱۱۵) بَابُ مَنْ قَالَ تَغْتَسِلُ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً وَلَمْ يَقُلْ عِنْدَ الظُّهْرِ

جس نے کہا کہ مستحاضہ ہر روز غسل کرنا چاہیے اور ظہر کے وقت کا ذکر نہ کیا

(۳۰۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَعِيلَ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ مَعْقِلٍ الْخَثْعَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: الْمُسْتَحَاضَةُ إِذَا انْقَضَى حَيْضُهَا اغْتَسَلَتْ كُلَّ يَوْمٍ وَاتَّخَذَتْ صُوفَةً فِيهَا سَمْنٌ أَوْ زَيْتٌ۔

معقل خثعمی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مستحاضہ کا جب حیض بند ہو جائے تو وہ روزانہ غسل کیا کرے اور گھی یا روغن زیتون لگا کر کپڑا استعمال کیا کرے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "من قال تغتسل کل یوم مرۃ ولم یقل عند الظھر" اور اس موضوع پر ایک ہی روایت نقل فرمائی، صحاح میں اس موضوع پر روایت نہ مل سکی تاہم درج ذیل ہم نے باحوالہ روایت نقل کی ہے تاکہ موضوع میں تشنگی نہ رہے۔

*۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے مسئلہ دریافت کیا کہ یا امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ اُس عورت کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو نماز نہیں پڑھتی، فرمایا: "جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے؟، اُس نے کہا کہ مستحاضہ عورت کا کیا حکم ہے؟، فرمایا: حیض کے مقدار دنوں تک نماز نہ پڑھے، پس جب حیض منقطع ہو جائیں تو ہر روز غسل کر کے نماز ادا کرتی جائے، اور روئی پر روغن یا زیتون لگا کر استعمال کرے۔

(السنۃ لابی بکر بن خلال، باب مناکحۃ المرجئۃ، الجزء: ۴، ص ۱۴۹، الشاملۃ)

حدیث نمبر "۳۰۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن ابی اسماعیل: ان کا نام ابو اسماعیل راشد کوفی، انہوں نے شعبی، ابی الضحی مسلم بن صبیح، عبد الرحمن بن ہلال سے روایت نقل کی ہے۔ ان سے ثوری، یحیی قطان، عبد الواحد بن زیاد نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۱۴۲ھ میں ہوا۔ مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

(۱۱۶) بَابُ مَنْ قَالَ تَغْتَسِلُ بَيْنَ الْاَيَّامِ
جس نے کہا کہ مستحاضہ کو ایام حیض میں غسل کرنا چاہیے

(۳۰۳) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ فَقَالَ تَدَعُ الصَّلَاةَ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ فَتُصَلِّي ثُمَّ تَغْتَسِلُ فِي الْاَيَّامِ۔

محمد بن عثمان نے قاسم بن محمد سے مستحاضہ کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ وہ اپنے حیض کے دنوں کی نماز چھوڑ دے، پھر غسل کر کے نماز پڑھے، پھر ایام میں غسل کرے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "من قال تغتسل بین الایام" اور اس کے تحت فقط ایک ہی روایت لائے، صحاح میں اس موضوع پر دیگر کسی مقام پر روایت نہ مل سکی، تاہم موضوع کو مکمل کرنے کی غرض سے مصنف کی روایت درج ذیل ذکر کی جاتی ہے۔

*۔۔۔ محمد بن عثمان مخزومی کہتے ہیں کہ میں نے سالم اور قاسم سے مستحاضہ عورت کے بارے میں دریافت کیا تو دونوں میں سے کسی ایک نے جواب دیا: ایام قروء کا انتظار کرے، جب ایام قروء مکمل ہو جائیں تو غسل کر کے نماز ادا کرے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ایک نماز ظہر سے دوسری نماز ظہر تک ایک مرتبہ غسل کر کے نمازیں ادا کرتی رہے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، باب: المستحاضۃ کیف تصنع، الجزء: ۱، ص ۱۲۰، الشاملۃ)

حل لغات

ثم تغتسل فی الایام: یعنی ہر دن غسل کرے۔ فقلبھا الناس: یعنی لوگوں نے طہر کو ظہر کر دیا۔

حدیث نمبر "۳۰۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن عثمان: بن عبد الرحمن بن سعید بن یربوع قرشی مخزومی مدنی، انہوں نے قاسم بن محمد، سالم بن عبد اللہ، سعید بن مسیب، اپنے دادا عبد الرحمن سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے عبد العزیز بن محمد دراوردی، حاتم بن اسماعیل، صفوان بن عیسی نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

(۱۱۷) بَابُ مَنْ قَالَ تَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ
جس نے کہا کہ مستحاضہ ہر نماز کے لئے وضو کرے

(۳۰۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَبِي حُبَيْشٍ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَاِنَّهُ دَمٌ اَسْوَدُ يُعْرَفُ فَاِذَا كَانَ ذَالِكَ فَاَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ فَاِذَا كَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي قَالَ

ابُو دَاوُدَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَحَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ حِفْظًا فَقَالَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ فَاطِمَةَ قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَشُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اَبِي جَعْفَرٍ قَالَ الْعَلَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاَوْقَفَهُ شُعْبَةُ عَلٰى اَبِي جَعْفَرٍ تَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت ابو حُبیش رضی اللہ عنہا مستحاضہ تھیں تو ان سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب حیض کا خون آئے تو وہ خون دیکھنے میں سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، جب ایسا ہو تو ہر نماز سے رکی رہو، جب یہ ختم ہو جائے تو وضو کر کے نماز پڑھ لیا کرو"۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابن مثنی اور ابن ابو عدی نے جب ہم سے زبانی یہ حدیث بیان کی تو کہا کہ عروہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ روایت کی علاء بن مسیب اور شعبہ نے حکم کے واسطے سے ابو جعفر سے، علاء نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا اور شعبہ نے موقوفاً کہا کہ ہر نماز کے لئے وضو کرے۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب: "من قال توضا لکل صلوۃ" کے ذریعے ایک ہی روایت نقل فرمائی، صحاح میں ایک روایت اس موضوع پر درج ذیل مذکور ہے۔

*۔۔۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، انکو استحاضہ ہو گیا اور آپ کسی طرح پاک نہ ہوتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ حیض نہیں ہے یہ رحم کی ایک چوٹ اور زخم ہے آپ اپنے قرء کا شمار دیکھ لیجئے یعنی جتنے دن حیض آیا کرتا تھا ان میں نماز چھوڑ دیجئے پھر ہر نماز کے لیے غسل کر لیجئے۔

(سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب: ذکر الاقراء، رقم: ۲۰۹، ص ۶۱)

حل لغات

فاذا کان الآخر: یعنی کالے رنگ کے سوا کوئی رنگ ہو، اور اس میں کالے کے سوا سارے ہی رنگ شامل ہیں۔

(۱۱۸) بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الْوُضُوءَ اِلَّا عِنْدَ الْحَدَثِ
جس نے وضو کا ذکر نہیں کیا مگر بوقت حدث

(۳۰۵) حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا اَبُو بِشْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا اسْتُحِيضَتْ فَاَمَرَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ تَنْتَظِرَ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي فَاِنْ رَاَتْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ تَوَضَّأَتْ وَصَلَّتْ.

عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کی شکایت ہو گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم

دیا کہ اپنے حیض کے دنوں کا انتظار کریں پھر غسل کر کے نماز پڑھیں اگر پھر کوئی چیز دیکھیں تو وضو کریں اور نماز پڑھ لیا کریں۔

(۳۰۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ رَبِيعَةَ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى عَلَى الْمُسْتَحَاضَةِ وُضُوءًا عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ إِلَّا أَنْ يُصِيبَهَا حَدَثٌ غَيْرُ الدَّمِ فَتَوَضَّأُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ هٰذَا قَوْلُ مَالِكٍ يَعْنِي ابْنَ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ۔

لیث نے ربیعہ سے روایت کی ہے کہ وہ مستحاضہ پر ہر نماز کے لئے وضو کو ضروری شمار نہیں کرتے تھے سوائے اس کے کہ اُسے خون کے سوا کوئی دوسرا حدث ہو جائے تو وضو کرے، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "من لم یذکر الوضوء الا عند الحدث" اور اس کے تحت دو روایات ذکر فرمائیں، صحاح میں اس موضوع سے متعلق درج ذیل مقامات وتخاریج موجود ہیں۔

*۔۔۔ (سنن الترمذی، کتاب الطھارة ،باب:فی المستحاضة انها تجمع بین،رقم:۱۲۸،ص۵۲)،(سنن ابن ماجة،کتاب الطھارة ، باب:ماجاء فی المستحاضة،ما جاء فی البکر اذا،رقم:۶۲۷،۶۲۶،ص۱۲۱)

حل لغات

ایام اقراءھا: یعنی ایام حیض، پس جب ایام حیض گزر جائیں تو غسل کر کے نماز ادا کرے، پس اگر اس کے بعد بھی کچھ دیکھے تو وضو کر کے نماز ادا کرے۔ حدث غیر الدم: جیسے کہ خروج ریح، بول وبراز کی وجہ سے وضو جاتا رہنا

حدیث نمبر "۳۰۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبد الملک بن شعیب: بن لیث بن سعد مصری، ابوعبد اللہ فہمی، انہوں نے اپنے والد عبد اللہ بن وہب سے روایت نقل کی، ان سے ابو حاتم نے روایات نقل کی ہیں۔ صدوق راوی تھے۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی نے ان کی روایات نقل کی ہیں، انتقال ۲۴۸ھ میں ہوا۔

امام عینی کے نزدیک حدیث کے مشمولات

خطابی کہتے ہیں کہ حدیث میں اس بات کی نشاندہی نہیں پائی جاتی ہے کہ ربیعہ اس جانب گئے ہیں اور اس کی دلیل یہ قول: "فان رات شیئا من ذلك توضأت وصلت" ہے، عورت پر وضو کو واجب کرتا ہے جب تک کہ علت (خون) کے زوال اور انقطاع کا یقین نہ ہو جائے، اور جب ہمیشہ یونہی ہوتا ہے کہ علت کے انقطاع کے وقت کچھ نہیں دیکھتی تو پھر ربیعہ کا قول شاذ مراد لیا جائے اور اس پر عمل نہیں ہونا چاہیے اور یہ حدیث منقطع ہونی چاہیے اور عکرمہ نے ام حبیبہ بنت جحش سے سماع نہیں کیا، میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ خطابی کے کلام سے یہ بات ثابت

نہیں ہوتی کیونکہ "توضأت وصلت" عورت پر انقطاع کے بعد ایام عادت میں ہر وقت میں وضو کو واجب کرتا ہے چہ جائے کہ زوال علت کا یقین پایا جائے یا نہ پایا جائے اور "ربیعة شاذ" کہنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ربیعہ کا مذہب یہ ہے کہ عورت ہر نماز کے لئے اس وقت تک وضو کرنے کی پابند نہیں جب تک کہ اُسے حدث لاحق نہ ہو اور یہی مذہب امام اعظم اور ان کے اصحاب کا ہے اس لئے کہ امام اعظم کا موقف یہی ہے کہ جب تک عورت کچھ نہ دیکھے اُس وقت تک ہر نماز کا وضو اس پر لازم نہیں ہے، اور جب کچھ دیکھے تو ہر نماز کے وقت میں وضو کرے گی اور جب وقت گزر جائے گا تو وضو باطل ہو جائے گا۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة ، باب: فیمن لم یذکر الوضوء الا عند الحدث، ج۱، ص۳۹۵)

(۱۱۹) بَابٌ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ
اس عورت کا بیان جو طہر کے بعد بھی زردی اور گندگی دیکھے

(۳۰۷) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أُمِّ الْهُذَيْلِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا وَكَانَتْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَتْ كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ شَيْئاً۔

ام ہذیل نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی، انہوں نے فرمایا کہ طہر کے بعد ہم گندگی اور زردی کو کوئی اہمیت نہیں دیا کرتے تھے۔

(۳۰۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا بِمِثْلِهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ أُمُّ الْهُذَيْلِ هِيَ حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ كَانَ ابْنُهَا اسْمُهُ هُذَيْلٌ وَاسْمُ زَوْجِهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔

محمد بن سیرین نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت کی ہے، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ام ہذیل وہی حفصہ بنت سیرین ہیں، ان کے صاحبزادے کا نام ہذیل اور خاوند کا نام عبدالرحمن تھا۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "فی المراۃ تری الکدرۃ والصفرۃ بعد الطهر" اور اس کے تحت دو احادیث لائے، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل مقامات پر روایات موجود ہیں۔

*۔۔۔ (صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب: الصفرۃ والکدرۃ فی غیر الایام، رقم: ۳۲۶، ص۵۷)

*۔۔۔ (سنن النسائی، کتاب الحیض، باب: الصفرۃ والکدرۃ، رقم: ۳۶۵، ص۹۶)

حدیث نمبر "۳۰۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ ام ھذیل: حفصہ بنت سیرین انصاریہ بصریہ، انہوں نے انس بن مالک، ام عطیہ انصاریہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ایوب سختیانی، عاصم احول، ہشام بن حسان، خالد الحذاء نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

(۲)۔۔۔ ام عطیہ: ان کا نام نسیبہ تھا، نسیبہ بنت کعب، یا بنت حارث انصاریہ، انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چالیس

احادیث روایت کی ہیں۔ جس میں فقط چھ پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہو سکا جب کہ ایک ایک حدیث پر دونوں منفرد ہیں۔ ان سے ابن سیرین، ان کی بہن حفصہ نے روایات نقل کی ہیں۔

طہر کے بعد گندگی اور زردی کے بارے اختلاف ائمہ

لوگوں کا اختلاف ہے اس بارے میں کہ طہر کے بعد گندگی اور زردی کی کیا اہمیت ہے؟، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ حیض نہیں ہے، اور عورت کے لئے نماز ترک کرنا جائز نہیں، اُسے چاہیے کہ وہ وضو کر کے نماز ادا کرے اور یہی قول سفیان ثوری اور اوزاعی کا ہے۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب عورت یہ کچھ دیکھے تو غسل کر کے نماز ادا کرے اور یہی قول امام احمد بن حنبل کا ہے اور امام ابو حنیفہ سے منقول ہے جب عورت حیض کے بعد یا خون منقطع ہو جانے کے بعد یہ کچھ دیکھے تو اگر ایک دن یا دو دن ایسا ہوا ہے اور دس دن سے تجاوز نہیں کیا تو یہ حیض ہی میں شمار ہو گا اور عورت اُس وقت تک پاک نہ ہو گی جب تک کہ خالص سفید مادہ نہ دیکھ لے۔ اور شوافع کو اس بارے میں اختلاف ہے پس ان کا مشہور ترین مذہب یہ ہے کہ جب گندگی اور زردی دیکھے جب کہ عادتاً خون منقطع ہو چکا ہو اور پندرہ دن سے زائد تجاوز نہ کئے ہوں تو یہ حیض ہی شمار ہو گا، جب کہ بعض نے کہا ہے کہ جب یہ کچھ ایام عادت میں دیکھے تو حیض ہو گا اور اس کے تجاوز کرنے کا اعتبار نہ ہو گا۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة ، باب: المراة تری الكدرة والصفرة، ج ١، ص ٣٩٦)

(١٢٠) بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ يَغْشَاهَا زَوْجُهَا
مستحاضہ عورت سے اس کے شوہر کا جماع کرنا

(٣٠٩) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: كَانَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ رضی اللہ عنہا تُسْتَحَاضُ فَكَانَ زَوْجُهَا يَغْشَاهَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ مُعَلَّى ثِقَةٌ وَكَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا يَرْوِي عَنْهُ لِأَنَّهُ كَانَ يَنْظُرُ فِي الرَّأْيِ.

شیبانی سے روایت ہے کہ عکرمہ نے فرمایا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ تھیں، لیکن ان کا خاوند ان سے صحبت کرتا تھا، امام ابو داؤد نے فرمایا کہ یحیی بن معین نے معلی کو ثقہ کہا ہے اور امام احمد بن حنبل اس سے روایت نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ عقلیات کی جانب مائل تھے۔

(٣١٠) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَهْمِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا كَانَتْ مُسْتَحَاضَةً وَكَانَ زَوْجُهَا يُجَامِعُهَا.

عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا مستحاضہ تھیں اور ان کا خاوند اُن سے جماع کیا کرتا تھا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابو داؤد نے باب کا نام رکھا: "المستحاضة يغشاها زوجها" اور اس کے تحت دو احادیث لائے، ابو داؤد کی

روایات میں اس موضوع پر ماقبل باب :"من روى ان الحيضة اذا ادبرت لا تدع الصلوة" کے تحت موجود ہیں، درج ذیل صحاح کے علاوہ مقام سے روایت نقل کی جاتی ہے۔

*۔۔۔عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کا مرض لاحق تھا اور اس حال میں ان کے شوہر قربت کیا کرتے تھے۔

(سنن الكبرى للبيهقى، باب: صلوة المستحاضة واعتكافها على، الجزء: ۱ ص ۴۸۷، الشاملة)

حل لغات

كان زوجها يغشاها: یعنی جماع کرنا مراد ہے۔

حدیث نمبر "۳۰۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ معلی بن منصور: ابو یعلی رازی، بغداد کے رہنے والے تھے، انہوں نے مالک بن انس، لیث بن سعد، حماد بن زید، ابن عیینہ، ابو یوسف قاضی سے روایات نقل کی ہیں۔ جب کہ ان سے زہیر بن حرب، ابو قدامہ سرخسی، ابو ثور، بخاری نے جامع کے علاوہ میں نقل احادیث کی ہیں۔ ابن معین کے مطابق ثقہ راوی تھے جب کہ ابن سعد کے نزدیک صدوق تھے۔ ان کا انتقال ۲۱۱ھ میں ہوا، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ (۲)۔۔۔ علی بن مسہر: ابوالحسن کوفی قرشی، موصل کے قاضی تھے۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد، ابو اسحاق شیبانی، بشیر، ابن جریج، اعمش سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے حسن بن ربیع، بشیر بن آدم، زکریا بن عدی نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ وصدوق راوی تھے۔ ۱۸۹ھ میں انتقال ہوا۔

حدیث نمبر "۳۱۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ احمد بن ابی سریج: مراد احمد بن صباح نہشلی ابو جعفر دارمی راوی ہیں، انہوں نے اسماعیل بن علیہ، وکیع، مروان بن معاویہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابوزرعہ، ابو حاتم، بخاری، ابوداؤد، نسائی نے روایات نقل کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ عبداللہ بن جہم: ابو عبدالرحمن رازی، انہوں نے عمرو بن ابی قیس، زکریا بن ملازم، عکرمہ بن ابراہیم سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے احمد بن ابی سریج، یوسف بن موسی، نوح بن انس نے روایات نقل کی ہیں۔ (۳)۔۔۔ عمرو بن ابی قیس: رازی کوفی، انہوں نے عاصم بن بہدلہ، سماک بن حرب، محمد بن منکدر، ایوب سختیانی سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے اسحاق بن سلیمان، محمد بن سعید، سندی بن عبدون سے روایات نقل کی ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔

مستحاضہ سے جماع جائز ہونا

جاننا چاہیے کہ مستحاضہ طاہر عورت کے حکم میں شمار کی جاتی ہے اور اس کے شوہر کے لئے خون جاری ہونے کی حالت میں جماع کرنا جائز ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اور یہ قول ابن عباس، ابن مسیب، حسن بصری، عطاء، سعید بن جبیر،

قتادہ، حماد بن ابی سلیمان، بکر بن عبد اللہ مزنی، اوزاعی، ثوری، ابو ثور، مالک و شافعی رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک شوہر مستحاضہ سے قربت نہیں کر سکتا اور یہی قول نخعی، حکم، کرھہ بن سیرین کا ہے۔ امام احمد کا قول یہ ہے کہ طویل وقت اسی طرح گزر جانے کی صورت میں قربت کر سکتا ہے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ مگر جب کہ اُسے نامرد ہو جانے کا خوف ہو۔ جمہور نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے اور اس حدیث کی سند حسن ہے ،اسے بیہقی و غیر ہانے روایت کیا ہے۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب: المستحاضة يغشاها زوجها، ج۱، ص۳۹۸)

(۱۲۱) بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَقْتِ النُّفَسَاءِ
نفاس کے وقت کے بارے میں بیان

(۳۱۱) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ اَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِيْ سَهْلٍ عَنْ مُسَّةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَتِ النُّفَسَاءُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَقْعُدُ بَعْدَ نِفَاسِهَا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَكُنَّا نَطْلِيْ عَلٰى وُجُوْهِنَا الْوَرْسَ تَعْنِيْ مِنَ الْكَلَفِ.

مُسہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ کے مبارک زمانے میں نفاس والی عورتیں اپنے نفاس کے بعد چالیس رات دن بیٹھا کرتی تھیں اور ہم خشکی کا اثر دور کرنے کے لئے اپنے چہروں پر ورس ملا کرتے تھے۔

(۳۱۲) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ يَعْنِيْ حِبِّيْ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي الْاَزْدِيَّةُ يَعْنِيْ مُسَّةَ قَالَتْ: حَجَجْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ يَاْمُرُ النِّسَاءَ يَقْضِيْنَ صَلَاةَ الْمَحِيْضِ فَقَالَتْ لَا يَقْضِيْنَ كَانَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقْعُدُ فِي النِّفَاسِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً لَا يَاْمُرُهَا النَّبِيُّ ﷺ بِقَضَاءِ صَلَاةِ النِّفَاسِ قَالَ مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ حَاتِمٍ: وَاسْمُهَا مُسَّةُ تُكْنٰى اُمَّ بُسَّةَ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: كَثِيْرُ بْنُ زِيَادٍ كُنْيَتُهٗ اَبُوْ سَهْلٍ.

مُسہ کا بیان ہے کہ میں نے حج کیا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ اے ام المومنین! سمرہ بن جندب عورتوں کو حیض کے دنوں کی نمازوں کے قضا پڑھنے کا حکم دیتے ہیں، فرمایا کہ اُن پر قضا نہیں ہے۔ خود نبی پاک ﷺ کی ازواج مطہرات سے نفاس کے باعث چالیس دن رات بیٹھی رہتیں اور نبی کریم ﷺ انہیں نفاس کی نمازیں قضا پڑھنے کا حکم نہ فرماتے، محمد بن حاتم نے کہا کہ اس کا نام مُسہ اور کنیت ام بُسہ ہے، امام ابو داؤد نے فرمایا کہ کثیر بن زیاد کی کنیت ابو سہل ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "ما جاء فی وقت النفساء" اور اس کے تحت دو احادیث لائے، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل روایات موجود ہیں۔

*۔۔۔ (صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب: من سمی النفاس حیضا، رقم: ۲۹۸، ص ۵۲)

*۔۔۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور اقدس میں نفاس والی عورتیں (جن کے ہاں بچہ پیدا ہوتا) چالیس دن انتظار کرتی تھیں۔

(سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب: ما جاء فی کم تمکث النفساء، رقم: ۱۳۹، ص ۵۶)

*۔۔۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نفاس والی عورتیں چالیس دن تک بیٹھا کرتی تھیں اور ہم اپنے چہروں پر ورس ملا کرتی تھیں۔

(سنن ابن ماجة، کتاب الطهارة، باب: النفساء کم تجلس، رقم: ۶۴۸، ص ۱۲۵)

حل لغات

علی عهد رسول الله: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانے یا ایام زندگی میں۔

بعد نفاسها: یعنی بچے کی ولادت کے بعد۔ وکنا نطلی: کسی چیز کو تیل وغیرہ میں ملا کر لگانا۔

من الکلف: سیاہ اور سرخ رنگ کا ملا جلا آمیزہ جو چہرے پر لگایا جاتا تھا۔ وَرْس: زرد رنگ کا پتہ، یا گھاس وغیرہ۔

حدیث نمبر "۳۱۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ احمد بن یونس: بن زہیر ضبی، زہیر بن مغاویہ و علی بن الاعلی الاحول ابو الحسن کوفی ثعلبی، انہوں نے اپنے والد، ابو سہیل، حکم بن عتیبہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے شجاع بن ولید، زہیر بن معاویہ، عمرہ بن ابی قیس نے روایات نقل کی ہیں۔ بخاری کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۲)۔۔۔ ابو سہیل: کثیر بن زیاد برسانی الازدی، بصری، انہوں نے حسن بصری، ابو سمیہ، مسہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے غالب بن سلیمان، حماد بن زید، عمر بن رماح نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ابوداؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۳)۔۔۔ مسہ ازدیہ: ام بسہ، انہوں نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے کثیر بن زیاد نے روایات نقل کی ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۳۱۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ حسن بن یحیی: رزی، انہوں نے عبد اللہ بن عبد الرحمن، محمد بن حاتم جرجرائی، محمد بن بلال سے روایت کی ہے جب کہ ان سے ابوداؤد، حجاج بن شاعر، احمد بن عمرو بزار نے روایات نقل کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ محمد بن حاتم: بن

یونس جرجرائی، انہوں نے عبد اللہ بن مبارک سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ابوداؤد، جعفر بن محمد قطان نے روایات نقل کی ہیں۔ان کا انتقال سن ۲۲۵ھ میں ہوا۔(۳)۔۔۔یونس بن نافع خراسانی: ابو غانم، انہوں نے عمرو بن دینار، ابو سہل کثیر بن زیاد سے روایات نقل کی ہیں، جب ان سے ابن مبارک، یحیی بن واضح، معاذ بن اسد، عتبہ بن عبد اللہ مروزی نے روایات نقل کی ہیں۔ابوداؤد، نسائی نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

نفاس کی مدت کے بارے میں نماز سے رکے رہنے میں اہل علم کے فرمودات:

علامہ عینی لکھتے ہیں: اس حوالے سے کئی نصوص وارد ہیں، جن میں بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی مروی ہے: "سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک حیات کے دور میں نفاس والی عورتیں چالیس دن تک (نماز) سے رکی رہتی تھیں"۔

حاکم نے اس حدیث کی سند صحیح مانی ہے، ترمذی کہتے ہیں کہ میں سوائے سہیل، مسہ ازدیہ، ام سلمہ کی سند کے کوئی حدیث اس موضوع کی نہیں پہچانتا، ترمذی کی سند کو بیہقی اور خطابی نے صحیح کہا ہے۔الازدی کہتے ہیں کہ مسہ ازدیہ کی سند حسن ہے۔دار القطنی میں ہے کہ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرمایا، عورت جب بچہ پیدا کرے تو کتنے دن تک نماز سے رکی رہے؟ تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا: "چالیس دن، مگر جب کہ وہ جلد طہر میں آجائے یعنی کہ کسی کا خون اس سے پہلے بند ہو جائے"۔ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں عورتوں کا نفاس چالیس دن کا ہوا کرتا تھا۔اہل علم صحابہ وتابعین کا اس بارے میں اجماع ہے کہ نفاس والی عورت چالیس دن تک نماز سے رکی رہے مگر اس سے پہلے حالت طہر میں پہنچ جائے تو پاک ہو کر نمازیں شروع کردے اور اگر چالیس دن کے بعد بھی خون دیکھے تو اکثر اہل علم کے نزدیک یہی ہے کہ چالیس دن کے بعد نماز ضائع نہ کرے اور یہی قول اکثر فقہائے کرام کا ہے اور حسن سے مروی ہے کہ پچاس دن تک نماز سے رکی رہے اور عطاء نے ساٹھ دن تک نماز سے رکی رہنے کا قول نقل کیا ہے۔

(عمدة القاری، کتاب الحیض، باب: من سمی النفاس حیضا، تحت رقم: ۲۹۸، ج ۳، ص ۱۰۸ وغیرہ)

نفاس کیا ہے، نفاس والی عورت کے احکامات کے بارے میں ائمہ میں اختلاف

(۱) مالکیہ کے نزدیک: بچے کی ولادت ہونے کے ساتھ ہی یا بعد ولادت جو خون نکلتا ہے اُسے نفاس کہتے ہیں، چہ جائے کہ پہلے بچے کی ولادت ہوتے وقت میں یا بعد میں نکلے یا دوسرے بچے کی ولادت کے وقت میں یا ایسا نہ ہو، اور جو خون ولادت سے پہلے نکلتا ہے وہ انکے نزدیک نفاس نہیں بلکہ حیض میں شمار ہوتا ہے۔ان کے نزدیک نفاس کی اکثر مدت ساٹھ دن ہیں۔

(۲) حنابلہ کے نزدیک: ولادت سے دو یا تین دن پہلے جو خون آتا ہے جو کہ دردزہ کے دور میں ہوا کرتا ہے اور، عین ولادت کے وقت میں نکلنے والا خون نفاس کہا جاتا ہے۔ان کے نزدیک نفاس کی اقل مدت کی کوئی حد متعین نہیں ہے جب کہ اکثر مدت چالیس دن کی ہے۔

(۳) شافعیہ کے نزدیک: جب رحم مادر بچے کی ولادت سے فارغ ہو جاتا ہے تو جو خون نکلتا ہے اُسے نفاس کہتے ہیں ، اگرچہ تمام خون ایک ہی وقت میں نکل جائے پس اگر بعض یا اکثر ولادت کے وقت میں نکلے تو وہ نفاس نہیں ہو گا ، پس اگر ولادت کے بعد خون نکلے تو پندرہ دن یا اس سے کچھ زائد تک نفاس شمار ہو گا ورنہ حیض کہلائے گا۔ اور جو خون دردِ زہ کے وقت میں نکلتا ہے شوافع کے نزدیک نفاس نہیں کہلاتا بلکہ حیض کہلاتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک حاملہ خاتون کو حیض آسکتا ہے اور اگر حیض بھی نہ ہو تو وہ فاسد خون کہلائے گا۔ شوافع کے نزدیک نفاس کی اکثر مدت ساٹھ دن جب کہ غالب قول چالیس دن کا ہے۔

(۴) احناف کے نزدیک: ولادت کے وقت جب کہ بچہ اکثر باہر آچکا ہو نکلنے والا خون نفاس کہلاتا ہے جیسا کہ وہ خون جو ولادت کے بعد نکلتا ہے۔ پس جو خون بچے کے نکلنے کے ابتدائی وقت میں یا پہلے ہی جب کہ بچہ بہت کم باہر نکلا ہو فاسد خون کہلاتا ہے اور اُسے نفاس نہیں کہتے۔ نِفاس میں کمی کی جانب کوئی مدت مقرر نہیں، نصف سے زِیادہ بچہ نکلنے کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو وہ نِفاس ہے اور زِیادہ سے زِیادہ اس کا زمانہ چالیس دن رات ہے اور نِفاس کی مدت کا شمار اس وقت سے ہو گا کہ آدھے سے زِیادہ بچہ نکل آیا اور اس بیان میں جہاں بچہ ہونے کا لفظ آئے گا اس کا مطلب آدھے سے زِیادہ باہر آجانا ہے۔ (كتاب الفقة، كتاب الطهارة، باب: مبحث النفاس، ج۱، ص۱۲۱ وغیرہ)

(۱۲۲) بَابُ الْاِغْتِسَالِ مِنَ الْحَيْضِ
حیض کا خون دھونا

(۳۱۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُحَيْمٍ عَنْ أُمَيَّةَ بِنْتِ أَبِي الصَّلْتِ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي غِفَارٍ قَدْ سَمَّاهَا لِي قَالَتْ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى حَقِيبَةِ رَحْلِهِ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ لَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الصُّبْحِ فَأَنَاخَ وَنَزَلْتُ عَنْ حَقِيبَةِ رَحْلِهِ فَإِذَا بِهَا دَمٌ مِنِّي فَكَانَتْ أَوَّلَ حَيْضَةٍ حِضْتُهَا قَالَتْ فَتَقَبَّضْتُ إِلَى النَّاقَةِ وَاسْتَحْيَيْتُ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا بِي وَرَأَى الدَّمَ قَالَ مَا لَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَأَصْلِحِي مِنْ نَفْسِكِ ثُمَّ خُذِي إِنَاءً مِنْ مَاءٍ فَاطْرَحِي فِيهِ مِلْحًا ثُمَّ اغْسِلِي مَا أَصَابَ الْحَقِيبَةَ مِنَ الدَّمِ ثُمَّ عُودِي لِمَرْكَبِكِ قَالَتْ: فَلَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ رَضَخَ لَنَا مِنَ الْفَيْءِ قَالَتْ: وَكَانَتْ لَا تَطَّهَّرُ مِنْ حَيْضَةٍ إِلَّا جَعَلَتْ فِي طَهُورِهَا مِلْحًا وَأَوْصَتْ بِهِ أَنْ يُجْعَلَ فِي غُسْلِهَا حِينَ مَاتَتْ.

سلیمان بن سحیم نے اُمیہ بنت ابو صلت سے روایت کی ہے کہ بنی غفار کی ایک عورت نے فرمایا جس نے مجھے اپنا نام بتایا تھا کہ سید عالم ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا، اس نے کہا کہ خدا کی قسم صبح کے وقت جب سید عالم ﷺ اترے اور اپنا اونٹ بٹھایا تو میں آپ ﷺ کے کجاوے سے اتر گئی، دیکھا تو وہاں میرا خون لگا ہوا تھا اور یہ میرا پہلا حیض تھا۔ میں اونٹنی سے لگ گئی اور حیا محسوس کرنے لگی۔ جب سید عالم ﷺ نے مجھے اور خون کو دیکھا تو فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا؟ شاید تمہیں حیض آگیا؟ میں عرض گزار ہوئی کہ ہاں!، فرمایا اپنے آپ کو درست کر لو، پھر

ایک برتن میں پانی لیکر نمک ڈال لو۔ پھر اس کے ساتھ کجاوے میں لگے خون کو صاف کرلو، پھر دوبارہ اپنی جگہ سوار ہوجاؤ، ان کا بیان ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیٔ کے مال سے ہمیں بھی مرحمت فرمایا اور وہ اپنے حیض سے کبھی پاک نہ ہوتیں مگر غسل کے پانی میں نمک ڈالتیں اور بوقت وفات اپنے غسل کے پانی میں اسے ڈالنے کی وصیت کی۔

(۳۱۴) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ اَخْبَرَنَا سَلَّامُ بْنُ سُلَیْمٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ صَفِیَّةَ بِنْتِ شَیْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ دَخَلَتْ اَسْمَاءُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَیْفَ تَغْتَسِلُ اِحْدَانَا اِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْمَحِیْضِ؟ قَالَ: تَاْخُذُ سِدْرَهَا وَمَاءَهَا فَتَوَضَّاُ ثُمَّ تَغْسِلُ رَاْسَهَا وَتَدْلُکُهٗ حَتّٰی یَبْلُغَ الْمَاءُ اُصُوْلَ شَعْرِهَا ثُمَّ تُفِیْضُ عَلٰی جَسَدِهَا ثُمَّ تَاْخُذُ فِرْصَتَهَا فَتَطَّهَّرُ بِهَا قَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَیْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَتْ: عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَعَرَفْتُ الَّذِیْ یَکْنِیْ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقُلْتُ لَهَا: تَتَبَّعِیْنَ بِهَا آثَارَ الدَّمِ۔

صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت اسماء بنت شکل انصاریہ رضی اللہ عنہا حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم میں سے کوئی حیض سے پاک ہو کر کس طرح غسل کرے؟ فرمایا کہ بیری کے پتوں والا پانی لیکر وضو کرے۔ پھر اپنا سر دھوئے اور ملے، یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر پانی اپنے جسم پر ڈالے پھر تھوڑی سی روئی، اون یا کپڑا لے کر اُس کے ساتھ صفائی کرنا، عرض گزار ہوئیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اُس کے ساتھ کیسے صفائی کروں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اِن کنایہ کو سمجھ گئی تھی تو میں نے اُن سے کہا کہ مراد خون کے نشانات کو صاف کرنا ہے۔

(۳۱۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ صَفِیَّةَ بِنْتِ شَیْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا ذَکَرَتْ نِسَاءَ الْاَنْصَارِ فَاَثْنَتْ عَلَیْهِنَّ وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوْفًا وَقَالَتْ دَخَلَتِ امْرَاَةٌ مِنْهُنَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَذَکَرَ مَعْنَاهُ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ فِرْصَةً مُمَسَّکَةً قَالَ مُسَدَّدٌ: کَانَ اَبُوْ عَوَانَةَ یَقُوْلُ: فِرْصَةً وَکَانَ اَبُو الْاَحْوَصِ یَقُوْلُ: قَرْصَةً۔

صفیہ بنت شیبہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے انصار کی عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے اُن کی تعریف کی اور فرمایا اُن کا احسان ہے کہ ان میں سے ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی ۔پھر معنا باقی حدیث بیان کی مگر اس میں فرمایا کہ کپڑا وغیرہ مشک لگا ہوا، مسدد کا قول ہے کہ ابوعوانہ اسے فرصہ کہتے اور ابوالاحوص قُرصہ یعنی چھوٹا ٹکڑا کہتے۔

(۳۱۶) حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِیُّ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ یَعْنِی ابْنَ مُهَاجِرٍ عَنْ صَفِیَّةَ بِنْتِ شَیْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ اَسْمَاءَ سَاَلَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِمَعْنَاهُ قَالَ: فِرْصَةً مُمَسَّکَةً قَالَتْ: کَیْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِیْ بِهَا وَاسْتَتِرِیْ بِثَوْبٍ وَزَادَ وَسَاَلَتْهُ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

فَقَالَ: تَأْخُذِيْنَ مَائَكِ فَتَطَهَّرِيْنَ أَحْسَنَ الطُّهُوْرِ وَأَبْلَغَهُ ثُمَّ تَصُبِّيْنَ عَلٰى رَأْسِكِ الْمَاءَ ثُمَّ تَدْلُكِيْنَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَأْسِكِ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَاءَ قَالَ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَسْأَلْنَ عَنِ الدِّيْنِ وَأَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِيْهِ۔

صفیہ بنت شیبہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا پھر پہلی حدیث کی طرح معنا بیان کرتے ہوئے کہ مشک لگا ہوا پھایہ، عرض گزار ہوئیں کہ میں اُس کے ساتھ کیسے صفائی کروں؟ فرمایا سبحان اللہ اُسی کے ساتھ صفائی کیا کرو اور اپنا رخ انور کپڑے سے چھپالیا۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اُنہوں نے آپ سے غسل جنابت کے متعلق پوچھا، فرمایا کہ پانی لے کر خوب اچھی طرح خود کو پاک کرو اور مبالغہ کرو۔ پھر اپنے سر پر پانی ڈال کر ملو، یہاں تک کہ بالوں کی جڑوں میں پہنچ جائے، پھر اپنے سارے جسم پر پانی ڈالو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ انصار کی عورتیں بہت بہترین ہیں کہ دینی مسائل پوچھنے اور انہیں سمجھنے کے راستے میں حیا اُنہیں نہیں روکتی۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "الاغتسال من المحیض" اور اس کے تحت چار احادیث لائے جس میں حائضہ عورتوں کو غسل کا طریقہ تعلیم کیا گیا ہے۔ صحاح میں اس موضوع کی مناسبت سے درج ذیل احادیث وتخاریج موجود ہیں۔

*۔۔۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غسل حیض کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے غسل کا طریقہ بتایا، فرمایا: "مشک آلود پھایا لے کر اس کے ساتھ جسم کو پاک کرو"، عرض گزار ہوئی اس کے ساتھ کیسے پاکی حاصل کروں؟ فرمایا: "اس سے پاک کرو"، عرض گزار ہوئی کس طرح؟ فرمایا: "سبحان اللہ پاکی حاصل کرو" میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اس کے ساتھ خون کی جگہ صاف کرو۔ (صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب: دلک المراۃ نفسھا اذا تطھرت، غسل المحیض، رقم: ۳۱۵، ۳۱۴، ص ۵۵، ۵۴)، (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: استحباب استعمال المغتسلۃ، رقم: (۶۳۵)/۳۳۲، ص ۱۷۱)، (سنن النسائی، باب: ذکر العمل فی الغسل، رقم: ۴۲۴، ص ۱۰۸)

*۔۔۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غسل حیض کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا: "تم پانی اور بیری لو اور اس سے خوب اچھی طرح صفائی کرو، پھر اپنے سر پر پانی ڈالو، اور خوب اچھی طرح ملو، حتی کہ جڑوں تک پانی پہنچ جائے، پھر ایک مشک کا ٹکڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرو"، اسماء نے کہا اس سے کیسے پاکی حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا: "سبحان اللہ اس سے پاکی حاصل کرو"، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اسے چھپالو اور خون کی جگہ رکھ لو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آپ سے غسل جنابت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: "پانی لے کر اس سے خوب اچھی طرح صفائی کرو پھر سر پر ڈال کر سر کو ملو حتی کہ بالوں

کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سب سے اچھی عورتیں انصار کی عورتیں ہیں وہ دین کو سمجھنے میں جھجکتی نہیں تھیں۔

(سنن ابن ماجة، کتاب الطهارة ، باب: فی الحائض کیف تغتسل ، رقم: ۶۴۲، ص ۱۲۴)

حل لغات

علی حقیبة رحله: یعنی اونٹ پر باندھنے والا کجاوہ جس میں سامان وغیرہ رکھتے ہیں۔ اور حقیبة کی جمع حقائب ہے جیسے سفینة وسفائن ہے۔ فتقبضت الی الناقة: یعنی حیا کے باعث اونٹنی سے چمٹ جانا۔

فاطرحی فیه ملحا: کہا جاتا ہے کہ مراد کھانے والا نمک ہے، نمک کے استعمال کا حکم اس لئے دیا کیونکہ صفائی ستھرائی میں مبالغہ کرنا مقصود تھا۔

فلما فتح رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر: ہجرت کے ساتویں سال ماہِ صفر المظفر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کو فتح کیا، اور اس کا نام خیبر اس لئے رکھا کہ عمالیق کا ایک شخص اس میں شریک ہوا تھا، مراد اس سے "خیبر بن قانیة بن مہاسل" ہے، خیبر اور مدینہ کے مابین آٹھ برد (ایک پیمانہ کا نام ہے) کا فاصلہ ہے۔ الفیء: مال غنیمت۔

رضخ لنا من الفیء: قلیل عطیہ مراد ہے۔ ثم تأخذ فرصتها: مراد اون یا روئی کا ٹکڑا ہے۔

فرصة ممسكة: یعنی مشک یا کسی اور خوشبو سے بھرے اون یا روئی سے صفائی کی جائے تاکہ خون کی بُو جاتی رہے۔ جب کہ بعض نے الممسكة کو الامساك کے معنی میں لیا ہے نہ کہ الطیب کے معنی میں، یعنی خون کو اپنے ہاتھ سے روک کر صفائی اختیار کرنا مراد ہے۔

کان ابو عوانة یقول قرصة: یعنی آسانی سے کسی چیز کو انگلی کے دو پوروں سے صفائی اختیار کرنا جیسا کہ اون یا روئی سے کیا جاتا ہے۔ وکان ابو الاحوص یقول قرضة: یعنی چھوٹے کپڑے، اور یہی قول ابن قتیبہ نے بھی کیا ہے۔

سبحان اللہ: اہل عرب یہ جملے تعجب کے وقت میں بولتے ہیں۔

فتطهرین احسن الطهور: مراد کامل وضو کرنا ہے۔ حتی یبلغ شؤن رأسك: یعنی سر کے بالوں کی جڑیں۔

حدیث نمبر "۳۱۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن عمر بن بکر: بن سالم، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ بکر بن مالک بن حباب طلاس عدوی عدی تیم رازی تمیمی، انہوں نے جریر بن عبد الحمید، عبد الرحمن بن مغراء دوسی، جابر بن اسماعیل، سلمہ بن فضل سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے بخاری، مسلم، ابوزرعہ، ابو حاتم، ابوداؤد، ترمذی نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۲۰۴ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ سلمہ بن فضل: ابو عبد اللہ ابرش ازرق رازی، قاضی ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایمن بن نابل، محمد بن اسحق، اسحاق بن راشد سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے یوسف بن موسی، قطان، یحیی بن معین، محمد بن عیسی دامغانی نے روایات بیان کی ہیں۔ (۳)۔۔۔ سلیمان بن سحیم: ابو ایوب مدنی خزاعی، بنی کعب بن خزاعہ کے مولی

تھے۔ انہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن عباس، طلحہ بن عبیداللہ بن کریز سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ابن جریج، محمد بن اسحق، ابن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ابی جعفر منصور کی خلافت کے دور میں انتقال کیا۔ ثقہ راوی تھے۔ (۴)۔۔۔امیہ بنت ابی صلت: صحیح یہ ہے کہ امیہ کے بجائے امنہ ہے، سلیمان بن سحیم مذکورہ بالا کی والدہ ماجدہ ہیں۔

حدیث نمبر "۳۱۲" کے رجال

(۱)۔۔۔سلام بن سلیم: ابواحوص کوفی حنفی جشمی، ان کی کنیت ابواحوص ہے۔ (۲)۔۔۔ابراہیم بن مہاجر: بن جابر بجلی ابواسحاق کوفی، انہوں نے طارق بن شہاب، مجاہد بن جبر، ابراہیم نخعی، صفیہ بنت شیبہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ثوری، شعبہ، شریک، اعمش، سلام بن سلیم نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۳۱۳" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔عورت کا اپنے شوہر کے پیچھے سواری پر سوار ہونا جائز ہے۔

(۲)۔۔۔کپڑے دھونے کے لئے نمک کا استعمال کرنا جائز ہے، تاکہ خون کے اثر سے کپڑے کو صاف کر لیا جائے اسی طرح دیگر کھانے کی چیزوں سے بھی یہاں تک کہ شہد سے بھی کپڑے دھونا جائز ہے۔

*۔۔۔مصنف میں ابراہیم سے منقول ہے کہ: "آدمی پر اپنے ہاتھوں کو باریک آٹے اور ستو سے دھونے میں کوئی حرج نہیں"۔

(۳)۔۔۔مال غنیمت سے عورتوں کو ملنے کا جواز بھی ثابت ہوا۔

حدیث نمبر "۳۱۴" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔نظافت کے لئے بیری کے پتے کا استعمال کرنا مستحب ہے۔

(۲)۔۔۔سر پر پانی ڈال کر ملنا تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔

(۳)۔۔۔کسی کپڑے میں خوشبو مثلاً مشک وغیرہ لگا کر صفائی اختیار کرنا تاکہ خون کی بو جاتی رہے۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب: الاغتسال من المحیض، ج ۱، ص ۴۰۴ وغیرہ)

حیض ونفاس والی عورت کی طہارت کے حوالے سے علامہ عینی کی گزارشات

حیض ونفاس والی عورت کے لئے اس کے بدن میں جہاں کہیں خون لگ جائے اُن مواضع کو خوشبو لگانا مستحب ہے۔ محاملی کہتے ہیں تاکہ مشک کی خوشبو سے خون کی بُو زائل ہو جائے، اسی طرح خوشبو کے استعمال کے وقت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، پس بعض کے نزدیک غسل اختیار کرنے کے بعد خوشبو لگا لے، جب کہ بعض کے نزدیک غسل اختیار کرنے سے پہلے خوشبو لگانے کا قول ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ کسی دینی معاملے میں سوال کرنے میں عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کے لئے اپنے فرج کو اون وغیرہ کسی کپڑے سے صاف کرنا

مستحب ہے تاکہ خون کا اثر وغیرہ ختم ہو جائے اور اسی طرح کپڑے وغیرہ پر خوشبو لگا کر فرج داخل کو غسل اختیار کرنے کے بعد خوشبودار کپڑے سے نظافت کا مزید اہتمام کیا جائے تاکہ بدبو بھی جاتی رہے اور یہ عمل حیض ونفاس والی دونوں خواتین کریں۔ تعجب کے اوقات میں تسبیح پڑھنا جیسا کہ ماقبل حدیث سے ثابت ہوا کہ "سبحان اللہ "فرمایا گیا۔ پوشیدہ اور شرم والے معاملات میں کنایۃ الفاظ استعمال کرنا حدیث سے ثابت ہوا۔ عورتوں کا اپنے احوال کے بارے میں عالم دین سے سوال کرنا اور اس بارے میں حیاء نہ کرنا جیسا کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "انصاری عورتوں کو دین میں فقاہت حاصل کرنے سے حیاء نہیں روکتی"۔ بعض امور میں اشارتاً کلام کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ بعض اوقات کنایات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سائل کے سوال کو سمجھنے کے لئے سوال کی تکرار کرانا بھی جائز ہے۔ عالم دین کی موجودگی میں اس کے کلام کی تفسیر کرنا جب کہ کسی قسم کے خفاء کا خدشہ نہ ہو۔ سائل جب کوئی بات نہ سمجھے تو یہ کہے کہ حدثنی یا اخبرنی۔ فاضل کی موجودگی میں مفضول کی بات کو اختیار کرنا، جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی وضاحت کو اختیار کیا گیا۔ عالم پر یہ شرط نہیں ہے کہ سامع جو کچھ سنے سب سمجھ ہی لے۔ سیکھنے والا اگر عذر پیش کردے کہ وہ فلاں بات نہ سمجھ سکا تھا تو ایسا کرنا جائز ہے۔ انسان کے عیوب پر پردہ ڈالنا شریعت میں مطلوب ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن خلق پر دلالت ہو رہی ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الحیض، باب: دلک المراۃ نفسھا اذا تطھرت من المحیض، رقم: تحت ۳۱۵، ج۳، ص۱۴۰)

غزوۂ خیبر کا اجمالی بیان

اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا فعجل لکم ھذہٖ اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لوگے تو تمہیں جلد عطا فرمادی (الفتح: ۲۰)﴾۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ پہنچے، ذی الحجہ کے ایام تھے یا ابن اسحق کے بقول محرم کے مہینے میں یہ واقعہ رونما ہوا۔ مدینہ منورہ میں بیس راتیں یا اس کے قریب کچھ ایام گزارے۔

*۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب روانہ ہو رہے تھے،: "اپنے لڑکوں میں سے کسی کو میرے پاس خدمت کے لئے بھیجو"، جب آپ خیبر کی جانب نکلے تو حضرت ابو طلحہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے، میں قریب بالغ ہونے کے تھا، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گزاری کا مجھے شرف حاصل ہوا۔ جب آپ کسی جگہ قیام فرماتے تو میں آپ کی مبارک زبان سے یہ الفاظ سنتا: "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، غم، ملال، عاجزی، سستی بخل، نامردی، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے"۔ (صحیح البخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب: من غزا بصبی للخدمۃ، رقم: ۲۸۹۳، ص۴۷۸)

*۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت میں خیبر پہنچے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کسی جگہ رات کو پہنچتے تو صبح تک ان لوگوں پر حملہ نہیں کیا کرتے تھے، جب صبح کے وقت یہودی اپنی کلہاڑی اور زنبیلیں وغیرہ لے کر باہر نکلے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، خدا کی

قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، اور ان کی فوج، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "خیبر برباد ہو گیا کیونکہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان کافروں کی قسمت پھوٹ جاتی ہے"۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خیبر کے مقام پر ہماری صبح ہوئی تو وہاں کے باشندے اپنی کلہاڑیاں وغیرہ لے کر باہر نکلے لیکن جب انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، خدا کی قسم (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، اور ان کی فوج، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: "خیبر برباد ہو گیا ہے کیونکہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان کافروں کی قسمت پھوٹ جاتی ہے"، وہاں ہمیں گدھے کا گوشت دستیاب ہوا، تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے منادی کرنے والے نے ندا کی اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں گدھے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے کیونکہ یہ ناپاک ہے۔

(صحیح البخاری ،کتاب المغازی، کتاب غزوۃ خیبر، رقم:۴۱۹۸،ص ۷۱۳)

*۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیبر کے نزدیک صبح کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اندھیرے میں ادا کی، پھر فرمایا: "اللہ اکبر، خیبر برباد ہو گیا ہے کیونکہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان کافروں کی صبح خراب ہو جاتی ہے یعنی قسمت پھوٹ جاتی ہے"، یہ سنکر اہل خیبر گلی کوچوں میں بھاگنے لگے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑنے کے قابل یہودیوں کو قتل کر دیا اور بچوں وغیرہ کو قید کر لیا۔ قیدیوں میں صفیہ بھی تھیں جو کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں جو بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح فرما لیا اور آزادی ہی ان کا مہر قرار پائی۔ عبد العزیز بن صہیب نے ثابت سے دریافت کیا کہ ابو محمد! آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کے مہر کے بارے میں دریافت کیا تھا؟ انہوں نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے اثبات میں اپنا سر ہلایا۔

(المرجع السابق، رقم: ۴۲۰۰، ص ۷۱۳)

خیبر میں پالتوں گدھوں کے گوشت سے ممانعت یا اجازت

علامہ عینی لکھتے ہیں: پالتوں گدھے اور خچر کا گوشت کھانا جائز نہیں، جیسا کہ قدوری نے لکھا ہے اور ابن عبد البر کہتے ہیں کہ علماء مسلمین میں آج اس کی تحریم پر کوئی اختلاف نہیں، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اباحت مروی ہے جس کی دلیل اللہ جل جلالہ کا فرمان ﴿قل لا اجد... الخ﴾ ہے۔ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ "التفریع المالکیہ" میں ہے کہ پالتوں گدھے اور خچر کے گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔ شیخ الاسلام اپنی شرح: "الکامل" میں لکھتے ہیں، گدھے اور خچر کا گوشت کھانا مکروہ ہے جب کہ مالک اور بعض فقہاء شام اس کے گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں جانتے۔ اور اسی کا ارادہ بعض فقہائے شام اوزاعی وغیرہ نے کیا، فخر الاسلام نے اپنی کتاب: "شرح الجامع الصغیر" میں اس کی صراحت کی ہے اور اس پر دلیل امام ابوداؤد نے کتاب الاطعمۃ میں دی ہے۔

*۔۔۔ غالب بن ابجر کہتے ہیں ہم پر ایسا وقت آیا کہ ہمارے پاس کھانے کا کچھ نہ تھا مگر گدھے جب کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا گوشت حرام کیا ہوا تھا، تو میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر خدمت ہوا اور عرض گزار ہوا

:یارسول اللہ ﷺ !ہمیں تنگی کا وقت پہنچا ہے، اور ہمارے پاس سوائے گدھے کے گھی کے کچھ نہیں، اور آپ ﷺ نے پالتو گدھے کو حرام کیا ہوا ہے، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اپنے گدھوں کے گھی میں سے اپنے گھر والوں کو کھلاؤ کیونکہ میں نے اُسے جوّال (الجَّالَہ) بستی کے لئے حرام کیا تھا"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الاطعمة، باب: فی اکل لحوم الحمر الاھلیة، رقم: ۳۸۰۸، ص ۷۱۲)

قدروی کہتے ہیں کہ گھوڑے کا گوشت امام اعظم کے نزدیک مکروہ ہے، اور یہی قول امام مالک کا ہے اور ابو یوسف اور امام محمد اور شافعی کے نزدیک اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی دلیل حدیث جابر رضی اللہ عنہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے رسول ﷺ نے پالتو گدھے کے گوشت کو کھانے سے منع کیا تھا اور خیبر کے دن گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت عطا فرمائی"۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک دلیل قرآن کی آیت مقدسہ ہے: ﴿والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینة اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے (النحل: ۸)﴾۔ (البنایة، کتاب الذبائح، فصل فیما یحل اکله وما لا یحل، ج۱۱، ص ۵۹۰ وغیرہ)

اہل خیبر کے لئے دعا فرمانا

جب سید عالم ﷺ شہر میں داخل ہوئے تو فرمایا: "ٹھہرو"، یہ سن کر تمام فوج نے تعمیل ارشاد کی اور آپ ﷺ نے یہ دعا مانگی: "اللھم رب السموت السبع وما اظللن الارضین السبع وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما اذرین فانا نسالك خیر ھذہ القریة وخیر اھلھا وخیر ما فیھا ونعوذبك من شر ھذہ القریة وشر اھلھا وشر ما فیھا اے اللہ! ساتوں آسمانوں اور ان چیزوں کے رب جس نے آسمانوں پر سایہ ڈالا ہوا ہے اور ساتوں زمینوں کے پروردگار اور اُن چیزوں کے جن کو زمینوں نے اٹھایا ہوا ہے۔ اور شیطانوں کے پروردگار اور اُن کے جنہیں شیاطین نے گمراہ کیا ہے اور ہوا کے پالن ہار اور ان چیزوں کے جنہیں ہوائیں اڑا کر لے جاتی ہیں، ہم تجھ سے اس بستی اور بستی والوں اور بستی کی اُن چیزوں کی خیر مانگتے ہیں اور بستی اور بستی والوں اور بستی کی چیزوں کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

(سبل الھدی والرشاد، فی غزوة خیبر، ذکر دعاء رسول اللہ، ج۵، ص۱۱۸)

(۱۲۳) بَابُ التَّيَمُّمِ
تیمم کا بیان

(۳۱۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَأُنَاسًا مَعَهُ فِي طَلَبِ قِلَادَةٍ أَضَلَّتْهَا عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ فَأُنْزِلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ زَادَ ابْنُ نُفَيْلٍ: فَقَالَ لَهَا أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: يَرْحَمُكِ اللّٰهُ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ تَكْرَهِينَهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِينَ وَلَكِ فِيهِ فَرَجًا۔

عُروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسید بن حضیر اور اُن کے ساتھ کچھ لوگوں کو ہار کی تلاش میں روانہ فرمایا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گم کر دیا تھا۔ نماز کا وقت ہو گیا تو لوگوں نے وضو کے بغیر نماز پڑھی۔ پس اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بات کا ذکر کیا، پس تیمم کی آیت نازل ہوئی، ابن نفیل کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت اُسید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے جب بھی آپ پر کوئی افتاد پڑی تو اس کے ذریعے اللہ نے مسلمانوں اور آپ کے لئے آسانی پیدا کر دی۔

(۳۱۸) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ حَدَّثَهُ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُمْ تَمَسَّحُوا وَهُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالصَّعِيدِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ فَضَرَبُوا بِأَكُفِّهِمُ الصَّعِيدَ ثُمَّ مَسَحُوا وُجُوهَهُمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً ثُمَّ عَادُوا فَضَرَبُوا بِأَكُفِّهِمُ الصَّعِيدَ مَرَّةً أُخْرٰى فَمَسَحُوا بِأَيْدِيهِمْ كُلِّهَا إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْآبَاطِ مِنْ بُطُونِ أَيْدِيهِمْ۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نماز فجر کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مٹی سے تیمم کیا، انہوں نے اپنی ہتھیلیاں مٹی پر مار کر اپنے چہروں پر ایک مرتبہ پھیریں اور دوسری مرتبہ مٹی پر ہتھیلیاں مار کر اپنے پورے ہاتھوں پر پھیریں، کندھوں تک اور بازوؤں کے نیچے بھی بغلوں تک۔

(۳۱۹) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: قَامَ الْمُسْلِمُونَ فَضَرَبُوا بِأَكُفِّهِمُ التُّرَابَ وَلَمْ يَقْبِضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَنَاكِبَ وَالْآبَاطَ قَالَ: ابْنُ اللَّيْثِ إِلٰى مَا فَوْقَ الْمِرْفَقَيْنِ۔

سلیمان بن داؤد مہری اور عبد الملک بن شعیب نے ابن وہب سے اِسی طرح روایت کرتے ہوئے کہا، مسلمان تیمم کرنے لگے تو انہوں نے اپنی ہتھیلیوں کو مٹی پر مارا اور مٹی سے کچھ نہ لیا اور کندھوں اور بغلوں تک کا ذکر نہ کیا، ابن لیث نے کہا کہ کہنیوں سے اوپر تک۔

(۳۲۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ فِي آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ " أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَرَّسَ بِأُولَاتِ الْجَيْشِ وَمَعَهُ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَانْقَطَعَ عِقْدٌ لَهَا مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ فَحُبِسَ النَّاسُ ابْتِغَاءَ عِقْدِهَا ذَلِكَ حَتَّى أَضَاءَ الْفَجْرُ وَلَيْسَ مَعَ النَّاسِ مَاءٌ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: حَبَسْتِ النَّاسَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى رَسُولِهِ رُخْصَةَ التَّطَهُّرِ بِالصَّعِيدِ الطَّيِّبِ فَقَامَ الْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَضَرَبُوا بِأَيْدِيهِمْ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَقْبِضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا فَمَسَحُوا بِهَا وُجُوهَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَمِنْ بُطُونِ أَيْدِيهِمْ إِلَى الْآبَاطِ " زَادَ ابْنُ يَحْيَى فِي حَدِيثِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فِي حَدِيثِهِ وَلَا يَعْتَبِرُ بِهَذَا النَّاسُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابْنُ إِسْحَاقَ قَالَ فِيهِ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَذَكَرَ ضَرْبَتَيْنِ كَمَا ذَكَرَ يُونُسُ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ضَرْبَتَيْنِ وَقَالَ مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو أُوَيْسٍ: عَنِ الزُّهْرِيِّ وَشَكَّ فِيهِ ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ مَرَّةً عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَمَرَّةً قَالَ: عَنْ أَبِيهِ وَمَرَّةً قَالَ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اضْطَرَبَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِيهِ وَفِي سَمَاعِهِ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي هَذَا الْحَدِيثِ الضَّرْبَتَيْنِ إِلَّا مَنْ سَمَّيْتُ.

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اولات الجیش میں اترے اور آپ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں، جن کا عقیق ظفار کا ہار ٹوٹ کر گم ہو گیا تھا تو لوگوں کو اُن کا ہار تلاش کرنے کے باعث رُکنا پڑا، یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی اور لوگوں کے پاس پانی نہ تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن پر ناراض ہوئے اور کہا کہ تم نے لوگوں کو روک دیا ہے جبکہ ان کے پاس پانی نہیں ہے۔ پس اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول پر وحی نازل کرتے ہوئے پاک مٹی سے طہارت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پس مسلمان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیمم کرنے لگے تو انہوں نے اپنے ہاتھ زمین پر مار کر اٹھائے اور مٹی ذرا بھی نہ لی اور اُنہیں اپنے چہروں پر پھیرا اور اپنے ہاتھوں پر کندھوں تک اور ہاتھوں کے اندرونی جانب بغلوں تک۔ ابن یحیی نے اپنی روایت میں کہا ہے کہ ابن شہاب نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ لوگوں کے اس عمل کا اعتبار نہیں ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ابن اسحق نے اسی طرح اس کی روایت کی ہے اور اس میں کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو ضربوں کا ذکر کیا ہے جیسا کہ یونس نے ذکر کیا ہے۔ روایت کی ہے معمر نے زہری سے دو ضربیں۔ مالک، زہری، عبید اللہ بن عبد اللہ اُن کے والد ماجد نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اسی طرح ابو اویس نے زہری سے روایت کی اور ابن عیینہ کو اس میں شک واقع ہوا کہ ایک دفعہ کہا۔ عبید اللہ نے اپنے والد ماجد سے یا عبید اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، اس میں اضطراب ہے۔ ایک دفعہ کہا کہ اپنے والد ماجد سے اور دوسری دفعہ کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، اس میں

اضطراب ہے اور زہری سے اس کے سماع میں شک ہے اور کسی نے بھی دو ضربوں کا ذکر نہیں کیا جن کے میں نے نام لیے ہیں۔

(۳۲۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا بَيْنَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ؟ فَقَالَ: لَا وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا فَقَالَ أَبُو مُوسَى: فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهٰذِهِ الْآيَةِ الَّتِي فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا (النساء :۴۳)﴾ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هٰذَا لَأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا بِالصَّعِيدِ. فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هٰذَا لِهٰذَا قَالَ: نَعَمْ فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَتَمَرَّغُ الدَّابَّةُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هٰكَذَا فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْأَرْضِ فَنَفَضَهَا ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ وَبِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ عَلَى الْكَفَّيْنِ ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ: أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ۔

شقیق کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے درمیان بیٹھا تھا تو حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوعبدالرحمن! اگر ایک جنبی آدمی ایک مہینے تک پانی نہ پائے تو آپ کے خیال میں کیا وہ تیمم کر سکتا ہے؟ فرمایا نہیں کر سکتا اگرچہ ایک مہینے تک پانی نہ ملے۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر سورۃ المائدہ کی اس آیت کا ذکر کیا کرو گے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا (النساء :۴۳)﴾، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر لوگوں کو اس کی اجازت دے دی جائے تو قریب ہے کہ جب انہیں پانی ٹھنڈا لگے گا تو مٹی سے تیمم کرنے لگیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ اسی وجہ سے آپ جنبی کے لئے تیمم کرنا پسند کرتے ہیں کہا ہاں، پس حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ سید عالم ﷺ ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا (النساء :۴۳)﴾ نے مجھے ایک کام کے لئے بھیجا تو میں جنبی ہو گیا اور پانی نہ ملا تو میں مٹی پر لوٹ پوٹ ہوتا رہا۔ جیسے جانور کرتے ہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ سے یہ واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے لئے یہی کافی تھا کہ ایسے کر لیتے"، اور آپ نے زمین پر اپنا ہاتھ مار کر اس پر پھونک ماری، پھر دوسرے ہاتھ سے دائیں ہاتھ پر اور دائیں ہاتھ سے دوسرے ہاتھ تک پہنچوں سمیت ہاتھ پھیرا، پھر اپنے رخ انور پر مسح کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قول پر قناعت نہیں کرتے تھے؟

(۳۲۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّا نَكُونُ بِالْمَكَانِ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَيْنِ فَقَالَ

عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَمَّا أَنَا فَلَمْ أَكُنْ أُصَلِّي حَتَّى أَجِدَ الْمَاءَ قَالَ: فَقَالَ عَمَّارٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ! أَمَا تَذْكُرُ إِذْ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ فِي الْإِبِلِ فَأَصَابَتْنَا جَنَابَةٌ فَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هٰكَذَا وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى نِصْفِ الذِّرَاعِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَا عَمَّارُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اتَّقِ اللهَ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ شِئْتَ وَاللهِ لَمْ أَذْكُرْهُ أَبَدًا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَلَّا وَاللهِ لَنُوَلِّيَنَّكَ مِنْ ذَالِكَ مَا تَوَلَّيْتَ۔

ابومالک سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن ابزی نے فرمایا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو ایک آدمی نے آکر کہا کہ ہم ایسی جگہ پر ایک دو ماہ رہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو اس وقت تک نماز نہیں پڑھ سکتا جب تک پانی نہ ملے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! کیا آپ کو یاد نہیں کہ جب میں اور آپ اونٹوں پر تھے، پس ہم جنبی ہو گئے تو میں مٹی میں لیٹا۔ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو فرمایا کہ تمہارے لئے ایسا کر لینا کافی تھا اور اپنے دونوں دست مبارک زمین پر مارے، پھر ان پر پھونک ماری اور ان سے اپنے پر نور چہرے پر مسح فرمایا اور نصف کلائیوں تک، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمار رضی اللہ عنہ! خدا سے ڈرو، انہوں نے کہا: اے امیر المومنین! اگر آپ چاہیں تو میں اس کا بھی ذکر نہ کرو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم ایسا نہیں ہے بلکہ آپ کو پورا پورا اختیار حاصل ہے۔

(۳۲۳) مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ ابْنِ أَبْزَى عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: يَا عَمَّارُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ثُمَّ ضَرَبَ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى، ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَالذِّرَاعَيْنِ إِلَى نِصْفِ السَّاعِدَيْنِ وَلَمْ يَبْلُغِ الْمِرْفَقَيْنِ ضَرْبَةً وَاحِدَةً قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى وَرَوَاهُ جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى يَعْنِي عَنْ أَبِيهِ۔

ابن ابزی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا، فرمایا اے عمار رضی اللہ عنہ! تمہارے لئے یہی کافی تھا، پھر اپنے دونوں دستِ مبارک زمین پر مارے، پھر ایک دوسرے پر مار کر اپنے پر نور چہرے پر مسح کیا اور کلائیوں پر نصف حد تک اور پہلی ضرب میں کہنیوں تک نہ پہنچے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ روایت کیا اسے وکیع، اعمش، سلمہ بن کہیل نے عبدالرحمن بن ابزیٰ سے، روایت کیا اسے جریر، اعمش، سلمہ، سعید بن عبدالرحمن بن ابزیٰ نے اپنے والد ماجد عبدالرحمن بن ابزیٰ سے۔

(۳۲۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمَّارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ فَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ وَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهَا وَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ شَكَّ سَلَمَةُ وَقَالَ: لَا أَدْرِي فِيهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ يَعْنِي أَوْ إِلَى الْكَفَّيْنِ۔

عبدالرحمن بن ابزیٰ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کی روایت کی ہے، فرمایا کہ تمہارے لئے یہ کافی تھا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں دستِ مبارک زمین پر مارے، پھر اُن پر پھونک مار کر انہیں اپنے پر نور چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیرا، سلمہ نے اس میں شک کرتے ہوئے کہا کہ معلوم نہیں کہنیوں تک فرمایا یا ہتھیلیوں تک۔

(۳۲۵) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ يَعْنِي الْأَعْوَرَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: ثُمَّ نَفَخَ فِيهِمَا وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ أَوْ إِلَى الذِّرَاعَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ: كَانَ سَلَمَةُ يَقُولُ: الْكَفَّيْنِ وَالْوَجْهَ وَالذِّرَاعَيْنِ فَقَالَ لَهُ مَنْصُورٌ ذَاتَ يَوْمٍ: انْظُرْ مَا تَقُولُ فَإِنَّهُ لَا يَذْكُرُ الذِّرَاعَيْنِ غَيْرُكَ.

شعبہ نے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کو روایت کیا ہے، کہا کہ پھر اُن پر پھونک ماری اور اُن کے ساتھ اپنے پر نور چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح فرمایا، پہنچوں تک یا کلائیوں تک، شعبہ نے کہا کہ سلمہ کہا کرتے، دونوں ہتھیلیوں، چہرہ انور، اور دونوں کلائیوں پر، پس منصور نے ایک روز اُن سے کہا: غور کیجئے! کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کیونکہ کلائیوں کا ذکر آپ کے سوا کوئی نہیں کرتا۔

(۳۲۶) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ إِلَى الْأَرْضِ فَتَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارًا رضی اللہ عنہ يَخْطُبُ بِمِثْلِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَنْفُخْ وَذَكَرَ حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: ضَرَبَ بِكَفَّيْهِ إِلَى الْأَرْضِ وَنَفَخَ.

عبدالرحمن بن ابزیٰ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی روایت کی ہے کہ اُن کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر، ان کے ساتھ اپنا چہرہ اور ہتھیلیوں پر مسح کر لیا کرو"، اور پھر باقی حدیث بیان کی۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ روایت کیا ہے اسے شعبہ، حصین ، ابومالک نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اسی طرح خطبہ دیتے ہوئے سنا مگر یہ بھی فرمایا کہ پھونک نہ مارو۔ حسین بن محمد، شعبہ، حکم سے اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ پس اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر ماریں اور پھونک ماری۔

(۳۲۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ التَّيَمُّمِ فَأَمَرَنِي ضَرْبَةً وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ.

سعید بن عبد الرحمن بن ابزیٰ نے اپنے والد ماجد عبد الرحمن بن ابزیٰ سے روایت کی کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تیمم کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے چہرے اور ہتھیلیوں کے لئے مجھے ایک ضرب کا حکم دیا۔

(۳۲۸) حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ: سُئِلَ قَتَادَةُ عَنِ التَّیَمُّمِ فِی السَّفَرِ فَقَالَ: حَدَّثَنِیْ مُحَدِّثٌ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ۔

ابان سے روایت ہے کہ قتادہ سے سفر میں تیمم کے متعلق پوچھا گیا انہوں نے فرمایا کہ محدث شعبی، عبد الرحمن بن ابزیٰ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کہنیوں تک"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "التیمم" اور اس کے تحت بارہ احادیث ذکر فرمائیں، صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع پر درج ذیل احادیث مروی ہیں۔

*۔۔۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار مستعار لیا تھا جو ٹوٹ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی بھیجا تو وہ مل گیا نماز کا وقت ہو گیا اور لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی اللہ جل جلالہ نے تیمم کی آیت نازل فرمادی، حضرت اسید بن حضیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اللہ جل جلالہ آپ رضی اللہ عنہا کو بہتر اجر دے خدا کی قسم! آپ پر کوئی بات نہیں اتری جس کو آپ نے ناپسند کیا ہو مگر اللہ نے اسے آپ کے اور مسلمانوں کے لئے بہتری بنادیا۔

(صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب: اذا لم یجد ماء ولا ترابا، رقم: ۳۳۶، ص ۵۸)

*۔۔۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "منجملہ ان باتوں کے جن سے ہم کو لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے یہ تین باتیں ہیں: (۱)۔۔۔ ہماری صفیں ملائکہ کی صفوں کے مثل کی گئیں اور، (۲)۔۔۔ ہمارے لئے تمام زمین مسجد کر دی گئی، اور (۳)۔۔۔ جب ہم پانی نہ پائیں زمین کی خاک ہمارے لئے پاک کرنے والی بنائی گئی"۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، رقم: (۱۰۵۲)/ ۵۲۲، ص ۲۴۵)

*۔۔۔ عمران سے مروی ہے، فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص لوگوں سے الگ بیٹھا ہوا ہے جس نے قوم کے ساتھ نماز نہ پڑھی۔ فرمایا: "اے شخص تجھے قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا شے مانع آئی"۔ عرض کی مجھے نہانے کی حاجت ہے اور پانی نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا: "مٹی کو لے کہ وہ تجھے کافی ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب: الصعید الطیب، رقم: ۳۴۴، ص ۵۹)

*۔۔۔ابو جہیم بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ بیر جمل کی جانب سے تشریف لا رہے تھے ایک شخص نے حضور ﷺ کو سلام کیا اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کی جانب متوجہ ہوئے اور موتھ اور ہاتھوں کا مسح فرمایا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب التیمم ،باب :التیمم فی الحضر ،رقم:۳۳۷،ص۵۹)

حل لغات

اضلتھا: یعنی ضائع کرنا، کسی چیز کو ضائع کرنا۔

فصلوا بغیر وضوء: ہر حال میں جب پانی نہ ہو اور نہ ہی مٹی اور نماز کا وقت پائے تو نماز ادا کرے ،اور ایسا ہی ایک قوم نے کیا جو کہ سید عالم ﷺ کی جناب میں حاضر خدمت ہوئی جنہیں سید عالم ﷺ نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار تلاش کرنے بھیجا تھا اور ان کے پاس پانی نہ تھا ،اور انہیں پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے تیمم کی رخصت بھی نہ تھی ،اور بعد میں آیت تیمم نازل ہوئی ،پس یہی معنی ہے کہ جو شخص پانی اور مٹی نہ پائے تو نماز کے وقت میں کیا کرے ،اس کا مفصل بیان ان شاء اللہ ذیل میں "فاقد الطھورین "کے عنوان سے ذکر کیا جائے گا اور اختلاف ائمہ بھی پیش کیا جائے گا ان شاء اللہ عزوجل ۔فانزلت ایة التیمم :پس آیت تیمم یہ ہے:﴿فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو(النساء: ۴۳)﴾،یہ آیت غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر نازل ہوئی جب کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا تھا اور یہ غزوہ سن ٦ ھ میں منعقد ہوا۔

ما نزل بك: کسی ناپسندیدہ عمل کی وجہ سے کوئی آیت نازل ہو، جیسا کہ ماقبل بیان ہوا کہ بعض اصحاب نے پانی کی عدم دستیابی کے باعث بغیر وضو نماز ادا فرمائی۔

بالصعید: امام مالک کے نزدیک جو بھی زمین سے متصل ہو ،اُس سے تیمم جائز ہے یہاں تک کہ برف اور نبات سے بھی ،اور یہی بعض شوافع سے منقول ہے ،اور بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں مگر یہ کہ زمین ایسی ہو جو کہ کھیتی کے لئے سازگار ہو اور میٹھے پانی سے سیراب ہو ،اور یہی قول اسحق کا بھی ہے۔اور امام اوزاعی اور ثوری کہتے ہیں برف سے تیمم جائز نہیں ہے اور ایسا بھی نہیں کہ ہر چیز جو زمین سے متعلق ہو اُس سے تیمم جائز ہو جائے ،اور صحیح یہی ہے جو ہمارے اصحاب نے کہا ہے یعنی تیمم ہر اُس چیز سے ہو سکتا ہے جو زمین کی جنس سے متعلق ہو اس لئے کہ زمین کو پاک کہا گیا ہے۔

عرس باولات الجیش: راء کی تشدید کے ساتھ ہے، مراد التعریس یعنی رات کے آخر میں کسی جگہ میں پڑاؤ کرنا ،نیند یا استراحت کے لئے۔ کحبس الناس ابتغاء: یعنی لوگوں کا ہار ڈھونڈنے کی غرض سے کہیں رکنا۔

فتغیظ علیھا: یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر برہم ہوئے۔

ولم یقبضوا من التراب شیءا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مٹی پانی کی مثل استعمال نہ ہو سکے گی ،بلکہ ہاتھوں کے ذریعے فقط مسح کرنا کافی ہے۔وشك فیه ابن عیینة : مراد سفیان بن عیینہ ہیں۔

لاوشکوا: یاتو فعل مضارع یوشك کے معنی میں استعمال ہوا ہے، یا افعال مقاربہ سے ہے۔
فانفضهما: یعنی ہاتھوں پر پھونک مارنا مراد ہے، اور اس میں امام ابو حنیفہ کے مذہب کی دلیل ہے کہ وہ اُس چٹان پر ہاتھ مار کر تیمم کرنے کی اجازت دیتے ہیں جس پر کچھ غبار نہ ہو۔ فتمعكت: مٹی میں لوٹنا مراد ہے۔
الی نصف الذراع: یہ امام مالک کے نزدیک دلیل ہے، وہ کہتے ہیں کہ تیمم بند دست کی ہڈی تک ہے۔
اتق الله: یعنی اللہ جل جلالہ کا خوف اختیار کرنا مراد ہے۔
یخطب من الخطبة: خاء کی ضمہ کے ساتھ ہو تو مراد مخاطب ہونا یا کچھ کہنا ہے، جب کہ خاء کی کسرہ کے ساتھ ہو تو مراد نکاح کا پیغام دینا ہے۔

حدیث نمبر "۳۱۸" کے رجال

(۱)۔۔۔احمد بن صالح: معروف ابن طبری، یونس بن یزید ایلی وعبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود هذلی، ابو عبد اللہ فقیہ اعمی مدنی، مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ میں سے ایک فقیہ تھے۔ انہوں نے ابن عباس، ابن عمر، ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، ابو واقد لیثی، بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے عراک بن مالک، زہری، صالح بن کیسان نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ تابعی راوی تھے۔ عمر بن عبد العزیز کے دور کے معلم تھے ،۹۹ھ میں انتقال کیا۔

حدیث نمبر "۳۱۹" کے رجال

(۱)۔۔۔سلیمان بن داؤد: بن حماد بن سعد مہری ابو الربیع مصری، انہوں نے ابن وہب، ادریس بن یحیی خولانی نے روایات نقل کی ہیں۔ جب کہ ان سے ابو داؤد، نسائی، زکریا بن یحیی ساجی نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے اور انتقال ۲۵۳ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۳۲۰" کے رجال

(۱)۔۔۔یعقوب بن ابراہیم: بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف ابو یوسف قرشی زہری مدنی، بغداد کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے عاصم بن محمد، محمد بن عبد اللہ زہری کے بھتیجے، شعبہ، لیث بن سعد سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے احمد بن حنبل، ابن معین، ابن مدینی، ابو خیثمہ اور متاخرین کی جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے اور انتقال ماہ شوال سن ۲۰۸ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔صالح بن کیسان: ابو محمد غفاری، عبد اللہ بن عمر اور ابن زبیر کی زیارت کی، اور ابن معین کے مطابق ان سے سماع حدیث بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، عروہ بن زبیر، سالم بن عبد اللہ بن عمر، زہری سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے عمرو بن دینار، مالک بن انس، ابن عجلان، ابن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۳۲۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ سلمہ بن کہیل: بن حصین بن نمازح بن اسد کوفی، ابویحیی حضرمی تنعی، انہوں نے جندب بن عبداللہ، ابو جحیفہ، ابو طفیل عامر بن واثلہ، عبدالرحمن بن یزید نخعی، عطاء بن ابی رباح سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے اعمش، ثوری، مسعر، شعبہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، انتقال سن ۱۲۱ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ ابومالک: ان کا نام حبیب بن صہبان تھا، انہوں نے عمار بن یاسر، ابن عباس، براء بن عازب، عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے حصین بن عبدالرحمن، اعمش، سدی، سلمہ بن کہیل نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۳)۔۔۔ عبدالرحمن بن ابزی: کوفہ کے رہنے والے تھے، پھر خراسان کی جانب چلے گئے۔ نافع بن حارث کے مولی تھے۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گیارہ احادیث نقل کی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے سعید اور عبداللہ نے روایات نقل کی ہیں۔ سوائے امام ترمذی کے سب نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۳۲۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ ذر: ابن عبداللہ بن زرارہ مرہبی ہمدانی ابو عمر، انہوں نے سعید بن جبیر، عبداللہ بن شداد، یسیع، وائل بن مہانہ، سعید بن عبدالرحمن سے روایات نقل کی ہیں، جب کہ ان سے سلمہ بن کہیل، اعمش اور ان کے بیٹے عمر بن ذر، حکم نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ وصدوق تھے۔

حدیث نمبر "۳۲۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ علی بن سہل: بن قادم رملی، انہوں نے ولید، مروان بن معاویہ، حجاج سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ابو داؤد، ابوحاتم نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، رملہ کے رہنے والے تھے۔

حدیث نمبر "۳۲۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن منہال: ابوجعفر، ابوعبداللہ ضریر بصری بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے یزید بن زریع سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، انتقال سن ۲۳۱ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ عزرہ: ابن عبدالرحمن خزاعی کوفی، انہوں نے شعبی، ابن ابزی، سعید بن جبیر سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے سلیمان تیمی، خالد حذاء، داؤد بن ابی ہند و قتادہ نے روایات نقل کی ہیں، ثقہ راوی تھے۔ امام بخاری کے علاوہ ایک جماعت کثیرہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

"فاقد الطہورین" کیا ہے؟ اس بارے میں اختلافی اقوال

*۔۔۔ عروہ سے روایت ہے کہ حضرت بی بی عائشہ نے بی بی اسماء سے ہار مستعار لیا جو کہ ٹوٹ گیا، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی بھیجا تو وہ مل گیا۔ نماز کا وقت ہو گیا اور لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا، انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس

کی شکایت کی تو اللہ نے تیمم کی آیت نازل فرمادی۔ حضرت اُسید بن حضیر نے بی بی عائشہ سے کہا: اللہ آپ کو بہتر جزا دے، خدا کی قسم! آپ پر کوئی بات نہیں اُتری جس نے آپ کو ناپسند کیا ہو مگر اللہ نے اُسے آپ کے اور مسلمانوں کے لیے بہتری بنادیا۔ (صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب: اذا لم یجد ماء ولا ترابا، رقم: ۳۳۶، ص ۵۸)

*۔۔۔ عُروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ نے حضرت اُسید بن حضیر اور اُن کے ساتھ کچھ لوگوں کو ہار کی تلاش میں روانہ فرمایا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گم کردیا تھا۔ نماز کا وقت ہو گیا تو لوگوں نے وضو کے بغیر نماز پڑھی۔ پس اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بات کا ذکر کیا، پس تیمم کی آیت نازل ہوئی، ابن نفیل کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت اُسید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے جب بھی آپ پر کوئی افتاد پڑی تو اِس کے ذریعے اللہ نے مسلمانوں اور آپ کے لئے آسانی پیدا کردی۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب: التیمم، رقم: ۳۱۷، ص ۷۳)

امام نووی کہتے ہیں اس حدیث میں دلیل ہے کہ جس کے پاس پانی اور پاک مٹی میسر نہ ہو تو اپنی بے وضو کی حالت میں نماز ادا کرلے، اور اس مسئلے میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے اور اس بارے میں چار اقوال پائے جاتے ہیں: (۱)۔۔۔ ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح ترین قول یہ ہے کہ ایسے شخص پر واجب ہے کہ نماز ادا کرے اور بعد میں اعادہ کرلے۔ (۲)۔۔۔ اس پر نماز واجب نہیں ہے لیکن مستحب ہے اور اس نماز کی قضاء واجب ہے چاہے اس نے ایسی حالت میں نماز ادا کی ہو یا نہ کی ہو۔ (۳)۔۔۔ بے وضو ہونے کی وجہ سے اُس پر نماز پڑھنا حرام ہے اور اس پر اعادہ واجب ہے اور یہی قول ابو حنیفہ کا ہے۔ (۴)۔۔۔ اُس پر نماز اواجب ہے لیکن ایسی نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے اور یہ مزنی کا مذہب ہے اور یہ دلیل کے اعتبار سے دیگر اقوال میں سے قوی ترین قول ہے۔ اور سید عالم ﷺ کی حدیث سے ایسی نماز کے اعادہ کرنے کا قول منقول نہیں ہے۔ ابن بطال کہتے ہیں کہ امام مالک کا صحیح مذہب یہ ہے کہ ایسا شخص نماز نہ پڑھے اور نہ ہی اعادہ کرے اور انہوں نے اس مسئلے کو حیض کے مسئلے پر قیاس فرمایا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ ابن خواز منداد نے کہا ہے کہ امام مالک کا صحیح مذہب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو پانی پر قدرت نہ رکھتا ہو اور نہ ہی پاک مٹی پر قادر ہو یہاں تک کہ وقت نکل جائے اور اس نے نماز نہ پڑھی تو اس پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ مدینون نے مالک سے نقل کیا اور کہا یہی صحیح ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے جب کہ اس کے خلاف جمہور، عامۃ الفقہاء اور جماعتِ مالکین کے اقوال موجود ہیں، ہو سکتا ہے کہ مدینون نے قیاس کرتے ہوئے اس مسئلے کو امام مالک کی جانب منسوب کیا ہو کیونکہ امام مالک کو قید کیا گیا تھا۔ اسیر مغلول کہتے ہیں کہ مریض جو پانی کے استعمال کی قدرت نہ پائے اور تیمم کی استطاعت بھی نہ رکھتا ہو تو نماز نہ پڑھے اگرچہ وقت نکل جائے یہاں تک کہ وہ پانی کے استعمال کی قدرت حاصل کرلے یا تیمم پر قادر ہو جائے۔ اور امام شافعی کے اس بارے میں دو اقوال منقول ہیں: (۱)۔۔۔ ایک روایت تو اسی طرح ہے۔ (۲)۔۔۔ نماز پڑھے اور بعد میں اگر اعادہ پر قادر ہو تو اعادہ بھی کرلے، اور یہی ان کی مشہور روایت ہے۔ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص شہر میں قید ہو اور اسے پانی نہ ملے اور نہ ہی

پاک مٹی، تو نماز نہ پڑھے اور جب قادر ہو جائے تو نماز ادا کرے۔ ابو یوسف اور محمد اور شافعی اور مطرف کہتے ہیں نماز ادا کرے اور بعد میں اعادہ کرے۔ امام اعظم، ابو یوسف اور شافعی کہتے ہیں شہر میں قیدی شخص پاک مٹی پائے تو نماز پڑھے اور اعادہ کرے۔ امام زفر کہتے ہیں کہ تیمم نہ کرے اور نہ ہی نماز پڑھے اگرچہ پاک مٹی پائے کیونکہ ان کے نزدیک حضر یعنی حالت اقامت میں تیمم کرنا درست نہیں ہے۔ ابن قاسم کہتے ہیں اگر اس شخص نے پاک مٹی سے یا زمین سے تیمم کر لیا تو اس پر اعادہ کرنا واجب نہیں ہے جب کہ پانی پائے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ پانی اور پاک مٹی میسر نہ ہو تو نماز پڑھ لے بعد میں اعادہ کرلے جب کہ طہارت پر قادر ہو جائے۔

(عمدۃ القاری، کتاب التیمم، باب: اذا لم یجد ماء و لا ترابا، تحت رقم: ۳۳۶، ج ۳، ص ۱۹۹ وغیرہ)

ائمہ کرام کے نزدیک تیمم کن کن چیزوں سے ہو سکتا ہے؟

(۱) شوافع کے نزدیک: پاک مٹی سے مراد وہ مٹی ہے جو غبار والی ہو، جیسا کہ غبار والی ریت اور اگر غبار نہ پایا جائے تو اس سے تیمم جائز نہیں ہے، اور اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ مٹی پکی ہوئی یا نہ ہو، مگر یہ کہ پکی ہوئی راکھ ہو، اور اس بات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ زمین کی ایسی مٹی ہو جو قابل کاشت ہو یا نہ ہو۔

(۲) حنابلہ کے نزدیک: فقط پاک مٹی مراد ہے، اور مٹی ایسی زمین کی ہونی چاہیے جو مباح زمین ہو یعنی غصب وغیرہ کی ہوئی زمین کی مٹی سے تیمم جائز نہیں، مٹی پکی ہوئی نہ ہونی چاہیے کیونکہ مٹی جب آگ میں پک جائے تو اُسے مٹی نہیں کہتے اور یہ بھی شرط ہے کہ مٹی غبار والی ہو کیونکہ جب تک غبار نہ ہو گا کسی چیز کا مسح اس سے نہ ہو سکے گا، اور اگر غبار کے ساتھ کچھ اور بھی مل جائے جیسا کہ چونا اور بال صاف کرنے والا پاؤڈر تو اس کا حکم ایسا ہی ہو گا جیسا کہ پاک پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے، پس اگر مٹی غالب ہو تو اس سے تیمم جائز ہو گا۔

(۳) احناف کے نزدیک: ہر وہ مٹی جو زمین کی جنس سے ہو، اس سے تیمم جائز ہے، پس تیمم مٹی، ریت، کنکر، پتھر سے جائز ہے، برف سے تیمم جائز نہیں کیونکہ وہ زمین کی جنس سے نہیں ہے، جیسا کہ درخت، شیشہ، معادن منقولہ سے جائز نہیں، اسی طرح موتی سے بھی تیمم کرنا جائز نہیں اگرچہ پسا ہوا ہو، اسی طرح آٹے، راکھ، بال صاف کرنے والے پاؤڈر سے بھی تیمم کرنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح ایسی چیز سے بھی تیمم کرنا جائز نہیں جس میں زمین کی جنس کے علاوہ کوئی چیز ملی ہوئی ہو اور وہ چیز غالب بھی ہو اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ ملی ہوئی چیز جنس زمین سے کم ہو یا برابر ہو یا مٹی غالب ہو تو تیمم کرنا جائز ہے۔ پکی ہوئی اینٹ سے تیمم کرنا جائز ہے۔

(۴) مالکیہ کے نزدیک: جو اجزاء زمین سے ظاہر ہوں جس میں مٹی، ریت، اور پتھر شامل ہیں، اسی طرح برف کیونکہ یہ جما ہوا پانی ہوتا ہے کیونکہ یہ پتھر کے مشابہ ہوتا ہے جیسا کہ پتھر زمین کی جنس سے ہے، اسی طرح معادن کہ اس سے تیمم کرنا مباح ہے مگر سونے، چاندی اور جواہرات سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ معادن منقولہ سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح آگ کی پکی ہوئی اینٹ سے بھی تیمم کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر پکی ہوئی نہ ہو تو اس سے تیمم

کرنا جائز ہے جب کہ اس میں نجاست کی کثرت نہ پائی جائے اور وہ اینٹ پاک ہو۔

(کتاب الفقه، کتاب الطهارة، باب :ارکان التیمم ،ج۱،ص۱۴۶وغیرہ)

تیمم میں دو ضربوں کے بارے میں اختلاف ائمہ

ھدایۃ میں ہے: تیمم دو ضربوں سے ہوتا ہے، ایک ضرب کے ساتھ چہرے کا مسح کرنا جب کہ دوسری ضرب کے ساتھ دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "التیمم ضربتان :ضربة للوجه وضربة لليدين یعنی تیمم دو ضربوں کے ساتھ ہوتا ہے، ایک ضرب چہرے کے لئے اور دوسری ضرب سے دونوں ہاتھ کا مسح ہوتا ہے"۔ اور یہی قول امام شافعی کا جدید قول ہے، اور یہی قول ثوری، نخعی، حسن، ابن نافع، لیث، اوزاعی، ابن الحکم، اسماعیل قاضی، ابن عمر، مالک کا ہے۔ اور مالک واحمد کے نزدیک ایک ضرب چہرے کے لئے جب کہ دوسری ضرب ہاتھوں کے لئے رسغین تک ہے، رسغ کہتے ہیں کلائی کو، ابن ابی لیلی اور ابن حی کہتے ہیں کہ دو ضربیں ہونگی اور ان میں سے ہر ضرب میں چہرے اور ہاتھوں کا مسح ہوگا۔ ابن سیرین کہتے ہیں تین ضربیں ہونگی اور ہر ضرب سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح ہوگا اور انہی سے ایک قول یہ ہے کہ ایک ضرب سے چہرے، دوسرے سے ہاتھ کی ہتھیلی اور تیسرے سے بازو کا مسح ہوگا۔ اور زہری نے کندھوں تک کے مسح کا قول کیا ہے۔

قواعد میں ابن رشد نے مالک سے روایت کی ہے کہ تین ضربیں مستحب ہیں جب کہ دو ضربیں فرض ہیں۔ "شرح الاحکام" میں ابن بزیزہ علماء کی جماعت سے منقول کرتے ہیں کہ تیمم میں چار ضربیں ہیں: دو ضربیں چہرے کا مسح کرنے کے لئے جب کہ دو ہی ضربوں سے ہاتھوں کا مسح کرنا ہے۔ ابن بزیزہ سے منقول ہے: اس کی اصل سنت میں نہیں پائی جاتی۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ امام اوزاعی نے کہا ہے کہ تیمم دو ضربوں سے ہے ایک ضرب چہرے کے لئے جب کہ دوسری ضرب سے دونوں ہاتھ بند دست تک مسح کئے جائیں، اور امام مالک کے نزدیک ہاتھوں کا مسح بند دست (کلائی) تک ہے اور کہنی تک اختیار ہے اور امام اوزاعی سے منقول مشہور قول یہ ہے کہ تیمم میں ایک ہی ضرب ہے جس سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح بند دست تک کرنا داخل ہے۔ اور یہی قول عطاء اور شعبی سے ایک روایت کے مطابق فرض ہے اور یہی قول احمد، اسحق اور طوسی سے منقول ہے اور "المغنی" میں ابن قدامہ حنبلی سے منقول ہے کہ امام احمد کے نزدیک مسنون یہ ہے کہ تیمم میں ایک ہی ضرب ہے، جب کہ دو ضربیں بھی جائز ہیں۔

(البنایة، کتاب الطهارة، باب التیمم، ج۱، ص ۵۲۰وغیرہ)

کندھوں اور بغلوں سمیت ہاتھوں پر مسح کرنے میں اختلاف

تیمم کے بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) تیمم میں دو ضربیں ہوتی ہیں: ایک چہرے کے لئے جب کہ دوسری دونوں ہاتھوں کے لئے (۲) جب کہ کندھوں اور بغلوں سمیت ہاتھوں کا مسح کرنے کا قول، چنانچہ حدیث نمبر ۳۱۸ میں یہی موضوع ہے۔ پس پہلا قول جو کہ دو ضربوں سے متعلق ہے، یہ ہمارا اور اکثر کا مذہب اور بعض شوافع، مالک، ثوری، حضرت علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمر، حسن بصری، شعبی، سالم بن عبداللہ بن عمر کا قول ہے، اور ایک جماعت کا

کہنا یہ ہے کہ ایک ہی ضرب کافی ہے چہرے اور ہاتھوں کے مسح کے لئے،اور یہ قول عطاء، مکحول، اوزاعی، احمد، اسحاق، ابن منذر کا قول ہے، جب کہ ابن سیرین کے نزدیک کم از کم تین ضربیں ہونی چاہیے، ایک چہرے کے لئے، دوسری ہتھیلیوں کے لئے اور تیسری بازو کے لئے۔زہری نے حدیث کے ظاہر کو لیا ہے اور کہتے ہیں کہ ہاتھوں کا مسح بغلوں سمیت کرنا واجب ہے۔اور یہ حدیث ان لوگوں کے لئے بھی حجت ہے جو تیمم میں کہنی سمیت مسح کرنے کو کہتے ہیں اور یہ قول ابن عمر، ان کے بیٹے سالم، حسن، شعبی، ابو حنیفہ، ثوری، مالک، شافعی کا ہے اور مالک سے ایک قول کوعین یعنی بند دست کا بھی ہے اور یہی قول امام شافعی کا قدیم قول ہے اور احمد سے ایک روایت یہی ہے اور امام مالک کہتے ہیں کہ جنابت کو عین یعنی بند دست تک ہوتی ہے جب کہ حدث اصغر مونڈھے تک ہوتا ہے۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: التيمم، ج ا، ص ۴۱۰)

(۱۲۴) بَابُ التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ
حالتِ اقامت میں تیمم

(۳۲۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى أَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ أَبُو الْجُهَيْمِ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَحْوَ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰى أَتَى عَلَى جِدَارٍ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

حضرت عبدالرحمن بن ہرمز نے عمیر مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اور عبداللہ بن یسار گئے جو مولی تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے، یہاں تک کہ ہم حضرت ابو جہیم بن حارث بن صمہ انصاری کے پاس پہنچے۔حضرت ابو جہیم نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بئر جمل کی جانب سے تشریف لارہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آدمی ملا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ ایک دیوار آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پر نور چہرے اور دونوں مبارک ہاتھوں پر مسح فرمایا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

(۳۳۰) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَوْصِلِيُّ أَبُو عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ الْعَبْدِيُّ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما فِي حَاجَةٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَقَضَى ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما حَاجَتَهُ فَكَانَ مِنْ حَدِيثِهِ يَوْمَئِذٍ أَنْ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي سِكَّةٍ مِنَ السِّكَكِ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى إِذَا كَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَتَوَارَى فِي السِّكَّةِ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْحَائِطِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ وَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ إِلَّا أَنِّي لَمْ أَكُنْ عَلَى طُهْرٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ

ثَابِتٍ حَدِيثًا مُنْكَرًا فِي التَّيَمُّمِ " قَالَ ابْنُ دَاسَةَ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يُتَابَعْ مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ عَلَى ضَرْبَتَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَوَوْهُ فِعْلَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما۔

محمد بن ثابت عبدی نے نافع سے روایت کی ہے کہ میں ایک ضرورت کے تحت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی حاجت پوری کرلی، دوران گفتگو اس روز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کسی گلی میں ایک آدمی سید عالم ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپ ﷺ قضائے حاجت یا پیشاب سے فارغ ہو کر نکلے تھے، پس اس نے آپ ﷺ کو سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے جواب نہ دیا، یہاں تک کہ وہ آدمی دوسری گلی میں جانے لگا تو آپ ﷺ نے ایک دیوار پر اپنے دونوں ہاتھ مارے اور انہیں اپنے چہرۂ انور پر پھیرا، پھر دوسری مرتبہ ضرب ماری اور اپنی دونوں کلائیوں پر مسح کیا، پھر اس آدمی کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا :"میں نے تمہارے سلام کا جواب اس لئے نہیں دیا تھا کہ میں طہارت سے نہ تھا"۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو فرماتے ہوئے سنا کہ تیمم کے متعلق محمد بن ثابت نے یہ حدیث منکر روایت کی ہے۔ ابن داسہ نے کہا کہ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سے دو ضربوں کے واقعے کو محمد بن ثابت کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا، بلکہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل کو روایت کیا ہے۔

(۳۳۱) حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى الْبُرُلُّسِيُّ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْغَائِطِ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ عِنْدَ بِئْرِ جَمَلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْحَائِطِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْحَائِطِ ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر تشریف لا رہے تھے کہ بئر جمل کے پاس آپ ﷺ کو ایک آدمی ملا اس نے آپ ﷺ کو سلام کیا لیکن سید عالم ﷺ نے اُسے سلام کا جواب نہ دیا، یہاں تک کہ ایک دیوار کی جانب بڑھے تو دیوار پر اپنا دستِ مبارک رکھا، پھر اُسے اپنے پر نور چہرے اور دونوں ہاتھوں پر ملا، پھر سید عالم ﷺ نے اُس آدمی کے سلام کا جواب دیا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "التیمم فی الحضر" اور اس کے تحت تین احادیث وہ لائے جس میں حالت حضر میں سید عالم ﷺ نے استنجاء وغیرہ فرمانے کے بعد جب تک وضو نہ تھا، اپنے صحابی کے سلام کا جواب نہ دیا اور تیمم کر کے سلام کا جواب ارشاد فرمایا اور وجہ یہی بیان فرمائی کہ بغیر طہارت کے میں نے سلام کا جواب دینا پسند نہیں فرمایا۔ صحاح میں اس مناسبت سے متعلق درج ذیل مقامات پر روایات موجود ہیں۔

*۔۔۔ نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک شخص سید عالم ﷺ کے پاس سے گزرا، آپ ﷺ

پیشاب فرمارہے تھے، اس نے سلام کیا لیکن سید عالم ﷺ نے اُسے جواب مرحمت نہ فرمایا۔

(صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب التيمم، رقم: (٧٠٩)/٣٧٠، ص١٨٥)، (سنن النسائى، كتاب الطهارة، باب: السلام على من يبول، رقم: ٣٧، ص١٩)، (سنن الترمذى، كتاب الطهارة، باب: فى كراهية رد السلام غير متوضى، رقم: ٩٠، ص ٤٠)

حل لغات

بئر جمل: مدینے کے قریب ایک کنویں کا نام ہے۔ یومئذ: اصل میں یوم اذ کان کذا تھا۔
فی سکة من السکك: یعنی دوسری جگہ، راستے یا گلی کو کہتے ہیں۔

حدیث نمبر "۳۲۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبد الملک بن شعیب: کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، ان کے والد شعیب بن لیث ابو عبد الملک فہمی، انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے عبد الملک، یحیی بن عبد اللہ بن بکر، یونس بن عبد الاعلی سے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال ماہ صفر سن ۱۹۹ھ میں ہوا۔ مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۲)۔۔۔ عمیر: مولی ام الفضل بنت حارث زوجہ عباس بن عبد المطلب ابو عبد اللہ، ان سے سالم ابو نضر، عبد الرحمن اعرج، اسماعیل بن رجاء زبیدی نے روایات کو نقل کیا ہے۔ ان کا انتقال سن ۱۰۴ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ ثقہ راوی تھے، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۳)۔۔۔ عبد اللہ بن یسار: یہاں حدیث لیث میں یہ صحیح مذکور ہے، جب کہ اصول صحیح مسلم میں "عبد الرحمن بن یسار مولی میمونہ" مذکور ہے، اور ابو علی غسانی اور مسلم کی اسانید کے جمیع متکلمین "عبد الرحمن" کے قول کو صریح خطا قرار دیتے ہیں اور "عبد اللہ بن یسار" کے قول کو ٹھیک قرار دیتے ہیں اور یہی قول امام بخاری، ابوداؤد، نسائی نے کیا ہے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں صحیح مسلم میں ہماری روایات سمرقندی، فارسی، جلودی، عبد اللہ بن یسار سے ٹھیک طرق سے روایت کی گئی ہیں اور مراد چار بھائی ہیں عبد اللہ، عبد الرحمن، عبد الملک اور عطاء جو کہ بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کے مولی تھے۔ (۴)۔۔۔ ابو الجہیم: ان کا نام عبد اللہ بن حارث بن صمہ تھا، ان سے بسر بن سعید، عمیر (مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما) اور جماعت کثیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۳۳۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ احمد بن ابراہیم موصلی: ابو علی، بغداد کے رہنے والے تھے، انہوں نے حماد بن زید، شریک بن عبد اللہ نخعی، ابن مبارک سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابوداؤد، نسائی، ابو یعلی، ابو زرعہ رازی، عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے روایات بیان کی ہیں۔ سن ۲۳۵ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ محمد بن ثابت عبدی: مصری ابو عبد اللہ،

انہوں نے نافع، عطاء بن ابی رباح، عمرو بن دینار سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ابن مبارک، وکیع، ابوالولید طیالسی نے روایات نقل کی ہیں۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۳۳۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ جعفر بن مسافر: تنیسی، ابوصالح ہذلی، انہوں نے یحیی بن حسان تنیسی، ایوب بن سوید حمیری رملی، عبداللہ بن یزید مقری، عبداللہ بن یحیی برلسی سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ابوداؤد، ان کے بیٹے عبداللہ بن ابو داؤد، نسائی نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۲۴۰ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ عبداللہ بن یحیی معافری: مصری برلسی، انہوں نے نافع بن یزید، حیوۃ بن شریح، سعید بن ابوایوب نے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے دحیم، جعفر بن مسافر، ابوداؤد، امام بخاری نے روایات بیان کی ہیں۔ (۳)۔۔۔ ابن الهاد: مراد یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن ہاد لیثی مدنی ابوعبداللہ ہیں، انہوں نے عبداللہ بن خباب، عبداللہ بن دینار، زہری اور جماعت متاخرین سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے یحیی بن سعید انصاری، مالک بن انس، لیث بن سعد، ابن عیینہ، حیوۃ بن شریح نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، ان کا انتقال سن ۱۳۹ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۳۲۹" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ انسان کے لئے جائز نہیں کہ قضائے حاجت کرنے والے شخص کو سلام کرے اور اگر سلام کیا تو جواب دینا مکروہ ہے۔ (۲)۔۔۔ جب قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے تو سلام کا جواب دے لے، سید عالم ﷺ کا تیمم کر کے جواب ارشاد فرمانا اس لئے تھا کہ سید عالم ﷺ کو بغیر طہارت کے اللہ عزوجل کا نام لینا ناپسند تھا کیونکہ سلام بھی اللہ عزوجل کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اور سلام کا معنی یہ ہیں: "سلام عليك، رحمة سلام عليك" جیسا کہ بعض نے کہا ہے، اور اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ فرمایا: "بیشک مجھے منع نہیں کیا گیا کہ سلام کا جواب نہ دوں لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا کہ طہارت کے بغیر سلام کا جواب دوں"۔ پس پانی کی موجودگی میں تیمم کر کے سلام کا جواب دینا، نماز جنازہ فوت ہو جانے یا نماز عید کے فوت ہو جانے کے خوف سے پانی کی موجودگی میں تیمم کر کے جنازہ و عید کو پالینا جائز ہے۔ (۳)۔۔۔ دیوار سے تیمم کرنا جائز ہے چہ جائے کہ دیوار پر غبار ہو یا نہ ہو، حدیث کے اطلاق کے باعث، اور یہ حدیث امام ابوحنیفہ کے نزدیک دیگر ائمہ پر حجت کی حیثیت رکھتی ہے۔ (۴)۔۔۔ اس میں دلیل ہے کہ تیمم نفل عبادت کے لئے جائز ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت، سجدۂ شکر، قرآن کو چھونا اور اسی قسم کے دیگر امور بھی اس میں شامل ہیں، جیسا کہ فرائض کی ادائیگی میں جائز ہے، اور یہی اجماع امت ہے جب کہ شوافع کے نزدیک فقط فرائض میں جائز ہے۔ (۵)۔۔۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ تیمم چہرے اور دونوں ہاتھوں کے مسح کرنے کا نام ہے۔

بغیر اجازت کے کسی کی دیوار سے تیمم کرنے کے جواز کا بہترین نکتہ

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ سید عالم ﷺ نے مالک کی اجازت کے بغیر کیسے دیوار سے تیمم کر لیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کے لئے ایسا کرنا مباح تھا کیونکہ سید عالم ﷺ جانتے تھے کہ جب اُس شخص کو معلوم ہو گا کہ میں نے اس کی دیوار سے تیمم کیا ہے تو وہ خوش ہو گا لہذا اس صورت میں کراہیت نہیں ہوتی کہ تیمم سے پہلے اجازت لی جائے جب کہ اُس کے خوش ہونے کا امکان غالب ہو اور یہ عام انسانوں کے لئے بھی مباح ہے تو سید عالم ﷺ کی ذات بدرجہ اولی اس کی مستحق ہے۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب التیمم فی الحضر، ج۱، ص۴۲۲)

پانی کی موجودگی میں سید عالم ﷺ کا تیمم کرنا

امام نووی لکھتے ہیں: اس حدیث کو اس بات کی جانب محمول کیا جاتا ہے کہ سید عالم ﷺ تیمم کرنے کے وقت پانی پر قادر نہ تھے کیونکہ پانی کی موجودگی میں تیمم کرنا جائز نہیں ہے اور نماز کا وقت تنگ ہونے کی صورت میں یا نماز جنازہ یا عید کے فوت ہو جانے کی صورت میں تیمم کرنے کی اجازت نہیں ہے اور یہ ہمارا (شوافع) اور جمہور کا مذہب ہے جب کہ امام اعظم کے نزدیک پانی کی موجودگی میں تیمم کرنا جائز ہے جیسا کہ نماز جنازہ اور عیدین کے فوت ہونے کا خدشہ ہو تو تیمم کر کے نماز کو پائے۔ بغوی کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے بعض سے پوچھا کہ اگر فرض نماز فوت ہو جانے کا خوف ہو تو کیا کرے، جواب دیا کہ تیمم کر کے نماز ادا کرے پھر بعد میں اس کی قضاء کرے اور معروف قولِ اول ہے۔ (نووی علی مسلم، کتاب الحیض، باب: التیمم، تحت رقم: ۱۱۴/(۳۶۹)، ص ۳۳۰)

بغیر طہارت کے سلام کا جواب دینے میں احکام واقوال

امام نووی شافعی لکھتے ہیں: اس حدیث میں دلیل ہے کہ مسلمان کو اس حالت میں سلام کا جواب دینا جائز نہیں ہے اور اس پر اتفاق ہے، ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت سلام کرنا مکروہ ہے اور اگر کوئی ایسی حالت میں سلام کرلے تو اُسے جواب دینا مکروہ ہے، کہتے ہیں کہ جو شخص قضائے حاجت کو بیٹھا ہو اس کے لئے اللہ جل جلالہ کا نام لینا مکروہ ہے جیسا کہ تسبیح و تہلیل اور سلام کا جواب دینا، اسی طرح چھینکنے والے کی چھینک کا جواب، چھینکنے والے کا الحمد للہ کہنا، اسی طرح اذان کا جواب دینا، اور اسی طرح ان اذکار میں سے کوئی ذکر حالت جماع میں کرنا ممنوع ہے لیکن چھینک آنے کی صورت میں زبان کو حرکت دیئے بغیر دل میں جواب دے سکتا ہے۔ اور مذکورہ کراہیت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی اور اذکار کہنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اسی طرح قضائے حاجت کے وقت میں کلام کرنا چاہے جائے کہ کسی بھی قسم کا کلام ہو مکروہ ہے اور ضرورت کے باعث کلام کر سکتے ہیں جیسا کہ کسی کو کنویں میں گرتا دیکھ رہے ہیں اور آگاہ نہ کرنے پر وہ کنویں میں گر جائے گا یا کسی اژدھے کو دیکھا ہو جو نقصان پہنچائے گا یا بچھو یا اسی قسم کا کوئی اور جانور ہو، پس اس طرح کے کلام جو کہ ضرورت کے باعث ہوں تو مکروہ نہیں ہیں بلکہ واجب ہے کہ ایسے کلام کر لئے

جائیں۔اور مذکورہ احکام جو کراہیت کے بارے میں منقول ہیں یہ ہمارے مذہب اور اکثر کے مذہب کے مطابق ہیں اور ابن منذر نے ابن عباس، عطاء، سعید جہنی، عکرمہ سے نقل کئے ہیں۔ابراہیم نخعی اور ابن سیرین کہتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (نووی علی مسلم، کتاب الحیض، باب: التیمم، رقم:۱۱۵/(۳۷۰)، ص ۳۳۰)

علامہ عینی لکھتے ہیں: طہارت کے بغیر اللہ جل جلالہ کا نام ذکر کرنا مکروہ ہے،اور یہی قول حماد نے اپنی مصنف میں لکھا ہے،ابن جوزی کہتے ہیں بغیر طہارت کے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے کیونکہ سلام بھی اللہ عزوجل کے ناموں میں سے نام ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ پہلا حکم ہو اس کے بعد دوسرے حکم پر استقرار کیا گیا ہو۔شرح طحاوی میں ہے کہ بغیر طہارت کے سلام کے جواب دینے پر وارد ہونے والی حدیث آیت وضو سے منسوخ ہے،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے منسوخ ہے آپ فرماتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر حالت میں اللہ عزوجل کا نام لیا کرتے تھے۔اور حضرت جابر جعفی سے منقول روایت میں یوں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پانی کا ارادہ فرماتے تو ہم اُن سے کلام کرتے لیکن وہ ہم سے کلام نہ کرتے اور ہم اُنہیں سلام پیش کرتے لیکن وہ ہمیں سلام نہ پیش کرتے۔یہاں تک کہ آیت رخصت نازل ہوئی: ﴿یایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو (المائدۃ: ٦)﴾۔

(عمدۃ القاری، کتاب التیمم، باب: التیمم فی الحضر اذا لم یجد الماء، تحت رقم:۳۳۷،ج۳،ص۲۰۴)

(۱۲۵) بَابُ الْجُنُبِ يَتَيَمَّمُ

جنبی شخص کا تیمم کرنا

(۳۳۲) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنَا خَالِدُ الْوَاسِطِيُّ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ ح حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيَّ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ عَنْ اَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: اجْتَمَعَتْ غُنَيْمَةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: يَا اَبَا ذَرٍّ ابْدُ فِيهَا فَبَدَوْتُ اِلَى الرَّبَذَةِ فَكَانَتْ تُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَاَمْكُثُ الْخَمْسَ وَالسِّتَّ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: اَبُو ذَرٍّ رضي الله عنه فَسَكَتُّ فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ اَبَا ذَرٍّ رضي الله عنه لِاُمِّكَ الْوَيْلُ فَدَعَا لِي بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ فَجَاءَتْ بِعُسٍّ فِيهِ مَاءٌ فَسَتَرَتْنِي بِثَوْبٍ وَاسْتَتَرْتُ بِالرَّاحِلَةِ وَاغْتَسَلْتُ فَكَاَنِّي اَلْقَيْتُ عَنِّي جَبَلًا فَقَالَ الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ اِلَى عَشْرِ سِنِينَ فَاِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَاَمِسَّهُ جِلْدَكَ فَاِنَّ ذَالِكَ خَيْرٌ وَقَالَ: مُسَدَّدٌ: غُنَيْمَةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ عَمْرٍو اَتَمُّ۔

عمر بن بُجدان سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کافی بکریاں اکٹھی ہو گئیں تو فرمایا: "اے ابوذر (رضی اللہ عنہ)! انہیں چراؤ"، پس میں انہیں زبدہ کی جانب لے گیا۔مجھے جنابت لاحق ہوئی جب کہ میں وہاں پانچ چھ روز رہا، جب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے ابو ذر (رضی اللہ عنہ)! "میں خاموش رہا، "ابوذر کی ماں اُسے روئے، تمہاری ماں کی خرابی ہو"، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سیاہ

فام لونڈی کو بلایا جو ایک بالٹی لائی جس میں پانی تھا، پس میں نے ایک کپڑے سے ستر چھپالیا اور سواری کی آڑ میں غسل کر لیا تو گویا میرے اوپر سے پہاڑ اتر گیا، فرمایا: "پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے خواہ دس سال گزر جائیں، جب تمہیں پانی ملے تو اپنے جسم پر بہالو کیونکہ یہ بہتر ہے"، مسدد نے کہا کہ بکریاں صدقے کی تھیں اور ابو داؤد نے کہا کہ مکمل حدیث عمرو کی ہے۔

(۳۳۳) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ قَالَ: دَخَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ فَأَهَمَّنِي دِينِي فَأَتَيْتُ أَبَا ذَرٍّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: أَبُو ذَرٍّ رضی اللہ عنہ إِنِّي اجْتَوَيْتُ الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لِي رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِذَوْدٍ وَبِغَنَمٍ فَقَالَ لِي: اشْرَبْ مِنْ أَلْبَانِهَا قَالَ حَمَّادٌ: وَأَشُكُّ فِي أَبْوَالِهَا هٰذَا قَوْلُ حَمَّادٍ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ رضی اللہ عنہ: فَكُنْتُ أَعْزُبُ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِي أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَأُصَلِّي بِغَيْرِ طُهُورٍ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَهُوَ فِي ظِلِّ الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ: نَعَمْ هَلَكْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: وَمَا أَهْلَكَكَ؟ قُلْتُ إِنِّي كُنْتُ أَعْزُبُ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِي أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَأُصَلِّي بِغَيْرِ طُهُورٍ فَأَمَرَ لِي رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَاءٍ فَجَاءَتْ بِهِ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ بِعُسٍّ يَتَخَضْخَضُ مَا هُوَ بِمَلْآنَ فَتَسَتَّرْتُ إِلَى بَعِيرِي فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "يَا أَبَا ذَرٍّ رضی اللہ عنہ: إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورٌ وَإِنْ لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ إِلَى عَشْرِ سِنِينَ فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمِسَّهُ جِلْدَكَ" قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ لَمْ يَذْكُرْ أَبْوَالَهَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا لَيْسَ بِصَحِيحٍ وَلَيْسَ فِي أَبْوَالِهَا إِلَّا حَدِيثُ أَنَسٍ تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْبَصْرَةِ۔

بنی عامر کے ایک شخص سے روایت ہے کہ میں نے اسلام قبول کیا تو مجھے اپنے دین کو سیکھنے کا شوق دامنگیر ہوا، پس میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے مدینہ منورہ کی آب وہوا موافق نہ آئی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے چند اونٹوں اور بکریوں کا حکم فرمایا اور مجھ سے فرمایا کہ ان کا دودھ پیتے رہنا، حماد کو پیشاب کے متعلق فرمانے میں شک ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پانی سے پرہیز کرتا رہا اور گھر والے میرے ساتھ تھے۔ مجھے جنابت لاحق ہو گئی تو میں بغیر طہارت کے نماز پڑھتا رہا، جب دوپہر کے وقت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے سائے میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جھرمٹ میں جلوہ فرما تھے، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابوذر (رضی اللہ عنہ)!"، میں عرض گزار ہوا: ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو ہلاک ہو گیا، فرمایا: "تمہیں کس چیز نے ہلاک کیا"، عرض گزار ہوا کہ میں پانی سے بچتا تھا اور میری بیوی میرے ساتھ تھی تو مجھے غسل جنابت لاحق ہو گیا اور میں طہارت کے بغیر نماز پڑھتا رہا، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے پانی لانے کا حکم دیا تو ایک سیاہ فام لونڈی بالٹی میں کچھ پانی لائی، پس میں نے اونٹ کی آڑ میں غسل کیا اور پھر حاضر بارگاہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہو گیا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابوذر (رضی اللہ عنہ)! بیشک پاک مٹی پاک کرنے والی ہے اگرچہ تمہیں دس سال پانی نہ ملے، جب پانی ملے تو اپنے جسم پر بہالو"، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ روایت کیا اسے حماد بن

زید نے ایوب سے، اور پیشاب کا ذکر نہ کیا اور یہ بات صحیح نہیں ہے اور پیشاب کا ذکر صرف حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے جسے صرف اہل بصرہ نے روایت کیا ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "الجنب یتیمم" اور اس کے تحت دو احادیث لائے جس میں جنبی شخص کے تیمم سے متعلق حکم موجود ہے جب کہ اُسے پانی نہ مل سکے، صحاح میں اس موضوع کی مناسبت سے درج ذیل ایک تخریج پیش کی جاتی ہے۔

*--- (جامع الترمذی، کتاب الطهارة، باب: التیمم للجنب اذا لم یجد الماء، رقم: ۱۲۴، ص ۵۰)

حل لغات

ابد فیها: بادیہ یعنی صحراء یا جنگل کی جانب نکل جانا۔

الزبدۃ: مدینہ کے قریب ایک بستی کا نام ہے جس میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مزار ہے اور اس بستی اور مدینہ شہر کے مابین تین مراحل کا فاصلہ ہے۔ فامکث الخمس والست: یعنی پانچ یا سات دن۔

لامك الويل: یعنی ہلاکت، ملال اور عذاب کی مشقت، اور ان سب ہی کو ویل کہا جاتا ہے۔

فاستترت بالراحلة: مذکر یا مونث اونٹ کی سواری۔

ولو الی عشر سنین: کثرت کے باعث دس سال کا قول کیا گیا ہے کیونکہ اس تک پہنچ کر اکائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

فهمنی دینی: یعنی امور دینیہ مراد ہیں۔

انی اجتویت المدینة: یعنی مجھے "الجوی" کا مرض لاحق ہوا ہے، پیٹ کے کسی مرض کو "الجوی" کہتے ہیں۔

وھو فی رھط: الرھط کہتے ہیں دس سے کم آدمیوں کی جماعت جن میں کوئی عورت نہ ہو، اللہ نے فرمایا: ﴿وکان فی المدینة تسعة رھط اور شہر میں نو شخص تھے (النمل: ۴۸)﴾۔

حدیث نمبر "۳۳۲" کے رجال

(۱)--- عمرو بن بجدان: عامری قعنبی، انہوں نے ابوذر غفاری، ابو زید انصاری سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ابو قلابہ، ابن مدینی نے اور ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں۔ (۲)--- ابوذر رضی اللہ عنہ: ان کا نام جندب بن جنادہ بن سفیان بن عبید بن وقیعہ بن حرام بن غفار، ایک قول کے مطابق ان کا نام بریر بن جنادہ، یا بریر بن جندب، جندب بن عبد اللہ بھی بتایا جاتا ہے۔ یہ چوتھے یا پانچویں اسلام لانے والے شخص تھے، مکہ مکرمہ میں اسلام لائے پھر اپنے آبائی علاقے میں چلے گئے، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کو مدینہ میں تشریف لائے اور انہوں نے ۲۸۱ احادیث روایت کیں، جس میں سے بخاری و مسلم کا بارہ احادیث پر اتفاق ہوا اور دو احادیث پر امام بخاری اور سترہ پر امام مسلم منفرد ہوئے۔ ان سے عبد اللہ بن عباس، انس بن مالک، زید بن وہب، معرور بن سوید نے روایات

نقل کی ہیں۔ ۳۲ھ میں انتقال فرمایا، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی جنازہ پڑھائی۔

حدیث نمبر "۳۴۳" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔اس حدیث میں دلیل ہے کہ تیمم کرنے والا شخص اپنے تیمم کو کئی نمازوں کے ساتھ جمع کر سکتا ہے اور یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور حدیث مذکورہ ان کے مخالف پر حجت ہے۔

(۲)۔۔۔اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ پانی کے استعمال پر قادر ہونے کے باعث تیمم ٹوٹ جائے گا اور یہ تمام احوال میں کئے جانے والے تیمم کا مسئلہ ہے چہ جائے کہ نماز کے لئے تیمم کیا ہو یا کسی اور امر دینی کے انجام دینے کے لئے، اور یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور ان کے مخالف پر حجت ہے۔

(۳)۔۔۔بے وضو اور جنبی دونوں ہی تیمم کرنے کے مسئلے میں برابر ہیں اور خطابی کہتے ہیں اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ کوئی شخص پانی کو پائے لیکن تمام اعضاء میں استعمال کرنے پر قادر نہ ہو بلکہ بعض اعضاء پر پانی بہائے اور بعض پر تیمم کرے جیسا کہ کوئی زخمی شخص ہے اور بعض اعضائے وضو پر پانی بہانا نقصان دہ ہوتا ہو تو اُن پر تیمم کرے اور یہی قول امام شافعی کا بھی ہے اور امام شافعی کے اصحاب نے یہاں سے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ شہر میں رہنے والے کے لئے فرض نماز کے لئے تیمم کرنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح جنازہ اور عیدین کی نماز کے لئے بھی تیمم کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ انہوں نے پانی کو پالیا ہے لہٰذا اُن پر اعضائے مغسولہ پر پانی بہانا لازم ہے۔

میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ ہمیں یہ منظور نہیں ہے کیونکہ فقط پانی کا موجود ہونا ہی کافی نہیں بلکہ اس پر استعمال کی قدرت ہونا بھی لازم ہے یعنی جب جنازہ آچکا اور اُسے جنازہ کے فوت ہو جانے کا خوف لاحق ہے تو پانی کے استعمال پر قدرت نہ پائی گئی اور اگر معاملہ برعکس ہے کہ جنازہ تو آگیا ہے لیکن اُس کے فوت ہو جانے کا خوف نہیں ہے تو پھر تیمم کرنا جائز نہ رہے گا جیسا کہ کتب احناف میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب: الجنب یتیمم، ج۱، ص ۴۲۷)

(۱۲۶) بَابُ اِذَا خَافَ الْجُنُبُ الْبَرْدَ اَیَتَیَمَّمُ

جب جنبی کو ھلاکت کا خوف ہو تو کیا وہ تیمم کر سکتا ہے؟

(۳۴۴) حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ اَخْبَرَنَا اَبِيْ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ اَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِيْ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ الْمِصْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: احْتَلَمْتُ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِيْ غَزْوَةِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ فَاَشْفَقْتُ اِنِ اغْتَسَلْتُ اَنْ اَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِاَصْحَابِي الصُّبْحَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: يَا عَمْرُو رضی اللہ عنہ صَلَّيْتَ بِاَصْحَابِكَ وَاَنْتَ جُنُبٌ؟ فَاَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ مَنَعَنِيْ مِنَ الْاِغْتِسَالِ وَقُلْتُ اِنِّيْ سَمِعْتُ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ

كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا (النساء:۲۹)﴾ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرٍ مِصْرِيٌّ مَوْلٰى خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ وَلَيْسَ هُوَ ابْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ۔

عبدالرحمن بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ ذات السلاسل کے دوران ایک ٹھنڈی رات مجھے احتلام ہو گیا پس مجھے ڈر محسوس ہوا کہ غسل کرنے سے میں ہلاک ہو جاؤں گا پس میں نے تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور سید عالم ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عمرو! تم نے اپنے ساتھیوں کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی"؟ میں نے غسل نہ کرنے کی وجہ بیان کی، اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے: ﴿لا تقتلوا انفسكم ان الله كان بكم رحيما اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بیشک اللہ تم پر مہربان ہے (النساء:۲۹)﴾ پس سید عالم ﷺ مسکرائے اور مزید آپ ﷺ نے کچھ نہ فرمایا، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ عبدالرحمن بن جبیر مصری، خارجہ بن حذافہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ابن جبیر بن نفیر نہیں ہیں۔

(۳۳۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ كَانَ عَلٰى سَرِيَّةٍ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَهُ قَالَ: فَغَسَلَ مَغَابِنَهُ وَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ التَّيَمُّمَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوٰى هٰذِهِ الْقِصَّةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ فِيهِ: فَتَيَمَّمَ۔

عبدالرحمن بن جبیر نے ابو قیس مولی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایک سریہ میں تھے پھر مذکورہ حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اپنے سرین دھوئے اور نماز کے لئے وضو کیا، پھر لوگوں کو نماز پڑھائی اور تیمم کا ذکر نہ کیا، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ روایت کیا گیا ہے کہ اس واقعہ کو اوزاعی کے واسطے کے ساتھ حسان بن عطیہ سے اس روایت میں کہا کہ انہوں نے تیمم کیا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب کا نام: "اذا خاف الجنب البرد ایتیمم" رکھ کر ان احادیث کو بیان کر دیا کہ جنبی کو سردی کا صحیح خوف ہو تو بجائے غسل کرنے کے تیمم کر لے، درج ذیل صحاح ستہ کے علاوہ مذکورہ بالا حدیث کی تخریج ذکر کی جاتی ہے۔

*۔۔۔عبدالرحمن بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ ذات السلاسل کے دوران ایک ٹھنڈی رات مجھے احتلام ہو گیا پس مجھے ڈر محسوس ہوا کہ غسل کرنے سے میں ہلاک ہو جاؤں گا پس میں نے تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور سید عالم ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عمرو! تم نے اپنے ساتھیوں کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی"؟ میں نے غسل نہ کرنے کی وجہ بیان کی

،اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے: ﴿لا تقتلوا انفسكم ان الله كان بكم رحيما اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بیشک اللہ تم پر مہربان ہے (النساء :۲۹)﴾، پس سید عالم ﷺ مسکرائے اور مزید آپ ﷺ نے کچھ نہ فرمایا، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ عبد الرحمن بن جبیر مصری یہ خارجہ بن حذافہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ابن جبیر بن نضیر نہیں ہیں۔ (سنن دار القطنی، باب: التیمم، رقم: ۶۸۱، الجز: ۱، ص ۳۲۷، الشاملة)

حل لغات

في غزوة ذات السلاسل: ایک وادی کا نام ہے جو مدینہ شہر سے دس دن کے فاصلے پر واقع ہے، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس وادی میں ایسا پانی پایا جاتا ہے جو کہ جذامی کے مریضوں کے لئے شفاء ثابت ہوتا ہے اسی وجہ سے اسے سلاسل کہتے ہیں کیونکہ جذام کو "السلسل" کہا جاتا ہے اور یہ غزوہ سن ۸ھ جمادی الاولی میں وقوع پذیر ہوا۔

فاشفقت: خوف ہونے کے معنی میں مستعمل ہے۔ مغابن: سرین کو کہتے ہیں۔

حدیث نمبر "۳۳۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ وھب بن جریر: بن حازم ابو عباس بصری، انہوں نے اپنے والد، شعبہ، ہشام دستوائی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے احمد بن حنبل، ابن مدینی، ابو خیثمہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۲۰۶ھ میں حج سے واپسی پر بصرہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہوا۔ (۲)۔۔۔ عمران بن ابی انس: مصری عامری، بنی عامر بن لوی میں سے ایک تھے۔ انہوں نے عبد الرحمن بن ابو سعید خدری، سلمان اغر، ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۳۳۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابن وہب: مراد عبد اللہ بن وہب مصری ہیں۔(۱)۔۔۔ ابن لہیعہ: یعنی عبد اللہ بن لہیعہ۔(۳)۔۔۔ ابو قیس مولی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ: ان سے عبد الرحمن بن جبیر و بسر بن سعید، علی بن رباح، یزید بن ابی حبیب نے روایات بیان کی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔(۴)۔۔۔ حسان بن عطیہ: شامی ابو بکر محاربی، انہوں نے ابو واقد لیثی، ابو درداء سے مرسلاً روایات بیان کی ہیں۔ ابن مسیب، ابن منکدر، نافع (ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مولی) سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے اوزاعی، عبد الرحمن بن ثابت، حفص بن غیلان نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۳۳۴" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ مسافر کو سردی کا خوف ہو تو اُسے تیمم کرنا جائز ہے، اگرچہ پانی موجود ہو، اور امام ابو حنیفہ نے مقیم کے لئے بھی ایسی صورت میں پانی کے استعمال پر عاجز ہونے کی وجہ سے تیمم کرنا جائز قرار دیا ہے اور امام شافعی کے نزدیک مقیم کو جب سخت سردی کے باعث اعضاء کے تلف ہو جانے کا خوف ہو تو تیمم کر کے نماز ادا کرے اور بعد میں اُس نماز کا

اعادہ کرے اور مالک وسفیان نے کہا ہے کہ تیمم کرے جیسا کہ مریض کرتا ہے اور عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں اعضاء دھوئے اگرچہ موت لاحق ہو جائے اور یہ مشکل قول ہے۔

(۲)۔۔۔اس حالت میں تیمم سے پڑھی گئی نماز کا اعادہ نہ کرنا ثابت ہوتا ہے اور یہ حدیث دلیل ہے اُن لوگوں کے نزدیک جو اعادہ کا حکم کرتے ہیں کیونکہ سید عالم ﷺ نے واضح اور مبہم انداز میں اعادہ کا حکم نہ دیا۔

(۳)۔۔۔سید عالم ﷺ کے زمانے میں ان کی عدم موجودگی میں صحابہ کا اجتہاد کرنا جائز ہے اور یہ قول بعض اصولیوں کا ہے۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب: اذا خاف الجنب البرد تیمم، ج۱،ص ۴۳۱ وغیرہ)

تیمم والا شخص وضو کرنے والے کی اقتداء کر سکتا ہے یا نہیں، اختلاف ائمہ

تیمم کرنے والا شخص وضو کرنے والوں کی امامت کر سکتا ہے اور یہی امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا قول ہے اور امام محمد کے نزدیک جائز نہیں ہے، کیونکہ تیمم طہارت ضروریہ ہے اور اصل طہارت پانی سے حاصل ہوتی ہے جب کہ امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف اسے مطلق طہارت مانتے ہیں۔(الهداية، کتاب الصلوة، باب: الامامة، ج۱،ص ۲۴۴)،(الهندية، کتاب الصلوة، باب: الامامة ،الفصل الثالث فی بیان من یصلح امام لغیرہ، ج۱،ص ۹۳)

جنبی کے لئے تیمم کرنے کی تین صورتیں

(۱)۔۔۔جب جنبی کو مرض کی وجہ سے اپنی جان کا خوف ہو تو اس کے لئے پانی کی موجودگی میں تیمم کرنا مباح ہے، کیا مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو تو تیمم کر سکتا ہے؟اس بارے میں دو اقوال ہیں: علمائے شوافع کا قول جواز کا ہے اور یہی قول امام مالک، ابو حنیفہ اور ثوری کا ہے اور امام مالک سے ایک روایت منع ہونے کی ہے۔عطاء اور حسن بصری سے ایک روایت یوں ہے مرض کی صورت میں تیمم اصلاً مباح نہیں ہے اور طاؤس نے اس قول کو ناپسند کیا ،ان کے نزدیک تیمم فقط پانی نہ ہونے کی بناء پر جائز ہے اور اس کے علاوہ جائز نہیں ہے اور یہی قول امام ابو یوسف اور محمد کا ہے ،اور اس قول کو "توضیح "میں بھی ذکر کیا ہے اور "شرح الوجیز "میں ہے کہ جب مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو ،اور اس بارے میں تین اقوال بیان کئے گئے ہیں ،ان میں سے ظاہر قول تیمم کے جواز کا ہے لیکن دیگر اقوال میں سے ایک قول منع کا ہے اور اس کے قائل احمد ہیں اور باقی دو اقوال جواز کے ہیں اور یہ اقوال اصطخری اور عامۃ الصحابہ کے ہیں اور یہی قول امام مالک وابو حنیفہ کا ہے۔اور "حلیة "میں اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔اور اگر مرض ایسا ہے کہ پانی کا استعمال ضرر نہیں دیگا جیسا کہ سر درد اور معمولی بخار تو ایسی صورت میں تیمم جائز نہیں ہو گا اور داؤد کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں بھی تیمم جائز ہے اور انہوں نے یہ قول امام مالک سے نقل کیا ہے جب کہ امام مالک کے نزدیک ایسی صورت میں تیمم جائز نہیں ہے۔(۲)۔۔۔جنبی شخص کو جب اپنی جان جانے کا خوف ہو تو اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ،اور قاضیخان میں ہے: شہر میں جنبی شخص کو سردی کے باعث اپنی جان کی ہلاکت کا خوف ہو تو اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے اور مسافر جب غسل کرنے کے باعث اپنی جان

کی ہلاکت کا خوف کرے تو اس کے لئے بھی بالاتفاق تیمم کرنا جائز ہے اور حدیث شہر کے حوالے سے منقول ہے پس امام ابو حنیفہ کے قول میں بعض نے اختلاف کیا ہے چنانچہ شیخ الاسلام نے اُسے جائز کہا ہے جب کہ حلوانی نے اسے ناجائز قرار دیا ہے۔ (۳)۔۔۔ جنبی شخص کو جب پیاس کا خوف ہو تو اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے اور یہ ہمارے نزدیک ہے جب کہ جنبی کے ساتھ اس کا کوئی ساتھی ہو یا اس کے ساتھ کوئی جانور ہو مثلاً چوپایہ، یا کتا یا پرندہ وغیرہ اور "شرح الوجیز" میں ہے جب جنبی کو اپنی جان کی ہلاکت کا خوف ہو یا مال کی ہلاکت کا خوف لاحق ہو یا چوری ہو جانے کا خوف لاحق ہو تو اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے، اور اگر اسے پانی پینے کی حاجت ہو یا اپنے ساتھی کی پیاس کا خیال ہو یا اپنے جانور کی پیاس کا خیال دامن گیر ہو تو اُسے تیمم کرنا جائز ہے اور "المغنی" میں ابن قدامہ سے منقول ہے کہ اگر پانی فساق کے پاس ہو اور عورت کو اُن سے اپنی عزت کا خطرہ ہو تو اُس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے۔

(عمدة القاری، کتاب التیمم ،باب:اذا خاف الجنب علی نفسه المرض ،ج۳،ص ۲۲۹)

(۱۲۷) بَابٌ فِي الْمَجْرُوحِ يَتَيَمَّمُ
زخمی آدمی کا تیمم کرنا

(۳۳۶) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْطَاكِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ خُرَيْقٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ ثُمَّ احْتَلَمَ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ فَقَالَ: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ؟ فَقَالُوْا: مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أُخْبِرَ بِذَالِكَ فَقَالَ: قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِرَ أَوْ يَعْصِبَ شَكَّ مُوسَى عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحَ عَلَيْهَا وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهِ۔

عطاء سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک آدمی کے سر میں پتھر آ کر لگا تو اس کا سر پھٹ گیا، پھر اسے احتلام ہو گیا، اس نے ساتھیوں سے کہا کہ کیا آپ کو میرے لئے تیمم کی اجازت نظر آتی ہے ؟، انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک آپ کو تیمم کی اجازت نہیں ہے کیونکہ آپ پانی پر قادر ہیں، پس اس نے غسل کیا اور وفات پائی، جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تمہیں مارے، تم نے اُسے قتل کر دیا، جب تمہیں معلوم نہ تھا تو مسئلہ کیوں نہ پوچھا کیونکہ بے خبری کا علاج پوچھنا ہے، اُس کے لئے تیمم کر لینا کافی تھا اور پٹی باندھ لیتا"، اس میں موسیٰ کو شک ہے کہ زخم پر کپڑا باندھ کر مسح کر لیا جاتا اور باقی سارے جسم کو دھو لیتا۔

(۳۳۷) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْاَنْطَاكِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ أَخْبَرَنِي الْاَوْزَاعِيُّ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: أَصَابَ رَجُلًا جُرْحٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ احْتَلَمَ

فَأُمِرَ بِالاغْتِسَالِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللهُ أَلَمْ يَكُنْ شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالَ۔

عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک آدمی کو زخم پہنچا، پھر اُسے احتلام ہو گیا تو اسے غسل کرنے کا حکم دیا گیا، اس نے غسل کیا تو فوت ہو گیا، جب یہ بات سید عالم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے قتل کر دیا گیا، اللہ اُنہیں مارے کیا معلوم کر لینا بے خبری کا علاج نہیں ہے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام "فی المجروح یتیمم" رکھ کر دو احادیث نقل فرمائیں اور اس کے موازنے کے طور پر درج ذیل ایک ہی روایت پر اختصار کیا ہے۔

*۔۔۔عطاء سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک آدمی کے سر میں پتھر آکر لگا تو اس کا سر پھٹ گیا، پھر اسے احتلام ہو گیا، اس نے ساتھیوں سے کہا کہ کیا آپ کو میرے لئے تیمم کی اجازت نظر آئی ہے؟، انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک آپ کو تیمم کی اجازت نہیں ہے کیونکہ آپ پانی پر قادر ہیں، پس اس نے غسل کیا اور وفات پائی، جب ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچے اور آپ ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تمہیں مارے، تم نے اُسے قتل کر دیا، جب تمہیں معلوم نہ تھا تو مسئلہ کیوں نہ پوچھا کیونکہ بے خبری کا علاج پوچھنا ہے، اُس کے لئے تیمم کر لینا کافی تھا اور پٹی باندھ لیتا"، اس میں موسی کو شک ہے کہ زخم پر کپڑا باندھ کر مسح کر لیا جاتا اور باقی سارے جسم کو دھو لیتا۔

(سنن دار القطنی، باب: جواز التیمم لصاحب الجراح، الجز: ۱، ص ۳۴۸)

حل لغات

فشجه: کوئی چیز لگے جس سے زخم ہو جائے، پھر اس لفظ کا استعمال اعضاء کے علاوہ میں بھی ہونے لگا۔

شفاء العی سوال: جہالت کی شفاء سوال کرنا ہے۔

حدیث نمبر "۳۳۶" کے رجال

(۱)۔۔۔موسی بن عبدالرحمن: انطاکی حلبی، انہوں نے زید بن حباب، محمد بن سلمہ، عطاء بن مسلم سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ابو داؤد، نسائی نے روایات بیان کی ہیں۔(۲)۔۔۔زبیر بن خریق: انہوں نے ابو امامہ، عطاء سے جبکہ ان سے محمد بن سلمہ، عروہ بن دینار نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ بہت کم احادیث نقل کرنے والے راوی تھے۔ ابو داؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۳۳۷" کے رجال

(۱)۔۔۔نصر بن عاصم انطاکی: ان سے محمد بن شعیب بن شابور، امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں۔(۲)۔۔۔محمد بن شعیب: بن شابور دمشقی شامی، بنی امیہ یعنی ولید بن عبد الملک کے مولی ہوئے ہیں۔ انہوں نے خالد بن دہقان، عثمان بن ابی عالیہ، اوزاعی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابن مبارک، محمد بن مصفی، کثیر بن عبد الحمصان نے روایات کو نقل کیا ہے۔ ۸۲ سال کی عمر میں ۱۹۹ھ میں بیروت میں انتقال کیا۔

حدیث نمبر "۳۳۶" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔بغیر علم کے فتوی دینے کی مذمت ہوئی، اسی بناء پر حدیث پاک میں مذمت آمیز جملے بیان ہوئے۔

(۲)۔۔۔اس حدیث میں زخمی جنبی کے تیمم کرنے پر دلیل ہے جب کہ اُسے پانی کے استعمال پر خوف لاحق ہو۔

(۳)۔۔۔اس حدیث میں زخمی اعضاء پر مسح کرنے کے جواز پر دلیل ہے، خطابی کہتے ہیں کہ فقہ نے اسی حدیث کی بناء پر غسل و تیمم کو جمع کرنے کا حکم دیا ہے جب کہ دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے لئے کافی نہ ہو اور اصحاب رائے کہتے ہیں جب اعضائے جسمانی میں قلیل حصہ مجروح ہو تو وضو کرنے اور تیمم کرنے کو جمع کیا جائے اور جب زیادہ حصہ زخمی ہو تو فقط تیمم پر اقتصار کیا جائے۔ میں (علامہ عینی) یہ کہتا ہوں کہ اصحاب رائے سے اصحاب ابو حنیفہ کا ارادہ کیا، لیکن ان کا مذہب یہ نہیں جو خطابی نے بیان کیا ہے، بلکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ جب کسی بندے کا اکثر بدن صحیح ہو اور اس میں کہیں کہیں زخم ہوں تو صحیح کو دھوئے اور تیمم نہ کرے بلکہ زخمی حصے پر بندھی ہوئی پٹی پر مسح کرلے اور اگر اکثر حصہ زخمی ہو تو فقط تیمم کرلے اور دھوئے نہیں اور ہمارے اصحاب نے کبھی بھی پانی اور مٹی کو جمع نہیں کیا۔ حدیث کا جواب یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے دھونے اور تیمم کرنے کو جمع نہیں کیا بلکہ یہ بیان کیا ہے کہ زخمی شخص اگر جنبی بھی ہو جائے تو وہ تیمم کرے جب کہ اکثر حصہ زخمی ہو اور باقی حصے پر مسح کرے اور اگر اکثر حصہ صحیح ہے تو جس حصے پر زخم ہیں انہیں مسح کرے اور باقی حصے کو دھوئے یعنی غسل کرے۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب: المجدور يتيمم، ج۱، ص ۳۳۴)

(۱۲۸) بَابٌ فِي الْمُتَيَمِّمِ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ مَا يُصَلِّي فِي الْوَقْتِ

جس نے تیمم کرکے نماز پڑھی پھر وقت کے اندر پانی پر قادر ہو گیا

(۳۳۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: خَرَجَ رَجُلَانِ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَيَمَّمَا صَعِيدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ وَالْوُضُوءَ وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرُ ثُمَّ أَتَيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَا ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ: أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ وَقَالَ لِلَّذِي تَوَضَّأَ وَأَعَادَ: لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَغَيْرُ ابْنِ نَافِعٍ يَرْوِيهِ عَنِ

اللَّيْثُ عَنْ عُمَيْرَةَ بْنِ أَبِي نَاجِيَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَذِكْرُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ فِي هَذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ وَهُوَ مُرْسَلٌ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا دو آدمی سفر میں نکلے اور نماز کا وقت ہو گیا لیکن ان کے پاس پانی نہ تھا، پس انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی، پھر وقت کے اندر انہیں پانی مل گیا، پس ایک آدمی نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھ لی اور دوسرے نے ایسا نہ کیا۔ پھر وہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوئے اور اس بات کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے اُس شخص سے جس نے اعادہ نہ کیا تھا فرمایا: "تم نے سنت کو پا لیا اور تمہاری پہلی نماز کافی ہے" اور اس شخص سے فرمایا جس نے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھی تھی، "تمہارے لئے دوگنا اجر ہے"، امام ابو داؤد نے فرمایا کہ نافع کے علاوہ دوسرے حضرات نے اسے روایت کیا، لیث، عمیرہ بن ابو ناجیہ، بکر بن سوادہ، عطاء بن یسار نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ اس حدیث میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کا ذکر محفوظ نہیں، لہذا یہ مرسل ہے۔

(۳۳۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى إِسْمَعِيلَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

ابو عبداللہ مولی اسمعیل بن عبید سے روایت ہے کہ عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے دو حضرات۔۔۔، آگے مذکورہ حدیث کو معناً روایت کیا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی حدیث سے موازنہ

امام ابو داؤد نے باب کا نام رکھا: "فی التیمم ما یجد الماء بعد ما یصل فی الوقت"، اور اس کے تحت دو روایات نقل فرمائیں، صحاح میں اس موضوع پر فقط ایک ہی روایت مل سکی۔

*۔۔۔(سنن نسائی، کتاب الغسل والتیمم، باب: التیمم لمن یجد الماء بعد، رقم: ۴۳۰، ص ۱۱۰)

حل لغات

لك الاجر مرتین: دو اجر یوں ہیں کہ ایک پہلی نماز کا، دوسرا دوسری نماز ادا کرنے کا۔

حدیث نمبر "۳۳۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبداللہ بن نافع: بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن عوام اسدی قرشی، ابو بکر مدنی۔ انہوں نے مالک بن انس، عبداللہ بن محمد بن یحیی، عبدالعزیز بن ابو حازم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ان کے بیٹے احمد، محمد بن اسحق مسیبی، عباس دوری نے روایات نقل کی ہیں۔ صدوق راوی تھے۔ انتقال ۲۱۳ھ میں ہوا۔ مسلم، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۲)۔۔۔ بکر بن سوادہ: بن ثمامہ جذامی ابو ثمامہ مصری، فقیہ مفتی تھے۔ انہوں نے سہل بن سعد، عبدالرحمن بن غنم، سفیان بن وہب صحابی، عطاء بن یسار، ابن مسیب، ابی سلمہ سے روایات نقل

کی ہیں جب کہ ان سے عمرو بن حارث، لیث بن سعد، عبد الرحمن بن زیاد نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ دریائے اندلس میں ۱۲۸ھ میں غرق ہونے سے انتقال ہوا۔

حدیث نمبر "۳۳۸" کے مستفاد مسائل

اگر کوئی شخص تیمم کر کے نماز ادا کر لے، پھر پانی پائے جب کہ نماز کا وقت ابھی باقی ہے تو اس پر اعادہ نہیں ہے، اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یونہی بیان کیا اور یہی شعبی کا قول ہے اور یہی قول ابو حنیفہ، امام مالک، شافعی، احمد، سفیان، اسحق کا ہے، جب کہ عطاء، طاؤس، ابن سیرین، مکحول اور زہری کے نزدیک اعادہ کرے گا جب کہ اوزاعی نے اعادہ کرنے کو مباح قرار دیا ہے اور واجب نہیں کہا اور خطابی کہتے ہیں: "اس حدیث میں ہے کہ سنت یہی ہے کہ نماز میں جلدی کی جائے، تیمم کرنے والا اول وقت میں نماز ادا کرے جیسا کہ پانی سے طہارت حاصل کرنے والا کرتا ہے"۔ میں (علامہ عینی) یہ کہتا ہوں کہ ہمیں یہ تسلیم نہیں ہے، حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی، بلکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں مروی ہے: "پانی کا آخری وقت تک انتظار کرے"، یہی امام ابو حنیفہ، عطاء، سفیان، احمد، مالک کا قول ہے مگر یہ کہ ایسی جگہ ہو کہ جہاں پانی ملنے کی امید ہی نہ ہو تو تیمم کر کے اول وقت میں نماز ادا کر لے۔ زہری کہتے ہیں کہ جب تک وقت نکل جانے کا خوف نہ ہو تیمم نہ کرے۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: المتيمم يجد الماء بعد، ج ۱، ص ۴۳۶)

(۱۲۹) بَابٌ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
روزِ جمعہ غسل کرنے کا بیان

(۳۴۰) حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: أَتَحْتَبِسُونَ عَنِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ النِّدَاءَ فَتَوَضَّأْتُ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَالْوُضُوءُ أَيْضًا أَوَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ.

ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جمعہ کے روز جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے تو ایک آدمی آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ نماز سے روک لئے جاتے ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا کہ ہوا یہی ہے کہ میں نے اذان کی آواز سنی اور وضو کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا صرف وضو؟ کیا آپ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ جب تم میں سے کوئی نماز جمعہ کے لئے آئے تو اُسے غسل کر لینا چاہیے۔

(۳۴۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.

عطاء بن یسار نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے"۔

(۳۴۲) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ أَخْبَرَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ فَضَالَةَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ رَوَاحُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَعَلَى كُلِّ مَنْ رَاحَ إِلَى الْجُمُعَةِ الْغُسْلُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا اغْتَسَلَ الرَّجُلُ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ أَجْزَأَهُ مِنْ غُسْلِ الْجُمُعَةِ وَإِنْ أَجْنَبَ۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ہر بالغ مسلمان کے لئے جمعہ کو جانا ضروری ہے اور جو جانا چاہے اُس پر غسل کرنا ہے"۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ جب آدمی نے طلوع فجر کے بعد غسل کر لیا تو وہ غسل جمعہ کی طرف سے کافی ہو گا، خواہ وہ جنبی کیوں نہ ہوا ہو۔

(۳۴۳) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ الْهَمْدَانِيُّ ح حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ ح حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهٰذَا حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ يَزِيدُ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ فِي حَدِيثِهِمَا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ وَمَسَّ مِنْ طِيبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ أَعْنَاقَ النَّاسِ ثُمَّ صَلَّى مَا كَتَبَ اللهُ لَهُ ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ إِمَامُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِي قَبْلَهَا قَالَ: وَيَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَيَقُولُ: إِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ أَتَمُّ وَلَمْ يَذْكُرْ حَمَّادٌ كَلَامَ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ۔

ابو امامہ بن سہل نے حضرت ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے لئے غسل کیا اور اپنے اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی جب کہ اس کے پاس ہو، پھر نماز جمعہ کے لئے آئے اور لوگوں کی گردنیں اوپر سے نہ پھلانگے، پھر نماز پڑھے جو اللہ جل جلالہ نے اُس پر فرض کی ہے، پھر خاموش رہے جب کہ امام نکل آئے، یہاں تک کہ اپنی نماز سے فارغ ہو جائے تو یہ اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک کہ صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہو جائیگا"، راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مزید تین دن کے گناہ، اور فرماتے کہ نیکی کا اجر دس گنا ہے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ محمد بن مسلمہ کی حدیث زیادہ مکمل ہے اور حماد نے کلام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

(۳۴۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ وَبُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰی كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَالسِّوَاكُ وَيَمَسُّ مِنَ الطِّيْبِ مَا قُدِّرَ لَهٗ اِلَّا اَنَّ بُكَيْرًا لَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَقَالَ فِی الطِّيْبِ: وَلَوْ مِنْ طِيْبِ الْمَرْاَةِ۔

عبدالرحمن بن ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کے روز کا غسل ہر بالغ پر ہے اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا جو قسمت میں ہو"، مگر بکیر نے عبدالرحمن کا ذکر نہیں کیا اور خوشبو کے متعلق کہا کہ خواہ عورت کی خوشبو ہو۔

(۳۴۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْجُرْجَرَائِیُّ حِبِّیْ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ حَدَّثَنِیْ حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ حَدَّثَنِیْ اَبُو الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِیُّ حَدَّثَنِیْ اَوْسُ بْنُ اَوْسٍ الثَّقَفِیُّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰی وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا۔

ابوالاشعث صنعانی سے روایت ہے کہ حضرت اوس بن اوس ثقفی نے فرمایا کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور غسل کروایا، پھر جلدی گیا اور جلدی لے گیا اور سواری کے بغیر جائے اور امام کے قریب ہو کر غور سے سنے اور لغو بات نہ کرے تو اُس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزے رکھنے اور شب بیداری کرنے کا ثواب ملے گا"۔

(۳۴۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِلَالٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَیٍّ عَنْ اَوْسٍ الثَّقَفِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: مَنْ غَسَلَ رَاْسَهٗ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ سَاقَ نَحْوَهٗ۔

عبادہ بن نُسی نے حضرت اوس ثقفی سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے روز اپنا سر دھویا اور غسل کیا"، پھر باقی مذکورہ حدیث کی مثل بیان کر دیا۔

(۳۴۷) حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَقِيْلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمِصْرِيَّانِ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: ابْنُ اَبِیْ عَقِيْلٍ اَخْبَرَنِیْ اُسَامَةُ يَعْنِی ابْنَ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَسَّ مِنْ طِيْبِ امْرَاَتِهٖ اِنْ كَانَ لَهَا وَلَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهٖ ثُمَّ لَمْ يَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ وَلَمْ يَلْغُ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهُمَا وَمَنْ لَغَا وَتَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ كَانَتْ لَهٗ ظُهْرًا۔

حضرت عمرو بن شعیب کے والد ماجد نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور اپنی بیوی کی خوشبو میں سے لگائی جب کہ اس کے پاس نہ ہو اور اپنے کپڑوں میں سے اچھے کپڑے پہنے، پھر لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے اور وعظ کے دوران لغو بات نہ کرے تو وہ

اس کے لئے دو جمعہ کے درمیان صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہوگا اور اگر لغو بات کی اور لوگوں کی گردنوں کے اوپر سے پھلانگتا رہا تو یہ نماز ظہر کی طرح ہوگا"۔

(۳۴۸) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيْبٍ الْعَنَزِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا حَدَّثَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ " يَغْتَسِلُ مِنْ اَرْبَعٍ: مِنَ الْجَنَابَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمِنَ الْحِجَامَةِ وَمِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ "۔

حضرت عبداللہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار وجہ سے غسل فرمایا کرتے تھے: جنابت، جمعہ کے روز، پچھنے لگوانے کے بعد، میت کو غسل دینے کے بعد۔

(۳۴۹) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ اَخْبَرَنَا مَرْوَانُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ: سَاَلْتُ مَكْحُوْلًا عَنْ هٰذَا الْقَوْلِ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ فَقَالَ: غَسَّلَ رَاْسَهُ وَغَسَلَ جَسَدَهُ۔

علی بن حوشب نے مکحول سے غسل کرنے اور کروانے کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ اس سے مراد اپنے سر اور جسم کو دھونا ہے۔

(۳۵۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِي غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ قَالَ: قَالَ سَعِيْدٌ: غَسَلَ رَاْسَهُ وَغَسَلَ جَسَدَهُ۔

ابو مسہر نے سعید بن عبدالعزیز سے غسل کرنے اور کروانے کے متعلق دریافت کیا تو سعید نے فرمایا کہ اس کا مطلب اپنے سر اور جسم کو دھونا ہے۔

(۳۵۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔

ابو صالح سمان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے روز غسل جنابت کیا، پھر چل دیا تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی دی، جو دوسری ساعت میں آیا تو گویا اس نے گائے کی قربانی دی ، جو تیسری ساعت میں آیا تو گویا اس نے مینڈھے کی قربانی دی، جو چوتھی ساعت میں آیا تو گویا اس نے مرغی کی قربانی دی اور جو پانچویں ساعت میں آیا تو گویا اس نے انڈے کا ثواب حاصل کیا اور جب امام خطبے کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "فی الغسل یوم الجمعۃ" اور اس کے تحت بارہ احادیث نقل فرمائیں، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل روایات منقول ہیں۔

*۔۔۔ سالم بن عبداللہ بن عمر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب آئے جو اولین مہاجرین میں سے تھے، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ پکارے یہ کونسا وقت ہے؟ انہوں نے کہا میں ایک کام میں گھر گیا تھا اور اپنے گھر والوں کے پاس بھی نہ جاسکا کہ اذان کی آواز سنی، لہذا وضو کے علاوہ کچھ نہ کر سکا، فرمایا: صرف وضو حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب الجمعة ،باب: فضل الغسل یوم الجمعة،فضل الجمعة،رقم:۸۷۸،۸۸۱،ص ۱۴۲،۱۴۱)،(سنن الترمذی،کتاب الجمعة، باب: ما جاء فی الاغتسال یوم الجمعة،رقم:۴۹۴،ص ۱۶۷)

حل لغات

النداء: سے مراد اذان ہے، اور قائل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

وان اجنب: یعنی اگر کوئی شخص جنبی ہو جائے تو غسل جنابت طلوع فجر کے بعد اتارے، تو اگر جمعہ کا دن ہو تو اُسے جمعہ کے دن غسل کرنے کا ثواب ملے گا۔ انصت: سکت یعنی خاموش رہنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اذا خرج امامہ: یعنی امام کا خطبے کے لئے نکلنا مراد ہے۔

علی کل محتلم: یعنی جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر (واجب) ہے۔ اس کلام پر حواشی میں دیکھ لیں۔

ولو من طیب المراۃ: مرد کے لئے عورت کی خوشبو لگانا مکروہ ہے، کیونکہ عورت کی خوشبو کا رنگ ظاہر ہوتا ہے جب کہ خوشبو ہلکی ہوتی ہے لیکن یہاں مباح ہونا فقط اسی وجہ سے ہے کہ مرد کے پاس خوشبو میسر نہیں اور مقصود جمعہ کے دن خوشبو لگانے کی تاکید کرنا ہے۔

من غسل یوم الجمعۃ واغتسل: نماز کے لئے جانے سے قبل عورت سے قربت کرے اس لئے کہ اس سے نگاہوں کی حفاظت ہو گی۔

ثم بکر وابتکر: یعنی نماز کے لئے اول وقت میں آئے، پھر ہر وہ چیز جس میں جلدی کرے اسی معنی میں استعمال ہو گی، پھر فرمایا: "ابتکر" یعنی خطبے کے اول وقت میں آئے اور ہر چیز کی ابتداء کے لئے بھی مستعمل ہے اسی مادے سے باکرہ عورت یعنی کنواری عورت مراد لی جاتی ہے۔ ولم یلغ: یعنی لغو بات نہ کرے۔

بکل خطوۃ: خطاؤں کی کثرت کو کہتے ہیں۔ عند الموعظۃ: مراد خطبہ ہے کیونکہ اس میں وعظ و نصیحت ہوتی ہے۔ لما بینھما: یعنی دو جمعہ کے مابین کے گناہوں کا کفارہ مراد ہے۔ کانت لہ ظھرا: یعنی مذکورہ شرائط کا لحاظ نہ رکھا تو جمعہ کی نماز اُس کے لئے ظہر کی نماز کی طرح ہو گی یعنی اُسے جمعہ المبارک کی فضیلت حاصل نہ ہو گی۔ من

اربع: مراد چار خصلتیں ہیں: جنابت سے پاکی حاصل کرنا، جمعۃ المبارک کو غسل کرنا، حجامہ اور مردے کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا۔ ثم راح: مراد زوال شمس کے بعد کی گھڑیاں ہیں۔ایک قول کے مطابق دن کے ابتدائی اور انتہائی حصے کو رواح کہتے ہیں۔بدنۃ: کا اطلاق اونٹ اور گائے دونوں پر ہوتا ہے جب کہ امام مالک نے اسے اونٹ کے ساتھ خاص کیا ہے، اور مذکر و مونث دونوں ہی پر اس کا اطلاق مانا ہے۔ کبشا اقرن: مینڈھے کے وصف کو بیان کرنے کے لئے "اقرن" کا لفظ استعمال کیا، کہ وہ مکمل اور اچھی صورت کا حامل مینڈھا قربان کرنے کا ثواب پائے گا۔فاذا خرج الامام: سے مراد امام کا خطبہ دینے کی غرض سے نکلنا ہے۔یستمعون الذکر: یعنی خطبہ سننا مراد ہے، جس میں اللہ عزوجل کا ذکر، اس کی ثناء، نصیحت، مسلمانوں کے لئے وصیت پائی جاتی ہے۔

حدیث نمبر "۴۴۰" کے رجال

(۱)۔۔۔معاویہ بن سلام: بن ابو سلام حبشی اسود الہانی، ابو سلام ممطور، انہوں نے اپنے دادا ابو سلام، اپنے بھائی زید بن سلام، زہری، یحیی بن ابی کثیر سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ولید بن مسلم، ابو توبہ، یحیی بن یحیی نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ترمذی کے سوا جماعت کثیرہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۴۴۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو امامہ رضی اللہ عنہ: اسعد بن سہل بن حنیف انصاری مدنی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں پیدا ہوئے انہوں نے عمر بن خطاب، عثمان غنی، ابو ہریرہ، زید بن ثابت، ابو سعید رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ان کے بیٹے محمد اور سہل، زہری، یحیی انصاری نے روایات نقل کی ہیں۔ ۱۰۰ھ میں انتقال کیا، جماعت صحابہ کے علاوہ نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۴۴۴" کے رجال

(۱)۔۔۔سعید بن ابو ہلال: لیثی، ابو العلاء مصری مدنی، ان سے محمد بن منکدر، زید بن اسلم نے روایات نقل کی ہیں جب ان سے لیث بن سعد، ہشام بن سعد، خالد بن یزید، عمرو بن حارث نے روایات نقل کی ہیں۔ان کا انتقال ۱۳۰ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔ابو بکر: مراد محمد بن منکدر کے بھائی ہیں، ان کے نام کی پہچان نہ ہو سکی بلکہ ان کی کنیت ہی سے پہچانے گئے۔(۳)۔۔۔عمرو بن سلیم: بن عمرو بن خلدہ بن مخلد، ابن عامر بن زریق زرقی انصاری مدنی، انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایات بیان کی اور ابو قتادہ، ابو سعید خدری، ان کے بیٹے عبد الرحمن بن ابو سعید، ابو حمید ساعدی سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے سعید مقبری، ابو بکر بن منکدر، بکیر بن عبد اللہ اشج نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ کم حدیث نقل کرنے والے راوی تھے۔(۴)۔۔۔عبد الرحمن بن سعد: بن مالک بن سنان انصاری خزرجی ابو حفص یا ابو محمد یا ابو جعفر مدنی، مراد ابو سعید خدری کے بیٹے ہیں۔انہوں نے اپنے والد، ابو حمید ساعدی سے روایات

نقل کی ہیں جب کہ ان سے عطاء بن یسار، زید بن اسلم، عمرو بن سلیم زرقی نے روایات بیان کی ہیں۔ انکا انتقال سن ۱۱۲ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۳۴۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابواشعث شراحیل: بن شرحبیل بن آدہ صنعانی، صنعاء دمشق، جو کہ دمشق کے قریب ایک بستی کا نام ہے۔ ایک قول کے مطابق صنعاء یمن کے علاقے کا نام ہے۔ انہوں نے عبادہ بن صامت، ابن عمرو، ابوہریرہ، ثوبان، اوس بن اوس ثقفی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے مسلم بن یسار، حسان بن عطیہ، ولید بن سلیمان نے روایات نقل کی ہیں۔ تابعی ثقہ راوی ہوئے ہیں۔ بخاری کے علاوہ جماعت کثیرہ نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۳۴۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ خالد بن یزید: مصری ابو عبدالرحیم اسکندری، مولی ابو صنیع، فقیہ مفتی تھے۔ انہوں نے عطاء بن ابی رباح، ابوزبیر، سعید بن ابوہلال، زہری سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے لیث بن سعد، حیوۃ بن شریح، مفضل بن فضالہ، ابن لہیعہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، ان کا انتقال سن ۱۳۹ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۳۴۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ علی بن حوشب: دمشقی ابو سلیمان فزاری سلمی۔ انہوں نے مکحول، ابو سلام اسود اور اپنے والد گرامی حوشب سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے مروان بن معاویہ، ولید بن مسلم، ابو توبہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۳۵۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن ولید: بن ہبیرہ، ابو ہبیرہ قلانسی ہاشمی دمشقی، انہوں نے ابو مسہر دمشقی، یوسف بن سفر سے جب کہ ان سے ابوداؤد نے ایک مذکورہ حدیث اور تفسیر حدیث اور عبداللہ بن محمد بن مسلم مقدسی نے روایت بیان کی ہے۔ (۲)۔۔۔ ابو مسہر: عبدالاعلی بن مسہر بن عبدالاعلی بن مسہر غسانی دمشقی، انہوں نے مالک بن انس، سعید بن عبدالعزیز، یحیی بن حمزہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابن معین، ابونعیم، ابوحاتم، بخاری نے روایات نقل کی ہیں۔ بغداد میں بدھ کے دن جب کہ رجب المرجب میں دو دن باقی بچے تھے سن ۲۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔ (۳)۔۔۔ سعید بن عبدالعزیز: بن ابو یحیی تنوخی ابو محمد، انہیں ابو عبدالعزیز دمشقی کہا جاتا ہے۔ اہل شام کے فقیہ اور امام اوزاعی کے بعد مفتی تھے۔ انہوں نے زہری، عبدالعزیز بن صہیب، زید بن اسلم، مکحول، عطاء خراسانی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ثوری، ولید بن مسلم، مروان بن محمد طاطری، ابو مسہر، محمد بن اسحاق رافعی نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۱۶۷ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۳۴۴" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔جمعۃ المبارک کا غسل مستحب ہے۔(۲)۔۔۔جمعۃ المبارک کے دن اچھے کپڑے پہننا سنت ہے۔(۳)۔۔۔میسر ہونے کی صورت میں عطر لگانا، چہ جائے کہ کوئی بھی عطر ہو۔(۴)۔۔۔لوگوں کی گردنوں کو نہیں پھلانگنا چاہیے۔(۵)۔۔۔امام کے خطبہ دینے سے پہلے نفل ادا کرنا مستحب ہے۔(۶)۔۔۔نوافل کی مقدار معین نہیں کی گئی ،جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا:﴿ما کتب الله لنا جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا(التوبۃ:۵۱)﴾۔(۷)۔۔۔امام کے خطبہ کے لئے بیٹھنے سے لیکر اختتام نماز تک خاموشی اختیار کرنا مستحب ہے۔

(شرح سنن ابو داؤد،کتاب الطهارة، باب: الغسل يوم الجمعة، ج۱،ص ۴۴۰)

جمعہ کے دن غسل کرنے کے وجوب وعدم وجوب کے بارے میں اختلاف ائمہ

خطابی کہتے ہیں: امام مالک جمعۃ المبارک کے دن غسل کرنے کو واجب مانتے ہیں، جب کہ اکثر فقہاء کے نزدیک جمعہ کے دن کا غسل واجب نہیں ہے، اور احادیث کی تاویل ترغیب کے معنی میں کی جاتی ہے اور حدیث میں جمعہ کے دن غسل کی تاکید گویا کہ واجب کے معنی میں تشبیہ دینے کی غرض سے ہے، امام نووی کہتے ہیں کہ حدیث پاک: "جمعہ کے دن ہر بالغ کو غسل کرنا واجب ہے" کے الفاظ اپنے ظاہر کے اعتبار سے اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن بالغ کے لئے غسل کرنا مشروع کیا گیا ہے چہ جائے کہ وہ ادائیگی جمعہ کا ارادہ کرے یا نہ کرے، اور حدیث میں :"اذا جاء احد کم "اس معنی میں ہے کہ جو بھی جمعہ کے دن نماز جمعہ کا ارادہ کرے چہ جائے کہ بالغ ہو یا نابالغ ،پس جمعہ کے دن ہر ایک شخص کے لئے غسل کرنا مستحب ہے اور بالغ کے لئے اس میں تاکید ہے، اور ہمارا مشہور مذہب یہ ہے کہ ہر آنے والے شخص کے لئے غسل کرنا مستحب ہے اور اس میں خصوصیت آدمیوں کی ہے۔ اور یہ بھی کہ جن پر جمعہ ادا کرنا واجب ہے اور ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہر ایک کے لئے غسل جمعہ مستحب ہے۔ اور اسی طرح عطر لگانا اور مسواک کرنا بھی مستحب ہے کیونکہ فرشتے مساجد کے دروازوں پر پہلے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں، پھر کبھی ان سے مصافحہ اور لمس بھی کرتے ہیں۔ حالت سفر میں جمعہ کے دن غسل کرنے کے بارے میں اختلاف ہے، چنانچہ کتاب: "ابن التین" میں ہے کہ طلحہ، طاؤس اور مجاہد جمعہ کے دن حالت سفر میں غسل کرتے تھے، اور ابو ثور نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔

(عمدة القاری، کتاب الجمعة، باب الطیب للجمعة، تحت رقم :۸۸۰،ج۵،ص ۱۵)

جمعۃ المبارک کی فضیلت میں احادیث کا خلاصہ

*۔۔۔ابو صالح سمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جس نے جمعہ کے روز غسل جنابت کیا، پھر چل دیا تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی دی، جو دوسری ساعت میں آیا تو گویا اس نے گائے کی قربانی دی، جو تیسری ساعت میں آیا تو گویا اس نے مینڈھے کی قربانی دی، جو چوتھی ساعت میں آیا تو گویا اس نے

مرغی کی قربانی دی اور جو پانچویں ساعت میں آیا تو گویا اس نے انڈے کا ثواب حاصل کیا، اور جب امام خطبے کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں"۔

(صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب: فضل الجمعۃ، رقم:۸۸۱،ص ۱۴۲)

علامہ عینی لکھتے ہیں: حدیث پاک سے درج ذیل مسائل مستفید ہوئے۔(۱)۔۔۔ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔(۲)۔۔۔ لوگوں کے مراتب ان کے اعمال کی حیثیت سے ہوتے ہیں۔(۳)۔۔۔ قربانیاں اور صدقات قلیل وکثیر واقع ہوتے ہیں، بعض احادیث میں مرغی صدقے کرنے کے بعد چڑیا اور پھر انڈے کا ذکر ہے اور دونوں احادیث کی سندیں صحیح ہیں۔(۴)۔۔۔ قربانی کا اطلاق مرغی اور انڈے پر اس لئے کیا کہ دونوں کا مقصود قرب حاصل کرنا اور صدقہ کرنا ہے، اور مرغی اور انڈے کا صدقہ کرنا جائز ہے۔(۵)۔۔۔ اونٹ کی قربانی گائے کی قربانی سے افضل ہے کیونکہ سید عالم ﷺ نے پہلے پہل اونٹ کی قربانی فرمائی ہے، فقہائے کرام کا ہدایا کے معاملے میں اتفاق ہے جب کہ قربانی کے معاملے میں اختلاف ہے چنانچہ ابو حنیفہ اور امام شافعی وجمہور کا مذہب یہ ہے کہ اونٹ افضل ہے، پھر گائے، پھر بکری جیسا کہ ھدایا (قربانی کے جانور) میں ہے، اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ افضلیت میں پہلا نمبر بکری، پھر گائے اور اس کے بعد اونٹ کا ہوتا ہے، اور ان کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے دو مینڈھے ذبح فرمائے۔

میں (علامہ عینی) کہتا ہوں کہ لکھنے والے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جمعۃ المبارک کو آنے والوں کی خاص نشاندھی کرتے ہیں، جیسا کہ مسند احمد میں ہے:

*۔۔۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "فرشتے مساجد کے دروازوں پر کھڑے ہوتے ہیں پس وہ اول، ثانی اور ثالث آنے والوں کے نام لکھتے ہیں"۔

لیکن حفاظت کرنے والے فرشتے جدا نہیں ہوتے، جیسا کہ ایک روایت میں یوں ہے: "فرشتے مساجد کے دروازوں پر کھڑے ہوتے ہیں اور لوگوں کی حیثیت کے مطابق ان کے نام لکھتے ہیں اور یہ کہ کون امام کے کتنا قریب ہے"۔ صحیح کی ایک روایت میں یوں ہے: "جب امام خطبے کے لئے منبر پر بیٹھتا ہے تو صحائف لپیٹ دیئے جاتے ہیں"، دونوں روایتوں میں کیا فرق ہے؟ امام کے نکلنے کے ساتھ ہی صحائف کو لپیٹنے کی ابتداء کی جاتی ہے اور اس کام کی انتہاء امام کے منبر پر بیٹھ جانے سے ہوتی ہے۔ اور یہ فرشتوں کی سب سے پہلے ساعت ہوتی ہے جو وہ خطبہ میں ذکر ونصیحت وغیرہ سنتے ہیں۔

(عمدۃ القاری، کتاب الجمعۃ، باب فضل الجمعۃ، ج۵،ص ۱۹ وغیرہ ملتقطاً وملخصاً)

(١٣٠) بَابٌ فِي الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعة المبارک کے دن غسل ترک کرنے کے بارے میں رخصت ہونا

(٣٥٢) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ مُهَّانَ أَنْفُسِهِمْ فَيَرُوحُونَ إِلَى الْجُمُعَةِ بِهَيْئَتِهِمْ فَقِيلَ لَهُمْ: لَوِ اغْتَسَلْتُمْ۔

عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ محنت مزدوری کر کے اس حالت میں نماز جمعہ کے لئے جاتے کہ ان سے کہا جاتا کہ کاش آپ غسل کر لیتے۔

(٣٥٣) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوا فَقَالُوا: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا؟ قَالَ: لَا وَلَكِنَّهُ أَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ وَسَأُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدْءُ الْغُسْلِ كَانَ النَّاسُ مَجْهُودِينَ يَلْبَسُونَ الصُّوفَ وَيَعْمَلُونَ عَلَى ظُهُورِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُقَارِبَ السَّقْفِ إِنَّمَا هُوَ عَرِيشٌ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي يَوْمٍ حَارٍّ وَعَرِقَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ الصُّوفِ حَتَّى ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ آذَى بِذَلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم تِلْكَ الرِّيحَ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا كَانَ هَذَا الْيَوْمَ فَاغْتَسِلُوا وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهِ وَطِيبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما ثُمَّ جَاءَ اللهُ بِالْخَيْرِ وَلَبِسُوا غَيْرَ الصُّوفِ وَكُفُوا الْعَمَلَ وَوُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِي كَانَ يُؤْذِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ۔

عمرو بن ابو عمرو نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ عراق کے رہنے والے کچھ لوگوں نے آ کر کہا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! کیا آپ کے نزدیک جمعہ کے روز غسل کرنا واجب ہے؟ فرمایا نہیں لیکن جو غسل کرلے تو اس میں پاکی اور بہتری ہے اور جو غسل نہ کرے تو اس پر واجب نہیں، اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ غسل کیسے شروع ہوا، لوگ مفلس تھے اور اونی کپڑے پہنتے تھے اور اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھاتے تھے اور ان کی مسجد تنگ تھی، اس کی چھت نیچی تھی کہ گویا ایک چھپر ہے، تو ایک گرمی کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے نکلے اور لوگوں نے موٹے اونی کپڑے پہنے ہوئے تھے تو ان کی بُو سے ایک دوسرے کو تکلیف ہو رہی تھی، جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بُو محسوس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! جب یہ دن آئے تو غسل کرلیا کرو اور جو تمہیں اچھا سا تیل یا خوشبو ملے تو لگالیا کرو"، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پھر اللہ جل جلالہ نے اُن کی حالت درست فرمادی تو موٹے اونی کپڑوں کے سوا دوسرے کپڑے پہننے لگے، محنت تقسیم ہو گئی، مسجد وسیع ہو گئی اور پسینے کی وہ بدبو جاتی رہی جس سے ایک دوسرے کو تکلیف ہوا کرتی تھی۔

(٣٥٤) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ۔

حضرت سمرہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے وضو کیا تو اچھا کیا اور خوب کیا اور جس نے غسل کیا تو اس میں فضیلت ہے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "في الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة"، اور اس موضوع پر تین احادیث نقل کیں، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل مقامات پر روایات موجود ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے غسل جمعہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ذکر کی، طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تیل یا خوشبو لگائے خواہ اس کی اہلیہ کی ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس بات کو میں نہیں جانتا۔ (صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب: الدهن للجمعة، رقم: ۸۸۳، ص ۱۴۲) ، (صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب: الطيب والسواك يوم الجمعة، رقم: (۱۸۳۵)/۸۴۸، ص ۳۸۶)

*۔۔۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن اچھی طرح غسل کیا اچھے کپڑے پہنے، اور اللہ عزوجل نے اسے خوشبو عطا فرمائی وہ لگائی پھر جمعہ میں آیا بیہودہ کلام نہ کیا اور دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ کی تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے"۔

(سنن ابن ماجة، كتاب اقامة الصلوة والسنة فيها، باب: ماجاء في الزينة يوم الجمعة، رقم: ۱۰۹۷، ص ۱۹۷)

حل لغات

ولكنه اطهر: جمعہ کے دن غسل کرنا بدن کے لئے پاکیزگی اور ثواب ہے۔

مجهودين: آدمی کا کوشش کرنا، جب مشقت پائی جائے۔ انما هو عريش: ہر وہ چیز جس سے سایہ لیا جائے۔

ثارت: یعنی بھڑکنا، وجود پذیر ہونا اور کسی چیز کا تیزی سے پیدا ہونا، جیسا کہ بو کا تیزی سے آنا۔

ثم جاء الله بالخير: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے شام، مصر اور عراق کو صحابہ کے ہاتھوں فتح بخشی، ان کے مال، غلام اور مویشی میں اضافہ ہوا۔ ومن اغتسل فهو افضل: مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا افضل ہے۔

حدیث نمبر "۳۵۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ عمرو بن ابی عمرو: مدنی، ان کا نام ابو عمرو، میسرہ مولی عبد المطلب ابو عبد اللہ بن حنطب، انہوں نے عکرمہ (ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولی)، سعید بن جبیر، سعید مقبری سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے مالک بن انس، یزید بن ہاد، سلیمان بن بلال، عبد العزیز بن محمد دراوردی نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۳۵۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ سمرة: بن جندب بن ہلال بن حریج، ان سے سید عالم ﷺ کی ۱۲۳ احادیث نقل کی گئی ہیں جن میں سے

دو احادیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہو سکا، جب کہ دو احادیث میں امام بخاری اور چار میں امام مسلم منفرد ہیں۔ ان سے ابو رجاء عطاردی، عبد اللہ بن بردہ، حسن بصری نے روایت کیا ہے، کوفہ میں معاویہ کی خلافت کے اواخر میں انتقال کیا۔

احادیث مبارکہ سے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے۔ (۲)۔۔۔ جمعہ کے دن کپڑوں کا صاف ستھرا ہونا مستحب ہے۔ (۳)۔۔۔ تیل اور عطر لگانا مستحب ہے۔ (۴)۔۔۔ لوگوں کی گردنیں پھلانگنا نہ چاہیے، شافعی کہتے ہیں کہ لوگوں کی گردنیں پھلانگنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ نمازی کو نماز کے لئے جگہ نہ ملتی ہو۔ امام مالک کہتے ہیں کہ لوگوں کی گردنیں پھلانگنا مکروہ نہیں ہے جب کہ امام منبر پر ہو۔ (۵)۔۔۔ نماز جمعہ سے قبل نفل نماز ادا کرنا مشروع ہے، جیسا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "نماز ادا کرے جو اس کے لئے لکھ دی گئی ہے"۔ (۶)۔۔۔ خطبہ خاموشی سے سننا، علماء کا اس میں اختلاف ہے چنانچہ امام شافعی کے اس حوالے سے دو اقوال ہیں ایک قول قدیم اور دوسرا جدید، جب کہ امام مالک، ابو حنیفہ اور عامۃ الفقہاء کہتے ہیں خطبہ کے وقت میں خاموشی اختیار کرنا واجب ہے۔ اور یہی امام شعبی اور نخعی سے حکایت کی گئی ہے کہ خطبہ خاموشی سے سننا واجب نہیں مگر تلاوت قرآن یعنی خطبہ میں قرآن کی آیت پڑھی جارہی ہو تو خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے۔

(عمدة القاری، کتاب الجمعة، باب: الدھن للجمعة، تحت رقم: ۸۸۳، ج۵، ص ۲۴)

(۱۳۱) بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ فَيُؤْمَرُ بِالْغُسْلِ
اس شخص کے بارے میں بیان جسے اسلام قبول کرنے پر غسل کا حکم کیا جائے

(۳۵۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَغَرُّ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ جَدِّهِ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيدُ الْإِسْلَامَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ.

خلیفہ بن حصین سے اُن کے جد امجد حضرت قیس بن عاصم نے فرمایا کہ میں اسلام قبول کرنے کے ارادے سے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا: "بیری کے پتے ڈالے ہوئے پانی سے غسل کروں"۔

(۳۵۶) حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أُخْبِرْتُ عَنْ عُثَيْمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: قَدْ أَسْلَمْتُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ يَقُولُ: احْلِقْ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي آخَرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِآخَرَ مَعَهُ: أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ.

عثیم بن کلیب نے اپنے والد ماجد سے اور انہوں نے اپنے والد محترم سے روایت کی ہے کہ میں نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا، پس نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: "اپنے زمانہ کفر کے بال منڈوا دو"، اور

انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے ساتھ جانے والے شخص سے فرمایا کہ تم بھی اپنے زمانہ کفر کے بال منڈواؤ اور ختنہ کرالو۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "فی الرجل یسلم فیومر بالغسل"، اور دو احادیث اس موضوع پر بیان فرمائیں، صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع پر درج ذیل احادیث اور ان کی تخاریج موجود ہیں۔

*۔۔۔حضرت قیس بن عاصم سے روایت ہے کہ وہ اسلام لائے تو حضور ﷺ نے انہیں پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کرنے کا حکم فرمایا۔

(سنن الترمذی، کتاب السفر، باب: الاغتسال عندمایسلم الرجل، رقم: ۶۰۵، ص ۱۹۸)

*۔۔۔سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب ثمامہ بن اثال حنفی مسجد نبوی کے قریب ایک کھجور کے درخت کے نیچے گئے اور غسل کیا پھر آپ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور فرمایا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بلاشبہ حضور ﷺ اس کے عبد اور رسول ہیں، یارسول اللہ قسم بخدا! اس سے قبل ساری روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے بڑھ کر مجھے ناپسند نہ تھا اور اب آپ ﷺ کا چہرہ انور باقی چہروں کی نسبت مجھے سب سے زیادہ پسند ہے، آپ ﷺ کے سواروں نے مجھے پکڑ لیا میں نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تھا تو آپ ﷺ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ثمامہ بن اثال کو خوشخبری دی اور عمرہ ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

(سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب: غسل الکافر اذا ارادا سلم، رقم: ۱۸۹، ص ۵۷)

حدیث نمبر "۳۵۵" کے رجال

(۱)۔۔۔اغر: بن صباح کوفی منقری، لآل قیس بن عاصم کے مولی، انہوں نے خلیفہ بن حصین سے روایت کی ہے جب کہ ان سے ثوری، قیس بن ربیع نے روایات کی ہیں۔ ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔ ان سے ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایات نقل کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ خلیفہ بن حصین: بن قیس بن عاصم منقری بصری، انہوں نے اپنے دادا ابونصر اور ابن عباس سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے اغر بن صباح نے روایات نقل کی ہیں۔ ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۳)۔۔۔ قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ: بن سنان بن خالد بن منقر بن عبید سعدی تمیمی، سن ۹ھ میں سید عالم ﷺ کے پاس بنی تمیم کے وفد میں تشریف لائے اور اسلام قبول کرلیا۔ ان سے حسن بصری، ان کے بیٹے حکیم بن قیس، پوتے خلیفہ بن حصین نے روایات نقل کی ہیں۔ وفات سن ۳۲ھ میں ہوئی۔

حدیث نمبر "۳۵۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ مخلد: ابن خالد بن یزید شعیری، انہوں نے عبدالرزاق بن ہمام، ابراہیم بن خالد صنعان سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے امام مسلم، ابوداؤد نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ (۲)۔۔۔ عثیم بن کلیب: حضرمی، انہوں نے اپنے والد، دادا سے روایت کی ہے جب کہ ان سے ابن جریج نے، امام ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۳)۔۔۔ کلیب والد عثیم: بصری، انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں، ان سے ان کے بیٹے عثیم نے، امام ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

اسلام قبول کرنے کے لئے غسل کرنا واجب، مستحب یا کچھ اور۔۔۔؟

محیط میں ہے: "امام محمد نے سیرِ کبیر میں تصریح فرمائی ہے کہ کافر جب اسلام قبول کرے تو اُسے غسلِ جنابت کرنا چاہیے کیونکہ مشرکین جنابت کا غسل نہیں کرتے اور نہ ہی غسل کا طریقہ جانتے ہیں" (انتہی)۔ اور ذخیرہ میں ہے کہ بعض مشرک غسلِ جنابت کا علم نہیں رکھتے اور بعض جیسے کفارِ قریش جانتے ہیں کیونکہ وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے نسلاً بعد نسل ایسا کرتے آئے ہیں لیکن وہ اس کا طریقہ نہیں جانتے ہیں وہ نہ کُلی کرتے ہیں نہ ناک میں پانی چڑھاتے ہیں حالانکہ یہ دونوں باتیں فرض ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کُلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کی فرضیت بہت سے اہلِ علم پر مخفی ہے تو کفار پر اس کے پوشیدہ رہنے کا کیا حال ہوگا، لہذا کفار کا وہی حال ہے جس کی طرف انہوں (امام محمد نے) کتاب (سیر کبیر) میں اشارہ فرمایا کہ یا تو وہ غسلِ جنابت کرتے ہی نہیں یا غسل تو کرتے ہیں لیکن اس کا طریقہ نہیں جانتے۔ جو بھی بات ہو بہر حال اسلام لانے کے بعد ان کو غسل کرنے کا حکم دیا جائیگا کیونکہ جنابت باقی ہے اس سے ظاہر ہوا کہ بعض مشائخ کا یہ کہنا کہ اسلام لانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔ اس شخص کے بارے میں ہے جو جنبی نہ ہو اھ مثلاً بلوغ سے پہلے اسلام لے آیا۔

(الفتاوی الرضویة مخرجة، کتاب التیمم، ذیل باب الغسل، ج۴، ص ۳۲۵)

شامی میں ہے: یجب علی من اسلم جنبا او حائضا والا بأن اسلم طاهرا (ای من الجنابة والحیض والنفاس ای بأن کان اغتسل) فمندوب شامی میں ہے کہ واجب ہے اس شخص پر جو اسلام لایا جنابت کی حالت میں یا عورت اسلام لائی حیض کی حالت میں، ورنہ اگر پاکی کی حالت میں اسلام لایا (یعنی جنابت، حیض اور نفاس سے پاک ہونے کی حالت میں اگر نا پاک تھا اور غسل کرلیا) تو مندوب ہے۔

(الفتاوی الرضویة مخرجة، رسالة : النهی النمیر فی الماء المستدیر، ج۲، ص ۳۱۳)

شعائر اسلام کا لحاظ رکھنا

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان: "بال منڈادو اور ختنہ کرالو"۔ اس امر کے لئے ہو سکتا ہے کہ ہر بال میں جنابت ہے جیسا

کہ حدیث میں ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنے سر کے بال صاف رکھا کرتے تھے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الطھارة، باب: فی الغسل، رقم: ۲۴۹، ص ۵۹)

ختنہ کرانے کا حکم اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس کا تعلق بھی عین فطرت سے ہے۔

(۱۳۲) بَابُ الْمَرْأَةِ تَغْسِلُ ثَوْبَهَا الَّذِي تَلْبَسُهُ فِي حَيْضِهَا

عورت کا ان کپڑوں کو دھونا جو اس نے حیض کی حالت میں پہنے تھے

(۳۵۷) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَتْنِي أُمُّ الْحَسَنِ يَعْنِي جَدَّةَ أَبِي بَكْرٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ الْحَائِضِ يُصِيبُ ثَوْبَهَا الدَّمُ قَالَتْ: تَغْسِلُهُ فَإِنْ لَمْ يَذْهَبْ أَثَرُهُ فَلْتُغَيِّرْهُ بِشَيْءٍ مِنْ صُفْرَةٍ قَالَتْ: وَلَقَدْ كُنْتُ أَحِيضُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثَ حِيَضٍ جَمِيعًا لَا أَغْسِلُ لِي ثَوْبًا.

ابو بکر عدوی کی دادی جان ام الحسن سے روایت ہے کہ معاذہ نے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس حائضہ عورت کے متعلق پوچھا گیا جس کے حیض کا خون اس کے کپڑے سے لگ جائے، فرمایا کہ اُسے دھو ڈالے اور اگر نشانات نہ جائیں تو اس کپڑے پر کوئی زرد رنگ چڑھالے، فرمایا کہ مجھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حیض آتا تھا، متواتر تین تین حیض اور میں اپنے لئے کپڑا نہیں دھوتی تھی۔

(۳۵۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ يَذْكُرُ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: مَا كَانَ لِإِحْدَانَا إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ تَحِيضُ فِيهِ فَإِنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ بَلَّتْهُ بِرِيقِهَا ثُمَّ قَصَعَتْهُ بِرِيقِهَا.

حسن بن مسلم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم (ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم) میں سے کسی کے پاس ایک سے زیادہ کپڑا نہیں ہوتا تھا، اُسی میں حیض آتا، جب اس میں خون لگ جاتا تو اس پر تھوکتے اور تھوک سے خون کے رنگ کو چھڑا لیتے۔

(۳۵۹) حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا بَكَّارُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا فَسَأَلَتْهَا امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ عَنِ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبِ الْحَائِضِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا: قَدْ كَانَ يُصِيبُنَا الْحَيْضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَلْبَثُ إِحْدَانَا أَيَّامَ حَيْضِهَا ثُمَّ تَطَّهَّرُ فَتَنْظُرُ الثَّوْبَ الَّذِي كَانَتْ تَقْلِبُ فِيهِ فَإِنْ أَصَابَهُ دَمٌ غَسَلْنَاهُ وَصَلَّيْنَا فِيهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَرَكْنَاهُ وَلَمْ يَمْنَعْنَا ذَالِكَ مِنْ أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِ وَأَمَّا الْمُمْتَشِطَةُ فَكَانَتْ إِحْدَانَا تَكُونُ مُمْتَشِطَةً فَإِذَا اغْتَسَلَتْ لَمْ تَنْقُضْ ذَالِكَ وَلٰكِنَّهَا تَحْفِنُ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ فَإِذَا رَأَتِ الْبَلَلَ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ دَلَكَتْهُ ثُمَّ أَفَاضَتْ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهَا.

بکار بن یحییٰ کی دادی جان نے فرمایا کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو ان سے قریش کی ایک عورت نے حیض والے کپڑے سے نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ہمیں حیض آتا تو وہ حیض کے دنوں میں ٹھہری رہتی، پھر پاک ہو کر وہ اس کپڑے کو دیکھتی جس کے ساتھ ایام حیض گزارے، اگر خون لگا ہوتا تو اُسے دھو دیتی اور اس میں نماز پڑھتے اور اس میں کوئی رکاوٹ نہ تھی جب ہم میں سے کسی کی چوٹی بندھی ہوئی ہوتی تھی تو اُسی طرح رکھی جاتی اور غسل کرتے وقت اُسے کھولا نہ جاتا بلکہ اپنے سر پر تین لپ پانی ڈال لیا جاتا اور جب یہ دیکھا جاتا کہ پانی بالوں کی جڑوں میں پہنچ گیا ہے تو سر کو ملا جاتا اور پھر سارے جسم پر پانی بہا لیا جاتا۔

(۳۶۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ امْرَأَةً تَسْأَلُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَيْفَ تَصْنَعُ إِحْدَانَا بِثَوْبِهَا إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ أَتُصَلِّي فِيهِ؟ قَالَ: تَنْظُرُ فَإِنْ رَأَتْ فِيهِ دَمًا فَلْتَقْرُصْهُ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ وَلْتَنْضَحْ مَا لَمْ تَرَ وَلْتُصَلِّ فِيهِ۔

فاطمہ بنت منذر روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے سنا ایک عورت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ رہی تھی کہ جب ہم میں سے کوئی اپنے آپ کو حیض سے پاک دیکھے تو اپنے کپڑوں کا کیا کرے تاکہ اُن میں نماز پڑھ سکے، فرمایا: "دیکھو اگر اس میں خون نظر آئے تو تھوڑا سا پانی ڈال کر اُسے کھرچ دو اور اگر کچھ بھی نظر نہ آئے تو اس میں نماز پڑھ لو"۔

(۳۶۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: إِذَا أَصَابَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ لِتُصَلِّ۔

فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک عورت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرتے ہوئے عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! جب ہم میں سے کوئی اپنے کپڑے میں حیض کا خون لگا ہوا دیکھے تو کیا کرے؟ فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو حیض کا خون نظر آجائے تو اُسے کھرچ دے، پھر اسے پانی سے دھو دے اور پھر نماز پڑھے"۔

(۳۶۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْمَعْنَى قَالَ: حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ ثُمَّ انْضَحِيهِ۔

حماد بن سلمہ نے ہشام سے معناروایت کرتے ہوئے دونوں نے کہا کہ اُسے کھرچ دو، پھر اس پر پانی ڈالو پھر اُسے دھولو۔

(۳۶۳)حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْحَدَّادُ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ تَقُولُ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُونُ فِي الثَّوْبِ قَالَ: حُكِّيهِ بِضِلَعٍ وَاغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ۔

عدی بن دینار نے ام قیس بنت محصن کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر حیض کا خون کپڑے میں لگ جائے؟ فرمایا: "اُسے لکڑی سے کھرچ دو اور بیری کے پتوں والے پانی سے دھوڈالو"۔

(۳۶۴)حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَدْ كَانَ يَكُونُ لِإِحْدَانَا الدِّرْعُ فِيهِ تَحِيضُ قَدْ تُصِيبُهَا الْجَنَابَةُ ثُمَّ تَرَى فِيهِ قَطْرَةً مِنْ دَمٍ فَتَقْصَعُهُ بِرِيقِهَا۔

عطاء سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس ایک ہی کرتا ہوتا تھا جو دوران حیض اور حالت جنابت میں بھی پہنا جاتا، جب اس پر خون کا قطرہ لگا ہوا دیکھا جاتا تو اپنے تھوک سے اُسے مل دیا جاتا"۔

(۳۶۵)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ يَسَارٍ رضی اللہ عنہا أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ! إِنَّهُ لَيْسَ لِي إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ وَأَنَا أَحِيضُ فِيهِ فَكَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: إِذَا طَهُرْتِ فَاغْسِلِيهِ ثُمَّ صَلِّي فِيهِ فَقَالَتْ: فَإِنْ لَمْ يَخْرُجِ الدَّمُ؟ قَالَ: يَكْفِيكِ غَسْلُ الدَّمِ وَلَا يَضُرُّكِ أَثَرُهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بولیں اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس فقط ایک ہی کپڑا ہے اور اسی میں حیض آتا ہے میں کیا کروں؟ فرمایا: "جب تم پاک ہو جاؤ تو اسے بھی دھوڈالو اور پھر نماز پڑھو اسی کپڑے میں"، بولی: اگر خون کا نشان نہ جائے؟ فرمایا: "تمہارے لئے دھوڈالنا کافی ہوگا اور تجھے رنگ کا اثر نقصان نہ پہنچائے گا"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "المراۃ تغتسل ثوبھا الذی تلبسہ فی حیضھا" اور دس احادیث اس عنوان کے تحت بیان فرمائیں، صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع پر درج ذیل احادیث و تخاریج موجود ہیں۔

*۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم ذوالحجہ کا چاند نظر آتے ہی نکل کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو عمرے کا احرام باندھنا چاہے وہ باندھ لے کیونکہ میں بھی ہدی لاتا ہوں تو عمرہ کا احرام باندھتا ہوں"۔ پس بعض نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا اور میں ان میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا

تھا پس یوم عرفہ آگیا اور میں حائضہ تھی میں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنا عمرہ چھوڑ دو سر دھوڈالو اس میں کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھو"، تو میں نے یہی کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب: نقض المراۃ شعرھا عند غسل المحیض، رقم: ۳۱۷، ص۵۵)

*۔۔۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس غسل کے بارے میں بحث کرنے لگے ایک شخص نے کہا کہ میں تو اس طرح اپنے کو دھوتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا: "میں اپنے سر پر پانی کے تین چلو ڈالتا ہوں"۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: استحباب افاضۃ الماء علی الراس وغیرہ ثلاثا، حکم ضفائر لمغتسلۃ، رقم: ۶۲۷/(۳۲۷)، ۶۳۱/(۳۳۰) ص۱۶۹ وغیرہ)

*۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے رہتے درانحالیکہ میں حائضہ ہوکر آپ ﷺ کے پہلوں میں اس طرح ہوتی کہ میرے اوپر ایک چادر ہوتی جس کا کچھ حصہ حضور ﷺ پر ہوتا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ، باب: فی الصلوۃ فی ثوب الحائض، رقم: ۶۵۲، ص۱۲۶)

حل لغات

فان لم یذھب اثرہ: یعنی حیض کے خون اور رنگ کا اثر مراد ہے۔
من صفرۃ: کسی قسم کی گھاس یا زعفران سے کپڑوں کو رنگنا، جیسا کہ ورس ہوتی ہے۔
قصعتہ: یعنی خون کی رنگت کو ناخن سے خرچ ڈالے۔ واما الممتشطۃ: یعنی کسی عورت کا بال باندھے ہوئے ہونا یا چٹیا بنائے ہوئے ہونا۔ فلتقرصہ: یعنی انگلیوں کے اطراف اور ناخنوں سے خون کے اثر کو ملنا تاکہ زائل ہوجائے۔ بضلع: یعنی عود وغیرہ کی لکڑی سے کھرچ دینا مراد ہے۔ اور پانی و بیری کے پتوں سے دھونے کا حکم اس لئے ہے تاکہ دھونے کے معاملے میں مبالغہ پیدا ہوجائے۔

حدیث نمبر "۳۵۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ ام الحسن جدہ ابی بکر عدوی: انہوں نے معاذۃ عدویہ سے روایات نقل کی ہیں، ان سے عبدالصمد نے جب کہ ابوداؤد و ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۳۶۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ فاطمہ بنت منذر: ابن زبیر بن عوام اسدیہ مدنیہ، زوجہ ہشام بن عروہ ہیں۔ انہوں نے اپنی دادی بی بی اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ان کے زوج ہشام، محمد بن اسحق بن یسار نے روایات نقل کی ہیں۔ ہشام کہتے ہیں کہ میری زوجہ مجھ سے تیرہ سال بڑی تھیں، تابعیہ ثقہ راویہ تھیں۔

حدیث نمبر "۳۶۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ ثابت: ابن ہرمز حداد ابوالمقدام کوفی، بکر بن وائل کے مولی تھے۔ انہوں نے ابن مسیب، زید بن وہب،

عدی بن دینار سے سماع حدیث کی ہے۔ جب کہ ان سے حکم، اعمش، لیث بن ابی سلیم، ثوری، شعبہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ام قیس بنت محصن: بن حرثان بن قیس اسدیہ، عکاشہ بن محصن کی بہن، اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں ہجرت کرلی۔ انہوں نے سید عالم ﷺ کی ۲۴ احادیث روایت کی ہیں۔ جس میں سے فقط دو پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہوسکا۔ ان سے ابصہ بن معبد، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، نافع (حمنہ بنت شجاع کے مولی)، ابوالحسن نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۳۵۹" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔اُن کپڑوں میں نماز ادا کرنا جائز ہے جس میں عورت کو حیض آیا ہو بشرطیکہ اُس میں خون وغیرہ کچھ نہ لگا ہوا ہو۔ (۲)۔۔۔اسی طرح اُن کپڑوں میں بھی نماز جائز ہے جس میں حیض آیا ہو اور حیض کی وجہ سے کپڑے ملوث ہوگئے ہوں یعنی ناپاک ہوگئے ہوں لیکن انہیں دھو کر پاک کرلیا گیا ہو۔ (۳)۔۔۔عورت جب اپنے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانے میں کامیاب ہوجائے تو اُس کے لئے بال کھولنا ضروری نہیں، چہ جائے کہ غسل حیض، نفاس وجنابت کا ہو۔

حدیث نمبر "۳۶۰" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ خون نجس ہوتا ہے اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (۲)۔۔۔اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نجاست کو زائل کرنے میں عدد کی کوئی شرط نہیں ہے، بلکہ مراد پاکیزگی وصفائی ہے۔ (۳)۔۔۔جب کپڑوں پر خون وغیرہ کچھ نظر نہ آئے تو پانی کی چھینٹ دے کر نماز انہی کپڑوں میں ادا کریں۔ (۴)۔۔۔ہمارے اصحاب نے اس حدیث سے کپڑوں کے پاک کرنے پر استدلال کیا ہے۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب: المراۃ تغسل ثوبھا الذی، ج۱، ص۴۵۵ وغیرہ)

پاکی حاصل کرنے کے لئے گندھے ہوئے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے!

علامہ نووی شافعی کہتے ہیں: ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ گندھے ہوئے بال جب کہ پانی ظاہر و باطن تمام جڑوں تک پہنچ جائے، تو انہیں کھولنا واجب نہیں ہے اور اگر پانی بالوں کی تمام ظاہر و باطن جڑوں و سروں تک نہیں پہنچتا تو کھولنا واجب ہے اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اسی جانب محمول کیا جاتا ہے کہ بالوں کے گندھے ہوئے ہونے کے باوجود پانی بالوں کی تمام جڑوں تک پہنچ چکا تھا کیونکہ پاکی اختیار کرنے والے غسل میں پانی کا تمام بدن پر بہہ جانا واجب ہے۔ اور نخعی ہر حال میں گندھے ہوئے بالوں کو کھولنے کا حکم کرتے ہیں، حسن اور طاؤس حیض کی حالت میں گندھے ہوئے بالوں کے کھولنے کا حکم کرتے ہیں نہ کہ جنابت کی حالت میں، جب کہ ہماری دلیل بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پاک ہے اور جب مرد کی چٹیا ہو تو حکم میں وہ بھی عورت ہی کی طرح ہے۔

(نووی علی مسلم، کتاب الحیض، باب: حکم ضفائر المغتسلة، رقم تحت: ۵۸/(۳۳۰)، ص۳۰۸)

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: عورت کے لئے حیض کے غسل سے پاک ہونے کے لئے گندھے ہوئے بال کھولنا واجب ہے یا نہیں؟ حدیث کا ظاہر یہی ثابت کرتا ہے کہ واجب ہے، اور یہی قول حسن اور طاؤس کا ہے کہ حیض کی حالت میں گندھے ہوئے بال کھولے جائیں جب کہ جنابت کے غسل میں نہ کھولنے کی اجازت ہے۔ اور یہی قول امام احمد کا بھی ہے اور ان کے اصحاب کی ایک جماعت مستحب ہونے کا قول بھی کرتی ہے۔ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو اس بارے میں وجوب کا قول کرتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے عبداللہ بن عمرو کے، میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ مراد وہ قول ہے جو مسلم میں منقول ہے اور اس میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس امر سے انکار کیا گیا ہے لیکن اس قول میں تصریح نہیں ہے جس سے حنابلہ کے نزدیک واجب کا قول مانا جائے۔ نووی کہتے ہیں: ہمارے اصحاب نے نخعی سے حکایت کی ہے اور جمہور نے واجب نہ ہونے کا قول حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے استدلال کیا ہے، حدیث کے الفاظ یوں ہیں: "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں بہت بالوں والی خاتون ہوں کیا میں جنابت کے غسل کے لئے اپنے گندھے ہوئے بالوں کو کھول دیا کروں"، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: "نہیں"، اور اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور انہی سے ایک روایت میں: "حیض اور جنابت" دونوں کا ذکر ہے، پس دونوں روایات کو جمع کرنے سے گندھے ہوئے بالوں کو کھولنا اسی صورت میں واجب ہوگا جب کہ پانی جڑوں تک نہ پہنچتا ہو یعنی بالوں کے ظاہر و باطن دونوں تک پانی نہ پہنچنے کی صورت میں ایسا کرنا واجب ہے کہ بال کھول دیئے جائیں ورنہ نہیں، اور دوسری صورت میں بالوں کو کھولنا مستحب ہے۔

(فتح الباری، کتاب الحیض، باب: نقض المراۃ شعرھا عند ،تحت رقم: ۳۱۷،ج ۱،ص ۵۵۰)

(۱۳۱) بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُصِيبُ أَهْلَهُ فِيهِ

ان کپڑوں میں نماز ادا کرنا جنہیں پہن کر اپنی زوجہ سے قربت کی تھی

(۳۶۶) حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِ أَذًى۔

معاویہ بن ابو سفیان نے اپنی بہن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کپڑوں کو پہن کر جماع کرتے کیا ان کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرتے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں جب کہ ان میں کوئی نجاست لگی ہوئی نہ ہو۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "الصلوۃ فی الثوب الذی یصیب اھلہ فیہ" اور اس کے تحت فقط ایک ہی حدیث روایت کی ہے، صحاح میں موضوع کے نظائر درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم میں سے کسی کے پاس ایک کپڑے سے زیادہ نہیں ہوتا تھا اور حیض اسی میں آتا تھا جب اس میں خون وغیرہ کوئی چیز لگ جاتی تو تھوک سے تر کر کے ناخن سے اسے کھرچ دیا کرتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب: هل تصلی المراۃ فی ثوب حاضت فیه؟، رقم: ۳۱۲، ص۵۴)، (سنن النسائی، کتاب الطهارۃ، باب: المنی یصیب الثوب، رقم: ۲۹۳، ص۷۹)

*۔۔۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ اس کپڑے میں جس میں بیوی کے پاس جاتا ہو نماز پڑھ سکتا ہے آپ نے فرمایا: "ہاں مگر اس میں کوئی نجاست دیکھے تو دھو ڈالے"۔ (سنن ابن ماجة، کتاب الطهارۃ، باب: الصلوۃ فی الثوب الذی، رقم: ۵۴۳، ص۱۰۸)

حدیث نمبر "۳۶۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ سوید: ابن قیس مصری تجیبی، انہوں نے عبداللہ بن عمرو، ابن عمر، معاویہ بن حدیج وغیرہ سے روایت کیا جب کہ ان سے یزید بن ابی حبیب نے روایت کی ہے، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۲)۔۔۔ معاویہ بن حدیج: ابن جفنہ بن قتیرہ بن حارثہ بن عبد شمس تجیبی، ابو عبدالرحمن یا ابو نعیم کندی یا خولانی، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اختیار فرمائی اور ان سے روایات نقل کی، اس کے علاوہ عمر بن خطاب، ابوذر، ابن عمرو، معاویہ بن ابی سفیان، علی بن رباح، عبدالرحمن بن شماسہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۵۲ھ میں ہوا، ابوداؤد اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔

(۱۳۴) بَابُ الصَّلَاةِ فِيْ شُعُرِ النِّسَاءِ
عورت کے لحاف پر نماز ادا کرنا

(۳۶۷) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ نَا الْاَشْعَثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا يُصَلِّيْ فِيْ شُعُرِنَا اَوْ فِيْ لُحُفِنَا قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: شَكَّ اَبِيْ۔

عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے بچھانے کے کپڑے اور ہمارے لحاف میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے، عبیداللہ کا قول ہے کہ میرے والد ماجد کو شک ہے۔

(۳۶۸) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ لَا يُصَلِّيْ فِيْ مَلَاحِفِنَا قَالَ حَمَّادٌ: وَسَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ اَبِيْ صَدَقَةَ قَالَ: سَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْهُ فَلَمْ يُحَدِّثْنِيْ وَقَالَ: سَمِعْتُهُ مُنْذُ زَمَانٍ وَلَا اَدْرِيْ مِمَّنْ سَمِعْتُهُ وَلَا اَدْرِيْ اَسَمِعْتُهُ مِنْ ثَبْتٍ اَوْ لَا فَسَلُوْا عَنْهُ۔

ابن سیرین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری اوڑھنے کی چادروں میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے، سعید بن صدقہ کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن سیرین سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ حدیث مجھ سے بیان نہیں کی اور کہا کہ مدت گزر گئی جب میں نے یہ سنی تھی اور مجھے نہیں معلوم کہ کس سے سنی تھی اور یہ بھی معلوم نہیں کہ جس سے سنی وہ ثقہ تھا یا نہیں، لہٰذا اس کی تحقیق کر لو۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "الصلوۃ فی شعر النساء" اور اس کے تحت تین احادیث نقل فرمائیں، صحاح میں اس مناسبت سے درج ذیل مقامات پر احادیث منقول ہیں۔

*---(سنن الترمذی، کتاب السفر، باب: فی کراهیة الصلوة فی لحف النساء، رقم:۶۰۰، ص۱۹۷)

حدیث نمبر "۳۶۷" کے رجال

(۱)---عبداللہ بن شقیق عقیلی: بنی عقیل بن کعب، ابو عبدالرحمن یا ابو معاویہ، انہوں نے عثمان و علی سے روایات نقل کی ہیں۔ ابوذر، ابن عباس، ابوہریرہ، ابن عمر، مرہ بن کعب، بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابن سیرین، قتادہ، ایوب نے روایت کی ہے۔ ثقہ راوی تھے اور حجاج کے دور میں انتقال کیا۔

(۱۳۵) بَابٌ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَالِكَ

عورتوں کے لحاف پر نماز ادا کرنے کی رخصت کا بیان

(۳۶۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ مَيْمُونَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَلَّى وَعَلَيْهِ مِرْطٌ وَعَلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ مِنْهُ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ يُصَلِّي وَهُوَ عَلَيْهِ۔

عبداللہ بن شداد نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی اور آپ کے اوپر ایک چادر تھی، جس کا کچھ حصہ آپ کی ایک زوجہ مطہرہ کے اوپر تھا جو حائضہ تھیں اور نماز پڑھتے ہوئے بھی وہ حصہ آپ کے اوپر تھا۔

(۳۷۰) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُصَلِّي بِاللَّيْلِ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ وَعَلَيَّ مِرْطٌ لِي وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ۔

عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت نماز پڑھ رہے تھے اور میں آپ کے پہلو میں تھی، میں حائضہ تھی اور میرے اوپر جو چادر تھی اس کا ایک حصہ آپ کے اوپر تھا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب: "فی الرخصة فی ذلك" کے تحت دو احادیث نقل فرمائیں، ہم نے ذیل میں اس موضوع کی مناسبت سے درج ذیل تخاریج ذکر کی ہیں کیونکہ گزشتہ کی موضوعات میں اسی مناسبت کی احادیث نقل ہوتی رہی ہیں۔

*۔۔۔(صحیح مسلم، کتاب الصلوة، باب الاعتراض بين يدى ،رقم:۲۷۴/۲(۵۱۴)،ص ۲۴۳)، (سنن ابن ماجة،كتاب الطهارة،باب:فی الصلوة فی ثوب الحائض،رقم:۶۵۲،ص ۱۲۶)

حل لغات

مرط: یعنی چادر وغیرہ نما کوئی چیز۔

حدیث نمبر "۳۶۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن صباح بن سفیان: ابن ابی سفیان جرجانی عمر بن عبد العزیز کے مولی، انہوں نے عاصم بن سوید، زکریا بن منظور، دراوردی، ابن عیینہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ، صالح الحدیث راوی تھے۔

حدیث نمبر "۳۷۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ طلحہ بن یحیی: بن طلحہ عبید اللہ قرشی تیمی مدنی، کوفہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کا زمانہ پایا، انہوں نے موسی و عیسی، یحیی، عائشہ بنی طلحہ، ابراہیم بن محمد بن طلحہ، عمر بن عبد العزیز، مجاہد، عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، عروہ بن زبیر سے روایات نقل کی ہیں، ان سے ثوری، وکیع، یحیی قطان، اور متاخرین کی جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۳۶۹" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ حائضہ عورت کے کپڑے پاک ہوتے ہیں مگر یہ کہ اُسے خون وغیرہ کوئی چیز لگ جائے۔(۲)۔۔۔ حائضہ عورت کی موجودگی میں نماز پڑھنا جائز ہے۔(۳)۔۔۔ جس کپڑے یا چادر کا کچھ حصہ حائضہ پر اور کچھ نمازی پر ہو تو ایسے کپڑے کے ساتھ نماز ادا کرنا جائز ہے۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة ،باب: الرخصة، ج۱،ص ۳۶۱)

حائضہ عورت کے اوڑھے ہوئے لحاف پر نماز ادا کرنا

علامہ نووی لکھتے ہیں: المرط چادر کو کہتے ہیں، اور حدیث میں دلیل ہے کہ عورت کے مرد کے پہلو میں ہونے سے مرد کی نماز باطل نہیں ہوا کرتی، اور یہی ہمارا (شوافع) اور جمہور کا مذہب ہے، اور امام اعظم کے نزدیک نماز باطل ہو جاتی ہے اور امام اعظم کے نزدیک حائضہ کے کپڑے پاک ہوتے ہیں مگر یہ کہ اُس پر خون یا کوئی اور نجاست لگی ہو

تو نماز نہ ہوگی، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حائضہ کی موجودگی میں نماز جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کپڑے کا کچھ حصہ حائضہ کے اوپر ہو اور کچھ نمازی پر ہو تو بھی نماز درست ہے۔

(نووی علی مسلم، کتاب الصلوة، باب: الاعتراض بین یدی المصلی، رقم: ۲۷۴/(۵۱۴)، ص ۵۱۵)

(۱۳۶) بَابُ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ

منی کا کپڑوں پر لگ جانا

(۳۷۱) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَاحْتَلَمَ فَأَبْصَرَتْهُ جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَهُوَ يَغْسِلُ أَثَرَ الْجَنَابَةِ مِنْ ثَوْبِهِ أَوْ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْأَعْمَشُ كَمَا رَوَاهُ الْحَكَمُ۔

ہمام بن حارث سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے کہ اُنہیں احتلام ہو گیا تو اُنہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی نے کپڑے سے جنابت کا نشان یا کپڑا دھوتے ہوئے دیکھ لیا، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کپڑے میں اسے دیکھتی تو مل دیا کرتی تھی، ابو داود نے فرمایا: اس روایت کو اعمش کی طرح حکم نے بھی روایت کیا ہے۔

(۳۷۲) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَيُصَلِّي فِيهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَافَقَهُ مُغِيرَةُ وَأَبُو مَعْشَرٍ وَوَاصِلٌ۔

ابراہیم نے اسود سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیا کرتی تھی اور آپ اس کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ اس کی موافقت مغیرہ، ابو معشر اور واصل نے کی ہے۔

(۳۷۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ حِسَابٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ يَعْنِي ابْنَ أَخْضَرَ الْمَعْنَى وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُولُ: إِنَّهَا كَانَتْ تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ: ثُمَّ أَرَى فِيهِ بُقْعَةً أَوْ بُقَعًا۔

سلیمان بن یسار نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ مَنی کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھو دیا کرتیں اور پھر انہیں ایک یا کئی نشانات نظر آتے تھے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "المنی یصیب الثوب" اور اس کے تحت تین احادیث نقل کی ہیں، صحاح کی دیگر روایات میں اس مناسبت سے درج ذیل روایات و تخاریج نقل ہیں۔

*۔۔۔حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے جنابت کو دھو دیا کرتی آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور پانی کی تری آپ کے کپڑے میں باقی رہتی تھی۔ (صحیح البخاری،کتاب الوضوء، باب:غسل المنی وفرکه وغسل مایصیب،اذا اغتسل الجنابة او غیرها فلم یذهب اثره،رقم:۲۳۲،۲۲۹،۲۳۲،ص۴۳،۴۲)،(صحیح مسلم،کتاب الطهارة،باب: حکم المنی،رقم:۵۵۶/(۲۸۸)،ص۱۵۷)،(سنن النسائی، کتاب الطهارة،باب:الفرک المنی من الثوب،رقم:۲۹۶،ص۷۹)،(سنن ابن ماجة،کتاب الطهارة، باب:المنی یصیب الثوب،رقم:۵۳۶،ص۱۰۷)۔

حل لغات

اثر الجنابة: مراد منی یا احتلام کا اثر ہے۔ثم اراه فیه بقعة: یعنی کپڑے پر لگے ہوئے نشانات جس کو دھونا ضروری ہے۔ قالا: مراد زہیر اور سلیم ہیں۔

حدیث نمبر "۱/۳" کے رجال

ہمام بن حارث: نخعی کوفی، انہوں نے عمر بن خطاب، عبداللہ بن مسعود، مقداد بن اسود، عمار بن یاسر، عدی بن حاتم ،حذیفہ بن یمان، بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے سلیمان بن یسار، ابراہیم نخعی، وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۲/۳" کے رجال

(۱)۔۔۔حماد اول سے مراد حماد بن سلمہ اور حماد ثانی سے مراد حماد بن ابی سلیمان ہے۔

(۲)۔۔۔ابو سلیمان: مسلم مولی ابراہیم بن ابو موسی، انہوں نے انس بن مالک، ابن مسیب، سعید بن جبیر، زید بن وہب، ابراہیم نخعی، شعبی، ابن بریدہ سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے حکم، ابو اسحاق شیبانی، اعمش نے روایات نقل کی ہیں۔ سن ۱۲۰ھ میں انتقال کیا۔

حدیث نمبر "۳/۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ سلیم بن اخضر: بصری، انہوں نے عبداللہ بن عون، عبیداللہ بن عمر عمری سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے عفان بن مسلم، عبیداللہ بن عمر قواریری، سلیمان بن حرب نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ مسلم، ابوداؤد، اور ترمذی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۲)۔۔۔ عمرو بن میمون: بن مہران ابو عبداللہ جزری، عبدالاعلی کے

بھائی، انہوں نے اپنے والد، سلیمان بن یسار، عمرو بن عبد العزیز، زہری، مکحول دمشقی سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے ثوری، شریک، زہیر بن معاویہ، ابن مبارک نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

منی کے پاک یا ناپاک ہونے کے بارے میں اختلاف ائمہ

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ منی پاک ہے یا ناپاک چنانچہ ابو حنیفہ اور امام مالک اس کے نجس ہونے کے قائل ہیں ،ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر منی خشک ہو جائے تو کھرچ لینے سے پاکی حاصل ہو جائے گی، اور یہی ایک روایت امام احمد سے بھی ہے اور امام مالک کہتے ہیں کہ منی خشک ہو یا تر دھونا ضروری ہے اور لیث کہتے ہیں کہ منی نجس ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک منی پاک ہے اور یہی قول داؤد، اور امام احمد کی ایک روایت کے مطابق ہے اور ان کی دلیل خشک منی کو کھرچنے والی حدیث ہے کیونکہ اگر ناپاک ہوتی تو کھرچنے سے کپڑے کا پاک ہونا نہ مانا جاتا اور اسی طرح دھونے کا معاملہ ہے کہ اگر دھونے سے پاک نہ ہوتی تو دھونے کا حکم نہ دیا جاتا۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: المنی یصیب الثوب، ج ۱، ص ۴۶۳)

علامہ عینی لکھتے ہیں: حدیث پاک احناف کے نزدیک حجت ہے، منی ناپاک ہے اور دلیل بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان: "میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں سے منی کو دھویا کرتی تھی"۔ اور ان کا: "کنت" کہنا کسی فعل کے تکرار پر دلیل ہے اور یہ منی کے نجس ہونے پر مزید ایک دلیل ہے۔ کرمانی کہتے ہیں حدیث ان کے نزدیک حجت ہے جو منی کو نجس مانتے ہیں، میں (علامہ عینی) کہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کا سبب فرج کی رطوبتوں کا اختلاط ہونا ہے اور یہ انہی کے مذہب کے مطابق ہے جو کہ فرج کی رطوبتوں کو نجس مانتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ حدیث پاک حجت ہے اور متقدمین اطباء مشرحین کہتے ہیں کہ منی وہاں قرار پکڑتی ہے جہاں پیشاب نہیں ٹھہرتا اور اسی مناسبت سے دونوں کے مخرج ہوتے ہیں اور عورت کے فرج کی رطوبت کے نجس ہونے میں ان کا قول مختلف ہے۔

(عمدة القاری، کتاب الوضوء، باب: غسل المنی وفرکه ،تحت رقم: ۲۲۹،ج ۲،ص ۶۳۹)

علامہ نووی لکھتے ہیں: علماء کی ایک جماعت نے استدلال کیا ہے کہ عورت کے فرج کی رطوبت پاک ہوتی ہے، اور یہ ہمارے اور ہمارے غیر کے مشہور کے خلاف ہے، اور ظاہر قول یہی ہے کہ پاک ہوتی ہے، اور حجت و دلیل احتلام ہے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں احتلام ہونا کیونکہ یہ نیند کی حالت میں شیطانی ملاعبت سے ہوتا ہے، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے مبارک پر منی فقط ازواج کے ساتھ خلوت کے معاملے سے ہوا کرتی تھی، اور یہ منی عورت کے فرج تک پہنچتی ہے، پس اگر فرج کی رطوبت ناپاک ہوگی تو منی بھی ناپاک ہو جائے گی اور جب یہ کپڑوں پر آجائے تو کھرچ دینا کافی ہوگا۔ پس جن کے نزدیک منی ناپاک ہوتی ہے انہوں نے اس کے دو جوابات دیئے ہیں: (۱)۔۔۔۔ بعض نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطانی ملاعبت کی وجہ سے ہونے والے عمل کو نہیں مانا یعنی ان کے نزدیک سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احتلام شیطانی ملاعبت کے باعث نہیں ہوا بلکہ ان کے نزدیک ہونے والے احتلام وہ فیض کی زیادتی ہے جو

کسی وقت میں احتلام کی صورت میں نکل گیا۔ (۲)۔۔۔جماع کی وجہ سے نکلنے والی منی کپڑوں پر آجاتی لیکن اس میں عورت کے فرج کی رطوبت کی آمیزش نہ ہوتی اور نہ ہی ایسی آمیزش والی رطوبت کبھی کپڑوں پر لگتی۔

(نووی علی مسلم، کتاب الطهارة، باب: حکم المنی، تحت رقم ۱۰۹/(۲۹۰)، ص ۲۹۰)

(۱۳۷) بَابُ بَوْلِ الصَّبِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ
کپڑوں پر بچے کی پیشاب کا لگ جانا

(۳۷۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت ام قیس بنت محصن اپنے چھوٹے صاحبزادے کو لے کر جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا، سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، پس سید عالم ﷺ نے اُسے اپنی گود میں بٹھایا، تو اس نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، پس آپ ﷺ نے پانی منگوا کر اُس پر چھڑک دیا اور اُسے نہ دھویا۔

(۳۷۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ وَالرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ قَابُوسَ عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ: كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما فِي حِجْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَبَالَ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: الْبَسْ ثَوْبًا وَأَعْطِنِي إِزَارَكَ حَتَّى أَغْسِلَهُ. قَالَ: إِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ۔

قابوس نے حضرت لبابہ بنت حارث سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ کی گود میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما تھے تو اُنہوں نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، میں عرض گزار ہوئی کہ آپ دوسرے کپڑے پہن لیں اور ازار مجھے دے دیجئے تاکہ میں دھو دوں، فرمایا کہ لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔

(۳۷۶) حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنِي مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ حَدَّثَنِي أَبُو السَّمْحِ قَالَ: كُنْتُ أَخْدِمُ النَّبِيَّ ﷺ فَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَ: وَلِّنِي قَفَاكَ فَأُوَلِّيهِ قَفَايَ فَأَسْتُرُهُ بِهِ فَأُتِيَ بِحَسَنٍ أَوْ حُسَيْنٍ رضی اللہ عنہما فَبَالَ عَلَى صَدْرِهِ فَجِئْتُ أَغْسِلُهُ فَقَالَ: يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ قَالَ عَبَّاسٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ أَبُو الزَّعْرَاءِ قَالَ هَارُونُ بْنُ تَمِيمٍ: عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: الْأَبْوَالُ كُلُّهَا سَوَاءٌ۔

محل بن خلیفہ نے حضرت ابو السمح سے روایت کی ہے کہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا جب آپ غسل کا ارادہ فرماتے تو مجھ سے فرماتے میری جانب پیٹھ کر لو، پس میں آپ کی جانب پیٹھ کر کے آڑ بنا لیتا، چنانچہ امام حسن یا حسین رضی اللہ عنہما آئے اور آپ ﷺ کے سینے پر پیشاب کر دیا، میں دھونے کے لئے حاضر ہوا تو فرمایا کہ لڑکی کے

پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔ عباس نے یحییٰ بن ولید سے روایت کی ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ان کی کنیت ابوالزہراء ہے اور ہارون بن تمیم نے حسن بصری سے روایت کی کہ پیشاب سب برابر ہے۔

(۳۷۷) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ۔

ابو حرب بن ابوالاسود نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لڑکی کے پیشاب کو دھوئے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکے جو کھانا نہ کھاتا ہو۔

(۳۷۸) حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا لَمْ يَطْعَمْ زَادَ قَالَ قَتَادَةُ: هَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا الطَّعَامَ فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِيعًا۔

ابو حرب بن اسود کے والد ماجد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر معناً مذکورہ حدیث بیان کی اور کھانا نہ کھانے کا ذکر نہ کیا، قتادہ نے یہ بھی کہا ہے کہ جبکہ دونوں کھانا نہ کھاتے ہوں ،جب کھانا کھاتے ہوں تو دونوں کا پیشاب دھویا جائے۔

(۳۷۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا أَبْصَرَتْ أُمَّ سَلَمَةَ رضي الله عنها تَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ فَإِذَا طَعِمَ غَسَلَتْهُ وَكَانَتْ تَغْسِلُ بَوْلَ الْجَارِيَةِ۔

یونس نے حسن سے روایت کی ہے کہ اُن کی والدہ ماجدہ نے فرمایا میں نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا کرتیں جب تک وہ کھانا نہ کھاتا، جب کھانا کھانے لگتا ہے تو اُسے دھویا کرتیں اور وہ لڑکی کے پیشاب کو دھوتی تھیں۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے بچوں کے پیشاب کا حکم بیان کرنے کی غرض سے باب کا نام رکھا: "بول الصبی یصیب الثوب" اور اس کے تحت چھ احادیث نقل فرمائیں، صحاح کی دیگر کتب میں اس موضوع پر کئی روایات مروی ہیں جن کی تخاریج درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بچہ لایا گیا، بچے نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پیشاب فرمادیا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اُس پر بہادیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب: بول الصبیان، رقم: ۲۲۳، ص ۴۲)، (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب: حکم بول الطفل الرضیع، رقم: ۵۵۲/(۲۸۷)، ص ۱۵۶)، (سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب: ما جاء فی نضح بول الغلام

قبل،رقم۱۷:ص۳۳)،(سنن النسائی،کتاب الطهارة، باب:بول الصبی الذی لم یاکل الطعام،رقم:۳۰۱،ص۸۰)،(سنن ابن ماجة،کتاب الطهارة،باب:ما جاء فی بول الصبی الذی،رقم:۵۲۵،ص۱۰۵)

حل لغات

ولم یغسل:یعنی دھونے میں مبالغہ نہ کرے۔ انما یبالغ:یعنی دھونے میں مبالغہ کرنا۔
وینضح:یعنی معمولی انداز میں بغیر مبالغے کے دھونا۔

حدیث نمبر"۳۷۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ابواحوص: سلام بن سلیم حنفی جشمی، انہوں نے ابو اسحق سبیعی، سماک بن حرب، اعمش سے جب کہ ان سے ابوداؤد طیالسی، ابو نعیم، مسدد، قتیبہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ان کا انتقال سن ۱۷۹ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔سماک: ابن حرب، اوب مغیرہ کوفی، انہوں نے اپنے والد سے جب کہ اِن سے ثوری، زہیر بن حرب، ادریس اودی نے روایات بیان کی ہیں۔ بعض کے نزدیک ثقہ جب کہ بعض کے نزدیک غیر ثقہ راوی ہوئے ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۳)۔۔۔لبابہ بنت حارث: ابن حرب، ام الفضل ہلالیہ، زوجہ نبی پاک ﷺ بی بی میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی بہن، اور یہ عباس بن عبد المطلب کی زوجہ تھیں، انہوں نے سید عالم ﷺ کی تیس احادیث روایت کی ہیں۔ جس میں سے فقط ایک ہی حدیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہو سکا۔ جب کہ دونوں ایک ایک حدیث میں منفرد ہیں۔ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ، انکے مولی عمیر، عبد اللہ بن حارث بن نوفل نے روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر"۳۷۶" کے رجال

(۱)۔۔۔مجاہد بن موسی: ابن فروخ ابو علی خوارزمی، بغداد کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے سفیان بن عیینہ، عبد الرحمن بن مہدی، ہشیم بن بشیر سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ابو زرعہ، ابو حاتم، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابو یعلی، بغوی نے روایات نقل کی ہیں، ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۲۴۴ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔عباس بن عبد العظیم: ابن توبہ بن اسد، ابو الفضل عنبری بصری، انہوں نے یحیی قطان، عبد الرحمن بن مہدی، معاذ بن ہشام سے روایات نقل کی ہیں۔ جب کہ اِن سے ابو حاتم رازی اور کئی جماعت نے سوائے بخاری کے تخاریج کی ہیں، نسائی کے نزدیک ثقہ راوی تھے، ان کا انتقال سن ۲۴۶ھ میں ہوا۔(۳)۔۔۔یحیی بن ولید: ابن مسیر طائی، ابو زعراء کوفی، انہوں نے محل بن خلیفہ، سعید بن عمرو بن اشوع سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے عبد الرحمن بن مہدی، ابو عاصم، ضحاک بن مخلد، زید بن حباب، سوید بن عمرو الکلبی، اور اس کے علاوہ امام ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۴)۔۔۔ محل بن خلیفہ: طائی کوفی، انہوں نے عدی بن حاتم، ابو

مع خادم نبی پاک ﷺ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے یحییٰ بن ولید، شعبہ، سعد ابو مجاہد نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ و صدوق راوی ہوئے ہیں۔ بخاری، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۷۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو حرب بن ابی اسود: انہوں نے اپنے والد، عبد اللہ بن عمر سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے قتادہ، داؤد بن ابی ہند، عثمان بن عمیر نے روایات نقل کی ہیں۔ ابو داؤد، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

نابالغ بچے کے پیشاب کے پاک یا ناپاک ہونے میں اختلاف ائمہ

علامہ عینی لکھتے ہیں: شوافع احادیث کے ظاہر سے دلیل حاصل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑک لینے سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے اور دھونے کی ضرورت نہیں اور ان کی دلیل مسلم کی حدیث کے ظاہر سے ہے، اور اسی سے بعض نے لڑکے کے پیشاب کو پاک مانا ہے۔ نووی کہتے ہیں اختلاف لڑکے کی پیشاب کو پاک کرنے کی کیفیت کے بارے میں ہے نہ کہ اس کے نجس ہونے کے بارے میں، جب کہ ہمارے بعض اصحاب نے علماء کا اجماع لڑکے کے پیشاب کے نجس ہونے کے بارے میں پیش کیا ہے اور اس کے بارے میں سوائے داود کے کسی نے مخالفت نہیں کی۔ اور ابو الحسن بن بطال، قاضی عیاض نے شافعی وغیرہ سے نقل کیا ہے، کہتے ہیں لڑکے کا پیشاب پاک ہے اور اُس پر پانی چھڑکنا کافی ہے، پس ان کی حکایت قطعی طور پر باطل ہے۔ میں (علامہ عینی) کہتا ہوں یہ انکار بغیر دلیل کے ہے اور یہ فقط امام شافعی سے منقول نہیں ہے بلکہ امام مالک سے بھی یہی منقول ہے کہ چھوٹے بچے کا پیشاب جو کہ ابھی کھانا نہیں کھاتا پاک ہے، اور یہ امام اوزاعی، داؤد ظاہری سے منقول ہے، پھر نووی بچے (لڑکے) اور بچی (لڑکی) کے پیشاب میں طہارت کی کیفیت کو تین مذاہب کے تحت بیان کرتے ہیں۔ (۱)۔۔۔ صحیح مشہور مختار مذہب یہ ہے کہ بچے (لڑکے) کے پیشاب پر پانی چھڑک دینے سے پاکی حاصل ہو جائے گی جب کہ بچی (لڑکی) کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی نہیں ہے، بلکہ دھونا ضروری ہے جیسا کہ دیگر نجاستوں کو دھو کر پاک کیا جاتا ہے۔ (۲)۔ دونوں کے پیشاب پر پانی چھڑک لینا کافی ہے۔ (۳)۔۔۔دونوں کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی نہیں ہے، اور دونوں اقوال شاذ و ضعیف ہیں۔ اور جن حضرات نے دونوں کے پیشاب کی طہارت کی کیفیت میں فرق بیان کیا اُن میں حضرت علی بن ابی طالب، عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، ابن وہب، اصحاب مالک رضی اللہ عنہم میں سے شامل ہیں۔ امام شافعی کا صحیح مذہب یہ ہے کہ وہ لڑکے اور لڑکی کے پیشاب کے طہارت کی کیفیت کے بارے میں اُن کے کھانے سے پہلے اختلاف کرتے ہیں، اور ان کی دلیل لڑکے کے پیشاب کے پاک ہونے اور لڑکی کے پیشاب کے نجس ہونے پر ہے اور یہی قول امام احمد، اسحٰق اور ابو ثور کا ہے۔

اور امام اعظم ابو حنیفہ، ان کے اصحاب اور امام مالک کا مذہب ہے کہ وہ لڑکے اور لڑکی کی نجاست میں فرق نہیں کرتے، اور لڑکے اور لڑکی دونوں کے پیشاب کی طہارت کی کیفیت کو دھونا بتاتے ہیں، اور یہی ابراہیم نخعی، سعید بن

میب، حسن بن حی اور ثوری رحمہم اللہ کا مذہب ہے۔ان حضرات کا "نضح" پانی چھڑکنے کے بارے میں جواب یہ ہے کہ اہل عرب کسی چیز پر پانی ڈالنے کو "نضح" کے الفاظ سے تعبیر کرتے تھے، اور اس سے دھونا مراد لیتے تھے جیسا کہ "الرش" سے دھونا مراد لیا جاتا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الوضوء، باب: بول الصبیان، تحت رقم: ۲۲۲، ج۲، ص ۶۱۴ وغیرہ)

مذکورہ بالا احادیث سے مستنبط مسائل

(۱)۔۔۔ چھوٹے بچوں سے محبت و شفقت کے ساتھ پیش آنا چاہیے، آپ نے نہ دیکھا کہ سید الاولین و آخرین ﷺ نے کیسے بچے کو اپنی گود میں لیا اور اس کے ساتھ کمال شفقت فرمائی اور جب بچے نے پیشاب کر دیا تو اس پر نالاں بھی نہ ہوئے اور نہ ہی چہرہ انور متغیر ہوا۔ (۲)۔۔۔ بچوں کو اپنی گود میں لینا اہل فضل و صلاح کا طریقہ ہے چہ جائے کہ رشتے داری قریب کی ہو یا دوری کی۔ (۳)۔۔۔ احناف کے نزدیک لڑکے اور لڑکی جب نابالغ ہوں، ان کا پیشاب بھی ایسے ہی ناپاک ہے جیسا کہ بڑوں کا ہوتا ہے اور اُسے بھی پاک کرنے کے لئے دھونا ضروری ہے جس کا مخصوص طریقہ فقہائے کرام نے اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے۔

(۱۳۸) بَابُ الْاَرْضِ يُصِيبُهَا الْبَوْلُ
زمین کے جس حصے پر پیشاب کر دیا جائے

(۳۸۰) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَابْنُ عَبْدَةَ فِي آخَرِينَ وَهٰذَا لَفْظُ ابْنِ عَبْدَةَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ اَعْرَابِيًّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فَصَلّٰى قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ: رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ اَنْ بَالَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَاَسْرَعَ النَّاسُ اِلَيْهِ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: اِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ صُبُّوا عَلَيْهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ اَوْ قَالَ: ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ۔

سعید بن میب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں داخل ہوا اور سید عالم ﷺ وہاں جلوہ افروز تھے۔ پس اس نے نماز پڑھی، ابن عبدہ نے کہا کہ دو رکعتیں، پھر کہا اے اللہ! مجھ پر رحم فرما اور محمد مصطفی پر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم نے وسیع چیز کو تنگ کر دیا"، تھوڑی دیر بعد وہ مسجد کے ایک گوشے میں پیشاب کرنے لگا، تو لوگ اُس کی جانب لپکے۔ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو منع کیا اور فرمایا، "تمہیں آسانی کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے، تم تنگی کرنے کے لئے مبعوث نہیں کئے گئے ہو، اس کے پیشاب پر ایک سجل یا ذنوب (ڈول) پانی بہا دو"۔

(۳۸۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ يَعْنِي ابْنَ عُمَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ: صَلّٰى اَعْرَابِيٌّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فِيهِ: وَقَالَ

يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ خُذُوا مَا بَالَ عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ فَأَلْقُوهُ وَأَهْرِيقُوا عَلَى مَكَانِهِ مَاءً قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُرْسَلٌ ابْنُ مَعْقِلٍ لَمْ يُدْرِكِ النَّبِيَّ ﷺ.

عبدالملک بن عمیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن معقل بن مقرن نے فرمایا کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر مذکورہ واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس مٹی پر پیشاب کیا ہے اُسے لے کر باہر پھینک دو اور اس جگہ پانی بہادو"، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ ابن معقل نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ نہ پایا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام: "الارض یصیبہا البول" کے تحت دو احادیث نبوی ذکر فرمائی جن میں ایک ہی واقعے کی جانب اشارہ ملتا ہے، صحاح میں اسی مناسبت سے حدیث درج ذیل مقام پر موجود ہے۔

*۔۔۔(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب: ترک النبی والناس الاعرابی حتی فرغ، رقم: ۲۱۹، ص ۴۱)

*۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگ اسے پکڑنے لگے نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: "جانے دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہادینا کیونکہ تمہیں آسانی مہیا کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے سختی کرنے کے لئے نہیں"۔(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب صب الماء علی البول فی المسجد، ترک النبی والناس الاعرابی، رقم: ۲۱۹، ۲۲۰، ص ۴۱)، (سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب: ما جاء فی البول یصیب الارض، رقم: ۱۴۷، ص ۶۰)، (سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب: ترک التوقیت فی الماء، رقم: ۵۶ ص ۲۳)، (سنن ابن ماجۃ، کتاب الطھارۃ، باب: الارض یصیبھا البول کیف، رقم: ۵۲۸، ص ۱۰۵)

حل لغات

و[illegible]ا: یعنی محمد ﷺ پر رحم فرما۔
لقد حجرت واسعا: یعنی جسے اللہ جل جلالہ نے تمہارے لئے وسیع کیا تھا اُسے تنگ اور جسے مباح کیا تھا اُسے خود سے روک لیا۔ الاعرابی: دھاتی۔ سجلا: پانی سے بھری ہوئی بڑی ڈول۔

حدیث نمبر "۳۸۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبدالملک بن عمیر: ابن سوید بن جاریہ، قرشی کوفی، انہوں نے حضرت علی اور ابو موسی اشعری کی زیارت کی ہے۔ انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی، جابر بن سمرہ، مغیرہ بن شعبہ، عدی بن حاتم، جندب بن عبداللہ سے سماع حدیث کی ہے۔ اور تابعین میں سے عبداللہ بن حارث ہاشمی، موسی بن طلحہ، ابواحوص عوف بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی سماع حدیث کیا ہے۔ ان سے سلیمان تیمی، اعمش، ثوری، شعبہ، جریر بن حازم نے روایات بیان کی ہیں۔ ان کا انتقال سن

۱۳۶ھ میں ہوا۔ ان کے حافظے میں خرابی تھی اسی لئے بعض کے نزدیک ثقہ نہیں تھے۔(۲)۔۔۔۔ عبداللہ بن معقل بن مقرن: مزنی، ابوالولید کوفی، انہوں نے ابن مسعود، ثابت بن ضحاک، کعب بن عجرہ، عدی بن حاتم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے عبدالرحمن اصبہانی، زیاد بن ابی مریم، عبداللہ بن سائب شیبانی، ابواسحق شیبانی، ہمدانی نے روایات نقل کی ہیں۔ احمد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ معقل صحابی تھے جب کہ ان کے بیٹے عبداللہ کوفی تابعی ثقہ راوی تھے۔ ان سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۳۸۰" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔۔ نیکی کی دعوت دینے والے کے لئے مناسب نہیں کہ کسی کو خاص اپنی جانب متوجہ کرے بلکہ اُس جانب کلام کرے جو سامع کے قبول کرنے میں زیادہ معاون ثابت ہو۔(۲)۔۔۔۔ جاہلوں سے بھی نرمی سے کلام کرے، اور ان کے ساتھ ایذاء دینے والا معاملہ نہ کرے اگرچہ یہ لوگ اپنی جہالت یا عناد کے باعث کچھ ہی کریں۔(۳)۔۔۔۔ سید عالم ﷺ نے اپنے اصحاب کو دیہاتی کے درپے ہونے سے روکا تاکہ دو عظیم ضرر کو دفع کیا جاسکے اول تو یہ ہے کہ پیشاب کرنے والے شخص کو روکنا طبّی لحاظ سے نقصان دہ ہے، دوسرا یہ ہے کہ مسجد تو نجس ہو ہی چکی تھی، اگر اُسے جلد بازی میں روکتے تو مزید کپڑے، بدن اور دیگر مسجد کے حصوں کا بھی ناپاک ہونا ممکن ہو سکتا تھا۔(۴)۔۔۔۔ آدمی کے پیشاب کا ناپاک ہونا اس حدیث سے ثابت ہوا اور اس میں بڑے چھوٹے کا کوئی فرق نہیں ہے۔(۵)۔۔۔۔ حدیث میں مسجد کا احترام اور گندگی سے ناپسندیدگی کا اظہار ہے۔(۶)۔۔۔۔ زمین پر پانی بہادینے سے زمین پاک ہو جاتی ہے اور شیخ محی الدین کہتے ہیں کہ ناپاک زمین کو پاک کرنے کے لئے اُسے کھودنا ضروری نہیں ہے اور یہی ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ زمین فقط کھودنے ہی سے پاک ہوتی ہے۔ میں (علامہ عینی) یہ کہتا ہوں کہ امام اعظم کا مذہب یہ ہے کہ زمین جب نجس ہو جائے تو اُس پر پانی بہادینا چاہیے اور ایسا عمل تین مرتبہ اختیار کر لیا جائے تو پاکی حاصل ہو جاتی ہے۔

(شرح سنن ابو داؤد، كتاب الطهارة، باب: الارض يصيبها البول، ج ۱، ص ۴۷۲)

زمین کو پاک کرنے میں اختلاف ائمہ

علامہ عینی لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر زمین نجس ہوئی اور اس پر پانی بہایا گیا، اور پانی بہانے کے بعد پانی خشک ہو جائے یا کسی کپڑے سے خشک کر لیا جائے اور یہ عمل تین مرتبہ کیا جائے تو زمین پاک ہو جائے گی، اور اگر ایسا نہ کیا، اور زمین پر کثرت سے پانی بہا اور دل مطمئن ہو گیا کہ پانی نجاست کو بہا کر لے گیا اور اب زمین پر نجاست کی بُو یا رنگ نہ رہا، پھر اُس زمین کو یونہی چھوڑ دیا یہاں تک کہ زمین خشک ہو گئی، اب پاک ہو گئی اور شرح طحاوی میں ہے کہ یہ مسئلہ اُس زمین کے پاک ہونے کا ہے جو اپنی سطح کے اعتبار سے چٹیل ہو (جیسا کہ آج کل مساجد اور گھروں میں زمین ہوا کرتی ہے جن پر ماربل، ٹائلز اور موزائک وغیرہ لگے ہوتے ہیں)، لیکن اگر زمین اوپر کی جانب بلند ہو تو اس کے نیچے کے حصے تک کھود کر پانی پہنچانا ضروری ہے، پھر اس کھودی ہوئی جگہ کو مٹی سے پاٹ دیں، پس برابر

ہونے کی صورت میں زمین کو دھونے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ کھود کر اوپر کا حصہ نیچے کر دیں اور اس کے دلائل احادیث میں موجود ہیں۔ (المرجع السابق)

(۱۳۹) بَابٌ فِي طُهُورِ الْأَرْضِ إِذَا يَبِسَتْ
زمین کے خشک ہونے پر پاک ہو جانے کا بیان

(۳۸۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما كُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَكُنْتُ فَتًى شَابًّا عَزَبًا وَكَانَتِ الْكِلَابُ تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذَالِكَ۔

حمزہ بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس کے اندر میں مسجد میں رات گزارتا اور میں غیر شادی شدہ نوجوان تھا، چنانچہ کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب کر جاتے تو کوئی اُن کے پیشاب پر پانی نہیں بہاتا تھا۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "في طهور الارض اذا يبست" اور اس کے تحت ایک ہی روایت نقل فرمائی، صحاح میں اس موضوع پر ایک روایت منقول ہے جو درج ذیل نقل کی جاتی ہے۔

*۔۔۔ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے حمزہ ابن عبداللہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے اور اُن (کے پیشاب) پر کچھ بھی چھڑکاؤ نہیں کیا جاتا تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب اذا شرب الکلب فی اناء، رقم: ۱۷۴،۱۳۴ وغیرہ)

حل لغات

فتی: مراد نوجوان ہے، ایک معنی سخی کریم بھی ہے جب کہ اسی سے فتوی بھی مراد لیا جاتا ہے جو کہ سائل کو قوی کرتا ہے۔ شابا: فتی میں تاکید پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔

عزبا: ایسا شخص جو نکاح کیا ہوا نہ ہو۔ تقبل و تدبر فی المسجد: یعنی مسجد میں آنا جانا۔

حدیث نمبر "۳۸۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ حمزہ بن عبداللہ بن عمر: ابن خطاب ابو عمارہ قرشی عدوی، مدنی۔ والد محترم کا نام عمر بن حمزہ۔ انہوں نے اپنے والد، بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ان کے بھائی، عبداللہ، زہری نے روایات نقل کی ہیں۔ کم حدیثیں روایت کرنے والے ثقہ راوی تھے۔

حدیث مذکورہ کے فوائد قیود

علامہ عینی لکھتے ہیں: اس حدیث سے امام بخاری نے کتے کے پیشاب کو پاک مانا ہے، اور ترکیب کلام کتوں کے مساجد میں آنے جانے کے عمل کو استمرار کے ساتھ متعین کرتا ہے۔ اور حدیث کے الفاظ: "فی زمان رسول اللہ" عمومی اعتبار سے تمام زمانوں پر دلالت کرتا ہے جب کہ اسم جنس مضاف ہو عمومیت کی جانب۔ اسی طرح: "فلم یکونوا یرشون"، مبالغہ کے لئے ہے، اور "الرش" کو غسل کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اس لئے کہ "الرش" میں پانی کا بہنا نہیں پایا جاتا جیسا کہ غسل میں ہوا کرتا ہے کیونکہ غسل میں تو پانی کا بہنا جاری ہونا شرط ہوتا ہے، پس "الرش" کی نفی "الغسل" کی نفی سے زیادہ بلیغ ہے، اسی طرح حدیث میں مذکور "شیئا" عام نکرہ ہے، جو کہ نفی کے معنی کو ظاہر کرتا ہے اور یہ ساری ہی باتیں کتے کے جھوٹے کے پاک ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور سید عالم ﷺ کا دھونے کا حکم نہ دینا اس بات پر دلیل ہے کہ کتے کا پیشاب پاک ہے۔ ہم اس کے جواب یہ دیتے ہیں کہ حدیث پاک کتے کے پیشاب کے پاک ہونے پر دلیل نہیں ہے جب کہ مسجد کی طہارت متیقن ہے اور اس میں شکوک نہیں پائے جاتے اور یقین گمان سے نہیں اٹھتا اور حدیث پاک میں کتے کے جھوٹے کو سات مرتبہ دھونے کا حکم ہے چنانچہ "فلیغسله سبعا" کا قول ہماری رہنمائی کرتا ہے، پس متذکرہ حدیث پاک سے کتے کے پیشاب کو پاک نہیں مانا جاسکتا کیونکہ کتے کا پیشاب یقینی طور پر ناپاک ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ مسجد کے دروازے بند ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں تردد واشکال ہو اور سید عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب اور راوی کو اس بارے میں علم نہ ہو ورنہ جس طرح دیہاتی شخص مسجد میں پیشاب کر گیا تو پانی بہانے کا حکم ارشاد فرمایا یہاں بھی یہی فرماتے۔ علامہ خطابی کہتے ہیں کہ عموماً مساجد میں کتے نہیں آتے جاتے ہونگے، بلکہ یہ فقط اسی وقت ہوتا ہوگا جب کہ مساجد میں دروازے نہ ہوں تو نادر اوقات میں کتے آجاتے ہوں۔ میں (علامہ عینی) یہ کہتا ہوں کہ علامہ خطابی کی یہ تاویل درست نہیں ہے یہاں تک کہ حدیث پاک امام اعظم کے مذہب کے لئے حجت نہیں رہتی، اس لئے کہ ہمارے اصحاب نے اس بارے میں استدلال کیا ہے کہ جب زمین نجس ہو جائے پس اگر وہ سورج کی تمازت سے خشک ہو جائے یا ہوا سے خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر جاتا رہے (رنگ یا بو) تو ایسی زمین نماز ادا کرنے کے حق میں پاک ہے، جب کہ امام شافعی، امام احمد اور زفر کا اس بارے میں اختلاف ہے اور ان کی دلیل ابوداؤد کی حدیث کا یہی باب ہے: "طهور الارض اذا يبست"، اور اسی طرح حدیث کے یہ الفاظ: "فلم يرشون شيئا" بغیر پانی چھڑکے زمین خشک ہونے اور پاک نہ ہونے پر دلیل ہے۔ ابن بطال کہتے ہیں کہ کتا پاک ہوتا ہے کیونکہ اس کا آنا جانا، کھانے پینے کی چیزوں کو چٹ کر جانا، مانوس وغیر مانوس جگہوں میں رات گزارنا، اہل صفہ کے مساکن میں آجانا الغرض اگر کتے نجس ہوتے تو انہیں مساجد میں داخلے سے روکا جاتا کیونکہ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ نجس چیزوں کو مساجد سے روکا جائے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الوضوء، باب: اذا شرب الكلب فی الاناء، رقم: ۱۷۴، ج ۲، ص ۴۹۳ وغیرہ)

(۱۴۰) بَابُ فِي الْأَذَى يُصِيبُ الذَّيْلَ
نجاست کپڑے کے ایک حصے میں لگ جانے کا بیان

(۳۸۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ فَقَالَتْ: أُمُّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ.

ابراہیم بن عبدالرحمن کی اُم ولد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ دریافت کرتے ہوئے عرض کی کہ میں ایسی عورت ہوں کہ میرا دامن لٹک جاتا ہے جو گندی جگہ بھی گھسٹتا ہے، حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اُسے دوسری جگہ پاک کر دیتی ہے"۔

(۳۸۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عِيسَى عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! إِنَّ لَنَا طَرِيقًا إِلَى الْمَسْجِدِ مُنْتِنَةً فَكَيْفَ نَفْعَلُ إِذَا مُطِرْنَا؟ قَالَ: أَلَيْسَ بَعْدَهَا طَرِيقٌ هِيَ أَطْيَبُ مِنْهَا؟ قَالَتْ: قُلْتُ: بَلَى قَالَ: فَهٰذِهِ بِهٰذِهِ.

موسیٰ بن عبداللہ بن یزید نے بنی عبدالاشہل کی ایک عورت سے روایت کی کہ اُس نے کہا میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارا مسجد والا راستہ گندا ہے تو بارش کے وقت ہم کیا کریں؟ فرمایا: "کیا اس کے بعد پاک راستہ نہیں ہے"؟ میں عرض گزار ہوئی کہ کیوں نہیں؟ فرمایا: "تو اس کی ناپاکی کو یہ دور کر دے گا"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "فی الاذی یصیب الذیل"، اور اس کے تحت دو احادیث لائے، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل روایات موجود ہیں۔

*۔۔۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی ام ولد کہتی ہیں میں نے حضرت ام سلمہ سے عرض کیا میرے دامن لمبے ہیں اور میں ناپاک جگہ سے گزرتی ہوں (کیا کروں)، ام المومنین نے فرمایا: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بعد والی جگہ اِس کو پاک کر دیتی ہے۔ (سنن الترمذی ،باب: ماجاء فی الوضوء من الموطیء، رقم: ۱۴۳، ص ۵۸)، (سنن ابن ماجة، کتاب الطهارة، باب: الارض يطهر بعضها بعضا، رقم: ۵۳۲، ص ۱۰۶)

حل لغات

وامشی فی المکان القذر: یعنی کسی ایسی چیز کا کپڑوں وغیرہ پر لگ جانا جو ناپسند ہو اور انسان اُس سے اجتناب کرے۔

یطهره ما بعده: یہ معنی نہیں ہے کہ کپڑے میں اگر کسی جگہ میں نجاست لگ گئی ہے تو دوسری جگہ اُسے پاک

کردے گی بلکہ اجماع مسلمین اسی پر ہے کہ فقط دھونے سے پاکی حاصل ہوگی۔

فھذا بھذا: یہاں بھی یہ معنی نہیں ہے کہ ناپاک راستے کی ناپاکی کو پاک راستہ پاک کردے گا بلکہ پاکیزگی تو فقط دھونے سے حاصل ہوگی جس پر اجماع مسلمین ہے۔

حدیث نمبر "۳۸۳" کے رجال

(۱)۔۔۔محمد بن عمارہ بن عمرو بن حزم: حضرمی انصاری مدنی، انہوں نے ابو طوالہ، عبد اللہ بن عبد الرحمن انصاری، ابو بکر بن عمرو بن حزم، محمد بن ابراہیم تیمی، زینب بنت نبیط بن شریط سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے مالک بن انس، عبد اللہ بن ادریس، حاتم بن اسماعیل نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ صالح راوی تھے۔ ابو داؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۲)۔۔۔ابراہیم بن عبد الرحمن: بن عوف قرشی زہری مدنی، ابو محمد یا ابو عبد اللہ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سید عالم ﷺ کی ظاہری حیات میں پیدا ہوئے اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حضور جب کہ کم سن تھے۔ انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، اپنے والد، سعد بن وقاص، طلحہ بن عبید اللہ، ابو بکرہ، جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ انہوں نے علی المرتضی، عمار بن یاسر، عمرو بن عاص، اپنی والدہ محترمہ، ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے ان کے بیٹے ابن سعد، صالح، عطاء بن ابی رباح اور زہری نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ تابعی راوی تھے اور انتقال ۷۶ھ میں ۷۵ سال کی عمر میں ہوا۔

حدیث نمبر "۳۸۴" کے رجال

(۱)۔۔۔موسی بن عبد اللہ بن یزید: خطمی انصاری کوفی، انہوں نے اپنے والد، عبد الرحمن بن ہلال سے روایات کی ہیں۔ جب کہ ان سے اعمش، مسعر، عبد اللہ بن ولید نے روایات بیان کی ہیں۔

ثقہ راوی تھے۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

بعض زمین کا بعض کو پاک کرنے کے بارے میں اقوال

روایت میں ہے: "بعض زمین بعض کو پاک کرتی ہے"، یعنی زمین جب کیچڑ والی گندی ہوتی ہے تو خشک ہونے پر پاک ہو جاتی ہے، پس بعض نے بعض کو پاک کر دیا اور یہ امام مالک کا قول ہے۔ جب کہ امام شافعی کے نزدیک "یطھرہ ما بعدہ"، یہ اسی وقت قابل قبول ہے جب کہ زمین خشک ہو اور کپڑا وغیرہ خشک ناپاک زمین پر لگنے سے ناپاک نہ ہوگا اور اگر تر زمین ناپاک ہے تو کپڑا لگنے سے فقط دھونے کے علاوہ پاک نہ ہوگا۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب: الاذی یصیب الذیل، ج ا، ص ۴۷۶)

(۱۴۱) بَابٌ فِي الْأَذٰى يُصِيبُ النَّعْلَ
جوتے میں گندگی لگنے کے بیان میں

(۳۸۵) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ ح وَحَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ أَخْبَرَنِي أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ الْمَعْنٰى قَالَ: أُنْبِئْتُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيَّ حَدَّثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذٰى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُورٌ۔

سعید بن ابو سعید مقبری، ان کے والد ماجد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کے جوتے سے گندگی لگ جائے تو مٹی اُسے پاک کرنے والی ہے"۔

(۳۸۶) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ يَعْنِي الصَّنْعَانِيَّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِمَعْنَاهُ قَالَ: إِذَا وَطِئَ الْأَذٰى بِخُفَّيْهِ فَطَهُورُهُمَا التُّرَابُ۔

سعید بن ابو سعید کے والد ماجد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم، پھر معناروایت کی، فرمایا: "جب موزوں کو گندگی لگ جائے تو مٹی انہیں پاک کرنے والی ہے"۔

(۳۸۷) حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ عَائِذٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَمْزَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَخْبَرَنِي أَيْضًا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِمَعْنَاهُ۔

قعقاع بن حکیم بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پھر مذکورہ حدیث کو معناروایت کیا"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

امام ابو داؤد نے باب کا نام رکھا: "في الاذى يصيب النعل"، اوراس کے تحت تین روایات نقل فرمائیں، صحاح میں اس موضوع پر روایت نہ مل سکی، دیگر مقامات سے روایت و تخریج درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تمہارے موزوں یا جوتوں میں گندگی لگ جائے تو اُن کی طہارت مٹی ہے"۔

(صحيح ابن خزيمه، باب: ذكر وطء الاذى اليابس بالخف، رقم: ۲۹۲، الجزء: ۱، ص ۱۴۸، الشاملة)

حل لغات

الاذی: کے معنی نجاست کے ہیں، خشک، تر، گاڑھی، پتلی ہر قسم کی گندی واذیت دینے والی چیز یا نجاست مراد ہے۔

النعل: مونث ہے اور اس کی تصغیر نعیلۃ ہے۔ بمعناہ: یعنی حدیث مذکورہ کے معنی کے مطابق۔

حدیث نمبر "۳۸۵" کے رجال

(۱)۔۔۔عباس بن ولید: ابن مزید، بیروتی عذری ابو الفضل، انہوں نے اپنے والد محترم، محمد بن شعیب بن شابور، عقبہ بن علقمہ بیروتی، ابو مسہر سے سماع حدیث کی ہے۔ اِن سے ابو زرعہ رازی، ابو حاتم، انکے بیٹے عبد الرحمن نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ صدوق راوی ہوئے ہیں۔ ابوداؤد، نسائی، ابو زرعہ دمشقی، یعقوب بن سفیان، ابو بکر بن ابی دنیا نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔ ان کی ولادت ماہ رجب سن ۱۶۹ھ میں جب کہ وفات سن ۲۷۰ھ میں ہوئی۔ (۲)۔۔۔ابوہ: ولید بن مزید بیروتی شامی، انہوں نے اوزاعی، عثمان بن عطاء، یزید بن یوسف سے سماع حدیث کی ہے۔ اِن سے ان کے بیٹے عباس، ابو مسہر، ہشام بن اسماعیل نے روایات بیان کی ہیں۔ اوزاعی کے اصحاب میں سے ثقہ راوی مانے جاتے تھے۔ (۳)۔۔۔عمر بن عبد الواحد: ابن قیس، ابو حفص سلمی دمشقی، انہوں نے اوزاعی، عبد الرحمن بن یزید بن جابر، نعمان بن منذر، مالک بن انس سے روایات بیان کی ہیں جب کہ اِن سے محمود بن خالد، ابراہیم بن موسی، ولید بن عتبہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۲۰۰ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۳۸۶" کے رجال

(۱)۔۔۔محمد بن کثیر: ابن ابی عطاء، ابو یوسف صنعانی ثقفی، انہوں نے معمر بن راشد، اوزاعی، حماد بن سلمہ، ابن عیینہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے حسن بن ربیع، شہاب بن عباد، حسن صباح نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، ان کا انتقال سن ۲۱۰ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۳۸۷" کے رجال

(۱)۔۔۔محمد بن عائذ: ابن عبد الرحمن بن عبد اللہ، ابو احمد، ابو عبد اللہ دمشقی قرشی کاتب، انہوں نے یحیی بن حمزہ، ولید بن مسلم، ابو سہر سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابو زرعہ دمشقی رازی، یعقوب بن سفیان، ابو داؤد نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ وصدوق راوی تھے۔ انتقال سن ۲۳۴ھ میں ہوا جب کہ ولادت سن ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ (۲)۔۔۔یحیی بن حمزہ: ابن واقد حضرمی، ابو عبد الرحمن دمشقی، قاضی تھے۔ انہوں نے محمد بن ولید، اوزاعی، زید بن واقد سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے محمد بن مبارک صوری، ولید بن مسلم، محمد بن عائذ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ وصدوق راوی تھے۔ وفات سن ۱۸۳ھ میں ہوئی۔

جوتے میں نجاست لگ جائے تو پاکی کے حکم میں اختلاف ائمہ

علامہ عینی لکھتے ہیں: ہمارے علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر موزے یا جوتوں پر نجاست لگ جائے اور اس نجاست کا جرم (یعنی تہہ جمنے والی نجاست ہو) جیسا کہ مینگنی، گوبر، خون، مَنی تو ایسی نجاست کے خشک ہونے پر زمین سے رگڑ ڈالیں تو جائز ہے یعنی جوتے پاک ہو جائیں گے۔ لیکن اس میں امام محمد نے اختلاف کیا ہے اور ان کی

دلیل حدیث خفین ہے۔ امام اوزاعی نے حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے اور کہتے ہیں کہ جائز ہے کہ جوتوں پر لگی ہوئی نجاست کو رگڑ دیا جائے یا مٹی سے خشک کر لیا جائے اور اسی کے ساتھ نماز ادا کر لی جائے۔ اور اسی کے مثل عروہ بن زبیر نے بھی روایت کیا ہے۔ ابو ثور کہتے ہیں جب جوتے اور موزے زمین کے ساتھ رگڑے جاتے ہیں تو اُن میں نجاست کی کوئی بو نہیں رہتی اور نہ ہی نجاست کا اثر باقی رہتا ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ کوئی بھی نجاست سوائے دھونے کے پاک نہیں ہوتی چہ جائے کہ وہ نجاست کپڑوں پر لگی ہو یا کسی جوتے پر، اور یہی ایک قول امام مالک اور احمد وزفر کا بھی ہے۔ (شرح سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب: الذی یصیب النعل، ج ۱، ص ۴۷۸)

(۱۴۲) بَابُ الْاِعَادَةِ مِنَ النَّجَاسَةِ تَكُوْنُ فِي الثَّوْبِ

نجس کپڑوں میں پڑھی جانے والی نماز کا اعادہ

(۳۸۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَتْنَا اُمُّ يُوْنُسَ بِنْتُ شَدَّادٍ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِىْ حَمَاتِىْ اُمُّ جَحْدَرٍ الْعَامِرِيَّةُ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَيْنَا شِعَارُنَا وَقَدْ اَلْقَيْنَا فَوْقَهٗ كِسَاءً فَلَمَّا اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَخَذَ الْكِسَاءَ فَلَبِسَهٗ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْغَدَاةَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ لُمْعَةٌ مِنْ دَمٍ فَقَبَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى مَا يَلِيْهَا فَبَعَثَ بِهَا اِلَىَّ مَصْرُوْرَةً فِيْ يَدِ الْغُلَامِ فَقَالَ: اغْسِلِىْ هٰذِهٖ وَاَجِفِّيْهَا ثُمَّ اَرْسِلِىْ بِهَا اِلَىَّ فَدَعَوْتُ بِقَصْعَتِىْ فَغَسَلْتُهَا ثُمَّ اَجْفَفْتُهٗ فَاَحَرْتُهَا اِلَيْهِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهِيَ عَلَيْهِ۔

اُمِّ یونس بنت شداد نے اپنی نند اُمِّ جحد عامریہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جب کہ حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے، انہوں نے فرمایا کہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اور بچھانے کا کپڑا ہمارے اوپر تھا اور ہم نے اُس کے اوپر کمبل لے کر اوڑھ لیا، پھر آپ باہر نکلے اور نماز فجر پڑھ کر بیٹھ گئے، ایک آدمی عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو خون کا نشان ہے، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے ارد گرد سے پکڑ کر ایک غلام کے ہاتھوں میری طرف بھیجتے ہوئے فرمایا: "اسے دھو دو اور جب خشک ہو جائے تو میرے پاس بھیج دینا"، پس میں نے اپنا کونڈا منگا کر اُسے دھو دیا اور خشک ہونے پر اُسے آپ کی خدمت میں بھجوا دیا گیا۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت تشریف لائے اور وہ کمبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر تھا۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں باب کا نام رکھا: "الاعادة من النجاسة تکون فی الثوب" اور اس کے تحت فقط ایک ہی روایت نقل کی، صحاح میں اس کے عین مطابق روایت نہ مل سکی، سنن کبری میں یہی روایت موجود ہے جس کی تخریج درج ذیل مذکور ہے۔

*۔۔۔(سنن کبری للبیھقی،باب:ما یجب غسله من الدم،رقم:۴۰۹۳،الجز:۱،ص ۵۶۶)

حل لغات

وعلینا شعارنا: یعنی وہ کپڑا جو کہ جسم کو چھوئے،اسی سے کسوۃ بھی مراد لیا جاتا ہے۔
لمعۃ: یعنی سفید،سیاہ یا سرخ خون کا دھبہ۔

حدیث نمبر: "۳۸۸" کے رجال

(۱)۔۔۔محمد بن یحیی: ابن عبداللہ بن خالد بن فارس نیسابوری الامام،(۲)۔۔۔ابو معمر: عبداللہ بن عمرو مقعد المنقری بصری۔(۳)۔۔۔عبدالوارث: ابن سعید عنبری۔(۴)۔۔۔ام یونس بنت شداد: ان سے عبدالوارث بن سعید نے روایات نقل کی ہیں اور ابوداؤد میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۵)۔۔۔ام جحدر عامریہ: انہوں نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایات نقل کی ہیں،ان سے ام یونس بنت شداد نے اور ابوداؤد میں ان کی روایات موجود ہیں۔

(۱۴۳) بَابُ الْبُصَاقِ يُصِيبُ الثَّوْبَ
کپڑے میں تھوک لگنے کا بیان

(۳۸۹) حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: بَزَقَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي ثَوْبِهِ وَحَكَّ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ۔

ثابت بنانی سے روایت ہے کہ حضرت ابو نضرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کپڑے میں تھوکا اور دوسرے حصوں سے اُسے مل دیا۔

(۳۹۰) حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِمِثْلِهِ۔

حماد حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مذکورہ حدیث کی طرح"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "البصاق یصیب الثوب" اور اس کے تحت دو روایات نقل فرمائیں،صحاح کی ایک روایت موازنے کے طور پر درج ذیل نقل کی جاتی ہے۔

*۔۔۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کپڑے میں تھوکا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء ،باب:البصاق والمخاط ونحوہ فی الثوب، رقم: ۲۴۱،ص ۴۴)

حدیث نمبر "۳۸۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو نضرہ: مراد منذر بن مالک بن قطیعہ عوقی ہیں،انہوں نے عبداللہ بن عباس،ابوہریرہ،جابر بن عبداللہ ،عبداللہ بن عامر،ابوذر غفاری،ابوسعید خدری،سمرہ بن جندب،انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے حمید طویل،قتادہ،داؤد بن ابی ہند،عاصم احول نے روایات نقل کی ہیں۔ثقہ راوی تھے۔

تھوک کے پاک یا ناپاک ہونے میں اختلاف ائمہ

علامہ عینی لکھتے ہیں: بخاری کی حدیث سے تھوک اور رینٹھ کے پاک ہونے پر استدلال کیا گیا ہے، ابن بطال کہتے ہیں کہ یہ ایسا امر ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے سوائے سلمان کے، کہ وہ اسے ناپاک مانتے ہیں اور حسن بن حی اس کا کپڑوں پر لگنا مکروہ جانتے ہیں، اوزاعی کے نزدیک ناپسند ہے کہ کوئی وضو کرتے ہوئے اپنی تھوک میں مسواک کو داخل کرے، ابن ابی شیبہ نے بھی اپنی مصنف میں یونہی لکھا ہے، ابراہیم نخعی کے نزدیک بھی تھوک پاک نہیں ہے، ابن حزم کہتے ہیں کہ سلمان فارسی اور ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ تھوک منہ سے نکلتے ہی نجس ہو جاتا ہے۔ میں (علامہ عینی) کہتا ہوں سید عالم ﷺ کا تھوک مبارک تمام پاک چیزوں سے بڑھ کر پاک ہے اور تمام خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار ہے اور جہاں تک دوسروں کے تھوک کا تعلق ہے تو اس میں کچھ تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ تھوک پاک ہے جب کہ منہ میں ہو اور جب شراب پی جائے تو مناسب یہی ہے کہ جس وقت شراب پی جائے اس وقت تھوک نجس مانا جائے کیونکہ شرابی کا جھوٹا اُس وقت نجس ہوتا ہے اور اسی طرح اس کی تھوک کا معاملہ بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایسے شخص کا تھوک جس کے منہ میں زخم ہوں جس سے خون وپیپ نکلتا ہو۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں جب خون تھوک کے برابر ہو جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح اگر تھوک کا رنگ سرخ ہو جائے جب بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر خون کا رنگ زرد ہو تو نہیں ٹوٹتا، اسی طرح تھوک کی طہارت کا حکم جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ جب پانی میں کوئی چیز گر جائے تو اُسے نجس نہ کرے گی اور اس سے وضو کرنا جائز ہوگا تو اسی طرح اگر تھوک کسی کھانے میں گر جائے تو اُسے فاسد یعنی خراب نہ کرے گا، ہاں یہ الگ بات ہے کہ بعض گھٹیا قسم کے لوگ جنہیں دیکھنے سے گھن آنے لگتی ہے تو یقیناً یہ کراہیت سے خالی نہیں ہیں۔

(عمدۃ القاری، کتاب الوضوء، باب: البزاق والمخاط ونحوہ، رقم:۲۴۱، ج۲، ص ۶۸۰)

سید عالم ﷺ کا مبارک تھوک اور دیگر تبرکات

*۔۔۔حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان سے روایت ہے کہ عروہ بن مسعود نے جب بارگاہ دو عالم ﷺ میں صحابہ کرام کے معمولات دیکھے کہ جب بھی آپ ﷺ اپنا لعاب دہن زمین پر ڈالتے تو کوئی نہ کوئی صحابی اسے اپنے ہاتھ پر لے لیتا جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا تھا جب آپ کسی بات کا حکم دیتے تو فوراً اس کی تعمیل کی جاتی تھی۔ جب آپ وضو فرماتے ہیں تو لوگ آپ کے استعمال شدہ پانی کو لینے کے واسطے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے تھے۔ جب آپ گفتگو فرماتے تو صحابہ کرام بگوش حواس سنتے، اس کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کی جانب لوٹ گئے۔

(صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب:الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب وکتابة، رقم: ۲۷۳۲، ۲۷۳۱، ص ۴۴۷)

*۔۔۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی، سید عالم ﷺ کے سامنے پانی کی ایک چھاگل رکھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا: لوگ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ

ﷺ نے فرمایا: "تمہیں کیا ہوا ہے؟"، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس وضو کے لئے پانی ہے نہ پینے کے لئے ، صرف یہی پانی ہے جو آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ سید عالم ﷺ نے یہ سن کر دست مبارک چھاگل کے اندر رکھا تو فوراً چشموں کی طرح پانی انگلیوں کے درمیان سے جوش مارنے لگا، چنانچہ صحابہ نے خوش ہو کر پیا اور وضو بھی کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس وقت آپ کتنے آدمی تھے؟، انہوں نے کہا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی سب کے لئے کافی ہو جاتا لیکن ہم پندرہ سو تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب: علامات النبوۃ فی الاسلام، رقم:۳۵۷۶، ص۶۰۰)

*۔۔۔ حضرت عثمان بن عبداللہ موہب بیان کرتے ہیں میرے گھر والوں نے ایک برتن میں پانی ڈال کر مجھے حضرت ام سلمہ کے ہاں بھیجا، اسرائیل نے تین انگلیوں سے ملایا یعنی وہ چاندی سے ملمع کی ہوئی ایک چھوٹی سی ڈبیا تھی، انگلی جتنی، اس میں نبی پاک ﷺ کے مبارک بالوں میں سے کچھ بال تھے، جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور بیماری ہو جاتی تو وہ آپ کے پاس ایک برتن بھیج دیتا، میں نے گھنٹی کی شکل میں ایک ڈبیا دیکھی جس میں سرخ بال تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب: ما یذکر فی الشیب، رقم:۵۸۹۶، ص۱۰۳۷)

*۔۔۔ حضرت اسماء بنت عمیس کے آزاد کردہ غلام عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت اسماء کو بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر مطلقاً ریشم کو حرام کہتے تھے تو انہوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ تھا، انہوں نے ایک طیالیسہ کسروانیہ جبہ نکالا جس میں ریشم کے پیوند لگے ہوئے تھے اور اس کے سامنے اور پیچھے کے چاک پر یا آستینوں پر ریشم کے بیل بوٹے بنے ہوئے تھے، ہم بیماروں کے لئے اس کو دھوتے ہیں اور اس کے دھوون سے شفا طلب کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب: النھی عن لبس الحریر، رقم:۲۰۶۹، ص ۱۰۴۶)

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں کہ ہم آپ کے جبہ کو دھو کر اس کا دھوون بیماروں کو پلاتے تھے اور ان کے بدنوں پر ملتے تھے اور سید عالم ﷺ کے آثار سے برکت حاصل کرتے تھے تو سید عالم ﷺ کی برکت سے اللہ بیماروں کو شفا عطا فرما دیتا تھا، متعدد بار ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ کی مبارک انگلیوں سے کثیر جماعت نے پانی پیا، کم کھانا لوگوں کی جماعت کو کافی ہوتا، سید عالم ﷺ کے پیالوں میں سے ایک پیالہ تھا بیمار اس پیالہ میں پانی ڈال کر پیتے تھے اور شفا طلب کرتے تھے اور اس پینے سے آپ کے آثار کی برکت سے ان کو شفا حاصل ہوتی تھی۔

(نسیم الریاض، ج ۳، ص ۴۸۹ وغیرہ)

كتاب الصلوة
چند ابواب

نماز کا بیان

لغوی اعتبار سے اس کے معنی دعا ہے، اور شریعت میں اس کے معنی مخصوص ارکان واذکار معلومہ کو مقررہ اوقات میں شرائط کی پابندی کے ساتھ ادا کرنا نماز کہلاتا ہے، اسی طرح صلوۃ کا ایک معنی دنیا وآخرت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بارگاہ کی تعظیم طلب کرنا ہے۔ (التعریفات، ص۱۳۷)

اللہ عزوجل نے لفظ "صلوۃ" کا ذکر اپنے پاک کلام میں درج ذیل مقامات پر فرمایا: ﴿الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں (البقرۃ:۳)﴾، ﴿واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو (البقرۃ:۴۳)﴾، ﴿واستعینوا بالصبر والصلوۃ اور صبر اور نماز سے مدد چاہو (البقرۃ:۴۵)﴾، ﴿واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا وذی القربی والیتمی والمسکین وقولوا للناس حسنا واقیموا الصلوۃ اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتے داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو (البقرۃ:۸۳)﴾، ﴿یایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ اے ایمان والوں صبر اور نماز سے مدد چاہو (البقرۃ:۱۵۳)﴾، ﴿واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ اور نماز قائم رکھے اور زکوۃ دے (البقرۃ:۱۷۷)﴾، ﴿حفظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی نگہبانی کرو سب نمازوں اور بیچ کی نماز کی (البقرۃ:۲۳۸)﴾، ﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوۃ دی (البقرۃ:۲۷۷)﴾، ﴿یایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکری اے ایمان والو نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ (النساء:۴۳)﴾، ﴿الم تر الی الذین قیل لھم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوۃ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن سے کہا گیا اپنے ہاتھ روک لو اور نماز قائم رکھو (النساء:۷۷)﴾، ﴿واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو (النساء:۱۰۱)﴾، ﴿واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوۃ اور اے محبوب جب تم اُن میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں اُن کی امامت کرو (النساء:۱۰۲)﴾، ﴿فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ قیما وقعودا وعلی جنوبکم فاذا اطمانتم فاقیموا الصلوۃ ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے (النساء:۱۰۳)﴾، ﴿ان المنفقین یخدعون اللہ وھو خادعھم واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے (النساء:۱۴۲)﴾، ﴿لکن الرسخون فی العلم منھم والمومنون یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک والمقیمین الصلوۃ ہاں جو ان میں علم میں پکے اور ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اُس پر جو اے محبوب

تمھاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اُترا اور نماز قائم رکھنے والے (النساء:۱۶۲)﴾، ﴿یایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا موئنھ دھولو (المائدۃ:۶)﴾، ﴿لئن اقمتم الصلوۃ واتیتم الزکوۃ اگر تم نماز قائم کرو اور زکوۃ دو (المائدۃ:۱۲)﴾، ﴿انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ تمھارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں (المائدۃ:۵۵)﴾، ﴿واذا نادیتم الی الصلوۃ اتخذوھا ھزوا ولعبا اور جب تم نماز کے لئے اذان دو تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں (المائدۃ:۵۸)﴾، ﴿انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیڑ اور دشمنی ڈالوادے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے (المائدۃ:۹۱)﴾، ﴿تحبسونھما من بعد الصلوۃ ان دونوں کو نماز کے بعد روکو (المائدۃ: ۱۰۶)﴾، ﴿وان اقیموا الصلوۃ واتقوہ اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرو (الانعام:۷۲)﴾، ﴿والذین یمسکون بالکتب واقاموا الصلوۃ اور وہ جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں اور انہوں نے نماز قائم رکھی (الاعراف: ۱۷۰)﴾، ﴿الذین یقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں (الانفال:۳)﴾، ﴿فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں تو وہ تمھارے دینی بھائی ہیں (التوبۃ:۱۱)﴾، ﴿انما یعمر مسٰجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے اور زکوۃ دیتے ہیں (التوبۃ:۱۸)﴾، ﴿وما منعھم ان تقبل منھم نفقتھم الا انھم کفروا باللہ وبرسولہ ولا یاتون الصلوۃ الا وھم کسالی اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے (التوبۃ:۵۴)﴾، ﴿والمومنون والمومنت بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں (التوبۃ:۷۱)﴾، ﴿واوحینا الی موسی واخیہ ان تبوا لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلۃ واقیموا الصلوۃ اور ہم نے موسی اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے مکانات بناؤ اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ کرو اور نماز قائم کرو (یونس:۸۷)﴾، ﴿واقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من الیل اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں (ھود:۱۱۴)﴾، ﴿والذین صبروا ابتغاء وجہ ربھم واقاموا الصلوۃ اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی (الرعد:۲۲)﴾، ﴿قل لعبادی الذین امنوا یقیموا الصلوۃ میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں (ابراھیم:۳۱)﴾، ﴿ربنا لیقیموا الصلوۃ اے ہمارے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم

رکھیں(ابراھیم:۳۷)﴾،﴿رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو(ابراھیم:۴۰)﴾،﴿اقم الصلوٰۃ لدلوك الشمس الی غسق اللیل نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک(الاسراء:۷۸)﴾،﴿وجعلنی مبرکا این ما کنت واوصنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں اور مجھے نماز وزکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں(مریم:۳۱)﴾،﴿وکان یامر اھله بالصلوٰۃ والزکوٰۃ اور اپنے گھروالوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا(مریم:۵۵)﴾،﴿فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ توان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں(مریم:۵۹)﴾،﴿واقم الصلوٰۃ لذکری اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ(طٰہٰ:۱۴)﴾،﴿وامر اھلك بالصلوٰۃ واصطبر علیھا اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت قدم رہ(طٰہٰ:۱۳۲)﴾،﴿وجعلنھم ائمة یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ اور ہم نے انہیں امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں اور ہم نے انہیں وحی بھیجی اچھے کام کرنے اور نماز برپا کرنے کی(الانبیاء:۷۳)﴾،﴿الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم والصبرین علی ما اصابھم والمقیمی الصلوٰۃ کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو افتاد پڑے اس کے سہنے والے اور نماز برپا کرنے والے اور ہمارے دیئے سے خرچ کرتے ہیں(الحج:۳۵)﴾،﴿الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں(الحج:۴۱)﴾،﴿فاقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واعتصموا باللہ تو نماز برپا رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو(الحج:۷۸)﴾،﴿رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید وفروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے(النور:۳۷)﴾،﴿واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون اور نماز برپا رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو(النور:۵۶)﴾،﴿الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم بالآخرۃ ھم یوقنون وہ لوگ جو نماز برپا رکھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں(النمل:۳)﴾،﴿اتل ما اوحی الیك من الکتب واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی اور نماز قائم فرماؤ بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے(العنکبوت:۴۵)﴾،﴿منیبین الیه واتقوہ واقیموا الصلوٰۃ اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو(الروم:۳۱)﴾،﴿الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں(لقمان:۴)﴾،﴿یبنی اقم الصلوٰۃ وامر بالمعروف اے میرے بیٹے نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے(لقمان:۱۷)﴾،﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولی واقمن الصلوٰۃ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو(الاحزاب:۳۳)﴾،﴿انما تنذر الذین یخشون ربھم بالغیب واقاموا الصلوٰۃ اے محبوب تمہارا ڈر سنانا تو

انہیں کو کام دیتا ہے جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے اور نماز قائم رکھتے ہیں (فاطر:۱۸)﴾،﴿ان الذین یتلون کتب اللہ واقاموا الصلوۃ بیشک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے (فاطر:۲۹)﴾،﴿والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوۃ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی (الشوری:۳۸)﴾،﴿فاذلم تفعلوا وتاب اللہ علیکم فاقیموا الصلوۃ پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی تو نماز قائم رکھو (المجادلۃ:۱۳)﴾،﴿فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ (الجمعۃ:۱۰)﴾،﴿واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ واقرضوا اللہ قرضا حسنا اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دو (المزمل:۲۰)﴾،﴿وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوۃ ویوتوا الزکوۃ وذلک دین القیمۃ اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔(البینۃ:۵)﴾۔

متذکرہ آیات کے علاوہ بھی کئی مقامات پر نماز کا اجمالا ذکر ہے، تاہم مختلف صیغوں، اور دیگر اشارات وکنایات کے ساتھ، جسے ہم طوالت کی وجہ سے ذکر نہیں کرتے، تاہم تقریبا ساٹھ آیات ہم نے بیان کردیں ہیں جس میں خاص "الصلوۃ" کا ذکر کیا گیا ہے، لہذا اہل ایمان کو عبادت کی اہمیت اور فرضیت کا احساس ہونا چاہیے اور اس سلسلے میں کوتاہیوں سے بچنا چاہیے۔

(۱) بَابُ فَرْضِ الصَّلَاةِ
نماز کی فرضیت کا بیان

(۳۹۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا يُفْقَهُ مَا يَقُولُ: حَتَّى دَنَا فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ. قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: صِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ. قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ الصَّدَقَةَ. قَالَ: فَهَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ. فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ.

سہیل بن مالک کے والد ماجد نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نجد کا رہنے والا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے گنگناہٹ سنائی دیتی تھی۔ لیکن یہ پتہ نہیں لگتا تھا کہ وہ کہتا کیا ہے یہاں تک کہ اس نے نزدیک ہو کر اسلام کے متعلق دریافت کیا، فرمایا: "دن اور رات میں روزانہ پانچ نمازیں ہیں"، عرض گزار ہوا کہ ان کے سوا بھی مجھ پر کچھ ہے؟ فرمایا: "نہیں مگر جو خوشی سے پڑھو"۔ راوی کا بیان

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ماہِ رمضان المبارک کے روزوں کا ذکر فرمایا۔ عرض کیا کہ ان کے سوا مجھ پر کچھ روزے ہیں؟ فرمایا: "نہیں مگر جو تم اپنی خوشی سے رکھو"۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے زکوۃ کا ذکر فرمایا۔ عرض گزار ہوا کیا اس کے سوا بھی مجھ پر کچھ ہے؟ فرمایا: "نہیں مگر جو تم اپنی خوشی سے دو"، جب وہ آدمی اپنی پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو کہتا تھا کہ خدا کی قسم نہ میں اضافہ کروں گا اور نہ ہی کمی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس نے سچ کہا تو نجات پا گیا۔

(۳۹۲) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ بِإِسْنَادِهِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ۔

ابو سہیل نافع بن مالک بن ابو عامر نے اپنی سند کے ساتھ حدیثِ مذکورہ بالا کو روایت کرتے ہوئے لکھا، نجات پا گیا اور اسی میں ہے کہ اگر سچ کہا تو جنت میں داخل ہو گیا میرے والد ماجد کی قسم! گر سچ کہا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب کا نام رکھا: "باب فرض الصلوۃ" اور اس کے تحت فقط دو احادیث لائے، جس میں فرض نماز کی اہمیت کو بیان کیا گیا اور اس کے پورا کرنے پر جنت کی بشارت بھی بیان کی گئی۔ صحاح میں اس موضوع سے متعلق درج ذیل احادیث ہیں۔

*۔۔۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی جس کے سر کے بال الجھے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا۔ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بتائیے کہ اللہ جل جلالہ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ فرمایا: "پانچ نمازیں سوائے اس کے جو تم اپنی مرضی سے پڑھو"، عرض کی کہ مجھے بتائیے کہ اللہ عزوجل نے مجھ پر کتنے روزے فرض کیے ہیں؟ فرمایا: "ماہ رمضان کے، سوائے اس کے جو تم اپنی مرضی سے رکھو"۔ عرض گزار ہوا اللہ عزوجل نے مجھ پر کتنی زکوۃ فرض کی ہے۔ راوی کی بیان ہے کہ اللہ جل جلالہ کے رسول ﷺ نے اسے اسلام کے شرائع بتا دیئے تو وہ عرض گزار ہوا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو معزز فرمایا کہ جو اللہ عزوجل نے مجھ پر فرض کیا ہے نہ اس پر میں کچھ اضافہ کروں گا اور نہ میں اس میں سے کچھ کم کروں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "نجات پا گیا اگر اس نے سچ کہا ہے"، "یا جنت میں داخل ہو گا اگر اس نے سچ کہا ہے"

۔(صحیح البخاری ،کتاب الصیام، الشھادات، الحیل، باب :وجوب صوم رمضان، کیف یستخلف، فی الزکوۃ وان لا یفرق، رقم: ۱۸۹۱، ۶۹۵۶، ۲۶۷۸، ص ۱۱۹۹، ۴۳۶، ۳۰۴)، (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: بیان الصلوات التی ھی احد، رقم: (۹)/۱۱، ص ۳۴)، (سنن نسائی، کتاب الصلوۃ، باب: کم فرضت فی الیوم واللیلۃ، رقم: ۴۵۵، ص ۱۱۹)

*۔۔۔راوی کہتے ہیں کہ اہل نجد سے ایک شخص سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جس کے سر پر سفر کے آثار ظاہر تھے، بات سنی سمجھی نہ جاتی تھی یہاں تک کہ قریب ہو لیا جائے، پس اُس نے اسلام کے بارے میں سوال کیا، سید عالم ﷺ نے جواب مرحمت فرمایا: "دن رات میں پانچ نمازیں ہیں"۔

(صحیح البخاری ،کتاب الایمان، باب :الزکوۃ من الاسلام،رقم:۴۶،ص۱۱)

حل لغات

جاء رجل: ضمام بن ثعلبہ ،بنی سعد بن بکر مراد ہے۔من اهل نجد: عراق وحجاز کے مابین رہنے والے لوگ مراد ہیں۔

ثائر الرأس: ابن اثیر کہتے ہیں بکھرے ہوئے بال مراد ہیں۔

یسمع دوی صوته ولا یفقه ما یقول: ایسے انداز میں بات کرنا جو نہ تو سنی جائے نہ ہی سمجھی جا سکے، جیسا کہ بھنبھاہٹ ہوا کرتی ہے۔

فاذا هو یسال عن الاسلام: مراد ارکان اسلام کے بارے میں سوال کرنا ہے، کیونکہ اگر نفس اسلام کے بارے میں سوال ہوتا تو جواب اس کے علاوہ ہوتا کیونکہ جواب سوال کی مناسبت سے دیا جاتا ہے۔

خمس صلوات: مراد پانچ نمازیں قائم کرنا ہے کیونکہ نمازوں کا قائم کرنا شرائع اسلام میں سے ہے۔

الا ان تطوع: اسی سے یہ مسئلہ بھی استنباط کیا گیا ہے کہ نفلی نماز، روزہ جب شروع کر دیا جائے تو اُسے پورا کرنا واجب ہے، اور اسی سے شوافع نماز وتر کو غیر واجب مانتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک وتر واجب ہیں جس پر دلائل ان شاءاللہ بعد میں ذکر ہونگے۔

وذکر له رسول الله ﷺ الصدقة: مراد زکوۃ ادا کرنا ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿انما الصدقات للفقراء والمساکین زکوۃ تو انہی لوگوں کے لئے ہے محتاج اور نرے نادار (التوبة:۶۰)﴾۔

لا ازید ولا انقص: یعنی آپ کے ذکر کردہ کے سوا نہ تو زیادتی کروں اور نہ ہی کمی کروں گا۔ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ فرائض میں کسی قسم کی زیادتی نہ کروں گا کہ ظہر کے چار کے بجائے پانچ فرض پڑھوں اور یہ بھی کہ نوافل کو فرض جان کر یا فرائض میں داخل کر کے نہ ادا کروں گا۔

فان قیل: یہاں حج کا ذکر نہیں کیا گیا، میں (علامہ عینی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ روایت حج فرض ہونے سے پہلے کی ہے، جیسا کہ بعض احادیث میں روزے یا زکوۃ کا ذکر نہیں ملتا۔

افلح وابیه: سے مراد اپنے والد کی قسم کھانا نہیں ہے بلکہ یہ جملہ اہل عرب میں بغیر کسی قصد کے عموماً بولا جاتا ہے اور مراد حقیقی معنوں میں حلف اٹھانا نہیں ہوا کرتا۔

حدیث نمبر "۳۹۱" کے رجال

(۱)۔۔۔مالک: ابن انس بن مالک، انہوں نے انس بن مالک اپنے والد ماجد، عمر بن عبد العزیز، قاسم بن محمد بن ابو بکر، سعید بن مسیب، علی بن حسین سے سماع حدیث کی ہے، انہوں نے عبد اللہ بن عمر، سہل بن سعد سے روایت لی ہیں جب کہ اِن سے زہری، مالک بن انس، اسماعیل اور محمد جو کہ جعفر کے بیٹے ہیں، عبد العزیز دراوردی نے روایت بیان کی ہے، احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ یہ ثقہ راوی تھے۔(۲)۔۔۔ابوہ: مالک بن عامر، ایک قول کے مطابق انہیں ابن ابی عامر بھی کہتے ہیں، مالک بن ابی حمرہ ابو عطیہ وداعی کوفی ہمدانی مراد ہیں، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سماع حدیث کی ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ انہوں نے عمر، عثمان، طلحہ سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے خیثمہ بن عبد الرحمن، محمد بن سیرین، عمار بن عمیر، اعمش، ابو اسحٰق سبیعی، ابن معین، ابن سعد رضی اللہ عنہم نے روایات نقل کی ہیں۔ معصب بن زبیر کے دور میں کوفی میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۳۹۱" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔نماز ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔(۲)۔۔۔دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔(۳)۔۔۔روزہ بھی ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے اور سال میں ایک مہینہ ماہِ رمضان کا فرض قرار دیا گیا ہے۔(۴)۔۔۔زکوۃ ادا کرنا بھی ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔(۵)۔۔۔رات کی نماز امت کے حق میں بالاجماع منسوخ ہے، لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کی نماز (تہجد) کے بارے میں اختلاف ہے اور صحیح ترین قول یہی ہے کہ (فرضیت) منسوخ ہے۔(۶)۔۔۔عید کی نماز فرض نہیں ہے، لیکن اس میں ابو سعید اصطخری کا اختلاف ہے، پس ان کے نزدیک نماز عید فرض کفایہ ہے۔(۷)۔۔۔عاشوراء اور اس کے علاوہ کے روزے واجب نہیں ہیں اور اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ ماہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورے کا روزہ فرض تھا یا نہیں؟ شوافع کے نزدیک واجب نہ تھا جب کہ احناف کے نزدیک واجب تھا، اور شوافع کا دوسرا قول واجب ہونے کا بھی ہے۔(۸)۔۔۔مالک نصاب پر سال مکمل ہونے پر زکوۃ کے علاوہ کوئی اور صدقہ واجب نہیں ہے۔(۹)۔۔۔حدیث مذکورہ بالا میں موجود اصولوں پر جو بھی عمل پیراہ ہو جائے وہ بلاشک وشبہ فلاح پا جائے گا۔(۱۰)۔۔۔علم دین کے حصول کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر اختیار کرنا اور اکابرین سے مسائل دریافت کرنا محبوب و مستحب عمل ہے۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب: فی فرض الصلوۃ، ج ۲، ص ۷)

ایمان کی تعریف

لغوی معنی تصدیق قلبی کے ہیں، جب کہ شرع میں دل سے اعتقاد رکھنے اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ جو گواہی دے اور عمل کرے اور اعتقاد نہ رکھے وہ منافق ہے، اور جو گواہی دے اور عمل نہ کرے اور اعتقاد رکھے وہ فاسق ہے اور جو گواہی ہی نہ دے وہ کافر ہے۔ پھر ایمان کی پانچ قسمیں ہیں: (۱)۔۔۔

المطبوع: مراد فرشتوں کا ایمان ہے،(۲)۔۔۔ المعصوم: حضرات انبیائے کرام کا ایمان ہے،(۳)۔۔۔ المقبول: مومنین کا ایمان ہے،(۴)۔۔۔ الموقوف: بدعتیوں کا ایمان ہے،(۵)۔۔۔ المردود: مراد منافقین کا ایمان ہے۔

اسلام کی تعریف

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی خبروں پر خضوع اور فرمانبرداری اختیار کرنا۔

(التعریفات، ص ۲۷،۴۳ وغیرہ)

اسلام اور ایمان متغائر ہیں یا متحد

علامہ عینی لکھتے ہیں: لغت میں اسلام فرمانبرداری اور اطاعت کرنے کو کہتے ہیں اور شریعت میں اللہ جل جلالہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے احکامات کو ماننا، کلمہ شہادت تلفظ کرنا، اوامر ونواہی کا خیال رکھنا جیساکہ حدیث جبرائیل علیہ السلام کے حوالے سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب مرحمت فرمایا چنانچہ۔۔۔

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: "اسلام یہ ہے کہ تو اللہ عزوجل کی عبادت کرے، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، نماز قائم کرے، فرض زکوۃ ادا کرے اور ماہِ رمضان کے روزے رکھے"۔ اور اسلام کا اطلاق دین محمدی پر بھی کیا جاتا ہے اور اِسے "دینِ اسلام" کا نام دیا جاتا ہے جیساکہ دین یہودی اور دین نصرانی ہوا کرتا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ان الدین عنداللہ الاسلام اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے(ال عمران:۱۹)﴾۔ اور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایمان کا ذائقہ چکھنا یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے رب ہونے اور دین کے اسلام ہونے پر راضی رہے"۔ پھر علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ دین اور اسلام ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یا الگ الگ چیزیں ہیں، پس بعض محدثین، متکلمین، جمہور معتزلہ کے نزدیک ایمان سے مراد اسلام ہے، اور یہ دونوں نام شرعاً ملتے جلتے ہیں۔ خطابی کہتے ہیں کہ اسلام اور ایمان نہ تو مطلق متحد ہیں اور نہ ہی مترادف، اس لئے کہ مومن ہر وقت مومن ہوتا ہے جب کہ مسلم بعض اوقات مسلم ہوتا ہے اور بعض اوقات نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح ہر مسلم، مومن ہوتا ہے لیکن ہر مومن مسلم نہیں ہوتا۔

میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ بعض فضلاء نے اشارہ کیا ہے کہ دونوں کے مابین عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے لیکن حق یہ ہے کہ دونوں کے مابین عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ کیونکہ ایمان اسلام کے بغیر پایا جاسکتا ہے جیساکہ کوئی شخص پہاڑ کی کسی چوٹی پر اللہ جل جلالہ کی معرفت محض اپنی عقل سے حاصل کرلے یا کسی نبی کی دعوتِ حق پہنچنے سے پہلے ہی اللہ جل جلالہ کی وحدانیت اور اس کی تمام صفات کو جان مان لے، اور اسی طرح کوئی کافر تمام عقائد حقہ اور ضروریات دین کو مان لے اور فقط اقرار وعمل سے پہلے انتقال کرجائے تو عند الشرع وہ مومن ہے لیکن مسلم نہیں۔

(عمدۃ القاری، کتاب الایمان، باب: الایمان وقول النبی بنی الاسلام، ج۱، ص۱۷۳)

زیادتی اور کمی نہ کرنے پر حصولِ فلاح کا معیار

اگر یہ کہا جائے کہ حدیث میں فرمایا: "لا ازید علی ھذا"، اور مذکورہ حدیث میں تمام واجبات، منہیات شرعیہ، سنن مندوبہ مذکور نہیں ہیں، ہم یہ کہیں گے کہ بخاری کی روایت میں آخری الفاظ یہ ہیں: "پس اللہ جل جلالہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے شرائع اسلام کی خبر دی"، پس جب وہ شخص جانے لگا تو اُس نے کہا کہ میں اللہ عزوجل کے فرض کردہ کے علاوہ کسی چیز میں کمی و زیادتی نہ کروں گا مراد شرائع اسلام میں کمی و زیادتی کرنا ہے۔ پس "مما فرض اللہ" سے فرائض کے بارے میں ہونے والے اشکال کی نفی ہو جاتی ہے لیکن جہاں تک سنن کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حوالے سے کچھ احتمالات ہیں: (۱)۔۔۔ یہ حدیث شرائع اسلام کے مشروع ہونے سے پہلے کی ہے۔ (۲)۔۔۔ میں فرائض میں اضافہ کر کے اس کی صفات میں تبدیلی نہ کروں گا۔ (۳)۔۔۔ گویا کہ میں ظہر کے پانچ فرض نہ پڑھوں گا۔ (۴)۔۔۔ فرائض سے کچھ کم کر کے نفل کی ادائیگی نہ کروں گا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس شخص سے فرمایا: "افلح ان صدق اگر سچ کہتا ہے تو فلاح پا جائے گا"۔ یعنی نجات اور کامیابی پا گیا، اگر اپنے قول میں سچا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جو کمی اور زیادتی نہ کرے وہ فلاح پانے والا ہوتا ہے کیونکہ جس کی تعلیم دی گئی وہی عمل کرنا فلاح کا ذریعہ ہے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ مذکورہ بالا حدیث میں حج کا ذکر نہ ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث حج فرض ہونے سے پہلے کی ہے جیسا کہ بعض احادیث میں روزے یا زکوۃ کا ذکر نہیں ہے۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: فرض الصلوۃ، ج ۲، ص ۶ ملتقطاً و ملخصاً)

"وابیہ" کہنے کی توجیہ

یہاں مراد والد محترم کی قسم کھانا نہیں ہے بلکہ اس طرح کے کلمات اہل عرب کی عادت میں پائے جاتے ہیں اور اس کا مقصد حلف اٹھانا نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی احتمال پایا جاتا ہے کہ اس طرح کا رواج اُس وقت پایا جاتا ہو گا جب کہ اللہ جل جلالہ کے سوا کسی اور کے نام کی قسم کھانے کی ممانعت نہ پائی جاتی ہو۔ (المرجع السابق، ص ۷)

(۲) بَابٌ فِي الْمَوَاقِيتِ

اوقاتِ نماز کا بیان

(۳۹۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ فُلَانِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَصَلَّى بِيَ الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ وَصَلَّى بِي يَعْنِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ حِينَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلَّى بِيَ الظُّهْرَ

حِيْنَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَيْهِ وَصَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِيْنَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هٰذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس دو مرتبہ میری امامت کی۔ پس میرے ساتھ نماز ظہر ادا کی جب کہ سورج ڈھل گیا اور سایہ تسمہ کے برابر ہو گیا اور میرے ساتھ نماز عصر پڑھی جبکہ چیزوں کا سایہ ان کے برابر ہو گیا اور میرے ساتھ نماز مغرب پڑھی جب کہ روزہ افطار کیا جاتا ہے اور میرے ساتھ نماز عشاء پڑھی جبکہ شفق غائب ہو جاتی ہے اور میرے ساتھ نماز فجر پڑھی جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے جب اگلا روزہ ہوا تو نماز ظہر میرے ساتھ پڑھی جب کہ سایہ ایک مثل ہو گیا اور میرے ساتھ نماز عصر پڑھی جبکہ سایہ دو مثل ہو گیا اور میرے ساتھ نماز مغرب پڑھی جبکہ روزہ دار افطار کرتا ہے اور نماز عشاء میرے ساتھ پڑھی تہائی رات گزرنے پر اور میرے ساتھ نماز فجر پڑھی جبکہ خوب اجالا ہو گیا۔ پھر میری جانب متوجہ ہو کر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے اوقات نماز ہیں اور ہر نماز کا وقت ان دونوں حدوں کے درمیان ہے۔

(۳۹۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَ قَاعِدًا عَلَى الْمِنْبَرِ فَأَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ: عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ علیہ السلام قَدْ أَخْبَرَ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِوَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: اعْلَمْ مَا تَقُولُ: فَقَالَ: عُرْوَةُ سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: نَزَلَ جِبْرِيلُ علیہ السلام فَأَخْبَرَنِي بِوَقْتِ الصَّلَاةِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَرُبَّمَا أَخَّرَهَا حِيْنَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا الصُّفْرَةُ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلَاةِ فَيَأْتِي ذَا الْحُلَيْفَةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ حِيْنَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ حِيْنَ يَسْوَدُّ الْأُفُقُ وَرُبَّمَا أَخَّرَهَا حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغَلَسٍ ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ التَّغْلِيسَ حَتَّى مَاتَ وَلَمْ يَعُدْ إِلَى أَنْ يُسْفِرَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ مَعْمَرٌ وَمَالِكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَشُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُهُمْ لَمْ يَذْكُرُوا الْوَقْتَ الَّذِي صَلَّى فِيهِ وَلَمْ يُفَسِّرُوهُ وَكَذٰلِكَ أَيْضًا رَوَى هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ وَحَبِيبُ بْنُ أَبِي مَرْزُوقٍ عَنْ عُرْوَةَ نَحْوَ رِوَايَةِ مَعْمَرٍ وَأَصْحَابِهِ إِلَّا أَنَّ حَبِيبًا لَمْ يَذْكُرْ بَشِيرًا وَرَوَى وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَقْتَ الْمَغْرِبِ قَالَ: ثُمَّ جَاءَهُ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ يَعْنِي مِنَ الْغَدِ وَقْتًا وَاحِدًا وَكَذٰلِكَ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ثُمَّ صَلَّى بِيَ الْمَغْرِبَ

يَعْنِي مِنَ الْغَدِ وَقْتًا وَاحِدًا وَكَذٰلِكَ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ مِنْ حَدِيْثِ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اسامہ بن زید لیثی کو ابن شہاب نے بتایا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز منبر پر بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے نماز عصر میں تاخیر کر دی تو حضرت عروہ بن زبیر نے ان سے کہا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز کے اوقات بتادیئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ غور تو کر لیجئے آپ کہہ کیا رہے ہیں؟ عروہ نے کہا کہ میں نے بشیر بن ابو مسعود کو فرماتے ہوئے سنا انہوں نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے تو انہوں نے مجھے نماز کے اوقات بتائے پس میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ اپنی انگلیوں پر پانچ نمازیں شمار کیں۔ پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز ظہر زوال آفتاب کے بعد پڑھی اور کبھی اتنی موخر کی کہ گرمی میں خوب شدت آگئی اور میں نے آپ کو نماز عصر پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ سورج خوب بلند اور اس میں سفید زردی آنے سے پہلے آدمی نماز سے فارغ ہو کر ذوالحلیفہ پہنچ جاتا اس سے پہلے کہ سورج غروب ہو اور سورج غائب ہوتے ہی نماز مغرب پڑھی اور نماز عشاء اس وقت پڑھی جبکہ افق میں سیاہی آگئی اور کبھی اتنی تاخیر فرمالیتے کہ لوگ جمع ہو جاتے اور نماز فجر ایک دفعہ اندھیرے میں پڑھی اور دوسری دفعہ اجالا ہونے پر پڑھی۔ پھر آپ کی نماز اس کے بعد اندھیرے میں رہی یعنی وصال مبارک کے وقت تک دوبارہ اجالے میں نہیں پڑھی۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اس حدیث کو زہری، معمر، مالک، ابن عیینہ، شعیب بن ابو حمزہ، لیث بن سعد وغیرہ نے روایت کیا ہے لیکن انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ کن اوقات میں نماز پڑھی اور تفصیل بتائی اور اسی طرح روایت کیا ہے اسے ہشام بن عروہ اور حبیب بن ابو مرزوق نے عروہ سے معمر اور ان کے ساتھیوں نے اسی طرح روایت کی ہے مگر حبیب نے بشیر کا ذکر نہیں کیا۔ روایت کیا وہب بن کیسان حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز مغرب کا وقت فرمایا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مغرب کے وقت آئے جبکہ سورج غروب ہو گیا یعنی اگلے روز بھی اسی وقت امام ابو داؤد نے فرمایا کہ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی فرمایا کہ پھر میرے ساتھ نماز مغرب پڑھی یعنی اگلے روز بھی اسی وقت اور اسی طرح روایت کیا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حسان بن عطیہ کی حدیث سے عمرو بن شعیب ان کے والد ماجد کے جد امجد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس کی روایت کی۔

(۳۹۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا بَدْرُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى " اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا حَتّٰى اَمَرَ بِلَالًا رضی اللہ عنہ فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ انْشَقَّ الْفَجْرُ فَصَلّٰى حِيْنَ كَانَ الرَّجُلُ لَا يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهٖ اَوْ اَنَّ الرَّجُلَ لَا يَعْرِفُ مَنْ اِلٰى جَنْبِهٖ ثُمَّ اَمَرَ بِلَالًا رضی اللہ عنہ فَاَقَامَ الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى قَالَ: الْقَائِلُ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ اَعْلَمُ ثُمَّ اَمَرَ بِلَالًا رضی اللہ عنہ

فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ وَاَمَرَ بِلَالًا رضی اللہ عنہ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَاَمَرَ بِلَالًا رضی اللہ عنہ فَاَقَامَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ صَلَّى الْفَجْرَ وَانْصَرَفَ فَقُلْنَا اَطَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَقَامَ الظُّهْرَ فِيْ وَقْتِ الْعَصْرِ الَّذِيْ كَانَ قَبْلَهُ وَصَلَّى الْعَصْرَ وَقَدِ اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ اَوْ قَالَ: اَمْسٰى وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَغِيْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ " ثُمَّ قَالَ: اَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ الْوَقْتُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: رَوٰى سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْمَغْرِبِ بِنَحْوِ هٰذَا قَالَ: ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ قَالَ بَعْضُهُمْ: اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِلٰى شَطْرِهٖ وَكَذٰلِكَ رَوَى ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابو بکر بن ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نماز فجر کی اقامت کا حکم فرمایا جبکہ لو پھٹی تھی اور ایسے وقت نماز پڑھی کہ آدمی اپنے ساتھی کا منہ پہچانتا نہ تھا یا آدمی اسے نہ پہچان سکتا جو اس کے پہلو میں ہو۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تو انہوں نے نماز ظہر کے لیے اقامت کہی جبکہ سورج ڈھلا تھا اور پوچھنے والا پوچھتا کیا دوپہر ہو گئی ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تو انہوں نے نماز عصر کے لیے اقامت کہی جبکہ آفتاب بلند اور سفید تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تو انہوں نے نماز مغرب کے لیے اقامت کہی جبکہ سورج غروب ہو چکا تھا اور شفق کے غائب ہونے پر نماز عشاء کے لیے اقامت کہی گئی اگلے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے لیے لوٹے تو ہم نے کہا کہ کیا سورج طلوع ہو گیا؟ پھر ظہر کی نماز اس وقت پڑھی جس وقت پچھلے روز عصر کی نماز پڑھی تھی اور عصر کی نماز اس وقت پڑھی جب سورج کی زردی آگئی یا یہ فرمایا کہ شام ہونے لگی اور شفق کے غائب ہونے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھی تھی اور تہائی رات گزرنے پر عشاء کی نماز پڑھی تھی پھر فرمایا نماز کے اوقات پوچھنے والا سائل کہاں ہے؟ امام ابوداود نے فرمایا کہ روایت کیا سلیمان بن موسی، عطاء، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مطابق فرمایا پھر نماز عشاء پڑھی۔ بعض حضرات نے کہا تہائی رات گزرنے پر اور بعض نے کہا بوقت نصف۔ اسی طرح روایت کیا ابن بریدہ کے والد ماجد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

(۳۹۶) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ اَبَا اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ قَالَ: وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ فَوْرُ الشَّفَقِ وَوَقْتُ الْعِشَاءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کا وقت ہے جب تک عصر نہ آئے اور عصر کا وقت ہے جب تک سورج زرد نہ ہو اور مغرب کا وقت ہے جب تک شفق کا اجالا ساقط نہ ہو اور عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے اور فجر کا وقت ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب کا نام: "مواقیت الصلوۃ" رکھا اور اس کے تحت نمازوں کے اوقات بیان کرتے ہوئے فقط چار احادیث لائے، احادیث مذکورہ بالا کا صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اوقات نماز کے بارے میں سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہمارے پاس ٹھہرو اللہ نے چاہا (تو معلوم ہو جائے گا)،" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا انہوں طلوع فجر کی وقت صبح کی اقامت کہی، پھر حکم دیا تو زوال شمس کے وقت ظہر کی اقامت کہی گئی اور نماز ظہر ادا کی پھر عصر کے لئے اس وقت اقامت کہی اور نماز پڑھی جب سورج ابھی سفید اور بلند تھا۔ مغرب کے لئے غروب آفتاب کے وقت حکم دیا۔ عشاء کے لئے شفق کے غائب ہونے کا وقت بتایا پھر دوسری صبح کا حکم دیا اور صبح کو روشن کر کے پڑھا، ظہر کے لئے حکم فرمایا اور اسے خوب ٹھنڈا کیا، پھر عصر کی اقامت کا حکم فرمایا اور ابھی سورج اپنے آخری کناروں پر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر ادا فرمائی، مغرب کے لئے شفق کے غائب ہونے سے کچھ پہلے، حکم فرمایا پھر عشاء کا حکم دیا اور تہائی رات کے گزرنے پر یہ نماز ادا کی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز کے اوقات پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا ان دو دونوں کے نمازوں کی درمیان کا وقت، نماز کا وقت ہے امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ شعبہ نے بھی اسے علقمہ بن مرثد کے واسطہ سے روایت کیا ہے۔ (جامع الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب :ما جاء فی مواقیت الصلوۃ، رقم: ۱۵۲، ص ۶۲)، (مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلوۃ، باب: المواقیت، رقم: ۲۰۳۲، ج ۱، ص ۳۹۲)

حل لغات

امنی جبریل علیہ السلام: مراد وہ فرشتہ ہے جو اکثر اوقات حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس وحی لیکر حاضر ہوتے، اور ان کا اکثر اوقات سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونا ثابت ہے۔ مراد جبرائیل امین کا امامت فرمانا ہے۔

عند البیت: کعبہ معظمہ کے پاس، بیت کا اطلاق کعبہ مشرفہ پر غالب استعمال کی صورت میں کیا گیا ہے۔

وکانت قدر الشراك: مراد سورج کا سایہ ہے، مضاف کے حذف کے ساتھ، شراك عربی زبان میں جوتے کے تسمہ کو کہتے ہیں۔ سورج کا زوال زمانے اور مکان کے اختلاف کے باعث ہر جگہ مختلف ہوا کرتا ہے، مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

حین غاب الشفق: امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس سے مراد آسمان پر پھیلنے والی سفیدی ہے۔

حین حرم الطعام والشراب علی الصائم: مراد صبح صادق کا وقت ہے جس میں روزہ بند کیا جاتا ہے۔

حین کان ظله مثلیه: امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ظہر کا آخری وقت ہے۔

وصلى بي المغرب حين افطر الصائم: مراد سورج کا غروب ہونا ہے اور علماء کا اجماع مغرب کے اول وقت یعنی سورج کے غروب ہونے کے بارے میں ہے جب کہ اختلاف مغرب کے آخری وقت میں ہے۔

وصلى بي الفجر فاسفر: یعنی نور پھیلنا، پس فجر کے اول وقت کے بارے میں اختلاف نہیں ہے، اور آخری وقت کے بارے میں امام اعظم اور ان کے اصحاب کا قول یہ ہے کہ جب تک طلوع شمس نہ ہو فجر کا وقت باقی ہے۔

هذا وقت الانبياء من قبلك: اس جملے میں دلیل ہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام نماز اُن کے اوقات میں ادا فرماتے تھے، لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ہر ایک کی نماز ان تمام اوقات میں ہوا کرتی تھی بلکہ معنی یہ ہے کہ وہ ان اوقات میں نماز ادا فرماتے تھے۔

قبل ان تدخلها الصفراء: یعنی آسمان پر زردی اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے، اسی بناء پر ہمارے اصحاب احناف نے لکھا ہے کہ اصفرارِ شمس تک نمازِ عصر کو مؤخر کرنا مکروہ ہے۔

فياتي ذا الحليفة: یہ اہل مدینہ کا میقات ہے، اس میقات اور مدینہ منورہ کے مابین چھ سے سات میل کا فاصلہ ہے۔

ويصلي المغرب حين تسقط الشمس: یعنی جب سورج غروب ہوچکا تو نماز مغرب ادا فرمائی۔

ويصلي العشاء حين يسود الافق: جب آسمان پر شفق غائب ہوچکی اور جس وقت آسمان سے شفق غائب ہوتی ہے تو اُفق سیاہ پڑ جاتا ہے۔

بغلس: مراد رات کی وہ تاریکی ہے جو صبح کی روشنی کے ساتھ مل جاتی ہے اور اس سے مراد وہ وقت ہے جو نماز فجر کی ادائیگی کا ابتدائی وقت ہوا کرتا ہے، یعنی طلوع فجر کا وقت مراد ہے۔

لم يرد عليه شيئا: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کو کوئی جواب نہ دیا بلکہ یوں فرمایا: "ہمارے ساتھ نماز ادا کر، تو جان لے گا"۔ اور اس میں جمہور اصولیوں کے نزدیک بیانِ تاخیر پر استدلال کیا گیا ہے۔

حين كان الرجل لا يعرف وجه صاحبه: یعنی نماز فجر اپنے ابتدائی وقت میں ادا کرنا مراد ہے جو کہ فجر صادق کا وقت کہلاتا ہے۔

من الى جنبه: مراد یہ ہے کہ نمازی اپنے ساتھ والے کو نہ پہچانے کہ میرے برابر میں کون ہے۔

اوقال امسى: نمازِ عصر کو اصفرار تک مؤخر کرنا مراد ہے۔

فور الشفق: بعض نسخوں میں فاء کے بجائے ثاء مثلثہ ہے، یعنی ثور الشفق ہے۔

حدیث نمبر "۳۹۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبدالرحمن بن حارث: بن عیاش بن ابی ربیعہ، ان کا پورا نام ابو ربیعہ عمرو بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی مدنی ابو الحارث تھا۔ انہوں نے حکیم بن حکیم، عمرو بن شعیب، زید بن علی بن حسین سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے ثوری، سلیمان بن بلال، عبدالعزیز بن محمد وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن معین اور ابو حاتم کہتے ہیں کہ صالح الحدیث راوی تھے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ ثقہ تھے، ان کی ولادت سن ۸۰ھ میں عام الحجاف میں اور

وفات سن ۱۴۳ھ میں ہوئی۔ ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔(۲)۔۔۔ حکیم بن حکیم: ابن عباد بن حنیف بن واہب بن حکیم انصاری اوسی مدنی مراد ہیں۔ انہوں نے ابو امامہ بن سہل، نافع بن جبیر بن مطعم سے سماع حدیث کی ہے، ان سے عبدالرحمن بن حارث بن عیاش بن ابی ربیعہ، سہیل بن ابی صالح نے روایات بیان کی ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ بہت کم روایت کرنے والے راوی تھے۔ ان کی روایات ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بیان کی ہیں۔(۳)۔۔۔ نافع بن جبیر: بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف ابو محمد، یا ابو عبداللہ قرشی نوفلی مراد ہیں۔ انہوں نے مدینہ میں سن ۹۹ھ میں انتقال فرمایا۔ انہوں نے عباس بن عبدالمطلب، زبیر بن عوام، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے عروہ بن زبیر، عمرو بن دینار زہری، حکیم بن حکیم نے روایات بیان کی ہیں۔ ابوزرعہ اور احمد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۳۹۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ عمر بن عبدالعزیز: بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس قرشی اموی، ابو حفص، امام عادل، خلیفہ راشد، ان کی والدہ کا نام نامی اسم گرامی ام عاصم حفصہ بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھا۔ سلیمان بن عبدالملک کی خلافت کے بعد مسند پر متمکن ہوئے۔ عادل، اہل دین وفضل والے خلیفہ ہوئے ان کے دور خلافت کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت والے دور سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ انہوں نے انس بن مالک، سائب بن یزید، عروہ بن زبیر، ابو بکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام، ربیع بن سبرہ، زہری، ابن مسیب رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ انس نے ان کے پیچھے نماز ادا فرمائی اور کہا کہ میں نے اس نوجوان کے علاوہ کسی کو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ ان سے ابو سلمہ، زہری، حمید طویل، یحیی بن سعید انصاری نے روایت بیان کی ہے۔ ثوری کہتے ہیں کہ پانچ خلیفہ ہوئے ہیں جن میں سے چار خلفائے راشدین اور پانچویں عمر بن عبدالعزیز۔ انہوں نے سن ۱۰۱ھ میں ۳۹ سال چھ ماہ کی عمر مبارک میں وفات پائی۔(۲)۔۔۔ بشیر بن ابو مسعود: عقبہ بن عمرو بدری انصاری، کہا جاتا ہے کہ یہ صحابی (رضی اللہ عنہ) تھے۔ ان کا سماعت کرنا کسی سے بھی ثابت نہیں ہے، انہوں نے اپنے والد ماجد سے روایت نقل کی ہے جب کہ ان سے عروہ بن زبیر، یونس بن میسرہ، ہلال بن جبر نے روایات نقل کی ہیں۔ بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو لیا ہے۔(۳)۔۔۔ حبیب بن ابی مرزوق: الرقی، انہوں نے نافع (ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مولی)، عطاء بن ابی رباح، عروہ بن زبیر سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے جعفر بن برقان، ابو ملیح نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن معین نے مشہور اور ہلال بن العلاء نے شیخ صالح ہونے کا قول کیا ہے۔ ترمذی اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۳۹۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ بدر بن عثمان: قرشی اموی (عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مولی)، انہوں نے شعبی، عکرمہ، ابو بکر بن ابو موسی

سے روایت نقل کی ہیں جب کہ اِن سے وکیع، ابو نعیم، عبداللہ بن داؤد خریبی، عثمان بن سعید بن مرہ نے روایات نقل کی ہیں۔ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔ مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔(۲)۔۔۔ابو بکر بن ابی موسی: مراد ابن ابی موسی اشعری ہیں، انہوں نے اپنے والد ماجد، ابن عباس رضی اللہ عنہم جب کہ اِن سے ابو حمزہ نے روایات کو نقل کیا ہے۔(۳)۔۔۔ سلیمان بن موسی: ابوایوب دمشقی اسدی اشدق، انہیں ابوربیع بھی کہا جاتا ہے۔ آل ابوسفیان کے مولی اور اہل شام کے فقیہ مانے جاتے تھے۔انہوں نے عطاء بن ابی رباح، نافع (ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مولی)، نافع بن جبیر، کریب (ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولی)، عبید بن جریج اور زہری سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے اوزاعی، ابن جریج، زید بن واقد اور متاخرین کی جماعت نے روایت کی ہے۔ان کا انتقال سن ۱۱۹ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۳۹۶" کے رجال

(۱)۔۔۔عبید اللہ بن معاذ: ابو عمرو بصری، ان کے والد کا نام معاذ بن معاذ بن حسان، بصرہ کے قاضی تھے۔(۲)۔۔۔ ابوایوب: ان کا نام یحیی بن مالک تھا، ایک قول کے مطابق ابن حبیب بن مالک بصری، ابوایوب ازدی عتکی مراغی تھا، ازد کے قبیلے مراغہ کی وجہ سے مراغی کہلاتے تھے۔انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن عباس، ابو ہریرہ، سمرۃ بن جندب، ام المومنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہیں۔ ان سے قتادہ، ابو عمران جونی، عبدالحمید بن واصل نے روایت بیان کی ہے۔ ترمذی کے علاوہ کئی حفاظ حدیث نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

لفظ جبرائیل میں پائی جانے والی سات لغات کونسی ہیں؟

(۱)۔۔۔ جیم کی فتح اور کسرہ کے ساتھ جبریل،(۲)۔۔۔ جیم کی فتح، ہمزہ مکسورہ اور لام کی تشدید کے ساتھ جَبرئِیل،(۳)۔۔۔ الف اور ہمزہ کے بعد یاء کے ساتھ جبرائیل،(۴)۔۔۔ الف کے بعد دو یاء کے ساتھ جیسے جبراییل،(۵)۔۔۔راء کے بعد ہمزہ اور ہمزہ کے بعد یاء جیسے جبرئیل،(۶)۔۔۔ ہمزہ کی کسرہ اور لام کی تخفیف کے ساتھ اور جیم وراء کی فتح کے ساتھ جیسا کہ جَبرَئِل،(۷)۔۔۔ جیم کی فتح یا کسرہ کے اور لام کو نون سے تبدیل کرنے کے ساتھ جبرین۔ (شرح سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: مواقیت الصلوۃ، ج۲، ص ۹)

حدیث نمبر "۳۹۳" کے تحت شاہ عبدالحق محدث دھلوی کے فرمودات

شاہ صاحب فرماتے ہیں: جب آفتاب کا سایہ اصلی (جو زوال کے وقت ہوتا ہے) چمڑے سے بنے ہوئے جوتے کے تسمے کی مقدار تھا، ظاہر یہ ہے کہ تسمے کی چوڑائی کی مقدار مراد ہے۔ اور سایہ اصلی جسے فیئ زوال کہتے ہیں، مختلف علاقوں اور اوقات کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے۔ بعض علاقے ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں بعض موسموں میں فیئ زوال بالکل نہیں ہوتا جس طرح مکہ مکرمہ میں ۱۹ سرطان کی تاریخ کا دن، اور ہر اُس علاقے میں جو سورج کے سر پہ سے گزرنے میں بالکل نیچے آتا ہو، سایہ اصلی میں فرق عرض بلد کی وجہ سے واقع ہوتا ہے جس طرح کہ اس کی تحقیق

علم ہئیت میں کر دی گئی ہے۔ اور اس کی پہچان کے لئے کتابوں میں طریقے موجود ہیں۔ حدیث میں فرمایا گیا: "اس وقت سایہ تسمے کی مقدار تھا"، یہ طلوع صبح صادق کا وقت ہوتا ہے، آپ نے اس روز تمام نمازیں اول وقت میں ادا فرمائیں۔ اس حدیث میں سورج کی زردی اور اس کے غروب کا ذکر نہیں ہے تاہم اس کا ثبوت دوسری احادیث میں موجود ہے، جن سے زیادتی کا اثبات ہوتا ہے۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز مغرب کا وقت ایک ہی ہے بخلاف دیگر نمازوں کے، جیسا کہ امام شافعی کا قول جدید ہے۔ یہاں یہ بھی جان لیں کہ ہر گزشتہ نبی کے دین میں اُن اوقات میں سے کوئی نہ کوئی وقت نماز کا تھا، اگرچہ پانچوں نمازوں کا یہ مخصوص وقت صرف امتِ محمدیہ کا خاصہ ہے۔ (اشعة اللمعات، كتاب الصلوة، باب المواقيت، الفصل الثانی، رقم ۵۳۶، ج ۲، ص ۲۳)

(۳) بَابٌ فِي وَقْتِ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّيهَا
سید عالم ﷺ کی نماز کے اوقات و کیفیات کا بیان

(۳۹۷) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْنَا جَابِرًا رضی اللہ عنہ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذَا قَلُّوا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔

محمد بن عمرو بن الحسن سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے اوقات پوچھے تو فرمایا حضور ﷺ ظہر کی نماز دن ڈھلنے پر پڑھتے اور عصر اس وقت جبکہ سورج میں جان ہوتی اور مغرب سورج غروب ہونے پر اور عشاء کے وقت جب کافی حضرات آجاتے تو جلدی پڑھتے اور تھوڑے ہوتے تو دیر کرتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے۔

(۳۹۸) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَذْهَبُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَيَرْجِعُ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيتُ الْمَغْرِبَ وَكَانَ لَا يُبَالِي تَأْخِيرَ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ قَالَ: وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَمَا يَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيسَهُ الَّذِي كَانَ يَعْرِفُهُ وَكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا مِنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ۔

ابو المنہال سے روایت ہے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر اس وقت پڑھتے جب کہ کوئی ہم میں سے مدینہ منورہ کے آخری کنارے تک جا کر لوٹ آتا تو سورج میں ابھی جان ہوتی اور مغرب کے متعلق میں بھول گیا اور عشاء کو آپ تہائی رات تک مؤخر کرنے میں کوئی مضائقہ نہ سمجھتے تھے پھر فرمایا کہ آدھی رات تک فرمایا اور آپ ﷺ نے اس سے پہلے سونے اور اس کے بعد باتیں

کرنے کو ناپسند فرماتے اور صبح کی نماز پڑھتے کہ ہم اپنے جانے پہچانے ساتھی کو پہچان نہیں سکتے تھے اور آپ ﷺ اس میں ساٹھ سے سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب "فی وقت صلوۃ النبی ﷺ و کیف کان یصلیھا" کے تحت دو احادیث بیان کیں ہیں، صحاح میں اس موضوع پر احادیث حسبِ ذیل ہیں۔

*۔۔۔ محمد بن عمرو بن حسن بن علی سے روایت ہے کہ حجاج آیا تو ہم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نماز ظہر دوپہر کے وقت پڑھتے اور نماز عصر جبکہ سورج خوب روشن ہوتا اور نماز مغرب جب واجب ہو جاتی اور نماز عشاء کبھی کسی وقت میں کبھی کسی وقت جب دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں۔ تو جلدی پڑھ لیتے اور دیکھتے کہ آہستہ آہستہ آ رہے ہیں تو مؤخر کر دیتے اور صبح کی نماز کو لوگ یا نبی کریم ﷺ اندھیرے میں پڑھتے۔
(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: وقت المغرب، وقت العشاء، رقم: ۵۶۵، ۵۶۰، ص ۹۴)

*۔۔۔ سیار بن سلامہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد محترم دونوں حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ والد ماجد عرض گزار ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ فرض نماز کس طرح پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا دوپہر کی نماز جس کو تم پہلی کہتے ہو، اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور نماز عصر پڑھتے تو ہم میں سے کوئی اپنے گھر مدینہ منورہ کے آخری کنارے تک جا کر لوٹ آتا اور سورج روشن ہوتا اور میں بھول گیا جو مغرب کے متعلق فرمایا اور عشاء کی نماز میں تاخیر کو آپ ﷺ پسند فرماتے جس کو تم عتمہ کہتے ہو اور اس سے پہلے سونے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے اور صبح کی نماز سے اس وقت فارغ ہوتے جب آدمی اپنے پاس بیٹھنے والے کو پہچان لیتا اور اس میں ساٹھ سے سو تک آیتیں پڑھتے۔ (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: وقت عصر، ما یکرہ من النوم قبل العشاء، رقم: ۵۶۸، ۵۴۷، ص ۹۵، ۹۲)، (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، باب: استحباب التبکیر بالصبح، رقم: (۱۳۴۹)/۶۴۷، ص ۲۹۶)، (سنن الترمذی، ابواب الصلوۃ، باب: ماجاء فی کراھیۃ النوم قبل، رقم: ۱۶۸، ص ۶۶)، (نسائی، کتاب المواقیت، باب: مایستحب من تاخیر العشاء، رقم: ۵۳۰، ص ۱۴۰)، (ابن ماجۃ، کتاب الصلوۃ، باب: النھی عن النوم قبل صلوۃ، رقم: ۷۰۱، ص ۱۳۴)

حل لغات

بالھاجرۃ: نصف نہار کے وقت کی سخت گرمی مراد ہے۔ **والعصر:** قرص کے متغیر ہونے سے پہلے کا وقت مراد ہے۔

اذا کثر الناس عجل واذا قلوا اخر: نماز عشاء کی کیفیت بیان کرنے کے ضمن میں یہ جملہ بیان ہوا کہ کبھی نماز

عشاء جلدی پڑھائی جاتی جب کہ لوگ کافی تعداد میں آچکے ہوتے ورنہ تاخیر کی جاتی۔
والصبح بغلس: طلوع فجر کا ابتدائی وقت جب کہ رات کی تاریکی میں صبح کے طلوع ہونے کی روشنی کی آمیزش ہوتی ہے۔ویصلی العصر وان احدنالیذهب الی اقصی المدینة ویرجع: یعنی ہم میں سے کوئی مدینہ منورہ کے آخری کنارے سے ہو کر واپس آجاتا اور سورج میں جان ہوتی مراد نماز عصر میں بہت جلدی کرنا ہے۔
وکان یکرہ النوم قبلها: نماز عشاء سونے سے پہلے ادا کر لینا مراد ہے تاکہ نیند کی حالت میں نماز فوت ہو جانے کے خدشے سے بچا جا سکے۔
الحدیث: نماز عشاء کے بعد بات چیت کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس صورت میں رات گزر جائیگی اور دیگر امور دینیہ ،دیگر حقوق اور طاعات کے بجالانے میں کوتاہی ہوگی اور یہ اسی بناء پر ہے ورنہ اگر بعد نمازِ عشاء امور دینیہ مثلاً دینی علم ،صالحین کی حکایات، دینی سفر اور اسی ضمن میں دیگر مصروفیات ہوں تو باعثِ سعادت ہے۔
وکان یقرأ فیها: یعنی صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھنا مراد ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب کہ نمازِ فجر ابتدائی اوقات میں پڑھائی جائے۔

حدیث نمبر "۳۹۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ مسلم بن ابراہیم: مراد ابو عمرو بصری قصاب ہیں۔(۲)۔۔۔ سعد بن ابراہیم: بن عبدالرحمن بن عوف بن عبدالحارث بن زہرہ قرشی، ابو اسحق یا ابو ابراہیم قاضی مدینہ مراد ہیں۔ انہوں نے عبد اللہ بن جعفر، انس بن مالک، محمد بن حاطب بن ابی بلتعہ، ابو امامہ، عروہ بن زبیر سے سماع حدیث کی ہے۔ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایات کو بیان کیا ہے جب کہ اِن سے زہری، یحیی بن سعید انصاری، ثوری، ابن عیینہ، شعبہ نے روایت بیان کی ہے۔ ابن معین کہتے ہیں ان کے ثقہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ مدینہ منورہ میں سن ۱۲۰ھ میں ۷۳ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔(۳)۔۔۔ محمد بن عمرو: ابن الحسن بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی مدنی، ابو عبداللہ۔ انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کی ہے۔ انہوں نے عبد اللہ بن عباس سے مروی روایات کو بیان کیا ہے۔ ان سے سعد بن ابراہیم، محمد بن عبدالرحمن بن اسعد، عبد اللہ بن میمون نے روایات کو بیان کیا ہے۔ ابو زرعہ کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۳۹۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابوالمنہال: سیار بن سلامہ بصری ریاحی، انہوں نے ابو برزہ اسلمی، ابو العالیہ ریاحی، شہر بن حوشب سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے سلیمان تیمی، یونس بن عبید، عوف الاعرابی نے روایت بیان کی ہے۔ ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔(۲)۔۔۔ ابو برزہ: نضلہ بن عبید، انہیں نضلہ بن عائذ، ابن عمرو، ابن عبد اللہ بن حارث، اسلمی، بھی کہتے ہیں، فتح مکہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ۴۶ احادیث بیان کی ہیں

، جن میں سے دو پر اتفاق ہو سکا جب کہ بخاری دو اور مسلم چار میں منفرد ہیں۔ ان سے ابو المنہال، ابو عثمان نہدی، ازرق بن قیس نے روایات بیان کی ہیں۔ خلافت معاویہ یا ایام یزید میں خراسان کی جنگ میں انتقال فرمایا۔

نمازِ عشاء کی ادائیگی سے پہلے سو جانا یا ادائیگی کے بعد دیر تک باتوں میں مصروف رہنے کی ممانعت

علامہ عینی لکھتے ہیں: نمازِ عشاء کے بعد باتیں کرنا مکروہ ہے، اور اس حدیث میں کراہیت اُن باتوں کی وجہ سے ہے جس میں نہ تو کوئی دنیاوی نفع ہو اور نہ ہی آخرت کا فائدہ ہو اور اگر دینی و دنیاوی فوائد پائے جائیں تو پھر کراہیت نہیں ہے۔ اور اسی ضمن میں یہ اعتراض بھی دور ہو جاتا ہے "سید عالم ﷺ نماز عشاء کے بعد گفتگو فرمایا کرتے تھے"۔ کیونکہ نماز عشاء کی ادائیگی سے پہلے سو جانے سے نماز کے فوت ہو جانے کا خدشہ ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ سُستی کے باعث بھی نماز باجماعت سے غافل ہو جائے اور جہاں تک نماز عشاء کے بعد باتوں میں مشغول ہو جانے کا تعلق ہے تو اِس صورت میں نماز صبح کے فوت ہو جانے کا خوف ہے کہ ساری رات جاگتے ہوئے گزاری اور نماز صبح کے وقت سو گئے۔ اور ایک نقصان یہ بھی ہے کہ رات بھر جاگنا دوسرے دن دینی و دنیاوی امور کے انجام دینے میں سُستی پیدا کرتا ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ اکثر اہل علم نے نماز عشاء سے قبل سونے کو مکروہ جانا ہے اور ماہ رمضان میں اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ جب کہ امام طحاوی نے نماز عشاء کے وقت کے داخل ہونے سے پہلے سونے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے لیکن عشاء کے وقت کے داخل ہونے کے بعد سو جانا مکروہ ہے۔ "التوضیح" میں ہے کہ سلف کا اس معاملے میں اختلاف ہے، چنانچہ ابن بطال کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اُسے ناپسند جانتے تھے جو نماز عشاء سے پہلے سو جاتا تھا لیکن انہی سے یہ روایت بھی ہے کہ وہ خود نماز عشاء سے قبل آرام کرتے تھے۔ ایک قول نافع سے یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کبھی نماز عشاء کی ادائیگی سے قبل سوتے اور بعد میں بیدار ہو کر تاخیر سے نماز کی ادائیگی کا حکم فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز عشاء کی ادائیگی سے پہلے سونے سے اجتناب کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز عشاء کی ادائیگی سے قبل نہ سوئے اور جو ایسا کرے اس کی آنکھیں نہ سوئیں۔ اور نماز عشاء کی ادائیگی سے پہلے سونے کو ناپسند کرنے والوں میں حضرت ابو ہریرہ، ابن عباس، عطاء، ابراہیم، مجاہد، طاؤس، مالک، کوفی حضرات رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ عروہ، ابن سیرین اور حکم نماز عشاء کی ادائیگی سے پہلے سو جاتے تھے اور حضرت عبد اللہ کے اصحاب بھی ایسا کر لیا کرتے تھے اور اسی قول کے قائل بعض کوفی حضرات بھی ہیں اور بعض حضرات نے نماز عشاء سے قبل سو جانے کی وجہ سے نماز عشاء اور جماعت کے فوت ہو جانے کا خدشہ ظاہر کیا ہے۔ پس ثابت یہی ہے کہ مذکورہ کراہیت تحریمی نہیں ہے۔

(عمدة القاری، کتاب مواقیت الصلوة، باب: النوم قبل العشاء لمن غلب، رقم: ۵۶۸، ج۴، ص ۹۳)

آقائے دوجہاں ﷺ کی نماز فجر میں تلاوت کے اعتبار سے مختلف اقوال

علامہ عینی لکھتے ہیں: حضرت عمرو بن حریث کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ سے نماز فجر کی ادائیگی میں ﴿فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس تو قسم ہے ان کی جو الٹے پھریں سیدھے چلیں تھم رہیں(التکویر :۱۶،۱۵)﴾ پڑھتے۔ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نماز فجر میں سورۃ ق پڑھتے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں یوں ہے کہ سید عالم ﷺ ہمیں نماز میں تخفیف کرنے کا حکم فرماتے اور نماز فجر میں سورت الصافات تلاوت فرماتے۔ ابوداؤد میں ایک روایت یوں ہے کہ نماز فجر میں سورت الروم کی تلاوت کرتے۔ ترمذی میں ایک روایت یوں ہے کہ سید عالم ﷺ نماز صبح میں سورت الواقعۃ تلاوت فرماتے اور ترمذی ہی کی روایت میں ہے کہ نماز فجر میں ساٹھ سے لیکر سو آیات تک تلاوت فرماتے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت میں ہے کہ سید عالم ﷺ کے ساتھ ہم نماز فجر ادا فرماتے تھے تو آقائے دوجہاں ﷺ ہمیں قرآن کی دو چھوٹی سورتیں تلاوت میں پڑھ کر سناتے۔

(عمدۃ القاری، ابواب صفۃ الصلوۃ، باب :القراءۃ فی الفجر، رقم: ۷۷۱،ج۴،ص ۴۷۵ملتقطاً وملخصاً)

نماز فجر میں طویل یا قصیر تلاوت کے بارے میں اقوال

علامہ عینی لکھتے ہیں: حالت حضر میں نماز فجر کی دو رکعتوں میں چالیس آیات یا پچاس آیات علاوہ سورتِ فاتحہ کے تلاوت کی جائیں، اور ایک روایت میں چالیس سے ساٹھ آیات پڑھنے کا حکم ہے، اور ایک روایت میں ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت کا حکم ہے۔ امام ابو حنیفہ حضر کی حالت میں چالیس سے ساٹھ آیات نماز فجر کی دو رکعتوں میں تلاوت کرتے تھے۔ جب کہ حسن کی روایت کے مطابق ساٹھ سے سو آیات تلاوت کرتے تھے۔ اور سفر و حضر کی حالت میں نماز فجر کی ادائیگی میں تلاوت سے متعلق آثار موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز فجر میں سورۃ البقرۃ تلاوت کرتے تھے، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں توجہ دلائی کہ: کبھی سورج طلوع ہو جاتا ہے اے خلیفۃ المومنین!، پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا: اگر ایسا ہے تو (آئندہ) آپ ہمیں غافل نہ پائیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز فجر میں سورتِ یوسف پڑھتے تھے۔ ابو سوید سے مروی ہے کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے تھے تو ہم نے نماز فجر ان کی امامت میں ادا فرمائی پس انہوں نے ﴿الم تر کیف﴾ اور ﴿لایلاف قریش﴾ کی تلاوت فرمائی۔ ابن میمون کہتے ہیں کہ ہم نے سفر کی حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز فجر ادا فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ﴿قل یایھا الکفرون﴾ اور ﴿قل ھو اللہ احد﴾ کی تلاوت فرمائی۔ حضرت اعمش نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ کے چمکتے ستارے یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم سفر کی حالت میں چھوٹی سورتیں تلاوت فرماتے تھے۔ ابو وائل سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں نماز فجر ادا فرمائی تو انہوں نے سورۃ بنی اسرائیل کی ﴿الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا(الاسراء:۱۱۱)﴾ تلاوت فرمائی اور پھر رکوع کر لیا جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے بھی یہی نقل کیا ہے۔

دونوں قسم کی روایات میں تطبیق کیسے ہو گی؟، اس حوالے سے تین اقوال بیان کیے جاتے ہیں: (۱)۔۔۔امام طول وقصر میں حسبِ قدرت حال کی جانب توجہ کرے۔ (۲)۔۔۔امام کی آواز عمدہ ہو تو سو آیات بھی مزہ دیتی ہیں اور اگر معاملہ برعکس ہے تو چالیس آیات کی تلاوت پر اکتفاء کرے۔ (۳)۔۔۔امن اور خوف کے اعتبار سے وقت کو بھی ملحوظ خاطر رکھے۔ (البنایة، کتاب الصلوة، باب: صفة الصلوة، فصل فی القراءة، ج۲، ص ۳۰۵ وغیرہ)

(۴) بَابٌ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ
نماز ظہر کے اوقات کا بیان

(۳۹۹) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ اُصَلِّي الظُّهْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَآخُذُ قَبْضَةً مِنَ الْحَصَى لِتَبْرُدَ فِي كَفِّي اَضَعُهَا لِجَبْهَتِي اَسْجُدُ عَلَيْهَا لِشِدَّةِ الْحَرِّ۔

سعید بن حارث انصاری سے روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز ظہر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتا تو ایک مٹھی کنکریاں لیتا کہ وہ میرے ہاتھ میں ٹھنڈی ہو جائیں تا کہ گرمی کی شدت کے باعث ان پر اپنی پیشانی رکھ کر سجدہ کر سکوں۔

(۴۰۰) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِي مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُدْرِكٍ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتْ قَدْرُ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ اَقْدَامٍ اِلٰى خَمْسَةِ اَقْدَامٍ وَفِي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ اَقْدَامٍ اِلٰى سَبْعَةِ اَقْدَامٍ۔

اسود سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ظہر کا گرمیوں میں اندازہ تین سے پانچ قدم تک اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک تھا۔

(۴۰۱) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِي اَبُو الْحَسَنِ قَالَ: اَبُو دَاوُدَ اَبُو الْحَسَنِ هُوَ مُهَاجِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ يُؤَذِّنَ الظُّهْرَ فَقَالَ: اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ: اَبْرِدْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى رَاَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ ثُمَّ قَالَ: اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ۔

زید بن وہب نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ مؤذن نے اذان کہنے کا ارادہ کیا تو فرمایا: "ٹھنڈک ہونے دو"۔ دو یا تین مرتبہ ایسا فرمایا یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا پھر فرمایا: "گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے جب سخت گرمی ہو تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو"۔

(۴۰۲)حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الثَّقَفِيُّ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ: ابْنُ مَوْهَبٍ: بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

سعید بن مسیب اور ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب گرمی کی شدت ہو تو وقت ٹھنڈا کر کے نماز ظہر پڑھا کرو"۔ ابن موہب نے کہا کہ نماز، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے۔

(۴۰۳)حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ بِلَالًا رضی اللہ عنہ كَانَ يُؤَذِّنُ الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ظہر کی اذان اس وقت کہا کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب "فی وقت صلوۃ الظھر" رکھ کر پانچ احادیث فقط نماز ظہر کے اوقات کے بارے میں بیان فرمائیں، اور یہی اسلوب دیگر محدثین کا بھی رہا ہے کہ ابتداءً تمام نمازوں کے اوقات پر مبنی احادیث بیان کرتے ہیں پھر فرداً فرداً ہر نماز کے اوقات کے بیان کے لئے باقاعدہ عنوان قائم کرتے ہیں۔ صحاح کی دیگر روایات کے اعتبار سے مطابقت درج ذیل ہے۔

*۔۔۔زید بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پس مؤذن نے ظہر کی اذان کہنا چاہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ٹھنڈی کرو"، پھر اذان کہنے کا ارادہ کیا تو ان سے فرمایا: "ٹھنڈی کرو"، یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: "گرمی کی شدت جہنم کے جوش کی وجہ سے ہوتی ہے، جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر لیا کرو"، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ "یتفیؤ" سے مراد مائل ہونا ہے۔(صحیح البخاری، کتاب المواقیت، باب الابراد بالظھر فی السفر، الابراد بالظھر فی شدۃ الحر، رقم:۵۳۵، ۵۳۹، ص۹۱)، (صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب: استحباب الابراد بالظھر، رقم: (۱۲۸۱)/۶۱۵، ص ۲۸۵)، (سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب: ما جاء فی تاخیر الظفی شدۃ، رقم:۱۵۸، ص۶۴)، (سنن النسائی، کتاب الصلوۃ، باب: تبرید الحصی للسجود علیہ، رقم:۱۰۷۷، ص ۲۷۳)

حل لغات

فأخذ: اپنی ذات کو مستقبل کے بارے میں خبردار کرنا ہے کہ پتھر کچھ وقت میں ٹھنڈے ہو جائیں گے، اس حدیث

سے یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ نماز ظہر سخت دھوپ میں ادا کی جاتی تھی۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس وقت لوگ زمین پر نماز ادا فرماتے تھے اور چٹائیاں نہ ہوا کرتی تھیں اور چھوٹے چھوٹے کنکروں پر سجدہ کرنا جائز ہے اور نمازی ہاتھ میں کوئی چیز روک لے تو نماز فاسد نہیں ہوتی جب کہ اسی باب میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کے متعلق حدیث مذکور ہے۔

کانت قدر صلوۃ رسول اللہ ﷺ: نماز ظہر مراد ہے۔

ثلاثة اقدام: سید عالم ﷺ نماز ظہر کو زوال کے بعد کچھ مؤخر کرتے یہاں تک کہ سایہ تین قدم کی مقدار میں ظاہر نہ ہو جائے کیونکہ ہر انسان کا سایہ اس کے تین قدم کی مقدار میں ہوا کرتا ہے اور ہر انسان کے قدم کا اعتبار اس کے سایہ کو دیکھتے ہوئے کیا جاتا ہے، پس سایۂ اصلی کا اعتبار کرتے ہوئے گرمی و سردی میں سائے کا بیان حدیث مذکورہ میں کیا گیا ہے، جیسا کہ خطابی نے کہا، واللہ تعالی اعلم۔ **فئ تلول:** مراد سایہ ہے۔

من فیح جھنم: سخت گرمی کا وقت مراد ہے، جمہور نے اِسے حقیقت پر محمول کرتے ہوئے بیان کیا ہے جس کی مثال طلب نہ کی جاسکے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد وہ وقت ہے جو گرمی کی شدت کی وجہ سے آثار غضب ظاہر ہونے کا ہے، پس اولی صورت یہی ہے کہ اِس وقت میں نماز کی ادائیگی نہ کی جائے تاکہ کسی قسم کا خلل در پیش نہ ہو، جیسا کہ خطابی نے کہا ہے، واللہ تعالی اعلم۔

فابردوا بالصلوۃ: دن کے ٹھنڈا ہونے تک نماز ظہر کو مؤخر کرنا مراد ہے۔

اذا دحضت الشمس: یعنی جب سورج وسط آسمان سے ڈھل جاتا۔

حدیث نمبر "۳۹۹" کے رجال

(۱)۔۔۔عباد بن عباد: ابن حبیب بن مہلب بن ابی صفرہ، ابو معاویہ عتکی مہلبی ازدی بصری، بغداد کے رہنے والے تھے، سن ۱۸۱ھ میں انتقال فرمایا۔ انہوں نے ابو جمرہ نصر بن عمران ضبعی، عبید اللہ، عبد اللہ ابن عمر، ہشام بن عروہ، کثیر بن شنظیر سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے قتیبہ بن سعید، سلیمان بن حرب، احمد بن حنبل وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن معین اور نسائی کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ قوی فی الحدیث نہیں تھے۔ (۲)۔۔۔ سعید بن حارث: ابن ابی سعید بن معلی انصاری مدنی قاضی تھے۔ انہوں نے عبد اللہ بن عمر بن خطاب، جابر بن عبد اللہ، ابو سعید خدری، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے محمد بن عمرو بن علقمہ، عمرو بن حارث، فلیح بن سلیمان، عمارہ بن غزیہ نے روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۴۰۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو مالک: سعد بن طارق بن اشیم کوفی اشجعی، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے جو کہ صحابی تھے، اس کے علاوہ انس بن مالک، کثیر بن مدرک وغیرہ سے روایات نقل کی ہیں، ان سے ثوری، شعبہ، ابو عوانہ نے روایات

نقل کی ہیں۔ ابن معین کہتے ہیں ثقہ راوی تھے اور ابو حاتم کے نزدیک صالح الحدیث تھے۔ بخاری کے علاوہ کئی حفاظ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۲)۔۔۔ کثیر بن مدرک: اشجعی، ابو مدرک کوفی، انہوں نے علقمہ بن قیس، اسود بن یزید سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے حصین بن عبدالرحمن، منصور بن معتمر، ابو مالک اشجعی نے روایات نقل کی ہیں۔ مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۴۰۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابوالحسن: مراد مہاجر ابوالحسن تیمی ہیں، تیم اللہ کوفی کے مولی ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن عباس، براء بن عازب، زید بن وہب، عمرۃ بن میمون، عطاء بن یسار رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ثوری، شعبہ، مسعودی، ابو عوانہ، احمد بن حنبل سے روایت نقل کی ہے۔ ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

نماز ظہر کے آخر وقت اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا جواز

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب گرمی کی شدت ہو تو نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں یعنی تاخیر سے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے ہے"۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: استحباب الابراد بالظهر في شدة الحر، رقم: ۱۴۸۱/۶۱۵، ص ۲۸۵)

علامہ عینی لکھتے ہیں: ظہر کا ابتدائی وقت زوال شمس سے لیکر ایک مثل سائے تک رہتا ہے اور ایک مثل سائے کے بعد نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور یہ قول امام محمد، ابویوسف، مالک، شافعی، احمد، ثوری اور اسحق کا ہے ان کی دلیل ترمذی کی حدیث ہے چنانچہ۔۔۔۔

*۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھے دو دن بیت اللہ کے قریب نماز کی امامت فرمائی، چنانچہ پہلے دن زوال شمس کے بعد اصلی سایہ تسمہ کی مقدار میں تھا کہ نماز ظہر کی امامت فرمائی، عصر کی امامت اُس وقت فرمائی جب کہ سایہ ایک مثل ہو گیا اور پھر سورج کے غروب ہونے کے وقت میں جب کہ روزہ دار افطار کرتے ہیں نماز مغرب اور شفق غائب ہونے کے بعد نمازِ عشاء کی امامت کرائی، اور طلوع فجر کے وقت میں جب کہ روزہ دار سحری ختم کر دیتا ہے، نماز فجر کی امامت فرمائی، نماز عصر دوسرے دن نماز ظہر کے وقت پڑھائی جب کہ سایہ ایک مثل ہو گیا جس وقت میں پہلے دن نمازِ عصر پڑھائی تھی، نماز عصر اُس وقت پڑھائی جب کہ سایہ دو مثل ہو گیا، مغرب آخری وقت میں جب کہ عشاء آخر وقت یعنی تہائی رات میں پڑھائی اور نمازِ فجر خوب اجالے کے وقت میں پڑھائی، پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مخاطب ہوئے: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ آپ سے پہلے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی نمازوں کے اوقات ہیں اور نمازوں کے

اوقات اِن دونوں کے اوقات کے مابین ہیں۔(سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ عن رسول اللہ، باب:ما جاء فی مواقیت الصلوۃ، رقم:۱۴۹،ص ۶۱)،(عمدۃ القاری،کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: وقت العصر،ج ۴،ص ۴۷)

امامِ اعظم کے نزدیک نمازِ ظہر کا آخری وقت دو مثل سایہ تک ہے!

امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک ظہر کا اختتامی وقت دو مثل سایہ تک ہوتا ہے،اس کے بعد نمازِ عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ جس کی دلیل درج ذیل احادیث ہیں۔

*۔۔۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ فرمایا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ وقت ٹھنڈا ہونے دو،اسی طرح تین مرتبہ فرمایا یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا،آپ ﷺ نے فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب:الاذان للمسافر اذا کانوا،رقم:۶۲۹،ص ۱۰۴)

*۔۔۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:"زوال شمس کے بعد جب انسان کا سایہ اس کے طول کے برابر ہو جائے تو نمازِ ظہر کا وقت ہو جاتا ہے اور اُس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ نمازِ عصر کا وقت شروع نہ ہو جائے"۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد،باب:اوقات الصلوات الخمس، رقم:۶۱۲/۱۲۷۴،ص ۲۸۳)

دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ نماز ظہر کا وقت اسی وقت ختم ہوگا جب تک کہ نماز عصر کا وقت شروع نہ ہو جائے اور نمازِ ظہر کا آخری وقت دو مثل سایہ تک ہے۔

احناف کی طرف سے ائمہ ثلاثہ کے استدلال پر جوابات

(۱)۔۔۔صحاح کی روایات سنن پر مقدم ہوا کرتی ہیں چنانچہ سنن ترمذی کی حدیث صحیح بخاری و مسلم کی حدیث پر دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ بخاری و مسلم کی حدیث میں نماز عصر ایک مثل سایہ کے وقت میں پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔

(۲)۔۔۔حدیثِ جبرائیل علیہ السلام میں دوسرے دن نماز ظہر اُس وقت پڑھی تھی جس وقت میں پہلے دن نمازِ عصر پڑھی تھی،لہٰذا اس مناسبت سے ترمذی کی حدیث صحاح کی حدیث سے منسوخ ہے چنانچہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:"ظہر کا وقت اُس وقت تک ہے جب تک کہ نماز عصر کا وقت نہ شروع ہو جائے"۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد،باب:اوقات الصلوات الخمس، رقم:۶۱۲/۱۲۷۴،ص ۲۸۳)

گرمیوں کے علاوہ نمازِ ظہر کو جلدی پڑھنے کا مستحب ہونا

شوافع کے نزدیک ہر نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے،جب کہ امام احمد کے نزدیک فجر کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے اور یہی قول امام مالک، داؤد، ابوثور اور محمد و حسن کا ہے۔اور"شرح الوجیز"میں ہے کہ ہمارے نزدیک تمام

نمازوں میں جلدی کرنا افضل ہے اور عشاء کی نماز میں جلدی کرنا ایک قول کے مطابق مستحب ہے۔ شوافع کی دلیل ﴿وسارعوا الی مغفرة من ربکم اور دوڑو اپنے رب کی بخشش کی طرف (ال عمران: ۱۳۳)﴾۔

*۔۔۔ام فروہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سید عالم ﷺ سے بیعت کی جارہی تھی، اس وقت سوال کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا: "نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا"۔

*۔۔۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اے علی! تین امور کو مؤخر نہ کرنا، نماز کا وقت ہو جائے تو اُسے مؤخر نہ کرنا، جنازہ آجائے تو اُسے پڑھ لینا، غیر شادی شدہ کا کفو مل جائے تو اُس کے نکاح میں تاخیر نہ کرنا"۔

*۔۔۔نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "نماز کا اول وقت اللہ کی رضا، اوسط اس کی رحمت اور آخر وقت اس کی طرف سے عفو ہے"۔

نیکی کی جانب سبقت کرنے والی آیت اسباب عبادت میں سے ہے نہ کہ اس سے یہ مراد ہو کہ نماز اس کے اوقات کے علاوہ میں ادا کرنا مستحب ہے، اسی طرح مغفرت کی جانب مسارعت (جلدی کرنا) ایسی چیز ہے جو اللہ جل جلالہ کے نزدیک افضل ترین ہے اور یہ کثیر جماعت ہونے کی صورت میں ممکن ہے نہ کہ قلیل جماعت کے صورت میں، اور ہمارے مشائخ کہتے ہیں کہ عورت کے لئے نماز فجر اول اوقات میں پڑھنا مستحب ہے کیونکہ یہ پردے کے لئے بہتر وقت ہے، اور باقی نمازیں اُس وقت ادا کریں جب کہ مرد حضرات جماعت سے فارغ ہو جاتے ہوں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ تمام ہی نمازیں اُس وقت میں ادا کی جائیں جب کہ مرد حضرات اپنی جماعت سے فارغ ہو جائیں جیسا کہ "القنیة" میں مذکور ہے۔

قدوری کہتے ہیں کہ گرمیوں میں نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں ادا کرے اور سردیوں میں جلدی کرے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ سردیوں میں نماز ظہر جلدی اور گرمیوں میں ٹھنڈے وقت میں ادا فرماتے تھے۔ (البناية، كتاب المواقيت، فصل :يستحب الاسفار، ج ٢، ص ٣٧)

(٥) بَابٌ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ
نماز عصر کے وقت کا بیان

(٤٠٤) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ وَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ۔

ابن شہاب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عصر ایسے وقت پڑھتے کہ سورج سفید اور بلند اور جاندار ہوتا، اگر کوئی جانے والا عوالی تک جاتا تو سورج اس وقت بھی بلند رہتا۔

(۴۰۵)حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: وَالْعَوَالِي عَلَى مِيلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ قَالَ: وَأَحْسَبُهُ قَالَ: أَوْ أَرْبَعَةٍ۔

زہری کہتے ہیں کہ عوالی دو یا تین میل پر ہیں، معمر نے کہا کہ میرے خیال میں فرمایا تھا یا چار میل۔

(۴۰۶)حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ: حَيَاتُهَا أَنْ تَجِدَ حَرَّهَا.

یوسف بن موسی، جریر، منصور، خثیمہ نے کہا کہ سورج کی زندگی یہ ہے کہ اس میں حرارت پائی جائے۔

(۴۰۷)حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ۔

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے کہ دھوپ دیواروں پر چڑھنے سے پہلے ان کے حجرے میں ہوا کرتی۔

(۴۰۸)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْمَدِينَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً۔

یزید بن عبد الرحمن بن علی بن شیبان ان کے والد ماجد ان کے جد امجد حضرت علی بن شیبان نے فرمایا کہ ہم مدینہ منورہ کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر میں اتنی تاخیر کر دیتے کہ سورج میں سفیدی اور صفائی ہوتی۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب "فی وقت صلوۃ العصر" کے تحت پانچ احادیث فقط نماز عصر کے اوقات کے بارے میں جمع فرمائیں، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل مقامات پر احادیث منقول ہیں۔

*۔۔۔زہری سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر پڑھ لیا کرتے اور سورج بلند روشن ہوتا اگر کوئی جانے والا عوالی کی طرف جاتا تب بھی سورج بلند ہوتا اور مدینہ منورہ سے بعض عوالی تقریباً چار میل تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: وقت العصر، رقم: ۵۵۱، ۵۵۰، ص ۹۲)

*۔۔۔ابن شہاب کا بیان ہے کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر پڑھ کر عوالی میں تشریف لاتے اور سورج ابھی بلند ہوتا تھا۔ لیث نے یونس سے اتنا زیادہ روایت کیا ہے کہ عوالی چار یا تین میل کے فاصلے پر ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب، باب: ما ذکر النبی ویعد العوالی اربعة امیال اوثلاثة، رقم: ۷۳۲۹، ص ۱۲۶۱)، (صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب: استحباب التبکیر بالعصر، رقم: (۱۲۹۴)/۶۲۱، ص ۲۸۷)، (سنن النسائی، کتاب الصلوۃ، باب: تعجیل

العصر، رقم:۵۰۸،۵۰۳، ص ۱۳۳)،(سنن ابن ماجة ،كتاب الصلوة، باب:وقت صلوة العصر، رقم:۶۸۲، ص ۱۳۱)

حل لغات

العوالی: اراضیٔ مدینہ میں بسنے والے لوگوں کی جگہیں مراد ہیں۔

ویذهب الذاهب: سیاق کلام کے اعتبار سے نماز ادا کرنے والا جانا چاہے تو اپنے عوالی کی جانب جاسکتا ہے، چنانچہ مذکورہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ نماز عصر اس وقت ادا کی جاتی تھی کہ بعد میں بھی وقت میں کافی گنجائش ہوا کرتی تھی، جیسا کہ خطابی نے لکھا ہے۔قبل ان تظهر: مراد دھوپ کا چڑھنا یا ظاہر ہونا ہے۔

فكان يؤخر العصر: مراد نماز عصر کو تاخیر سے ادا کرنا ہے اور یہ حدیث امام اعظم کے نزدیک حجت ہے اور جمہور دیگر احادیث کی موافقت کرتے ہوئے نماز عصر کو جلدی پڑھنے کو مانتے ہیں، جیسا کہ خطابی نے کہا ہے۔

حدیث نمبر "۴۰۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ خیثمہ: ابن عبد الرحمن بن ابی سبرہ، ان کا پورا نام ابو سبرہ یزید بن مالک بن عبد اللہ بن ذؤیب بن سلمہ بن عمرو بن ذهل بن مران بن جعفی کوفی تھا۔ سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کا نام پوچھا تو جواب میں کہا: عزیز، فرمایا: عزیز صرف اللہ ہے، تم عبد الرحمن ہو، پس انہوں نے مان لیا۔انہوں نے عبد اللہ بن عمر، ابن عمرو، براء بن عازب وغیرہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابو اسحق سبیعی، طلحہ بن مصرف، اعمش اور منصور بن معتمر نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۴۰۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن عبد الرحمن: ابو عبد اللہ عنبری بصری، انہوں نے عبد الرحمن بن مہدی، امیہ بن خالد اور سلم بن قتیبہ سے روایات نقل کی ہیں۔(۲)۔۔۔ ابراہیم بن ابی وزیر: ان سے ابو داؤد، ابو زرعہ، علی بن حسین بن جنید نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔(۳)۔۔۔ محمد بن یزید یمامی: ان سے یزید بن عبد الرحمن، ابراہیم بن ابی وزیر، اور امام ابو داؤد نے روایات بیان کی ہیں۔(۴)۔۔۔ یزید بن عبد الرحمن بن علی بن شیبان یمامی حنفی: انہوں نے اپنے والد اور دادا سے روایت نقل کی ہیں، ان سے محمد بن یزید اور ابو داؤد نے روایات نقل کی ہیں۔(۵)۔۔۔ ابوہ: عبد الرحمن بن علی حنفی یمامی، انہوں نے اپنے والد سے جب کہ ان سے ان کے بیٹے محمد، عبد اللہ بن بدر، وعلہ بن عبد الرحمن نے روایات نقل کی ہیں۔ امام ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۶)۔۔۔ جدہ: علی بن شیبان حنفی سحیمی یمامی صحابی تھے، ان سے ان کے بیٹے عبد الرحمن نے روایات نقل کی ہیں، ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

نمازِ عصر کی ادائیگی تاخیر سے کرنا مستحب ہے!

احناف کے نزدیک نمازِ عصر کا وقت دو مثل سائے کے بعد شروع ہو جاتا ہے، تاہم مستحب یہ ہے کہ نماز عصر ایسے وقت میں ادا کی جائے جب تک سورج میں تغیر نہ آجائے تاکہ نماز سے پہلے نمازیوں کو کثرت نوافل کا موقع مل جائے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا ممنوع ہے۔ احناف کے دلائل درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ بی بی اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری نسبت ظہر بہت جلدی پڑھا کرتے تھے اور تم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عصر بہت جلدی پڑھتے ہو۔

(سنن الترمذی، ابواب الصلوة، باب: ما جاء فی تاخیر صلوة العصر، رقم:۱۶۱، ص ۶۵)

*۔۔۔ حضرت علی بن شیبان کہتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ اُس وقت تک عصر کی نماز مؤخر کر کے پڑھا کرتے تھے جب تک کہ سورج سفید چمکدار رہتا تھا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب: فی وقت صلوة العصر، رقم:۴۰۸، ص ۹۰)

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نمازِ عصر جلدی پڑھنا مستحب ہے!

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نماز عصر جلدی پڑھنی چاہیے جیسا کہ ہم نے ماقبل باب کے تحت بیان کیا ہے کہ شوافع کے نزدیک ہر نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ ان حضرات کی دلیل درج ذیل احادیث ہیں۔

*۔۔۔ ابن شہاب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر ایسے وقت میں پڑھتے کہ سورج سفید اور بلند اور جاندار ہوتا، اگر کوئی جانے والا عوالی تک جاتا تو سورج اس وقت بھی بلند رہتا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب: فی وقت صلوة العصر، رقم:۴۰۴، ص ۹۰)

*۔۔۔ زہری کہتے ہیں کہ عوالی دو یا تین میل پر ہیں، معمر نے کہا کہ میرے خیال میں فرمایا تھا یا چار میل۔

(المرجع السابق، رقم:۴۰۵)

احناف کی جانب سے ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات

ہماری طرف سے اِن کے جوابات ترتیب وار یوں ہیں: (۱)۔۔۔ یہ معمول ہمیشہ کا نہیں رہا بلکہ بیان جواز کے لئے چند بار ایسا ہوا ہے وگرنہ سواریاں تیز رفتار ہوتیں تو صحابہ مستحب وقت میں نماز عصر ادا کر کے اپنی بستیوں میں جا سکتے تھے۔ (۲)۔۔۔ جن روایات میں یہ ہے کہ نماز عصر ادا کر کے اونٹ ذبح کر کے پکا کر کھا لیتے اور یہ سب سورج غروب ہونے سے پہلے ہو جایا کرتا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ کسی دن میں نمازِ عصر جلدی پڑھ لی ہو یا مستحب وقت ہی میں پڑھی ہو لیکن کئی قصاب ذبح اور پکانے میں کئی باورچی شریک ہوں لہٰذا اس صورت میں یہ حدیث بھی قابل دلیل نہ رہی۔

(٦) بَابٌ فِي الصَّلَاةِ الْوُسْطَى
نمازِ وسطیٰ کا بیان

(٤٠٩) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: حَبَسُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى صَلَاةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خندق کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انہوں (کافروں) نے ہمیں درمیانی نماز یعنی نماز عصر سے روکا، اللہ جل جلالہ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے"۔

(٤١٠) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهُ قَالَ: أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا وَقَالَتْ: " إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى (البقرة:٢٣٨)﴾ فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ " ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابو یونس مولیٰ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حکم فرمایا کہ میں ان کے لیے قرآن مجید لکھ دوں اور انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ جب آیت "حفاظت کرو نمازوں کی اور خاص طور پر درمیانی نماز کی" آئے تو مجھے بتا دینا۔ جب میں وہاں پہنچا تو انہیں بتا دیا تو انہوں نے مجھ سے لکھوایا "حفاظت کرو نماز کی اور خاص طور پر درمیانی نماز اور نماز عصر کی اور اللہ کے لیے ادب سے کھڑے ہوا کرو"۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

(٤١١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي حَكِيمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الزِّبْرِقَانَ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّي صَلَاةً أَشَدَّ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْهَا فَنَزَلَتْ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى (البقرة:٢٣٨)﴾ وَقَالَ: إِنَّ قَبْلَهَا صَلَاتَيْنِ وَبَعْدَهَا صَلَاتَيْنِ۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کی وقت پڑھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر اس سے سخت کوئی نماز نہ ہوتی۔ اسی کے متعلق یہ حکم نازل ہوا۔ "حفاظت کرو نمازوں کی اور درمیانی نماز کی"۔ اور فرمایا کہ دو نمازیں اس سے پہلے اور دو نمازیں اس کے بعد ہیں۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب "فی صلوۃ الوسطی" کے ذریعے نماز عصر کے صلوۃ وسطی ہونے کے موضوع پر تین احادیث نقل فرمائیں اور دیگر اقوال بھی انہیں احادیث سے ثابت ہیں۔ صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل احادیث مروی ہیں۔

*۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ احزاب (جنگ خندق) کا روز آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ جل جلالہ ان کافروں کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے جنہوں نے ہمیں عصر کی نماز نہ پڑھنے دی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا"۔(صحيح البخاری، کتاب الجهاد والسير،المغازی،التفسير، باب:الدعاء على المشركين بالهزيمة،غزوة الخندق وهى الاحزاب،حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى،رقم:۲۹۳۱،۴۵۳۳،۴۱۱۱،ص۷۷۰،۶۹۷،۴۸۴)،(صحيح مسلم، كتاب الصلوة، باب:صلوة الوسطى،التغليظ فى تفويت،الصلوة،الدليل لمن قال الصلوة،رقم:(۱۳۰۸)/۶۲۷، ۱۳۰۶)/۶۲۷،(۱۳۱۰)/۶۲۷،ص۲۸۹) ،(سنن ترمذی،کتاب تفسير،باب:ومن سورة البقرة،رقم:۲۹۹۵،ص۸۴۸)،(سنن نسائی،کتاب الصلوة، با ب:المحافظة على صلوة العصر،رقم:۴۶۹،ص۱۲۴)،(سنن ابن ماجة ،کتاب الصلوة، با ب:المحافظة على صلوة العصر،رقم: ۶۸۴،ص۱۳۱)

حل لغات

صلوۃ العصر: نماز وسطی سے مراد نماز عصر ہونا متذکرہ حدیث سے ثابت ہے۔

ملأ الله بيوتهم وقبورهم نارا: مراد دنیا وآخرت دونوں ہی کے عذاب کی دعائے ضرر فرمائی، اور آگ کے عذاب کو اس لئے خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ یہ تمام عذاب میں سب سے بڑا عذاب ہوا کرتا ہے۔ اس مقام پر علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائے ضرر اس لئے فرمائی کہ انہوں نے اللہ جل جلالہ کے حق کی ادائیگی سے انہیں مشغول رکھا اور اس حدیث میں نماز وسطی سے مراد نمازِ عصر لی گئی ہے جو کہ دیگر احادیث کے مساوی نہیں ہے اور اسی بناء پر جمہور اس حدیث کو لیتے ہیں۔ فاذنی: بمعنی اعلمنی ہے، یعنی مجھے اطلاع دینا۔

فاملت علی: یعنی مجھے املا کرایا، اس مقام پر بعض شوافع کے نزدیک صلوۃ عصر بمعنی صلوۃ وسطی نہیں ہے اور اس کی وجہ عطف مغایرت ہے، یعنی "صلوۃ العصر" کا عطف "علی الصلوات" پر ہے۔

ولم یکن یصلی صلوۃ اشد: سخت گرمی میں نماز ادا کی گئی پھر بعد میں ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا حکم دیا۔

ان قبلها: مراد نماز وسطی سے پہلے کی دو نمازیں ہیں۔

حدیث نمبر "۴۰۹" کے رجال

(۱)۔۔۔یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ: ابو سعید کوفی ہمدانی وداعی، انہوں نے اپنے والد، عبد الملک بن عمیر، ہشام بن عروہ سے سماع حدیث کی ہے، ان سے یحییٰ بن آدم، یحییٰ بن یحییٰ بن تمیمی، ابن معین، احمد بن حنبل، قتیبہ بن سعید رضی اللہ عنہم نے روایات بیان کی ہیں۔ مدینہ منورہ میں منصب قضاء پر فائز تھے، سن ۱۹۲ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔عبیدہ: بن عمرو، انہیں ابن قیس بن عمرو سلمانی کہا جاتا ہے، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ظاہری سے پہلے اسلام لے آئے تھے۔ انہوں نے عمر بن خطاب، علی، ابن مسعود، ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے شعبی، ابراہیم نخعی، ابن سیرین نے روایات کو نقل کیا ہے۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ کوفی تابعی ثقہ راوی تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ظاہری سے دو سال پہلے اسلام قبول فرمایا ان کی وفات سن ۷۲ھ میں ہوئی۔

حدیث نمبر "۴۱۱" کے رجال

(۱)۔۔۔عمرو بن ابی حکیم ابو سعید: انہیں ابو سہل واسطی کردی بھی کہا جاتا ہے، آل زبیر کے مولی تھے۔ انہوں نے عروہ بن زبیر، عبد اللہ بن بریدہ، زبرقان سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے سعید نے اور امام ابو داؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۲)۔۔۔زبرقان: ابن عمرو بن امیہ ضمری، کہا جاتا ہے کہ مراد زبرقان بن عبد اللہ بن عمرو بن امیہ ہیں، انہوں نے عروہ بن زبیر، ابو سلمہ بن عبد الرحمن، زہرہ، زید بن ثابت سے روایات نقل کی ہیں، جب کہ اِن سے عمرو بن ابی حکیم، ابن ابی ذئب، جعفر بن ربیعہ، یعقوب بن عمرو نے روایات نقل کی ہیں، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۳)۔۔۔زید بن ثابت بن ضحاک: بن زید بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن نجار انصاری مراد ہیں۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۱۹۲ احادیث بیان کی ہیں جن میں سے پانچ احادیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہو سکا ہے۔ انہوں نے ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے ابن عمر، انس بن مالک، ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، مروان بن حکم، سلیمان اور عطاء بن یسار، ابن مسیب رضی اللہ عنہم نے روایات کو بیان کیا ہے۔ کاتب وحی تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بھی کتابت کے کام کرتے تھے۔ پچاس سال کی عمر گزار کر مدینہ منورہ میں سن ۵۴ھ میں انتقال کر گئے۔

غزوۂ احزاب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز عصر فوت ہو جانے کی وجوہات

*۔۔۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خندق کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "انہوں (کافروں) نے ہمیں درمیانی نماز یعنی نماز عصر سے روکا، اللہ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھرے"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب: فی صلوٰۃ الوسطی، رقم: ۴۰۹، ص ۹۱)

غزوۂ خندق واقع ہونے تک یہ آیت نازل نہیں ہوئی تھی، ﴿فان خفتم فرجالا او رکبانا پھر اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار (البقرۃ: ۲۳۹)﴾۔ کفار سے جنگ کے باعث سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غروب آفتاب تک عصر کی نماز کی مہلت نہ

ملی اور غروب آفتاب کے بعد آپ نے نماز قضاء کی۔ اب چونکہ جنگ میں سوار یا پیادہ دونوں حالتوں میں نماز پڑھنے کی رخصت دے دی گئی ہے اس لئے نماز قضاء کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ نیند، نسیان، عذر شرعی کا حکم الگ ہے۔ بہر حال نیند، نسیان یا عذر شرعی کی صورت میں نماز رہ جائے تو قضاء کرنا لازم ہے اور عذر شرعی کی صورت میں نماز قضاء ہو جائے تو خندق کے واقعے میں سید عالم ﷺ کا نمونہ موجود ہے۔ (شرح صحیح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلوة، باب: الدليل لمن قال الصلوة الوسطى، رقم: ۱۳۲۵، ج ۲، ص ۲۴۹)

*۔۔۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے سید عالم ﷺ سے اُس شخص کے بارے میں سوال کیا جو نماز کے وقت میں سو گیا تو سید عالم ﷺ نے جواب مرحمت فرمایا: "سو جانے میں کوئی تفریط نہیں ہے بلکہ تفریط تو اِس بیداری میں ہے، پس جب کوئی شخص بھول جائے یا سو جائے تو یاد آنے پر نماز ادا کرلے"۔

(سنن الترمذی، ابواب الصلوة، باب: ما جاء فی النوم عن الصلوة، رقم: ۱۷۷، ص ۶۹)

درمیانی نماز سے مراد نماز عصر ہے!

*۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے غزوۂ احزاب کے دن فرمایا: "اللہ ان مشرکین کی قبروں کو آگ سے بھر دے جس طرح جنگ میں مشغول رکھ کر انہوں نے ہمیں نماز عصر سے روک دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا"۔ (صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلوة، باب: الدليل لمن قال الصلوة الوسطى هي صلوة العصر، رقم: ۱۳۰۸ / (۶۲۷)، ص ۲۸۹)

اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی (البقرۃ: ۲۳۸)﴾، اگرچہ نماز وسطی کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں تاہم سید عالم ﷺ نے خود اس کی وضاحت فرمادی کہ نماز وسطی ہی نماز عصر ہے تو پھر دیگر اقوال کی قبولیت زیادہ نہیں رہتی۔

امام نووی لکھتے ہیں: ائمہ اربعہ میں بھی صلوۃ وسطی کے بارے میں اختلاف ہے، تاہم امام شافعی اور امام مالک اور کئی صحابہ (عمر بن خطاب، معاذ بن جبل، ابن عباس، ابن عمر، جابر، اور دیگر میں عطاء، عکرمہ، مجاہد، ربیع بن انس رضی اللہ عنہم) کے نزدیک نماز وسطی سے مراد نمازِ صبح ہے، جب کہ امام ابو حنیفہ، احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری اور کئی صحابہ کرام (حضرت علی، ابن مسعود، ابو ایوب، ابن عباس، ابن عمر، ابو سعید، ابو ہریرہ اور دیگر میں عبیدہ سلمانی، حسن بصری، ابراہیم نخعی، قتادہ، ضحاک، کلبی، مقاتل، ابن منذر رضی اللہ عنہم) کے مطابق نماز عصر، اور بعض کے نزدیک نمازِ ظہر، مغرب اور عشاء بھی نماز وسطی قرار دی گئی ہیں۔

(نووی علی مسلم، كتاب المساجد، باب: الدليل لمن قال الصلوة الوسطى، رقم: ۲۰۴/ ()، ص ۴۵۴)

رحمۃ للعالمین ہونے کے باوجود دعائے ضرر کرنے کی توجیہات

*۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خندق کے روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انہوں (کافروں) نے

ہمیں درمیانی نماز یعنی نماز عصر سے روکا، اللہ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھرے"۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: فی صلوۃ الوسطی، رقم:۴۰۹، ص۹۱)

سید عالم ﷺ کا رحمۃ اللعالمین ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفار کے لئے دعائے ضرر کرنا آپ ﷺ کی شان وصفات کے منافی ہو ورنہ اللہ رحیم بھی ہے اور رحمن بھی، اور اس قاعدے کی رو سے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو کافروں کے لئے دردناک عذاب نہ تیار کرنا چاہیے، جہنم کی بھڑکتی آگ میں بھی کافروں کو نہ بھیجنا چاہیے کیونکہ رحمن اور رحیم کی صفات کا حامل ہے، اور قرآن میں جگہ جگہ کافروں کے عذاب کے تذکرے ہیں لہذا یا تو قرآن کو مان لیں یا اپنے خود ساختہ وسوسے کو، پس عقلمند یہی کہے گا کہ قرآن حق ہے اور ہمارا وسوسہ خود ساختہ اور بے بنیاد ہے۔ بالکل اسی طرح سید عالم ﷺ نے نماز جیسی اہم عبادت کے ترک ہو جانے اور اس کا وقت گزر جانے کے باعث کافروں کو دعائے ضرر دی تاکہ بعد والوں کو بھی تنبیہ ہو جائے کہ مسلمانوں کے نبی کے نزدیک نماز بالخصوص نماز وسطی کی اہمیت کتنی ہے۔ مزید یہ کہ اللہ کی رحمت کن لوگوں کے لئے ہوتی ہے؟ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے فرمایا: ﴿ورحمتی وسعت کل شیء اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے (الاعراف:۱۵۶)﴾۔

رحمت عام یا خاص ہونے کے بارے میں مفسرین کرام کی آراء

امام بغوی کہتے ہیں: جب یہ آیت ﴿ورحمتی وسعت کل شیء اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے (الاعراف:۱۵۶)﴾ نازل ہوئی تو ابلیس لعین نے خود کو اس رحمت میں شامل کر کے کہا میں بھی اس میں شامل ہوں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اپنی رحمت سے اِس طرح نکالا، چنانچہ فرمایا: ﴿فسا کتبھا للذین یتقون ویوتون الزکوۃ والذین ھم بایاتنا یومنون تو عنقریب میں نعمتوں کو اُن کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں (الاعراف :۱۵۶)﴾، پس یہود نے کہا کہ ہم متقی ہیں، زکوۃ دیتے اور آیات الٰہی کو مانتے ہیں تو ان کا رد فرمایا: ﴿الذین یتبعون الرسول النبی الامی وہ جو غلامی کریں اُس رسول بے پڑھے غیب کی خبر دینے والے کی (الاعراف:۱۵۷)﴾، پس اللہ نے ابلیس اور یہود کو اس آیت کے عموم سے خارج کر کے خاص امتِ محمدیہ کو اس میں شامل فرمایا۔ (البغوی، ص ۳۲۷ وغیرہ)

(۷) بَابُ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَهَا
جس نے نماز کی ایک رکعت کو پالیا گویا اُس نے نماز پالی

(۴۱۲) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ وَمَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے نماز عصر کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے پالی اس نے نماز عصر پالی اور نماز فجر کی ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پالے تواس نے نماز فجر پالی"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب "من ادرك ركعة من الصلوة فقد ادركها" کے نام سے باب باندھ کر فقط ایک ہی حدیث روایت کی ہے اگرچہ صحاح میں اس موضوع پر کئی روایات منقول ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو سورج غروب ہونے سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت مل جائے تواپنی نماز کو پوری کرے اور جب اسے نماز فجر کی سورج طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت مل جائے تووہ اپنی نماز پوری کر لے"۔

(صحیح البخاری، كتاب مواقيت الصلوة،باب:من ادرک رکعة من العصر قبل،من ادرک من الفجر ركعة،رقم:۵۷۹،۵۵۶،ص۹۶،۹۳)،(صحیح مسلم، كتاب المساجد ومواضع، باب: من ادرک رکعة من الصلوة،رقم:(۱۲۶۰)/۶۰۸،(۱۲۶۳)/۶۰۸،ص۲۸۰)،(سنن الترمذی، كتاب الصلوة، الجمعة،باب:ما جاء فیمن ادرک رکعة سن،فيمن يدرک من الجمعة ركعة،رقم:۱۸۶،۵۲۴ب،ص۴۲،۱۷۲)،(سنن النسائی،كتاب الصلوة،باب: من ادرک رکعة من العصر،رقم:۵۵۳،ص۱۴۴)،(سنن ابن ماجة،كتاب الصلوة،باب:وقت الصلوة فی العزر،رقم:۶۹۹،ص۱۳۴)

حل لغات

ادرك: یعنی وجوب کو پالینا مراد ہے، یہاں تک کہ بچہ بالغ ہوجائے، کافر اسلام لے آئے، مجنون کو افاقہ ہوجائے، حائضہ عورت کو پاکیزگی مل جائے تواس پر اُس وقت کے اعتبار سے نماز لازم ہے۔

حدیث نمبر "۴۱۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ حسن بن ربیع: ابن سلیمان بجلی قسری ابو علی کوفی مراد ہیں۔ انہوں نے حماد بن زید، ابو عوانہ، عبد اللہ بن مبارک سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ابوزرعہ، ابوحاتم، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں۔ احمد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ کوفی ثقہ راوی تھے۔ ماہ رمضان میں سن ۲۲۱ھ میں انتقال فرمایا۔(۲)۔۔۔ابن طاؤس : عبد اللہ بن طاؤس بن کیسان ابو محمد یمانی حمیری مراد ہیں۔انہوں نے اپنے والد، عکرمہ بن خالد سے سماع حدیث کی ہے۔ اِن سے عمرو بن دینار، ابن جریج، معمر بن راشد، ثوری، ابن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔ان کا انتقال سن ۱۳۲ھ میں ہوا۔

غروب اور طلوع سے پہلے ایک رکعت وقت کے اندر پالینے میں اختلاف ائمہ

*۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے نماز عصر کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے پالی اس نے نماز عصر پالی اور نماز فجر کی ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پالے تو اس نے نماز فجر پالی"۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: من ادرک رکعۃ من الصلوۃ، رقم: ۴۱۲، ص۹۱)

*۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص طلوع یا غروب شمس کے وقت میں نماز نہ پڑھے"۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: لاتتحری الصلوۃ قبل غروب، رقم: ۵۸۵، ص۹۷)

علامہ عینی لکھتے ہیں: ماقبل مذکور روایت سے دلیل صریح ہے کہ جس نے نماز عصر کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے وقت کے اندر پالی اور پھر سلام پھیرنے سے پہلے سورج غروب ہو گیا تو اس کی نماز باطل نہ ہو گی، بلکہ اُسے اپنی نماز پوری کرنی چاہیے اور اس میں اجماع امت ہے کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور جہاں تک صبح کی نماز یعنی نمازِ فجر کا تعلق ہے تو جس نے طلوع شمس سے پہلے نماز شروع کی اور ابھی سلام نہ پھیرا تھا کہ سورج طلوع ہو گیا تو اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا ایسے شخص کی نماز ہوئی یا نہ ہوئی، چنانچہ امام شافعی، مالک اور احمد کے نزدیک نماز مکمل کرلے اور اس کی نماز ہو گئی جب کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی اُس کی نماز باطل ہو جائے گی، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مذکورہ بالا ابوداؤد کی روایت دلیل ہے جب کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک سورج طلوع ہوتے ہی نماز فجر باطل ہو جائے گی کیونکہ سورج طلوع ہوتے ہی وہ وقت داخل ہو گیا ہے جو نماز کی ادائیگی کے لئے ممنوع ہے، جب کہ سورج غروب ہونے پر وہ وقت شروع ہوتا ہے جو دوسری نماز کے جائز ہونے کے لئے مقبول وقت ہے لہذا غروب ہونے کی صورت میں نماز مکمل کرے لیکن طلوع ہونے کی صورت میں ایسا نہ کرے۔ امام اعظم کی دلیل ماقبل بخاری کی حدیث بھی ہے۔ اور کثرت سے آثار اس بارے میں وارد ہیں کہ طلوع کے وقت میں نماز ممنوع قرار دی گئی ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الصلوۃ، باب: من ادرک رکعۃ من العصر، رقم: ۵۵۶، ج۴، ص ۶۸)

"فقد ادرک" کے معنی کیا ہیں؟

علامہ عینی لکھتے ہیں: امام بخاری اور ان کے متبعین نے حدیث سے استدلال کیا ہے کہ عصر کی نماز کا آخری وقت غروب شمس ہے، پس جو ایک یا دو رکعت وقت کے اندر پالے تو گویا اس نے نماز کو پالیا، پس "فقد ادرك" کے معنی وجوب کے پالینے کے ہیں، یہاں تک کہ بچہ جب بالغ ہو جائے، کافر جب مسلمان ہو جائے، جنون والے کو افاقہ ہو جائے اور حائضہ عورت پاک ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ سورج غروب ہونے سے پہلے نماز عصر ادا کرلے، اگرچہ تھوڑا ہی وقت ہو اور یہی حکم طلوع سے پہلے کی نماز کا ہے اور امام زفر کہتے ہیں کہ اُس پر نماز واجب نہ ہو گی

یہاں تک کہ حقیقی معنوں میں وقت میں کشادگی نہ ہو، اور اس حوالے سے امام شافعی کے دو اقوال ہیں: ایک یہ ہے کہ اتنا کم وقت ہے کہ فقط تکبیر ہی کہنے پائے گا تو لازم نہیں ورنہ ہے اور ان کا صحیح قول لازم ہونے کا ہے۔

(المرجع السابق، ص٦٩)

حدیث کے تناظر میں کفار کو بُرا بھلا کہنے کی توجیہات

*۔۔۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غزوۂ احزاب کے دن کفار قریش کو بُرا بھلا کہنے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بخدا! سورج غروب ہونے کو ہے اور میں نے ابھی تک نماز عصر نہیں پڑھی، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "واللہ! میں نے بھی نہیں پڑھی"، پھر ہم پتھریلی زمین پر آئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور ہم نے بھی وضو کیا، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غروب آفتاب کے بعد نماز عصر پڑھی اور اس کے بعد مغرب کی نماز ادا فرمائی۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: الدلیل لمن قال الصلوۃ الوسطی، رقم: ٦٣١/١٣١٥، ص٢٩٠)

مذکورہ بالا حدیث میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا کفار کو بُرا بھلا بولنا ثابت ہے حالانکہ اللہ جل جلالہ نے اِس سے منع فرمایا، چنانچہ ارشاد ہوا: ﴿ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے (الانعام: ١٠٨)﴾۔ پس قرآن اور حدیث میں بظاہر ٹکراؤ ہے، تطبیق کیسے ممکن ہوگی؟۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ کفار و مشرکین کو بغیر کسی زیادتی اور اشتعال کے بُرا بھلا کہنا جائز نہیں ہے، پس اگر کوئی زیادتی اور اشتعال انگیزی کا معاملہ کریں تو متذکرہ حدیث کی رو سے بُرا بھلا کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو کفار کی ہجو کے جواب میں ہجو کرنے کا حکم کیا گیا چنانچہ حدیث وارد ہوتی ہے۔۔۔۔

*۔۔۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "کفار کی ہجو کرو جبرائیل امین بھی تمہارے ساتھ ہیں"۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب: ذکر الملائکۃ، رقم: ٣٢١٣، ص٥٣٧)

(٨) بَابُ التَّشْدِيْدِ فِيْ تَاخِيْرِ الْعَصْرِ اِلَى الصَّفْرَاءِ
سورج زرد ہونے تک نماز عصر میں تاخیر پر تشدید کا بیان

(٤١٣) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ ذَكَرْنَا تَعْجِيْلَ الصَّلَاةِ اَوْ ذَكَرَهَا فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِيْنَ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِيْنَ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِيْنَ يَجْلِسُ اَحَدُهُمْ

حَتّٰى إِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ فَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ أَوْ عَلٰى قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللهَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلًا۔

علاء بن عبدالرحمن نے فرمایا کہ ہم نماز ظہر کے بعد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ نماز عصر پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے جلدی نماز پڑھنے کا ذکر کیا یا اس بات کا ذکر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ منافقوں کی نماز ہے کہ تم میں سے کوئی بیٹھا رہے (یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا)، یہاں تک کہ سورج زرد ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے یا دونوں سینگوں پر ہوتا ہے اس وقت کھڑا ہو کر چار ٹکڑیں مارے اور وہ خدا کو یاد نہیں کرتا مگر تھوڑا بہت۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب: "التشدید فی تاخیر العصر الی الصفرار" باندھ کر ایک حدیث نقل کی اور نماز عصر کو مؤخر کرکے پڑھنے کے بارے میں بیان فرمایا۔ صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل مقامات پر احادیث منقول ہیں۔

*۔۔۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب سورج کا کنارہ طلوع ہونے لگے تو نماز نہ پڑھو، یہاں تک کہ پوری طرح طلوع ہو جائے اور جب سورج کا کنارہ غروب ہونا شروع ہو جائے تو بھی نہ نماز پڑھو، یہاں تک کہ پوری طرح غروب ہو جائے۔ پس سورج طلوع یا غروب ہوتے وقت نماز ادا نہ کیا کرو کیونکہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے یا شیاطین کے، عبدہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ہشام نے ان دونوں میں سے کون سی بات کہی۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب: صفة أبليس وجنوده، رقم: ۳۲۷۳، ص۵۴۵)، (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع، باب: استحباب التبکیر بالعصر، اوقات الصلوٰة الخمس، رقم: (۱۲۹۸)/۶۲۲، (۱۲۷۴)/۶۱۲، ص۲۸۳، ۲۸۷)، (سنن الترمذی، کتاب الصلوة، باب: ما جاء في تعجيل العصر، رقم: ۱۶۰، ص۶۵)، (سنن النسائی، کتاب الصلوة، باب: التشديد فی تاخير العصر، رقم: ۵۰۷، ص۱۳۳)

حل لغات

بعد الظهر: ہم نماز ظہر کے بعد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے دولت خانے پر حاضر ہوئے اور ان کا گھر مسجد کے ایک جانب قریب میں تھا۔

تلك صلوة المنافقين: نماز عصر کو بلا عذر شرعی تاخیر کرنے کی ممانعت بیان ہوئی ہے، اور تین مرتبہ اس جملے کی تکرار کی گئی ہے جس سے اس نماز کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

یجلس: نماز پڑھنے سے بیٹھے رہنا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگے۔
فکانت: مراد سورج ہے، یعنی سورج شیطان کے دو سینگوں کے مابین غروب ہوتا ہے، علامہ خطابی کہتے ہیں کہ حدیث پاک میں "فکانت بین قرنی شیطان" بطور کنایہ سورج کے غروب ہو جانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ شیطان طلوع، استواء اور غروب کے وقت میں کھڑا ہوتا ہے، پس اسی مناسبت سے طلوع و غروب کے اعتبار سے شیطان کا سینگ کہا گیا ہے۔ تلك: مراد نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنا۔
فنقر اربعا: مراد چار رکعات ہیں، جیسا کہ مرغ اور کوا اپنی چونچ کو دانہ کھانے کے لئے زمین پر مارتے ہیں اور کچھ ہی وقت میں دانہ ان کے منہ میں ہوتا ہے بالکل اسی اعتبار سے منافقین پر نماز عصر بھاری ہوتی ہے اور وہ اُسے بالکل ہلکا کر کے پڑھتے ہیں۔ لا یذکر اللہ فیھا الا قلیلا: سورج غروب ہو جانے کے خوف سے نماز میں جلدی کرتے ہیں نہ تو قرائت اور نہ ہی تسبیحات کا حق ادا کرتے ہیں۔

منافقین کا نماز میں سُستی کرنا

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے فرمایا: ﴿ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یراؤن الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا (النساء: ۱۴۲)﴾۔ یعنی مسلمانوں کے ساتھ نماز باجماعت کو کھڑے ہوتے تو سُستی اور بوجھ محسوس کرتے اور ان کا مقصد دین و آخرت کی بہتری نہیں بلکہ یہ تو لوگوں کو دکھانے کو نماز پڑھتے تھے چنانچہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے فرمایا: ﴿یراؤن الناس ولا یذکرون الا قلیلا لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا (النساء: ۱۴۲)﴾۔ جب لوگ ہوتے تو مجبوراً نماز ادا کرتے ورنہ لوگوں کی نگاہوں سے بچ کر ادھر اُدھر ہو جاتے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد تھوڑا کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ نماز میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی یاد تھوڑی کرتے، تسبیحات، قرائت، تکبیرات وغیرہ کم پڑھتے۔ یہ لوگ تمام اوقات میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد نہ کرتے بلکہ صرف نماز کے اوقات میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی یاد کرتے، صاحب: "کشاف" کہتے ہیں کہ یہی ظاہری اسلام کا لبادہ اوڑھنے والوں کا حال ہوتا ہے کیونکہ وہ شب و روز دنیا کے معاملات میں منہمک رہتے ہیں اور تسبیح و تہلیل کی پرواہ نہیں کرتے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی عبادت کو قبول نہیں کرتا کیونکہ عبادت اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ قبول کر لے تو وہ بھی زیادہ ہونے کی حیثیت رکھتی ہے اور اگرچہ زیادہ ہی ہو لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ قبول نہ کرے تو پھر کم لگتی ہے۔

(الرازی، ج۴، ص۲۴۹)

شیطانی سینگ کے مابین سورج کا طلوع و غروب ہونے کے معنی

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: اس جگہ یہ اشکال دینا کہ طلوع شمس تو ہر وقت کسی نہ کسی جگہ ہو رہا ہوتا ہے تو

شیطان کا یہی کام رہ گیا ہے کہ وہ سورج کے ساتھ ساتھ پھرتا رہے، اس کا جواب یہ ہے کہ شیطان کی بے شمار ذریات ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے اس کام پر اپنے کسی نائب کی ڈیوٹی لگا دی ہو۔

(شرح صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: اوقات الصلوۃ الخمس، ج ۲، ص ۲۳۲)

(۹) بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الَّذِي تَفُوتُهُ صَلوٰةُ الْعَصْرِ

نماز عصر کے فوت ہو جانے پر توبیخ کا بیان

(۴۱۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: أُوتِرَ وَاخْتُلِفَ عَلَى أَيُّوبَ فِيهِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: وُتِرَ۔

نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کی نماز عصر فوت ہو گئی تو گویا اس کے اہل وعیال اور مال سب کچھ لٹ گیا امام ابو داؤد نے کہا کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اوتر فرمایا ہے اور اس میں ایوب پر اختلاف کیا گیا۔ سالم ان کے والد ماجد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر روایت کیا ہے۔

(۴۱۵) حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: قَالَ أَبُو عَمْرٍو يَعْنِي الْأَوْزَاعِيَّ: وَذَلِكَ أَنْ تَرَى مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الشَّمْسِ صَفْرَاءَ۔

محمود بن خالد، ولید، ابو عمر و اوزاعی نے فرمایا کہ نماز عصر کی تاخیر سے یہ مراد ہے کہ دھوپ زمین پر زرد نظر آنے لگے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابو داؤد نے باب "التشدید فی الذی تفوتہ صلوۃ العصر" قائم کر کے دو احادیث نقل کی ہیں، صحاح میں درج ذیل احادیث مختلف مقامات پر موجود ہیں۔

*۔۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کی نماز عصر فوت ہو گئی گویا اس کے گھر والے اور مال برباد ہو گیا"۔ امام ابو عبد اللہ بخاری نے فرمایا کہ "یترکم" یہ "وترت الرجل" سے ہے کہ جب تم اسے قتل کر دیا اس کا مال چھین لو۔ (صحیح البخاری، کتاب المواقیت، باب: اثم من فاتتہ العصر، رقم: ۵۵۲، ص ۹۲)، (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: التغلیظ فی تفویت الصلوۃ، رقم: ۶۲۶/۱۳۰۵، ص ۲۸۹)، (سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب: ماجاء فی السہو عن وقت العصر، رقم: ۱۷۵، ص ۶۸)، (سنن النسائی، کتاب الصلوۃ، باب: التشدید فی تاخیر العصر، رقم: ۵۰۸، ص ۱۴۴)، (سنن ابن ماجۃ، کتاب، باب: المحافظۃ علی صلوۃ العصر، رقم: ۶۸۵، ص ۱۳۱)

حل لغات

الذی تفوته صلوة العصر: یعنی سورج غروب ہو جائے یا وقت چلا جائے جیسا کہ اصفرارِ شمس ہو جائے یا ایک قول کے مطابق جماعت یا امام فوت ہو جائے، جیسا کہ خطابی نے لکھا ہے۔

وتر اھله وماله: اہل ومال کا نقصان اور سلب ہونا مراد ہے۔ داؤدی کہتے ہیں کہ ایسے شخص پر واجب کہ افسوس کرے اور "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھے جس طرح مال واہل کے نقصان ہونے پر پڑھا جاتا ہے؟ میں (علامہ خطابی) یہ کہوں گا کہ اُس شخص پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ کیونکہ اصل یہاں وہ نقصان ہے جس کا تعلق آخرت سے ہے یعنی اجر میں کمی ہونا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز عصر فوت ہونے پر اہل ومال کا ہلاک ہونا

علامہ عینی لکھتے ہیں: علامہ خطابی کہتے ہیں کہ اُس شخص کے پاس نہ تو اُس کے اہل رہیں گے اور نہ ہی مال رہے گا، یعنی وہ اہل ومال کے بغیر زندگی گزارے گا، پس اُسے چاہیے کہ اس آفت سے خود کو بچائے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ اُسے اور اس کے اہل ومال کو مصیبت پہنچے، جیسا کہ گناہ اپنے ساتھ تباہی لاتا ہے پس اُسے مصیبت بھی پہنچے گی اور مال کی ہلاکت کا بھی غم ہوگا۔ داؤدی کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھنا چاہیے کیونکہ اُس کا مال واہل ہلاک ہو چکے اور ایسا ہی غم نمازِ عصر کے فوت ہونے کا ہونا چاہیے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ نماز کے فوت ہونے کی صورت میں ثواب کے فوت ہونے پر افسوس ہونا چاہیے جیسا کہ کسی کو اپنے اہل ومال کے بارے میں افسوس ہوا کرتا ہے۔ علماء کا اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ نماز عصر کے فوت ہو جانے سے کیا مراد ہے؟ چنانچہ ابن وہب وغیرہ کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نماز عصر وقتِ مختار میں نہ ادا کی۔ اصیلی اور سحنون کہتے ہیں کہ نماز عصر کو غروب کے وقت تک نہ ادا کیا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ سورج کے زرد ہو جانے تک نماز کو مؤخر کر دیا۔ امام اوزاعی کا اس حدیث کے تحت کلام یہ ہے کہ نماز عصر کو اس طرح فوت کر دیا کہ سورج بقریب ڈوب گیا۔ سالم نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ نمازِ عصر بھول کر فوت کر بیٹھا، داؤدی کہتے ہیں یہ قول جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دینے کے بارے میں مروی ہوئے ہیں جب کہ ظاہر ترین فرمان مقدس درج ذیل ہے۔

* ۔۔۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے (جان بوجھ کر) نماز عصر چھوڑ دی اس کے اعمال برباد ہو گئے"۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوة، باب: اثم من ترک العصر، رقم: ۵۵۳، ص ۹۳)

سید عالم ﷺ کا مذکورہ بالا فرمان جان بوجھ کر نماز ضائع کرنے کے بارے میں ہے، مہلب کا قول ہے کہ جس نے نمازِ عصر باجماعت چھوڑ دی گویا کہ اُس نے دن ورات کے نزول ملائکہ کے وقت کو فوت کر دیا اگرچہ نماز کسی بھی وجہ سے چھوڑی گئی ہو۔

(عمدة القاری، کتاب مواقیت الصلوة، باب: اثم من فاته العصر، رقم: ۵۵۲، ج ۴، ص ۵۴)

نماز عصر چھوڑ دینے کا گناہ

*۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے (جان بوجھ کر) نماز عصر چھوڑ دی اس کے اعمال برباد ہو گئے"۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: اثم من ترک العصر، رقم: ۵۵۳، ص ۹۳)

مذکورہ بالا حدیث سے چند مسائل ثابت ہوتے ہیں: (۱)۔۔۔ مستحب یہ ہے کہ بادل والے دنوں میں نماز عصر کی ادائیگی میں جلدی کی جائے۔ (۲)۔۔۔ خوارج نے اس حدیث سے یہ دلیل پکڑی ہے کہ نماز چھوڑنے والے کی تکفیر کی جائے گی، اس کی دلیل قرآن سے بھی ثابت ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ومن یکفر بالایمن فقد حبط عمله اور جو مسلمان سے کافر ہو اس کا کیا دھرا سب اکارت گیا (المائدۃ: ۵)﴾۔ ابو عمر کہتے ہیں آیت کے مفہوم اور حدیث میں تعارض ہے اور جب ایسا ہو تو تاویل حدیث کی جاتی ہے۔ (۳)۔۔۔ بعض حنابلہ نے یہاں استنباط کیا ہے کہ نماز کے ترک کرنے والے کی تکفیر کی جائے، مراد یہ ہے کہ اُس پر سختی کی جائے۔ کفر ایمان کی ضد ہے اور نماز کا ترک کرنے والا کافر نہیں ہو جاتا اور نماز عصر کا خاص طور پر ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ وقت نزول ملائکہ کا ہوا کرتا ہے، دن و رات کے فرشتے بدلتے ہیں اور ساتھ ہی انسان خرید و فروخت میں مصروف ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اعمال ضائع کر دیئے جانے کا مطلب یہ ہو کہ یہ وقت چونکہ اعمال کے اٹھائے جانے یعنی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کئے جانے کا ہوتا ہے اور نماز کا ضائع کرنے والا نقصان اٹھائے۔

(عمدۃ القاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: اثم من ترک العصر، ج ۴، ص ۵۵)

فجر و عصر کی فضیلت کا خاص بیان

*۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "فرشتے دن رات تمہارا تعاقب کرتے ہیں اور نماز فجر و عصر کے وقت میں اکٹھے ہو کر آتے ہیں، پھر دن والے فرشتے آسمان کی جانب چلے جاتے ہیں، ان کا رب سب جانتے ہوئے بھی پوچھتا ہے کہ میرے بندوں کو کس حال میں پایا؟ عرض کرتے ہیں کہ جب ہم نے اُن کو چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم انکے پاس گئے اُس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: فضل صلوۃ العصر، رقم: ۵۵۵، ص ۹۳)

علامہ عینی لکھتے ہیں: فرشتے تمام مومنین کا تعاقب کرتے ہیں یا فقط نمازیوں کا؟ پس بعض کے نزدیک نمازیوں اور دیگر مومنین کا بھی تعقب کرتے ہیں جب کہ میرا (علامہ عینی) کا خیال ہے کہ فقط نمازیوں کا تعاقب کرتے ہیں کیونکہ یہ حدیث نمازیوں کی فضیلت میں وارد ہوئی ہے۔ سب کچھ جانتے ہوئے بھی سوال کرنے میں یہ حکمت ہے تاکہ فرشتوں کی زبانی بنی آدم کے خیر میں مصروف ہونے پر گواہی ہو جائے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ سوال کرنے میں یہ بھی حکمت تھی کہ فرشتوں نے حضرت انسان کے پیدا کئے جانے کے وقت یہ کہا تھا، اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفك الدماء کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اِس میں فساد پھیلائے اور

خونریزیاں کرے (البقرۃ:۳۰)﴾، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی حکمت کو فرشتوں پر ظاہر کرنا تھا اس لئے سوال فرمایا اور یہ بھی کہ انسانوں میں بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایسے بندے موجود ہیں جو اس کی تسبیح، تحمید اور تقدیس کرتے ہیں۔

(عمدۃ القاری ،کتاب الصلوۃ ،باب: فضل صلوۃ العصر، رقم:۵۵۵،ج۴،ص ۶۴وغیرہ)

(۱۰) بَابٌ فِي وَقْتِ الْمَغْرِبِ
نماز مغرب کے وقت کا بیان

(۴۱۶) حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَرْمِي فَيَرَى أَحَدُنَا مَوْضِعَ نَبْلِهِ۔

ثابت بنانی سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ نماز مغرب پڑھا کرتے، پھر ہم تیر چلاتے تو ہمیں اس کے گرنے کی جگہ نظر آتی تھی۔

(۴۱۷) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ سَاعَةَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ إِذَا غَابَ حَاجِبُهَا۔

یزید بن ابو عبیدہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نماز مغرب اسی وقت پڑھتے جب سورج کا اوپر والا کنارہ غائب (غروب) ہو جاتا۔

(۴۱۸) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو أَيُّوبَ غَازِيًا وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ يَوْمَئِذٍ عَلَى مِصْرَ فَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو أَيُّوبَ فَقَالَ: لَهُ مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ يَا عُقْبَةُ فَقَالَ: شُغِلْنَا قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ أَوْ قَالَ: عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ إِلَى أَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُومُ

یزید بن ابو حبیب سے روایت ہے کہ مرثد بن عبد اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ جہاد کے ارادے سے ہمارے پاس تشریف لائے اور ان دنوں حضرت عقبی بن عامر حاکم مصر تھے تو انہوں نے نماز مغرب میں تاخیر کر دی پس حضرت ابو ایوب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ان کے پاس گئے اور کہا: اے عقبہ! یہ کیسی نماز ہے کہا ہم مشغول تھے۔ کہا کیا آپ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ میری امت ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہے گی یا فرمایا کہ فطرت پر رہے گی جب تک نماز مغرب میں اتنی دیر نہیں کرے گی کہ تارے چمکنے لگیں۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب "فی وقت المغرب" کے تحت تین احادیث نقل فرمائیں، صحاح میں اس مناسبت سے درج ذیل مقامات پر روایات منقول ہیں۔

*۔۔۔یزید بن ابو عبید سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز مغرب پڑھا کرتے جب سورج پردے میں ہو جاتا۔ (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب:وقت المغرب،رقم:۵۶۱،ص۹۴)،(صحیح مسلم،کتاب المساجد، باب:بیان ان اول وقت المغرب،رقم:(۱۴۲۵)/۶۳۶،ص۲۹۲)،(سنن الترمذی،کتاب الصلوۃ،باب:ماجاء فی وقت المغرب،رقم:۱۶۴،ص۶۵)،(سنن ابن ماجۃ، کتاب الصلوۃ، باب:وقت صلوۃ المغرب،رقم:۶۸۸،ص۱۳۱)

حل لغات

ثم نرمی: تیر پھینکنا، مراد یہ ہے کہ مغرب کی نماز ابتدائی وقت میں ادا فرماتے۔
اذا غاب حاجبھا: خطابی کہتے ہیں کہ سورج کا اوپری کنارہ غروب ہو جائے اور جب ایسا ہوتا ہے تو گویا کہ کل سورج ہی غروب ہو گیا۔ علی الفطرۃ: مراد سنت یا استقامت ہے، جیسا کہ خطابی نے لکھا ہے۔
واشتباك النجوم: آسمان پر بہت سے تارے ظاہر ہو جائیں اور کثرت کے باعث ان کا باہم اختلاط ہونے لگے، جیسا کہ خطابی نے لکھا ہے۔

حدیث نمبر "۴۱۷" کے رجال

(۱)۔۔۔یزید بن ابی عبید: سلمی مولی سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، انہوں نے سلمہ بن اکوع، ابو اللحم کے مولی عمیر سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے یحیی قطان، حفص بن غیاث، صفوان بن عیسی نے روایات کو بیان کیا ہے۔ ان کا انتقال ۱۴۷ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔سلمہ بن عمرو بن اکوع: سنان بن عبد اللہ بن قشیر سلمی، ابو مسلم یا ابو عمر، جو کہ بیعت رضوان میں درخت کے نیچے حاضر خدمت تھے۔ اور سید عالم ﷺ کے ساتھ اُس دن تین مرتبہ بیعت کی یعنی اول، درمیان اور آخر میں لوگوں کے ساتھ ملکر بیعت کی۔ انہوں نے سید عالم ﷺ کی ۷۷ احادیث نقل کی ہیں جن میں سے چھ پر اتفاق ہوا ہے، امام بخاری پانچ میں اور مسلم سات میں منفرد ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے ایاس، انکے مولی، یزید بن ابی عبید، ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور متاخرین کی جماعت نے روایات کو نقل کیا ہے۔ ۷۴ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور ان کی عمر اُس وقت ۸۰ سال تھی۔ ایک قول کے مطابق غزوہ موتی میں بھی شریک ہوئے۔

حدیث نمبر "۴۱۸" کے رجال

(۱)۔۔۔مرثد بن عبد اللہ: ابو الخیر یزنی مصری، انہوں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، ابو ایوب انصاری، عمرو بن عاص اور ان کے بیٹے عبد اللہ بن عمرو، زید بن ثابت، ابو نضرہ غفاری وغیرہ سے روایات بیان کی ہیں۔ ان سے عبد الرحمن بن شماسہ، یزید بن ابی حبیب، جعفر بن ربیعہ نے روایات کو بیان کیا ہے۔ عبد العزیز بن مروان ان کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہو کر فتوی لیا کرتا تھا۔ ان کا انتقال سن ۹۰ھ میں ہوا۔

نماز مغرب کے اول وآخر وقت میں اختلاف ائمہ

مغرب کا اول وقت سورج غروب ہونے پر شروع ہو جاتا ہے، اور بعض شارح کے نزدیک اس پر اجماع ہے کسی کا کوئی اختلاف نہیں سوائے شیعہ حضرات کے، ان کے نزدیک نماز مغرب کا وقت اُس وقت تک شروع نہیں ہوتا جب تک کہ ستارے باہم ایک دوسرے سے مل نہ جائیں۔ مغرب کا آخری وقت شفق غروب ہونے تک ہے، شوافع کے نزدیک مغرب کا وقت اُس وقت تک ہے جب تک کہ تین رکعات ادا نہ کرلی جائیں۔ شوافع کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے دو دن امامت فرمائی اور دونوں دن ایک ہی وقت میں نماز مغرب ادا فرمائی گئی، غزالی کہتے ہیں کہ نماز مغرب کے وقت کے بارے میں شوافع کے دو اقوال ہیں: (۱)۔۔۔ غروب شفق ہونے تک، اور یہی قول امام احمد کا بھی ہے اور (۲)۔۔۔ اذان واقامت کے ساتھ پانچ رکعات ادا کرلی جائیں یعنی تین فرض کے بعد دو سنت ادا کرلیں تو نماز مغرب کا وقت پورا ہو جاتا ہے جیسا کہ "الوسیط" میں ہے (اور اس بارے میں مزید اقوال بھی پائے جاتے ہیں)۔ شفق کی تعیین میں اختلاف پایا جاتا ہے (پس امام شافعی، مالک اور محمد کے نزدیک شفق سرخی کا نام ہے جو کہ سورج کے غروب ہونے کے بعد آسمان پر ظاہر ہوتی ہے جب کہ احناف کے نزدیک شفق سفیدی کا نام ہے جو کہ سرخی کے غائب ہونے کے بعد ظاہر ہوتی ہے اور آسمان پر مکمل اندھیرا چھا جاتا ہے اور یہی عشاء کا اول وقت ہے۔ جیسا کہ مغنی ابن قدامہ میں ہے)۔ امام مالک کے اس حوالے سے تین اقوال ہیں: (۱)۔۔۔ احناف کے مطابق غروب شفق، (۲)۔۔۔ شوافع کے مطابق غروب شفق، (۳)۔۔۔ مغرب کا آخری وقت طلوع فجر تک ہے اور یہی قول عطاء اور طاؤس کا بھی ہے اور اس کی دلیل یہی ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے دو دن ایک ہی وقت میں نماز مغرب پڑھائی تھی، پس اگر وقت میں کوئی ایسی بات ہوتی تو ایک ہی وقت میں نماز نہ پڑھاتے کیونکہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اول وآخر وقت جانتے تھے۔ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کی دلیل سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "الشفق الحمرۃ یعنی شفق سرخی ہے"۔ جب کہ ہماری دلیل درج ذیل حدیث ہے۔

*۔۔۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مغرب کا آخری وقت اُس وقت تک ہے جب تک کہ آسمان پر سیاہی نہ پھیل جائے"۔ اور دلیل سے ثابت ہے کہ آسمان پر سیاہی سفیدی غائب ہونے کے بعد پھیلتی ہے۔

(البناية، كتاب الصلوة، باب: المواقيت، ج ۲، ص ۲۴ وغيره)

(۱۱) بَابٌ فِي وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ
نماز عشاء کے آخری وقت کا بیان

(۴۱۹) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِوَقْتِ هَذِهِ الصَّلَاةِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُصَلِّيهَا لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ۔

حبیب سالم سے روایت ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر نے فرمایا مجھے اس آخری نماز یعنی نماز عشاء کا سب سے زیادہ علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے اس وقت پڑھتے تھے جب تیسری تاریخ کا چاند ڈوب جاتا تھا۔

(۴۲۰) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ فَخَرَجَ إِلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ فَلَا نَدْرِي أَشَيْءٌ شَغَلَهُ أَمْ غَيْرُ ذَلِكَ فَقَالَ: حِينَ خَرَجَ أَتَنْتَظِرُونَ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَوْلَا أَنْ تَثْقُلَ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک رات ہم نماز عشاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے پس آپ ﷺ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جبکہ تہائی رات گزری گئی تھی یا اس کے بھی بعد، یہ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ ﷺ کس کام میں مشغول تھے یا کوئی اور بات تھی جب آپ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا: "تم نماز کا انتظار کر رہے ہو؟ اگر مجھے امت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو تمہیں اسی وقت نماز پڑھایا کرتا"، پھر آپ ﷺ نے موذن کو حکم فرمایا تو نماز کی اقامت کہی گئی۔

(۴۲۱) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا حَرِيزٌ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ السَّكُونِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: أَبْقَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فِي صَلَاةِ الْعَتَمَةِ فَأَخَّرَ حَتَّى ظَنَّ الظَّانُّ أَنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ وَالْقَائِلُ مِنَّا يَقُولُ: صَلَّى فَإِنَّا لَكَذَلِكَ حَتَّى خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوا لَهُ كَمَا قَالُوا فَقَالَ لَهُمْ: أَعْتِمُوا بِهَذِهِ الصَّلَاةِ فَإِنَّكُمْ قَدْ فُضِّلْتُمْ بِهَا عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ وَلَمْ تُصَلِّهَا أُمَّةٌ قَبْلَكُمْ۔

عاصم بن حمید سلونی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نماز عشاء کے لیے نبی کریم ﷺ کے انتظار میں تھے تو آپ ﷺ نے کافی دیر کر دی یہاں تک کہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ تشریف نہیں لائیں گے اور بعض ہم میں سے کہہ رہے تھے کہ آپ ﷺ پڑھ چکے ہوں گے۔ ہم یہی قیاس آرائیاں کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے تو لوگ جو کچھ کہہ رہے تھے وہ عرض کر دیا۔ فرمایا تم اس نماز کو دیر کر کے پڑھا کرو کیونکہ تمام امتوں میں تم اس نماز کے ذریعے فضیلت دیئے گئے ہو اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔

(۴۲۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى مَضَى نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَقَالَ: خُذُوا مَقَاعِدَكُمْ فَأَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَأَخَذُوا مَضَاجِعَهُمْ وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسَقَمُ السَّقِيمِ لَأَخَّرْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ۔

ابو نضرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عشاء پڑھنا چاہتے تھے لیکن آپ ﷺ تشریف نہ لائے یہاں تک کہ آدھی رات کے قریب گزری گئی۔ فرمایا اپنی جگہ بیٹھے

رہو تو ہم بیٹھے رہے فرمایا کہ دوسرے لوگ نماز پڑھ کر اپنے بستروں میں ہیں اور تم اس وقت تک نماز میں ہو جب تک نماز کا انتظار کرو گے اگر کمزور کی کمزوری اور بیماروں کی بیماری کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کر دیتا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب "في وقت العشاء الاخرة" قائم کر کے چار احادیث نقل فرمائیں، صحاح میں اس موضوع کی مناسبت سے درج ذیل مقامات پر احادیث منقول ہیں۔

*۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات کسی کام میں مصروف رہے اور اس (نماز عشاء) میں تاخیر کر دی۔ یہاں تک کہ ہم مسجد میں سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "اہل زمین میں سے کوئی ایک بھی نہیں جو تمہارے سوا اس نماز کے انتظار میں ہو"۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس میں جلدی کرنے یا تاخیر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے اور غلبہ کی صورت میں اس سے پہلے سونے میں اندیشہ محسوس نہیں کرتے تھے۔ (صحيح البخاري، كتاب، باب: النوم قبل العشاء لمن غلب، رقم: ۵۷۰، ص ۹۵)، (صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب: وقت العشاء وتاخيرها، رقم: (۱۴۴۱)/۱۴۴۲، ۶۳۹/۶۳۹، ص ۲۹۳)، (سنن النسائي، كتاب الصلوة، باب: آخر وقت العشاء، رقم: ۵۳۴، ص ۱۴۰)

حل لغات

لسقوط القمر لثالثة: مہینے میں تیسری تاریخ کا چاند ڈوبنا مراد ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے ﴿اقم الصلوة لدلوك الشمس الى غسق الليل نماز قائم کرو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک (الاسراء:۷۸)﴾۔ جس وقت میں مہینے کی تیسری تاریخ کو چاند غروب ہوتا ہے اسی وقت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء ادا فرماتے تھے اور راوی لوگوں کے مقابلے میں اس وقت میں ادا کی جانے والی نماز کا زیادہ علم رکھتے تھے۔

اشيء شغله: یعنی نمازی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار فرما رہے تھے ان میں ہونے والے کلام کا بیان ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھانے نہیں تشریف لائے ہو سکتا ہے انہیں کسی چیز نے مشغول کر دیا ہو یا کوئی اور بات ہو۔

هذه الساعة: سے ہمارے اصحاب نے یہ استدلال کیا ہے کہ نمازِ عشاء تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے، اور حدیث کا یہ حصہ "لولا ان يثقل" سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت مرحومہ پر کرم فرمایا کہ مبادا تاخیر سے نماز عشاء پڑھاتے رہیں اور امت کے لئے اسی طرح کی ادائیگی فرض ہو جائے۔

ابقينا النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار فرماتے رہنا نماز عشاء کی ادائیگی کے لئے۔

فی صلوۃ العتمۃ: نماز عشاء کو نماز عتمہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اہل عرب عشاء کا لفظ نماز مغرب کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

اعتموا بھذہ الصلوۃ: یعنی نماز عشاء کو آخر تک مؤخر کر کے پڑھو، جیسا کہ ماقبل بیان ہو چکا۔

فلم یخرج: سید عالم ﷺ نماز عشاء کے لئے دولت خانہ اقدس سے باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ حتی مضوا نحو: یعنی آدھی رات گزر جانا مراد ہے۔

ان الناس قد صلوا: جو مسلمان سید عالم ﷺ کے ساتھ آج کی رات نماز عشاء کے لئے حاضر نہ ہوئے اور اپنی نماز ادا کر کے سو چکے، پس حاضر ہونے والوں کو خطاب کر کے فرمایا: "تم جب تک نماز کے انتظار میں ہو گویا کہ نماز میں ہو"۔

حدیث نمبر "۴۱۹" کے رجال

(۱)۔۔۔ بشیر: باء کی فتح کے ساتھ، ابن ثابت انصاری، انہوں نے حبیب بن سالم سے روایات نقل کی ہیں، ان سے شعبہ نے روایات کو بیان کیا ہے۔ ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے، ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۲)۔۔۔ حبیب بن سالم: انصاری، نعمان بن بشر کے مولی تھے۔ انہوں نے نعمان سے روایات بیان کی ہیں، ان سے محمد بن منتشر، ابراہیم بن مہاجر، ابوبشر جعفر بن ابی وحشیہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے، امام بخاری کے سوا باقی سب نے ان کی روایت کو بیان کیا ہے۔ (۳)۔۔۔ نعمان بن بشیر: بن سعد بن ثعلبہ بن جلاس ابو عبداللہ، انہوں نے سید عالم ﷺ کی ۱۱۴ احادیث بیان کی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے محمد بن نعمان، شعبی، حبیب بن سالم، عروہ بن زبیر نے روایات کو بیان کیا ہے۔ حمص کے علاقے میں قتل کئے گئے۔

حدیث نمبر "۴۲۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ عاصم بن حمید سکونی: حمصی، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایات کو بیان کیا ہے۔ معاذ بن جبل، عوف بن مالک اشجعی، ازہر بن سعد رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے راشد بن سعد نے روایات کو بیان کیا ہے۔ دار القطنی میں انہیں ثقہ راوی مانا گیا ہے۔ ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

نماز عشاء کے اول، آخر اور مستحب وقت کے بارے میں اختلاف

غروب شفق کے بعد نماز مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور اس پر اجماع ہے جب کہ شفق کی تعیین کے بارے میں اختلاف ہے، جیسا کہ ماقبل مفصل بیان ہو چکا۔ عشاء کا آخری وقت طلوع فجر تک باقی رہتا ہے اور اس پر اجماع ہے اور کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ دلیل سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: "نماز عشاء کا آخری وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ فجر طلوع نہ ہو جائے"۔ نماز عشاء کا مستحب وقت تہائی رات ہے۔ شوافع کے اس بارے میں دو اقوال ہیں چنانچہ شوافع کا قدیم قول نماز عشاء کو نصف رات تک مؤخر کر کے پڑھنے کا ہے اور

یہی قول امام احمد کا بھی ہے، جب کہ جدید قول تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھنے کا ہے، اور اسی کے قائل امام مالک اور ایک قول کے مطابق امام احمد بھی ہیں۔ (البناية ،كتاب الصلوة، باب المواقيت ،ج ٢،ص ٢٩ وغيره)

ساری امتوں میں امت محمدیہ کی فضیلت کیسے جب کہ دیگر امتیں یہ نماز ہی نہ پڑھتی ہوں؟

میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا اس کے دو معنی ہیں: (۱)۔۔۔ سابقہ امتیں نماز عشاء پڑھتی ہی نہ تھیں جیسا کہ ظاہر ہے۔ (۲)۔۔۔ اگر سابقہ امتیں نماز عشاء پڑھتی بھی تھیں تو تاخیر کر کے نہیں بلکہ اول اوقات میں، پس اس اعتبار سے امت مسلمہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے، کیونکہ نماز عشاء تاخیر سے پڑھنا تعجیل کے مقابلے میں باعثِ فضیلت ہے۔

(شرح سنن ابو داؤد، كتاب الصلوة، باب: وقت عشاء الاخرة، رقم: ۴۲۱، ج ۲، ص ۴۴)

سید عالم ﷺ کا امت پر شفیق ہونا

اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿عزيز عليه ما عنتم جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے (التوبة: ۱۲۸)﴾، ﴿ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے (المائدة: ۱۱۸)﴾۔

*۔۔۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھے میری امت کے مشقت میں پڑ جانے کا خوف لاحق نہ ہوتا تو سریہ (وہ جنگ جس میں سید عالم ﷺ بنفس نفیس شریک نہ ہوں) سے پیچھے نہ بیٹھ رہتا۔۔۔ الخ"۔

(صحيح البخاري، كتاب الايمان، باب: الجهاد من الايمان، رقم: ۳۶، ص ۹)

*۔۔۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھے میری امت کے مشقت میں پڑ جانے کا خوف نہ ہوتا تو انہیں حکم دیتا کہ نماز اس طرح پڑھا کرو۔۔۔ الخ"۔

(صحيح البخاري، كتاب الصلوة، باب: النوم قبل العشاء لمن غلب، رقم: ۵۷۱، ص ۹۵)

*۔۔۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میں نماز میں قیام کی حالت میں کھڑا رہا اور میں نے قیام کو طویل کرنا چاہا، پس میں نے بچے کے رونے کی آواز سنی، پس میں نے بچے کی ماں کے مشقت میں پڑ جانے کے باعث اپنی نماز کو طویل کرنے کو مکروہ جانا"۔

(صحيح البخاري، كتاب الصلوة، باب: من اخف الصلوة، خروج النساء ، رقم: ۸۶۸، ۷۰۷، ص ۱۱۶، ۱۴۰)

*۔۔۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھے امت کے مشقت میں پڑ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز میں مسواک کرنے کا حکم دیتا"۔ (صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب السواك يوم ، رقم: ۸۸۷، ص ۱۴۳)

*۔۔۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھے امت کی مشقت کا خوف نہ ہوتا تو انہیں ہر وضو میں مسواک کا حکم دیتا"۔

(صحيح البخاري، كتاب الصوم ، باب: سواك الرطب واليابس للصائم، رقم: ۱۹۳۳، ص ۳۱۰)

*۔۔۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "نماز عشاء کا یہ وقت ہے اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا"۔

(صحيح البخاري، كتاب التمنى، باب: ما يجوز من اللو، رقم: ۷۲۳۹، ص ۱۲۴۶)

*۔۔۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "پس مجھے خوف ہوا کہ تم پر رات کی نماز (تراویح) فرض نہ کر دی جائے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الآذان، باب: اذا کان بین الامام وبین القوم، رقم: ۷۲۹، ص ۱۱۹)

ہم نے بخاری ہی کی چند روایات پر اختصار کیا، اگرچہ اور بھی کئی روایات مل سکتی ہیں تاہم اتنے ہی پر اکتفاء کرتے ہیں کیونکہ ہمارے موضوع کے اعتبار سے یہ مواد بہت ہے۔ مذکورہ باب میں بھی بار بار یہی تکرار ہے کہ اگر امت پر شاق نہ ہوتا تو انہیں نماز عشاء تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیتا اور جب سید عالم ﷺ راتوں کو رو رو کر اُمت کے حق میں دعائیں، التجائیں فرماتے تو اللہ جل جلالہ کو اپنے حبیب ﷺ کا اس طرح رونا اچھا نہ لگا، حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اللہ عزوجل کا پیغام سنایا چنانچہ درج ذیل حدیث مذکور ہے۔

*۔۔۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور اللہ عزوجل کا پیغام پہنچایا: "انا سنرضیك فی امتك ولا نسوءك ہم تمہیں تمہاری امت کے معاملے میں راضی کر دیں گے اور رنجیدہ نہ ہونے دیں گے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: دعاء النبی لامته وبکاۂ، رقم: ۲۰۲/۳۸۷، ص ۱۲۶)

سید عالم ﷺ شارع ہیں!

مذکورہ بالا باب کی احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سید عالم ﷺ کا منصب شریعت مقرر کرنا بھی ہے یعنی آپ ﷺ شارع ہیں، اللہ کی عطا سے جس چیز کو چاہیں حرام، حلال، فرض وغیرہ فرمادیں اور آپ ﷺ کا چاہنا ہی اللہ عزوجل کا چاہنا ہے۔ درج ذیل میں اس موضوع کی مناسبت سے آیات واحادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱)۔۔۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث اور ستھری چیزیں اُن پر حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام فرمائے گا (الاعراف: ۱۵۷)﴾۔

(۲)۔۔۔ ﴿وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللہ ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم اور کسی مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار نہیں (الاحزاب: ۳۶)﴾۔

(۳)۔۔۔ ﴿من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اُس نے اللہ کا حکم مانا (النساء: ۸۰)﴾۔

(۴)۔۔۔ ﴿وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نهاکم عنه فانتهوا اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس چیز سے منع فرمائیں باز رہو (الحشر: ۷)﴾۔

(۵)۔۔۔ ﴿وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے (النساء: ۶۴)﴾

*۔۔۔ حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "مجھے قرآن کے ساتھ اس کی مثل دی گئی ہے، سن لو! بہت جلد ایک شکم سیر آدمی مسند پر بیٹھ کر یہ کہے گا کہ فقط قرآن پر عمل کرو، جو اس

میں حلال ہے اس کو حلال قرار دو اور جو اس میں حرام ہے اس کو حرام قرار دو، کوئی شک نہیں کہ جس چیز کو اللہ عزوجل کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کو اللہ جل جلالہ نے حرام قرار دیا ہو، سن لو! تمہارے لئے پالتو گدھے حلال نہیں ہیں اور نہ پھاڑنے والے درندے، اور نہ ہی ذمی کی گری ہوئی چیز، مگر یہ کہ اس کا مالک اس چیز سے مستغنی ہو اور جو شخص کسی قوم کے ہاں مہمان ہو، ان پر اس کی ضیافت لازم ہے اگر وہ اس کی ضیافت نہ کریں تو وہ ان سے بقدر ضیافت تاوان وصول کر سکتا ہے"۔

(مشکوۃ المصابیح، باب: الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی، رقم:۱۶۳، ص۲۹)

*۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: "اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس حج کرو"، ایک شخص نے کہا کیا ہر سال یا رسول اللہ ﷺ!، آپ ﷺ خاموش رہے، اس نے یہ سوال تین مرتبہ کیا، پس سید عالم ﷺ نے جواب مرحمت فرمایا: "اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم اس کی استطاعت نہ رکھتے"، پھر فرمایا: "جس چیز کو میں چھوڑ دوں اس کے بارے میں درپے نہ ہوا کرو کیونکہ تم سے پہلے قومیں اسی لئے برباد ہوئیں کہ پوچھتی بہت تھیں لیکن عمل نہیں کرتی تھیں اور اپنے نبیوں سے اختلاف کرتی تھیں، پس جب میں کسی چیز کا حکم کروں تو حسبِ استطاعت بجالاؤ اور جس چیز سے منع کروں تو باز آجاؤ"۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب: فرض الحج مرۃ فی العمر، رقم: ۳۲۱۲/۱۳۳۷، ص۶۲۷)

(۱۲) بَابٌ فِي وَقْتِ الصُّبْحِ
نماز صبح کے وقت کے بارے میں بیان

(۴۲۳) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ.

عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ ایسے وقت پڑھتے کہ عورتیں اپنی چادریں لپیٹ کر واپس جاتیں تو اندھیرے کے باعث پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

(۴۲۴) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَصْبِحُوا بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِأُجُورِكُمْ أَوْ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ.

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ حضرت رافع بن خدیج نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صبح کو خوب روشن کیا کرو کیونکہ اس میں تمہارے لیے ثواب زیادہ ہے یا اس کا ثواب زیادہ ہے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب "في وقت الصبح" کے تحت دو احادیث نقل فرمائیں، صحاح میں درج ذیل مقامات پر اسی مناسبت سے احادیث منقول ہیں۔

*۔۔۔ عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان عورتیں بھی چادروں میں لپٹ کر حاضر ہوتیں۔ پھر اپنے گھروں کو لوٹتیں تو کوئی انہیں پہچان نہ سکتا تھا۔(صحيح البخاری، كتاب الصلوة، مواقيت الصلوة، الاذان، باب: في كم تصلى المراة في الثياب، في وقت الفجر، انتظار الناس قيام الامام العالم، سرعة انصراف النساء من الصبح، رقم: ۳۷۲، ۸۶۷، ۸۷۲، ۵۷۸، ص ۱۴۱، ۱۴۰، ۹۶، ۶۶)، (صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب: استحباب التبكير بالصبح، رقم: (۱۳۴۲)/۶۴۵، (۱۳۴۳)/۶۴۵، (۱۳۴۴)/۶۴۵، ص ۲۹۵)، (سنن الترمذی، كتاب الصلوة، باب: ماجاء في التغليس من الفجر، رقم: ۱۵۳، ص ۶۲)، (سنن النسائی، كتاب الصلوة، باب: التغليس من الحضر، رقم: ۵۴۲، ۵۴۱، ص ۱۴۳)، (سنن النسائی، كتاب السه و، باب: الوقت الذی ينصرف فيه النساء، رقم: ۱۳۵۸، ص ۳۴۳)، (سنن ابن ماجه، كتاب الصلوة، باب: وقت صلوة الفجر، رقم: ۶۶۹، ص ۱۲۹)

حل لغات

متلفعات: مراد وہ کپڑا ہے جو پورے جسم کو ڈھانپ لے۔

مايعرفن من الغلس: یعنی طلوع فجر کے وقت ہونے والے اندھیرے کے باعث پہچاننا مشکل ہوتا تھا کہ عورت ہے یا مرد۔ اصبحوا بالصبح: یعنی خوب صبح کر کے نماز فجر ادا کرو، اور ہمارے اصحاب کی دلیل یہی ہے کہ نماز فجر خوب صبح کے وقت میں ادا کرنی افضل ہے۔

حدیث نمبر "۴۲۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ عاصم بن عمر بن قتادہ بن نعمان: ابن زید بن عامر بن سواد بن کعب، مراد ظفر بن خزرج بن عمر نبیت بن مالک بن اوس ظفری اوسی انصاری ابوعمر یا ابوعمرو مدنی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے جابر بن عبد اللہ، انس بن مالک، محمود بن لبید، اور اپنے والد سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ان کے بیٹے، فضل بن عاصم، محمد بن عجلان، محمد بن اسحق نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، مدینہ منورہ میں سن ۱۲۹ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ محمود بن لبید: ابن عقبہ بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل اشہلی انصاری مراد ہیں، ان کی کنیت ابو نعیم تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں پیدا ہوئے، لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع حدیث نہیں کی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث روایت کی ہیں اور ان کا انتقال سن ۹۶ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ ابن سعد کہتے ہیں ثقہ راوی تھے۔ ۹۹ سال کی زندگی

گزاری۔(۳)۔۔۔ روافع بن خدیج: بن رافع بن عدی بن یزید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری حارثی، انہیں ابو عبداللہ یا ابو رافع کہا جاتا ہے۔ غزوہ احد اور خندق میں شریک ہوئے، انہوں نے سید عالم ﷺ کی ۷۸ احادیث روایت کی ہیں جن میں سے فقط پانچ پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہو سکا اور مسلم تین احادیث میں منفرد ہیں۔ان سے عبداللہ بن عمر بن خطاب، سائب بن یزید، حنظلہ بن قیس نے روایات نقل کی ہیں۔ مدینہ منورہ میں سن ۷۴ھ میں ۸۶ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

نماز فجر کے اول، آخر اور مستحب وقت کے بارے میں اختلاف ائمہ

نماز فجر کا وقت صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک ہوتا ہے اور اس میں اختلاف کسی کا نہیں ہے، تاہم مستحب وقت کونسا ہے جس میں نماز فجر پڑھی جائے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک منہ اندھیرے میں نماز فجر پڑھنا مستحب ہے (جیسا کہ اکمال اکمال المعلم، نووی، مغنی ابن قدامہ میں مذکور ہے)، اور احناف کے نزدیک مستحب وقت یہ ہے کہ خوب صبح روشن ہونے پر نماز فجر ادا کی جائے۔امام شافعی کہتے ہیں کہ ہر نماز جلدی وقت میں پڑھنا مستحب ہے اور یہی قول امام احمد کا بھی ہے، اور "الحلیة" میں ہے کہ افضل یہ ہے کہ نماز فجر کو اول وقت میں ادا کرے اور اسی قول کے قائل امام مالک، داؤد، ابو ثور، محمد اور حسن ہیں اور "شرح الوجیز" میں ہے کہ ہمارے نزدیک افضل یہ ہے کہ تمام نمازوں میں جلدی کی جائے اور نماز عشاء میں بھی ایک قول کے مطابق جلدی ادا کرنا مستحب ہے۔ شوافع کی دلیل درج ذیل حدیث ہے۔

*۔۔۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں سید عالم ﷺ کے ساتھ نماز ادا فرماتی تھیں، پھر اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی واپس ہوتیں تھیں کہ منہ اندھیرے کے باعث پہچانی نہ جاتی تھیں۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: استحباب التکبیر بالصبح، رقم: ۱۴۴۲/۶۴۵، ص۲۹۵)

احناف کے نزدیک نماز فجر خوب روشن کر کے پڑھی جائے اور یہی مستحب وقت ہے کیونکہ متعدد روایات میں اسی کی ترغیب ہے اور جہاں تک ائمہ ثلاثہ کی دلیل کا تعلق ہے تو ہو سکتا ہے کہ سید عالم ﷺ نے بیان جواز کے لئے ایسا کیا ہو، احادیث درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ حضرت رافع کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "نماز صبح خوب روشن کر کے پڑھو کیونکہ اس میں زیادہ اجر ہے"۔ (سنن الترمذی، کتاب ابواب الصلوة، باب: ما جاء فی الاسفار بالفجر، رقم: ۱۵۴، ص ۶۳)، (سنن ابن ماجه، کتاب الصلوة، باب: وقت صلوة الفجر، رقم: ۶۷۲، ص۱۲۹)، (سنن النسائی، کتاب المواقیت، باب: الاسفار، رقم: ۵۴۴، ص۱۴۳)

ہمارے دلائل کا جواب دیتے ہوئے شوافع کہتے ہیں کہ اسفار کے معنی ہیں فجر کا وقت متحقق ہو جائے اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہ رہے جب کہ امام ابن ہمام نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اگر یہی معنی مراد ہوں تو پھر حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ فجر کا وقت متحقق ہو جانے کے بعد نماز پڑھنے سے زیادہ اجر ملے گا اور یہ معنی اس بات کو بھی مستلزم ہو گا کہ اگر وقت سے پہلے پڑھ لی جائے تو بھی ثواب ملے گا اور یہ قول بداہتاً باطل ہے۔ (فتح القدير، كتاب الصلوة،فصل ويستحب الاسفار بالفجر، ج١،ص ٢٢٧)،(البناية، كتاب الصلوة، باب: ويستحب الاسفاربالفجر،ج ٢،ص ٣٣وغيره)

(١٣) بَابٌ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى وَقْتِ الصَّلَوَاتِ
نمازوں کے اوقات کی حفاظت کا بیان

(٤٢٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصُّنَابِحِيِّ قَالَ: زَعَمَ اَبُو مُحَمَّدٍ اَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ فَقَالَ: عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَذَبَ اَبُو مُحَمَّدٍ اَشْهَدُ اَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللهُ تَعَالَى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللهِ عَهْدٌ اَنْ يَغْفِرَ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ۔

زید بن اسلم نے عطاء بن یسار سے روایت کی ہے کہ حضرت عبد اللہ صنابحی نے کہا ہے کہ حضرت ابو محمد وتر کو واجب کہتے ہیں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں غلط کہتے ہیں کیونکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "پانچ نمازوں کو اللہ جل جلالہ نے فرض قرار دیا ہے جو ان کے لیے اچھی طرح وضو کرے، انہیں وقت پر پڑھے اور ان کے اندر رکوع و خشوع اچھی طرح کرے تو اللہ عزوجل کا اس سے وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جو ایسا نہ کرے تو اللہ عزوجل کا اس سے کوئی وعدہ نہیں ہے لہذا چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے تو عذاب دے"۔

(٤٢٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ غَنَّامٍ عَنْ بَعْضِ اُمَّهَاتِهِ عَنْ اُمِّ فَرْوَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: الصَّلَاةُ فِي اَوَّلِ وَقْتِهَا قَالَ: الْخُزَاعِيُّ فِي حَدِيثِهِ: عَنْ عَمَّةٍ لَهُ يُقَالُ لَهَا اُمُّ فَرْوَةَ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ۔

قاسم بن غنام کی والدہ ماجدہ نے حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ فرمایا: "نماز کا اس کے اول وقت میں پڑھنا"۔ خزاعی نے اپنی حدیث میں اپنی

پھوپھی صاحبہ سے روایت کی ہے جن کو حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا کہا جاتا ہے اور جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی تھی کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا تھا۔

(۴۲۷) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَخْبِرْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْهُ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ: نَعَمْ كُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي فَقَالَ الرَّجُلُ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذٰلِكَ.

ابو بکر بن عمارہ رویبہ سے روایت ہے کہ بصرہ کے ایک باشندے نے ان کے والد ماجد حضرت عمارہ بن رویبہ سے التجاء کی کہ مجھے وہ بات بتایئے جو آپ نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنی ہو؟ جواب دیا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "وہ آدمی کبھی جہنم میں نہیں جائے گا جو سورج طلوع ہونے سے پہلے نماز پڑھ لے اور سورج غروب ہونے سے پہلے"۔ کہا کیا آپ نے اسے حضور ﷺ سے تین بار سنا ہے؟ فرمایا: ہاں، ہر دفعہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے اسے محفوظ رکھا، اس شخص نے کہا میں نے بھی یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

(۴۲۸) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنِي وَحَافِظْ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ قَالَ: قُلْتُ: إِنَّ هٰذِهِ سَاعَاتٌ لِي فِيهَا أَشْغَالٌ فَمُرْنِي بِأَمْرٍ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجْزَءَ عَنِّي فَقَالَ: حَافِظْ عَلَى الْعَصْرَيْنِ وَمَا كَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا فَقُلْتُ: وَمَا الْعَصْرَانِ؟ فَقَالَ: صَلَاةٌ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٌ قَبْلَ غُرُوبِهَا.

ابوالاسود سے روایت ہے کہ عبداللہ بن فضالہ کے والد ماجد نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے جن باتوں کی تعلیم دی ان میں یہ بھی سکھایا کہ پانچوں نمازوں کی حفاظت کرنا، میں عرض گزار ہوا کہ ان اوقات میں مجھے مشغولیت بہت ہوتی ہے لہذا مجھے ایسا جامع طریقہ بتایئے کہ اس پر عمل کروں تو کفایت کرے۔ فرمایا: "دونوں عصروں کی حفاظت کرنا"، چونکہ عصرین کا لفظ ہماری بول چال میں نہ آتا تھا اس لیے میں عرض گزار ہوا کہ دو عصریں کیا ہیں؟ فرمایا: "صبح کی نماز جو سورج طلوع ہونے سے پہلے ہے اور وہ نماز جو غروب آفتاب سے پہلے ہے"۔

(۴۲۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ وَأَبَانُ كِلَاهُمَا عَنْ خُلَيْدٍ الْعَصَرِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: " خَمْسٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ إِيمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ: مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ عَلَى وُضُوئِهِنَّ

وَرُكُوعِهِنَّ وَسُجُودِهِنَّ وَمَوَاقِيتِهِنَّ وَصَامَ رَمَضَانَ وَحَجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَأَعْطَى الزَّكَاةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ وَأَدَّى الْأَمَانَةَ " قَالُوا: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ وَمَا أَدَاءُ الْأَمَانَةِ قَالَ: الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو ایمان کے ساتھ پانچ نمازوں کی حفاظت کرے وہ جنت میں داخل ہوگا، نمازیں وضو، رکوع، سجود اور اوقات میں ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اللہ استطاعت دے تو بیت اللہ کا حج کرے، اپنے نفس کی پاکیزگی کے لئے زکوۃ ادا کرے اور امانتوں کو ادا کرے "، لوگوں نے سوال کیا، اے ابو درداء رضی اللہ عنہ، امانتوں کے ادا کرنے سے کیا مراد ہے؟، فرمایا: "جنابت کا غسل ادا کرے"۔

(۴۳۰) حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ ضُبَارَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سُلَيْكٍ الْأَلْهَانِيِّ أَخْبَرَنِي ابْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: إِنَّ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ أَخْبَرَهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنِّي فَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَعَهِدْتُ عِنْدِي عَهْدًا أَنَّهُ مَنْ جَاءَ يُحَافِظُ عَلَيْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ ابو قتادہ بن ربعی نے انہیں خبر دی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ فرماتا ہے میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اپنے ذمہ کرم پر یہ عہد لیا ہے کہ جو ان نمازوں کی ان کے اوقات میں محافظت کرے گا میں اُسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ایسا نہ کرے تو اُسے میرا عہد نہیں پہنچتا"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابو داؤد نے باب "فی المحافظة علی وقت الصلوات" کے تحت چھ احادیث نقل فرمائیں، صحاح میں اس مناسبت سے درج ذیل احادیث مروی ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "سوچو تو سہی اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ دفعہ نہائے تو کیا کہتے ہو کہ اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہ جائے گا"؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ ذرا بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ فرمایا: "یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے کہ ان کے ذریعے اللہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوة، باب: الصلوات الخمس کفارة، رقم: ۵۲۸، ص۹۰)، (سنن النسائی، کتاب الصلوة، باب: المحافظة علی الصلوات الخمس، رقم: ۴۵۸، ص۱۲۰)، (سنن ابن ماجة، کتاب الصلوة، باب: ماجاء فی فرض الصلوات، رقم: ۱۴۰۱، ص۲۴۹)

حل لغات

من احسن وضوءھن: یعنی وضو اپنے تمام کمال و شرائط سے ادا کرے۔

وصلاهن لوقتهن: بمعنی فی وقتهن ہے، کیونکہ عربی گرامر کے اعتبار سے لام بمعنی فی آتا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان مقدس ہے: ﴿ونضع الموازين القسط ليوم القيمة اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن(الانبیاء: ۴۷)﴾۔ اتم رکوعهن: یعنی اطمنان کے ساتھ تسبیحات پڑھتے ہوئے رکوع ادا کرے۔

وخشوعهن: خشیت کو کہتے ہیں، اور اس کا تعلق آواز اور آنکھوں سے ہوتا ہے جب کہ خضوع کا تعلق بدن سے ہوتا ہے۔

كان له على الله عهد: یہاں عہد بمعنی یمین یعنی قسم کے ہے، اور یہ عہد پورا کرنا اللہ پر واجب نہیں ہے۔

الصلوة فی اول وقتها: نماز کو اس کے اول اوقات میں ادا کرنا افضل اعمال میں سے ہے، اور اول کا ذکر اس اعتبار سے کیا ہے کہ نماز کو ان کے اوقات میں ادا کرنے پر تاکید ہو جائے ورنہ نماز فجر کو تاخیر سے ادا کرنے، گرمیوں میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے میں زیادہ فضیلت ہے۔ لا يلج النار: یعنی آدمی آگ میں نہ داخل کیا جائے گا۔

صلی قبل طلوع الشمس: مراد نماز فجر ہے۔ قبل ان تغرب: مراد نماز عصر ہے۔

ووعاه قلبی: یعنی دل میں کسی بات کو سمجھ کر حفظ کر لینا۔ ان هذه ساعات: سے نماز خمسہ کی جانب اشارہ ہے۔

فامرنی بامر جامع: کثیر نیکیاں حاصل کرنے کا جامع طریقہ تعلیم فرمائیں۔

اذا انا فعلته اجزا عنی: یعنی جس طریقے پر عمل کرنا مجھے کفایت کرے۔

وما كانت من لغتنا: یعنی ہماری لغت میں عصرین کا لفظ فجر اور عصر کی نماز کے لئے مستعمل نہیں ہے۔

حدیث نمبر "۴۲۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن حرب: نشائی واسطی، انہوں نے اسماعیل بن علیہ، محمد بن ربیعہ، یزید بن ہارون سے روایت نقل کی ہے جب کہ ان سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوحاتم نے روایات نقل کی ہیں۔ سلیمان بن احمد طبرانی کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے، ۲۵۵ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔ یزید بن ہارون: ابوخالد واسطی مراد ہیں۔ (۳)۔۔۔ عبداللہ صنابحی: انہیں عبداللہ بن عسیلہ بن علی بن عسال، ابوعبداللہ صنابحی مرادی کہا جاتا ہے۔ یہ صنابح بن زاہر کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں جو کہ مکرمہ مراد کے علاقے میں واقع علاقہ ہے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق، عبادہ بن صامت، بلال بن رباح، معاذ بن جبل، شداد بن اوس، عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے عبداللہ بن محیریز، عطاء بن یسار، ربیعہ بن یزید دمشقی نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ ثقہ قلیل الحدیث راوی تھے۔ (۴)۔۔۔ عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ: ابن قیس بن اصرم بن فہر بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج انصاری خزرجی ابوالولید، انہوں نے عقبۃ الاولی اور ثانیہ، بدر اور اُحد میں شرکت کی، بیعت رضوان کے وقت بھی حاضر تھے۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۱۸۱ احادیث نقل کی ہیں جن میں سے چھ پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہو سکا، دو دو احادیث میں دونوں حضرات منفرد ہیں۔ ان سے انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، شرحبیل ابن حسنہ نے روایات نقل کی ہیں۔ اوزاعی کہتے ہیں کہ یہ فلسطین کے سب سے پہلے قاضی رہے ہیں، ان کا

انتقال ۷۲ سال کی عمر مبارک میں سن ۴۳ھ میں ہوا، کہا جاتا ہے کہ اِن کی قبر منور بیت المقدس میں ہے۔ اور ایک قول کے مطابق ان کا انتقال رملہ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۴۲۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن عبد اللہ: ابن عثمان خزاعی بصری ابو عبد اللہ، انہوں نے عبد اللہ بن عمر عمری، ابواشہب، حماد بن سلمہ، مالک بن انس سے روایت نقل کی جب کہ اِن سے ابو داؤد، ابو زرعہ، ابو حاتم وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں، ان کا انتقال ۲۲۳ھ میں ہوا۔ ابن ماجہ نے اِن کی روایات کو نقل کیا ہے۔ (۲)۔۔۔ قاسم بن غنام: انصاری، انہوں نے اپنی پھوپھی ام فروہ سے روایات نقل کی ہیں، کہا جاتا ہے کہ بعض امہات المومنین سے بھی ام فروہ نے روایات نقل کی ہیں۔ اِن سے ضحاک بن عثمان، عبد اللہ بن عمر نے روایات نقل کی ہیں۔ امام ابوداؤداور ترمذی نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ (۳)۔۔۔ ام فروہ رضی اللہ عنہا: انصاریہ صحابیہ، قاسم بن غنام کی پھوپھی، انہوں نے بعض امہات المومنین کی بارگاہ سے حدیث بیان کرنے کا شرف پایا ہے۔ ان کی روایات ابوداؤد، ترمذی میں موجود ہیں۔

حدیث نمبر "۴۲۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ اسماعیل بن خالد: ابو عبد اللہ بجلی احمسی، نام ابو خالد ہرمز تھا، ایک قول کے مطابق سعد یا کثیر بھی کہا جاتا ہے، انہوں نے سلمی بن اکوع، انس بن مالک سے شرف ملاقات پایا ہے۔ انہوں نے عبد اللہ بن ابی اوفی، عمرو بن حریث، ابو کاھل قیس بن عائذ، ابو جحیفہ سے سماع حدیث کی ہے۔ تابعین میں سے قیس بن ابو حازم، عبد الرحمن بن ابی لیلی، شعبی، ابو بکر بن عمارہ بن رویبہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ثوری، ابن عیینہ، شعبہ، ابن مبارک، وکیع، یحیی قطان نے روایات کو نقل کیا ہے۔ ان کا انتقال ۱۴۵ھ میں ہوا، ثقہ راوی تھے۔ (۲)۔۔۔ ابو بکر بن عمارۃ بن رویبہ ثقفی بصری: انہوں نے اپنے والد سے سماع کیا ہے، ان سے عبد الملک بن عمیر، اسماعیل بن ابو خالد، ابو اسحق، مسعر بن کدام، ابو اسحق سبیعی نے روایات نقل کی ہیں، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے اِن کی روایات بیان کی ہیں۔ (۳)۔۔۔ ابوہ: عمارہ بن رویبہ ثقفی بنی جشم بن قسی، ان کی کنیت ابو زہرہ تھی، اِن سے ان کے بیٹے ابو بکر بن عمارہ، حصین بن عبد الرحمن، ابو اسحق سبیعی نے روایات نقل کی ہیں، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۴۲۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبد اللہ بن فضالہ لیثی: انہوں نے اپنے والد محترم سے نقل کیا ہے، ان سے ابو حرب نے نقل کیا ہے، ابوداؤد میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۲)۔۔۔ فضالہ لیثی صحابی رضی اللہ عنہ: ان کے والد کے نام میں اختلاف کیا جاتا ہے۔ ایک قول کے مطابق فضالہ بن عبد اللہ یا ابن وہب بن بجرہ بن یحیی بن مالک لیثی تھا۔ ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ نے روایت کی ہے۔ ابوداؤد نے ان کی روایت بیان کی ہیں۔

نماز کی اہمیت وفضیلت احادیث کی نظر میں!

مذکورہ باب سے نماز کی اہمیت کا بیان کرنا مقصود ہے، جو کہ دین کا ستون، مومن کی معراج، اور پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہی نماز انسان کو بُرائی سے بچاتی ہے، لہذا اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے فرمایا: ﴿ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے (العنکبوت: ۴۵)﴾، جس چیز کی اہمیت جتنی زیادہ ہوتی ہے اُس کا ذکر بھی اتنا ہی زیادہ کیا جاتا ہے، درج ذیل روایات سے نماز کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ لگائیں۔

*۔۔۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا، پس سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر خدمت ہوا تو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے آیت نازل فرمائی: ﴿واقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من اللیل ان الحسنت یذھبن السیئات اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصوں میں بیشک نیکیاں بُرائیوں کو مٹا دیتی ہیں (ھود: ۱۱۴)﴾، اُس شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ حکم صرف میرے لئے ہی ہے تو سید عالم ﷺ نے جواب مرحمت فرمایا: "تمام امت کے لئے ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: الصلوۃ کفارۃ، رقم: ۵۲۶، ص۸۹)

*۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اگر تم میں سے کسی کے گھر کے دروازے پر پانی کی نہر ہو اور وہ اُس نہر میں روزانہ پانچ مرتبہ نہائے تو کیا اُس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا"؟، صحابہ کرام نے جواب دیا کہ اُس کے جسم پر کوئی میل نہ رہے گا، فرمایا: "پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہی ہے کہ اللہ اُس کی برکت سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: فضل الصلوۃ لوقتھا، رقم: ۵۲۸، ص۹۰)

*۔۔۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس کے لئے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اُس کے اور پروردگار کے درمیان حجاب ڈال دیئے جاتے ہیں، حور عین اس کا استقبال کرتی ہیں جب تک ناک نہ سینکے اور نہ کھنکارے"۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الصلوۃ، باب: الترھیب من البصاق فی المسجد، رقم: ۱۲، ص۱۱۸)

*۔۔۔ ابو ایوب اور عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے وضو کیا جیسا کہ حکم ہے اور نماز ادا کی جیسا کہ حکم ہے تو جو کچھ پہلے کیا ہے معاف ہو گیا"۔

(سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب: ثواب من توضأ کما امر، رقم: ۱۴۴، ص۴۶)

*۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "(جو مسلمان العیاذ باللہ جہنم میں جائے گا) اس کے پورے جسم کو آگ کھائے گی سوائے اعضائے سجدہ کے، اللہ نے ان کا کھانا آگ پر حرام کر رکھا ہے"۔

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب: صفۃ النار، رقم: ۴۳۲۶، ص۷۱۷)

*۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے گھر سے طہارت کر کے فرض نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کو جاتا ہے تو ایک قدم پر اُس کے گناہ اور دوسرے پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے"۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: المشی الی الصلوۃ، رقم: ۶۶۶/۱۴۰۶، ص۳۰۶)

(۱۴) بَابٌ إِذَا أَخَّرَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ

جب امام نماز کی ادائیگی میں وقت سے تاخیر کردے

(۴۳۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ يَعْنِي الْجَوْنِيَّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: "يَا أَبَا ذَرٍّ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ؟ أَوْ قَالَ: يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ؟" قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ: صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّهَا فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ۔

عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اے ابوذر رضی اللہ عنہ! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تمہارے حاکم ایسے ہوں گے کہ نمازوں کو مارڈالیں گے" یا فرمایا: "نماز میں تاخیر کریں گے" اس وقت میں عرض گزار ہوا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: "نماز اس کے اصل وقت پر پڑھنا، پھر اگر ان کے ساتھ نماز ملے تو پڑھ لینا کیونکہ یہ تمہاری نفل ہو جائے گی"۔

(۴۳۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ دُحَيْمٌ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي حَسَّانُ يَعْنِي ابْنَ عَطِيَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ الْيَمَنَ رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيْنَا قَالَ: فَسَمِعْتُ تَكْبِيرَهُ مَعَ الْفَجْرِ رَجُلٌ أَجَشُّ الصَّوْتِ قَالَ: فَأُلْقِيَتْ عَلَيْهِ مَحَبَّتِي فَمَا فَارَقْتُهُ حَتّٰى دَفَنْتُهُ بِالشَّامِ مَيِّتًا ثُمَّ نَظَرْتُ إِلٰى أَفْقَهِ النَّاسِ بَعْدَهُ فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَلَزِمْتُهُ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: كَيْفَ بِكُمْ إِذَا أَتَتْ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ مِيقَاتِهَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: صَلِّ الصَّلَاةَ لِمِيقَاتِهَا وَاجْعَلْ صَلَاتَكَ مَعَهُمْ سُبْحَةً۔

حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یمن میں ہمارے پاس اللہ کے رسول ﷺ کے بھیجے ہوئے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تشریف لائے، راوی کا بیان ہے کہ میں نے نماز فجر میں ان کی تکبیر سنی کہ بھاری آواز والے تھے مجھے ان سے محبت ہوگئی اور میں کبھی ان سے جدا نہ ہوا یہاں تک کہ شام میں ان کی میت کو میں نے دفن کیا پھر میں نے دیکھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہ ان کے بعد کون جانتا ہے۔ پس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور یہ حاضری اپنے اوپر لازم کرلی، یہاں تک کہ انہوں نے بھی وفات پائی، راوی کا بیان ہے کہ اللہ

کے رسول ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تمہارے حکام بے وقت نماز پڑھا کریں گے"؟ میں عرض گزار ہوا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں جبکہ میں ایسا وقت پاؤں؟ فرمایا: "وقت پر نماز پڑھتے رہنا اور نفلی طور پر ان کے ساتھ پڑھ لینا"۔

(۴۳۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى عَنِ ابْنِ أُخْتِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ الْمَعْنَى عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى الْحِمْصِيِّ عَنْ أَبِي أُبَيٍّ ابْنِ امْرَأَةِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّهَا سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي أُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ عَنِ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا حَتَّى يَذْهَبَ وَقْتُهَا فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنْ شِئْتَ وَقَالَ سُفْيَانُ: إِنْ أَدْرَكْتُهَا مَعَهُمْ أُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنْ شِئْتَ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "عنقریب میرے بعد تم پر ایسے حاکم مقرر ہوں گے کہ ان کی مشغولیت انہیں نماز وقت پر پڑھنے سے روکے گی، یہاں تک کہ وہ ایک وقت کی نماز اس وقت پڑھیں گے جب اس کا وقت جا چکا ہوگا"۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم ان کے ساتھ نماز پڑھیں؟ فرمایا: "ہاں اگر تم چاہو"، سفیان نے کہا کہ اگر میں انہیں پاؤں تو کیا ان کے ساتھ نماز پڑھوں؟ فرمایا: "ہاں اگر تم چاہو"۔

(۴۳۴) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ يَعْنِي الزَّعْفَرَانِيَّ حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِي يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ فَهِيَ لَكُمْ وَهِيَ عَلَيْهِمْ فَصَلُّوا مَعَهُمْ مَا صَلَّوْا الْقِبْلَةَ.

صالح بن عبید نے حضرت قبیصہ بن وقاص سے روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد تم ایسے حاکم دیکھو گے جو نمازوں میں تاخیر کریں گے تو تمہارے لیے تمہارا کیا ہوگا اور ان کے لیے ان کا کیا ہوگا لیکن ان کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرنا جب تک قبلے کی جانب منہ کرتے رہیں"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب "اذا اخر الامام الصلوٰة عن الوقت" کے تحت چار احادیث نقل فرمائیں، درج ذیل میں اسی مناسبت سے صحاح کی تخاریج نقل کی جاتی ہیں۔

*۔۔۔(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: کراھیة تاخیر الصلوٰة عن، رقم: ۶۴۸/۱۳۵۰ تا ۶۴۸/۱۳۵۶، ص ۲۹۷ وغیرہ)، (سنن ابن ماجة، کتاب الصلوٰة، باب: ماجاء فیما اذا اخروا، رقم: ۱۲۵۶، ص ۲۲۳)

حل لغات

يميتون الصلوة: یعنی مردار کی طرح نماز کو مؤخر کرے، جیسا کہ مردے کے جسم سے روح نکلنے پر وہ بے جان ہو گیا ہوتا ہے۔او قال يؤخرون الصلوة: راوی کو شک ہے کہ سید عالم ﷺ نے "يميتون الصلوة" فرمایا یا "يؤخرون الصلوة" فرمایا، تاہم تاخیر سے مراد مستحب وقت میں تاخیر کرنا ہے نہ کہ نماز کے کل وقت میں تاخیر۔
صل الصلوة لوقتها: سے مراد مستحب وقت ہے۔
فانها لك نافلة: مستحب وقت میں نماز پڑھ لینے کے بعد امراء کے ساتھ نماز ادا کرے تو یہ ثانی نماز تیرے لئے نفل ہو جائے گی۔رجل اجش الصوت: مراد وہ آدمی ہے جس کی آواز بلند ہو۔
كيف بكم: اُس وقت تمہارا کیا حال ہو گا؟
لغير ميقاتها: یعنی غیر وقت میں نماز ادا کریں گے، شیخ محی الدین حدیث سابق کے اعتبار سے بیان کر چکے ہیں کہ اُن میں سے کوئی بھی نماز کو اس کے تمام وقت سے مؤخر نہ کرتے تھے۔
سبحة: نفلی عبادت کے معنی میں استعمال ہوا ہے، جیسا کہ نفلی نماز۔
وقال سفيان: اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ اُس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں اُن کا زمانہ پاؤں تو اُن کے ساتھ نماز پڑھ لوں تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اگر تو چاہے تو اُن کے ساتھ نماز ادا کر لے"۔
فهي لكم: تمہیں تمہاری نماز کا ثواب ملے گا۔وهي عليهم: یعنی نماز میں تاخیر کرنے کا گناہ بھی اُنہی پر ہے۔
ما صلوا القبلة: یعنی جو اسلام پر ہو، اظہار طاعت کرے اور حق کے واقف کار ہوں تو ایسے قبلے کی جانب منہ کرنے والوں کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے۔

حدیث نمبر "۴۳۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو عمران: ان کا نام عبد الملک بن حبیب ازدی بصری، ابو عمران جونی ہے، انہوں نے عمران بن حصین کی زیارت کی ہے۔انہوں نے انس بن مالک، جندب بن عبد اللہ بجلی، ربیعہ بن کعب اسلمی اور عبد اللہ بن صابت سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے شعبہ، حماد، حارث بن عبد اللہ نے روایات نقل کی ہیں۔ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی ہیں، ان کا انتقال سن ۱۲۸ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ: بصری غفاری، ابو ذر غفاری کے بھتیجے، انہوں نے ابوذر، عبد اللہ بن عمر، رافع بن عمیرہ طائی سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے حمید بن ہلال، ابو عمران جونی، ابو العالیہ براء نے روایات نقل کی ہیں۔حدیث لکھا کرتے تھے، ان سے سوائے امام بخاری کے جماعت کثیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۴۳۲" کے رجال

(۱)۔۔۔عبد الرحمن بن ابراہیم: بن عمرو بن میمون قرشی، ابو سعید دمشقی، آل عثمان غنی کے مولی تھے، اردن اور

فلسطین کے قاضی رہے ہیں۔ انہوں نے ولید بن مسلم، عمرو بن عبدالواحد، محمد بن شعیب، ابن عیینہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابوزرعہ، ابوحاتم رازی، ابوزرعہ دمشقی، حنبل بن اسحق، بخاری، ابوداؤد، نسائی نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال رملہ کے مقام پر سن ۲۴۵ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ ولید: ابن مسلم دمشقی مراد ہیں۔ (۳)۔۔۔ عبدالرحمن بن سابط: ابن ابی حمیصہ بن عمرو بن اھیب بن حذافہ بن جمح جمحی قرشی مکی، انہوں نے عبداللہ بن عبدالمطلب، معاذ بن جبل، سعد بن ابی وقاص، جابر بن عبداللہ، ابوامامہ باہلی، عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے موسی بن مسلم طحان، علقمہ بن مرثد، ابن جریج، لیث بن سعد نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۱۱۸ھ میں ہوا، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ (۴)۔۔۔ عمرو بن میمون: ابوعبداللہ یا ابویحیی کوفی اودی، انہوں نے زمانہ جاہلیت کو پایا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ ہو سکی۔ انہوں نے عمر بن خطاب، سعد بن ابی وقاص، ابن مسعود، معاذ بن جبل، ابوایوب، ابومسعود، ابن عباس، ابن عمرو، ابوہریرہ، سلمان بن ربیعہ، اور تابعین میں سے ربیع بن خثیم، عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے اسحق سبیعی، سعید بن جبیر، حکم بن عتیبہ نے روایات کو نقل کیا ہے۔ ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے اور ان کا انتقال سن ۷۵ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۴۳۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن قدامہ بن اعین: ابن مسور ابوجعفر، انہیں ابوعبداللہ جوہری ہاشمی مصیصی بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے فضل بن عیاض، ابن عیینہ، جریر بن عبدالحمید، وکیع سے روایات بیان کی ہیں جب کہ ان سے نسائی، ابوداؤد، ابوبکر بن ابی دنیا، عبداللہ بن محمد بغوی نے روایات بیان کی ہیں۔ نسائی کہتے ہیں کہ ان کی روایات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ امام ابوداؤد کے نزدیک ضعیف تھے۔ دارالقطنی کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال بغداد میں سن ۲۳۷ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ ابومثنی حمصی: ان کا نام ضمضم املوکی تھا، انہوں نے عتبہ بن عبدالسلمی، کعب الاحبار ابی بن ام حران سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے صفوان بن عمرو، ہلال بن یساف نے اور سنن ابوداؤد میں ان کی روایات موجود ہیں۔ (۳)۔۔۔ ابن اخت عبادہ بن صامت: ابن حبان کہتے ہیں کہ ثقہ راویہ تھیں، انہوں نے عبادہ سے روایات نقل کی ہیں۔ (۴)۔۔۔ محمد بن سلیمان انباری: مراد ابن ابی داوؤد ہیں جن سے امام ابوداؤد نے دو واسطوں سے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۴۳۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابوہاشم: عمار بن عمارہ بصری زعفرانی، انہوں نے حسن، ابن سیرین، صالح بن عبید سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ابوالولید، وروح بن عبادہ، عبدالصمد بن عبدالوارث نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن معین کے

نزدیک ثقہ راوی ہیں، ابوداؤد نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔(۲)۔۔۔صالح بن عبید: انہوں نے قبیصہ بن وقاص اور نابل سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے ابوہاشم زعفرانی، عمرو بن حارث جمحی نے روایات نقل کی ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث احناف کے مذہب کی مؤید ہیں!

علامہ عینی لکھتے ہیں: حکام کے ساتھ تاخیر سے پڑھی جانے والی نمازیں نفلی ہو جائیں گی بشرطیکہ وقت مختار میں نماز ادا کر چکا تھا، کیونکہ اول پڑھی جانے والی نماز فرض اور ثانی میں ادا کی جانے والی نماز نفل ہو جاتی ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص دو مرتبہ نماز ادا کرے تو پہلی نماز فرض اور دوسری نفل کے زمرے میں شمار ہوتی ہے اور اسی پر صریح حدیث دلالت کرتی ہے اور امام شافعی کے اس حوالے سے چار اقوال ہیں اور (۱)۔۔۔ صحیح یہی قول ہے جو کہ جمہور کا ماقبل بیان ہوا یعنی اول پڑھی جانے والی نماز فرض اور ثانی ادا کی جانے والی نفل ہو جائے گی۔(۲)۔۔۔فرض ادا ہو جائے گا۔(۳)۔۔۔دونوں بار فرض ہی ادا ہوگا۔(۴)۔۔۔دونوں میں سے کوئی ایک فرض قرار پائے گا لیکن اس میں ابہام ہے، پس جو اللہ عزوجل چاہے، پس حدیث اپنے عموم پر موجود ہے اور مذکورہ حکم تمام نمازوں کو شامل ہے، لیکن اس حکم سے نماز فجر و عصر مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان دونوں نمازوں کے بعد نماز ادا کرنے کی نفی ہے اور یہ ہمارے نزدیک ہے نہ کہ شوافع کے نزدیک، شوافع کے نزدیک کچھ وجوہ ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ شوافع ان دونوں نمازوں میں کوئی فرق نہیں کرتے جب کہ مغرب کی نماز میں ہمارے نزدیک مناسب یہی ہے کہ ایک رکعت اور ملا لے کیونکہ تین رکعت نفل مشروع نہیں بلکہ مکروہ ہیں۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب: اذا اخر الامام الصلوۃ عن الوقت، رقم: ۴۳۱، ج۲، ص ۵۸)

سید عالم ﷺ کا امراء کی شانوں کا بیان کرنا

*۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "عنقریب تم میں عیسیٰ بن مریم کا نزول ہوگا جو عدل و انصاف سے حکم جاری کریں گے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کریں گے اور اس قدر مال و دولت بہائیں گے کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا"۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: نزول عیسی بن مریم حاکما، رقم: ۱۵۵/۲۸۱، ص ۹۳)

*۔۔۔سید عالم ﷺ نے فرمایا: "سنو اور اطاعت کرو، ان پر صرف ان کا بوجھ اور تم پر صرف تمہارا بوجھ ہے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب: فی طاعۃ الامراء ومنعوا، رقم: ۱۸۴۶/۴۶۷۵، ص ۹۴۰)

*۔۔۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "عنقریب تم پر ایسے حاکم مقرر ہونگے جو اچھے اور بُرے کام کریں گے، سو جس نے برے کاموں کو پہچان لیا وہ بری ہو گیا، اور جس نے بُرے کاموں کو مسترد کر دیا وہ سلامت رہا، البتہ جس شخص نے بُرے کاموں کو پسند کیا اور ان کی پیروی کی (وہ سلامت نہیں رہے گا)، صحابہ

نے عرض خدمت کیا: کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں ؟آپ نے فرمایا: "نہیں، جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں"۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب:وجوب الانکار علی الامراء، رقم:۴۶۹۳/۱۸۵۴،ص ۹۴۳)

*۔۔۔ حضرت کعب بن عجرہ فرماتے ہیں نبی پاک ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اے کعب! میں تجھے اپنے بعد آنیوالے حکمرانوں سے اللہ کی پناہ میں دینا چاہتا ہوں جس نے انکے دروازوں کو ڈھانکا (انکے قریب ہوا)، ان کے جھوٹ کی تصدیق کی، اس کا مجھ سے اور میرا اُس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور نہ وہ حوض کوثر پر وارد ہوگا اور جو ان کے دروازے کے قریب آئے یا نہ آئے لیکن اس نے نہ توان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور نہ ہی ظلم پر ان کی مدد کی، اس کا مجھ سے اور میرا اُس سے تعلق ہے۔ اے کعب! نماز دلیل ہے، روزہ گناہوں سے ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو ایسا مٹاتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو بجھاتا ہے، اے کعب! جو گوشت حرام سے پروان چڑھتا ہے وہ آگ کے زیادہ لائق ہے"۔

(سنن الترمذی، ابواب السفر، باب:ما ذکر فی فضل الصلوة، رقم:۶۱۴،ص ۲۰۰)

*۔۔۔ حضرت علقمہ اپنے والد وائل بن حجر سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ایک شخص نے سید عالم ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! بتایئے! اگر ہم پر ایسے حاکم مقرر ہوں جو ہم سے ہمارے حقوق روک کر رکھیں اور اپنے حقوق کا مطالبہ کریں تو ہم کیا کریں ؟آپ نے جواب ارشاد فرمایا: "تم ان کی بات سنو اور ان کا حکم مانو، ان کی ذمہ داری اُن پر اور تمہارے فرائض تمہارے ذمہ ہیں"۔

(سنن الترمذی، ابواب الفتن، باب:ماجاء ستکون فتن کقطع اللیل، رقم:۲۲۰۶،ص ۶۴۲)

*۔۔۔ حضرت کعب بن عجرہ راوی ہیں کہ سید عالم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم نو آدمی تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "دیکھو میرے بعد حاکم ہونگے، جو شخص ان کی جھوٹی بات کو سچ کہے گا اور ظلم کرنے میں ان کے ساتھ تعاون کرے گا، اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی میں اُس کے ساتھ کچھ غرض رکھتا ہوں، وہ قیامت کے دن میرے حوض پر بھی نہ آئے گا اور جو شخص ان حکام کے جھوٹ کو سچ نہ کہے اور ظلم کرنے میں ان کی مدد نہ کرے وہ میرا ہے اور میں اُس کا ہوں اور وہ میرے حوض کوثر پر آئے گا۔

(سنن النسائی ،کتاب البیعة، باب:ذکر الوعید لمن اعان امیرا علی الظلم، رقم:۴۲۱۳،ص ۱۰۰۰)

(۱۵) بَابٌ فِي مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ نَسِيَهَا

نماز ادا کرنا جو سو جائے یا بھول جائے

(۴۳۵) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ فَسَارَ لَيْلَةً حَتَّى إِذَا أَدْرَكَنَا الْكَرَى عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ: اكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ قَالَ: فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظِ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَوَّلَهُمْ

اسْتِيقَاظًا فَفَزِعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا بِلَالُ فَقَالَ: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَاقْتَادُوا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ لَهُمُ الصَّلَاةَ وَصَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: "مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ: أَقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرَى قَالَ يُونُسُ: وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَقْرَؤُهَا كَذٰلِكَ قَالَ أَحْمَدُ: قَالَ عَنْبَسَةُ: يَعْنِي عَنْ يُونُسَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ لِلذِّكْرِي قَالَ أَحْمَدُ: الْكَرَى النُّعَاسُ.

سعید بن مسیب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب غزوہ خیبر سے لوٹنے پر رات کو سفر کر رہے تھے کہ پچھلی رات نیند نے تنگ کیا، لہذا اترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "رات کا خیال رکھنا"، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر بھی نیند نے غلبہ کیا کیونکہ انہوں نے سواری کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ بیدار نہ ہوئے اور نہ حضرت بلال اور نہ آپ ﷺ کا ایک بھی صحابی یہاں تک کہ ان پر دھوپ آگئی۔ رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے بیدار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے گھبرا کر فرمایا: "اے بلال!"، حضرت بلال رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! جس نے آپ ﷺ کو پکڑا اسی نے مجھے بھی پکڑے رکھا۔ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں پھر تھوڑی دور سواریوں کو لے کر چلے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو نماز کی اقامت کہی گئی اور انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "جو اپنی نماز بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے کیونکہ اللہ نے فرمایا: "نماز قائم کرو میری یاد کے لیے"۔ یونس نے کہا کہ ابن شہاب اسے اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ احمد، عنبسہ، یونس نے اس حدیث میں "للذکری" روایت کی ہے۔ امام احمد نے فرمایا کہ "الکری" نیند کو کہتے ہیں۔

(۴۳۶) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فِي هٰذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: تَحَوَّلُوا عَنْ مَكَانِكُمُ الَّذِي أَصَابَتْكُمْ فِيهِ الْغَفْلَةُ قَالَ فَأَمَرَ بِلَالًا رضی اللہ عنہ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ وَصَلَّى قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَالِكٌ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ وَابْنِ إِسْحَاقَ لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمُ الْأَذَانَ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ هٰذَا وَلَمْ يُسْنِدْهُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا الْأَوْزَاعِيُّ وَأَبَانُ الْعَطَّارُ عَنْ مَعْمَرٍ.

سعید بن مسیب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "جس جگہ میں تم پر غفلت طاری ہوئی اسے چھوڑ دو"۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان واقامت کا حکم فرمایا اور نماز پڑھی۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ مالک اور سفیان بن عیینہ اور اوزاعی اور عبد الرزاق نے معمر اور ابن اسحاق سے اسے روایت کیا لیکن ان میں سے کسی نے بھی اذان کا ذکر نہیں کیا سوائے اس روایت کے جو اوزاعی اور ابان عطار نے معمر سے کی ہے۔

(۴۳۷)حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ الْاَنْصَارِيِّ حَدَّثَنَا اَبُو قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ لَهُ فَمَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمِلْتُ مَعَهُ قَالَ: انْظُرْ فَقُلْتُ: هٰذَا رَاكِبٌ هٰذَانِ رَاكِبَانِ هٰؤُلَاءِ ثَلَاثَةٌ حَتّٰى صِرْنَا سَبْعَةً فَقَالَ: احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا يَعْنِي صَلَاةَ الْفَجْرِ فَضُرِبَ عَلٰى آذَانِهِمْ فَمَا اَيْقَظَهُمْ اِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَقَامُوا فَسَارُوا هُنَيَّةً ثُمَّ نَزَلُوا فَتَوَضَّئُوا وَاَذَّنَ بِلَالٌ رضي الله عنه فَصَلَّوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ صَلَّوُا الْفَجْرَ وَرَكِبُوا فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ فَرَّطْنَا فِي صَلَاتِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّهُ لَا تَفْرِيطَ فِي النَّوْمِ اِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ فَاِذَا سَهَا اَحَدُكُمْ عَنْ صَلَاةٍ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَذْكُرُهَا وَمِنَ الْغَدِ لِلْوَقْتِ۔

عبداللہ بن رباح انصاری نے حضرت ابو قتادہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے پس نبی کریم ﷺ ایک جانب مائل ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ میں بھی مائل ہوا فرمایا: "دیکھو"، میں عرض گزار ہوا کہ یہ ایک سوار، یہ دو سوار، یہ تین سوار، یہاں تک کہ ہم سات ہو گئے۔ فرمایا: "نماز فجر کا خیال رکھنا"، پس ان کے کان بند ہو گئے اور انہیں جگایا مگر تیز دھوپ نے وہ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ کچھ دور چلے پھر ایک جگہ اترے تو وضو کیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تو فجر کی دو سنتیں پڑھیں، پھر فجر کی نماز پڑھ کر سوار ہو گئے۔ پس ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم سے کوتاہی واقع ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نیند کی صورت میں کوتاہی نہیں ہے کوتاہی تو جاگنے میں ہے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے اور دوسرے روز وقت پر پڑھے"۔

(۴۳۸)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ سُمَيْرٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَبَاحٍ الْاَنْصَارِيُّ مِنَ الْمَدِينَةِ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ تُفَقِّهُهُ فَحَدَّثَنَا قَالَ: حَدَّثَنِي اَبُو قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيُّ فَارِسُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشَ الْاُمَرَاءِ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: فَلَمْ تُوقِظْنَا اِلَّا الشَّمْسُ طَالِعَةً فَقُمْنَا وَهِلِينَ لِصَلَاتِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ رُوَيْدًا رُوَيْدًا حَتّٰى اِذَا تَعَالَتِ الشَّمْسُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَرْكَعُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَرْكَعْهُمَا فَقَامَ مَنْ كَانَ يَرْكَعُهُمَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ يَرْكَعُهُمَا فَرَكَعَهُمَا ثُمَّ اَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُنَادٰى بِالصَّلَاةِ فَنُودِيَ بِهَا فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: اَلَا اِنَّا نَحْمَدُ اللّٰهَ اَنَّا لَمْ نَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ اُمُورِ الدُّنْيَا يَشْغَلُنَا عَنْ صَلَاتِنَا وَلٰكِنَّ اَرْوَاحَنَا كَانَتْ بِيَدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاَرْسَلَهَا اَنّٰى شَاءَ فَمَنْ اَدْرَكَ مِنْكُمْ صَلَاةَ الْغَدَاةِ مِنْ غَدٍ صَالِحًا فَلْيَقْضِ مَعَهَا مِثْلَهَا۔

خالد بن سمیر سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن رباح انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس مدینہ منورہ سے تشریف لائے اور انصار انہیں فقیہ شمار کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو رسول اللہ ﷺ کے سوار تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کو روانہ فرمایا پھر مذکورہ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہمیں بیدار نہیں کیا مگر سورج نے طلوع ہو کر۔ پس ہم گھبرا کر نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا

: "تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ، یہاں تک کہ سورج کچھ بلند ہو جائے"۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو تم میں فجر کی سنتیں پڑھا کرتا تھا اسے چاہیے کہ وہ پڑھ لے"۔ پس جو پڑھا کرتا تھا اور جو نہیں پڑھا کرتا تھا، سب نے دو رکعت پڑھیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لیے اذان کہنے کا حکم فرمایا تو اذان کہی گئی پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمارے ساتھ آپ ﷺ نے نماز پڑھی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "خدا کا شکر ہے کسی دنیاوی کام نے ہمیں نماز سے نہیں روکا بلکہ ہماری روحیں اللہ کے قبضہ میں تھیں، جب انہیں چاہا واپس بھیجا، جو تم میں سے کل کی نماز صحیح وقت پر پائے تو اس کے ساتھ اسی جیسی نماز اور پڑھ لے"۔

(۴۳۹) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حَيْثُ شَاءَ وَرَدَّهَا حَيْثُ شَاءَ ثُمَّ فَأَذِّنْ بِالصَّلَاةِ فَقَامُوا فَتَطَهَّرُوا حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ.

حصین نے حضرت ابو قتادہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے تمہاری روحوں کو جب چاہا قبض فرمالیا جب چاہا واپس کیا، پس نماز کے لیے اذان کہو"۔ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور طہارت کی، یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا تو نبی کریم ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی۔

(۴۴۰) حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: فَتَوَضَّأَ حِينَ ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى بِهِمْ.

حضرت ابو قتادہ نے نبی کریم ﷺ سے اسے معناً روایت کیا، اس میں فرمایا کہ سورج کے بلند ہونے پر آپ ﷺ نے وضو کیا اور لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی۔

(۴۴۱) حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَهُوَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ أَنْ تُؤَخِّرَ صَلَاةً حَتَّى يَدْخُلَ وَقْتُ أُخْرَى.

عبد اللہ بن رباح نے حضرت ابو قتادہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سوئے رہنے کی صورت میں کوتاہی نہیں ہے، کوتاہی تو بیداری کی حالت میں ہے کہ ایک نماز کو اتنا مؤخر کر دیا جائے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے"۔

(۴۴۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کسی نماز کو پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر اسے پڑھ لے، اس کے سوا اس کا کوئی اور کفارہ نہیں ہے"۔

(۴۴۳)حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ فِي مَسِيرٍ لَهُ فَنَامُوا عَنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَاسْتَيْقَظُوا بِحَرِّ الشَّمْسِ فَارْتَفَعُوا قَلِيلًا حَتَّى اسْتَقَلَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَ مُؤَذِّنًا فَأَذَّنَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ۔

حسن نے عمران بن حصین سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سفر میں تھے تو نماز فجر کے وقت سوئے رہے اور سورج کی گرمی نے آپ ﷺ کو بیدار کیا، آپ ﷺ تھوڑی دیر دور چلے یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا پھر آپ ﷺ نے مؤذن کو حکم فرمایا تو اس نے اذان کہی پس نماز فجر سے پہلے آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور فجر کی نماز پڑھی (یا پڑھائی)۔

(۴۴۴)حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَهَذَا لَفْظُ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُمْ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ يَعْنِي الْقِتْبَانِيَّ أَنَّ كُلَيْبَ بْنَ صُبْحٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الزِّبْرِقَانَ حَدَّثَهُ عَنْ عَمِّهِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَنَامَ عَنِ الصُّبْحِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: تَنَحَّوْا عَنْ هَذَا الْمَكَانِ قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا رضی اللہ عنہ فَأَذَّنَ ثُمَّ تَوَضَّئُوا وَصَلَّوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا رضی اللہ عنہ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الصُّبْحِ۔

کلیب بن صبیح نے زبرقان سے روایت کی ہے کہ ان کے چچا جان حضرت عمرو بن ضمری نے فرمایا کہ کسی سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہم نماز فجر کے وقت سوئے رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے اور فرمایا: "اس جگہ کو چھوڑ دو"، پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم فرمایا اور وضو کر کے فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) پڑھیں، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نماز کی اقامت کا حکم فرمایا اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

(۴۴۵)حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَرِيزٌ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ حَدَّثَنَا مُبَشِّرٌ يَعْنِي الْحَلَبِيَّ حَدَّثَنَا حَرِيزٌ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ ذِي مِخْمَرٍ الْحَبَشِيِّ وَكَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَتَوَضَّأَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ وُضُوءًا لَمْ يَلْتَ مِنْهُ التُّرَابُ ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا رضی اللہ عنہ فَأَذَّنَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ غَيْرَ عَجِلٍ ثُمَّ قَالَ لِبِلَالٍ رضی اللہ عنہ: أَقِمِ الصَّلَاةَ ثُمَّ صَلَّى الْفَرْضَ وَهُوَ غَيْرُ عَجِلٍ قَالَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ صُلَيْحٍ حَدَّثَنِي ذُو مِخْمَرٍ رَجُلٌ مِنَ الْحَبَشَةِ وَقَالَ عُبَيْدٌ يَزِيدُ بْنُ صَالِحٍ۔

حضرت ذی مخمر حبشی نے جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اتنے پانی سے وضو فرمایا کہ زمین بھی نہ بھیگی پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے کا حکم فرمایا پھر نبی کریم

ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور جلدی کیے بغیر دو رکعتیں پڑھیں۔ حجاج نے یزید بن صلیح سے روایت کرتے ہوئے کہا

۔ حبشہ کے رہنے والے ذو مخبر اور عبید نے یزید بن صالح کہا۔

(۴۴۶) حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ حَرِيزٍ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ ذِي مِخْبَرٍ ابْنِ أَخِي النَّجَاشِيِّ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَأَذَّنَ وَهُوَ غَيْرُ عَجِلٍ۔

یزید بن صالح سے روایت ہے کہ حضرت نجاشی کے بھتیجے حضرت ذی مخبر نے اس وقعہ کو روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ جلدی کیے بغیر اذان کہی گئی۔

(۴۴۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عَلْقَمَةَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَكْلَؤُنَا فَقَالَ بِلَالٌ رضی اللہ عنہ: أَنَا. فَنَامُوا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: افْعَلُوا كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ قَالَ: فَفَعَلْنَا. قَالَ: فَكَذَلِكَ فَافْعَلُوا لِمَنْ نَامَ أَوْ نَسِيَ۔

عبد الرحمن بن ابو علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے زمانے میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آرہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں کون جگائے گا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ میں اور وہ سب سوتے رہے یہاں تک سورج طلوع ہونے پر نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا: "اس طرح نماز پڑھو جیسے پڑھا کرتے تھے"۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے اسی طرح کیا فرمایا: "جو سو جائے یا بھول جائے تو اسی طرح پڑھے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابو داؤد باب "فی من نام عن الصلوة او نسیھا" کے تحت تیرہ احادیث لائے ہیں، جب کہ صحاح میں اس موضوع پر کئی احادیث منقول ہیں، درج ذیل میں صحاح کی دیگر روایات کا بیان کیا جاتا ہے۔

* ___ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے، اس کا کفارہ نہیں ہے مگر یہی کہ نماز قائم کرو میری یاد کے لیے"۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوة، باب: من نسی صلوة فلیصل اذا ذکر، رقم: ۵۹۷، ص ۹۹)، (صحیح مسلم، کتاب الصلوة، باب: قضاء الصلوة الفائتة، رقم: (۱۴۴۵)/۶۸۰، ص ۳۱۲)، (سنن النسائی، کتاب الصلوة، باب: اعادة من نام عن الصلوة لوقتها، رقم: ۶۱۶، ۶۱۵، ۶۱۴، ص ۱۵۷)، (سنن ابن ماجة، کتاب الصلوة، باب: من نام عن الصلوة او نسیھا، رقم: ۶۹۷، ص ۱۳۳)

حل لغات

حین قفل: لوٹنے کو کہتے ہیں، سفر کی ابتداء نہیں بلکہ سفر سے سلامتی کے ساتھ لوٹنے کے معنی میں استعمال ہوتا

ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سفر پہ جانے اور واپس ہونے کے معنی میں "قفول فی الذھاب والمجیء" کے لفظ استعمال کئے جاتے ہیں۔اذا اذ کنا الکری: یعنی جب ہمیں نیند نے آلیا،الکری بمعنی النعاس ہے۔

عرس: مسافروں کارات کے کسی حصے میں نیند یا آرام کی غرض سے سواری سے اترنا۔

ففرغ رسول الله ﷺ: پس سید عالم ﷺ متنبہ اور بیدار ہوئے۔

اخذ بنفسی: نیند کے لئے بطور کنایہ اِن الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے، بمعنی مجھے بھی نیند نے ستایا جیسا کہ آپ ﷺ نے آرام فرمایا۔بابی انت وامی: یعنی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔

فاقام لھم الصلوۃ: اس جملے میں دلیل ہے کہ فوت شدہ نماز کی جماعت قائم ہو سکتی ہے، اور اس کے لئے اذان نہیں دی جاتی، اور ابو قتادہ کی حدیث میں اذان کے بعد فوت شدہ نماز کا اہتمام کیا گیا، پس اگر کوئی یہ کہے کہ اس حدیث میں اذان کے ترک کرنے کی کیا وجہ ہے؟ ہم کہیں گے کہ اگر کوئی اذان کا ذکر نہ کرے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اذان ترک کر دی گئی ہے، ہو سکتا ہے کہ اذان دی گئی ہو لیکن راوی کو معلوم نہ چلا ہو یا کوئی اور صورت بھی ممکن ہو سکتی ہے اور بیان جواز کے لئے اِس حدیث میں اذان کو واقعی میں ترک کر دیا گیا ہو اور اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ اذان واجب نہیں، نہ مقیم ہونے کی صورت میں اور نہ ہی سفر کی حالت میں۔

وصلی لھم الصبح: فوت شدہ نماز کی ادائیگی کے لئے جماعت قائم کرنا مستحب ہے۔

فلیصلھا اذا ذکرھا: اس میں دلیل ہے کہ فوت شدہ نماز کی ادائیگی واجب ہے، چہ جائے کہ نماز کسی عذر، بغیر عذر، نسیان یا نیند کی وجہ سے فوت ہوئی ہو۔تحولوا: منتقل ہونے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

الغفلۃ: مراد نسیان ہے۔فمال: یعنی کسی راستے کی سمت لینا۔

فضرب علی اذانھم: یہ فصیح کلمہ اہل عرب میں اُس وقت استعمال ہوتا ہے جب کہ کسی کے کانوں کو آواز نہ پہنچے اور وہ متنبہ نہ ہو پائے، گویا کہ کانوں میں پردے پڑے ہوئے ہیں۔

فصلوا رکعتی الفجر: مراد فجر کی سنتیں ہیں، اسی سے ہمارے اصحاب نے استدلال کیا ہے کہ اگر فجر کی سنتیں فرض کے ساتھ فوت ہو جائیں تو طلوع شمس کے بعد فرائض کے ساتھ قضاء کر لی جائیں اور اگر خالی سنتیں فوت ہوئیں تو قضاء نہ کی جائیں، لیکن اس میں امام محمد کا اختلاف ہے۔

ھنیۃ: یعنی تھوڑی دور کا سفر طے کرنا مراد ہے۔لا تفریط فی النوم: یعنی سونے والا شخص مکلف نہیں ہے۔

انما التفریط فی الیقظۃ: قصور اس وقت ہے جب بیداری میں بغیر کسی عذر کے ہو تو نماز قضاء کرنے پر جواب دہ ہوگا۔

لیصلھا حین یذکرھا: یعنی مذکورہ نماز یاد آنے پر ادا کر لے، اور ہم نے ذکر کیا کہ یہ قید وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ اگر یاد آنے کے کچھ دیر بعد یا کچھ وقت بعد بھی پڑھ لے تو جائز ہے اور گناہ نہیں ہے۔

قدم علینا: ہمارے پاس مدینہ سے بصرہ میں تشریف لائے۔

تفقهه: یعنی انصاری انہیں (عبد اللہ بن رباح انصاری رضی اللہ عنہ کو) فقیہ جانتے تھے، اور وہ انصاریوں میں فقیہ مشہور تھے۔
وھلین: نماز نہ پڑھنے پر غم وغیرہ کرتے ہوئے۔ حتی اذا تعالت الشمس: یعنی سورج کا بلند ہو جانا مراد ہے۔
ان ینادی: یعنی نماز کی اذان مراد ہے۔ انا لم نکن: اللہ کا شکر ہے، یعنی ہم کسی دنیاوی غرض میں مستغرق ہونے کے باعث نماز سے غافل نہ ہوئے۔
لکن اروا حنا: لکن حرف استدراک ہے، بلکہ اللہ جل جلالہ نے ہماری روحیں قبض فرمالیں، جس کے باعث نماز فوت ہوئی۔ قال فقال: یعنی ابو قتادہ نے کہا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
تبارك وتعالى: اس کی صفات وافعال ہر قسم کے خیر وبرکت کا منبع ہیں۔
فتطهروا: یعنی وضو اور غسل کے ذریعے طہارت اختیار کرنا مراد ہے۔ یفریط: تقصیر کے معنی میں مستعمل ہے۔
فی الیقظة: یعنی بیدار ہونے کے معنی میں مستعمل ہے۔
حتی یدخل وقت اخری: یعنی دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے اور پہلی نماز سستی یا کاہلی یا تھکن کی نظر ہو جائے۔
لا کفارة لها الا ذلك: یعنی بھول جانے کی صورت میں کوئی کفارہ صدقہ وغیرہ لازم نہیں آتا، بلکہ بھولی ہوئی نماز کا کفارہ یہ ہے کہ یاد آنے پر اُس کی قضاء کرلے۔ ذلك: میں اس جانب اشارہ ہے کہ نماز یاد آنے پر قضاء کرلے۔
حتی استقلت الشمس: یعنی جب سورج بلند ہو جائے۔
وصلی رکعتین: یعنی نماز فجر سے قبل دو سنت ادا کرنا مراد ہے۔
تنحوا عن هذا المكان: یعنی جس جگہ میں آرام کی غرض سے اترے تھے اُس سے دوسرے مقام کی جانب منتقل ہوئے، یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا اور اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرمائی، اور یہ حدیث شوافع کے نزدیک حجت ہے۔ لم یلث منه التراب: یعنی اتنے کم پانی سے وضو فرمایا کہ زمین کی مٹی بھی نہ بھیگی۔
من الحدیبیة: بعض نسخوں میں "زمن الحدیبیة" ہے، اور یہ بستی مکہ مکرمہ سے قریب میں واقع ہے۔
من یکلؤنا: یعنی ہمیں کون بیدار کرے گا۔ کما کنتم تفعلون: مراد طہارت، اذان، اقامت اور نماز ہے۔

حدیث نمبر "۷۴۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبد اللہ بن رباح: ابو خالد انصاری مدنی، انہوں نے ابی بن کعب سے روایات نقل کی ہیں۔ انہوں نے ابو قتادہ انصاری، ابوہریرہ، عمران بن حصین ابن عمرو، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے، ان سے ثابت بنانی، قتادہ، ابو عمران جونی نے روایات نقل کی ہیں۔ احمد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔ زیاد کے دور حکومت میں قتل کئے گئے۔ بخاری کے علاوہ ایک جماعت نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث نمبر "۴۳۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ علی بن نصر: ابن علی بن نصر بن علی بن صہبان بن ابو الحسن ازدی جہضمی بصری صغیر، انہوں نے وہب بن جریر، ابو داؤد طیالسی، عبداللہ بن داؤد سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے ابو زرعہ، ابو حاتم، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی نے روایات نقل کی ہیں ان کا انتقال ماہ شعبان سن ۲۵۰ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ اسود بن شیبان: ابو شیبان بصری، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مولی تھے۔ انہوں نے یزید بن عبداللہ، موسی بن انس، خالد بن سمیر سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ابن مبارک، وکیع، وہب بن جریر نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے، صالح الحدیث تھے۔ مسلم، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ (۳)۔۔۔ خالد بن سمیر: سدوسی بصری، انہوں نے عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں اور انس بن مالک، بشیر بن نہیک، عبداللہ بن رباح انصاری رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کیا ہے۔ ان سے اسود بن شیبان نے روایات نقل کی ہیں۔ ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر "۴۴۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبثر: بن قاسم، ابو زبید زبیدی کوفی مراد ہیں۔ انہوں نے ابو اسحق شیبانی، اعمش، حصین بن عبدالرحمن، ثوری سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے عمرو بن عون، یحیی بن آدم، عبداللہ اشجعی نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۱۷۸ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۴۴۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ سلیمان: ابن مغیرہ، ابو سعید قیسی بصری، انہوں نے حسن بصری، ابن سیرین، ثابت بنانی، حمید بن ہلال، سعید بن ایاس جریری سے سماع حدیث کی ہے۔ اِن سے ثوری، شعبہ، ابو داؤد طیالسی نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن معین کے نزدیک ثقہ راوی ہیں۔ امام بخاری نے اِن سے فقط ایک ہی روایت نقل کی ہے۔

حدیث نمبر "۴۴۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ عمران بن حصین: بن عبید بن خلف خزاعی، ابو ہریرہ اور عمران بن حصین ایک ہی وقت میں اسلام لائے۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۱۸۰ احادیث روایت کی ہیں جن میں سے فقط آٹھ پر اتفاق ہوا، جب کہ امام بخاری چار اور مسلم نو احادیث میں منفرد ہیں۔ ان سے ابو رجاء عطاردی، مطرف بن عبداللہ، وزرارہ اوفی، شعبی، ابن سیرین، حسن بصری نے روایات نقل کی ہیں۔ ۵۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

حدیث نمبر "۴۴۴" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبداللہ بن یزید: قرشی عدوی، آل عمر فاروق کے مولی تھے۔ اہواز کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے کہمس بن حسن، حیوۃ بن شریح، عبداللہ بن لہیعہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے احمد بن حنبل، عبدالرحمن، نصر بن علی

،بخاری اور متاخرین کی جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔ان کا انتقال سن ۲۱۳ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوا۔(۲)۔۔۔حیوۃ بن شریح:ابو زرعہ مصری مراد ہیں۔ (۳)۔۔۔ عیاش بن عباس: قتبانی مصری مراد ہیں۔(۴)۔۔۔کلیب بن صبح:اصبحی مصری،انہوں نے عقبہ بن عامر جہنی، زبرقان سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے عیاش بن عباس، جعفر بن ربیعہ نے روایات نقل کی ہیں۔ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے،ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۵)۔۔۔زبرقان:ابن عبداللہ بن امیہ ضمری،انہوں نے سید عالم ﷺ کی بیس احادیث راویت کی ہیں، جن میں سے امام بخاری و مسلم کا فقط ایک ہی پر اتفاق ہو سکا۔ ان سے ان کے بیٹے ،عبداللہ اور جعفر نے روایات نقل کی ہیں۔امیر معاویہ کے دور میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر"۴۴۵" کے رجال

(۱)۔۔۔یزید: بن صبح اصبحی مصری،انہوں نے عقبہ بن عامر، جنادہ بن ابی امیہ سے روایات نقل کی ہیں،جب کہ اِن سے معروف بن سوید، حسن بن ثوبان، عمرو بن حارث نے روایات نقل کی ہیں،ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۲)۔۔۔ذو مخبر رضی اللہ عنہ:انہیں ذو مخمر بھی کہا جاتا ہے، نجاشی کے بھتیجے تھے۔سید عالم ﷺ کی بارگاہ کے خادم تھے۔اِن سے جبیر بن نفیر، خالد بن معدان، یحیی بن ابی عمرو شیبانی،ابو حی مؤذن، عباس بن عبدالرحمن ،ابو زاہریہ حدیر بن کریب، عمرو بن عبداللہ حضرمی نے روایت نقل کی ہے۔ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

عین طلوع شمس کے وقت میں نماز پڑھنے کا حکم

علامہ عینی لکھتے ہیں: اوقات ممنوعہ مکروہہ میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور یہ احناف کا مذہب ہے اور طلوع شمس کے وقت میں مطلقا نماز چہ جائے کہ فرض ہو یا نفل، سنت، وتر، قضاء، سجدہ تلاوت سب ہی ممنوع ہیں اور ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ نفل نماز کراہیت کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہے اور یہی مذہب سورج کے غروب ہونے اور استوائے شمس کا ہے اور اس کی ممانعت پر احادیث مشہور موجود ہیں اور امام مالک، شافعی، احمد، اوزاعی کے نزدیک قضاء نماز کی ادائیگی ہر وقت میں جائز ہے۔

(شرح سنن ابوداؤد،کتاب الصلوۃ، باب: من نام عن صلوۃ او نسیھا، رقم: ۴۳۵،ج ۲،ص ۶۴)

*۔۔۔حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ہمیں تین اوقات میں فرض نماز اور جنازہ ادا کرنے سے منع فرمایا: طلوع شمس، استواء شمس اور غروب شمس کے اوقات میں۔

(سنن النسائی ،کتاب المواقیت، باب:الساعات التی نهی عن، رقم:۵۵۶،ص ۱۳۵)

سید عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے، پھر نماز کیسے قضاء ہوئی؟

علامہ عینی لکھتے ہیں: اگر کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ آئے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے: "تنام عینای ولا ینام قلبی یعنی میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا"، پس نماز کا وقت چلا گیا اور انہیں شعور ہی نہ ہوا ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے ؟، ہم اس کے جواب میں درج اقوال ذکر کریں گے: (۱)۔۔۔ سید عالم ﷺ کا مذکورہ فرمان حدث (بے وضو ہونے) کے بارے میں خاص طور پر بیان ہوا ہے کیونکہ سونے والے کو وضو ٹوٹنے کا پتہ ہی نہیں چلتا لیکن سید عالم ﷺ کے ساتھ ایسا معاملہ ہر گز نہیں کیونکہ ان کا مبارک دل نہیں سوتا کہ انہیں وضو جانے کا شعور نہ رہے۔ (۲)۔۔۔ سید عالم ﷺ پر نیند کی حالت میں بھی وحی کا نزول ہوتا تھا، اس لئے یہ بات مناسب ہی نہیں کہ ان کا دل مبارک سو جائے، اور جہاں تک وقت کی معرفت رکھنے اور سورج کے طلوع ہونے کا تعلق ہے تو یہ دونوں امور آنکھوں کے حوالے سے متعین ہوتے ہیں یعنی ان کا تعلق آنکھوں سے ہے نہ کہ دل سے لہذا یہ اعتراض ہی نہیں بنتا، پس سمجھنا چاہیے۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا، باب: الدعاء فی صلوۃ اللیل وقیامہ، رقم: ۱۶۷۷/۷۶۳، ص ۳۵۱)، (شرح سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: من نام عن صلوۃ، رقم: ۴۳۵، ص ۶۵)

قضاء نماز کے لئے اذان واقامت کہنے کے بارے میں اختلاف

علامہ عینی لکھتے ہیں: علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ قضاء نمازوں کی ادائیگی کے لئے اذان واقامت کہنی چاہیے یا نہیں، امام اعظم اذان اور اقامت کہنے کو اولیٰ صورت قرار دیتے ہیں اور یہ بھی کہ چاہے تو اذان واقامت نہ ہی کہے یا فقط اقامت کہنے پر اختصار کرے، اور اسی قول کے قائل امام احمد بھی ہیں جب کہ شوافع کا اس بارے میں اختلاف ہے اور ظاہر قول یہ ہے کہ اذان نہ کہی جائے۔ چنانچہ احناف کی دلیل حضرت ابو قتادہ کی روایت ہے جب کہ شوافع کے نزدیک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت دلیل ہے، (اس مسئلے میں امام مالک بھی شوافع کے ساتھ ہیں)۔

(شرح سنن ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب: من نام عن صلوۃ، رقم: ۴۳۶، ص ۶۶)

نیند یا سو جانے کی صورت میں نماز قضاء ہونے کے بارے میں احکام واقوال

*۔۔۔ حضرت قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر ادا کر لے، اس کے لئے نماز قضاء کرنے پر کوئی کفارہ نہیں ہے، اور نماز (اللہ عزوجل کی) یاد کے لئے قائم کرو"۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: من نسی صلوۃ، رقم: ۵۹۷، ص ۹۹)

علامہ عینی لکھتے ہیں: حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ بھول جانے یا سو جانے کی وجہ سے نماز قضاء ہونے پر کوئی کفارہ (یعنی گناہ) نہیں ہے چہ جائے کہ زیادہ نمازیں قضاء ہوئی ہوں یا کم، اور یہ کافی علماء کا مذہب ہے جب کہ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ اگر اس طرح پانچ سے زیادہ نمازیں فوت ہو جائیں تو قضاء نہیں ہے اور یہ قول امام قرطبی نے حکایت کیا ہے، اور اگر جان بوجھ کر نماز ضائع کرتا ہے تو جمہور کے نزدیک اُس پر قضاء لازم ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الصلوۃ، باب من نسی صلوۃ، رقم: ۵۹۷، ج۴، ص ۱۳۱)

مسئلہ

نماز اللہ ہی کے لیے پڑھی جائے اور اسی کے لیے سجدہ ہو نہ کہ کعبہ کو، اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کے لیے سجدہ کیا، حرام و گناہ کبیرہ کیا اور اگر عبادت کی نیت کی، جب تو کھلا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔ (بہار شریعت مخرجہ، حصہ سوم، جلد اول، ص ۴۸۷)

(١١) بَابٌ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ
مساجد کی تعمیر کرنا

(۴۴۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي فَزَارَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى.

یزید بن اصم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے مسجدوں کو بلند کرنے کا حکم نہیں فرمایا گیا"، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ضرور تم مسجدوں کو اس طرح آراستہ کرو گے جیسے یہود و نصاریٰ نے کی تھیں۔

(۴۴۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَقَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ.

قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک لوگ مسجدوں کی ظاہری شان شوکت کے باعث فخر نہ کریں"۔

(۴۵۰) حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ الْمُرَجَّى حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الدَّلَّالُ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَبَّبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيَاضٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَ مَسْجِدَ الطَّائِفِ حَيْثُ كَانَ طَوَاغِيتُهُمْ.

محمد بن عبد اللہ بن عیاض نے حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے طائف میں انہیں اس جگہ مسجد بنانے کا حکم فرمایا جہاں ان لوگوں کے بت ہوا کرتے تھے۔

(۴۵۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ وَمُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى وَهُوَ أَتَمُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ "أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ قَالَ مُجَاهِدٌ: وَعُمُدُهُ مِنْ خَشَبِ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلَى بِنَائِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ وَأَعَادَ عُمُدَهُ قَالَ مُجَاهِدٌ: عُمُدَهُ خَشَبًا وَغَيَّرَهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيرَةً وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقَفَهُ بِالسَّاجِ قَالَ مُجَاهِدٌ: وَسَقْفَهُ السَّاجَ" قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْقَصَّةُ: الْجِصُّ.

نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں مسجد نبوی کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی اور اس کی چھت لکڑیوں کی تھی اور ستون بھی۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اس کے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تعمیر میں کوئی اضافہ نہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا اور

اسے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک کی بنیادوں پر تعمیر کیا یعنی کچی اینٹوں اور لکڑیوں سے اور اس کے ستون دوبارہ لگائے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اس کے ستون لکڑی کے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں تبدیلی کر کے کافی اضافہ کیا اور اس کی دیواریں تراشے ہوئے پتھروں اور چونے سے بنائی اور ستون بھی تراشے ہوئے پتھروں کے بنائے اور ساگوان کی لکڑی سے چھت تیار کی۔ مجاہد کہتے ہیں اس کی چھت ساگوان کی تھی۔ امام ابوداؤد نے فرمایا: "القصة" چونے کو کہتے ہیں۔

(۴۵۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ مَسْجِدَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ سَوَارِيهِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ جُذُوعِ النَّخْلِ أَعْلَاهُ مُظَلَّلٌ بِجَرِيدِ النَّخْلِ ثُمَّ إِنَّهَا نَخِرَتْ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ فَبَنَاهَا بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَبِجَرِيدِ النَّخْلِ ثُمَّ إِنَّهَا نَخِرَتْ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ فَبَنَاهَا بِالْآجُرِّ فَلَمْ تَزَلْ ثَابِتَةً حَتَّى الْآنَ.

عطیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی مسجد کے ستون رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں کھجور کی لکڑیوں کے تھے اور اوپر والے حصے پر سائے کے لیے کھجور کی ٹہنیاں لگائی ہوئی تھیں، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں گل گئیں تو دوبارہ کھجور کی لکڑیوں اور شاخوں سے بنائی گئیں، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں گل گئیں تو اسے پکی اینٹوں سے تعمیر کیا گیا جو آج تک اپنی اسی حالت میں قائم ہیں۔

(۴۵۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ فِي عُلْوِ الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ: لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِينَ سُيُوفَهُمْ فَقَالَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَإِنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَقَالَ: يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا فَقَالُوا: وَاللهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ: وَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ كَانَتْ فِيهِ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَتْ فِيهِ خِرَبٌ وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَالنَّبِيُّ ﷺ مَعَهُمْ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةْ فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ.

ابوالتیاح سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کے اوپر والے قبیلہ میں اترے جس کو بنی عمرو بن عوف کہا جاتا تھا۔ یہاں آپ ﷺ چودہ روز ٹھہرے پھر آپ ﷺ نے بنی نجار کے پاس پیغام بھیجا۔ وہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ

کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور بنی نجار کے لوگوں نے آپ ﷺ کو گھیرے میں لیا ہوا ہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے صحن میں پہنچ گئے۔ اور سید عالم ﷺ اسی جگہ نماز پڑھ لیتے جہاں وقت ہو جاتا اور آپ ﷺ بکریوں کے جائے قیام میں بھی نماز پڑھ لیتے اور آپ ﷺ نے مسجد بنانے کا حکم فرمایا تو بنی نجار کے لیے پیغام بھیجا اور فرمایا: "اے بنی نجار! تم اپنے اس قطعہ زمین کی قیمت لے لو"، چنانچہ وہ کہنے لگے خدا کی قسم! ہم اس کی قیمت اللہ عزوجل سے لیں گے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس مقام پر مشرکین کی قبریں تھیں اور اس میں کوڈیاں اور کھجور کے چند درخت تھے، پس سید عالم ﷺ نے حکم فرمایا تو مشرکوں کی قبریں کھود دی گئیں، کوڈیا برابر کر دی گئیں اور کھجور کے درخت کاٹ دیئے گئے اور ان کی لکڑیاں مسجد میں قبلہ کے جانب رکھ دی گئیں، جب کہ دروازے کی چوکھٹ پتھروں سے بنائی گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اشعار پڑھتے ہوئے پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور سید عالم ﷺ بھی ان کو ساتھ دیتے ہوئے فرماتے: "اے اللہ! حقیقی بھلائی تو آخرت کی بھلائی ہے لہذا تو انصار و مہاجرین کی مدد فرما"۔

(۴۵۴) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ مَوْضِعُ الْمَسْجِدِ حَائِطًا لِبَنِي النَّجَّارِ فِيهِ حَرْثٌ وَنَخْلٌ وَقُبُورُ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَامِنُونِي بِهِ فَقَالُوا: لَا نَبْغِي بِهِ ثَمَنًا فَقَطَعَ النَّخْلَ وَسَوَّى الْحَرْثَ وَنَبَشَ قُبُورَ الْمُشْرِكِينَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ: فَاغْفِرْ مَكَانَ فَانْصُرْ قَالَ مُوسَى: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بِنَحْوِهِ وَكَانَ عَبْدُ الْوَارِثِ يَقُولُ: خِرَبٌ وَزَعَمَ عَبْدُ الْوَارِثِ أَنَّهُ أَفَادَ حَمَّادًا هَذَا الْحَدِيثَ.

ابو التیاح سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسجد نبوی کی جگہ میں بنی نجار کا ایک باغ تھا جس میں کاشتکاری ہوتی تھی اور کھجوروں کے درخت اور مشرکین کی قبریں تھیں پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: "مجھ سے اس کی قیمت لے لو"، وہ عرض گزار ہوئے ہم ایسا نہیں چاہتے چنانچہ درخت کاٹ دیئے گئے، کھیتی باڑی برابر کر دی اور مشرکوں کی قبریں کھود دی گئیں، باقی مذکورہ بالا حدیث کی طرح ہے لیکن "فانصر" کی جگہ "فاغفر" کہا ہے، موسیٰ بن اسمعیل نے کہا کہ اسے عبد الوارث نے اسی طرح روایت کیا ہے اور عبد الوارث اس میں "خرب" کہتے اور عبد الوارث کا گمان تھا کہ انہوں نے یہ حدیث حماد سے سیکھی ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابو داؤد نے باب: "فی بناء المساجد" رکھ کر اس کے تحت سات احادیث نقل کیں ہیں، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل احادیث و تخاریج موجود ہیں۔

*۔۔۔نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھی اور اس کی چھت شاخوں کی تھی اور کھجور کی لکڑی کے ستون تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے

عہد مبارک کی بنیادوں پر کچی اینٹوں، شاخوں اور کھجور کی لکڑی کے ستونوں سے تعمیر کیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں تبدیلی کی اور اس میں بہت سا اضافہ کیا اور اس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے سے تعمیر کیں اور اس کے ستون منقش پتھروں کے بنائے اور چھت ساگوان کی لکڑی سے بنوائی۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: بنیان المسجد، رقم:۴۴۶، ص۷۷)

*۔۔۔ابو التیاح سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے پھر اس کے بعد میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا کہ بکریوں کے باڑے میں نماز مسجد کی تعمیر سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: الصلوۃ فی مرابض الغنم، رقم:۴۲۹، ص۷۵)

*۔۔۔ابو التیاح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کو نوازا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (سب سے پہلے) مسجد نبوی تعمیر کرنے کا حکم فرمایا اور بنی نجار سے فرمایا کہ مجھ سے اپنے اس باغ کی قیمت چکالو، وہ عرض گزار ہوئے، خدا کی قسم ایسا نہیں
ہوگا ہم اس باغ کی قیمت خدا کے سوا کسی سے نہیں لیں گے۔

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب: وقف الارض للمسجد، رقم:۲۷۷۴، ص۴۵۹)

*۔۔۔سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "قیامت کی نشانی یہ بھی ہے کہ لوگ مسجدیں تعمیر کرنے میں فخر کریں گے"۔

(سنن نسائی، کتاب المساجد، باب: المباھاۃ فی المساجد، رقم:۶۸۹، ص۱۷۵)

*۔۔۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگ اس وقت قائم نہ رہیں گے (یعنی قیامت قریب آجائے گی) جب مسجد کے معاملے میں فخر کرنے لگ جائیں گے"۔

(ابن ماجه، کتاب الاذان والسنة، باب: تشیید المساجد، رقم:۷۳۹، ص۱۴۱)

حل لغات

یتنباھی: یعنی فخر کرنا مراد ہے، مساجد کو مزین کر کے لوگوں پر فخر جتائیں گے۔

طواغیھم: بت، کاہن، شیطان اور ہر گمراہ کرنے والے مذکر و مونث مراد ہیں۔

باللبن: یعنی کچی اینٹیں۔ فلم یزد فیه: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تعمیر کے حوالے سے کوئی کمی زیادتی نہ ہو سکی۔

واعاد عمدہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک دور میں ستون جس طرح تھے، اسی بنیاد پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ستون کی بناء رکھی۔ سواریه: ساریة کی جمع ہے، مراد ستون اسطوانہ ہے۔

حتی الآن: مراد وہ اسم ہے جو موجودہ گزرنے والے وقت کے بارے میں استعمال کیا جاتا ہے۔

قدم رسول اللہ ﷺ المدینۃ: تواتر سے ثابت ہے کہ سید عالم ﷺ ربیع الاول کی آٹھ تاریخ کو پیر کے دن قباء پہنچے، ایک قول کے مطابق جمعرات کا دن تھا، طبقات ابن سعد میں ہے کہ پیر کی شب سید عالم ﷺ غار سے باہر تشریف لائے تھے اور ربیع الاول کی چار تاریخ تھی۔ ایک قول کے مطابق بدھ کا دن تھا، ایک قول کے مطابق بارہ تاریخ تھی۔ فنزل فی علو المدینۃ: ہر وہ جہت جو مدینے سے نجد کی جہت کی جانب ہو وہ جہت عالیہ اور جو تہامہ کی جانب ہو وہ سافلہ کہی جاتی ہے۔

فاقام فیھم: بنی عمرو بن عوف کا قبیلہ کہا جاتا ہے جہاں سید عالم ﷺ نے نزول فرمایا، ایک قول کے مطابق چودہ یا تیرہ، یا اٹھارہ راتیں یہاں قیام فرمایا۔

ثم ارسل الی بنی نجار: پھر آپ ﷺ نے بنی نجار کی جانب پیغام بھیجا، بنو نجار سے مراد تیم اللات بن ثعلبہ بن عمر بن خزرج ہیں۔ وابوبکر ردفہ: یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے سوار تھے۔

وملأ بنی النجار حولہ: مراد اشراف اور رؤساء قوم ہیں، یا جماعت، بڑے سردار، جماعتِ کثیرہ۔

حتی القی بفناء ابی ایوب رضی اللہ عنہ: یعنی سید عالم ﷺ کی سواری مبارک حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کو برکت دینے کے لئے رک گئی، گویا سید عالم ﷺ کا وہیں ٹھہرنا مقدر تھا۔

ویصلی فی مرابض الغنم: یعنی سید عالم ﷺ بکریوں کی جائے قیام میں نماز پڑھ لیتے تھے، اور اس پر کلام کتاب الطہارۃ میں ہو چکا ہے۔ ثامنونی بحائطکم: مراد وہ باغ ہے جسے مسجد کی تعمیر کے لئے پسند فرمایا، پس سید عالم ﷺ نے اسی کی بیع کے لئے فرمایا کہ مجھ سے اس کی بیع کرو۔

الا الی اللہ: یعنی ہم اس کی قیمت اللہ عزوجل کی پاک بارگاہ سے حاصل کریں گے۔

وکانت فیہ خرب: یعنی اُس باغ نما ویران زمین میں ٹوٹے پھوٹے مکان و قبریں ہونا مراد ہے۔ عربی زبان میں خرب کے معنی اُجڑا ہوا ہونا ہے۔

فامر رسول اللہ ﷺ بقبور المشرکین فنبشت: یعنی مشرکین کی قبروں کو کھول کر انہیں باہر نکالنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا کہ ان کی قبور کی دین اسلام میں کوئی حرمت و تعظیم نہیں ہے۔

وبالنخل فقطع: یعنی کھجور کے باغ سے کھجوریں قطع کرلی جائیں اور درخت کاٹ ڈالے جائیں، اور اس حکم مبارک میں دلیل ہے کہ ضرورت کے وقت درختوں کے پھل اتار کر درخت کاٹے جا سکتے ہیں۔

فصفوا النخل قبلۃ للمسجد: کسی چیز کو جانب قبلہ رکھ دینا مراد ہے، بخاری کی شرح میں ہے کہ اُس مسجد کا قبلہ بیت المقدس کی جانب رکھا گیا تھا، اور تین دروازے تھے۔ باب الرحمۃ، باب العاتکہ اور باب آل عثمان۔

وجعلوا عضادتیہ حجارۃ: یعنی دروازوں کی چوکھٹ، یا ہر چیز کی جانب، جیسا کہ حوض کی جانب۔

وھم یرتجزون: رجز کرتے ہوئے پتھر اٹھاتے اور مسجد کی تعمیر کرتے جاتے، عروضیوں کا اختلاف ہے کہ رجز کرنے کو شعر کہا جائے یا نہیں، پس اتفاق اس بات پر ہے کہ شعر کہنا قصد کے ساتھ پایا جاتا ہے اور جو کلام بلا قصد منہ

سے جاری ہو وہ شعر نہیں ہوا کرتا اور سید عالم ﷺ ان کے رجز کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے تعمیر میں حصہ لیتے ،اور اشعار کہنا قرآن کی نص سے حرام ہے۔ اللھم ان الخیر خیر الاٰخرۃ: اور ایک روایت میں یوں ہے: "لا خیر الا خیر الاٰخرۃ"۔

فانصر الانصار والمهاجرة: الانصار جمع ہے نصیر کی، جیسا کہ اشراف جمع ہے شریف کی، جس نے اللہ عزوجل کے محبوب ﷺ کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد و نصرت کی اور دشمنان پر سختی کا مظاہرہ کیا انہیں انصار کہا گیا ہے۔ اور جن حضرات نے دین کی سربلندی کے لئے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی انہیں مہاجر کہا گیا ہے۔

موضع المسجد: سے مراد مسجد نبوی ہے۔ لا نبغی: بمعنی لا نطلب الثمن یعنی ہم مال طلب نہیں کرتے۔

حدیث نمبر "۴۴۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ یزید بن اصم: ان کا نام اصم یا عمرو یا عبد عمرو، ابن عدس بن معاویہ بن عبادہ ابو عوف کوفی تھا، الرقۃ کے رہنے والے تھے۔ ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خالہ زاد تھے۔ ایک قول کے مطابق انہوں نے سید عالم ﷺ سے براہ راست روایات نقل کی ہیں جب کہ ایک قول کے مطابق انہوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ انہوں نے ابن عباس، ابو ہریرہ، معاویہ بن ابو سفیان، عوف بن مالک، بی بی میمونہ، بی بی عائشہ، ام درداء رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے عبد اللہ، عبید اللہ، میمون بن مہران، جعفر بن برقان، ابو فزارہ نے روایت نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ۱۰۳ھ میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۴۵۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ رجاء بن مرجی: ابن رافع، ابو محمد یا ابو احمد حافظ مروزی یا سمرقندی، مراد ابن ابی رجاء ہیں جو کہ بغداد کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے شاذان بن عثمان، نضر بن شمیل، فضل بن دکین سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابو حاتم رازی، ابو بکر بن ابی دنیا، ابو داؤد، ابن ماجہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ امام تھے۔ ان کا انتقال سن ۲۴۹ھ میں جمادی الاول کے مہینے میں شہر بغداد میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ ابو ہمام: محمد بن محبب دلال بصری، انہوں نے ثوری، ابراہیم بن ہمام، ہشام بن سعد، سعید بن سائب سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابن بشار، ابن مثنی، بخاری، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ، صدوق اور صالح راوی تھے۔ (۳)۔۔۔ سعید بن سائب طائفی: انہوں نے اپنے والد محترم اور نوح بن صعصعہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے معن بن عیسی، وکیع اور شعیب بن حرب نے ان کی روایت لی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۴)۔۔۔ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ: ابن بشر بن دہمان بن عبد ہمام بن ابان، ابو عبد اللہ، انہوں نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں بنو

ثقیف کے قافلے کے ساتھ حاضری دی۔ انہوں نے سید عالم ﷺ کی نو احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے سعید بن مسیب، نافع بن جبیر، ابو العلاء، یزید بن عبد اللہ، حسن بن ابی الحسن نے روایات نقل کی ہیں۔ ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر "۴۵۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ شیبان: ابن عبد الرحمن نحوی ابو معاویہ تمیمی مؤدب بصری مراد ہیں۔ انہوں نے حسن بصری، قتادہ، اعمش، منصور سے روایات نقل کی ہیں ان سے عبد الرحمن بن مہدی، معاذ بن معاذ، عبید اللہ بن موسی نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ صالح الحدیث راوی تھے۔ ان کا انتقال بغداد میں سن ۱۶۴ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ فراس: بن یحیی ہمدانی کوفی مراد ہیں۔ (۳)۔۔۔ عطیہ: بن سعد بن جنادہ عوفی ابو الحسن کوفی مراد ہیں۔ انہوں نے ابو سعید خدری، ابن عباس، ابو ہریرہ، ابن عمر، زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے فراس بن یحیی، اعمش، فضیل بن مرزوق نے روایات نقل کی ہیں۔ ضعیف الحدیث راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۱۱۱ ھ میں ہوا۔ ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مختلف پہلو

ان کا پورا نام خالد بن زید بن کُلَیب بن ثعلبہ بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار، تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج اکبر، ابو ایوب انصاری خزرجی تھا۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام ھند بنت سعید بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ حضرت ابو ایوب عقبہ، بدر، اُحد میں شریک ہوئے اور اپنی آنکھوں سے تمام غزوات کا سید عالم ﷺ کے ہمراہ مشاہدہ کیا۔ ابن عقبہ، ابن اسحق اور عروہ کہتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ پہنچے تو انہی کے کاشانہ پر قیام فرمایا اور یہی مقام سید عالم ﷺ کے مبارک حجرے اور مسجد کے قیام کے لئے منتخب کیا گیا (جیسا کہ ما قبل تفصیل موجود ہے)۔

*۔۔۔ آقائے دو جہاں ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کا آغاز فرمایا، راستے میں جو بھی ملتا اور آپ ﷺ کے بارے میں پوچھتا تو فرماتے یہ راستہ بتانے والا ہے، اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہوتی کہ یہ مجھے بھلائی کا راستہ بتانے والے ہیں جب کہ پوچھنے والا شخص یہ سمجھتا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ارضی راستہ بتانے والا موجود ہے۔ ایک گھوڑا سوار سید عالم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے آرہا تھا اور جب وہ نزدیک پہنچ گیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آقائے دو جہاں ﷺ کو اس کی خبر دی، سید عالم ﷺ نے اُس کی جانب توجہ فرمائی، پھر دعا کی کہ اے اللہ! اسے گرا دے تو گھوڑے نے اُسے گرا دیا اور کھڑا ہو کر ہنہنانے لگا۔ پھر وہ عرض گزار ہوا: اے نبی اللہ ﷺ! اس خادم کو حکم فرمائیں، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے گھر ہی میں رہو اور اس جانب کسی کو مت آنے دینا"۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صبح کو وہ سید عالم ﷺ کا سخت دشمن تھا اور شام کو دلی خیر خواہ بن

گیا۔ سید عالم ﷺ وادیٔ حرّہ میں اترے اور آپ ﷺ نے انصار کو بلایا تو وہ آگئے اور سلام پیش خدمت کیا اور عرض گزار ہوئے کہ آپ دونوں حضرات مطمئن ہو کر سوار ہو جائیں۔ پس دونوں حضرات مطمئن ہو کر سوار ہو گئے اور انصار مسلح ہو کر آپ ﷺ کے ساتھ ہو گئے۔ مدینہ منورہ کے اندر یہی آواز گونج رہی تھی کہ نبی اللہ ﷺ تشریف لے آئے، اللہ کے نبی ﷺ کی تشریف آوری ہو گئی۔ لوگ اونچے مکانات پر چڑھ کر دیکھتے اور یہی کہتے کہ نبی اللہ نے قدم رنجہ فرمایا۔ آپ ﷺ برابر چلتے رہے حتی کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر آکر اترے۔ جب آپ ﷺ اس مکان عرش آستان والوں سے مصروف گفتگو تھے تو عبداللہ بن سلام نے بھی اِس تشریف آوری کی خبر سنی۔ وہ اس وقت اپنے گھر والوں کے باغ میں کھجوریں توڑ رہے تھے۔ وہ توڑی ہوئی کھجوریں اپنے ساتھ لے آئے، سید عالم ﷺ کی باتیں سنیں اور پھر اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ہمارے ساتھیوں میں سے کس کا گھر قریب ہے"؟، حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا، یا نبی اللہ ﷺ! یہ میرا گھر ہے اور یہ اس کا دروازہ ہے۔ فرمایا: "جا کر ہمارے آرام کرنے کا بندوبست کرو"، عرض گزار ہوئے کہ آپ اللہ عزوجل کی برکت کے ساتھ تشریف لے چلئے۔ جب سید عالم ﷺ اس گھر میں رونق افروز ہوئے تو عبداللہ بن سلام بھی حاضر خدمت ہوئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ضرور اللہ کے رسول ہیں اور سچا دین لے کر آئے ہیں۔ یہودی جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں۔۔۔۔ المختصر۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب: هجرت النبی، رقم: ۳۹۱۱، ص ۶۶۰ ملتقطا)

*۔۔۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ ان کے کاشانہ میں نچلے حصے میں قیام فرما تھے، اور میں اوپر کے کمرے میں موجود تھا۔ پس پانی اوپر سے رِس رِس کر نیچے آ رہا تھا، پس میں اور ام ایوب اٹھے اور پانی روکنے کی جستجو کرتے رہے کہ مبادا سید عالم ﷺ کے کمرے تک پانی پہنچے اور انہیں ایذا ہو اور اسی جستجو میں ہم نیچے آ گئے اور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر میں نے عرض خدمت کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ کمرہ آپ ﷺ کے شایان شان نہیں ہے، پس آپ ﷺ کمرہ تبدیل فرمالیں، پس سید عالم ﷺ کے حکم کے مطابق سامان منتقل کیا گیا، پھر سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کھانا پیش کیا گیا لیکن میں نے آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں پر کچھ کھانے کے آثار نہ پائے، پس دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا: "اس کھانے میں پیاز تھا، اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ پیاز کھا کر فرشتوں کو تکلیف پہنچاؤں"، ایک روایت میں یہ ہے کہ اُس میں لہسن تھا جس کے باعث کھانے سے کراہیت کا اظہار فرمایا۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی وفات سن ۵۰ھ میں ہوئی، ایک قول کے مطابق ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں ہوئی، اور اکثر قول ۵۲ھ کا ہے، اور آپ یزید بن معاویہ کے قافلے میں تھے، پس مرض لاحق ہوا تو یزید نے انہیں واپس بھیج دیا۔ انہیں قسطنطنیہ کے قرب وجوار میں دفن کیا گیا۔

(اسد الغابه، خالد بن زید بن کلیب، ج ۱، ص ۶۵۱ وغیره ملتقطاً وملخصاً)

حدیث نمبر "۴۵۳" کے مشمولات کا جائزہ

سید عالم ﷺ نے قبروں کو کھول کر مردے نکالنے کا حکم کیوں ارشاد فرمایا جب کہ قبر تو اُسی کے لئے مختص کی جاتی ہے جس میں جو دفن ہو چکا، پھر اس کی خرید و فروخت اور نقل بھی جائز نہیں؟ میں (علامہ عینی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جن قبروں میں مشرکین کو دفن کیا گیا تھا وہ ان کی ذاتی ملکیت نہ تھیں بلکہ غصب شدہ تھیں، اسی بنیاد پر انہیں بیچنا خریدنا جائز ہوا، اور اگر مان بھی لیا جائے تو بھی تحبیس مسلمین کے لئے تو جائز ہو گا لیکن کافروں کے حق میں یہ جائز نہیں قرار پائے گا اور آخری جواب یہ ہے کہ ضرورت اور حاجت نے مشرکین کی قبریں کھود کر انہیں باہر نکال دینا جائز کر دیا۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ موجودہ دور میں ایسا کرنا جائز ہو گا یا نہیں؟ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ اُنہی لوگوں کے نزدیک جائز قرار پائے گا جو اِس حدیث (رقم:۴۵۳) سے استدلال کرتے ہیں، اور ابوداؤد میں حدیث موجود ہے۔۔۔

*۔۔۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے سنا جب کہ ہم آپ کے ساتھ طائف کی طرف نکلے، ہم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: "یہ ابورغال کی قبر ہے جو عذاب سے بچنے کے لئے حرم کی حد میں رہتا تھا جب وہ اس جگہ سے نکلا تو اُسی عذاب میں گرفتار ہوا جو اس کی قوم پر آیا تھا اور اس جگہ دفن کیا گیا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی ایک سلاخ بھی دفن کی گئی تھی۔ اگر تم اس کی قبر کو کھودو تو سونے کی سلاخ کو پالو گے"، لوگ اس کی طرف دوڑے اور اس سلاخ کو نکال لیا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الخراج والامارة والفیء، باب: نبش القبور العادیة یکون، رقم:۳۰۸۸، ص ۵۹۱)

اس حدیث کے تحت مال کے لئے کافروں کو ان کی قبروں سے باہر نکالنا کوفیوں اور شوافع کے نزدیک جائز قرار دیا گیا ہے، اور اوزاعی کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "کافروں کے گھروں میں داخل نہ ہو۔۔۔ الخ"، پس جب سید عالم ﷺ نے ان کے گھروں میں داخل ہونے سے منع فرمایا ہے تو ان کی قبروں کو کیسے کھولا جائے اور ان کے لاشے باہر ظاہر کئے جائیں۔ طحاوی کہتے ہیں کہ رونے دھونے کی صورت پائی جانے کی حالت میں ان کے گھروں میں داخل ہونا مباح ہے۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ کیا مسلمانوں کی قبروں کے اطراف میں مساجد بنانا جائز ہے؟ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ ابن القاسم نے کہا ہے کہ اگر مسلمانوں کے مقابر میں کوئی مقبرہ اس نیت سے بنایا گیا ہے کہ اس کے نشان مٹ گئے تھے، اور قوم نے ایک جانب مسجد بنادی تو میں اس میں کوئی حرج نہیں پاتا، اس لئے کہ مقابر کی جگہیں وقف شدہ ہوتی ہیں جو کہ مردوں کے دفن کے لئے ہوا کرتی ہیں کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتی، پس اگر دفن وغیرہ کی ضرورت سے فارغ ہوں تو ان پر مساجد بنانا جائز ہے کیونکہ مساجد بھی وقف شدہ ہوتی ہیں۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ کیا مسلمانوں کی قبروں پر مساجد کا بنانا جائز ہے حالانکہ احادیث میں یہود پر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی قبروں پر مساجد بنانے پر لعنت وارد ہوئی ہے؟ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ دونوں میں فرق ہے یہود حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی قبور کے ساتھ مساجد بناتے تھے اور اُن قبور کی عبادت کا قصد کرتے تھے، اور اسلام و توحید کے ضمن میں اللہ جل جلالہ کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں ہے۔ اور جہاں تک متذکرہ حدیث (رقم: ۴۵۴) کا تعلق ہے تو اُن مقابر میں جسم کے آثار ختم ہو چکے تھے، میت کی باقیات کچھ نہ رہی تھیں اس لئے اس جگہ نماز پڑھنے اور مسجد بنانے کا حکم دیا گیا اور اُسے بیچنا بھی جائز قرار دیا گیا کیونکہ مالک کی ملکیت اور اس کے بعد اُس کے ورثاء کی ملکیت باقی تھی۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: فی بناء المساجد، رقم: ۴۵۳، ج ۲، ص ۸۷)

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری دور کے بعد مسجد نبوی کی تعمیر

علامہ عینی لکھتے ہیں: ابن بطال کہتے ہیں کہ احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مساجد کی تعمیر کا قصد کرنا اور اس کے لئے غلو اور فتنے سے بچتے ہوئے کوشش کرنا سنت ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات بہت ہوئیں لہذا انہوں نے مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع کا کوئی خاص کام نہ کیا بلکہ ان کے دور میں مسجد نبوی اسی بنیاد پر رہی جس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری دور میں تھی، پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور ان کے دور میں مال کی بھی کثرت تھی پس انہوں نے مسجد کی تعمیر و توسیع کی جیسا کہ ما قبل احادیث سے واضح ہو چکا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الصلوۃ، باب: بنیان المسجد، رقم: ۴۴۶، ج ۳، ص ۴۷۲ وغیرہ)

اب موجودہ دور کو دیکھ لیں کہ مسجد نبوی اور مسجد حرام کے ظاہری نقشے کیسے ہیں؟ تادم تحریر مسجد نبوی عالیشان تعمیر کردی گئی ہے اور مسجد حرام کی توسیع کا کام ابھی جاری ہے اور کہا جاتا ہے سن ۲۰۲۰ء تک عالیشان تعمیر و توسیع کا کام مکمل ہو جائے گا۔

مساجد کو مزین کرنے کی ممانعت اور موجودہ دور میں مساجد کی تزیین و آرائش

علامہ عینی لکھتے ہیں: سب سے پہلے مساجد کو مزین کرنے والے ولید بن عبدالملک بن مروان تھے، اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دنیا میں موجود ہونے کا آخری دور تھا (یعنی کئی صحابہ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے)۔ اور کئی اہل علم نے فتنہ کے خوف سے اس بات میں خاموش رہنا پسند فرمایا۔ ابن منیر کہتے ہیں بعد میں جب لوگوں نے اپنے گھروں کو مزین کرنا شروع کر دیا تو اس امر کو بھی مستحب قرار دیا جانے لگا تا کہ لوگ اللہ عزوجل کے گھروں کو حقیر نہ جانیں، علماء کہتے ہیں کہ اہل علم نے مساجد کی تزیین کی اجازت دینا شروع کر دی اور اسی میں امام ابو حنیفہ بھی شامل ہیں کہ مساجد کو مزین کرنے میں انکی تعظیم کو دخل ہے لہذا انہیں مزین کرنا جائز ہے لیکن اس کام میں بیت المال کا پیسہ خرچ نہ کیا

جائے۔ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ ہمارے اصحاب نے اسے ناپسند جانا ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا کہنا ہے کہ مساجد کو منقش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ترک کرنا اولیٰ ہے۔ (المرجع السابق)

موجودہ دور کا حال اُس دور سے کئی درجہ ابتر ہے، آج لوگ اپنے ہاتھ روم پر لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ اس جگہ کی حیثیت کیا ہوتی ہے؟، مال کے بے جا استعمال بلکہ بے دریغ ضائع کرنے کے عمل نے انسان کو پاگل بنا دیا ہے۔ ایسے عالم میں جب کہ لوگوں کے گھروں پر کروڑوں روپے خرچ کئے جاتے ہوں، بڑی بڑی کوٹھیاں اور پلازے بنائے جاتے ہوں اور لوگ اس پر فخر کرتے نہ تھکتے ہوں تو پھر مساجد جو کہ اللہ عزوجل کے پاک گھر ہیں، انہیں کیونکر نہ مزین کیا جائے؟، جب کہ موجودہ دور میں مساجد کی رونق بھی اسی ظاہری تزیین وآرائش سے ہے حالانکہ نمازیوں کا حال ہم سب جانتے ہیں۔ تاہم ایسا کرنا کوئی فرض یا واجب کے درجے تک ضروری نہیں ہے کہ ہم اسی کوشش میں لگے رہیں لیکن لوگوں کی دلچسپی چونکہ ظاہری تزیین وآرائش سے ہی ہے لہذا ایسا کرنا مستحب ہے، اور اس کے لئے کوشش کرنا، عین قرآن وسنت پر عمل کرنا کہلائے گا کیونکہ یہ عمل بھی مساجد کو آباد کرنے کا ذریعہ ہے اور اللہ جل جلالہ نے مساجد کو آباد کرنے والوں کی مدح سرائی فرمائی ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاٰخر اقام الصلوۃ واتی الزکوۃ ولم یخش الا اللہ فعسی اولئك ان یکونوا من المھتدین اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ وہی لوگ ہدایت والوں میں ہوں (التوبۃ: ۱۸)﴾۔

مساجد کی تعمیر وتوسیع کے لئے تعاون حاصل کرنا جائز ہے

* ۔۔۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس نے مجھ سے اور اپنے صاحبزادے علی سے فرمایا کہ دونوں حضرت ابو سعید کے پاس جاؤ اور اُن سے حدیث سنو، ہم گئے تو وہ اپنے باغ کو درست کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی چادر لے کر لپٹی اور ہم سے باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر آگیا۔ فرمایا کہ ہم ایک ایک اینٹ اٹھا کر لاتے تھے لیکن حضرت عمار، دو دو اینٹیں، سید عالم ﷺ نے انہیں دیکھا تو اُن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا: "وائے عمار! ان کو باغی گروہ قتل کرے گا، یہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ انہیں جہنم کی طرف بلائیں گے"۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمار کہا کرتے: میں فتنوں سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: التعاون فی بناء المسجد، رقم: ۴۴۷، ص۷۸)

* ۔۔۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں آپ کے بیٹھنے کے لئے کوئی چیز نہ بنوادوں؟ میرا غلام بڑھی کا کام جانتا ہے، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اگر تو یہ خدمت کرنا چاہتی ہے تو منبر بنوا دے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: الاستعانۃ بالنجار والصناع فی، رقم: ۴۴۹، ص۷۸)

مساجد کی تعمیر افضل اعمال میں سے ایک عمل ہے کیونکہ اس عمل خیر کا اجر انسان اپنی موت کے بعد پاتا ہے۔اور اسی کی مثل نہریں جاری کرانا، کنویں کھدوانا اور دیگر رفاعِ عامہ کے کام ہیں جن کا اجر آخرت میں ملتا ہے۔اسی میں علم دین کا حاصل کرنے والا بھی شامل ہے اور علم دین کا حاصل کرنے والا افضل ہے اُس استاد سے جس سے علم لے رہا ہے، کیا ہم نہیں دیکھتے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے علی کو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بھیجا کیونکہ اُس وقت ان کا شمار صحابہ کے اُس طبقے میں ہوتا تھا جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زیادہ وقت گزارا تھا اور اکثر احادیث سماعت کی تھیں۔

(عمدة القاری، کتاب الصلوة ،باب: التعاون فی بناء المسجد، رقم:۴۴۷،ج۳،ص۴۷۶)

مساجد کی تعمیر کرنے میں اجر و ثواب ہونا

*۔۔۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو اللہ عزوجل کی رضا چاہتے ہوئے مسجد بنائے گا اللہ عزوجل اُس کے لئے اسی کی مثل جنت میں ایک گھر بنائے گا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوة، باب: من بنی مسجدا، رقم: ۴۵۰،ص۷۸)

*۔۔۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بیشک مومن کے مرنے کے بعد بھی اُس کے اعمال اور نیکیوں میں سے جو کچھ اُس تک پہنچتا رہتا ہے، اُن میں سے ایک تو وہ علم ہے جس نے اُسے لوگوں کو سکھایا اور پھیلایا، وہ نیک اولاد ہے جسے اُس نے چھوڑا، یا وہ مصحف ہے جسے ترکے میں چھوڑا یا مسجد بنوائی یا نہر جاری کردی یا اپنی صحت و حیات میں اپنے مال سے ایسا صدقہ دیا جس کا ثواب اُسے مرنے کے بعد بھی ملتا رہے گا"۔

(سنن ابن ماجه، کتاب السنة، باب: ثواب معلم الناس الخیر، رقم:۲۴۲،ص۶۰)

*۔۔۔حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو مسجد بنوائے خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا"۔

(سنن الترمذی، ابواب الصلوة، باب: ما جاء فی فضل بنیان المسجد، رقم:۳۱۹،ص۱۱۴)

(۱۷) بَابُ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ
گھروں میں نماز پڑھنے کی جگہ بنانا

(۴۵۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ وَأَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم فرمایا اور یہ کہ انہیں پاک صاف اور معطر رکھا جائے۔

(۴۵۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا

جَعْفَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ سَمُرَةَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ أَبِيهِ سَمُرَةَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِهِ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا بِالْمَسَاجِدِ أَنْ نَصْنَعَهَا فِي دِيَارِنَا وَنُصْلِحَ صَنْعَتَهَا وَنُطَهِّرَهَا۔

حضرت سمرہ بن جندب نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے صاحبزادوں کے لیے خط لکھا، اما بعد! بیشک رسول اللہ ﷺ گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور انہیں اچھی طرح بنانے اور پاک صاف رکھنے کے لیے فرمایا کرتے تھے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب: "اتخاذ المساجد فی الدور" کے تحت دو احادیث ذکر کیں، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل احادیث ہیں۔

*۔۔۔ عقبان بن مالک سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ان کے غریب خانے کو زینت بخشی، پس فرمایا: "اگر تو پسند کرے تو تیرے گھر میں نماز ادا کروں"، تو میں نے اشارہ کر کے بتادیا، پس سید عالم ﷺ نے تکبیر فرمائی اور ہم اُن کے پیچھے صف باندھے کھڑے ہو گئے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوة، باب: اذا دخل بیتا یصلی حیث شاء، رقم: ۴۲۴، ص ۷۳)

*۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس ترکاری یعنی لہسن کو کھائے وہ اس وقت تک ہماری مسجد کے قریب نہ آئے جب تک اس کے منہ سے بدبو نہ چلی جائے۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: نہی من اکل ثوما او بصلا او کواثا، رقم: (۱۱۳۶)/(۵۶۱) ص ۲۶۰)

*۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے محلوں میں مسجدیں بنانے اور انہیں پاک صاف رکھنے کا حکم دیا۔ (سنن الترمذی، کتاب السفر، باب: ماذکر فی تطییب المساجد، رقم: ۵۹۴، ص ۱۹۶)

*۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مسجدیں تعمیر کرنے انہیں صاف رکھنے اور ان میں خوشبو لگانے کا حکم دیا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد، باب: تطہیر المساجد و تطییبها، رقم: ۷۵۸، ص ۱۴۴)

حل لغات

الدور: سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ اِس سے مراد قبائل ہیں جب کہ خطابی کہتے ہیں کہ اس سے مراد گھر ہیں۔
وان تنظف: یعنی انہیں پاک صاف ستھرا رکھا جائے، گندگی سے بچایا جائے کیونکہ اِن میں نماز باجماعت قائم ہوتی ہے۔ ان نصنعها: یعنی ہمیں گھروں میں مساجد بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔

حدیث نمبر "۴۵۶" کے رجال

(۱)۔۔۔یحیی:ابن حسان بن حیان تنیسی، ابوزکریا بصری، تنیس کے رہنے والے تھے۔انہوں نے لیث بن سعد، معاویہ بن سلام، حماد بن سلمہ سے روایات نقل کی ہیں۔ان سے شافعی، احمد بن صالح مصری، محمد بن مسکین نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ مصر میں سن ۲۰۸ھ میں ماہ رجب المرجب میں انتقال فرمایا۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۲)۔۔۔ سلیمان بن موسی:ابوداؤد زہری خراسانی، کوفہ کے رہنے والے تھے پھر دمشق کی جانب کوچ فرمایا۔انہوں نے موسی بن عبیدہ، مسعر بن کدام، جعفر بن سعد بن سمرہ سے روایات نقل کی ہیں،ان سے ولید بن مسلم، مروان طاطری اور یحیی بن حسان نے روایات نقل کی ہیں۔(۳)۔۔۔ جعفر بن سعد:بن سمرہ فنزاری ابو محمد،ان سے سلیمان بن موسی، محمد بن ابراہیم،عبدالجبار بن عباس شبامی، صالح بن ابی عتیقہ کاہلی اور امام ابوداؤد نے روایات نقل کی ہیں۔(۴)۔۔۔ خبیب بن سلیمان:بن سمرہ بن جندب فنزاری، ابوسلیمان کوفی،انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے جعفر بن سعد نے روایات نقل کی ہیں،امام ابوداؤد نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔(۵)۔۔۔ابوہ: سلیمان بن سمرہ بن جندب فنزاری،انہوں نے اپنے والد سے جب کہ اِن سے ان کے بیٹے خبیب اور علی بن ربیعہ والبی نے نقل کیا ہے۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔

مساجد کو خوشبودار رکھنے کے احکام

*۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"اپنی مساجد کو بچوں، پاگلوں، خرید وفروخت کرنے والوں، جھگڑا کرنے والوں ،آوازیں بلند کرنے والوں، حدود قائم کرنے، ہتھیار ننگے کرنے والوں سے محفوظ رکھو، دروازوں کے پاس استنجاء کے ڈھیلے رکھ دیا کرو اور جمعۃ المبارک کے دن مسجدوں میں خوشبو جلایا کرو"۔

(سنن ابن ماجه، ابواب المساجد، باب: ما یکره فی المساجد، رقم:۷۵۰،ص ۱۴۳)

*۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"من اکل من هذه الشجرة الخبيثة فلا يقربن مصلانا یعنی جو اس گندے پیڑ میں سے کھالے یعنی کچا پیاز یا کچا لہسن وہ ہماری مسجد کے پاس نہ آئے"۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: نهی من اکل ثوما، رقم:۵۶۱/۱۱۳۶،ص ۲۶۰)

*۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"فان الملئكة تتاذى مما يتاذى منه بنو آدم یعنی جس چیز سے بنی آدم کو اذیت ہوتی ہے فرشتوں کو بھی اُس سے اذیت ہوتی ہے"۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: نهی من اکل ثوما، رقم:۵۶۴/۱۱۴۱،ص ۲۶۰)

مذکورہ بالا احادیث سے مساجد کی تعظیم وتوقیر کادرس ملتا ہے، جب بُو والی چیز کھاکر مساجد میں جانا جائز نہیں ہے تو پھر بدبودار کپڑوں سے، یا جس کے منہ میں گندہ دہنی کی بیماری ہو، جس کا پسینہ سخت بدبودار ہو، یونہی وہ لوگ جو محنت مزدوری کرتے ہیں، سامان اٹھاتے ہیں عموماً ایسے حضرات کے کپڑوں سے سخت بدبو آرہی ہوتی ہے انہیں بھی مساجد میں جانے سے احتیاط کرنی چاہیے، جن مساجد میں باتھ روم اور عین مسجد میں فاصلہ کم ہونے کے باعث مساجد میں بدبو آتی ہو تو مساجد کی انتظامیہ کو احتیاط کرنی چاہیے۔ الغرض اُن تمام باتوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے جس سے مساجد کی تکریم میں فرق آتا ہو، مسلمان جانتے ہیں کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں اور اللہ کے گھروں کو بدبو سے بچانا واجب ہے، لہذا ترک واجب کرنا کس قدر وبال کا سبب ہوسکتا ہے ہمیں غور کرلینے کی حاجت ہے، ساتھ ہی مساجد کو صاف ستھرا رکھنا بھی ضروری امر ہے۔

گھروں میں مسجد بنانے کا حکم

*۔۔۔ عتبان بن مالک سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ان کے غریب خانے کو زینت بخشی، پس فرمایا: "اگر تو پسند کرے تو تیرے گھر میں نماز ادا کروں"، تو میں نے اشارہ کرکے بتادیا، پس سید عالم ﷺ نے تکبیر فرمائی اور ہم اُن کے پیچھے صف باندھے کھڑے ہوگئے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: اذا دخل بیتا یصلی حیث شاء، رقم: ۴۲۴، ص ۷۳)

علامہ عینی لکھتے ہیں: اس حدیث سے چند مسائل ثابت ہوئے: (۱)۔۔۔ مسجد میں جانے سے عاجز ہونے کی صورت میں گھر میں مخصوص جگہ نماز ادا کرنا مستحب ہے، اور اُس مخصوص جگہ کو مسجدِ بیت کہتے ہیں۔ (۲)۔۔۔ گھروں میں نفل نماز کے لئے جماعت قائم کرنا جائز ہے۔ (۳)۔۔۔ سردار اپنے غلام کے گھر آسکتا ہے جیسا کہ سید عالم ﷺ اپنے صحابی کے گھر تشریف لائے۔ (۴)۔۔۔ امام کے پیچھے صف برابر کرنا۔ (۵)۔۔۔ سید عالم ﷺ کے عظیم مرتبے اور جلیل القدر شخصیت ہونے کے باوجود حسن اخلاق اور تواضع اختیار کرنا۔

(عمدۃ القاری، کتاب الصلوۃ، باب: اذا دخل بیتا یصلی حیث شاء، رقم: ۴۲۴، ج ۳، ص ۴۱۶)

(۱۸) بَابٌ فِي السُّرُجِ فِي الْمَسَاجِدِ
مساجد میں چراغ جلانا

(۴۵۷) حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ عَنْ مَيْمُونَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْتِنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ: ائْتُوهُ فَصَلُّوا فِيهِ وَكَانَتِ الْبِلَادُ إِذْ ذَاكَ حَرْبًا فَإِنْ لَمْ تَأْتُوهُ وَتُصَلُّوا فِيهِ فَابْعَثُوا بِزَيْتٍ يُسْرَجُ فِي قَنَادِيلِهِ.

زیادہ بن ابو سودہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کی مولاۃ حضرت میمونہ عرض گزار ہوئیں کہ یارسول اللہ ﷺ! ہمیں بیت المقدس کے بارے میں بتایئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہاں جاؤ اور اس میں نماز پڑھو اور ان

دنوں اس علاقہ میں لڑائی جھگڑا تھا اگر وہاں جاکر اس میں نماز نہ پڑھ سکو تو اس کے لیے تیل بھیج دیا کرو جو اس کی قندیلوں میں جلایا جائے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب :"فی السرج فی المساجد" کے تحت ایک ہی حدیث بیان کی، صحاح میں اس موضوع پر کہیں روایت نہ مل سکی۔ جبکہ سنن کبری کی تخریج درج ذیل ہے

*۔۔۔ (سنن کبری للبیھقی، باب: فی سراج المسجد، رقم: ۳۴۴، الشاملہ)

حدیث نمبر "۴۵۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ مسکین: ابن بکیر، ابو عبدالرحمن حرانی حذاء، انہوں نے جعفر بن برقان، ثابت بن عجلان، اوزاعی، سعید بن عبدالعزیز سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے احمد بن حنبل، نفیلی، نصر بن عاصم انطاکی نے روایات نقل کی ہیں۔ صالح حافظ الحدیث تھے۔ سوائے ابن ماجہ کے ایک جماعت نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ (۲)۔۔۔ ابن ابی سودہ: عثمان مقدسی، انہوں نے حضرت ابوہریرہ، ابودرداء، ام درداء، بی بی میمونہ، ابو شعیب حضرمی رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے ان کے بھائی زیاد، شبیب بن ابوشیبہ، اوزاعی نے روایات نقل کی ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔ (۳)۔۔۔ میمونہ بنت سعد: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ تھیں، انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیت المقدس کی فضیلت میں بیان کردہ حدیث روایت کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بیت المقدس کی فضیلت میں بیان کردہ روایت کسی اور میمونہ نامی عورت نے روایت کی ہے لیکن پہلا قول صحیح ترین ہے۔ ان سے عثمان بن ابی سودہ، ابوزید ضبی، ایوب بن خالد انصاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے روایات نقل کی ہیں۔

حدیث مذکورہ کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ بیت المقدس کی فضیلت ثابت ہوئی۔ (۲)۔۔۔ مساجد میں دیا جلانے کے لئے تیل فراہم کرنا اگرچہ کسی دور کے علاقے سے ہی ہو۔ (۳)۔۔۔ اگر مسجد دار الحرب میں ہو تو دار الاسلام کے لوگوں کے لئے جائز ہے کہ دیا جلانے اور روشنی کرنے کی نیت سے تیل پہنچائیں، اور اسی پر دیگر مسائل مثلاً مساجد کے لئے دریاں، چٹائیاں اور فانوس کو بھی قیاس کرلیں۔ (شرح سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: فی السرج فی المساجد، رقم: ۴۵۷، ص ۹۲)

تاریخ بیت المقدس

دنیا کے جن شہروں کی عزت وشہرت ہے اُن میں سے ایک یروشلم یعنی بیت المقدس ہے، جو کہ مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے یکسا باعثِ عزت واحترام ہے۔ یروشلم بمعنی خدائی حکومت، اس کا نام المقدس بھی ہے۔ یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا مزار، حضرت داؤد علیہ السلام کا تخت اور حضرت عیسی علیہ السلام کی تبلیغی کاوشوں کے نشانات ملتے

ہیں۔اس کے علاوہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور مصلحین کی یادگاروں کے آثار موجود ہیں جنہوں نے بنی نوع انسان کو نیکی اور بھلائی کے راستے دکھائے۔یروشلم سرد پہاڑوں کے درمیان واقع ہے،اس کے کئی نام ہیں۔بیت المقدس سنہری شہر اور امن کا شہر بھی کہلاتا ہے لیکن تاریخی لحاظ سے بمشکل دس دن گزرے ہونگے جس کے دوران یہاں کے باشندوں کو امن وسکون دیکھنا نصیب ہوا۔نوع انسانی کی خون آشام تاریخ اپنے آپ کو مذہبی روپ میں بار بار دھرا رہی ہے۔یہاں ہونے والی لڑائیوں کا شمار ممکن نہیں اور یہاں مرنے والوں اور مجروح ہونے والوں کی گنتی انسانی ذہن کو تھکا دے گی۔

بیت المقدس کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جس قدر کہ نسل انسانی اور اس کی تاریخ،یہ مقدس شہر کتنی ہی بار اُجڑا اور اسی تابانی کے ساتھ آباد ہوا۔حملہ آوروں نے کئی بار اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی مگر آباد کاروں نے پھر اس جوش وخروش سے تعمیر و مرمت میں حصہ لیا۔یہود اس شہر کو "خدائی مسکن" کہتے ہیں،ان کا عقیدہ ہے کہ یہ شہر قیامت تک قائم رہے گا۔رومہ کے متعلق اطالویوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔اس شہر میں اسلامی، مسیحی اور اسرائیلی تاریخی آثار بکثرت ہیں۔

سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کو فتح کر کے اپنا دار السلطنت بنایا،بعد ازاں ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہاں معبد تعمیر کئے،رفتہ رفتہ یہ شہر مذہبی اور روحانی مرکز کی حیثیت اختیار کر گیا۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد اہل بابل یہاں قابض ہوگئے،پھر یہودی اور بعد ازاں یونانی اس پر قابض ہوئے۔پھر یہودی دوبارہ قابض ہوئے اور اس کے بعد رومیوں نے اس شہر پر قبضہ کیا۔۱۳۳ق۔م میں یہودیوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا گیا،دو سال بعد عیسائی بادشاہ قسطنطین نے یہاں ایک بڑا گرجا تعمیر کرایا۔۶۳۷ء میں عرب مسلمانوں نے رومیوں کو عبرتناک شکست دینے کے بعد یروشلم کو فتح کیا اور ۴۵۰ سال تک یہ شہر امن وسکون کا گہوارہ بنا رہا،پھر صلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا۔رومن کلیساؤں اور پوری عیسائی دنیا نے فوج کی یلغار کر کے عربوں کو یہاں سے نکال دیا۔۱۵۱۷ء میں عثمانی ترکوں نے اسے دوبارہ فتح کر کے اپنی حکومت قائم کرلی۔

یہ شہر دنیا کی تاریخ میں اپنے جائے وقوع کے لحاظ سے عجیب ہے،اور ڈھلوان پہاڑی پر واقع ہے۔اس کی حیثیت ایک جزیرے کی سی ہے جو جنوب مشرقی کونے کے علاوہ پہاڑیوں میں گھرا ہوا ہے جسے ایک وادی دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔جہاں شہر آباد ہیں دو پہاڑیاں ہیں۔بلند ترین زیتون پہاڑی ہے جو کہ بحیرہ روم کی سطح سے ۲۶۰۰ فٹ اور بحیرہ مردار سے ۳۵۰۰ فٹ بلند ہے اور نچلی پہاڑی موریا سطح سمندر سے ۲۴۴۰ فٹ بلند ہے،بحیرۂ روم یہاں سے ۳۳ میل اور بحیرۂ مردار ۱۰ میل ہے۔

اس سطح مرتفع میں کئی جگہوں پر چونے کا پتھر عام ہے اور شہر کے جنوب میں نصف میل کے فاصلے پر وادی کیدرون میں غیر یقینی گہرائیوں تک گلابی اور سفید رنگ کا سنگ مرمر ہے جو تقریبا چالیس فٹ موٹائی کا ہے۔تھوڑا اوپر ۷۵ فٹ گہری سخت چاک کی سطح ہے جب کہ اس کے اوپر ۲۹۱ فٹ کا چونے کا پتھر ہے اور کوہ زیتون اسی پتھر سے بنا

ہے۔یہ شہر کسی درہ کے کنارے پر ہے نہ کسی اہم تجارتی شاہراہ پر ہے،اس کے باوجود یہاں کبھی قحط نہیں پڑا اور یہ شہر تین ہزار سال سے موجود ہے۔ عہد نامہ عتیق کے مطابق اسکی آبادی کو پانی کی فراہمی صرف نہرام الدراج یعنی دریائے جیھون سے لائے ہوئے چشموں سے ممکن تھی، جو آج بیکار ہو چکے ہیں۔البتہ گھروں میں حوض اور چشمے آج بھی ہیں اور ان حوضوں میں موسم برسات کا پانی جمع ہو کر مکینوں کے لئے سال بھر کافی ہوتا ہے۔اس شہر میں زیارتیں ان گنت ہیں اور کوئی شخص ان زیارات کو بغیر رہنمائی پہنچانے والے کے نہیں دیکھ سکتا۔زائرین سینکڑوں میل دور سے یہاں پہنچتے ہیں اور گردونواح کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔اس کے اطراف میں پھیلی بنجر وادیاں اور بے گیاہ پہاڑیاں ان کے لئے استعجاب کا باعث بنتی ہیں۔ برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ یہ ۳۳ صدیاں پرانا شہر ہے۔ (بيت المقدس، باب: مختصر تعارف بيت المقدس، ص٦)

اسلامی ممالک میں غیر مسلموں کے عبادت خانوں کا حکم شرعی!

علامہ برہان الدین لکھتے ہیں: اسلامی ملک میں یہود و نصاری کے نئے عبادت خانے بنانا جائز نہیں ہے اس لئے کہ سید عالم ﷺ کا ارشاد مشکبار ہے: "اسلام میں خصی ہونے اور گرجا بنانے کی اجازت نہیں"۔ اگر یہود و نصاری کے پرانے عبادت خانے منہدم ہو جائیں تو انہیں دوبارہ تعمیر کرایا جائے اس لئے کہ عمارت ہمیشہ باقی نہیں رہتیں اور جب امام نے اِن عمارت کو باقی رکھا ہے تو پھر انہیں دوبارہ تعمیر کرنے کا بھی ذمہ لیا ہے۔یہود و نصاری کے نئے عبادت خانے بنانے کی ممانعت شہروں میں ہے دیہاتوں میں نہیں ہے اس لئے کہ شہروں میں اسلامی شعائر کا رواج ہوتا ہے اس لئے وہاں اسلام کے خلاف کسی چیز کے اظہار کی اجازت نہیں ہونی چاہیے،ایک قول یہ ہے کہ ہمارے ممالک میں دیہات میں بھی نئے عبادت خانے بنانے کی ممانعت ہے اس لئے دیہاتوں میں بھی بعض اسلامی شعائر ہوتے ہیں۔صاحب مذہب سے کوفہ کے دیہات میں اجازت منقول ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ذمیوں کی اکثریت ہوتی ہے اور سرزمین عرب میں شہروں اور دیہاتوں دونوں میں عبادت خانے بنانے سے منع کیا جائے گا اس کی وجہ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: "سرزمین عرب میں دو دین جمع نہیں ہونگے"۔

(الهداية مع بداية المبتدى، كتاب السير، فصل :ولا يجوز احداث بيعة، ج٤،ص ٢٩٥وغيره)

(١٩) بَابٌ فِي حَصَى الْمَسْجِدِ
مسجد کی کنکریاں

(٤٥٨) حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ تَمَّامِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سُلَيْمٍ الْبَاهِلِيُّ عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْحَصَى الَّذِي فِي الْمَسْجِدِ؟ فَقَالَ: مُطِرْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ مُبْتَلَّةً فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْحَصَى فِي ثَوْبِهِ فَيَبْسُطُهُ تَحْتَهُ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: مَا أَحْسَنَ هَذَا.

ابو الولید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسجد کی کنکریوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ

ایک رات بارش ہوئی تو زمین گیلی ہو گئی، پس لوگ اپنے اپنے کپڑوں میں کنکریاں لائے اور انہیں اپنے نیچے بچھا لیا ، جب اللہ کے رسول ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "یہ کیا ہی خوب ہے"۔

(۴۵۹) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: " كَانَ يُقَالُ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَخْرَجَ الْحَصَى مِنَ الْمَسْجِدِ يُنَاشِدُهُ"

ابو صالح کہتے ہیں کہ کہا جاتا تھا کہ جب کوئی شخص مسجد سے کنکریوں کو نکالتا تو کنکریاں اس کو قسم دیا کرتی تھیں۔

(۴۶۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي الصَّاغَانِيَّ حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ حَدَّثَنَا أَبُو حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أَبُو بَدْرٍ: أُرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الْحَصَاةَ لَتُنَاشِدُ الَّذِي يُخْرِجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو بدر کے خیال میں انہوں نے اسے نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، کہتے ہیں کہ کنکریاں اس شخص کو قسم دیتی ہیں جو انہیں کسی بھی مسجد سے نکالتا ہے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب :"فی حصی المسجد" کے تحت تین احادیث نقل کیں، صحاح میں اس موضوع پر احادیث کہیں اور مقام پر نہ مل سکیں۔

*۔۔۔(صحیح ابن خزیمہ، باب:ذکر بدء تحصیب المسجد کان،رقم:۱۲۹۸،الشاملۃ)

*۔۔۔(سنن کبری للبیہقی،باب:فی حصی المسجد،رقم:۴۳۱۳،الشاملۃ)

حل لغات

فی المسجد: سے مراد مسجد نبوی ہے۔ما احسن ھذا: یعنی یہ کام کیا ہی خوب کیا ہے، فعل تعجب ہے۔

یناشدہ: یعنی وہ اللہ سے سوال کرتی ہیں اور قسم دیتی ہیں کہ انہیں مسجد سے باہر نہ نکالا جائے۔

ابو بدر: مراد شجاع بن ولید ہے۔

حدیث نمبر "۴۵۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ سہل بن تمام بن بزیع طفاوی ابو عمرو: انہوں نے مبارک بن فضالہ، وقرہ بن خالد، اپنے والد تمام، عطیہ بن بہرام سے روایات نقل کی ہیں، جب کہ ان سے ابو زرعہ، ابو حاتم نے روایات نقل کی ہیں۔(۲)۔۔۔ عمر بن سلیم باہلی: بصری، انہوں نے ابو غالب، ابو الولید، ابن عمر سے روایت نقل کی ہیں جب کہ ان سے سہل بن تمام ،عبد الوارث، انکے بیٹے عبد الصمد بن عبد الوارث نے روایات بیان کی ہیں۔ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔(۳)۔۔۔ ابو الولید: ان کا نام عبد اللہ بن حارث بصری، انہوں نے ابن عباس، ابن عمر، زید بن ارقم،

ابوہریرہ اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ایوب سختیانی، عاصم احول، خالد حذاء نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۴۶۰" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن اسحٰق: ابن جعفر، ایک قول کے مطابق انہیں ابن محمد صاغانی خراسانی بھی کہا جاتا ہے۔ بغداد کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ابو عامر عقدی، قراد ابی نوح، فضل بن دکین، ابوبدر شجاع بن ولید سے روایات نقل کی ہیں جب کہ بخاری کے علاوہ جماعت نے ان سے روایات کو نقل کیا ہے۔ ثقہ راوی تھے، انتقال سن ۲۷۰ھ میں فرمایا۔ (۲)۔۔۔ ابوبدر شجاع بن الولید: ابن قیس سکونی کوفی مراد ہیں، بغداد کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے عطاء بن سائب، موسی بن عقبہ، ہشام بن عروہ سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے اِن کے بیٹے ابو ہمام ولید بن شجاع، احمد بن حنبل، ابن معین، اسحٰق بن راھویہ نے روایات بیان کی ہیں۔ ابن معین کے نزدیک ثقہ راوی ہوئے ہیں۔ بغداد میں سن ۲۰۴ھ میں انتقال فرمایا۔ (۳)۔۔۔ ابو حصین: عثمان بن عاصم بن حصین، انہیں ابن عاصم بن زید بن کثیر بن زید بن مرہ الاسدی الکوفی، انہوں نے ابن عباس، ابن زبیر، جابر بن سمرۃ، ابوریحانہ شمعون سے سماع حدیث کی ہے۔ انہوں نے ابوسعید خدری، انس بن مالک، عمران بن حصین، تابعین میں سے قاضی شریح، شعبی، ابوصالح سمان رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے سعد بن طارق، شعبہ، ثوری، ابن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ سن ۱۲۸ھ میں انتقال ہوا۔

کنکریاں کیوں مساجد سے نہ نکالے جانے پر قسمیں دیتی ہیں؟

اس لئے کہ مساجد میں اُن پر سجدے ہوتے ہیں، انہیں گندگی سے بچایا جاتا ہے جب کہ مساجد سے باہر کر دینے کی صورت میں ایسا ہونا عموماً ممکن نہیں رہتا۔

*۔۔۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کنکریاں بُرا بھلا بولتی اور لعنت کرتی ہیں انہیں جو ان کو مساجد سے نکالتے ہیں۔ (شرح سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: فی حصی المسجد، رقم:۴۵۹، ص ۹۴)

(۲۰) بَابٌ فِي كَنْسِ الْمَسْجِدِ
مسجد میں جھاڑو دینا

(۴۶۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْخَزَّازُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا.

مطلب بن عبداللہ بن حنطب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

:"مجھ پر میری امت کے ثواب والے کام پیش کئے گئے حتی کہ وہ کچرا جو آدمی مسجد سے باہر نکالتا ہے، اور اس سے بڑا کوئی گناہ نہ پایا کہ کسی کو قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت دی گئی مگر اس شخص نے اسے بھلا دیا ہو"۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب: "فی کنس المسجد" کے تحت ایک ہی حدیث ذکر کی، صحاح ودیگر میں اس موضوع پر درج ذیل احادیث وتخاریج مذکور ہیں۔

*۔۔۔ حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز شہدائے احد پر نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا۔ میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور بے شک خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئی ہیں یا زمین کی کنجیاں اور بے شک خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق ڈر نہیں ہے کہ میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم دنیا کی محبت میں نہ پھنس جاؤ۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب: الصلوۃ علی الشهید، رقم:۱۳۴۴،ص۲۱۵)،(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب:الامر بتعهد القران وکراهة، رقم:۱۷۲۲/۷۸۸،ص۳۶۱)

*۔۔۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کئے گئے حتی کہ وہ کوڑا بھی جسے کوئی آدمی مسجد سے نکالتا ہے اور امت کے گناہ بھی میرے سامنے پیش کئے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن پاک کی کوئی آیت یا سورت دی گئی ہو اور پھر وہ اسے بھول گیا ہو"۔

(سنن الترمذی،کتاب فضائل القرآن، باب:ماجاء من قراء حرفا من القرآن،رقم:۲۹۲۵،ص۸۲۷)، (مصنف عبدالرزاق، کتاب فضائل القرآن،باب:تعاهد القرآن ونسيانه، رقم:۱۶۳۱/۵۹۹۶،ج۳،ص۲۲۰)

حل لغات

عرضت علی اجور امتی: اعمال کب پیش کئے گئے، اس بارے میں چند اقوال ہیں: (۱)۔۔۔ شب معراج، (۲)۔۔۔ وقت آخر، یعنی دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے وقت میں، ہو سکتا ہے کہ یہ قول بطور کنایہ کیا گیا ہو یا یہ مراد ہو کہ اچھے اعمال اچھی صورت میں اور برے اعمال بری صورت میں پیش کئے گئے جیسا کہ قیامت میں اعمال کے وزن کرنے کا تعلق ہے کہ اچھے برے اعمال پیش کئے جائیں گے۔

حتی القذاۃ: یعنی مساجد سے گندگی، کچرا وغیرہ اٹھانا، اور اس میں بہت اجر ہے۔

من سورۃ من القرآن او آیۃ: قرآن کا کچھ حصہ، جیسا کہ تین آیات سے کم بھلا دینا۔

ثم نسیھا: یعنی انہیں ترک کردے اور اس کے احکام پر عمل پیرا نہ ہو۔

حدیث نمبر "۴۶۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ عبدالوہاب بن عبدالحکم: ابن حکم بغدادی بھی کہا جاتا ہے، امام احمد بن حنبل کے ساتھیوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے معاذ بن معاذ، یزید بن ہارون، عبدالمجید بن عبدالعزیز سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ان کے بیٹے، حسن، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابو بکر بن ابی دنیا نے روایات کو نقل کیا ہے۔ ثقہ راوی تھے، ان کا انتقال سن ۲۵۱ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ عبدالمجید بن عبدالعزیز: بن ابو رواد مکی، مروزی، ابو عبدالحمید ازدی مراد ہیں۔ انہوں نے اپنے والد، معمر بن راشد، ابن جریج، لیث بن سعد سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے سریج بن یونس، شافعی، موسیٰ بن طارق نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ (۳)۔۔۔ ابن جریج: عبدالملک بن عبدالعزیز قرشی مراد ہیں۔ (۴)۔۔۔ مطلب بن عبداللہ بن حنطب: ابن حارث بن عبید بن عمر بن مخزوم ابو حکم قرشی مخزومی مدنی مراد ہیں۔ انہوں نے اپنے والد، عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابن عباس، انس بن مالک، ابوہریرہ، ابوموسیٰ، ابو رافع، عائشہ، ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے ان کے بیٹے عبدالعزیز، محمد بن عباد، ابن جریج، اوزاعی نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

قرآن بھلا دینے پر گناہ کا ترتب کس طرح ہوگا؟

اگر کسی کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ قرآن بھلا دینے کو بڑا گناہ کیوں کہا گیا ہے جب کہ صحیح احادیث میں سب سے بڑا گناہ اللہ کا شریک ٹھہرانا ہے، اور اس کے بعد کسی جان کو فقر کے خوف کے باعث قتل کرنا، زنا وغیرہ امور کا بیان ہے۔ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ مراد امور نسبیہ ہیں کیونکہ ہر گناہ سے اوپری درجے کے اور نچلے درجے کے کچھ گناہ ہوا کرتے ہیں، پس بڑے گناہوں کے تحت بیان کرنے کی وجہ سے اعظم الذنوب کہا گیا تاہم کفر سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے اور اس کے بعد نسبت کرتے ہوئے گناہوں کو درجہ بدرجہ بڑا کہا جاتا ہے، اور اسی سے یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بڑا گناہ اور بعض کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ چھوٹا گناہ ہے اور اسی اعتبار سے احوال، اشخاص اور ازمان کے اختلاف سے اشیاء میں اختلاف ہوتا رہتا ہے۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: فی کنس المسجد، رقم: ۴۶۱، ص۹۷)

قرآن بھلا دینے کا گناہ

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ومن اعرض عن ذکری۔۔۔الخ اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بیشک اُس کے لئے تنگ زندگانی ہے اور ہم اُسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے (طٰہٰ: ۱۲۴)﴾۔

*۔۔۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص قرآن پڑھ کر بھول جائے گا قیامت کو خدا کے پاس کوڑھی ہو کر اٹھے گا"۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: التشدید فی من حفظ القرآن، رقم: ۱۴۷۴، ص۲۷۶)

*۔۔۔سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے گناہ میرے حضور پیش کئے گئے تو میں نے گناہ میں اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی ایک سورت یا ایک آیت یاد ہو پھر وہ اُسے بھلادے"۔

(سنن الترمذی، ابواب فضائل القران، باب:۶۱۹ رقم:۲۹۲۵، ص۸۲۸)

سید عالم ﷺ پر امت کے احوال منکشف ہونا

سید عالم ﷺ امت کے احوال، افعال اور اعمال سے واقف ہیں اور یہ خاص کمال اللہ عزوجل کی جانب سے نبی کو دیا جاتا ہے جس میں کسی بندے کے قیل و قال کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ سید عالم ﷺ امت کے احوال سے کس طرح واقف ہیں اس حوالے سے ماقبل ہم نے صحیح بخاری کی حدیث نمبر "۱۳۴۴" نقل کر دی ہے اور اس حدیث کو امام بخاری نے کل چار مقامات پر نقل کیا ہے، جن میں سے باقی تین یہ ہیں: (۱)۔۔۔کتاب المغازی، باب غزوۃ اُحُد، (۲)۔۔۔کتاب المغازی، باب: احد یحبنا و نحبہ، (۳)۔۔۔کتاب الرقاق، باب: فی الحوض۔

اس موضوع پر مزید کئی احادیث مروی ہیں کہ سید عالم ﷺ اپنے غلاموں بلکہ نہ ماننے والوں کے احوال کو بھی جانتے ہیں، درج ذیل دو احادیث پیش خدمت ہیں:

*۔۔۔حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے حضرت زید، جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ کے متعلق خبر آنے سے پہلے ہی ان کے شہید ہو جانے کے متعلق لوگوں کو بتادیا تھا، چنانچہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اب جھنڈا زید نے سنبھالا ہوا ہے لیکن وہ شہید ہو گئے، اب جعفر نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اور وہ بھی شہید ہو گئے، اب ابن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا ہے اور وہ بھی جام شہادت نوش کر گئے"، یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ کی چشمان مبارک اشک بار تھیں، پھر فرمایا: "یہاں تک کہ اب اللہ جل جلالہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اس کے ہاتھوں اللہ عزوجل نے کافروں پر فتح فرمائی ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: غزوۃ مؤتہ من ارض الشام، رقم:۴۲۶۲، ص۷۲۲)

*۔۔۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہمیں ابوسفیان کے (قافلے کی شام سے) آنے کی خبر پہنچی تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا، حضرت سعد بن عبادہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں گھوڑے ڈالنے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں گھوڑے ڈال دیں گے، اگر آپ ہمیں برک الغماد پہاڑ سے گھوڑوں کے سینے ٹکرانے کا حکم دیں تو ہم ایسا بھی کریں گے۔ تب سید عالم ﷺ نے لوگوں کو بلایا لوگ آئے اور وادی بدر میں اُترے، پھر سید عالم ﷺ نے فرمایا: "یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے"، آپ زمین میں اُس جگہ اور اس جگہ دستِ اقدس رکھتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر دوسرے دن کوئی کافر سید عالم ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ سے ذرہ بھر بھی ادھر اُدھر ہو کر نہ مرا۔

(صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب: غزوۃ بدر، رقم:۴۵۱۳/ ۱۷۷۹، ص۹۰۰)

(۲۱) بَابٌ فِي اعْتِزَالِ النِّسَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ عَنِ الرِّجَالِ
مساجد میں عورتوں کا مردوں سے جدا رہنے کا بیان

(۴۶۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَوْ تَرَكْنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ قَالَ نَافِعٌ: فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما حَتَّى مَاتَ وَقَالَ غَيْرُ عَبْدِ الْوَارِثِ: قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: وَهُوَ أَصَحُّ.

نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "زہے نصیب کہ ہم اس دروازے کو عورتوں کے لیے چھوڑ دیں"، نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آخری دم تک متذکرہ دروازے سے داخل نہیں ہوئے، عبدالوارث کے سوادوسرے حضرات سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہی زیادہ صحیح ہے۔

(۴۶۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِمَعْنَاهُ وَهُوَ أَصَحُّ.

نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہی زیادہ صحیح ہے۔

(۴۶۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ كَانَ يَنْهَى أَنْ يُدْخَلَ مِنْ بَابِ النِّسَاءِ.

نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عورتوں والے دروازے سے داخل ہونے کو منع فرمایا کرتے تھے۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب: "فی اعتزال النساء فی المساجد عن الرجال" کے تحت تین احادیث ذکر کیں، صحاح میں اس موضوع پر ایک ہی حدیث مزید مل سکی جو کہ درج ذیل ہے۔

*۔۔۔ عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتاتے ہوئے فرمایا کہ ہم مسلمانوں کی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز فجر میں شامل ہونے کی خاطر چادروں میں لپٹی ہوئی حاضر ہوا کرتی تھیں۔ جب نماز سے فارغ ہو جاتیں تو اپنے گھروں کو واپس آتیں اور اندھیرے کے باعث کوئی انہیں پہچان بھی نہیں سکتا تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: وقت الفجر، رقم: ۵۷۸، ص۹۲)

حل لغات

من باب النساء: یعنی عورتوں کے لئے مساجد میں دروازہ مخصوص کر لینا مراد ہے، نافع نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقطع بیان کی ہے، پس غور کر لیں۔

لو ترکنا هذا الباب: اگر اس دروازے کو عورتوں کے لئے خاص کرلیں تو اولٰی صورت ہوگی، اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ عورتیں جماعت کے لئے حاضر ہوں تو مردوں سے اختلاط نہ ہونے پائے بلکہ دونوں کے آنے جانے کے دروازے جدا جدا ہوں۔

عورتوں کا مساجد میں نماز کے لئے جانے کے بارے میں اختلاف ائمہ

علامہ عینی لکھتے ہیں: جوان عورتوں کا جماعت کے لئے جانا فتنہ کے خوف کے باعث جائز نہیں ہے، فاسق انہیں فتنہ میں ڈالیں اور ان کا باہر نکلنا حرام پھیلنے کا سبب بنے اور جو عمل حرام کی جانب لے جائے وہ بھی حرام ہوتا ہے۔ جب کہ بوڑھی عورتوں کے لئے فجر، مغرب اور عشاء کی نماز کے لئے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ ان اوقات میں عموماً امن ہوا کرتا ہے جب کہ مغرب میں نکلنے کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے اور "المنظومة" میں ہے کہ بہتر یہ ہے کہ مغرب کو عشاء کے ساتھ تعبیر کیا جائے جیسا کہ صاحب کتاب اور "المبسوط" میں شمس الائمہ نے کہا ہے۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے جب کہ صاحبین (امام ابویوسف اور امام محمد) کے نزدیک عورتیں تمام نمازوں کے لئے جاسکتی ہیں کیونکہ ان کی جانب تھوڑی سی رغبت ہونے کے باعث فتنہ نہیں پھیلتا اور نہ ہی کوئی کراہیت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ عید میں عورتوں کا نکلنا جائز ہے۔ احناف کہتے ہیں کہ بہت زیادہ شہوت والے فتنہ کریں گے پس شہوت کے غلبے کے باعث فتنہ واقع ہو جائے گا اور یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو تمام نمازوں میں جانے کی اجازت نہیں دی گئی، اور جہاں تک بوڑھی عورتوں کے لئے فجر اور عشاء میں اجازت کا تعلق ہے تو ان اوقات میں فاسق حضرات آرام کرنے اور مغرب کے وقت میں کھانے میں مشغول ہوتے ہیں لہذا امن ہونے والے اوقات میں جانے کی رخصت دی گئی ہے۔ شوافع کے نزدیک عورتوں کا نماز کے لئے جانا جائز ہے۔

(البناية، كتاب الصلوة، باب: في الامامة، ج ۲، ص ۳۵۴ وغيره)

(۲۲) بَابُ فِيمَا يَقُولُهُ الرَّجُلُ عِنْدَ دُخُولِهِ الْمَسْجِدَ
آدمی مسجد میں داخل ہوتے ہوئے کیا کہے

(۴۶۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ أَوْ أَبَا أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ فَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ".

سعید بن سوید روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوحمید یا حضرت ابواسید انصاری کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کوئی داخل مسجد ہو تو اللہ کے نبی ﷺ پر سلام عرض کرے، پھر کہے: "اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے"، اور جب مسجد سے نکلے تو کہے: "اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں"۔

(٤٦٦)حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: لَقِيْتُ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ فَقُلْتُ لَهُ: بَلَغَنِيْ أَنَّكَ حَدَّثْتَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: أَعُوْذُ بِاللهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ قَالَ: أَقَطْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِذَا قَالَ: ذَالِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ: حُفِظَ مِنِّيْ سَائِرَ الْيَوْمِ.

حیاۃ بن شریح کہتے ہیں کہ میں عقبہ بن مسلم سے ملاقات میں نے ان سے کہا، مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ آپ وہ حدیث بیان کرتے ہیں جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ وہ جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے تھے: "میں عظمت والے رب کی پناہ لیتا ہوں اور ساتھ ہی اس وجہ الکریم اور اس کی ہمیشگی والی بادشاہی کے شیطان مردود کے شر سے"، فرمایا: "بس یہی"، میں نے جواباً کہا: جی ہاں، فرمایا: "اس کے بعد شیطان کہتا ہے کہ تو پورے دن کے لیے مجھ سے محفوظ ہو گیا ہے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب: "فیما یقوله الرجل عند دخوله المسجد" کے تحت دو احادیث نقل کیں، صحاح میں اس موضوع پر احادیث و تخاریج درج ذیل مذکور ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابو اسید یا ابو حمید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے (ترجمہ) اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے باہر آئے تو کہے (ترجمہ) اے اللہ میں تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں"۔

(صحیح مسلم ،کتاب صلوۃ المسافرین، باب: مایقول اذا دخل المسجد، رقم: (١٥٣٦)/١٣/٧١، ص٣٢٨)، (سنن النسائی ،کتاب المساجد، باب القول عند دخول المسجد وعند الخروج،رقم:٧٢٥،ص١٨٦)، (سنن ابن ماجه ،کتاب المساجد،باب:الدعاء عند دخول المسجد،رقم:٧٧٢،ص١٤٦)

حل لغات

اعوذ باللہ العظیم: یعنی عظیم شان اور صفات والے رب سے پناہ طلب کرتا ہوں۔

وبوجهه الکریم: یعنی اس کی پاک کرم والی ذات سے پناہ طلب کرتا ہوں، وجہ سے ذات مراد لی جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمان ہے: ﴿ویبقی وجه ربك ذو الجلال والاکرام اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا (الرحمن:٢٧)﴾، ﴿کل شیء هالك الا وجهه ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے (القصص:٨٨)﴾۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عطا کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور الکریم کے معنی خیر، شرف اور فضائل کی جامع ذات ہے۔ اور حدیث کے الفاظ یوں ہے: "ان الکریم ابن الکریم" جو کہ شرف نبوت، علم

،جمال اور عفت،اخلاق،عدل،ریاست دنیاوآخرت،ملامت سے پاک ذات ہیں۔وسلطانہ القدیم:یعنی اس کی حجت،برھان،قہر قدیم ہے۔

سائر الیوم:مراد پورادن ہے۔

حدیث نمبر"۴۶۵"کے رجال

(۱)۔۔۔محمد بن عثمان تنوخی دمشقی:ابوعبدالرحمن،ابوالجماہر مراد ہیں۔انہوں نے عبدالعزیز دراوردی،مروان بن معاویہ،سلیمان بن بلال سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے ابوزرعہ،ابوحاتم،ابوداؤد،ابن ماجہ نے روایات بیان کی ہیں۔ثقہ راوی تھے۔ان کا انتقال سن ۲۲۴ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔عبدالملک بن سعید بن سوید:انصاری مدنی،انہوں نے جابر بن عبداللہ،ابوحمید،ابواُسید سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ابوحمید،ابواُسید سے سماع بھی کیا ہے۔بکیر بن عبداللہ بن اشج،ربیعہ بن ابوعبدالرحمن،عبدالعزیز دراوردی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔مسلم،ابوداؤد،نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۳)۔۔۔ابوحمید:ان کا نام منذر یا عبدالرحمن تھا۔انہوں نے سید عالم ﷺ کی ۲۶احادیث روایت کی ہیں جن میں سے تین پر اتفاق ہوسکا جب کہ ایک ایک حدیث پر دونوں منفرد ہیں۔ان سے جابر بن عبداللہ،عروہ بن زبیر،عباس بن سہل،عمرو بن سلیم،عبدالملک بن سعید نے روایات نقل کی ہیں۔امیر معاویہ کی خلافت کے اواخر میں انتقال کیا۔(۴)۔۔۔ابواُسید:ان کا نام مالک بن ربیعہ بن بدن یا ہلال تھا۔انہوں نے سید عالم ﷺ سے ۲۸احادیث روایت کی ہیں جن میں سے فقط ایک ہی روایت پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہوسکا ہے جب کہ دو میں امام بخاری اور ایک میں امام مسلم منفرد ہیں،بدر میں شریک ہوئے،ان سے انس بن مالک،ابوسلمہ بن عبدالرحمن،ان کے بیٹے منذر بن ابی اُسید،عباس بن سہل،عبدالملک بن سعید نے روایات بیان کی ہیں۔سن ۴۰ھ میں بصرہ میں ۷۸سال کی عمر میں انتقال فرمایا،کہا جاتا ہے کہ یہ بدری صحابہ میں سے سب سے آخر میں وفات پانے والے تھے۔

حدیث نمبر"۴۶۶"کے رجال

(۱)۔۔۔اسماعیل بن بشر بن منصور:ابوبشر سلیمی،انہوں نے عبدالرحمن بن مہدی اور عمر بن علی سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن کی روایات صاحبِ ابوداؤد،نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہیں۔(۲)۔۔۔عقبہ بن مسلم:ابومحمد تجیبی مصری قاضی،مصر کی جامع مسجد العتیق کے امام تھے۔انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص،ابن عمر،عقبہ بن عامر سے سماع حدیث کی ہے۔اور تابعین میں سے ابوعبدالرحمن حبلی،سعد بن مسعود تجیبی سے سماع کیا ہے۔ان سے حیوۃ بن شریح،جعفر بن ربیعہ،عبداللہ بن لہیعہ نے روایات نقل کی ہیں۔سن ۱۲۰ھ کے قریب میں انتقال فرمایا۔

اللہ سے رحمت اور فضل کا سوال کرنے کے معنی

شیخ جرجانی کہتے ہیں: خیر پہنچانے کے ارادے کو رحمت کہتے ہیں جب کہ فضل کے معنی ہیں بغیر کسی تنگی کے احسان کرنے کی ابتداء کرنا۔ (التعریفات، ص ۱۶۹، ۱۱۳)

*۔۔۔سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص داخل مسجد ہو وہ یوں کہے اللھم افتح لی ابواب رحمتك اور جب باہر نکلے تو کہے اللھم انی اسئلك من فضلك "۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین ،باب: ما یقول اذا دخل فی المسجد، رقم: ۷۱۳/۱۵۳۶، ص ۳۲۸)

یعنی داخل ہونے پر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ سے رحمت کا سوال کرے گویا کہ بندہ اللہ کے پاک گھر میں جاتے ہی اُس سے ہدایت کی بھیک مانگے، للہیت، خشوع و خضوع، ذوق و شوق اور عمدہ طریقے پر عبادت بجالانے کی بھیک مانگے کیونکہ یہ ساری ہی باتیں خیر میں داخل ہیں، مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! تیری رحمت سے میں مسجد میں داخل ہو رہا ہوں اور اب مزید رحمت کا سوالی ہوں کہ مزید اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے تاکہ میں دل جمعی کے ساتھ تیری عبادت کر سکوں اور یہ کہ اُس عبادت میں خشوع و خضوع بھی پایا جائے۔ پھر جب اپنی حیثیت کے مطابق عبادت کر چکا تو اب یہ دعا کرے اے اللہ! میں اپنی ناقص عبادت پر قبولیت کی امید نہیں کرتا بلکہ مجھے تو تیرے فضل کا آسرا ہے کہ جہاں تیرے بے شمار احسان ہیں، ایک احسان یہ بھی فرما کہ میری ناقص سعی کو مستجاب کر دے، مزید اس کی جستجو میں اضافہ کر دے اور ایک معنی یہ ہے کہ جہاں اُخروی امور میں تیرا فضل ہے ہم پر ہماری دنیاوی زندگی بھی آسان کر دے۔ ہم نے دنیاوی زندگی کے فضل کا قول اپنی طرف سے نہیں کیا بلکہ شارحین نے لکھا ہے اور قرآن کی آیت مقدسہ بھی اس پر دلالت کرتی ہے چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ (الجمعۃ: ۱۰)﴾۔

(۲۳) بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ
مسجد میں داخل ہونے پر پڑھی جانے والی نماز کا بیان

(۴۶۷) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ سَجْدَتَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَجْلِسَ۔

عروہ بن سلیم نے حضرت ابو قتادہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے"۔

(۴۶۸) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ زَادَ: ثُمَّ لِيَقْعُدْ بَعْدُ إِنْ شَاءَ أَوْ لِيَذْهَبْ لِحَاجَتِهِ۔

بنی زریق کے ایک آدمی نے حضرت ابو قتادہ سے سید عالم ﷺ کی مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت کرتے ہوئے کہا: "دوگانہ ادا کرنے کے بعد چاہے تو بیٹھ جائے یا کسی حاجت کے لئے باہر چلا جائے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب: "ما جاء فی الصلوۃ عند دخول المسجد" کے تحت دو روایات نقل کیں، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل روایات و تخاریج مذکور ہیں۔

*۔۔۔حضرت ابو قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لیا کرے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ ،باب:اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع، ما جاء فی التطوع مثنی مثنی حتی یصلی رکعتین، رقم:۴۴۴،۱۱۶۳، ص۱۸۶،۷۷)، (صحیح مسلم،کتاب الصلوۃ المسافرین،باب:استحباب تحیۃ المسجد، رقم:(۱۵۳۸)/۱۴/۷،ص۳۲۸)، (سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ،باب:ما جاء اذا دخل احدکم المسجد،رقم:۳۱۶،ص۱۱۳)

*۔۔۔(سنن نسائی، کتاب ،باب:الامر بالصلوۃ قبل الجلوس فیه،رقم:۷۲۶،ص۱۸۶)

*۔۔۔(سنن ابن ماجه،کتاب المساجد ،باب:من دخل المسجد فلا یجلس،رقم:۱۰۱۳،ص۱۸۳)

حل لغات

اذا دخل: عمومی اعتبار سے جب بھی مسجد میں داخل ہو تو دو رکعات ادا کرلے، (اگر اوقات مکروہ نہ ہوں)۔

نحوہ: سے مراد حدیث مذکورہ بالا ہے۔

حدیث نمبر "۴۶۷" کے رجال

(۱)۔۔۔عامر بن عبد اللہ بن زبیر: ابن عوام قرشی اسدی مدنی ابو الحارث۔ عباد، حمزہ، ثابت، خبیب، موسی اور عمر کے بھائی، انہوں نے اپنے بھائی، انس بن مالک، عمرو بن سلیم سے سماع حدیث کی ہے۔ جب کہ ان سے سعید مقبری، یحیی انصاری، مالک بن انس نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ان کا انتقال سن ۱۲۴ھ میں ہوا۔

حدیث نمبر "۴۶۸" کے رجال

(۱)۔۔۔عتبہ بن عبد اللہ: بن عبد اللہ بن مسعود ذہلی مسعودی کوفی، عبد الرحمن بن عبد اللہ کے بھائی، انہوں نے شعبی، ابو اسحق، عمرو بن مرہ سے روایت کی ہیں جب کہ ان سے محمد بن اسحق، شعبہ، ابن عیینہ اور وکیع نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ صالح الحدیث راوی تھے۔

تحیت المسجد کی ادائیگی کے بارے میں اختلاف ائمہ

علامہ عینی لکھتے ہیں: ابن بطال کہتے ہیں کہ ائمہ کا اس (تحیت المسجد) کے مستحب ہونے کے بارے میں اتفاق ہے جب کہ سید عالم ﷺ کے کئی اصحاب سے مسجد میں آنے اور تحیت المسجد ادا نہ کرنے پر دلائل موجود ہیں تاہم اہل ظاہر حدیث کے ظاہری معنی مراد لیتے ہیں اور ان کے نزدیک جو کوئی بھی مسجد میں داخل ہو اُس پر تحیت المسجد ادا کرنا واجب ہے۔ اور بعض نے یہاں تک لکھا ہے کہ ہر وقت میں داخل ہونے والے پر تحیت المسجد واجب ہے، کیونکہ نیکی کے کام کی ممانعت فقط اُس کے معارضے میں پیش ہونے والی دلیل سے ممکن ہے۔ امام طحاوی کہتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں اوقات مکروہ ممنوعہ میں داخل ہو تو اُس کو سید عالم ﷺ کا یہ فرمان نہیں پہنچا اور امام طحاوی کے اس قول سے تحیت المسجد کے واجب نہ ہونے کے قول پر استدلال کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص مسجد میں آئے اور نماز دوگانہ نہ ادا کرے۔ امام نووی شافعی کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک تحیت المسجد بالاجماع سنت ہے، پس اگر کوئی شخص اوقات مکروہ میں مسجد میں داخل ہو تو اُسے نماز پڑھنا نہ چاہیے جیسا کہ احناف کا قول ہے اور یہی شوافع کا بھی قول ہے لیکن شوافع کا صحیح مذہب یہ ہے کہ کراہیت نہیں ہے اور حقیقت اللہ بہتر جانتا ہے۔ عیاض مالکی کہتے ہیں کہ امام مالک کے نزدیک تحیت المسجد نفل نماز ہے اور ایک قول کے مطابق ادا کرنا سنت ہے، اصحاب مالک سے ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص بار بار مسجد میں آتا جاتا ہے تو اُس سے یہ حکم ساقط ہو جائے گا۔

(عمدۃ القاری، کتاب الصلوۃ، باب: اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع، رقم: ۴۴۴، ج۳، ص ۴۶۷)

(۲۳) بَابٌ فِي فَضْلِ الْقُعُودِ فِي الْمَسْجِدِ
مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت کا بیان

(۴۶۹) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ أَوْ يَقُمْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "فرشتے تم میں سے اس شخص کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں جو اسی جگہ بیٹھا رہے جہاں نماز پڑھی تھی، اور وہ بے وضو نہ ہوا ہو، اور اُس جگہ سے نہ اٹھے گا کہ فرشتے دعا کریں گے: اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما"۔

(۴۷۰) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "بندہ اس وقت تک نماز میں شمار ہوتا ہے جب تک نماز اسے روکے رکھے یعنی اسے اپنے گھر والوں میں جانے سے صرف نماز ہی روکتی ہے"۔

(۴۷۱)حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: " لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَ فِي مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ تَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ حَتّٰى يَنْصَرِفَ أَوْ يُحْدِثَ". فَقِيلَ مَا يُحْدِثُ؛ قَالَ: يَفْسُو، أَوْ يَضْرِطُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بندہ اس وقت تک نماز میں شمار ہوتا ہے جب تک اپنے مصلے پر نماز کے انتظار میں رہے، فرشتے اس کے بارے میں کہتے ہیں: اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما، حتی کہ لوٹ جائے، یا اس کا وضو ختم ہو جائے"، کہا گیا کیسے وضو ختم ہو گیا؟ فرمایا: "آہستہ یا آواز سے ہوا کا خارج ہونا مراد ہے"۔

(۴۷۲)حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ الْأَزْدِيُّ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ الْعَنْسِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ أَتَى الْمَسْجِدَ لِشَيْءٍ فَهُوَ حَظُّهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مسجد میں جس کام کے لیے آئے، اُسے اُسی کام کا اجر ملے گا"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب :"فی فضل القعود فی المسجد" کے تحت چار احادیث ذکر کیں، صحاح میں اس موضوع پر روایات وتخاریج درج ذیل ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک فرشتے تمہارے نمازی کے لئے دعا کرتے ہیں جب تک وہ اسی جگہ رہے جہاں اس نے نماز پڑھی تھی اور حدث لاحق نہ ہو۔ وہ کہتے ہیں۔ اے اللہ اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ اس پر رحم فرما"۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب:الحدث فی المسجد،رقم:۴۴۵،ص۷۷)

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فرشتے تمہارے آدمی کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ میں رہے اور وضو نہ ٹوٹے کہ اللہ اسے بخش دے اے اللہ اس پر رحم فرما، تم میں سے وہ نماز میں ہے جب تک اسے نماز روکے رکھے اور اسے گھر والوں کے پاس جانے سے نہ روکتی ہو مگر نماز"۔(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب:من جلس فی المسجدینتظر الصلوۃ،رقم:۶۵۹،ص۱۰۷)، (صحیح البخاری،کتاب بدء الخلق،باب:اذا قال احدکم آمین والملائکۃ،رقم:۳۲۲۹،ص۵۳۹)،(صحیح مسلم،کتاب المساجد،باب:فضل صلاۃ الجماعۃ وانتظار،رقم:(۱۳۹۳)/۶۴۹،ص۳۰۴) (سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ،باب:ماجاء فی القعودفی المسجد، رقم:۳۳۰،ص۱۱۷) ،(سنن النسائی، کتاب المساجد، باب:الترغیب فی الجلوس فی

المسجد،رقم:۷۲۹،ص۱۸۷)،(سنن ابن ماجه ،كتاب المساجد، باب:المشی الی الصلوة، لزوم المساجد وانتظار،رقم:۷۹۹،۷۷۴،ص۱۵۱،۱۴۷)

حل لغات

الملائكة تصلي علی: یعنی تم میں سے ہر ایک کو دعا دیتے ہیں، کیونکہ الصلوة بمعنی الدعاء بھی مراد لیا جاتا ہے ،مطلب یہ ہے کہ جب تک تم نماز کے مصلے پر موجود ہو فرشتے تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

مصلاہ: یعنی وہ جگہ جہاں نماز ادا کی جاتی ہے۔

اللھم اغفر له اللھم ارحمه: یعنی فرشتوں کی دعائیں یوں ہوتی ہیں جیسا کہ بیان ہوا: "اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اور اے اللہ! اس پر رحم فرما"۔

لایمنعه ان ینقلب الی اھله: یعنی انسان جب تک مسجد سے اپنے گھر والوں کی جانب نہ لوٹ جائے۔

فھو حظه: یعنی جو شخص نماز کے لئے ،دعا کے لئے، قرآن مجید کی تلاوت کے لئے ،ہر ایک اپنا حصہ ثواب واجر کی صورت میں پائے گا اور جو مسجد میں دنیاوی معاملات مثلا دنیاوی کلام، نیند، یا اسی قسم کا کوئی عمل کرے تو اس کا گناہ اور خطا اسی پر ہوگی۔

حدیث نمبر "۷۴۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ہشام بن عمار: ابن نضیر بن میسرہ بن ابان ابوالولید سلمی ظفری دمشقی،انہوں نے یحیی بن حمزہ،ابن عیینہ، مالک بن انس، صدقہ بن خالد سے روایات نقل کی ہیں۔ان سے ابن معین،ابن سعد، بخاری،ابوداؤد، نسائی،ابن ماجہ اور ترمذی نے روایات کو بیان کیا ہے۔دمشق میں محرم الحرام کے مہینے میں سن ۲۴۶ھ یا ۲۵۰ھ میں انتقال کیا۔

(۲)۔۔۔ صدقہ بن خالد: دمشقی ابوالعباس اموی،ابو معاویہ اور ابوسفیان کے مشترکہ غلام تھے۔انہوں نے زید بن واقد، عثمان بن ابی عاتکہ، اوزاعی سے روایت کیا ہے جب کہ اِن سے ولید بن مسلم، ابو مسہر، ہشام بن عمار نے روایت کی ہے۔ ثقہ راوی تھے۔ان کا انتقال سن ۱۸۰ھ میں ہوا، بخاری،ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔(۳)۔۔۔ عثمان بن ابی عاتکہ: ان کا نام سلیمان،ابوحفص ازدی دمشقی قاص تھا۔انہوں نے عمیر بن ہانی، عمر اور ابن مہاجر، سلیمان بن حبیب سے سماع حدیث کی ہے جب کہ صدقہ بن خالد، ولید بن مسلم، محمد بن شعیب بن شابور نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔نسائی کے نزدیک ضعیف جب کہ ابن معین اور ابوحاتم کے نزدیک ان میں کوئی ضعف والی بات نہیں تھی۔ان کا انتقال سن ۱۴۰ھ میں ہوا۔(۴)۔۔۔ عمیر بن ہانی: ابوالولید عنسی دمشقی دارانی،انہوں نے عبداللہ بن عمر، معاویہ بن ابوسفیان، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے قتادہ، زہری،اوزاعی نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ان کا انتقال سن ۱۲۷ھ میں ہوا۔

کونسے فرشتے مراد ہیں اور ان کی دعا کا مقصد و معنیٰ کیا ہے؟

علامہ عینی لکھتے ہیں: ایک قول یہ ہے کہ نگہبان فرشتے جو کہ انسان کے ساتھ نیکی وبدی لکھنے پر مامور ہیں وہی مراد ہیں اور ان کی دعا یعنی مغفرت اور رحمت کی دعا میں کچھ فرق ہے چنانچہ مغفرت سے مراد گناہوں کی پردہ پوشی ہے اور رحمت سے مراد احسان پہنچانا ہے۔ سفاقسی کہتے ہیں کہ مسجد میں حدث (مراد خروج ریح وغیرہ) واقع ہونا خطاہے جو کہ فرشتوں کے استغفار کرنے کے عمل کو روکتا ہے، کہ جس طرح مسجد میں تھوکنے یا کھنکارنے والے عمل کی گندگی کو دفن کرکے ازالہ کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح مسجد میں وضو توڑنے والے کے عمل سے فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے اور اس کا کفارہ یہی بنتا ہے کہ وہ استغفار کا عمل اور رحمت کی دعا منقطع ہو جاتی ہے۔ ابن بطال کہتے ہیں کہ جو شخص اپنی ذات سے بغیر کسی خاص مشقت کے گناہوں کا بوجھ ہلکا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ نماز کے بعد مسجد میں کچھ وقت بیٹھا رہے تاکہ فرشتے اُس کے لئے دعا واستغفار میں مصروف رہیں اور اُسے نفع پہنچے، اور فرشتوں کی دعا اُس کے حق میں قبول ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ولا یشفعون الا لمن ارتضی اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے (الانبیاء: ۲۸)﴾۔ حدیث میں یہ بھی بیان موجود ہے کہ جو شخص ایک نماز ادا کرکے دوسری کے انتظار میں اُسی مسجد یا کسی اور مسجد میں جاکر بیٹھا رہے وہ یہ فضیلت حاصل کرے گا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسجد میں حدث لاحق ہونا نگہبان فرشتوں کے عمل کو روک دیتا ہے جو اُس کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ مسجد میں خروج ریح والا عمل، تھوک دینے والے عمل سے زیادہ بُرا ہے۔ مازری کہتے ہیں کہ امام بخاری نے اس جانب بھی اشارہ کیا ہے کہ بے وضو شخص مسجد میں داخل ہو یا مسجد میں بیٹھ رہے۔ میں (علامہ عینی) یہ کہونگا کہ ہمارے اسلاف کا بے وضو شخص کے مسجد میں بیٹھ رہنے کے بارے میں اختلاف ہے پس ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد سے باہر تشریف لائے اور پیشاب فرمایا پھر داخل ہو گئے، اور صحابہ کرام کے ساتھ گفتگو کرنے لگے اور انہوں نے وضو نہ کیا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کی مثل روایت موجود ہے جبکہ عطاء، نخعی، ابن جبیر سے، اور ابن مسیب، حسن بصری رضی اللہ عنہم نے بغیر وضو کے مسجد میں بیٹھ رہنے کو ناپسند کیا ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الصلوۃ، باب: الحدث فی المسجد، رقم: ۴۴۵، ج۳، ص ۴۶۸ وغیرہ)

(۲۵) بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ إِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ
مسجد میں گم شدہ چیز کی تلاش کرنے کی کراہیت کا بیان

(۴۷۳) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ يَعْنِي ابْنَ شُرَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَسْوَدِ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ مَوْلَى شَدَّادٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: "مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا أَدَّاهَا اللهُ إِلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا"

شداد کے مولی ابو عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص کسی آدمی سے سنے کہ وہ اپنی گم شدہ چیز مسجد میں تلاش کر رہا ہے تو کہنا چاہئے کہ اللہ تیری چیز نہ لوٹائے کیونکہ مسجدیں اس لیے نہیں بنائی گئیں"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب :"فی کراھیة انشاد الضالة فی المسجد" کے تحت ایک ہی روایت ذکر کی، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل مقامات پر احادیث موجود ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص باآواز بلند کسی شخص کو مسجد میں اپنی گمشدہ چیز تلاش کرتے ہوئے سنے تو کہے: "اللہ کرے تیری چیز نہ ملے "کیونکہ مساجد اس لیے نہیں بنائی گئیں"۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد ،باب:النھی عن نشد الضالة ،رقم:(۱۱۴۷)/۵۶۸،ص ۲۶۲)

*۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کسی ایسے آدمی کو دیکھو جو مسجد میں بیچتا یا خریدتا ہے تو کہو اللہ تیری تجارت کو نفع مند نہ کرے اور جب کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرتے دیکھو تو کہو اللہ اسے تیری طرف نہ لوٹائے، حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حسن غریب ہے بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ کہ مسجد میں خرید و فروخت مکروہ ہے امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ البتہ بعض علماء نے مسجد میں خرید و فروخت کی اجازت دی ہے (بشرطیکہ سامان باہر ہو)"۔ (سنن الترمذی،کتاب البیوع،باب:النھی عن البیع فی المسجد،رقم:۱۳۲۱،ص ۴۰۴)،(سنن ابن ماجه، کتاب المساجد، باب:النھی عن انشاد الضوال فی،رقم:۷۶۷،ص ۱۳۶)

حل لغات

ینشد ضالة: یعنی گم شدہ چیز کی تلاش کرے۔

لم تبن ھذا: یعنی اللہ تیری گم شدہ چیز نہ ملائے کیونکہ مساجد ان کاموں کے لئے نہیں بنائی گئیں۔

حدیث نمبر "۴۷۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ابوالاسود : محمد بن عبد الرحمن بن اسود بن نوفل بن خویلد بن اسد بن عبد العزی ابو اسود اسدی مدنی، ان کے دادا نے حبشہ ہجرت فرمائی اور وہیں انتقال ہوا، انہوں نے عروہ، قاسم بن محمد، اعرج اور نافع سے سماع حدیث کی ہے ۔ان سے زہری، مالک بن انس، حیوۃ بن شریح نے روایات نقل کی ہیں۔

مسجد میں گمشدہ چیز تلاش کرنے کی ممانعت کی وجوہات

مساجد کے قیام کا مقصد اللہ عزوجل کی عبادت ہے، لہذا شریعت ہر اس چیز کو ناپسند کرتی ہے جو اس عظیم مقصد کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بنے، درج ذیل میں ہم اس موضوع پر مزید دو احادیث ذکر کرتے ہیں اور انہی احادیث میں

ممانعت کی وجوہ بھی ذکر ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص بلند آواز سے کسی کو مسجد میں اپنی گمشدہ چیز تلاش کرتے ہوئے سنے تو کہے: اللہ کرے تیری چیز نہ ملے کیونکہ مساجد ان کاموں کے لئے نہیں بنائی گئیں"۔

*۔۔۔ حضرت بریدہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک شخص نے کہا سرخ اونٹ کون لے گیا؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تجھے نہ ملے، مساجد صرف انہی کاموں کے لئے ہیں جن کے لئے بنائی گئی ہیں"۔

(صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب: النهى عن نشد الضالة فى المسجد، رقم:۵٦٨/١١٤٧، ص ٢٦٢)

(٢٦) بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ
مسجد میں تھوکنے کے بارے میں کراہیت کا بیان

(٤٧٤) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ وَأَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: التَّفْلُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهُ أَنْ تُوَارِيَهُ۔

قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کفارہ یہ ہے کہ اسے چھپادے"۔

(٤٧٥) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا۔

قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے اسے دفن کردے"۔

(٤٧٦) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: النُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مسجد میں بلغم ڈالنا"، پھر مذکرہ بالا حدیث کی طرح روایت بیان کی۔

(٤٧٧) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مَوْدُودٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ دَخَلَ هَذَا الْمَسْجِدَ فَبَزَقَ فِيهِ أَوْ تَنَخَّمَ فَلْيَحْفِرْ فَلْيَدْفِنْهُ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيَبْزُقْ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ لِيَخْرُجْ بِهِ۔

عبدالرحمن بن ابوحدرد اسلمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کے رسول

ﷺ نے فرمایا: "جو اس مسجد میں داخل ہو اور اس میں تھوکے یا بلغم ڈالے تو اسے چاہیے کہ مٹی کرید کر اسے دفن کر دے، اگر ایسا نہ کرے تو اسے اپنے کپڑے میں تھوکے، پھر باہر ساتھ لے جائے"۔

(۴۷۸) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا قَامَ الرَّجُلُ إِلَى الصَّلَاةِ أَوْ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْزُقْ أَمَامَهُ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلٰكِنْ عَنْ تِلْقَاءِ يَسَارِهِ إِنْ كَانَ فَارِغًا أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ لِيَقُلْ بِهِ.

طارق بن عبد اللہ محاربی سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو یا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے سامنے اور دائیں جانب نہ تھوکے، لیکن اگر ضرورت ہو تو اپنے بائیں جانب تھوک لے ورنہ اپنے بائیں قدم پر تھوکے پھر اسے مل دینا چاہیے۔

(۴۷۹) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمًا إِذْ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَتَغَيَّظَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَكَّهَا. قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: فَدَعَا بِزَعْفَرَانٍ فَلَطَّخَهُ بِهِ وَقَالَ: إِنَّ اللهَ قِبَلَ وَجْهِ أَحَدِكُمْ إِذَا صَلَّى فَلَا يَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمٰعِيلُ وَعَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ وَمَالِكٍ وَعُبَيْدِ اللهِ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ نَحْوَ حَمَّادٍ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرُوا الزَّعْفَرَانَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ وَأَثْبَتَ الزَّعْفَرَانَ فِيهِ وَذَكَرَ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ الْخَلُوقَ.

نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک روز اللہ کے رسول ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ نے مسجد کے قبلے کی جانب بلغم دیکھا تو لوگوں پر ناراضگی کا اظہار فرمایا پھر اسے کھرچ کر صاف کر دیا، راوی کا بیان ہے کہ میرے خیال میں آپ نے زعفران منگا کر اس پر مل دیا تھا اور فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اللہ اس کے سامنے ہوتا ہے پس وہ اپنے سامنے نہ تھوکا کرے"۔ ابو داؤد کہتے ہیں کہ اس حدیث کو اسماعیل اور عبد الوارث نے ایوب، نافع، مالک، عبید اللہ، موسیٰ بن عقبہ، نافع اور حماد کی سند سے روایت کیا ہے مگر انہوں نے اپنی روایت میں زعفران کے استعمال کرنے کا ذکر نہیں کیا اور معمر نے ایوب سے روایت کی ہے اور زعفران کے استعمال کرنے کو بیان کیا ہے اور یحییٰ بن سلیم نے عبید اللہ، نافع خلوق سے روایت کی ہے۔

(۴۸۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحِبُّ الْعَرَاجِينَ وَلَا يَزَالُ فِي يَدِهِ مِنْهَا فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ مُغْضَبًا فَقَالَ: أَيَسُرُّ أَحَدَكُمْ أَنْ يُبْصَقَ فِي وَجْهِهِ؟ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَإِنَّمَا يَسْتَقْبِلُ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمَلَكُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَتْفُلْ عَنْ يَمِينِهِ وَلَا فِي قِبْلَتِهِ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَإِنْ عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ فَلْيَقُلْ هٰكَذَا وَوَصَفَ لَنَا ابْنُ عَجْلَانَ ذٰلِكَ أَنْ يَتْفُلَ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ يَرُدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ.

عیاض بن عبد اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم ﷺ کھجور کی شاخوں کو پسند فرماتے تھے اس لیے ہمیشہ آپ کے دست مبارک میں ہوتی تھیں، ایک دفعہ آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو مسجد میں قبلے کی جانب بلغم دیکھا تو اسے کھرچ دیا۔ پھر ناراضگی کی حالت میں لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی اس بات پر خوش ہوگا کہ اپنے منہ پر تھوکے؟ تم میں سے جب کوئی قبلہ کی جانب منہ کرتا ہے تو گویا وہ رب کی طرف منہ کرتا ہے اور فرشتے دائیں جانب ہوتے ہیں لہذا دائیں جانب نہ تھوکنا اور نہ اپنے سامنے، بلکہ اپنے بائیں جانب تھوکے یا اپنے زیر قدم پر تھوکے اور اگر جلدی ہو تو یوں کرے"، اور اس کی شرح کرتے ہوئے ہمیں ابن عجلان نے بتایا کہ اپنے کپڑے میں تھوکے اور پھر اسے الٹ پلٹ کرے۔

(۴۸۱) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ الْجُذَامِيِّ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَيْوَانَ عَنْ اَبِيْ سَهْلَةَ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ اَحْمَدُ: مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَجُلًا اَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حِيْنَ فَرَغَ: لَا يُصَلِّيْ لَكُمْ فَاَرَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ وَاَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: نَعَمْ، وَحَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ: اِنَّكَ اٰذَيْتَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ۔

صالح بن خیوان نے حضرت ابو سہلہ سائب بن خلاد سے روایت کی، امام احمد نے فرمایا: سید عالم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کچھ لوگوں کی امامت کی تو قبلہ کی جانب تھوک دیا اور رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرما رہے تھے، چنانچہ جب وہ فارغ ہو گیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "یہ شخص تمہیں نماز نہ پڑھایا کرے"، اس کے بعد اس شخص نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے منع کر دیا اور اسے اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی بتایا چنانچہ اس نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں"! اور (راوی کہتے ہیں) میرے خیال میں آپ ﷺ نے فرمایا: "بیشک تم نے اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچائی ہے"۔

(۴۸۲) حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ اَخْبَرَنَا سَعِيْدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَبَزَقَ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى۔

مطرف نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے بائیں قدم مبارک کے نیچے تھوکا۔

(۴۸۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ بِمَعْنَاهُ زَادَ ثُمَّ دَلَكَهُ بِنَعْلِهِ۔

ابو العلاء نے اپنے والد ماجد سے معناً روایت کرتے ہوئے یہ بھی کہا اسے اپنے نعل مبارک سے رگڑ دیا۔

(۴۸۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ: رَاَيْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ"

فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ بَصَقَ عَلَى الْبُورِيِّ ثُمَّ مَسَحَهُ بِرِجْلِهِ فَقِيلَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ: لِأَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَفْعَلُهُ".

حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ میں نے حضرت واسع بن اسقع کو دمشق کی مسجد میں دیکھا انہوں نے بورے پر تھوکا پھر اسے اپنے پاؤں سے مل دیا، ان سے کہا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ کہا اس لیے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(۴۸۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ السِّجِسْتَانِيُّ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيَّانِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَهٰذَا لَفْظُ يَحْيَى بْنِ الْفَضْلِ السِّجِسْتَانِيِّ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ أَتَيْنَا جَابِرًا يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ فِي مَسْجِدِهِ فَقَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي مَسْجِدِنَا هٰذَا وَفِي يَدِهِ عُرْجُونُ ابْنِ طَابٍ فَنَظَرَ فَرَأَى فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُخَامَةً فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا فَحَتَّهَا بِالْعُرْجُونِ ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يُعْرِضَ اللّٰهُ عَنْهُ بِوَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي فَإِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهِ فَلَا يَبْصُقَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَبْزُقْ عَنْ يَسَارِهِ تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرَى فَإِنْ عَجِلَتْ بِهِ بَادِرَةٌ فَلْيَقُلْ بِثَوْبِهِ هٰكَذَا وَوَضَعَهُ عَلَى فِيهِ ثُمَّ دَلَكَهُ ثُمَّ قَالَ: أَرُونِي عَبِيرًا فَقَامَ فَتًى مِنَ الْحَيِّ يَشْتَدُّ إِلَى أَهْلِهِ فَجَاءَ بِخَلُوقٍ فِي رَاحَتِهِ فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَجَعَلَهُ عَلَى رَأْسِ الْعُرْجُونِ ثُمَّ لَطَخَ بِهِ عَلَى أَثَرِ النُّخَامَةِ قَالَ جَابِرٌ رضی اللہ عنہ: فَمِنْ هُنَاكَ جَعَلْتُمُ الْخَلُوقَ فِي مَسَاجِدِكُمْ.

عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ وہ اپنی مسجد میں تھے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری مسجد میں تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں ابن طاب کی ایک شاخ تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غور سے دیکھا تو مسجد کے جانب قبلہ بلغم نظر آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی جانب بڑھے اور اسے چھڑی سے چھڑا دیا پھر فرمایا: "تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اللہ عزوجل اس کی جانب سے اعراض فرمالے"؟ پھر فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ اس کے سامنے ہوتا ہے پس کوئی اپنے سامنے نہ تھوکے اور نہ دائیں جانب اور اپنے بائیں جانب تھوکے یا بائیں قدم کے نیچے اگر کسی کو بہت ہی جلدی ہو تو اپنے کپڑے میں یوں تھوکے چنانچہ اسے اپنے دہن مبارک پر رکھا پھر مل دیا"۔ پھر فرمایا: "عبیر تو لاؤ"، قبیلے کا ایک نوجوان اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھر کی جانب دوڑا، وہ اپنی مٹھی میں خوشبو لے کر آیا پس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے لیکر لکڑی کے سرے پر لگایا اور پھر اسے بلغم کی جگہ مل دیا"۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی لیے تم اپنی مسجدوں میں خوشبو کا اہتمام کرتے ہو۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابو داؤد نے باب: "فی کراھیة البصاق فی المسجد" کے تحت بارہ احادیث نقل کیں، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل روایات مروی ہیں۔

*۔۔۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسجد میں تھوکنے کی غلطی کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کردیا جائے ۔ (صحیح البخاری،کتاب الصلوۃ،باب:کفارۃ البزاق فی المسجد،رقم:۴۱۵،ص۷۲)، (صحیح مسلم،کتاب المساجد ومواضع،باب:النھی عن البصاق فی،رقم:(۱۱۱۸)/۵۵۲،ص۲۵۷)،(سنن نسائی، کتاب، باب:البصاق فی المسجد، رقم:۷۱۹،ص۱۸۵)

*۔۔۔پھر ہم روانہ ہوئے حتی کہ ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مسجد میں پہنچے وہ ایک چادر پہنے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے ،میں لوگوں کو پھلانگ کر ان کے اور قبلہ کے درمیان بیٹھ گیا،میں نے ان سے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے،آپ ایک کپڑا پہن کر نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ کے پہلو میں دوسری چادر رکھی ہوئی ہے،حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو کھولا اور کمان کی شکل بنا کر میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا میں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ تم جیسا احمق آدمی میرے پاس آئے گا اور مجھ کو ایک چادر میں نماز پڑھتے دیکھے گا تو وہ بھی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکے گا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری مسجد میں تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں ابن ابی طاب (کھجور کی ایک قسم) کی ایک شاخ تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کے قبلہ میں رینٹ (ناک کی جمی ہوئی ریزش) لگی دیکھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاخ سے اس جمی ہوئی ریزش کو صاف کیا، پھر فرمایا: "کیا تم میں سے کسی شخص کو یہ پسند ہے کہ اللہ عزوجل اس سے اعراض کرے"، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سہم گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہ ارشاد فرمایا: "تم میں سے کسی کو یہ پسند ہے کہ اللہ اس سے اعراض کرے"، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ڈر گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہ ارشاد فرمایا: "تم میں سے کسی کو یہ پسند ہے کہ اللہ عزوجل اس سے اعراض فرمائے"۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے کسی کو یہ پسند نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے تو اللہ اس کے چہرے کے سامنے ہوتا ہے، تو کوئی شخص چہرے کے سامنے تھوکے نہ دائیں جانب تھوکے وہ بائیں جانب یا پیر کے نیچے تھوکے ،اور اگر تھوک روکے تو کپڑے میں لے کر اس طرح کرے، آپ نے کپڑے کو لپیٹ کر اور مسل کر دکھایا، پھر فرمایا مجھے خوشبو دکھاؤ، قبیلہ کا ایک نوجوان دوڑتا ہوا گھر گیا اور اپنی ہتھیلی پر کچھ خوشبو لگا کر لایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشبو کو لے اس شاخ پر لگایا، پھر خوشبو کو اس رینٹ کے نشان پر لگایا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا اسی وجہ سے تم لوگ اپنی مسجدوں میں خوشبو لگاتے ہو۔

(صحیح مسلم،کتاب الزھد والرقاق،باب:حدیث جابر طوی وقصۃ،رقم:(۷۴۰۸)/۳۰۰۸،ص۱۴۷۰)

حل لغات

التفل: تھوک کو کہتے ہیں۔وکفارتہ ان تواریہ: یعنی تھوکنے کا کفارہ یہ ہے کہ اُسے دفن کرے یا چھپادے۔

نخامۃ: بلغم کو کہتے ہیں۔فلیحفر: یعنی اگر ممکن ہو تو اُسے دفن کردے۔

فان لم یفعل: یعنی زمین کرید کر دفن کرنا ممکن نہ ہو تو اپنے کپڑے میں لے کر اور مسجد سے باہر نکل جائے، حدیث میں تھوک پاک ہونے پر دلیل ہے۔فلا یبزقن: یعنی سامنے کی جانب نہ تھوکے۔

ثم لیقل به: کئی مرتبہ گزرا ہے کہ لفظ القول اہل عرب میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے، جس میں سے ایک معنی یہی ہے کہ تھوک پھینک کر مل دے یا دفن کر دے۔ فتغیظ: یعنی کسی سے تعرض کرنا، غصہ کرنا۔

عرجون ابن طاب: مراد زرد عود ہے، یعنی ایک قسم کی لکڑی، عود کی زرد لکڑی۔

فلا یبصقن قبل وجهه: یعنی قبلے کی تعظیم کے باعث قبلے کی جانب منہ کر کے نہ تھوکے۔

اروني عبيرا: یعنی عبیر نامی خوشبو منگوائی اور اُسے مسجد میں جہاں تھوک ڈالا گیا تھا صاف کر کے خوشبو مل دی۔

قال احمد من اصحاب النبي: سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، جب کہ بعض نے یہ قول کیا ہے کہ یہ صحابی نہیں ہیں۔ فذکر ذلك: یعنی اُس شخص کو امامت کرنے سے منع فرمایا جس نے قبلے کی جانب تھوک ڈال دیا تھا۔

حدیث نمبر "۴۷۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ابو مودود: عبدالعزیز بن ابو سلیمان مدنی ہذلی، اہل مدینہ کے قاضی ہوئے ہیں۔ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری، سہل بن سعد ساعدی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے۔ سائب بن یزید، نافع، عبدالرحمن بن ابو حدرد، محمد بن کعب قرظی سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے عبدالرحمن بن مہدی، ابن ابی فدیک، وکیع، قعنبی نے روایت کی ہے۔ ثقہ راوی تھے۔ (۲)۔۔۔ عبدالرحمن بن ابو حدرد: ان کا نام ابو حدرد عبدالاسلمی تھا، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات نقل کی ہیں جب کہ اِن سے ابو مورود نے روایات بیان کی ہیں۔ امام ابوداؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ امام دارالقطنی کہتے ہیں کہ اِن کی روایات میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر "۴۷۸" کے رجال

(۱)۔۔۔ربعی: ابن حراش بن جحش بن عمرو بن عبداللہ غطفانی عبسی ابو مریم کوفی، انہوں نے عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، حذیفہ بن یمان، ابن مسعود، طارق بن عبداللہ سے روایات نقل کی ہیں۔ اِن سے شعبی، منصور، عبدالملک بن عمیر نے روایات نقل کی ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی کہتے ہیں کہ تابعی ثقہ راوی تھے۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی کبھی مسکرائے حتی کہ معلوم ہو جائے کہ جنتی ہیں یا جہنمی، پس ان کے مرنے کے بعد غسال نے کہا کہ غسل کے تخت پر مستقل مسکراتے رہے یہاں تک کہ انہیں غسل دے لیا گیا، ان کا انتقال سن ۱۰۱ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ طارق بن عبداللہ محاربی: کوفی، ان سے ربعی، جامع بن شداد نے روایات نقل کی ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات بیان کی ہیں۔

حدیث نمبر "۴۸۰" کے رجال

(۱)۔۔۔یحیی بن حبیب بن عربی: حارثی، شیبانی ابوزکریا بصری، انہوں نے حماد بن زید، یزید بن زریع، خالد بن حارث سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوحاتم نے روایات نقل کی ہیں۔ صدوق راوی تھے۔ بصرہ میں سن ۲۴۸ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)۔۔۔خالد: ابن حارث بن عبید سلیمان، ابو عثمان

بصری، انہوں نے ہشام بن عروہ، ایوب سختیانی، ابن عجلان سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے محمد بن مثنی، عمرو بن علی، محمد بن فضل نے روایات نقل کی ہیں۔ ۱۸۶ھ میں بصرہ میں انتقال فرمایا۔ (۳)۔۔۔ عیاض بن عبد اللہ: ابن سعد بن ابی سرح بن حارث قرشی عامری، انہوں نے ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔ جب کہ اِن سے زید بن اسلم، سعید مقبری، محمد بن عجلان نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔ مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا۔

حدیث نمبر "۴۸۱" کے رجال

(۱)۔۔۔ صالح بن خیوان: مصری، انہوں نے عقبہ بن عامر جہنی، عبد اللہ بن عمر، ابو سہلہ سائب بن خلاد سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے بکر بن سوادہ جذامی نے روایات بیان کی ہیں۔ (۲)۔۔۔ سائب بن خلاد جہنی ابو سہلہ: انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث "من اخاف اھل المدینۃ" روایت کی ہے۔ مذکورہ حدیث ابو داؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

حدیث نمبر "۴۸۲" کے رجال

(۱)۔۔۔ ابو العلاء: یزید بن عبد اللہ بن شخیر عامری کوفی، مطرف کے بھائی، انہوں نے اپنے والد عبد اللہ، بھائی مطرف، ابو ہریرہ، ابن عمرو، عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہم سے روایات کی ہیں جب کہ اِن سے قتادہ، جریری، کہمس نے روایات کو نقل کیا ہے۔ ان کا انتقال سن ۱۱۱ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ ابوہ: عبد اللہ بن شخیر بن عوف بن کعب عامری ، ان سے ان کے بیٹے مطرف بن یزید نے روایت کی ہے۔ مسلم میں ان کی ایک ہی روایت موجود ہے ، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۴۸۳" کے رجال

(۱)۔۔۔ الفرج: ابن نعمان بن نعیم شامی حمصی، دمشقی، ابو فضالہ قضاعی، انہوں نے یحیی بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ، عبد اللہ بن عامر سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے شعبہ، بقیہ بن ولید، قتیبہ بن سعید نے روایات نقل کی ہیں۔ ایک قول کے مطابق ضعیف اور ایک کے مطابق منکر الحدیث تھے۔ ان کا انتقال سن ۱۹۶ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ ابو سعید: دمشقی، انہوں نے واثلہ بن اسقع سے جب کہ اِن سے فرج بن فضالہ نے روایات نقل کی ہیں۔ امام ابو داؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۳)۔۔۔ واثلہ بن اسقع: ابن کعب بن عامر، ابو الاسقع، ابو قرفاسہ، ابو محمد، ابو خطاب، ابو شداد، انہوں نے تبوک سے پہلے اسلام قبول کیا اور شریک بھی ہوئے، اہل صفہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۱۵۶ احادیث روایت کی ہیں، انہوں نے ابو مرثد غنوی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ، سے بھی روایات نقل کی ہیں۔ امام بخاری اور مسلم نے انکی ایک ایک حدیث روایت کی ہے۔ شام میں بیت المقدس کے قریب بیت جبرین کے رہنے والے تھے۔ ان سے عبد الواحد بن عبد اللہ نصری، شداد بن عبد اللہ، ابو

ادریس خولانی، مکحول نے روایات نقل کی ہیں۔ان کا انتقال دمشق میں سن ۸۶ھ میں عبدالملک بن مروان کے دور میں ۹۸ سال کی عمر میں ہوا۔

حدیث نمبر "۴۸۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ سلیمان بن عبدالرحمن: ابن عیسی بن میمون، ابوایوب دمشقی، شرحبیل کے بھانجے، انہوں نے یحیی بن ضمرہ، ابن عیینہ، عیسی بن یونس سے سماع حدیث کی ہے۔ ان سے ابو حاتم، بخاری نے کسی واسطے سے، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے واسطے سے روایات کو نقل کیا ہے۔ابو حاتم کے نزدیک صدوق اور مستقیم الحدیث تھے لیکن لوگ انہیں ضعیف اور مجہول جانتے تھے۔ان کا انتقال سن ۲۳۲ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔ حاتم: ابن اسماعیل کوفی ابو اسماعیل مدنی، عبدالمدان بنی حارث بن کعب کے مولی تھے۔انہوں نے ہشام بن عروہ، جعفر بن محمد، ابو حزرہ یعقوب بن مجاہد نے روایات نقل کی ہیں۔ان سے قتیبہ بن سعید، اسحاق بن راھویہ، قعنبی نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ بغداد میں سن ۲۲۸ھ میں ماہ رمضان میں انتقال فرمایا۔(۳)۔۔۔ عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت: ابو صامت انصاری مدنی، انہوں نے کعب بن عمرو، جابر بن عبداللہ، ابو سعید خدری، اور ان کے والد رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے۔ان سے یحیی بن سعید انصاری، یعقوب بن مجاہد، محمد بن عجلان نے روایات نقل کی ہیں۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

مساجد میں تھوکنے کی ممانعت مع اقوال فقہائے کرام

علامہ عینی لکھتے ہیں: جمہور علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ تھوکنے والا اپنے تھوک کو مسجد میں کہاں چھپائے، پس جمہور کے نزدیک ریت میں یا مٹی میں یا چٹائی کے نیچے چھپادے اور اگر یہ سب کچھ میسر نہ ہو تو باہر نکالے یعنی تھوک مسجد سے صاف کردے۔نووی کہتے ہیں کہ نمازی اگر مسجد میں ہے اور اُسے تھوکنے کی حاجت ہے تو فقط اپنے کپڑے میں تھوکے اور اس حوالے سے کئی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ قرطبی کہتے ہیں فقط تھوکنے کو گناہ نہیں بلکہ اُسے دفن نہ کرنے والے پورے عمل کو گناہ کہنا ثابت ہوتا ہے، چنانچہ حضرت سعید بن منصور نے ابوعبیدہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کسی رات مسجد میں تھوک دیا اور پھر دفن کرنا بھول گئے اور گھر تشریف لے آئے، بعد میں یاد آیا تو آگ کا شعلہ روشنی کے لئے اپنے ساتھ لیا اور مسجد میں آکر اُسے دفن کیا، پھر فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ گزشتہ رات ہونے والے عمل پر میرا گناہ نہ لکھا گیا۔

(عمدة القاری، کتاب الصلوة، باب: کفارة البزاق فی المسجد، رقم: ۴۱۵، ج۳، ص ۴۰۰وغیرہ)

فرشتہ بائیں جانب بھی ہوتا ہے پھر بائیں جانب تھوکنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

علامہ عینی لکھتے ہیں: میں یہ کہوں گا کہ دائیں جانب کی تکریم بیان کی گئی ہے جو کہ کسی سے مخفی نہیں ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ بدنی عبادات میں نماز کو ام الحسنات یعنی نیکیوں کی ماں کہا جاتا ہے پس اس کی ادائیگی کے معاملے میں

گناہ لکھنے والے فرشتے کا دخل نہ ہونا چاہیے اور یہ قول محل نظر ہے اس لئے کہ اگر بائیں جانب والا فرشتہ نہ ہی لکھے تو بھی اُس سے یہ عمل پوشیدہ تو نہیں پس بہتر قول یہی ہے کہ یوں کہا جائے کہ ہر عمل کا کوئی قرینہ ہوا کرتا ہے اور تھوکنے کا قرینہ یہی ہے کہ بائیں جانب تھوک دیا جائے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ اور اسی کے مطابق ابوامامہ کی حدیث "طبرانی" میں موجود ہے، چنانچہ فرمایا: "کیونکہ وہ اللہ کے حضور پیش ہے اور دائیں جانب فرشتہ نیکی لکھتا ہے لہذا تھوکنے کا قرینہ بائیں جانب ہے"۔ پس جب نمازی بائیں جانب تھوکے گا تو عین قرینے کے مطابق ہوگا اور وہ تھوک فرشتے کو نہیں بلکہ شیطان کے منہ پر پڑے گا۔

(عمدة القاری، کتاب الصلوة، باب: دفن النخامة فی المسجد، رقم: ۴۱۶، ج۳، ص ۴۰۲)

(۲۷) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُشْرِكِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ
مشرک کا مسجد میں داخلے کا بیان

(۴۸۶) حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَرَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْنَا لَهُ: هَذَا الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ: قَدْ أَجَبْتُكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي سَائِلُكَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

عبداللہ بن ابو نمر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آیا مسجد میں اونٹ بٹھایا اور پھر اسے باندھ دیا پھر کہا تم میں سے محمد کون ہیں؟ جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے لوگوں کے درمیان جلوہ فرماں تھے، ہم نے کہا: یہ سفید والے جو ٹیک لگائے ہوئے ہیں، اس آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اے عبدالمطلب کے بیٹے! سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: "میں تمہیں جواب دینے کے لیے متوجہ ہوں"، اس آدمی نے کہا اے محمد میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اور باقی حدیث بیان کی۔

(۴۸۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا سَلَمَةُ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ نُوَيْفِعٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَعَثَ بَنُو سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ ضِمَامَ بْنَ ثَعْلَبَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَدِمَ عَلَيْهِ فَأَنَاخَ بَعِيرَهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ: فَقَالَ: أَيُّكُمُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

کریب سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بنی سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا مسجد کے دروازے کے پاس اپنے اونٹ کو بٹھا کر باندھ دیا پھر مسجد میں داخل ہوا، پھر مذکورہ حدیث کی طرح بیان کرتے ہوئے کہا۔ آپ حضرات میں ابن عبدالمطلب

کون ہے ؟اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "ابن عبد المطلب میں ہوں"۔ وہ عرض گزار ہوا کہ اے ابن عبد المطلب !اور پھر باقی حدیث بیان کی۔

(۴۸۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: " الْيَهُودُ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ فِي رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا مِنْهُمْ "

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہودی سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ مسجد میں لوگوں کے درمیان جلوہ فرماں تھے، انہوں نے کہا اے ابو القاسم! مسئلہ درپیش تھا ایک مرد اور ایک عورت کا جنہوں نے ان میں سے زنا کیا تھا۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب: "ما جاء في المشرك يدخل المسجد" کے تحت تین احادیث ذکر کیں، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل مقامات پر احادیث و تخاریج موجود ہیں۔

*۔۔۔ عبد اللہ بن ابو نمر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم مسجد کے اندر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آیا اسے مسجد میں بٹھایا اور گھٹنا باندھ دیا، پھر عرض گزار ہوا آپ حضرات میں محمد کون ہے ؟ نبی کریم ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ ہم نے کہا یہ ٹیک لگانے والے نیر درخشاں، اس آدمی نے کہا اے ابن عبد المطلب! نبی کریم ﷺ سے فرمایا: "میں تمہیں جواب دوں گا"، وہ آدمی عرض گازر ہوا کہ میں آپ سے سختی کے ساتھ کچھ پوچھوں گا لیکن مجھ پر ناراض نہ ہونا، فرمایا: "جیسے دل چاہے پوچھو"، عرض گزار ہوا میں آپ ﷺ سے آپ ﷺ کے رب عزوجل کی اور آپ ﷺ سے پہلوں کے رب عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ جل جلالہ نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے ؟، فرمایا: "ہاں! خدا گواہ ہے"، عرض گزار ہوا کہ میں آپ ﷺ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ ہم دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ فرمایا: "ہاں خدا گواہ ہے"، عرض گزار ہو کہ میں آپ ﷺ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ ہم سال میں اس مہینے کے روزے رکھا کریں؟ فرمایا: "ہاں خدا گواہ ہے"، عرض گزار ہوا کہ میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کہ کیا اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ ہمارے امیروں سے زکوۃ لے ہمارے غریبوں میں تقسیم کریں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہاں خدا گواہ ہے"، اس شخص نے کہا جو آپ ﷺ لے کر آئیں ہیں اس پر میں ایمان لایا، مجھے میری قوم نے بھیجا ہے میں بنو سعد بن بکر کا بھائی ضمام بن ثعلبہ ہوں۔ روایت کیا اسے موسیٰ اور علی بن

عبدالحمید سلیمان، ثابت، حضرت انس نے نبی کریم ﷺ سے۔
(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب: ما جاء فی العلم وقوله تعالی، رقم: ۶۳، ص ۱۵)، (سنن الترمذی، کتاب الزکاۃ، باب: ماجاء اذا ادیت الزکوۃ فقد، رقم: ۶۱۹، ص ۲۰۲)، (سنن النسائی، کتاب الصیام، باب: وجوب الصیام، رقم: ۲۰۸۷، ص ۵۱۴)

حل لغات

علی جمل: مذکر اونٹ مراد ہے۔ ثم عقلہ: سے مراد وہ رسی ہے جس سے اونٹ باندھا جاتا ہے۔
متکیٔ بین ظهر انیهم: یعنی سید عالم ﷺ لوگوں کے سامنے ٹیک لگائے جلوہ افروز تھے۔ قد اجبتك: سید عالم ﷺ نے جوابا فرمایا: "میں تیرے سوال کا جواب دینے کے لئے متوجہ ہوں"، اور سید عالم ﷺ نے پسند نہ فرمایا کہ انہیں ان کے دادا کے نام سے پکارا جائے اور نبوت اور رسالت والے نام سے منسوب کئے جانے کو پسند فرماتے تھے، اگر یہ کہا جائے کہ یوم حنین میں سید عالم ﷺ کا خود کفار سے یہ کہنا ثابت ہے: "میں وہ نبی ہوں جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔۔۔ میں عبد المطلب کا بیٹا (پوتا) ہوں۔ میں (علامہ عینی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ حنین کے دن سید عالم ﷺ نے یہ جملہ فخر کے طور پر نہیں فرمایا تھا بلکہ سید عالم ﷺ نے اپنے دادا کے خواب کو بیان کرنا چاہا تھا جو انہوں نے اپنی زندگی میں دیکھا تھا اور وہ خواب اُن کی نبوت کے دلائل میں سے ایک دلیل تھا، اس لئے سید عالم ﷺ نے کافروں کو ایسا جملہ ارشاد فرمایا تاکہ وہ انکی شان پہچان لیں۔
وساق الحدیث: بخاری کی روایت جو کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس جانب اشارہ ہے چنانچہ درج ذیل بیان کی جاتی ہے۔
(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب: ما جاء فی العلم وقوله تعالی، رقم: ۶۳، ص ۱۵)
حدیث ماقبل مذکور ہے۔

حدیث نمبر "۴۸۶" کے رجال

(۱)۔۔۔ شریک بن عبداللہ بن ابی نمر: قرشی، ابو عبداللہ مدنی، انہوں نے انس بن مالک، سعید بن میسب، ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے سماعت کی ہے۔ ان سے سعید مقبری، مالک بن انس، ثوری نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ کثیر الحدیث راوی تھے ان کا انتقال سن ۱۴۰ھ میں ہوا، ترمذی کے علاوہ سب نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۴۸۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ محمد بن ولید بن نویفع: مدنی اسدی، زبیر بن عوام کے مولی تھے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولی کریب سے روایت کی ہے جب کہ ان سے ابن اسحق نے روایت کی ہے۔ اہل مدینہ کے معتبر راوی تھے۔ ابو داؤد نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر "۴۸۶" کے مستفاد مسائل

(۱)۔۔۔ کافر کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے اور یہ حدیث امام مالک کے خلاف حجت ہے، ان کا کہنا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کافروں کے مسجد میں داخل ہونے سے منع فرمایا چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿انما المشرکون نجس (التوبۃ:۲۸)﴾، ہم کہتے ہیں کہ یہاں مراد نجاست اعتقادی ہے نہ کہ ذات کی نجاست۔ (۲)۔۔۔ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اُسے مسجد میں داخل کرنا کسی حاجت کی بناء پر ہو تو جائز ہے۔ (۳)۔۔۔ یہ حدیث ان لوگوں کے نزدیک حجت ہے جو کھائے جانے والے جانور کے پیشاب کو پاک مانتے ہیں، پس غور کرنا چاہیے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسائل مستفید ہوتے ہیں جو کہ قوی اور ذکی شخص کے لئے استخراج کرنے ضروری ہیں۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: فی المشرک یدخل المسجد، رقم: ۴۸۶، ج۲، ص ۴۲۰وغیرہ)

حدیث "۴۸۶" اور "۴۸۷" کے مسائل کا جائزہ

علامہ عینی لکھتے ہیں: احادیث سے کچھ مسائل ثابت ہوئے: (۱)۔۔۔ ابن صلاح کہتے ہیں کہ ماقبل احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مقلد عوام کے لئے محض حق پر اعتقاد قائم کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے کوئی شک وشبہ وتذبذب نہیں ہونا چاہیے، لیکن اس قول سے معتزلہ کو اختلاف ہے اور سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ضمام کے تمام سوالوں کے جوابات دیے تاکہ وہ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کو پہچان لے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کی تصدیق کرے اور منکر نہ ہو۔ (۲)۔۔۔ ابن بطال کہتے ہیں کہ حدیث میں دلیل ہے کہ خبر واحد کو قبول کرنا جائز ہے اس لئے ضمام کی قوم نے یہ نہ کہا کہ ہم جب تک جاکر سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خبر کی تصدیق نہ کرلیں تیری بات نہ مانیں گے۔ (۳)۔۔۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ مسجد میں اونٹ کو لے جانا جائز ہے کیونکہ اس کے پیشاب وغیرہ پاک ہوتے ہیں جب کہ مسجد میں قیام کی مدت کے وقت میں اُس کا پیشاب وغیرہ سے امن میں رہنا معلوم نہ ہو۔ میں (علامہ عینی) یہ کہونگا کہ اس احتمال سے طہارت کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔ (۴)۔۔۔ ادنی کا اعلی کا نام لے کر مخاطب ہونا جائز ہے اگرچہ کنیت ذکر نہ کرے، لیکن رسول کے حق میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے (النور: ۶۳)﴾۔ (۵)۔۔۔ حدیث سے ثابت ہے کہ لوگوں کی مجلس میں ٹیک لگا کر بیٹھنا جائز ہے۔ (۶)۔۔۔ لوگوں کے مابین جلوہ فرماں ہونا تکبر کے نفی کرنے کی دعوت دینے پر مبنی ہے۔ (۷)۔۔۔ انسان کو عمدہ صفت کے ساتھ پکارنا جائز ہے جیسا کہ کہا جائے سفید یا سرخ، دراز قد یا پست قد وغیرہ رکھنے والا فلاں شخص جیسا کہ حدیث میں سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے حوالے سے کلام ہوا۔ (۸)۔۔۔ یقینی علم ہو جانے پر حلف اٹھانا جائز ہے۔ (۹)۔۔۔ شخصی تعریف کرنا جیسا کہ "ایکم محمد" کہا گیا۔ (۱۰)۔۔۔ آباؤ اجداد کی جانب نسبت

کرنا جائز ہے، جیسا کہ کہا: "ابن عبد المطلب"۔

(عمدة القاری، کتاب العلم، باب: القراءة والعرض علی المحدث، ج۲، ص۳۱ وغیرہ)

غیر مسلم کے مسجد میں داخل ہونے کے بارے میں اختلاف ائمہ

*۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے کچھ سوار مسجد کی جانب روانہ فرمائے، پس وہ بنی حنفیہ کے ایک شخص کو گرفتار کرلائے جس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا، اُسے مسجد نبوی کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ جب نبی کریم ﷺ اُس کے پاس تشریف لائے تو فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو، پس وہ مسجد کے قریب کھجور کے باغ میں گیا اور وضو کیا پھر مسجد میں داخل ہوا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور محمد ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوة، باب: الاغتسال اذا اسلم وربط، رقم: ۴۶۲، ص۸۰)

علامہ عینی لکھتے ہیں: حدیث مذکورہ بالا سے درج مسائل ثابت ہوتے ہیں: (۱)۔۔۔ کافر کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے، ابن التین نے مجاہد، ابن محیریز سے اہل کتاب کا مسجد میں داخل ہونا جائز کہا ہے جب کہ عمر بن عبد العزیز، قتادہ، مالک اور مزنی کے مطابق کافر کا مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ کتابی مسجد میں داخل ہو سکتا ہے اور اس کے سوا کوئی اور نہیں، اور اس کی دلیل مسند احمد کی حدیث پاک ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ہماری مسجد میں اس سال کے بعد کوئی مشرک داخل نہ ہو سوائے عہد والے (یعنی ذمی) اور ان کے خادمین"۔ اور امام مالک نے قرآن کی آیت سے دلیل حاصل کی ہے چنانچہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا مشرک نرے نجس ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں (التوبة: ۲۸)﴾، ﴿فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے (النور: ۳۶)﴾۔ اور کافروں کے مساجد میں داخل ہونے سے سید عالم ﷺ کے فرمان کی تنقیص ہوتی ہے چنانچہ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا: "مساجد کو حائضہ اور جنبی کے لئے حلال نہیں کیا گیا"، اور کافر جنبی ہوتے ہیں اور امام شافعی کے مذہب کے مطابق مسلمانوں کی اجازت سے ان کا مساجد میں داخل ہونا جائز ہے چہ جائے کہ کافر کتابی ہوں یا اس کے علاوہ کسی اور قسم کے، اور امام شافعی نے اس مسئلے میں مسجد مکہ اور حرم کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اور ان کی دلیل حدیث ثمامہ ہے اور مشرک نجس نہیں ہوتا۔ (۲)۔۔۔ حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ کافر جب اسلام قبول کرے تو اُس کے لئے غسل کرنا ضروری ہے اور امام شافعی کافر پر غسل کرنا واجب قرار دیتے ہیں جب کہ حالت شرک میں اُس پر جنابت لاحق ہوئی ہو اور چہ جائے کہ اُس نے شرک کی حالت میں اُس جنابت کے بعد غسل کیا ہو یا نہ کیا ہو، اور بعض شوافع کہتے ہیں کہ اگر اس نے غسل کر لیا تھا تو ٹھیک ہے ورنہ غسل کرنا واجب ہو گا اور بعض شوافع اور مالکی سلسلے کے بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ اُس پر غسل کرنا واجب نہیں بلکہ غسل کا حکم ساقط ہو چکا جیسا کہ اسلام قبول کرنے سے گناہ

جھڑ جاتے ہیں۔ جب کہ مالکی حضرات کے نزدیک ایک قول غسل کے مستحب ہونے کا بھی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مالکی حضرات کے نزدیک کافر پر غسل کرنا مشروع و معروف ہے اور یہ ظاہری بطلان ہے اور مشہور قول یہ ہے کہ کافر جنبی ہونے کی صورت میں غسل کرے گا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا قول ہے کہ پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے غسل کرے گا اور ابن القاسم نے غسل کرنے کو مستحب قرار دیا اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک اسلام قبول کرنے والے کافر پر غسل کرنا واجب ہے اور شوافع کے نزدیک محبوب عمل یہی ہے کہ غسل کرے اور اگر جنبی نہ ہو تو وضو ہی کافی ہوگا اور امام مالک کہتے ہیں کہ نصرانی جب اسلام قبول کرے تو غسل کرے کیونکہ نصرانی پاک نہیں ہوتے معنی یہ ہے کہ اُن کے بدن نجاست سے پاک نہیں ہوتے اس لئے ان کی حالت بدلنے کے لئے نجاست سے طہارت حاصل کرنا ضروری ہے۔ (۳)۔۔۔ قیدیوں کو مساجد میں باندھنا جائز ہے تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھ کر مانوس ہوں۔

(عمدۃ القاری، کتاب الصلوۃ، باب: الاغتسال اذا اسلم وربط، رقم: ۴۶۲، ج۳، ص۵۱۶وغیرہ)

(۲۸) بَابٌ فِي الْمَوَاضِعِ الَّتِي لَا تَجُوزُ فِيهَا الصَّلَاةُ
ان جگہوں کا بیان جہاں نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے

(۴۸۹) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا۔

ترجمہ: عبید بن عمیر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے لئے ساری زمین کو پاک کرنے والی اور مسجد بنادیا گیا ہے"۔

(۴۹۰) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ وَيَحْيَى بْنُ أَزْهَرَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ الْمُرَادِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْغِفَارِيِّ أَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ مَرَّ بِبَابِلَ وَهُوَ يَسِيرُ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ يُؤَذِّنُ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ فَلَمَّا بَرَزَ مِنْهَا أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: إِنَّ حَبِيبِي نَهَانِي أَنْ أُصَلِّيَ فِي الْمَقْبَرَةِ وَنَهَانِي أَنْ أُصَلِّيَ فِي أَرْضِ بَابِلَ فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ۔

عمار بن سعد مرادی نے ابو صالح غفاری سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بابل شہر کے پاس سے گزرے جبکہ وہ سفر میں تھے چنانچہ مؤذن آیا کہ نماز عصر کے لئے اذان کہے، جب آپ اس کی حد سے باہر نکل گئے تو مؤذن کو حکم دیا گیا چنانچہ اس نے نماز کے لئے اقامت کہی، جب فارغ ہوگئے تو فرمایا: میرے محبوب نے مجھے مقبرے میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور بابل کی سرزمین میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ وہ ملعونہ ہے۔

(۴۹۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَزْهَرَ وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ بِمَعْنَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ مَكَانَ فَلَمَّا بَرَزَ۔

ابو صالح غفاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسے معنا روایت کیا، سلیمان بن داؤد نے فرمایا کہ " فلما بوز "کی جگہ "فلما خرج" ہے۔

(۴۹۲) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَقَالَ مُوسَى فِي حَدِيثِهِ فِيمَا يَحْسَبُ عَمْرٌو إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْحَمَّامَ وَالْمَقْبَرَةَ.

عمرو بن یحییٰ کے والد ماجد نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، موسیٰ بن اسمٰعیل کی حدیث عمرو بن یحییٰ کے مطابق ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ساری زمین مسجد ہے سوائے حمام اور مقبرے کی زمین کے"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب :"فی المواضع التی لا تجوز فیھا الصلوۃ" چار احادیث بیان کیں، صحاح میں اس موضوع پر درج ذیل روایات و تخاریج موجود ہیں۔

*۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی نمازوں میں سے کچھ اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو اور انہیں (اپنے گھروں کو) قبرستان نہ بناؤ"۔

(صحیح البخاری ،کتاب الصلوۃ، باب: کراھیۃ الصلوۃ فی المقابر، رقم: ۴۳۲، ص ۷۵)

*۔۔۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں: پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں ہر سرخ وسیاہ (مشرقی اور مغربی قوموں) کی طرف بھیجا گیا ہوں، پہلے کسی نبی کے لیے مال غنیمت حلال نہیں ہوا کرتا تھا وہ صرف میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے، اور صرف میرے لیے ساری روئے زمین مطہر اور مسجد بنادی گئی ہے لہذا جو شخص جس جگہ بھی نماز کا وقت پائے وہاں نماز پڑھ سکتا ہے اور میری ایسے رعب سے مدد کی گئی جو (لوگوں پر) ایک ماہ کی مسافت سے طاری ہو جاتا ہے، اور مجھی کو شفاعت عطا کی گئی۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب:المساجد و مواضع الصلوۃ، رقم:(۱۰۵۰)/۵۲۱، ص ۲۴۵)

*۔۔۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قبرستان اور حمام کے سواء تمام روئے زمین مسجد ہے اس باب میں حضرت علی، عبداللہ بن عمرو، ابو ہریرہ، جابر، ابن عباس، حذیفہ، انس، ابوامامہ اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں۔ یہ سب فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے لئے تمام روئے زمین مسجد اور پاکیزہ بنادی گئی"۔

(سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب:ما جاء ان الارض کلھامسجدا وطھورا، رقم:۳۱۷، ص ۱۱۳)

*۔۔۔سیدنا حضرت کثیر سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے اپنے دادا سے، آپ نے فرمایا میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرتے ہوئے دیکھا، پھر آپ ﷺ نے بیت اللہ کے سامنے مقام ابراہیم کے کنارے دو رکعتیں ادا فرمائیں اور آپ اور طواف کے درمیان کوئی حائل نہ تھا

(سنن النسائی ،کتاب المساجد، باب:الرخصۃ فی ذلک،رقم۷۳۶،ص۱۸۸)

*۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"میرے لیے روئے زمین مسجد اور پاک بنادی گئی ہے۔ (ابن ماجۃ، کتاب الطھارۃ، باب:ما جاء فی السبب، رقم:۵۶۷،ص ۱۱۲)

حل لغات

ببابل: عراق میں کسی علاقے کا نام ہے، کہا جاتا ہے کہ کنعانیین کے امراء نے یہاں قیام کیا تھا اور یہاں پرانے لوگوں کے آثار ملتے ہیں، ایک قول یہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی علاقے میں آگ میں ڈالا گیا تھا، آج اس علاقے میں چھوٹی سی ایک بستی آباد ہے اور باقی ویرانہ ہے۔

ان حبی: حبیب کے معنی میں مستعمل ہے۔ المقبرۃ: واحد ہے اور اس کی جمع المقابر ہے۔

فانھا معلونۃ : مراد اس علاقے کے رہنے والے معلون ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"میں اس بستی میں نماز نہ پڑھوں گا جہاں تین مرتبہ اللہ جل جلالہ نے دھنسائے جانے کا عذاب بھیجا ہو"۔قال موسی :سے مراد موسی بن اسماعیل ہیں جو کہ امام ابوداؤد کے شیوخ میں سے ایک ہوئے ہیں۔

حدیث نمبر "۴۸۹" کے رجال

(۱)۔۔۔عبید بن عمیر بن قتادہ بن سعد بن عامر بن جندع لیث ،ابوعاصم مکی، سید عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انہوں نے عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمر، ابن عباس، ابن عمرو، ابوہریرہ ،بی بی عائشہ صدیقہ، بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ان سے عطاء بن ابی رباح، مجاہد بن جبر، عمرو بن دینار نے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۴۹۰" کے رجال

(۱)۔۔۔یحیی بن ازھر: مصری، انہوں نے حجاج بن شداد، افلح بن حمید، عمار بن سعد سے روایات نقل کی ہیں۔ان سے ابن قاسم نے روایات نقل کی ہیں۔ذہبی کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔ان کا انتقال سن ۱۶۱ھ میں ہوا۔(۲)۔۔۔ عمار بن سعد: سلمی، سلمؓ بن مراد، مصری، انہوں نے ابو صالح غفاری، یزید بن رباح سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان سے ابن لہیعہ، حیوۃ بن شریح، یحیی بن ازھر نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال سن ۱۴۸ھ میں ہوا

(۳)۔۔۔ابو صالح: سعید بن عبدالرحمن غفاری بصری، انہوں نے علی المرتضی، عقبہ بن عامر ،ابوہریرہ، صلہ بن حارث غفاری سے روایات بیان کی ہیں۔ان سے حجاج بن شداد صناعانی، عمار بن سعد مرادی نے روایات نقل کی ہیں

مقابر اور حمام میں نماز نہ پڑھنے کی وجوہ

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ اس کلام کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے، پس امام شافعی کہتے ہیں کہ اگر مقبرہ مرنے والے کے گوشت، پیپ وغیرہ سے ملی جلی مٹی سے تعمیر شدہ ہے اور وہ (خون) وپیپ اس سے نکلتے رہتے ہیں تو اس جگہ پر نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے اور وجہ نجاست کا پایا جانا ہے، اور اگر کوئی شخص کسی مقبرے کے پاک صاف ستھرے مقام پر نماز ادا کرے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح حمام کا تعلق ہے کہ اگر پاک ستھری جگہ پر نماز ادا کی ہے تو اعادہ کی حاجت نہیں اور یہی اقوال ان مسائل میں ہمارے اصحاب احناف کے بھی ہیں۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مقبرہ میں نماز ادا کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور انہوں نے حسن بصری سے حکایت کی کہ وہ مقابر میں نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور امام مالک کہتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ مقابر میں نماز ادا کی جائے، اور ابو ثور کہتے ہیں کہ حدیث کے ظاہر کے مطابق حمام اور مقبرے میں نماز نہ پڑھی جائے اور امام احمد اور اسحق مکروہ جانتے ہیں اور یہ کراہیت سلف صالحین سے منقول مانتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ مقابر کی مٹی پاک ہونے کے باوجود ان میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اور دلیل سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مقدس ہے: "اپنے گھروں میں نماز ادا کرو اور انہیں مقابر نہ بناؤ"۔ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ یہ استدلال ضعیف ہے، معنی یہ ہے کہ اپنے گھروں کو مقابر کی طرح نماز پڑھنے سے خالی نہ کرلو اور یہ کہ مقابر میں نماز نہ پڑھو۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب: المواضع التی لا تجوز، رقم ۴۹۰، ج ۲، ص ۲۳ او غیره)

(۲۹) بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ

اونٹ کے باڑے میں نماز ادا کرنے کی ممانعت کا بیان

(۴۹۳) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الرَّازِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ؟ فَقَالَ: لَا تُصَلُّوا فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ وَسُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ فَقَالَ: صَلُّوا فِيهَا فَإِنَّهَا بَرَكَةٌ۔

عبد الرحمن بن ابو لیلی سے روایت ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اونٹوں کے رہنے کی جگہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز نہ پڑھا کرو کیونکہ وہ شیطانوں کی جگہ ہے"، اور آپ سے بکریوں کے ریوڑ میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: "ان میں پڑھ لیا کرو کیونکہ وہ باعث برکت ہیں"۔

باب سے حدیث کی مناسبت اور دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب: "النهی عن الصلوة فی مبارك الابل" کے تحت ایک ہی حدیث بیان کی، صحاح میں

اس مناسبت سے درج ذیل روایات وتخاریج مروی ہیں۔

*۔۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب: الوضوء من لحوم الابل، رقم: (٦٨٨)/٣٦٠، ص ١٨٠)

*۔۔ حسن اور قتادہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے بکریوں کے ریوڑ میں نماز پڑھنے کی اجازت دی جب کہ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہوں میں نماز ادا کرنے کی اجازت نہ دی۔

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلوة، باب: الصلوة فی مراح الدواب، رقم: ١٥٩٧/٣٦٥، ج ١، ص ٣٠٩)

متذکرہ بالا حدیث کتاب الطهارة، باب "الوضوء من لحوم الابل"، رقم: ١٨٤ میں گزر چکی ہے، اور ہم نے شرح کا مکمل کام اسی سابقہ مقام پر کیا ہے، لہذا دوبارہ شرح کرنے کی حاجت نہیں۔

(٣٠) بَابُ مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ

بچے کو کب نماز ادا کرنے کا حکم کیا جائے

(٤٩٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى يَعْنِي ابْنَ الطَّبَّاعِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا۔

عبدالملک بن ربیع بن سبرہ کے والد ماجد نے اپنے والد محترم حضرت سبرہ بن معبد جہنی سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز کے متعلق اسے مارو پیٹو"۔

(٤٩٥) حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ يَعْنِي الْيَشْكُرِيَّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ سَوَّارٍ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ سَوَّارُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو حَمْزَةَ الْمُزَنِيُّ الصَّيْرَفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ۔

عمرو بن شعیب کے والد ماجد اپنے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جبکہ وہ سات سال کے ہو جائیں اور اس پر انہیں مارو جبکہ وہ دس سال کے ہو جائیں اور ان کے بستر الگ کردو"۔

(٤٩٦) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ سَوَّارٍ الْمُزَنِيُّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَزَادَ: وَإِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ عَبْدَهُ أَوْ أَجِيرَهُ فَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَا دُونَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهِمَ وَكِيعٌ فِي اسْمِهِ وَرَوَى عَنْهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ سَوَّارٌ الصَّيْرَفِيُّ۔

داؤد بن سوار مزنی نے اپنی سند کے ساتھ اسے معناً روایت کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے خادم ، غلام یا نوکر کا نکاح کر دے تو اسے ناف کے نیچے اور گھٹنے سے اوپر نہ دیکھے۔ امام ابوداؤ نے فرمایا کہ وکیع کو ان کے نام میں وہم واقع ہوا ہے اور ان سے ابوداؤد طیالسی نے یہ حدیث روایت کی تو کہا ہمیں بیان کی ابو حمزہ سوار الصیرفی نے۔

(۴۹۷) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ الْجُهَنِيُّ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: مَتَى يُصَلِّي الصَّبِيُّ فَقَالَتْ: كَانَ رَجُلٌ مِنَّا يَذْكُرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: إِذَا عَرَفَ يَمِينَهُ مِنْ شِمَالِهِ فَمُرُوهُ بِالصَّلَاةِ.

ہشام بن سعد سے روایت ہے کہ ہم معاذ بن عبد اللہ بن خبیب جہنی کے پاس گئے تو انہوں نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ بچہ کب سے نماز پڑھے ؟ اس نے کہا کہ ہم میں سے ایک آدمی ذکر کرتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جب وہ دائیں اور بائیں میں تمیز کرنے لگے تو اسے نماز کا حکم دو"۔

باب سے احادیث کی مناسبت اور صحاح کی دیگر احادیث سے موازنہ

یہاں امام ابوداؤد نے باب :"متی یومر الغلام بالصلوۃ" کے تحت چار روایات بیان کیں، صحاح میں اس مناسبت سے ایک مقام پر روایت موجود ہے۔

* ــــ عبد الملک بن ربیع بن سبرہ بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "بچے کو سات سال کی عمر میں نماز سکھاؤ اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارو"۔

(سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب: ما جاء متی یومر الصبی بالصلوۃ، رقم: ۴۰۷، ص ۱۴۱)

حل لغات

مروا الصبی: اصل میں اامروا تھا، دوسری ہمزہ کو تخفیف کے لئے حذف کیا گیا ہے مراد نماز کا حکم کرنا ہے۔
وفرقوا بینهم فی المضاجع: اس لئے کہ بالغ ہوجائیں تو کوئی فساد والا معاملہ نہ ہو۔
اذا عرف یمینه من شماله: بچے کی سمجھداری مختلف ہوا کرتی ہے، بعض بچے دس سال کی عمر میں سمجھ رکھتے ہیں ، بعض اس سے کم یا زیادہ عمر میں، اسی لئے حدیث مین اس موضوع پر خاص تعلیم دی گئی۔

حدیث نمبر "۴۹۴" کے رجال

(۱) ـــ عبد الملک بن ربیع بن سبرہ جہنی: انہوں نے اپنے والد سے سماع حدیث کی ہے، ان سے ابراہیم بن سعد، زید بن حباب، حرملہ بن عبد العزیز سے روایت کی ہے۔ بخاری کے علاوہ دیگر کئی جماعت نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۲) ـــ ابوہ ربیع بن سبرہ بن معبد جہنی مدنی: انہوں نے اپنے والد ،یحیی بن سعید بن عاص، عمر بن عبد العزیز سے روایت کی ہے۔ ان سے زہری، انکے بیٹے عبد الملک اور عبد العزیز نے روایات بیان کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ بخاری کے علاوہ کئی جماعت نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔ (۳) ـــ سبرہ بن معبد: ابن عوسجہ بن حرملہ

بن سبرہ بن خدیج جہنی ابو ثریہ، انہوں نے سید عالم ﷺ کی ۱۹ احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے نے روایت کی ہے۔ ان کا انتقال خلافت معاویہ کے دور میں ہوا۔ ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر "۴۹۵" کے رجال

(۱)۔۔۔ مومل بن ہشام: ابو ہشام یشکری بصری، انہوں نے اسماعیل بن علیہ سے روایت نقل کی ہیں۔ ان سے بخاری، ابو داؤد، عبد اللہ بن ابو داؤد، نسائی، ابو حاتم نے روایات کو نقل کیا ہے۔ ان کا انتقال سن ۲۵۳ھ میں ہوا۔ (۲)۔۔۔ سوار: بن داؤد، ابو حمزہ صیرفی مزنی بصری، انہوں نے ثابت بنانی، عمرو بن شعیب سے روایت نقل کی ہے۔ ان سے اسماعیل بن علیہ، وکیع، ابن مبارک نے روایت کی ہے۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ان کی روایت کردہ احادیث میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابن معین کہتے ہیں کہ ثقہ راوی تھے۔

حدیث نمبر "۴۹۷" کے رجال

(۱)۔۔۔ معاذ بن عبد اللہ بن خبیب: جہنی مدنی، انہوں نے اپنے والد، چچا، ابن عباس، جابر بن عبد اللہ، جابر بن اسامہ سے روایت نقل کی ہے۔ ان سے اسید بن ابی اسید، اسامہ بن زید، عثمان بن مردہ، زید بن اسلم، عبد اللہ بن سلیمان سے روایات نقل کی ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے ان کی روایات کو بیان کیا ہے۔

بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کی تلقین کے مسئلہ پر اختلاف ائمہ

علامہ عینی لکھتے ہیں: فقہائے کرام کہتے ہیں کہ سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کا کہنا تادیباً ہے نہ کہ وجوباً، جب کہ بچہ مرفوع القلم ہوتا ہے اور اوامر و نواہی کا مکلف بھی نہیں ہوتا اور عین سات سال کی عمر میں اُسے نماز کا کہنے سے مراد یہ ہے کہ یہ وقت اُس کے تمیز کرنے کا وقت ہے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ دایہ بچوں کی پرورش سات سال کی انتہاء تک روک دیتی ہے؟ کیونکہ دس میں سے سات اکثر ہوا کرتا ہے اسی وجہ سے دس سال کی عمر میں مارنے کا حکم ہے اور یہی وقت بلوغ کے قریب ترین ہے اور اس لئے بھی بچے کے حق میں بالغ ہونے کی اقل عمر بارہ سال ہے اور یہی وجہ ہے کہ تادیباً اور عبادات کے قائم کرنے پر گامزن کرنے کے لئے انہیں نماز کے لئے کہا جائے۔ خطابی کہتے ہیں کہ حدیث مذکورہ بالغ ہونے کے بعد جان بوجھ کر نماز چھوڑنے پر سخت سزا متحقق ہونے پر دلیل ہے اور بعض شوافع بالغ ہونے کے بعد جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والے کے قتل کو واجب مانتے ہیں اور اُن کا کہنا ہے کہ بچہ نابالغ ہونے پر مارے جانے کا حقدار ہے تو پھر جب بالغ ہو گیا اور کامل عقل رکھنے کے بعد نماز نہ پڑھے تو زیادہ شدید مار ہونی چاہیے، اور علماء نے قتل سے زیادہ شدید مار کسی کو بھی نہیں کہا ہے۔ میں (علامہ عینی) کہتا ہوں کہ یہ کمزور استدلال ہے، ہم اس بات کو مانتے ہی نہیں کہ بالغ ہو جانے کے بعد سخت مار مارنے کا حکم ہے، اور سخت مار قتل ہوا کرتی ہے، ہمیں یہ تسلیم ہی نہیں ہے کہ گناہ کرنے پر قتل کرنا واجب ہوا کرتا ہے اور حدیث مشہورہ ہے: "مجھے حکم دیا

گیا ہے کہ میں اس وقت تک قتال کروں جب تک کہ لوگ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی گواہی نہ دے لیں"۔اور فی نفسہ مارنا بھی متفاوت ہوا کرتا ہے پس بالغ ہونے کے بعد ایسی مار لگائی کہ خون نکل جائے یا قید کرلے جیسا کہ امام اعظم کا مذہب ہے اور یہ بھی سخت مار ہی کہلائے گی، پس اُس کہنے والے کا کیا حال ہوگا جو یہ کہتا ہے کہ "مارنے میں سخت ترین مار قتل ہی ہے"۔اور یہ بھی جان لیں کہ بالغ ہونے سے پہلے لگائی جانے والی مار تادیباً اور بعد میں لگائی جانے والی مار زجر و توبیخ اور تعزیر کے طور پر ہوا کرتی ہے اور یہ مار بچپن میں لگائی جانے والی مار سے سخت ہی ہوگی۔

(شرح سنن ابوداؤد، کتاب الصلوة ،باب: متی یؤمر الغلام بالصلوة،رقم: ۴۹۴،ج۲،ص ۱۲۷)

مسئلہ

اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو،نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتادے،نہ وہاں مسجدیں محرابیں ہیں،نہ چاند سورج،ستارے نکلے ہوں یا ہوں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کرسکے تو ایسے کے لیے حکم ہے کہ تحری کرے (سوچے جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے ادھر ہی مونھ کرے)،اس کے حق میں وہی قبلہ ہے (بہار شریعت مخرجہ، حصہ سوم، جلد اول، ص ۴۸۹)

ماخذ مراجع

کتب تفسیر

(۱) الخازن (علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۲) المظہری (قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۳) ابن کثیر (عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر) متوفی ۷۷۴ھ، مطبوعہ: دار الحدیث القاہرہ۔

(۴) الدر المنثور (علامہ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۵) جلالین کلاں (علامہ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی، امام جلال الدین محلی)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔

(۶) المدارک (علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۱۰ھ، دار ابن دمشق۔

(۷) روح المعانی (علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

(۸) البیضاوی (قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر محمد الشیرازی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۹۱ھ، مطبوعہ: دار الرشید دمشق بیروت۔

(۹) البیضاوی حاشیہ شیخ زادہ (قاضی ناصر الدین ـــ) ایضاً، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔

(۱۰) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، متوفی ۶۸ھ، قدیمی کتب خانہ۔

(۱۱) حاشیۃ الجمل علی الجلالین (علامہ شیخ سلیمان الجمل علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۰۴ھ، قدیمی کتب خانہ۔

(۱۲) الصاوی علی الجلالین (علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۲۲۳ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔

(۱۳) الرازی (امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین الرازی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۰۶ھ ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت

(۱۴) خزائن العرفان (سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۳۶۷ھ ، پاک کمپنی۔

(۱۵) کنز الایمان (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ ، پاک کمپنی۔

(۱۶) تبیان القرآن (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) مطبوعہ: فرید بک اسٹال۔

(۱۷) ضیاء القرآن (پیر کرم شاہ صاحب الاظہری)، مکتبہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔

(۱۸) اعراب القرآن وبیانہ (محی الدین الدرویش) متوفی ۱۹۸۲ء ، مطبوعہ: کمال الملک۔

(۱۹) جامع البیان (امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری) متوفی ۳۱۱ھ ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔

(۲۰) الجامع الاحکام القرآن معروف تفسیر قرطبی (ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی) متوفی ۶۷۱ھ ، دار الکتب العربی۔

(۲۱) روح البیان (امام اسماعیل حقی بروسوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۷ھ ، دار احیاء التراث العربی۔

(۲۲) تفسیر نعیمی (مفتی احمد یار خان نعیمی)، متوفی ۱۳۹۱ھ ، مکتبہ اسلامیہ لاھور۔

(۲۳) الکشاف (محمود بن عمر زمخشری)، متوفی ۵۳۸ھ ، دار احیاء التراث العربی۔

(۲۴) حاشیۃ الشہاب عنایۃ القاضی (علامہ احمد شہاب الدین خفاجی مصری حنفی) متوفی ۱۰۶۹ھ ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۵) تفسیر ابی بن حاتم ، مکتبۃ نزار المصطفی الباز۔

(۲۶) التفسیر المنیر، (ڈاکٹر وھبہ زحیلی)، ۱۴۱۲ھ ، دار الفکر بیروت۔

(۲۷) معارف القرآن (مفتی محمد شفیع دیوبندی) متوفی ۱۳۹۶ھ ، ادارہ معارف القرآن۔

(۲۸) النکت والعیون، (علامہ ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی)، متوفی ۴۵۰ھ ، دار الکتب العلمیۃ۔

کتب حدیث و شروح

(۱) صحیح البخاری (امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵۶ھ، دار السلام للنشر والتوزیع ریاض۔

(۲) الادب المفرد (امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری) مطبوعہ: دار ابن کثیر دمشق بیروت۔

(۳) صحیح مسلم (امام حافظ ابو الحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۶۱ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔

(۴) سنن ابی داؤد (حافظ ابو داؤد سلیمان بن الشعث السجستانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔

(۵) سنن نسائی (امام ابو عبداللہ احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ) متوفی ۳۰۳ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔

(۶) سنن ابن ماجہ (ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۳ھ، مطبوعہ: معرف للنشر والتوزیع ریاض۔

(۷) جامع الترمذی (ابو عیسی محمد بن عیسی سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی ترمذی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۹ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباعۃ

(۸) مسند امام احمد بن حنبل (امام احمد ابو عبداللہ شیبانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۴۱ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔

(۹) مشکوۃ المصابیح (امام محی السنہ علیہ الرحمۃ) متوفی ۵۱۶ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

(۱۰) مستدرک للحاکم (امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حکم علیہ الرحمۃ)، متوفی ۴۰۵ھ مطبوعہ: مکتبہ نزار المصطفی الباز۔

(۱۱) شعب الایمان (امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ۔

(۱۲) الترغیب والترھیب (امام عبد العظیم بن عبد القوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۵۶ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ۔

(۱۳) فتح الباری (امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۲ھ، قدیمی کتب خانہ۔

(۱۴) عمدۃ القاری (علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۵ھ ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔

(۱۵) شرح صحیح مسلم (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) فرید بک اسٹال۔

(۱۶) ریاض الصالحین (ابی زکریا یحیی بن شرف نووی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۷۶ھ ، مطبوعہ: دار الارقم۔

(۱۷) الموطا امام مالک (امام مالک بن انس علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۷۹ھ ، مطبوعہ: دار العصریہ بیروت۔

(۱۸) المعجم الاوسط (امام سلیمان بن احمد طبرانی)، متوفی ۳۶۰ھ ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۱۹) فیض القدیر (عبد الرؤف المناوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۲۱ھ ، دار الکتب العلمیۃ

(۲۰) کنز العمال (علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری)، متوفی ۹۷۵ھ ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۱) المسند الفردوس (امام ابو شجاع شیرویہ بن شہر دار دیلمی)، متوفی ۵۰۹ھ ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۲) المجمع الزوائد (حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الھثمی)، متوفی ۸۰۷ھ ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۳) تحفۃ الطالب بہ معرفۃ احادیث مختصر ابن الحاطب، دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۶ھ ۔

(۲۴) البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ، (امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۱۱ھ ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۵) نووی علی مسلم (علامہ یحیی بن شرف نووی)، متوفی ۶۷۶ھ ، دار احیاء التراث العربی۔

(۲۶) سنن دارمی (امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی) متوفی ۲۵۵ھ ، قدیمی کتب خانہ۔

(۲۷) مصنف ابن ابی شیبہ (امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ)، متوفی ۲۳۵ھ ، ادارۃ القرآن کراچی۔

(۲۸) المعجم الکبیر، (امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی)، متوفی ۳۶۰ھ ، دار احیاء التراث العربی۔

(۲۹) مصنف عبد الرزاق، (امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی)، متوفی ۲۱۱ھ ، توزیع المکتب الاسلامی۔

(۳۰)حلیۃ الاولیاء، (امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی)، متوفی ۴۳۰ھ ،ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان۔

(۳۱)مسند ابی یعلی، (امام احمد بن علی المثنی التمیمی)، متوفی ۳۰۷ھ ،دار الفکر بیروت۔

(۳۲) صحیح ابن حبان، (امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی)، متوفی ۳۵۴ھ ،موسسۃ الرسالۃ۔

(۳۳)کشف الاستار عن زوائد البزار، (حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی)، متوفی ۸۰۷ھ ،موسسۃ الرسالۃ بیروت۔

(۳۴)المفہم شرح مسلم، (حافظ علامہ ابو العباس احمد بن عمر ابراہیم القرطبی)، متوفی ۶۵۶ ھ، دار ابن کثیر بیروت۔

(۳۵)عارضۃ الاحوذی (علامہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی مالکی)، متوفی ۵۴۳ھ ،دار الکتب العلمیۃ۔

(۳۶)شرح معانی الآثار، (ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک ازدی الحجری المصری الطحاوی حنفی) متوفی: ۳۲۱ھ ،دار الکتب العلمیۃ۔

(۳۷)معالم السنن، امام احمد خطابی، شاملہ

کتب لغت

(۱)المفردات (علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۲ھ ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔

(۲)التعریفات (علامہ علی بن محمد بن علی جرجانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۱۶ھ ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔

(۳)تاج العروس (علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی)، متوفی ۱۲۰۵ھ ، مکتبہ مصر، دار الفکر بیروت۔

(۴)لسان العرب (علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی)، متوفی ۷۱۱ھ ، دار احیاء التراث العربی۔

(۵)النہایۃ، (علامہ محمد بن اثیر الجزری)، متوفی ۶۰۶ھ ، دار الکتب العلمیۃ۔

کتب فقہ واصول فقہ وفتاواجات

(۱) الهداية مع بداية المبتدی (امام برهان الدين ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغينانی عليه الرحمة)، متوفی ۵۹۳ھ، مكتبة البشری۔

(۲) القدوری مع توضيح الضروری (ابو الحسن احمد بن جعفر بن حمدان البغدادی عليه الرحمة)، متوفی ۵ رجب المرجب ۴۲۸ھ، مير محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

(۳) نور الايضاح مع بذريعة النجاح (حسن بن عمار بن علی بن يوسف عليه الرحمة)، متوفی ۱۱ رمضان ۱۰۲۹ھ، مکتبہ ضيائيہ راولپنڈی۔

(۴) کنز الدقائق مع کشاف الحقائق (ابو البرکات حافظ الدين عبد الله بن احمد عليه الرحمة) متوفی ۷۱۰ھ، مطبوعہ: مکتبہ ضيائيہ راولپنڈی

(۵) فتح القدير شرح هدايہ مع کفايہ (شيخ امام کمال الدين محمد بن عبد الواحد عليه الرحمة)، متوفی ۶۸۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلميۃ۔

(۶) نور الانوار مع قمر الاقمار (حافظ شيخ احمد بن ابو سعيد المعروف بہ ملاجيون عليه الرحمة)، متوفی ۱۱۳۰ھ، مكتبة النعمانيہ کانسی روڈ کوئٹہ۔

(۷) الفتاوی الرضويۃ (امام احمد رضا خان فاضل بريلوی عليه الرحمة)، متوفی ۱۳۴۰ھ، رضاء فاؤنڈيشن لاهور۔

(۸) الهنديۃ (ملا نظام الدين عليه الرحمة) متوفی ۱۱۶۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلميۃ بيروت لبنان۔

(۹) رد المحتار علی در مختار (علامہ ابن عابدين شامی عليه الرحمة)، متوفی ۱۲۵۲ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلميۃ بيروت لبنان۔

(۱۰) السراجيۃ (شيخ سراج الدين محمد بن عبد الرشيد السجاوندی عليه الرحمة)، متوفی ۶۰۰ھ، ضياء القرآن

(۱۱) الجوهرة النيرة (علامہ ابو بکر علی بن حداد عليه الرحمة)، متوفی ۸۰۰ھ، مکتبہ حقانيہ ملتان۔

(۱۲) البدائع الصنائع (ابو بکر بن مسعود کاسانی عليه الرحمة)، متوفی ۵۸۷ھ مرکز اهل سنت برکات رضا۔

(۱۳) بحر الرائق شرح کنز الدقائق (علامہ ابن نجيم عليه الرحمة) متوفی ۹۷۰ھ، مطبوعہ: دار احياء التراث العربی۔

(۱۴)غنیۃ المستملی (علامہ ابراہیم بن محمد حلبی)، متوفی ۹۵۶ھ، سہیل اکیڈمی لاہور۔

(۱۵)المنار (علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی)، متوفی ۷۱۰ھ، دار لمعرفۃ بیروت۔

(۱۶)الحاوی للفتاوی، (للامام جلال الدین سیوطی)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ لائل پور پاکستان۔

(۱۷)الرسائل الفقہیہ لمولف الاشباہ مع الاشباہ، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔

(۱۸)فقہ الاسلامی والادلۃ، (ڈاکٹر وہبہ زحیلی)، دار الفکر بیروت۔

(۱۹)بہار شریعت، (مولانا امجد علی اعظمی) متوفی ۱۳۷۶ھ، مکتبۃ المدینہ۔

کتب متفرقہ

(۱)احیاء علوم الدین (ابو حامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ء، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

(۲)شرح العقائد مع میزان العقائد (علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۹۱ھ، قدیمی کتب خانہ

(۳)الاصابۃ فی تمییز الصحابہ (الامام الحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی)، متوفی ۸۵۲ھ، دار الکتب العلمیۃ

(۴) سبل الھدی والرشاد (الامام محمد بن یوسف الصالحہ الشامی)، متوفی ۹۴۲ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۵)تاریخ الخلفاء مترجم (علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، قدیمی کتب خانہ، دار الارقم۔

(۶) حجۃ اللہ البالغہ (شاہ ولی اللہ محدث دھلوی)، قدیمی کتب خانہ۔

(۷)فضیلۃ الشکر (ابو بکر محمد بن جعفر بن محمد خرائطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۳۲۷ھ، دار الفکر دمشق۔

(۸)تاریخ دمشق لابن عساکر (امام ابن عساکر علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۷۱ھ، دار احیاء التراث/دار الفکر بیروت۔

(۹)حیات اعلیٰ حضرت (مولانا ظفر الدین قادری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۸۲ھ، مکتبہ رضویہ کراچی۔

(۱۰) منہاج العابدین (امام محمد بن احمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ ،دار الکتب العلمیۃ۔

(۱۱) کتاب الاسماء والصفات (امام ابو حسن محمد بن احمد بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ ،دار احیاء التراث العربی۔

(۱۲) کتاب العظمۃ (امام عبد اللہ بن محمد بن جعفر المعروف ابی الشیخ)، متوفی ۳۹۶ھ ،دار الکتب العلمیۃ۔

(۱۳) الیواقیت الجواہر (علامہ عبد الوھاب شعرانی)، متوفی ۹۷۳ھ ،دار احیاء التراث العربی۔

(۱۴) ذم الھوی (امام ابو الفرج عبد الرحمن بن الجوزی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۹۷ھ ،دار الکتب العلمیۃ۔

(۱۵) العقد الفرید (ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ الاندلیسی)، متوفی ۳۲۷ھ ،دار احیاء التراث العربی۔

(۱۶) روض الریاحین (علامہ عبد اللہ بن اسد یافعی)، متوفی ۷۶۸ھ ،دار الکتب العلمیۃ۔

(۱۷) الکبائر (الشیخ محمد بن صالح العثیمین علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۴۸ھ ،دار الکتب العلمیۃ۔

(۱۸) البدایۃ والنھایۃ (حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۷۴ھ ، دار المعرفۃ بیروت ۔(۱۹) قصص الانبیاء ،ایضا ،دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۰) شرح فتوح الغیب (العارف الربانی شیخ عبد القادر جیلانی، تقی الدین احمد بن تیمیہ) موسسۃ الاشرف لاھور۔

(۲۱) تنبیہ الغافلین (الامام الشیخ نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی) متوفی ۳۷۳ھ ،مرکز اھل سنت برکات رضا۔

(۲۲) الرسالۃ القشیریۃ (الامام ابی القاسم عبد الکریم ھوازن القشیری النیسابوری)، متوفی ۴۶۵ھ ،المکتبۃ التوفیقیۃ۔

(۲۳) الفقہ الاکبر (امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۵۰ھ ،دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۴) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ (عز الدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۳۰ھ ،دار القلم حلب سوریا۔

(۲۵) نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض (شھاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۶۹ھ دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۶) الخیالی علی شرح العقائد النسفیہ (علامہ شمس الدین احمد بن موسی خیالی)، متوفی ۸۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ۔

(۲۷) المعتقد و المنتقد (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی)، متوفی ۱۳۴۰ھ،

(۲۸) تہذیب التہذیب (ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۵۲ھ، دار الفکر بیروت۔

(۲۹) مقالات کاظمی (علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمۃ)، برکاتی پبلی کیشنز۔

(۳۰) سیرت رسول عربی (نور محمد توکلی علیہ الرحمۃ) فرید بک اسٹال۔

(۳۱) حفظ الایمان (مولانا اشرف علی تھانوی)، مکتبہ تھانوی دفتر البقاء، مسافر خانہ بندر روڈ۔

(۳۲) تقویۃ الایمان (شاہ اسماعیل دہلوی)، مکتبہ علیمی لاہور۔

(۳۳) جاء الحق (مفتی احمد یار خان نعیمی) متوفی ۱۳۹۱ھ، ضیاء القرآن لاہور۔

(۳۴) التھذیب تاریخ ابن عساکر (ابو قاسم علی بن حسین المعروف بابن عساکر)، متوفی ۵۷۱ھ، دار احیاء التراث العربی۔

(۳۵) موسوعۃ للامام ابن ابی دنیا (امام اسماعیل بن محمد بن ھادی)، متوفی ۱۳۳۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۳۶) دلائل النبوۃ (حافظ احمد بن الحسین البیہقی، متوفی ۴۵۸ھ)، دار النفائس/دار الکتب العلمیہ۔

(۳۷) سنن الکبری، (امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی) متوفی ۳۰۳ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۳۸) الزھد لابن المبارک، (امام عبد اللہ بن مبارک مروزی) متوفی ۱۸۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۳۹) الزھد للامام احمد، (امام احمد بن حنبل) متوفی ۲۴۱ھ، دار الغد جدید۔

(۴۰) صفۃ الصفوۃ، (امام ابوالفرج ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ) دار الکتب العلمیہ۔

(۴۱) ایھا الولد (امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی) متوفی ۵۰۵ھ، مکتبۃ المدینۃ۔

(۴۲) الطبقات الکبری لابن سعد، (محمد بن سعد بن منیع ہاشمی، متوفی ۲۳۰ھ)، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

(۴۳) سیرۃ النبویۃ، (حافظ ابو بغداد اسماعیل بن کثیر) متوفی ۷۷۴ھ، دار القلم العربی حرب سوریا۔

(۴۴) وفاء الوفاء، (علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی) متوفی ۹۱۱ھ، دار النفائس ریاض۔

(۴۵) جذب القلوب، (شیخ عبد الحق محدث دہلوی)، نوری بک ڈپو لاہور۔

(۴۶) شرح الصدور، (حافظ جلال الدین سیوطی شافعی) متوفی: ۹۱۱ھ، مرکز اہل سنت برکات رضا۔

(۴۷) التمہید، (امام یوسف بن عبد اللہ محمد بن عبد البر) متوفی ۴۶۳ھ، دار الکتب العلمیہ۔

(۴۸) المدخل، (محمد بن محمد المشہور ابن الحاج) متوفی ۷۳۷ھ، دار الفکر بیروت۔

(۴۹) حجۃ اللہ علی العالمین، (علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)، متوفی ۱۳۵۰ھ، مرکز اہل سنت برکات رضا ہند۔ (۵۰) مکتبہ شاملہ۔